مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مترجم

دلا حمد الٰہی ہو رقم کیا — کہ مین کیا اور مرا دست و قلم کیا
زمین کی ہفت پیہر حفظ ہر آن — ابتک گر لکھین سب جن و انسان
مگر ہی ترک مین اوسکی بہی ڈر — کہ ہو جائی نہ یہ مجموعہ ابتر
سبہون پر عام ہی انعام تیرا — کہ منعم ہے خدایا نام تیرا
مری یہ عاجزی ہی تجکو معلوم — ثواب حمد سی رکہنا نہ محروم
مری قدرت سی باہر ہو سراسر — تری نعمت کی یارب ہو برابر
وہ حمد پاک جسمین ہو یہ تاثیر — رہون دنیا مین مین با عز و توقیر
وہ حمد پاک جو حاجت روا ہو — نکالی دل کا جو جو مدعا ہو
وہ حمد پاک جو لائق ہو تیرے — وہ حمد پاک جو کام آئی میرے
وہ حمد پاک جس سی تو ہو راضی — وہ حمد پاک جس سی ہون ناجی
وہ حمد پاک جو جنت دکہائے — عذاب قبر و دوزخ سی بچائے
وہ حمد خاص جس سی دل ہو شاد — نتیجہ ہون رنگین اور خوش رو

سیاہی ہون اگر سب بحر زخار — بنی کلک قلم ہر شاخ اشجار
جو حق حمد ہی وہ تو بہلا کیا — رقم ہرگز نہوا کہ شمہ اوسکا
لہذا عاجزانہ یہ دعا ہے — تمنا ہی طلب ہی التجا ہے
خدایا رحم کر مجہہ ناتوان پر — کہ ہون تحمید مین مجبور و مضطر
خدایا رحم کر مجہہ پر کرم کر — مری دفتر مین حمد ایسی رقم کر
وہ حمد پاک جو کی سب نبیون نی — ملائک نی بشر نی اور جنون نی
وہ حمد پاک جسمین ہو یہ برکت — رہون دنیا مین ہون با عیش و عشرت
تجہی جو حمد ہو مقبول و منظور — رہون کونین مین مین جس سی مسرور
وہ حمد پاک جو میری دوا ہو — کہ درد جرم و عصیان سی شفا ہو
وہ حمد پاک جسمین یہ اثر ہو — دم مردن نہ شیطان سی ضرر ہو
وہ حمد خاص جو رہبر ہو میری — بتا دی ای خدا جو راہ تیری
وہ حمد خاص جو تجہسے ملادے — خیال ماسوی دل سی بہلادے

وہ حمدِ خاص جس ہی انہی ہی شی | رہی ہی میری نظر میں کچہ نہ باقی
جدہر دیکہوں اودہر توہی نظر آ | دوئی کا پردہ چشم دل سی اوٹہا

نہیں تیرے سوا کوئی جہاں میں | زمین میں آسمان میں لامکاں میں
جو کچہ موجود ہوتا ہی یہ معلوم | یہ ہستی ہی نقطہ اک امر موہوم

توہی اول ہی اور آخر توہی ہی | توہی باطن ہی اور ظاہر توہی ہی
دعائیں حمد میں ہی جو نگیں | کہو یارو کہ آمین ثم آمین

نعت

بہلا میں اور نعت شاہِ لولاک | چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک
کروں کیا نعت احمد ہاں ہو ہیہات | مثل ہی منہ ذرا سا اور بڑی بات

جو حق نعت ہی ممکن نہیں وہ | کسی سی ہو نہیں سکتا ہی کہیں وہ
خدا خود کر رہا ہے جسکی تعریف | بہلا بندہ کرے کیا اوسکی توصیف

مگر دل اب نہیں ہر گز ہی رکتا | یہی کہتا ہی تہوڑی نعت لکہہ
محمد سرور ہر دو جہاں ہے | محمد افسر کون و مکان ہے

جو صورت دیکہو تو شان خدا ہے | کلام پاک فرمان خدا ہے
جہاں میں افضل المخلوق وہ ہے | خدا عاشق ہی اور معشوق وہ ہے

خدا ہی نور وہ نور خدا ہے | اوسی سے نور حق ظاہر ہوا ہے
حقیقت میں خدا جانے وہ کیا ہے | مگر آئینہ وحدت نما ہے

حقیقت سی ہوئی ہو اونکی آگاہ | وہ دل سی کہا ل وتہی اللہ اللہ
تادب با قلم جائے ادب ہے | درود اونپہ ہمیشہ ہوں و مت آیا

عدد میں جسقدر ہیں گر معلوم | وہ ہیں موجود یاریکہ و تنہا
درود اونپہ ہی نازل اونپہ تو کر | اور اونکی آل اور اصحاب سب پہ

محبت آپکی ہی اصل ایمان | کہ ایمان کا لیدہی اور وہ جان
محبت جب نہ ہو ایمان ہی بیکار | بیانِ قالب بیجان ہی بیکار

خدایا ایسی الفت دی نبی کی | رہی باقی نہ پہر خواہش کسی کی
مراد قبلہ شہ ہر دو سرا ہو | مراد دل بطائے قبلہ نما ہو

محبت سب کی میرے دلسی کہو دے | مجہے عشق محمد میں ڈبو دے
خدایا بہر یار و آل احمد | دعائیں فخر عاصی کی ہوں رد نہ

اب بہائیو تم ذرہ میری سنو میں سراپا گناہ ہمہ تن قصور امیدوار رحمت غفور ذو الجلال ہوں نام فخر الدین احمد ہے نام بدنام کنندہ نکو نامی چند ہوں جناب غفران مآب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی کا فرزند ہوں لکہنؤ میرا وطن ہے فرنگی محل مسکن ہے بحر العلوم مولانا محمد عبد العلی صاحب مغفور کا نواسا ہوں حضرت مولانا محمد قدرت علی صاحب مرحوم کا پوتا ہوں ان حضرات کے فضل و کمالات دیکہ کر اپنی نالیاقتی پر روتا ہوں جناب کرامت مآب حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوالی صاحب قدس سرہ کا مرید اور خادم ہوں مگر ایسا کر ایسے پیرو مرشد کامل کی پیروی اور تحصیل ارشاد نہیں ہو سکتی سخت نادم ہوں بیت — فَرَّقْتُ الْحَرْفَ كَيْفَ وَ كَيْفَ فَاهَا اُنْتُمْ اَهَا اَهَا حق تعالیٰ مجہپر اپنا فضل و کرم کرے علم و عمل میں مجہے اونکا قدم بقدم کرے آمین ثم آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

سبب تالیف

کیمیائی سعادت جو کتاب ہے حقیقت میں اسم بامسمی اور لاجواب ہے اسمیں جو چار عنوان اور چار ارکان ہیں انکی اتنی لیاقت

لیکن ایران میں افادہ میں کسی کتاب کو اوسکے مثل سمجھنے کا محل نہیں احیاء العلوم کے سوا کوئی اوسکا نعم البدل نہین ہے ہمارا
جادۂ قدیم پیشوا سے صراط مستقیم مرشد منہاج طریقت خضر شوارع شریعت کے افاضات سے ہے یعنی امام الانام حجۃ الاسلام
حضرت محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ یا تعاقب الایام واللیالی کی تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا کچھ حال کرامت شمائل
تحریر میں آسکے تو دیباچہ دفتر مناقب بنجائے یہی علما وارثان پیغمبر ہیں مرتبہ میں انبیاء بنی اسرائیل کے ہمسر ہیں مجھے اور ہر مسلمانکو
خدا انکی محبت نصیب کرے اور اونکے اتباع کی توفیق دے ۞ آمین یا رب العالمین ۞

ایک دن جناب عالی ہمم مقصد فیض و کرم عمیم الاحسان کریم الامتنان فیض رسان صاحب مجمع وتالیف قدردان وضیع و شریف
امیر با توقیر سیر تن خلق سراپا مروت جناب منشی نول کشور صاحب سلامت کی خدمت اکسیر خاصیت میں یہ ہیچمدان حاضر تھا
کیمیای سعادت کا کچھ ذکر ہوا از راہ فیض رسانی مجھسے فرمایا یہ مضمون افادت مقرون زبان مبارک پر آیا کہ اس کتاب کامل النصاب
کی فارسی عبارت ہے اور اس زمانہ میں لوگون کو اردو کی طرف زیادہ رغبت ہے اور یہ فارسی قدیم کم استعداد لوگون کی سمجھ میں
بخوبی نہین آتی ہے طالبون کی کیمیا کچی رہ جاتی ہے مین دل منظور ہے کہ تو اس نسخہ کی ترکیب بدل کر تیرا نام ہو اردو مین ترجمہ
کہ فیض عام ہو ایک تو اونکا فرمانا دوسرے عاصی نے اس امر کو موجب سعادت دارین جانا دل سے منظور کیا تعمیل ارشاد مین مشغول ہوا
الحمد للہ کہ سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین اس امر اہم کا انجام ہوا اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت اس کتاب کا
نام ہوا یہ لفظی ترجمہ نہین بلکہ حتی المقدور کتاب کا مطلب اپنے محاورہ اور روزمرہ کے موافق تحریر ہے عمداً کہین تبدیل ہے
نہ تغیر ہے ہان کہین کہین اجمال کی تفصیل کے واسطے کوئی لفظ یا فقرہ بڑہایا ہے اگر مطلب کے موافق کوئی شعر برمحل یاد آگیا تو
بے اختیار زبان قلم پر آیا ہے چونکہ امام عالیمقام مصنف کیمیای سعادت شافعی المذہب تھے لہذا برادران حنفی المذہب کو چاہیے
کہ مسائل فقہیہ مین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرین اپنے مذہب کے علما سے فتوی پوچھ لین اور ناظرین باریک بین
سے امید ہے کہ بمقتضائے اَلْاِنْسَانُ مُسَاوِقُ النِّسْیَانِ اگر اس ہیچمدان سے کہین غلطی ہوئی ہو تو اوسے بنظر اصلاح ملاحظہ
فرمائین عاصی کو دعاے خیر سے یاد کرین مورد الزام نہ بنائین اور درگاہ الہی مین یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو عاصی پر معاصی کے
حق مین منجملہ باقیات صالحات کرے اپنی رحمت کاملہ سے مشفق شاقہ کو میرے واسطے دنیا مین سبب رحمت عقبیٰ مین موجب نجات
کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

التماس

مالکان مطابع بلاد و امصار آہیدان ہر شہر و دیار کی خدمت مین التماس ہے کہ مترجم کتاب کیمیای سعادت مسمی بنسخہ
اکسیر ہدایت نے قدردان مترجم و واضع جناب منشی نول کشور صاحب المطابع کی فرمایش اور ارادہ سے یہ ترجمہ کیا
اور اپنا حق المحنت جناب موصوف کو نذر اور ہبہ کر دیا کوئی صاحب اور کسی چھاپہ خانہ مین اسکی نقل نہ چھاپین نہ چھپوائین جنکو
نسخون کی ضرورت ہو مطبع منشی نول کشور سے خرید فرماوین فقط

العبد فخر الدین احمد عفی اللہ عنہ الصمد
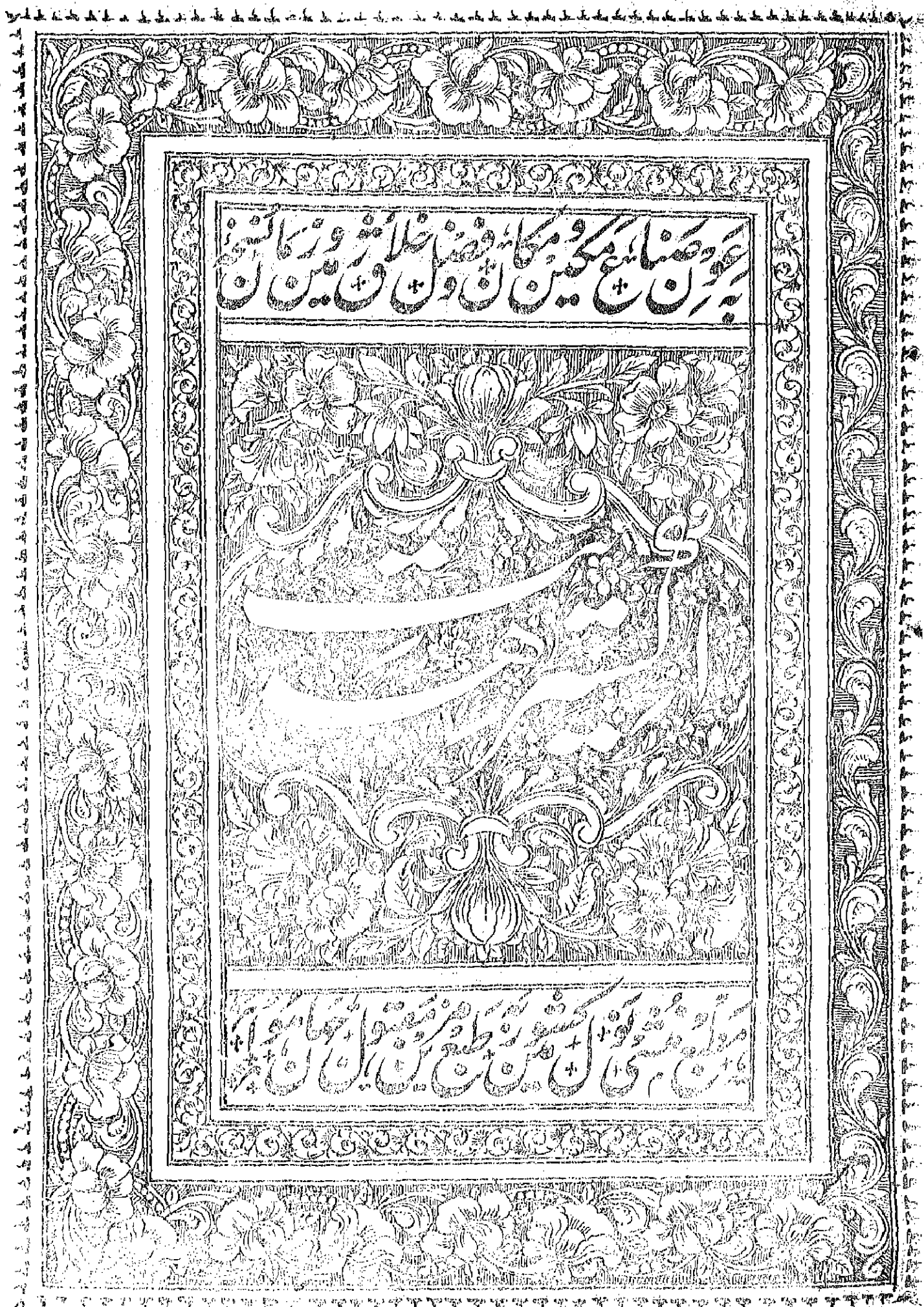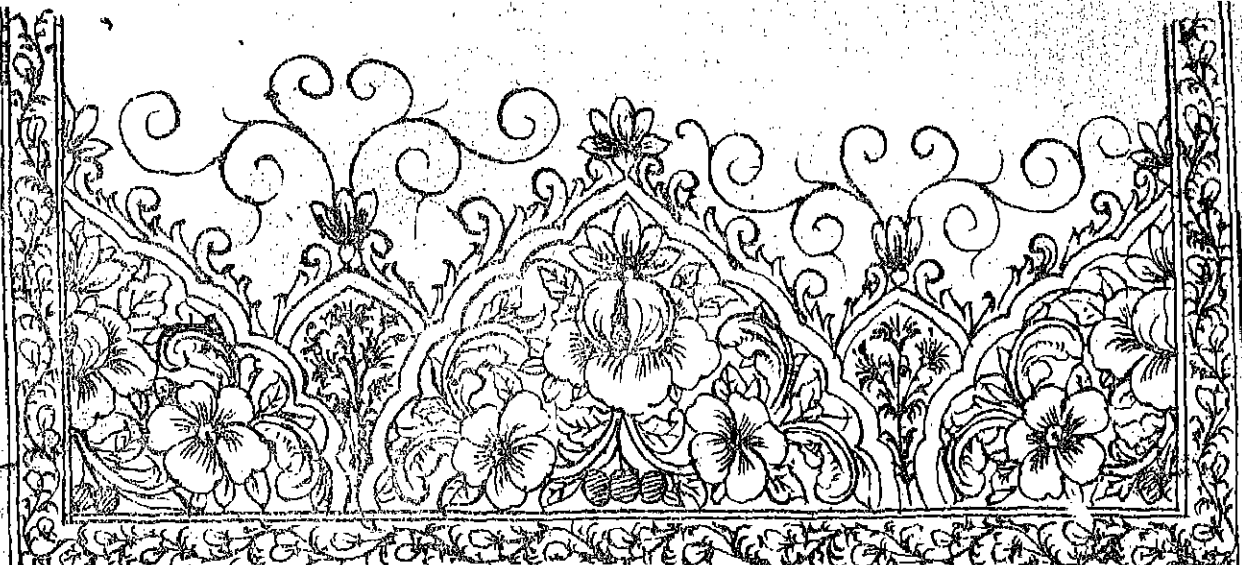
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

شکر و سپاس بے قیاس آسمان کے تارون اور مینہ کے قطرون اور درختون کے پتون اور میدان کی ریت اور زمین آسمان کے ذرون کے
برابر اوسی خدا کے لیے ہے کہ یگانگی جسکی صفت ہے اور بزرگی بڑائی برتری اچھائی جسکی خاصیت ہے اور اوسکے جلال کے کمال سے کوئی بندہ
آگاہ نہین اور اوسکی معرفت کی حقیقت مین اوسکے سوا کسی کو راہ نہین بلکہ اوسکی حقیقت معرفت مین اپنی عاجزی کا اقرار کرنا صدیقون کی معرفت کا
منتہا ہے اور اوسکی حمد و ثنا مین اپنی تقصیر کا مقر ہونا فرشتون اور پیغمبرون کی ثنا کی انتہا ہے اور اوسکے جلال کی پہلی چمک مین حیران رہ جانا
عقلمندون کی عقل کی غایت ہے اور اوسکے جمال کی نزدیکی ڈھونڈھنے مین متحیر رہ جانا سالکون اور مریدون کی نہایت ہے اور اوسکی اصل معرفت
کی امید توڑ دینا اپنا جی چھوڑ دینا ہے اور اوسکی معرفت مین دعوی کمال کرنا تشبیہ اور تمثیل کا خیال کرنا ہے اور اوسکی ذات کے جمال کے ملاحظہ
سے چکا چوند سب آنکھون کا حصہ ہے اور اوسکی عجیب صنعتین دیکھنے سے معرفت ضروری سب عقلون کا ثمرہ ہے کوئی شخص ایسا نہو کہ اوسکی ذات کی
عظمت مین سوچ کرے کہ کیونکر ہے اور کیا ہے کوئی دل ایسا نہو کہ اوسکی عجیب صنعتون سے ایک لحظہ غافل رہے کہ اونکی ہستی کیا ہے اور کسکی
قدرت سے برپا ہے تاکہ ضرور پہچانے کہ سب اوسی کی قدرت کے آثار ہین اور اوسی کی عظمت کے انوار ہین اور سب عجائب غرائب اوسی کی
حکمت کا ہے اور سب پرتو جمال اوسی حضرت کا ہے اور جو کچھ ہے اوسی سے ہے اور سب اوسی کے سبب سے ہے بلکہ خود سب وہی ہے کہ کسی چیز کو
اوسکی ہستی کے سوا حقیقت مین ہستی نہین ہے بلکہ سبھون کی ہستی اوسی کی نور ہستی کی پرچھائین ہے اور درود نامحدود محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر
کہ وہ سب پیغمبرون کے سردار اور رہنما اور راہ بر ہر ایماندار ہین اور اسرار ربوبیت کے امانت دار اور برگزیدہ حضرت پروردگار ہین اور اونکے
یارون اور اہل بیت پر کہ اونمین سے ہر ایک امت کا پیشوا ہے اور شریعت کی راہ دکھانیوالا ہے اما بعد اے عزیز از جان اس بات کو جان

کہ خدا نے آدمی کو کھیل اور بیہودہ باتون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے بلکہ اوسکا کام اور خطر بڑا ہے اسواسطے کہ اگر وہ ازلی نہین تو ابدی ہے
یعنی اگرچہ ہمیشہ سے نہین تو ہمیشہ تک ہے اور اگرچہ اوسکا بدن مٹی کا ناچیز ہے مگر اوسکی روح کی حقیقت ربانی اور عزیز ہے اور اوسکی اصل اگرچہ
چرند درند شیاطین کی صفتون سے ملی ہے اور اس میل مین بھری ہے مگر جب مشقت کی گھریا مین رکھی جاتی ہے تو ان آلایش سے پاک ہوکر درگاہ
الٰہی کی قربت کی قابلیت پاتی ہے اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک سب نیچ اونچ اوسی کا کام ہے اسفل السافلین اوسکا یہ ہے کہ چرند درند شیاطین
مقام ہین اگرچہ خواہش اور غصہ کے پھندے مین پھنسے اور اعلیٰ علیین اوسکا یہ ہے کہ ملائکہ کے درجے پر پہونچے مثلاً خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے یہ دونون اوسکے
قیدی ہون وہ انکا بادشاہ بن جائے جب یہ مرتبہ بادشاہی اوسے حاصل ہوتا ہے تب وہ جناب الٰہی کی بندگی کے قابل ہوتا ہے اور یہ بندگی کی قابلیت صفت
ملائکہ ہے اور آدمی کا کمال مرتبہ ہے جب حضرت الٰہی کے جمال کی محبت کا مزا اوسے حاصل ہوتا ہے تو اوسکی دید بے ایکدم صبر نہین کرسکتا اور جمال لازوال کی یاد اوسکی بہشت
ہوجاتی ہے اور اگر پیٹ فرج کی شہوت کے حصر مین جو بہشت ہے وہ اوسکے نزدیک ہیچ اور نفرت ہوجاتی ہے چونکہ ابتدائی پیدایش مین آدمی کی اصل ناقص اور ناچیز ہے تو اوسے ملائکہ کے
درجۂ کمال کو پہونچانا ممکن نہوگا مگر مشقت اور علاج کرنے سے جسطرح وہ کیمیا جو تانبے پیتل کو پاک صاف کرکے سونا کردیتی ہے نہایت دشوار ہے ہر ایک اوسے
نہین پہچانتا اوسیطرح یہ کیمیا بھی جو آدمی کی اصل کو چارپائی کی کثافت سے ملائکہ کی صفائی اور نفاست کو پہونچاتی ہے کہ اوس صفائی کی بدولت
سعادت ابدی ہاتھ آتی ہے مشکل ہے ہر ایک نہین جانتا اس کتاب کی نیو ڈالنے سے اوسی کیمیا کے اجزا کا بیان مقصود ہے جو حقیقت مین کیمیائے سعادت
ابدی ہے اسیواسطے **کیمیای سعادت** اس کتاب کا ہمنے نام رکھا کیمیا کا نام اس کتاب سے بہت مناسب ہے اسواسطے کہ تانبے اور
سونے مین زردی اور بھاری پنے کے سوا اور کچھ فرق نہین اور اوس کیمیا سے دنیا مین مالدار ہونیکے سوا کچھ حاصل نہین دنیا چند روزہ ہے اور اوسکی
دولت دنیا خود کیا ہے اور چارپایون کی عادات اور ملائکہ کی صفات مین زمین آسمان کا فرق ہے اور اس کیمیا کا ثمرہ سعادت ابدی ہے کہ اوسکی
مدت کی غایت نہین اور اوسکی نعمتون کے اقسام کی نہایت نہین اور کسی میل کو اوسکی صفائی نعیم مین دخل نہین یہ کتاب حقیقت مین کیمیا ہے اسکے سوا
اور کسی چیز کو کیمیا کہنا عاریت اور بیجا ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ جسطرح کیمیای زر ہر ایک بوڑھیا کی گرستی مین لوگ نہین پاتے بلکہ بڑے آدمیون
اور بادشاہون کے خزانہ مین پاتے ہین اوسیطرح کیمیای سعادت ابدی بھی ہر جگہ نہین پاتے خزانہ ربوبیت مین پاتے ہین اور خداوند کریم کا خزانہ
آسمان مین فرشتون کی ذات ہے اور زمین مین انبیا کے قلوب جو کوئی یہ کیمیا درگاہ نبوت کے سوا اور کہین ڈہونڈیگا راہ بھولیگا آخر کو دہوکا
کھائیگا خیال خام کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا قیامت مین اوسکی مفلسی ظاہر ہوجائیگی تمام خلق اوسکے کھوٹے پیسے سے باہر ہوجائیگی اور اوسکی اولٹی سمجھ کہین
جائیگی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اوسے نظر آئیگی اَرْحَمُ الرَّاحِمِين کی بڑی رحمتون سے ایک یہ رحمت ہے کہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ دنیا مین بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ خلق کو سکھائین نقد دلکو مشقت کی گھریا مین رکھنا بتائین اور
یہ کہ بُرے اخلاق جنسے دل کثیف اور میلا ہوتا ہے دل سے کیونکر دور کرین اور اوصاف حمیدہ سے خانۂ دل کسطرح معمور کرین سبکو تعلیم فرمائین
اسیواسطے حق تعالےٰ نے پاکی اور بادشاہت کے ساتھ جسطرح اپنی تعریف کی اوسیطرح انبیا صلوات اللہ علیہم کے بھیجنے پر بھی اپنی توصیف کی
اور مخلوق پر اپنا احسان جتایا یعنی یون فرمایا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ
فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ آیۂ کریمہ کے یہی معنی ہین

سعادت کے مقام کی طرف متوجہ ہو جاتے خاص لوگ اس مقام کو جناب الہیت کہتے ہین اور عوام جنت کہتے ہین اور یہ سب باتین سمجھ جاتا ہین
کہ کچھ اپنی معرفت تجھے حاصل ہو اور جسنے یہی بجانا وہ دین سے جہالت اوسکا حصہ رہا اور دین کی حقیقت سے وہ بے پردہ رہا فصل اے عزیز اگر تو اپنے تئین
جاننا منظور رہے تو یہ بات جاننا ضرور ہے کہ خدا نے تجھکو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک ظاہری ڈھانچا جسے بدن کہتے ہین اور جسکو ظاہر کی آنکھ سے
دیکھ سکتے ہین دوسرے باطنی معنی ہین کہ اوسکو نفس اور دل اور جان کہتے ہین اور اوسے فقط باطن کی آنکھ سے پہچان سکتے ہین ظاہر کی آنکھ سے
نہین دیکھ سکتے اور یہی باطنی معنی تیری حقیقت ہے اور اس معنی کے سوا اور جو چیزین ہین وہ اوسکی تابع اور لشکر اور خدمتگار ہین اور ہم
اس حقیقت کو دل کہتے ہین ہم جب دل کی بات کہین گے تو اے عزیز جان تو کہ دل سے یہی حقیقت انسان مراد لین گے اور اس حقیقت کو کبھی
روح کہتے ہین کبھی نفس اور دل سے وہ گوشت کا لوتھڑا مقصود نہین ہے جو سینہ مین بائین طرف موجود ہے اوسکی حقیقت کیا ہے کہ جانورون
اور مردون کے بھی ہوتا ہے اور اس دل کو جو حقیقت انسان ہے ظاہری آنکھ سے نہین دیکھ سکتے جو چیز ظاہری آنکھ سے دکھائی دے وہ اس عالم
سے ہے جسے عالم شہادت کہتے ہین اور اوس دل کی حقیقت اس عالم سے نہین ہے ہان اس عالم مین مسافرانہ آیا ہے وہ ظاہری گوشت کا لوتھڑا اس
دل کی سواری اور ہتھیار اور بدن کے سب عضو اوسکا لشکر ہے وہ تمام بدن کا بادشاہ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اوسکے جمال جہان کا مشاہدہ
اوسی دل کی صفت ہے اور اوسی پر تکلیف عبادت ہے اوسی کو خطاب ہے اوسی پر ثواب و عذاب ہے اصلی سعادت اور شقاوت اوسی کے لیے ہے
ان سب باتون مین بدن اوسکا تابع ہے اوسی کی حقیقت اور صفتونکا پہچاننا خدا تعالیٰ کی معرفت کی کنجی ہے اے عزیز ایسی کوشش کر کہ تو اوسکو پہچانے
کہ وہ ایک عمدہ گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے درگاہ الوہیت اوسکا اصلی معدن ہے وہین سے وہ آیا ہے وہین پھر جائیگا یہان مسافرانہ آیا ہے
تجارت اور زراعت کے لیے تشریف لایا ہے تجارت اور زراعت کے معنی آگے بیان ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ بخوبی عیان ہون گے۔
فصل اے عزیز یہ سمجھ لے کہ جبتک تو دل کی ہستی نہ جانیگا اوسکی حقیقت کو کیا پہچانیگا پہلے ہستی پہچان پھر حقیقت جان بعد دل کا لشکر
معلوم کر کہ کیا ہے پھر یہ سمجھ کہ دل کو اوس لشکر سے کیا علاقہ ہے پھر اوسکی صفت پہچان کہ حق تعالیٰ کی معرفت اوسے کیونکر حاصل ہوتی ہے اور معرفت
سے اپنی سعادت کو کس طرح پہونچتا ہے ان سب سے ہر ایک کا بیان آئیگا لیکن دل کی ہستی تو ظاہر ہے کہ اپنی ہستی مین آدمی کو کچھ شک نہین اور اوسکی
ہستی اوسکے ظاہری ڈھانچے سے نہین اسواسطے کہ یہ بدن مردہ کے بھی ہے اور جان نہین اور دل سے ہمارا مقصود روح کی حقیقت ہے
روح جب نہ ہو بدن مردار ہے اگر کوئی اپنی آنکھ بند کرے اور اپنے خاکے اور دنیا و مافیہا کو جسے آنکھ سے دیکھ سکتے ہین بھولا دے
تو اپنی ہستی کو ضرور پہچان لے اور گو کہ اپنے قالب اور دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو لیکن اپنے تئین جان لے اور اگر کوئی اس امر مین
خوب غور کرے تو کچھ آخرت کی بھی حقیقت پہچان لے اور یہ جان لے کہ جب اوسکا قالب چھین لین گے تو اوسکا قائم رہنا
اور فنا نہونا روا ہے فصل دل کیا ہے اور کیا خاص صفت دل کی ہے اسکے بیان کرنیکی شریعت نے اجازت نہین دیا
ہے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح نہین فرمائی اور حق تعالیٰ کی جناب سے یہ آیہ آئی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ
الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ روح اللہ کے کامون اور عالم امر سے ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہوئی اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ
عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جس چیز مین ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اوسے عالم خلق کہتے ہین اسواسطے کہ تقدیر خلق کی معنی اندازہ

کرینگے ہین اور آدمی کے دل کے لیے اندازہ نہین اسیواسطے تقسیم نہین قبول کرتا ہے اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اوسمین ایک طرف
کسی چیز کا جہل اور دوسری طرف اوسی چیز کا علم ہونا درست ہوتا اور ایک ہی وقت وہ عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتین محال ہین
اور روح باوجودیکہ قابل قسمت نہین اور مقدار کو اوسمین مداخلت نہین مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے اور جیسا خلق اندازہ کرنے کو
کہتے ہین ویساہی پیدا کرنیکو بھی کہتے ہین تو اس معنی پر روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہین
اسواسطے کہ عالم امر اون چیزون سے عبارت ہے جنہین ناپ اور اندازہ کو دخل نہو جو لوگ روح کو قدیم سمجھے غلط سمجھے اور جنھون نے روح کو عرض کہا
غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہین دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے تو روح عرض کیونکر ہوتی اور
جنھون نے روح کو جسم کہا ہے اونکو بھی وہم ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہوسکتا ہے اور روح ٹکڑے نہین ہوسکتی ایک چیز اور ہے اوسکو بھی روح کہتے ہین
وہ ٹکڑے بھی ہوسکتی ہے اور جانورون کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہین وہ خدا تعالی کی معرفت کا محل ہے جانورون کے
وہ روح نہین ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتون کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے اوسکی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اوسکی تفصیل کرنیکی
اجازت نہین اور دین کی راہ چلنے مین پہلے اوسکے پہچاننے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ پہلے دین کی راہ مین محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی
شخص کما حقہ ریاضت کریگا یہ پہچان اوسے خود بخود حاصل ہوجائیگی اور یہ معرفت نتیجہ اوس ہدایت کے ہے جو حق تعالی نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا
فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور جسنے پوری ریاضت نہین کی اوس سے روح کی حقیقت کہنا درست نہین ہے لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے
دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر نہ جانیگا جہاد کیا کریگا فصل اے عزیز اس بات کو جان کہ بدن دل کی مملکت ہے اور اس مملکت مین دل کے
مختلف لشکر ہین وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ تجارت ہے اور آخرت کے لیے دل کو پیدا کیا ہے اور سعادت ڈھونڈھنا اوسکا کام ہے
اور اوسکی سعادت خدا تعالی کی معرفت پر موقوف ہے اور صانع کی معرفت مصنوعات سے اوسکو حاصل ہوتی ہے اور تمام عالم مصنوعات ہے
اور عجائبات عالم کی معرفت ظاہر و باطن کے حواس سے اوسے حاصل ہوتی ہے اور حواس کو بدن کے ساتھ ثبات ہے معرفت دل کا شکار ہے
اور حواس پھندا اور بدن سواری اور پھندیکا اوٹھانیوالا اسواسطے دل کو کالبد درکار ہوا اور کالبد پانی مٹی گرمی تری سے مرکب بنا اسوجہ سے
کم طاقت ہے اور باطن مین بھوک پیاس ظاہر مین آگ پانی دشمن درندون کے سبب اسکے لیے خطرہ ہلاکت ہے اسوجہ سے کہانے پینے کی اوسکو
حاجت ہوئی اور دو لشکرون کی اسے ضرورت ہوئی ایک ظاہری لشکر ہے جیسے ہاتھ پاؤن منہ دانت معدہ دوسرا باطنی لشکر ہے جیسے
بھوک پیاس اور ظاہری دشمن سے بچنے مین بھی اوسکو دو لشکر کی حاجت ہوئی ہاتھ پاؤن اور ہتھیار تو ظاہری ایک لشکر ہے اور غصہ حواس
باطنی لشکر ہے اور بے دیکھے چیز مانگنا بے دیکھا دشمن ہانکنا ممکن نہ تھا تو حواس ظاہری اور باطنی کی ضرورت ہوئی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونیکی
کی قوتین ظاہری پانچ حواس ہین اور خیال تفکر حفظ توہم تذکر کی قوتین دماغ مین باطنی پانچ حواس ہین ہر ایک قوت کیواسطے کام خاص ہین
ایک قوت مین خلل پڑنے سے آدمی کے دین دنیا کے کام مین خلل آتا ہے یہ سب ظاہری باطنی لشکر دل کے اختیار مین ہین اور دل سبکا بادشاہ ہے
زبان ہاتھ پاؤن آنکہ قوت تفکر سب دل کے حکم سے کام کرتے ہین اور سبکو خدا نے خوشی سے دل کا تابعدار بنایا ہے تاکہ بدن کی ایسی حفاظت
کرین کہ دل اپنا توشہ لے اور اپنا شکار پکڑے اور آخرت کی سوداگری پوری کرے اور اپنی سعادت کا بیج بکھیرے اور یہ لشکر دل کی ایسی

ہو قت پر پایگا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لایا اور باغی دیکتون دشمنون سے ملگیا تو نمک حرام اور شقی ہوگیا اور اس بد اعمالی کی
سخت سزا پایگا فصل اے عزیز جان تو کہ آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتھ جو اوسکے باطن مین ہین ایک علاقہ ہے اور ہر لشکر کے سبب سے
آدمی مین ایک صفت اور خلق پیدا ہے اونمین سے بعضے اخلاق برے ہین کہ آدمی کو تباہ اور غارت کرتے ہین اور بعضے اچھے ہین کہ
آدمیکو درجہ سعادت پر پہونچا کر عالی مرتبت کرتے وہ اخلاق سب تو اگرچہ بہت ہین لیکن چار قسم کے ہین چار پایون کے اخلاق شیاطین کے
کے اخلاق ملائکہ کے اخلاق چونکہ آدمی مین لالچ اور خواہش ہے اسوجہ سے چارپایون کے کام کرتا ہے مثلاً کھانے اور جماع کرنے پر مرتا ہے
اور چونکہ آدمی مین غصہ ہے اس سبب سے کتے شیر بھیڑیے کا کام کرتا ہے مثلاً مارنے مار ڈالنے لوگون سے گالی گلوچ ہاتھا پائی کرنے پر
شیر ہوتا ہے اور حیلہ مکر کرنا لوگون مین فساد ڈالنا چونکہ آدمی مین موجود ہے اسوجہ سے شیاطین کے کام کرتا ہے اور چونکہ آدمی مین عقل ہے
اس باعث سے فرشتون کے کام کرتا ہے مثلاً علم کو دوست رکھنا برے کامون سے پرہیز کرنا لوگون کی اچھائی چاہنا ذلیل کامون سے بچکر
عزت دار رہنا ہر کام مین حق پہچانکر خوش ہونا جہل اور نادانی کو عیب جاننا اور فی الحقیقت آدمی کی سرشت مین چار چیزین ہین کتا ہین
سور ہین شیطان ہین فرشتہ ہین کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاؤن کھال کی وجہ سے کچھ برا نہین بلکہ اپنی عادات کے سبب سے برا ہے
کہ آدمیون سے بھڑ جاتا ہے اور سور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچھ برا نہین بلکہ اسوجہ سے برا ہے کہ ناپاک اور بری چیزونکی طمع رکھتا ہے
اور کتے اور سور کی روح کی یہی حقیقت ہے اور آدمی مین بھی یہ باتین موجود ہین اسیطرح شیطان ہین اور فرشتہ ہین سبکے یہی معنی ہین اور آدمی
سے فرمایا ہے کہ عقل کا نور جو فرشتون کے انوار اور آثار سے ہے اور اسکے بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ رسوا نہوا اور
شیطان اوس سے مکر نہ کر سکے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے ایک شیطان ہے اور میرے واسطے
بھی ہے لیکن خدا نے مجھکو اوسپر فتح دی وہ میرا مغلوب ہوگیا اور مجھے برائی کا حکم نہین دے سکتا اور آدمیکو یہ بھی لازم ہے کہ لالچ اور خواہش کے سور کو
اور غصہ کے کتے کو ادب مین رکھے اور عقل کا زیر دست کرے کہ اوسکے حکم سے اٹھین بیٹھین جو آدمی ایسا کریگا اوسکو اچھے اخلاق جو اوسکی سعادت
کے تخم ہون حاصل ہونگے اور اگر اسکے خلاف کریگا اور خود انکا خدمتگار ہوجائیگا تو برے اخلاق جو اوسکی بدبختی کے بیج ہون اوس سے ظاہر ہونگے
اور اگر خواب یا بیداری مین اوسکے حال کی تمثیل اوسکو دکھائین تو اپنے تئین دیکھیگا کہ ایک سور یا کتے یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے
اگر کوئی کسی مسلمان کو کسی کافر کے قبضہ قدرت مین دیدے تو کافر اوس مسلمان کا جو حال کریگا وہ ظاہر ہے اور اگر فرشتے کو کتے اور سور اور شیطان
کے قبضہ مین دیدے تو اوس فرشتہ کا حال اوس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا اگر لوگ انصاف کرین اور سوچین تو دن رات اپنے نفس کی خواہش کے
تابع ہین اور حقیقت مین اونکا حال یہ ہے گو ظاہر مین گو کہ آدمی کے مشابہ ہین لیکن قیامت کو معنی دیکھیگا اور اونکا ظاہر بھی باطن کی صورت ہوجائیگا
جن پر خواہش اور لالچ غالب ہے لوگ اونکی سور کی سی صورت دیکھینگے اور جن پر غصہ غالب ہے اونکی بھیڑیے کی سی صورت ہوجائیگی
اسیواسطے ہے کہ اگر کوئی بھیڑیے کو خواب مین دیکھا تو ظالم اوسکی تعبیر ہے اور اگر کسی نے سور کو خواب مین دیکھا تو نجس آدمی اوسکی تعبیر ہے
کیونکہ نیند موت کا نمونہ ہے نیند کے سبب سے عالم سے جو اتنا دور ہوا صورت سیرت کے تابع ہوئی ہر شخص کو ویسا ہی دکھا جیسا اوسکا باطن تھا
یہ بڑے بھید کی بات ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی متحمل نہین فصل اے عزیز جب معلوم ہوا کہ باطن مین ان چارون سے کام رکھنے والے ہین تو اپنے حرکات سکنات کی

دیکھ کہ چارون مین سے تو کسکی اطاعت مین ہے اور یقین جان کہ تو جو حرکت کریگا اوس سے دل مین ایک صفت پیدا ہوکر رہیگی اور
اوس جہان مین تیری مصاحب ہوگی ان صفات کو اخلاق کہتے ہین اور سب اخلاق ان چارون حکم کرنیوالون سے پیدا ہوتے ہین یعنی اگر
خواہش کے سور کا تو مطیع ہے تو پلیدی بیحیائی لالچ خوشامد خست دوسرے کی برائی پر خوش ہونا یہ صفتین پیدا ہوتی ہین اگر اس سور کو تو دبا
رکھیگا تو قناعت حیا شرم دانائی پارسائی بے طمعی نیک بختی کی صفت ظاہر ہوگی اگر غضب کے کتے کی تو اطاعت کریگا نڈر ہونا ناپاکی بیہودہ بول
بولنا غرور تکبر اپنی بڑائی چاہنا افسوس کرنا دوسرے کو کم جاننا اور ذلیل سمجھنا لوگون سے جھگڑنا یہ باتین پیدا ہونگی اگر اس کتے کو ادب مین
رکھیگا تو صبر بردباری درگذر کرنا استقلال بہادری سکوت عزت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونگے اور اگر اوس شیطان کی تو اطاعت کریگا
جسکا کام اس سور اور کتے کو ورغلانا کر دلیر کرنا اور مکر سکھانا ہے تو دہوکا دینا خیانت کرنا جعلسازی کپٹ رکھنا مکر یہ امر پیدا ہونگے اگر تو
اوسکو زیر کرکے اوسکے فریب مین نہ آئیگا اور عقل کے لشکر کی مدد کریگا دانائی معرفت علم حکمت صلاحیت حسن خلق بزرگی ریاست کی صفتین پیدا ہونگی
اور یہ اوصاف جو تیرے ساتھ رہینگی تیری نیک یادگار رہینگے اور تیری سعادت کا تخم ہو جائینگے اور جن کامون سے بُری اخلاق پیدا ہوتے ہین اونہین
گناہ کہتے ہین اور جن کامون سے اچھی اخلاق پیدا ہوتی ہین اونہین عبادت کہتے ہین آدمی کے حرکات سکنات ان دو حال سے جنکا ذکر ہوا خالی نہین دل گویا روشن
آئینہ ہے اور بُرے اخلاق دہوان اور ظلمات ہین جب دل تک پہونچتی ہین اوسے اندھا کر دیتی ہین کہ قیامت کو دن جناب الٰہی کی دید سے محروم رہیگا اور
نیک اخلاق گویا نور ہین کہ دل مین پہونچکر اوسے سیاہی اور گناہون سے صاف کر دیتے ہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اَتْبِعِ السَّیِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا یعنی ہر برائی کے بعد اچھائی کر کہ اچھائی برائی کو مٹا دیتی ہے اور قیامت مین آدمی کا دل
جو آئیگا یا روشن ہوگا یا تاریک فَلَا یَنْجُوْا اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اور آدمی کا دل ابتدائے خلقت مین لوہے کا سا ہے جس سے روشن
آئینہ بنتا ہے کہ تمام عالم اوسمین دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اوسے خوب حفاظت سے رکھین نہین تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اوس سے آئینہ
نہین بنسکے حق تعالے نے فرمایا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ فصل العزیز شاید تو یہ کہے کہ آدمی مین چونکہ درند
چارپایون شیطانون کی صفتین ہین تو ہم کیونکر جانین کہ فرشتہ پن اوسکی اصل ہے اور یہ صفتین عارضی اور عاریت ہین اور کسطرح معلوم ہو کہ
آدمی فرشتون کے اخلاق حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہے اور صفتون کے واسطے نہین پیدا ہوا تو سن تاکہ تجھکو معلوم ہو جاے کہ آدمی چارپایون اور
درندون سے اشرف اور کامل تر ہے اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہے وہی اوسکا نہایت درجہ ہے اور اسیواسطے اوسے پیدا کیا ہے
اسکی مثل یہ ہے کہ گھوڑا گدھے سے عزت دار ہے کیونکہ اسے بوجہ اوٹھانے کے واسطے پیدا کیا اور اوسے لڑائی اور جہاد
مین دوڑانے کے واسطے تاکہ سوار کی ران کے نیچے جیسا چاہیے دوڑے حالانکہ اوسکو گدھے کی طرح بوجہ اوٹھانے کی
قوت بھی ہے اور کمال گدھے سے زیادہ ملا ہے اگر وہ اپنے کمال سے عاجز ہو تو اوسے لدو بنائینگے اور اوسکو
گدھے کا مرتبہ ملیگا اسمین اوسی کی خرابی اور نقصان ہے اسیطرح بعضے لوگ یہ سمجھکر کہ آدمی کو کھانے پینے سونے
جماع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اپنی تمام عمر اسی مین گنواتے ہین اور بعضے جانتے ہین کہ آدمی کو اور چیزون کے
زیر کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے جیسے عرب ترک کرد یہ دونون خیال غلط ہین اسواسطے کہ کھانا پینا جماع کرنا خواہش سے ہوتا ہے

اور خواہش جانورون کو بھی ہوتی ہے بلکہ اونٹ کا کھانا اور گدہے کا جماع آدمی کے کھانے اور جماع سے زیادہ ہے تو آدمی انسے کیون
بزرگ ہے اور دوسرے کو مغلوب کرنا غصے کے سبب سے ہوتا ہے اور غصہ درندون کو بھی ہے جو کچھ چرند درند وغیرہ کو ملا ہے وہ آدمی کو بھی ملا ہے
بلکہ اوسکے سوا آدمی کو کمال بھی عنایت ہوا ہے وہ کمال عقل ہے کہ اوسکے سبب سے آدمی خدا کو پہچانتا اور اوس کی عجیب عجیب صنعتین جانتا ہے اور اوسی
عقل کی وجہ سے آدمی اپنے تئین خواہش اور غصے کے ہاتھ سے چھوڑاتا ہے اور یہی فرشتون کی صفت ہے اور اوسی کی سبب سے آدمی درند چرند
سب پر غالب ہے اور وہ سب بلکہ جو کچھ زمین پر ہے آدمی کے مطیع ہین جیسا حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
آدمی کی حقیقت وہی ہے جس سے اوسکا کمال ہے اور اور صفتین عارضی اور عاریت ہین اور آدمی کے کمال کے واسطے پیدا ہوئی ہین اسی سبب
جب آدمی مرجاتا ہے نہ خواہش رہتی ہے نہ غصہ پایک جوہر رہتا ہے جو فرشتون کیطرح خدا کی معرفت سے آراستہ ہے اور خواہ مخواہ وہی آدمی کا
رفیق ہوتا ہے اور یہی جوہر فرشتون کا بھی رفیق ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی درگاہ مین رہتے ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ
یا آدمی کے ساتھ ایک چیز اوندھی تاریک رہتی ہے تاریک اس سبب سے ہوتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے اوسمین زنگ لگا ہے اور اوندھی اسوجہ سے
ہوتی ہے کہ غصہ وغضب کے سبب سے اوسے آرام ملتا تھا غصہ وغضب تو یہان چھوٹا تو اوسکے دل کا منہ اسیطرف رہیگا اسواسطے کہ اوسکی
خواہش اور مقصد تو یہان ہے اور یہ جہان اوس جہان کے نیچے ہے اب وہ جہان ہے تو اوسکا سر نیچے ہوگا وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا
رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے یہی معنی ہین اور جو ایسا ہوگا شیطان کے ساتھ سجین مین جائیگا اور سجین کے معنی ہر ایک کو نہین معلوم اسیواسطے
حق تعالےٰ نے فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ اور فضل حق کے عالمون کے عجائبات کی انتہا نہین اور دل کی بزرگی اسی سے ہے کہ
سب سے نرالا ہے بہت لوگ اس سے غافل ہین دلکی بزرگی دو وجہ سے ہے ایک تو علم کی وجہ سے دوسرے قدرت کے سبب سے علم کی وجہ سے بزرگی کے دو قسم
ہین ایک کو تمام خلق جان سکتی ہے دوسرے نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہے اوسے کوئی نہین پہچان سکتا وہ بزرگی جو ظاہر ہے تمام علمون اور
صنعتون کی معرفت کی قوت ہے اور اسی قوت کی وجہ سے دل تمام صنعتین پہچانتا ہے اور جو کچھ کتابون مین ہے اوسے پڑہتا اور جانتا
ہے جیسے ہندسہ حساب طب نجوم علم شریعت اور باوصف اسکے کہ دل ایسی ایک چیز ہے کہ ٹکڑے نہین ہو سکتا مگر سب علم اوسمین سمائے ہین
بلکہ اوسمین تمام عالم ایسا ہے کہ گویا صحرا مین ذرہ ہے اور لحظہ بھر مین زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک اپنی فکر اور حرکت سے
جاتا ہے باوجودیکہ زمین پر ہے تمام آسمان ناپتا ہے اور سب ستارون کو ناپ کر جانتا ہے کہ اتنے اتنے گز کے فرق پر ہین اور مچھلی کو دریا
کی تہ سے حیلہ مین باہر نکالتا ہے اور پرند کو ہوا سے زمین پر ڈالتا ہے اور زورآور جانور جیسے اونٹ ہاتھی گھوڑا انکو اپنا تابعدار کرتا ہے
اور عالم مین جو عجیب عجیب علم ہین وہ اسکا پیشہ ہے اور یہ سب اوسی پانچ حواس سے حاصل ہوتے ہین اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب حواس کو
دل کیطرف راہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جیسے عالم محسوسات یعنی جسمانی کی طرف پانچون حواس دل کے پانچ دروازے ہین اوسی طرح عالم
ملکوت یعنی عالم روحانی کی طرف بھی دل مین ایک کھڑکی کھلی ہے اور بہت لوگ عالم جسمانی ہی کو محسوس جانتے ہین اور حواس ظاہری کو علم کا
رستہ سمجھتے ہین حالانکہ یہ دونون ذرہ ذرہ سے ہین انکی حقیقت کیا ہے اور دل کی بہتیری کھڑکیان جو علمون کیطرف کھلی ہوئی ہین اونمین
دو دلیلین ہین ایک خواب کہ سونے مین حواس ظاہری بند ہو جاتے ہین اور دل کی کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم ارواح اور لوح محفوظ

غیب کی چیزیں نظر آتی ہیں جو کچھ آیندہ ہونیوالا ہے دکھائی دیتا ہے یا صاف معلوم ہوتا ہے یا مثال میں نظر آتا ہے جو مثال میں نظر آتا
اوسے تعبیر کی حاجت پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کوئی جاگتا رہتا ہے لوگ اوسکو معرفت کا زیادہ مستحق جانتے ہیں حالانکہ دیکھتے ہیں کہ جاگتی میں
جو اس سے غیب کی چیزیں نظر نہیں آتی ہیں اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب میں بیان کرنا ممکن نہیں لیکن مجمل اسقدر جان لینا چاہیے
کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہے جسمیں سب موجودات کی تصویریں موجود ہوں اور صاف آئینہ کو جب تصویروں کے
آئینہ کے سامنے کرتے ہیں تو اوسمیں بھی سب تصویریں دکھائی دیتی ہیں اسیطرح دل جب آئینہ کیطرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو
لوح محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوح محفوظ میں سب موجودات کی جو تصویریں موجود ہیں وہ دل میں صاف نظر آتی ہیں اور
دل جبتک محسوسات سے مشغول رہتا ہے عالم روحانی کے ساتھ مناسبت نہیں ہوتا اور چونکہ خواب میں محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہے تو
خواہ مخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہے لیکن خواب میں حواس تو معطل ہو جاتے ہیں مگر خیال باقی رہتا ہے اسیوجہ سے مثال میں خیال نظر آتا ہے
اور صاف حال نہیں کھلتا اور جب آدمی مرجاتا ہے نہ خیال باقی رہتا ہے نہ حواس اوسوقت کچھ آڑ نہیں ہوتی کام صاف ہوتا ہے اوسوقت
اوس سے کہتے ہیں فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اور وہ جواب دیتا ہے رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اور عالم ملکوت کیطرف دل کی کھڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جسکے دل میں فکر آتے ہیں اور
نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہوں اور وہ حواس کی راہ سے نہیں آتے بلکہ دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ یہ نہیں جانتا ہے
کہ یہ خطرے کہاں سے آتے ہیں اتنی بات سے یہ معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہیں اور دل اس عالم سے نہیں بلکہ عالم روحانی سے ہے
اور حواس جنکو اس عالم کے واسطے پیدا کیا ہے خواہ مخواہ اوس عالم کو دیکھنے میں آڑ ہونگے اور جبتک اس عالم سے فارغ نہو گا اوس عالم کیطرف راہ
نہ پائیگا فصل العفر یہ گمان کرنا کہ عالم روحانی کیطرف دل کی کھڑکی بے سوئے اور بے موئے نہیں کھلتی ایسا نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص
جاگنے میں ریاضت اور محنت کرے اور دلکو خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑا دے اور برے اخلاق سے پاک کرے اور خالی جگہ میں بیٹھے
اور آنکھ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دلکو عالم روحانی سے یہانتک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہیں یہانتک کہ
آپ سے اور تمام عالم سے بیخبر ہو جاوے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نہ رکھے جب ایسا ہو جاوے تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہے گی اور
جو کچھ خواب میں دیکھیں گے وہ جاگتے میں دیکھیگا فرشتوں کی ارواح اچھی صورتوں میں اوسپر ظاہر ہونگی پیغمبروں کو دیکھنے لگے گا اور اون سے بہت
فائدہ اور مدد پائیگا اور آسمان کے ملکوت اسے نظر آئینگے اور جسکسی پر یہ راہ کھلی وہ عجیب عجیب تماشے اور بڑے بڑے کام کہ جنکی تعریف امکان
سے باہر ہے دیکھیگا وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ فَأُرِيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور حق تعالے
نے جو ارشاد فرمایا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سب اسی حال میں ہے بلکہ انبیا کے علم سب اسیطرح سے ہوئے ہیں
دیکھنے سے نہ تھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا یعنی سب سے رشتہ تعلق توڑ
اور اپنے تئیں بالکل خدا کے قبضہ اختیار میں چھوڑ دنیا کی تدبیر میں مشغول نہو کر خدا سب کام خود درست کرتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا جب تونے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پروا رہ اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا

یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہے کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ شغل سے دل صاف ہو اور اس امر کو پڑ کر
حاصل کرنا عالمون کا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اور اولیا کے علم کی نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے
رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے چھوٹا ہے بہت لوگون کو اس راہ کا راست اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہے
ایعزیز اگرچہ تجکو ذوق سے یہ حال حاصل نہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہوا اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اسکا ایمان لا
اور تصدیق کر تاکہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی
کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہے **فصل** ایعزیز یہ گمان نہ کرنا کہ یہ امور پیغمبرونکے واسطے خاص ہین اسواسطے کہ سب آدمیونکی ذات
اصل خلقت مین اسکے لائق ہے جیسے کوئی لوہا ایسا نہین کہ اصل خلقت مین اسکی لیاقت نرکھتا ہو کہ اوس سے آئینہ نہ بن سکے کہ اوس آئینہ
مین عالم کی صورت نظر آئے مگر یہ کہ اوسمین زنگ لگے اور اوسکی اصل مین پیوست ہوجاے اور اوسے خراب کردے یہی حال دل کا بھی
ہے کہ اگر دنیا کی حرص اور خواہش اور گناہ اوسپر چھاجائین اور اوسمین جگہ کرلین تو دل زنگ آلود اور میلا ہوجاتا ہے اور یہ لیاقت
اوسمین نہین رہتی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے وَكُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ
اور سب مین یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى جیسا کہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے اگر پوچھین
کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہین ہین جواب دیگا ہان زیادہ ہین اگرچہ سب عقلمندون نے نہ کان سے سنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس
جواب کا سچ ہونا سمجھون کے دل مین گڑا ہوگا جیسا کہ سب آدمیونکی یہ خلقت ہے خدا کی معرفت بھی سب آدمیون کی فطرت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ
نے فرمایا ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ اور فرمایا ہے فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور عقلی دلیل اور تجربہ
سے بھی معلوم ہوا کہ یہ امور پیغمبرون کے ساتھ خاص نہین اسواسطے کہ پیغمبر بھی آدمی ہین قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ جس شخص پر یہ راہ کھلی ہے
اگر تمام خلق کی صلاح خدا اوسے بتائے اور وہ سبکو بلائے اور ہدایت کرے تو جو کچھ خدا نے اوس شخص کو بتایا ہے اوسے شریعت کہتے ہین اور
خود اوس شخص کو پیغمبر کہتے ہین اور اوسکے حالات کو معجزات کہتے ہین اور اگر وہ شخص خلق کو بلاکر ہدایت کرنے مین مشغول نہو تو اوسے ولی کہتے
ہین اور اوسکے حالات کو کرامات کہتے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جس شخص کو یہ حال پیدا ہو خواہ نخواہ خلق کو بلاکر وہ ہدایت کرنے مین بھی
مشغول ہو بلکہ خدا کی قدرت مین ہے کہ اوسے ہدایت کرنے مین اس وجہ سے مشغول نہ کرے کہ اوسوقت شریعت تازہ ہو اور خلق کو ہدایت
کرنے کی ضرورت نہو یا ہدایت کرنے کی اور شرطین ہون کہ اوس ولی مین وہ نہ پائی جاتی ہون ایعزیز تجکو چاہیے کہ اولیا کی ولایت اور
کرامت پر ایمان درست رکھے اور یہ جانے رہ کہ پہلے تو یہ امر محنت سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین محنت کرنے کو دخل ہے لیکن یہ نہین ہے کہ جو
کھیتی کرے وہ غلہ بھی کاٹے اور جو چلے وہ منزل کو بھی پہونچے اور جو ڈھونڈہے وہ پائے جو کام عزت دار ہوتا ہے اوسکی شرطین بھی بہت
زیادہ ہوتی ہین اور اوسکا حصول بھی مشکل ہوتا ہے اور مقام معرفت مین آدمی کے جو درجے ہین یہ کام تو اوسمین سے بہت بڑا درجہ ہے
اور بے کوشش اور مرشد کامل کے اس کام کا ڈھونڈھنا بھی نہین آتا اور اگر یہ دونون بھی ہون تو جبتک خدا کی مدد نہو اور ازل مین اس
شخص کے واسطے اس سعادت کا حکم نہو چکا ہو اس مراد کو نہ پہونچیگا اور علم ظاہری مین امامت کا درجہ پانا اور اور سب کام ایسے ہی ہین

فصل الغرض اصل آدمی جسے دل کہتے ہین معرفت کی راہ سے اوسکی جو بزرگی ہے اس بیان سے وہ بزرگی کچھ پرچھائین سی تجکو
معلوم ہوئی اب جان تو کہ قادر ہونے کی وجہ سے بھی اوسکو عظمت ہے وہ فرشتون کی خاصیت ہے حیوانون کو وہ بزرگی حاصل نہین ہے
اور دل کی قدرت یہ ہے کہ جیسے عالم اجسام فرشتون کا مسخر ہے جب وہ مناسب دیکھتے اور خلق کو محتاج پاتے ہین خدا کے حکم سے پانی
برساتے ہین موسم بہار مین ہوا چلاتے ہین بچہ دان مین حیوان کی صورت زمین مین روئیدگی کی شکل بناتے سنوارتے ہین ہر ہر کام پر
فرشتون کا ایک ایک گروہ مقرر ہے اوسیطرح آدمی کا دل بھی فرشتون کی جنس سے ہے اور اسکو بھی خدا نے قدرت دی ہے کہ بعضے اجسام
اوسکے بھی مسخر ہین اور بدن ہر ایک کا خاص عالم ہے اور دل کا مسخر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم ہے کہ دل انگلی مین نہین اور علم و ارادہ بھی
انگلی مین نہین مگر جب دل حکم دیتا ہے تو انگلی ہلتی ہے اور جب دل مین غصہ ہوتا ہے تمام بدن سے پسینا جاری ہوجاتا ہے پسینہ ہے
اور جب دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے تو ہوا چلتی ہے اور وہ شہوت آلت کیطرف چلی جاتی ہے اور جب دل مین کھانیکا خیال آتا ہے
زبان کے نیچے جو قوت ہے وہ خدمت کے لیے اوٹھ کھڑی ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے کہ کھانے کو ایسا تر کرے کہ کھا لیا جاوے اور یہ
ظاہر ہے کہ دل کا تصرف بدن مین جاری ہے اور بدن دل کا مسخر ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ یہ امر ممکن ہے کہ بعضے دل جو زیادہ بزرگ
اور قوی ہین اور فرشتون کی اصل سے زیادہ مشابہت رکھتے ہین بدن کے علاوہ اور اجسام بھی اونکے مطیع ہون مثلاً اوس دل کی
ہیبت اگر شیر پر پڑے وہ عاجز اور مطیع ہوجاوے اگر کسی بیمار کی طرف وہ دل ہمت باندہے وہ اچھا ہوجاوے اگر تندرست کیطرف
ہمت کرے بیمار پڑجاوے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آوے اوس شخص کا دل بھی اوسکے پاس جانیکو چاہے اگر ہمت باندہے
کہ مینہ برسے تو برسنے لگے یہ سب عقلی دلیل سے ممکن ہے اور تجربہ سے معلوم ہے اور نظر لگنا اور جادو جسکو کہتے ہین وہ اسی قسم سے ہے
چیزون مین آدمی کے نفس کو دخل ہے مثلاً جو نفس حسد کرتا ہے اگر کسی چارپایہ کو دیکھکر اپنے حسد کی وجہ سے اوسکے ہلاک ہونے کا خیال کرے
تو وہ چارپایہ فوراً ہلاک ہوجاوے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے اَلعَینُ تُدخِلُ الرَّجُلَ القَبرَ وَالجَمَلَ القِدرَ ۔ دلمین جو قدرتین ہین
اونمین سے یہ ایک عجیب قدرت ہے ایسی خاصیت اگر پیغمبرون سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اگر ولی سے ظاہر ہو کرامت ہے اگر اس خاصیت والا
نیک کامون مین رہتا ہے تو اوسے بھی ولی کہتے ہین اور اگر برے کامون مین رہتا ہے تو جادوگر ہے اور سحر کرامات معجزات سب آدمی کے
دل کی قدرت کی خاصیت ہے اور انمین بڑا فرق ہے اس کتاب مین اوس فرق کے بیان کی گنجایش نہین **فصل** یہ سب جو بیان ہوا جو
کوئی نہ جانیگا نبوت کی حقیقت خوب نہ پہچانیگا مگر گفت و شنید سے کچھہ جانیگا اسواسطے کہ نبوت اور ولایت آدمی
کے دل کے بڑے درجون مین سے ایک درجہ ہے اور اس درجہ سے تین خاصیتین حاصل ہوتی ہین ایک یہ کہ عوام پر جو حال ...
کھلتا ہے اس درجہ والے پر جاگتے مین کھلتا ہے دوسرے یہ کہ عوام کے نفس فقط اونکے بدن ہی مین اثر کرتے ہین اور اس درجہ والا
نفس اون چیزون مین جو اوسکے بدن کے باہر ہین اسطرح اثر کرتا ہے کہ اوسمین خلق کا بناؤ ہو بگاڑ نہو تیسرے یہ کہ عوام کو جو علم سیکھنے سے
آتے ہین اس درجہ والے کو بے سیکھے اپنے دل سے آجاتے ہین اور چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ جو شخص کچھ تیز عقل اور صاف دل ہوتا ہے
بے سیکھے بعض علم اوسکے دل مین آجاتے ہین تو یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے وہ بہت یا سب علم خود بخود جان جاتا ہے

اور ایسے علم کو علم لدنی کہتے ہین جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا جس شخص کو یہ تینون خاصیتین حاصل ہون وہ
پیغمبران بزرگ یا اولیار کبار سے ہے اور جنمین انمین سے ایک خاصیت ہے اوسکو بھی یہ درجہ حاصل ہے اور ہر ایک مین بھی بڑا فرق ہے اسواسطے کہ
کسی کو ہر ایک مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بہت بہت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سبب سے کمال تھا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تینون خاصیتین تمام وکمال حاصل تھین جب حق تعالے نے چاہا کہ خلق کو آنحضرت صلعم کی نبوت کا حال بتلائے
تاکہ سب آنحضرت صلعم کی پیروی کرین اور اپنی سعادت کی راہ سیکھین تو ان تینون خاصیتون مین سے ہر ایک کا شائبہ سا اونکو عنایت کیا ایک سے
خواب دیکھنا یا دوسرے سے خلق کی سمجھ سیدھی کردی تیسرے سے علمون مین اونکے دلون کو درست کردیا اور یہ ممکن نہین کہ آدمی ایسی چیز کا ایمان
لاسکے جسکی جنس اوسکے دل مین موجود نہو اسواسطے کہ جس چیز کا شائبہ آدمی مین نہوگا اوس چیز کی صورت اوسکی سمجھ ہی مین نہ آئیگی اسیواسطے
حقیقت النبوت کما حقہ کوئی نہین پہچانتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل دراز ہے معانی اسمار اللہ کی کتاب مین کھلی ہوئی دلیل
کے ساتھ ہمنے بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہین کہ اولیا انبیا کے واسطے ان تینون خاصیتون کے سوا اور خاصیتین بھی ہون
کہ ہم مین اونکا شائبہ نہین اسوجہ سے ہم اونہین نہ جانتے ہون اور جیسا ہم یہ کہتے ہین کہ خدا کو سوا خدا کے کوئی خوب نہین پہچانتا اسیطرح ہم یہ بھی کہتے ہین
کہ رسول صلعم کو بھی کوئی خوب نہین پہچانتا مگر وہی رسول یا جو اوس سے مرتبہ مین زیادہ ہو تو آدمیون مین پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اور ہمین اس سے
زیادہ نہین معلوم اسواسطے کہ لوگ اگر ہمسے ذکر کرینگے کہ کوئی شخص گر پڑتا ہے اور بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ یہ جانتا ہے
کہ کل کیا ہوگا اور جب دیکھنے سننے والا ہوتا ہے اپنا یہ حال بھی نہین جان سکتا اگر ہمین نیند نہوتی تو ہم لوگون کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اسواسطے
آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اوسکو نہین باور کرسکتا اور اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ
اور فرمایا ہے وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ اے عزیز اس بات کا تعجب کر کہ اولیا انبیا مین ایسی کوئی صفت ہو
کہ اور کسی کو اوسکی کچھ خبر نہو اور اونہین اوس صفت کے سبب سے عمدہ لذتین اور حالتین حاصل ہون اسواسطے کہ تو دیکھتا ہے کہ جسکو شعر کا ذوق
نہین راگ سے بھی اوسکو مطلب نہین آتا اگر کوئی چاہے کہ اوس بیذوق کو شعر کے معنی سمجھاوے تو نہین سمجھا سکتا کہ اوسے شعر کی کچھ خبر ہی نہین
اسیطرح اندھا رنگت اور دیدار کی لذت کے معنی نہین سمجھ سکتا خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نکر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے
اور اوس سے پہلے کسی کو اوسکی خبر نہو فصل اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا
کہ صوفیون کی کیا راہ ہے یہ جو تو نے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہے اور تو نے اس سے انکار کیا ہوگا تو انکار نہ کر
صوفیون کا یہ کہنا حق ہے اسواسطے کہ محبوبات اور محسوسات کے علم کے ساتھ اگر تو مشغول رہے گا تو یہ شغل اوس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا
اور دل حوض کی مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ اونکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہے اگر تجھکو منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی
نکلے تو اوسکی یہ تدبیر ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض مین ہے اور اوس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہے اوسے بالکل حوض سے نکال اور
سب نہرون کا رستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پائے اور حوض کی تہ کو کھود کہ صاف پانی اوسکے اندر سے نکلے اور حوض جب تک باہر
کے پانی سے بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اوسکی تہ سے پانی نکل سکے اسیطرح باہر والے علم سے جبتک دل خالی نہو لے تب تک وہ علم جو دل کے اندر ہے

پیدا ہوتا ہے نہ پیدا ہوگا تا آن عالم اپنے تئین اگر سیکھے ہوئے علم سے خالی کر ڈالے اور اوسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو وہ علم جس سے اپنے تئین
خالی کیا ہے حجاب نہوگا اور ممکن ہے کہ اوس عالم کو کشف حاصل ہو اسیطرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات
جنسے دل خالی کیا ہے اوسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے
لیے جیسا چاہیے اوسکی دلیلین بھی سیکھین اور اپنے تئین بالکل اوسیکا کر دیا اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہین تو جب اوسکے
دل مین کچھ آئیگا یہی کہیگا کہ جو مین نے سیکھا ہے یہ اوسکے خلاف ہے اور جو اوسکے خلاف ہے وہ باطل ہے ایسے آدمی کو کامون کی حقیقت معلوم
ہونا ممکن نہین اسواسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہے کہ حقیقتین ڈھانچے
سے ایسی کھل جائین جیسے ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو کوئی اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ سیکھتا ہے اوسے کچھ حقیقت نہین کھلتی
جب یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو سمجھ اوسکا حجاب ہوتی ہے اور اسوجہ سے کہ یہ سمجھ اوسپر غالب ہوتی ہے جسنے کچھ تھوڑا سا سیکھا ہے
تو غالباً ایسے لوگ اس درجہ سے محروم اور محجوب رہین گے اور جو کوئی اس سمجھ کو دور کرے اوسکا علم آڑ نہوگا بلکہ یہ کشف اوسے حاصل ہوگا اور
اوسکا درجہ کامل ہوگا اور اوسکی راہ اوس شخص کی راہ سے بہت بیخوف اور سیدھی ہوگی جسکا قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا اور مدت تک
خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور تھوڑا شبہہ بھی اوسکے لیے آڑ ہوتا ہو اور عالم ایسے خطرہ سے بے دہشت ہے اے عزیز اگر کسی صاحب کشف سے
تو سنے کہ علم آڑ ہے تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالے نفس پرور بے بہرہ لوگ جو آئین بائین
نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہے صوفیون کی نہی ہوئی واہیات باتین کچھ سیکھی ہین اور ان لوگون کا یہ شغل ہے کہ تمام دن اپنے
دھوتے ہین لنگ گوڑی جا نماز سے اپنے تئین آراستہ کرکے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار ڈالنے کے قابل ہین اسواسطے کہ
آدمیون کے شیطان اور خدا رسول کے دشمن ہین کیونکہ خدا رسول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم کی طرف بلایا ہے
یہ بدبخت جب صاحب حالت نہوا اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنی علم اور علما کو برا کہنا اسکو کب درست ہے اور اوس بدبخت کی مثال اوس
شخص کی ایسی ہی جسنے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اسلیے کہ اوس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور جب سونے کا خزانہ اوسکے
سامنے رکھین تو اوسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام آتا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور سونا
نہ لے اور کیمیا نہ اوسنے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے اور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ
یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے خوش ہوتا ہے اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہے تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہے اور عالمون کا
علم سونے کے مثل ہے اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہے کہ اگر کسی کے
پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اوس سے سونے کے سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اوس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہے جسکے
پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور یہ جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور رسالے ہین اور طلائی بہت ہین اور کسی کسی ماذن مین اوسکی حقیقت کیمیا کی
اور بہت ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے والے دنیا کو اسکے نہین صوفیون کا کام بھی ایسا ہی ہے اصل صوفی ہین ان لوگون مین نہین ہین جو ہین تو تھوڑا اور یہ بات
نادر ہے کہ وہ کمال کو پہنچے تو جاننا چاہیے کہ جس کسی کو صوفیون کا تھوڑا سا حال نمودار ہوا اوسے ہر عالم پر فضیلت نہین ہے کیونکہ اکثر

بہتونکو ایسا ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع مین کچھ حال اونپر ظاہر ہوتا ہے اوسوقت اوس درجہ سے گر پڑتے ہین اور کامل نہین ہوتے
اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور خیال خام اونپر غالب ہوتا ہے اور اوسکی کچھ اصل نہین ہوتی اور وہ اوسے حق اور مشکل کام سمجھتے ہین اور وہ
ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات واہیات دونون ہوتے ہین اوسیطرح اس حال مین بھی ہوتے ہین بلکہ عالمون پر اوس
شخص کو فضیلت ہے اوس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علم دین سے علاقہ رکھتا ہے اور اونکو سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ شخص بے
سیکھے آپ سے اوس علم کو جان لے اور یہ امر نہایت نادر ہے تو چاہیے کہ ایعزیز تصوف کی اصل راہ اور صوفیون کی بزرگی پر تو ایمان لا
اور یہ جو زمانہ کے صوفیون کے سبب سے اون اگلے صوفیون سے بد اعتقاد نہو اور اونمین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہے تو سمجھ کہ
نادانی سے کرتا ہے **فصل** ایعزیز شاید تو یہ کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت ہی مین ہے تو اسکا جواب تو جان لے
کہ خدا کی معرفت مین آدمی کی سعادت ہونا اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی سعادت اوسکے کام مین ہوتی ہے جسمین اوسے مزہ اور
چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اوسی کام مین ہوتا ہے جسکو اوسکا جی چاہے اور جی اوسی کام کو چاہتا ہے جسکے واسطے وہ چیز پیدا ہوئی ہے
جیسا کہ شہوت کا مزہ اسی مین ہے کہ آدمی کی آرزو بر آئی اور غصہ کا مزہ اسی مین ہے کہ دشمن سے بدلا لے آنکھ کا مزہ اچھی صورتین دیکھنے مین
کان کا مزہ اچھی آوازین سننے مین ہے اور دل کا مزہ اوس امر مین ہے جو دل کی خاصیت ہے اور جسکے واسطے خدا نے دلکو پیدا کیا ہے
وہ امر کامون کی حقیقت کا پہچاننا ہے کہ یہی دل کا خاصہ ہے لیکن خواہش اور غصہ اور پانچون حواس سے محسوسات کی پہچان چارپایونکو
بھی حاصل ہے اور چونکہ کامون کی اصل حقیقت کی معرفت دل کی خاصیت ہے اسی واسطے آدمی جو چیز نہین جانتا اوسے دریافت کرنیکو
جی چاہتا ہے اور جو شے جانتا ہے اوس سے خوش ہوکر فخر کرتا ہے اگر وہ بری چیز مثلاً شطرنج سیکھنے کی فکر مین ہے اور جو اوسے جانتا ہے اگر اوس سے
اگر کہین کہ تو نہ سکھا تو اوسے صبر کرنا دشوار ہوتا ہے اور اسکی خوشی سے کہ شطرنج کھیل جانتا ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنا فخر ظاہر کرے ایعزیز
سمجھ کہ جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ دل کی لذت کامون کی معرفت مین ہے تو یہ بھی جان لے کہ جتنی اچھی اور عمدہ چیز کی معرفت ہوگی اوسکی
دلکو اوتنی ہی زیادہ لذت ہوگی اسواسطے کہ جو شخص وزیر کے بھیدون سے خبردار ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اگر بادشاہ کا محرم راز ہو جا
اور اوسکے امور مملکت پر واقفیت پاوے تو بہت ہی خوش ہوگا اور جو شخص کہ علم ہندسہ کے ذریعہ سے آسمانون کی شکل اور مقدار جانتا
وہ اوس شخص کی نسبت بہت خوش رہتا ہے جو شطرنج کھیلنا جانتا ہے اور شطرنج بچھانا جاننے سے شطرنج کھیلنا جاننے مین آدمی کو زیادہ خوشی
ہوتی ہے اسیطرح معلوم یعنی جانی ہوئی چیز جتنی زیادہ اچھی ہوگی اوسکا علم یعنی جاننا بھی اوتنا ہی عمدہ ہوگا اور اوتنا ہی اوسمین مزہ زیادہ
ہوگا اور حق تعالے سب چیزون سے اشرف ہے اسواسطے کہ سب چیزون کو اوسی کے سبب سے شرف ہے وہی تمام عالم کا بادشاہ ہے
تمام عالم کے عجائبات اوسی کی صنعت کی نشانیان ہین تو کوئی معرفت بھی اوسکی معرفت سے زیادہ شریف اور مزہ دار نہین اور حضرت ربوبیت
کے دیدار سے بہتر کوئی دیدار نہین اور دل کی طبیعت اوسکے دیدار کو چاہتی ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی طبیعت اوسی مناسبت کو چاہتی ہے
جسکے واسطے اوسے خدا نے پیدا کیا ہے اگر کوئی دل ایسا ہو جس سے اس معرفت کی خواہش زائل ہوگئی ہو وہ دل اوس بیمار کے مانند ہے
جسے کھانے کی خواہش نہ رہی ہو اور روٹی کے نسبت مٹی اوسے بہت اچھی معلوم ہوتی ہو اگر اوس بیمار کا علاج نہ کرین اور کھانیکی خواہش

اوسے پھر نہ پیدا ہو جاے اور مٹی کا شوق نہ جاتا رہے تو وہ بیمار دنیا مین بڑا کم نصیب ہے اور ہلاک ہو جائیگا اور وہ شخص جسکے دل مین
خدا کی معرفت سے زیادہ اور چیزونکا شوق ہے وہ بھی بیمار ہے وہ اوس جہان مین بدبخت اور تباہ ہوگا اور سب خواہشین اور محسوسات کی
لذتین آدمی کے بدن سے علاقہ رکھتی ہین خواہ نخواہ مرجانے سے وہ زائل ہو جاینگی اور اون خواہشون کے سبب سے جو محنت اوسنے
اوٹھائی ہے وہ بھی جاتی رہیگی اور خدا کی معرفت کی لذت جو دل سے علاقہ رکھتی ہے مرنے سے دونی ہو جاے گی اسواسطے کہ دل نہ مریگا
اور معرفت برقرار رہیگی بلکہ دل زیادہ روشن ہو جائیگا اور اور چیزون کی خواہش سے جتنی تکلیف ہوتی ہے آمین اوس سے دونی لذت
اوٹھائیگا اور اسکی تفصیل اصل محبت مین جو آخر کتاب ہے بیان کی جائیگی فصل گو ہر آدمی کا جو حال کہا گیا اتنا ہی اس کتاب مین کفایت
کرتا ہے جو کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب سلہ عجائب القلوب مین جسمین لکھی ہے دیکھ لے اور ان دونون کتابون سے بھی آدمی کو پوری خود شناسی
یعنی اپنے نفس کی پہچان حاصل نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ دل آدمی کا ایک رکن ہے اور دل کی سب صفتون مین سے بعضی صفتون کا یہ بیان ہے اور
آدمی کا دوسرا رکن بدن ہے اور اوسکے پیدا کرنے مین بھی بہت عجائبات ہین آدمی کے ہر ظاہری سلہ اور ہر باطنی عضو مین عجیب باتین اور عمدہ
حکمتین ہین اور آدمی کے بدن مین کئی ہزار رگین اور ریشے اور ہڈیان ہین ہر ایک کی صورت اور صفت علیحدہ ہے اور ہر ایک سے غرض جدا
الغرض تو اون سب سے بیخبر ہے فقط اسقدر جانتا ہے کہ ہاتھ پکڑنے کے واسطے پاؤن چلنے کے واسطے زبان کہنے کے واسطے ہے لیکن یہ
بات تو جان کہ خدا نے دس پردون سے آنکھ کو بنایا ہے اور وہ دسون پردے باہم مختلف ہین اون مین سے اگر ایک بھی کم ہو تو آدمی کے
دیکھنے مین خلل پڑ جاے اور تجکو یہ بھی نہین معلوم کہ ہر پردہ کسواسطے ہے اور دیکھنے مین آدمی اونکا کیون محتاج ہے اور آنکھ کی مقدار جتنی
ہے اوتنی ظاہر ہے اور اسکی تفصیل بہت کتابون مین لوگون نے لکھی ہے اگر تجکو آنکھ کے پردون کی کیفیت نہین معلوم تو کیا تعجب اسواسطے کہ
تو بھی نہین جانتا کہ اندرونی اعضا مثلاً جگر تلی پتا گردہ وغیرہ کسواسطے بنے ہین جگر تو اسواسطے بنا ہے کہ معدے سے طرح طرح کی غذائین جو
اوسمین پہونچین اون سب کو ایک اندازہ پر خون کے رنگ کا کر دے کہ وہ ہفت اندام کی غذا ہونیکے قابل ہو جاے جب خون جگر مین پک
جاتا ہے تو اوسکے نیچے تلچھٹ رہ جاتا ہے اور وہ تلچھٹ سودا ہو جاتا ہے تلی اسواسطے ہے کہ اوسکو جگر سے لے لے اور اوسکے اوپر
کچھ زرد زردی پھین پیدا ہوتا ہے وہ صفرا ہے پتا اسواسطے ہے کہ اوسکو خون پر سے کھینچ لے اور خون جب جگر کے باہر نکلتا ہے پتلا اور
بے قوام ہوتا ہے گردہ اسواسطے ہے کہ پانی کو لہو سے کھینچ لے تاکہ بغیر سودا اور صفرا کے قوام ہو کر خون رگون مین جاے اگر پتے مین
کچھ آفت پہونچے گی تو صفرا خون مین رہ جائیگا اس سبب سے کانور اور صفراوی بیماریان پیدا ہونگی اگر تلی کو کوئی صدمہ پہونچ جائیگا
تو سودا خون مین ملا رہ جائیگا سوداوی بیماریان پیدا ہونگی اگر گردے کو کچھ آفت پہونچے گی تو خون مین پانی رہ جائیگا استسقا کی
بیماری پیدا ہوگی اسیطرح آدمی کے ظاہری اور باطنی اعضا مین سے ہر عضو کو ایک کام کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے کہ اوسکے بغیر بدن مین
خلل پڑتا ہے بلکہ آدمی کا بدن گو کہ چھوٹا ہے مگر تمام عالم کے مثال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین خدا نے پیدا کیا ہے آدمی کا بدن
بھی اوسکا نمونہ ہے ہڈی پہاڑ پسینا مینہ بال درخت دماغ آسمان حواس گویا تارے ہین اسکی تفصیل دراز ہے بلکہ جہان مین جس جس قسم کی
مخلوق ہے مثلاً سور کتا بھیڑیا چارپایہ دیو پری فرشتہ ان سب کی مثال آدمی کے بدن مین موجود ہے چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے

سلہ یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف ہے ۱۲

سلہ سر سینہ پیٹھ دونون ہاتھ دونون پاؤن یہ ہفت اندام ظاہری ہین اور بیان برخلاف ہی راوہین ۱۲

بلکہ جو جو پیشہ ور جہان میں ہیں اون سب کے نمونے جسم انسان میں ہیں جو قوت کہ معدہ میں کھانا ہضم کرتی ہے گویا باورچی ہے اور جو قوت
کہ خالص کھانیکو جگر اور بھوک کو آنتوں میں پہونچاتی ہے گویا گندہی ہے اور جو قوت کہ کھانیکو جگر میں خون کے رنگ پر کردیتی ہے گویا رنگریز ہے
اور جو قوت کہ خون کو عورت کی چھاتیوں میں سفید دودہ اور مرد کے خصیوں میں سپید منی کردیتی ہے گویا دہوبی ہے اور جو قوت کہ غذا کو
ہر ہر عضو میں کھینچکر پہونچاتی ہے گویا بندبانی ہے اور جو قوت کہ پانیکو جگر سے کھینچکر گردے میں مثانہ میں بہادیتی ہے گویا سقا ہے اور جو قوت
بھوک کو پیٹ سے باہر گرادیتی ہے گویا حلال خور ہے اور جو قوت سودا اور صفرا کو اندر اسواسطے پیدا کرتی ہے کہ بدن تباہ اور خراب ہووے
گویا مفسد عملساز ہے اور جو قوت صفرا وغیرہ بیماریوں کو دور کرتی ہے وہ گویا منصف رئیس ہے اور اسکی تفصیل بہی طویل ہے غرض اصل مطلب
یہ ہے کہ تجکو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ تیرے اندر کئی طرح کی قوتیں تیرے کام میں مشغول ہیں اور تو خواب خرگوش میں ہے یعنی غافل پڑا ہے
اور اون قوتوں میں سے کوئی تیرے کام سے غافل اور فارغ نہیں ہوتی تو نہ اونکو جانتا ہے اور جس نے اونہیں تیرے کام کو پیدا کیا
نہ اوسکا احسان مانتا ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ایکدن کے واسطے تیری خدمت کے لیے بھیجے تو تمام عمر تو اوسکا شکریہ ادا کیا کرتا ہے
اور جسنے تیرے اندر کئی ہزار پیشہ ور تیری خدمت کو مقرر کیے ہیں کہ عمر بھر تیری خدمت سے ایکدم بھی فارغ نہیں ہوتے تو اوسے یاد بھی نہیں کرتا
اور بدن کی ترکیب اور اعضا کی منفعت جاننے کو علم تشریح کہتے ہیں اور وہ بڑا علم ہے اور خلق اوس سے غافل ہے اور اسے نہیں پڑہتی جو پڑہتے ہیں
پڑہتا ہو اسواسطے پڑہتا کہ علم طب میں اوستاد ہوجاوے اور علم طب تو خود بخود بیحقیقت ہے گو اوسکی ظاہر حاجت ہے مگر دین کی راہ سے علاقہ نہیں
رکھتا لیکن اگر کوئی شخص خدا کی عجیب صنعتیں دیکھنے کی نیت سے اس علم کا مطالعہ کرے تو اوسے خدا کی تین صفتوں میں سے تین صفتیں خواہ مخواہ معلوم
ہوجائیں ایک یہ کہ اس قالب کا بنانے والا اور اس جسم کا پیدا کرنیوالا اتنا بڑا قادر ہے کہ اوسکی قدرت کمال میں نقصان اور عاجزی کو ہرگز
دخل نہیں جو چاہے کرسکتا ہے کہ دنیا میں کوئی کام اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ ایک قطرہ پانی سے ایسا جسم پیدا کرسکتا ہے اور جو یہ عجیب کام
کرسکتا ہے اوسے مرنے کے بعد پھر زندہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا دوسری یہ کہ وہ خالق ایسا عالم ہے کہ اوسکا علم سب کاموں کو گھیرے
ہوئے ہے اسواسطے کہ یہ عجائبات ان عمدہ عمدہ حکمتوں کے ساتھ بغیر کمال علم کے ہرگز ممکن نہیں تیسرے یہ کہ خالق کی عنایت اور لطف و رحمت بندوں پر
بے نہایت ہے کہ بندہ کو جو کچھ چاہیے تھا پیدا کیا بلکہ جس چیز کی ضرورت تھی مثلاً جگر دل دماغ کہ حیوان کی زندگی انہیں سے ہے وہ بھی اوسنے دی اور
جس چیز کی ضرورت نہتی فقط حاجت تھی مثلاً ہاتھ پاؤن زبان آنکھ وغیرہ وہ بھی عنایت کی اور جن چیزوں کی نہ حاجت تھی نہ ضرورت تھی
مگر اونسے مزید زینت تھی مثلاً بالوں کی سیاہی لبوں کی سرخی بھوؤں کا خم آنکھوں اور پلکوں کی ہمواری وہ بھی مرحمت فرمائیں بندہ کو بہت اچھا
معلوم ہوا اسواسطے یہ چیزیں بنائیں اور یہ لطافت و مہربانی فقط آدمی ہی کے ساتھ نہیں بلکہ سب جانداروں کے ساتھ ہے یہانتک کہ چھوٹا سا کیڑا اور
مکھی کو بھی جو چیز چاہیے تھی وہی دی اور باینہمہ اونکی ظاہری صورت کو بھی اچھے اچھے نقشوں سے آراستہ اور عمدہ عمدہ رنگوں سے پیراستہ کیا تو گویا
خلقت کو مفصل غور سے دیکھنا خدا کے صفات پہچاننے کی کنجی ہے اسی وجہ سے اس علم یعنی علم تشریح کی بزرگی ہے نہ اس سبب سے کہ
طبیب کو اوسکی حاجت ہے اور جیسا کہ شعر اور تصنیف اور صنعت کے عجائبات جتنے زیادہ جانتا ہے اتنا ہی شاعر مصنف اور صانع کی عظمت بھی
اوتنی زیادہ تیرے دل میں آتی ہے اسیطرح خدا کی عجیب صنعتیں اوس صانع باکمال کی عظمت دریافت کرنیکی کنجی ہے اور یہ علم بھی ایک دریا ہے

راستہ ہے لیکن علم دل کی نسبت تنگ اور چھوٹا ہے اسواسطے کہ یہ بدن کا علم ہے اور بدن مثل سواری اور دل مانند سوار ہے اور پیدا کرنی
سواری مقصود نہیں سوار مقصود ہے سوار کے واسطے مرکب ہوتا ہے مرکب کے لیے سوار نہیں ہوتا لیکن اسقدر بھی جو بیان کیا تو اسواسطے کہ تو
یہ جان لے کہ باوجودیکہ کوئی چیز تیری ذات سے زیادہ تجھسے نزدیک نہیں مگر بسا اسکو بھی تو اپنے تئین خوب نہیں پہچان سکتا اور جو اپنے تئین
تو نہ پہچانے اور اوسکے پہچاننے کا دعوی کرے وہ اوس مفلس کے مانند ہے جو اپنے تئین تو کھانا نہیں دے سکتا اور دعوی کرتا ہے کہ
تمام شہر کے محتاج اوسکی روٹی کھاتے ہیں اور اسکا یہ کہنا اور دعوی کرنا محض واہیات ہے اور تعجب کی بات ہے فصل الغرض یہ سب جو بیان
ہوا اس سے آدمی کے گوہر دل کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اب یہ جان لے کہ خدا نے یہ گوہر بہت عمدہ تجھے دیا ہے اور تجھسے پوشیدہ کیا ہے
اگر تو اسے نہ ڈھونڈھیگا اور ضائع کریگا اور اوس سے غافل رہیگا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہوگا کوشش کرکے دل کو ڈھونڈھو
اور دنیا کے مشغلے سے نکال کر کمال بزرگی کے درجہ پر پہنچا کر اوس جہان میں بزرگی اور عزت ظاہر ہوگی یعنی خوشی بے ملال اور بقائے بیزوال
اور قدرت بے عجز اور معرفت بے شبہ اور جمال بے کدورت دیکھیگا لیکن اس جہان میں دل کی بزرگی اس بات سے ہے کہ اوس جہان کی
عزت اور نعمت حقیقی پانیکی لیاقت رکھتا ہے نہیں تو آج اوس سے زیادہ عاجز اور ناقص کوئی نہیں کہ گرمی سردی بھوک پیاس بیماری
فکر اور غم میں پھنسا ہے اور جن چیزوں اوسے لذت و راحت ہے وہی اوسکے لیے موجب نقصان و مضرت ہے اور جو چیز اوسکو نفع
پہونچانیوالی ہے اور تلخی سے نہیں خالی ہے اور جو شخص بزرگ اور عزت دار ہوتا ہے وہ علم یا قدرت و قوت یا ارادہ و ہمت یا اچھی صورت
کی بدولت صاحب وقار ہوتا ہے آدمی کے علم کی طرف اگر دیکھا جاے تو اوس سے زیادہ کوئی جاہل نہیں کہ اگر ایک رگ بھی اوسکے دماغ
میں ٹیڑھی ہو جاے تو ہلاکت اور جنون کا اندیشہ ہوتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اسکا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی
دوا اوسکے سامنے ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے اور نہیں پہچانتا کہ یہ میری دوا ہے اگر آدمی کی قوت اور قدرت کا خیال کیا جاے تو اوس سے زیادہ
کوئی عاجز نہیں کہ ایک مکھی سے نہیں جیت سکتا اگر ایک مچھر کو خدا اوسپر مسلط کر دے تو اوس سے ہلاک ہو جاتا ہے اگر ایک مکھی ڈنک مارے
تو بیخواب اور بیقرار ہو جاتا ہے اگر آدمی کی ہمت کیطرف دیکھا جاے تو ایک دانگ چاندی کا اگر اوسے نقصان ہوتا ہے تو اداس اور ملول
اور پریشان ہوتا ہے اگر بھوک کے وقت ایک نوالا اسے نہ ملے تو بدحواس ہو جاتا ہے اس سے زیادہ کنجوس اور کون ہوگا اگر آدمی کے
جمال اور صورت کا خیال کیجیے تو گویا ایک چمڑا اوپر سے آدمی پر منڈھا ہے اگر وہ دو دن اپنا بدن نہ دھووے تو ایسی خرابیاں ظاہر ہوں کہ آپسے آپ
اوکتا جاے بدن سے بدبو آنے لگے نہایت رسوا ہو آدمی سے زیادہ کوئی چیز گندی نہیں اسواسطے کہ اوسکے اندر ہمیشہ نجاست رہتی ہے
اور وہ نجاست بردار ہے اور ہر روز دو بار نجاست خود دھوتا ہے یعنی آبدست لیتا ہے نقل ہے کہ ایک دن شیخ ابو سعید قدس سرہ
صوفیوں کے ساتھ کہیں تشریف لیے جاتے تھے ایک مقام پر پہونچے وہاں لوگ سنڈاس صاف کرتے تھے رستہ پر نجاست پڑی تھی
سب ساتھی وہاں ناک کو بند کرکے ایک طرف بھاگے شیخ ممدوح وہیں پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو سمجھو تو یہ نجاست مجھسے کیا کہتی ہے
لوگوں نے کہا شیخ کیا کہتی ہے فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ کل میں بازار میں تھی ابھی میوہ مٹھائی جنس وغیرہ تھی سب لوگ مجھے مول لینے کو روپیے کی
تھیلیاں چھڑکاتے تھے ایک شب میں تمہارے پیٹ میں رہی تمہاری عفونت اور تمہاری بد بو ہوگئی اب تمکو مجھسے بھاگنا چاہیے یا مجکو تم سے حقیقت میں یہی

بات ہے کہ آدمی اس عالم مین نہایت ناقص اور عاجز اور بیکس ہے قیامت کو اوسکی گرم بازاری ہوگی اگر کیمیای سعادت کو گوہر دل پر
ڈالیگا چارپایون کے مرتبہ سے نکلکر فرشتون کے درجے پر پہونچیگا دنیا اور خواہش دنیا کی طرف اگر متوجہ ہوگا فرداے قیامت کو
کتّے اور سور اوس سے بہتر ہونگے کہ خاک ہوجاینگے اور رنج سے نجات پاینگے اور آدمی عذاب مین رہیگا تو آدمی نے جہان
اپنی بزرگی جانی ہے چاہیے کہ اپنا نقصان اور بیچارگی اور بیکسی بھی پہچان رکھے اسواسطے کہ اپنے نفس کو اسطرح پہچاننا بھی معرفت الٰہی
کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہے اسقدر بیان اپنے تئین پہچاننے کو کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ بیان ممکن نہین

دوسرا عنوان مسلمانی کا یہ دوسرا عنوان ہے اسمین خدا کی معرفت کا بیان ہے

اے عزیز جان کہ یہ بات جان کہ اگلے پیغمبرون کی کتابون مین مذکور ہے کہ اونسے یون ارشاد خداے غفور ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اور ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا دل مثل آئینہ ہے جو کوئی اسمین غور کریگا خدا کو دیکھیگا اور بہت
آدمی اپنے مین غور کرتے ہین اور خدا کو نہین پہچانتے تو اس لحاظ سے کہ دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہے اوسے جاننا ضرور ہوا اور ا(سکے)
جاننے کی دو صورتین ہین ایک نہایت مشکل ہے کہ اکثر عوام اوسے نہین جان سکتے اور اونکی سمجھ مین وہ صورت نہین آسکتی اور جو
عوام نہ سمجھ سکین اوسکا بیان مناسب نہین لیکن وہ صورت بیان کرنا چاہیے جسے سب سمجھ سکین وہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی سے
خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت یعنی اپنے بدن اور اعضا مین جو اوسکا
تصرف اور اختیار ہے اوس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم مین ہے پہچانے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نے جب پہلے اپنے تئین پہچا(نا)
جانا اور یہ جانتا ہے کہ کئی برس پہلے نیست تھا اور اوسکا نام نشان کچھ نہتھا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ
حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا
اور جس چیز سے آدمی اپنی اصل خلقت پہچانے کہ اپنی ہستی سے پہلے مین کیا تھا وہ چیز نطفہ ہے جو ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہے جسمین
عقل یا سمع یا بصارت یا سر یا ہاتھ پاؤن زبان آنکھ رگ پٹھا ہڈی گوشت چمڑا کچھ نتھا بلکہ ایک ہی طرح کا سفید پانی تھا پھر اوسمین یہ
عجائبات یعنی عقل سر ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہر ہوئے اوس نے اپنے تئین آپ نہین پیدا کیا بلکہ اور کسی نے اوسے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ آج
باوجودیکہ درجہ کمال کو پہونچا ہے اور یقینی جانتا ہے کہ ایک بال پیدا کرنے سے عاجز ہے تو یہ بھی جانیگا کہ جب پانی کا ایک قطرہ تھا تو اوس سے بھی
زیادہ عاجز اور ناقص تھا اپنے تئین آپ کیا پیدا کرتا پس خواہ نخواہ آدمی کو اپنے پیدا ہونے سے خالق کی ذات کی ہستی معلوم ہوگی اور جب
اپنے بدن کے عجائبات جو ظاہر اور باطن مین ہین دیکھیگا (اور بعض عجائبات بدن کی تفصیل بیان ہو چکی ہے) تو اپنے خالق کی قدرت کاملہ
دیکھیگا اور جانیگا کہ میرا خالق بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور سمجھیگا کہ اس سے بڑی قدرت اور کیا
ہوگی کہ ایسے ذلیل ناچیز پانی کے قطرے سے کمال اور جمال کے ساتھ کیا صورت بناتا ہے اور اوس صورت مین کیا کیا عجائب و غرائب رکھے ہین
اور آدمی جب اپنی عجیب عجیب صفتون اور اپنے اعضا کی منفعتون کو دیکھتا ہے کہ ہر عضو ظاہری مثلاً ہاتھ پاؤن آنکھ زبان دانت اور اعضای (باطنی)

مثلاً جگر تلی پتّا وغیرہ کو خدا نے کس حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے تو اپنے خالق کے علم کو پہچانتا ہے کہ کیا علم اتم ہے اور کیسا محیط اشیاے
عالم ہے اور آدمی یہ بھی جان جائیگا کہ ایسے عالم سے کوئی چیز غائب نہیں ہو سکتی اگر سب عقلمندوں کی عقل کو کام میں لائیں اور سب اونکو
عمر دراز دیں اور وہ فکر کریں کہ ان اعضا سے ایک عضو کو بھی کوئی ایسی صورت نکالیں جو اس صورت موجودہ سے بہتر ہو تو نہیں نکال
سکتے مثلاً دانتوں کی صورت جو بالفعل موجود ہے یعنی کھانے کی چیز کاٹنے کے واسطے سامنے کے دانت تیز ہیں اور کھانے کی چیز کو [illegible]
کرنے کے واسطے اور داڑھ چوڑے ہیں اور دانتوں کے قریب زبان پنہاری کے انگوٹھے کے مثل ہے کہ اناج چکی میں ڈالتی ہے اور
قوت جو زبان کے نیچے ہے خمیر بنانے والے اور پانی چھڑکنے والے کے مانند ہے کہ جسوقت جتنا چاہیے اوتنا پانی بہاتی ہے کہ کھانا تر ہو
اور حلق سے اوتر جائے گلے میں نہ پھنسے اس صورت کے خلاف اور کوئی شکل جو اس سے بہتر ہو تمام عالم کے عقلمند ملکر نہیں نکال سکتے
اسیطرح ہاتھ میں پانچ اونگلیاں ہیں چار اونگلیاں ایک طرح کی اور ایک انگوٹھا اون اونگلیوں کی نسبت بہت دور اور لنبائی میں
چھوٹا اور ہر اونگلی کے ساتھ کام کرتا ہے اور سب اونگلیوں پر پھرتا ہے اور سب اونگلیوں میں تین تین گرہیں ہیں اور انگوٹھے میں دو گرہیں
ایسی بنائی ہیں کہ آدمی اگر چاہے آنچورا بنالے چاہے چلو چاہے مٹھی بند کرکے گھونسا بنالے اور گھونسے کو اپنا ہتیار کرلے یعنی دشمن کو مار
خواہ مٹھی کھولکر پنجہ کو طباق بنالے اور اکثر طرح سے کام میں لائے اگر تمام جہان کے عقلمند اونگلیوں کی اور کوئی وضع تجویز کریں مثلاً یہ
سب اونگلیاں ایک ہی انداز کی ہوں یا تین ایک طرف اور دو ایک جانب ہوں یا پانچ کی جگہ یا چار ہوں یا تین گرہ ہونیکا بدلے دو دو
یا چار گرہیں ہوں انمیں سے جو جو باتیں سوچیں اور کہیں سب ناقص ہیں اور جس انداز پر خداوند کریم نے پیدا کیا وہی انداز بہت اچھا ہے
اس بیان سے معلوم ہوگا کہ خالق کا علم اس شخص کو محیط ہے اور سب چیزوں سے خالق مطلع ہے اور آدمی کے ہر ہر عضو میں ایسی حکمتیں
ہیں جو شخص اون حکمتوں کو جتنا زیادہ جانیگا اوتنا ہی علم خدا کی عظمت اور وسعت سے اوسے تعجب بھی زیادہ ہوگا اور آدمی جب اپنی
حاجتوں کو دیکھنے لگے تو پہلے دیکھیگا کہ اوسے اعضا کی احتیاج ہے پھر جانیگا کہ کھانے کپڑے گھر کا بھی وہ محتاج ہے اور اوسکے کھانے کی
چیزوں کو بھی مینہ ہوا گرمی سردی کی حاجت ہے اور جو اون کھانے کی چیزوں کو کھانیکے قابل کریں اون صنعتوں کی بھی ضرورت ہے اور اون صنعتوں کو
بھی اوزار مثلاً لوہے تانبے پیتل سیسے کی احتیاج ہے اور اس بات کے جاننے اور معلوم ہونیکا کہ اوزار کیونکر بنتے ہیں اوزار بھی محتاج ہیں تو جب ان
چیزوں کی طرف اپنی حاجتیں دیکھیگا جانیگا کہ سب مخلوقات بہت خوب انداز پر ایجاد ہوتی ہے اور سب مصنوعات کی بہت اچھی وضع پیدا
ہوتی ہے اور ہر ہر چیز جس قسم کی خدا نے بنائی ہے اگر نہ بناتا تو بنا سکتا کیسا اوس کار کا انداز بھی کسی کے خیال میں نہ آتا اور سمجھیگا کہ
سب مخلوق اور مصنوع بے مانگی مراد ہے اور فقط خدا کی مہربانی اور عنایت سے ان سبکی بنیاد ہے اور اس سمجھ کی بدولت آدمی کو یہ صفت
معلوم ہوگی کہ تمام عالم پر خدا کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسی صفت کے باعث اولیا کی زندگانی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے
یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حق تعالیٰ نے فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اور جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد کیا ہے کہ دودھ پیتے بچوں پر مادر شفیقہ کی جتنی شفقت ہے اوس سے زیادہ بندوں پر ارحم الراحمین کی رحمت ہے غرض کہ
آدمی نے اپنے پیدا ہونے سے خدا کی ہستی کو جانا اور اپنے اعضا کی کثرت سے حق تعالیٰ کے کمال قدرت کو پہچانا اور عجائب حکمتوں اور اپنے

اعضا کی منفعتون سے خدا کے کمال کو دیکھا اور جن چیزون کی حاجت یا ضرورت ہے یا جیسے فقط زیب و زینت ہے اونکو اپنی جگہ پایا تو
مجتمع اور موجود دیکھنے سے لطف اور رحمت ذوالجلال کو دیکھا تو نفس کی پہچان جو ایسی ہے وہ معرفت حق کی کنجی ہے فصل آدمی نے
جسطرح حق تعالے کی صفات کو اپنی صفات سے پہچانا اور حق تعالی کی ذات کو اپنی ذات سے جانا اوسیطرح حق تعالے کی تنزیہ اور
تقدیس بھی اپنی تنزیہ اور تقدیس سے جانتا ہے اور حق تعالے کی تنزیہ اور تقدیس کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ وہم و خیال مین آسکے وہ اوس سے
پاک اور مقدس ہے اور اگرچہ کوئی جگہ حق تعالے کے تصرف سے خالی نہین مگر کسی جگہ کے ساتھ منسوب ہوسکنے سے وہ بری اور منزہ ہے
اور آدمی اس تنزیہ اور تقدیس کا نمونہ اپنے مین دیکھتا ہے اسواسطے کہ جان کی حقیقت جسے ہم دل کہتے ہین وہ بھی اون چیزون سے
جو وہم و خیال مین آئین منزہ اور پاک ہے اسواسطے کہ اوسکے لیئے نہ مقدار و کمیت ہے اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیت کیفیت
قسمت دل سے دور ہے تو دل کا بے رنگ ہونا بھی ضرور ہے اور جس چیز کی نہ کچھ رنگ ہوگا نہ مقدار وہ کبھی خیال مین نہ آئیگی اسواسطے کہ
خیال مین وہی چیز آتی ہے جسے یا جسکی جنس کو آنکھ دیکھ پاتی ہے اور رنگ اور شکلون کے سوا خیال اور نظر مین کچھ نہین آتا اور طبیعت جو
یہ چاہتی ہے کہ معلوم ہو فلانی چیز کیسی ہے اسکے یہی معنی ہین کہ اوس چیز کی کیسی شکل ہے چھوٹی ہے یا بڑی اور جو چیز ان صفتون یعنی
صورت رنگت چھوٹائی بڑائی سے مبرا ہے اوسے پوچھنا کہ کیسی چیز ہے بیجا ہے الغرض جس چیز مین چگونگی کو دخل نہین اگر تو اوسے دریافت
کیا چاہتا ہے تو اپنی حقیقت مین غور کر کر دیکھ تو تیری حقیقت جو خدا کی معرفت کی جگہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اوسکی نہ کچھ مقدار نہ کمیت نہ کیفیت
ہے اگر کوئی پوچھے کہ روح کیا چیز ہے اوسکا جواب یہی ہوگا کہ چگونگی کو اوس مین کچھ دخل نہین جب تو نے اپنے تئین جانا کہ چگونگی سے پاک
اور مبرا ہے تو یہ بھی جان کہ حق تعالے چگونگی سے منزہ اور مقدس اور پاک ہونے مین بہت اولے ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ بیچون اور
بیچگون کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور اپنی حقیقت کو نہین پہچانتے کہ خود بیچون اور بیچگون موجود ہین بلکہ آدمی اگر اپنے تن مین ڈھونڈھے تو
تو ہزار چیزین بیچون اور بیچگون دیکھے یعنی اپنے مین درد دیکھے غصہ دیکھے عشق دیکھے مزہ دیکھے اور اگر چاہے کہ ان چیزون کی چون
اور چگونگی دریافت کرے تو نہین دریافت کرسکتا اسواسطے کہ ان چیزون کی نہ رنگت ہے نہ صورت ہے تو اس سوال کو کہ کیا رنگ ہے اور
کیسا ہے غصہ درد وغیرہ مین کچھ دخل نہین تو معلوم ہوا کہ چیزین بیچون اور بیچگون موجود ہین بلکہ اگر کوئی آواز یا مزہ یا بو کی حقیقت دریافت
کیا چاہے کہ یہ چیزین کیسی ہین تو نہین ہوسکتا آدمی انکی دریافت کرنے مین عاجز ہے اور یہ عاجزی کا سبب یہ ہے کہ چون اور چگونگی
مقتضاے خیال ہے کہ بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال ہر چیز مین آنکھ کا حصہ ڈھونڈھتا ہے اور جو چیز کان کی ملکیت ہے جیسے آواز اوسمین
آنکھ کا کچھ حصہ نہین بلکہ آواز کی چونی اور چگونگی دریافت کرنا محال ہے اسواسطے کہ جسطرح رنگت اور صورت جس کا سمع سے تعلق اور مبرا ہے اوسیطرح آواز بصر سے
پاک اور منزہ ہے اسیطرح جو چیز حاسہ دل مین آتی ہے اور عقل سے پہچانی جاتی ہے وہ اور سب حواس سے پاک ہے اور کسی حواس کا حصہ اوس مین نہین اور چونی اور
چگونگی محسوسات مین ہوتی ہے یہ تحقیق اور غور کرنے کی بات ہے اسکی تفصیل کتب معقولات مین بیان ہے اس کتاب مین جسقدر بیان ہوا کافی
بہت ہے اور اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اپنی بیچونی اور بیچگونگی سے حق تعالی کی بیچونی اور بیچگونگی آدمی پہچان سکتا ہے الغرض اس لیئے کہ
تو جان لے کہ جان موجود ہے اور بدن کی بادشاہی اور بدن مین جتنی چیزین ہین انکے واسطے بیچونی اور بیچگونگی حاصل ہے وہ اوس بادشاہ

یعنی جان کی مملکت ہے اور جان خود بیچون و بے چگون ہے اسیطرح بادشاہ عالم یعنی حق تعالی بیچون اور بیچگون ہے اور محسوسات جو چون
اور چگونگی رکھتے ہین حق تعالی کی مملکت ہے حق تعالی کی تنزیہ کا دوسرے طور پر یہ بیان ہے کہ حقتعالی کو کسی جگہہ کے ساتھ منسوب نہین
کر سکتے کہ خدا اس جگہہ ہے اور جان کو کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین کر سکتے کہ جان ہاتھہ مین ہے یا پاؤن مین ہے یا سر مین ہے یا اور کسی
عضو مین ہے بلکہ بدن کے سب اعضا قسمت پذیر ہین یعنی ٹکڑے ہو سکتے ہین اور جان قسمت پذیر نہین ہے یعنی ٹکڑے نہین ہو سکتی اور
جو چیز قسمت پذیر نہو قسمت پذیر چیزین اوسکا سما جانا محال ہے اسواسطے کہ اگر وہ اونمین سما جاسکے تو قسمت پذیر ہو جائیگی اور باوجود اسکے
کہ جان کسی عضو کے ساتھ منسوب نہین ہو سکتی مگر کوئی عضو جان کے تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جان کے تصرف اور حکم مین ہین
اور جان سب اعضا کی بادشاہ ہے اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنی حق تعالی کے تصرف مین ہے اور حق تعالی اس امر سے منزہ اور
پاک ہے کہ کسی خاص جگہہ کے ساتھ اوسے منسوب کرین تقدس اور تنزیہ کا تمام حال جب عیان ہوگا کہ روح کی خاصیت اور بھید تفصیل وار
بیان ہو اور اسے بیان کرنیکی اجازت نہین اور ان اللہ تعالی خلق آدم علی صورتہ کا سب حال اسی سے ظاہر ہوگا واللہ اعلم

فصل اے عزیز تو نے حق تعالی کی ذات کو تو جان لیا اور اوسکی صفات اور چونی اور چگونگی سے اوسکا پاک ہونا پہچان لیا اور کسی جگہہ
کے ساتھ منسوب ہونے سے حق تعالے پاک ہے یہ بھی تجکو معلوم اور باور ہو چکا اور آدمی کا نفس تمام معرفت کی کنجی ہے یہ امر بھی تجکو ظاہر ہو چکا
ابواب معرفت مین سے ایک یہ باب باقی ہے کہ اپنی مملکت مین حق تعالی کا بادشاہی کرنا کیونکر ہے اور نگہبانی فرمانا کسطرح پر ہے اور
فرشتونکو حکم فرمانا اور فرشتون کا حکم بجا لانا اور ملائکہ کے ہاتھ سے کام لینا اور آسمان سے زمین پر حکم بھیجنا آسمان اور تارون کو جنبش
مین لانا زمین کے باشندون کے کام کو وابستہ آسمان بنانا رزق کی کنجی آسمان کو حوالہ کرنا یہ سب امور کیونکر ہین حق تعالی کی معرفت مین
یہ بڑا باب ہے جسطرح پہلی معرفتون کو معرفت ذات و صفات کہتے ہین اس معرفت کو معرفت افعال کہتے ہین نفس کی معرفت اس معرفت
کی بھی کنجی ہے اور جبتک تو یہ نسمجھیگا کہ اپنی مملکت بدن مین کیونکر بادشاہی کرتا ہے اور کسطرح احکام جاری کرتا ہے تو یہ بھی نسمجھیگا کہ بادشاہ عالم
کسطور سے نگہبانی فرماتا ہے تو چاہیے کہ پہلے تو اپنے تئین پہچان اور اپنے ایک ایک کام کو جان مثلاً جب کاغذ پر تو بسم اللہ لکھا چاہتا ہے
پہلے لکھنے کی خواہش اور ارادہ تجھہ مین پیدا ہوتا ہے پھر دل مین حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اوس دل مین جو گوشت کا ہے
اور بائین طرف لٹکتا ہے حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش کرکے دماغ مین جاتا ہے اور اس جسم لطیف کو
لوگ روح کہتے ہین جو حس و حرکت کی قوتون کو اوٹھائے ہوئے ہے اور یہ روح اور ہے کہ چارپایون کے بھی ہوتی ہے اور موت کو
اوسمین دخل ہے اور وہ روح اور ہے جسے ہم دل کہتے ہین وہ چارپایون کے نہین ہوتی اور وہ روح ہرگز نہین مرتی اسواسطے کہ
حق تعالی کی معرفت کی جگہہ ہے یہی روح جنبش کرتی ہے اور جب دماغ مین پہونچتی ہے تو دماغ کے پہلے خزانہ مین جو قوت خیال کی جگہہ ہے
بسم اللہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین کہ اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب طرف پہونچے ہین اور
انگلیون مین دھاگے کی طرح بندھے ہین جو شخص دبلا ہو اوسکے بازو پر ان پٹھون کو لوگ دیکھ سکتے ہین غرضکہ اوس اثر سے یہ پٹھے
جنبش کرتے ہین اور سر انگشت کو جنبش دیتے ہین اور سر انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بسم اللہ کی صورت اوس صورت کے موافق

۵ بیشک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آدم کو اپنی صورت پر

۶ اور اللہ بڑا جاننے والا ہے

جو خیال کے خزانہ مین ہے حواس خصوصاً آنکھ کی اعانت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو جسطرح اس
کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے تجھ مین ظاہر ہوتی ہے اوسیطرح حق تعالی کے سب کامون کا آغاز اوسکی صفات مین سے ایک
صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت ہے اور جسطرح لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے پھر دل کے واسطہ
سے اور اور جگہ مین پہونچتا ہے اسیطرح حق تعالے کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پھر اورونکو پہونچتا ہے اور جیسے بخارات
کی طرح جسم لطیف دل کی رگون کی راہ اوس اثر کو تیرے دماغ مین پہونچاتا ہے اور اوس جسم لطیف کو روح کہتے ہین ویسے ہی حق تعالے
کے واسطے بھی ایک جوہر ہے کہ اوسکے ارادہ کو عرش سے کرسی پر پہونچاتا ہے اور اس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس کہتے ہین اور
جسطرح دل سے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دل کی حکومت اور تصرف مین دل کے نیچے ہے اوسی طرح حق تعالی کے ارادہ کا
اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور جسطرح بسم اللہ جو تیری مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اوسکی صورت
دماغ کے خزانہ اول مین ظاہر ہوتی ہے اور اوسکے موافق فعل ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی اوسکا
نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ مین جس طرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے
تاکہ پٹھے ہاتھ اور اونگلی کو جنبش دین اور اونگلی قلم کو حرکت دے اسیطرح جواہر لطیف یعنی فرشتے جو کہ عرش
اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جس طرح دماغ کی قوت رگون اور پٹھون کی اعانت
سے اونگلیون کو جنبش دیتی ہے اوسی طرح وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارون کے تار شعاعی کے واسطہ
سے عالم سفلی مین امہات عالم سفلی کی طبیعتون کو جنبش دیتے ہین انکو چار طبع یعنی گرمی سردی تری خشکی بھی کہتے ہین اور جسطرح
قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور پراگندہ اور جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اوسیطرح یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات
کی اصلون کو جنبش دیتی ہین اور جسطرح کاغذ سیاہی کو قلم جب پراگندہ اور جمع کرتا ہے تو کاغذ اوسے قبول کرلیتا ہے اسیطرح تری ان مرکبات
کو شکل کے قابل کرتی ہے اور خشکی اونھین شکل کا نگہبان کردیتی ہے تاکہ مرکبات اس شکل کی حفاظت کرین اور اس شکل کو چھوڑ نہ دین اسواسطے
کہ اگر تری نہو تو مرکبات خود شکل قبول نہ کرین اور اگر خشکی نہو تو شکل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا کام تمام کرتا ہے اور اپنی
حرکت کو اختتام کرتا ہے تو بسم اللہ کی صورت آنکھ کی مدد سے اوس نقش کے موافق جو خزانۂ خیال مین تھا پیدا ہوتی ہے اوسیطرح جب
سردی گرمی ان مرکبات کی اصلون کو حرکت دیتی ہے فرشتون کی مدد سے حیوان اور نبات کی صورت اس عالم مین اوس صورت کے موافق
جو لوح محفوظ مین تھی پیدا ہوتی ہے اور جسطرح تیرے سب کامون کا اثر تیرے دل سے پیدا ہوکر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے اوسیطرح
عالم اجسام کا آغاز عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اوسکے بعد اور لوگ دلکو تیرے ساتھ
نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف عرش کے واسطے سے ہے لوگ
جانتے ہین کہ حق تعالے ایسا کہ عرش اعلی ہے اور جسطرح جب تو غالب ہوا اور دل کا کام درست ہوگیا تو مملکت بدن کی تدبیر تو
کرسکتا ہے اسیطرح جب حق سبحانہ تعالی عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش سیدھا کھڑا ہوا اور مغلوب ہوگیا تمام مملکت

عالم کی تدبیر کی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ اسی سے عبارت ہے العزیز جان تو کہ یہ سب حق ہے اور جو لوگ صاحب
بصیرت ہین اونکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہین کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ اور
اس بات کو حق جان کہ بادشاہ کو بادشاہون کے سوا کوئی نہین جانتا اگر تجھے تیری مملکت پر بادشاہ نہ کیا ہوتا اور خداوند تعالی اپنے
اپنی مملکت کا مختصر سا نسخہ تجھے نمونہ نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اوس بادشاہ کا شکر کر جسنے تجکو پیدا کیا اور اور تیرے
بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے مملکت دی دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع دل ہے اوسے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ
تیری کرسی خزانہ خیال سے تیری لوح محفوظ بنائی آنکھ کان اور سب حواسون سے تیرے فرشتے دماغ کے گنبد سے جو چھون کا نمونہ ہے
تیرا آسمان اور تارے بنائے اور انگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے دلکو بیچون اور بیچگون پیدا کر کے سب اعضا پر بادشاہ
کر دیا تجھے کہا کہ اپنی اور اپنی بادشاہی سے زنہار غافل نہ رہنا ورنہ اپنے خالق سے غافل ہے گا فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی
صُوْرَتِهٖ فَاعْرِفْ نَفْسَكَ يَا اِنْسَانُ تَعْرِفْ رَبَّكَ فصل یہ سب جو بیان ہوا کہ آدمی کی بادشاہی حضرت مالک الملک کی سلطنت کا
نمونہ ہے اس سے بڑے بڑے دو علمون کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا علم اور قوتون اور صفتون کے ساتھ اوسکے نفس کا
تعلق اور دل کے ساتھ صفتون اور قوتون کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی علم ہے کہ ایسی کتاب مین اوسکی تحقیق بیان نہین ہو سکتی
اور دوسرے یہ تفصیل معلوم ہوگی کہ بادشاہ عالم کی مملکت کو فرشتون سے اور فرشتون کو آسمان اور آسمان عرش کرسی کو ملائکہ سے علاقہ
اور ربط ہے یہ بھی بڑا علم ہے اور اس اشارہ سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار ہوگا ان سب باتونکا اعتقاد کریگا اور حق سبحانہ تعالی
کی عظمت ان سب باتون سے جانے گا اور جو سفیہ اور احمق ہوگا وہ یہ بھی جانیگا کہ خود کیونکر غافل اور نادان رہا اور کیون مبتلائے نقصان
رہا کہ ایسے بادشاہ ذو الجلال صاحب حسن جمال کے دیدار سے محروم اور محجوب ہے اور خلائق کو حضرت الوہیت سے تو کیا خبر ہوگی اسقدر
جو بیان کیا گیا فقط اسواسطے ہے کہ خلق پہچان سکے کہ خود کیا ہے فصل جو لوگ عالم علم طبیعی اور واقف علم نجوم ہین وہ بیچارے حیران
ہین کہ کامون کو عناصر اور ستارون پر حوالہ کرتے ہین اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چونٹی کاغذ پر چلے اور کاغذ کو دیکھے کہ سیاہ
ہوا جاتا ہے اور اوسپر نقش بنتا ہے پھر غور کر کے قلم کی نوک کو دیکھے اور خوش ہو کہ مین نے اس کام کی حقیقت پہچان لی اور چھٹی پائی کہ
یہ نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم علم طبیعی کا ہے کہ اخیر درجہ کے محرک کے سوا کچھ نہین جانتا تب اوسکے اوس چونٹی کے پاس
دوسری چونٹی جسکی آنکھ بڑی اور نگاہ تیز ہو آئے اور پہلی چونٹی سے کہے تو نے غلطی کی مین اس قلم کو تابعدار دیکھتی ہون اور قلم کے
علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہون وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجھ پر خوش ہو کر کہے کہ جو مین نے جانا یہی حق ہے کہ انگلیان نقاشی
کرتی ہین قلم نقاشی نہین کرتا قلم انگلیون کا تابع ہے یہی نجومی کی مثال ہے کہ عالم طبیعی سے اوسکی نگاہ دور پہونچی اوس نے دیکھا
کہ طبائع ستارون کے مسخر اور مطیع ہین لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتونکے اختیار مین ہین اور اون درجون پر جو کہ اوسکی سمجھ اور علم
سے اعلی تھے پہونچ نہ سکا اور عالم طبیعی نجومی اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام مین یہ تفاوت ہوا اور اوسی کی وجہ سے اختلاف پڑا اسیطرح
اون لوگون کے درمیان جو عالم ارواح مین ترقی کرتے ہین اختلاف پڑا کہ اکثرون نے عالم اجسام سے ترقی نہ کی اور عالم اجسام سے

باہر اونھون نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کی طرف معراج کی جو راہ ہے وہ اونپر بند ہوگئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار مین بھی اسیطرح دشوار گذار راہین اور آڑین بہت ہین اونمین سے بعضون کے ستارون اور بعضون کے ماہتاب اور بعضون کے آفتاب کے مانند درجے ہین اور یہ اون لوگون کی معراج کے مراتب ہین جنہین حق تعالےٰ نے ملکوت آسمان دکھائے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ اور اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِينَ أَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُورٍ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ مَنْ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ کتاب مشکات الانوار اور مصباح الاسرار مین اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے الغرض یہ مقصود ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الٰہی کے درمیان مین ہوتی تو علم طب باطل ہو جاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اوسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یاری نہ کرسکی پہلی منزل مین رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھرایا مسخر نہ سمجھا اور اون ہی کو مالک جانا چاکر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اون چیدہ نوکرون مین سے ہے جو جوتون کی پاس والی صف مین کھڑے رہتے ہین اور منجم نے جو ستارون کو اسباب الٰہی مین داخل کیا تو سچ کہا اسواسطے کہ اگر اسباب الٰہی مین نہوتے تو دن رات برابر ہوجاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان مین اوسی کے سبب سے ہے اور جاڑہ گرمی بھی برابر ہوجاتا اسواسطے کہ گرمی گرمی مین اسوجہ سے ہوتی ہی کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے مین دور ہوتا ہے اور یہ خدا کی قدرت مین سے ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا گیا عجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھنا ایمان مین کچھ خلل نہین کرتی لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستارون کو اصل سمجھا اور کامون کو اون ہی پر محول جانا اور ستارونکا مسخر ہونا نہ دیکھا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام مین لائین تو ستارے کارگذار ہین اپنی طرف سے کام نہین کرتے بلکہ اسیطرح جیسے اعضا کو حرکت دینے مین اوس قوت کی جہت سے جو دماغ مین ہے کام مین آتے ہین اسیطرح ستارے بھی اون فرشتون کے واسطے جو عمال ہین کام مین رہتے ہین اور ستارے بھی اگرچہ فقیہون کے درجے پر کم رتبہ نوکر ہین لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجہ کے تابعدار ہین اونکی طرح ستارہ اخیر درجہ کے اون نوکرون مین نہین جو جوتون والی صف مین رہتے ہین فیصل لنطق مین ایسے بہت اختلافات ہین کہ ایک ایک وجہ سے ہر ایک کی باتین سچ اور درست ہین لیکن لوگ ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہین کچھ نہین پر سمجھتے ہین کہ ہمنے سبکو پورا دیکھ لیا ان لوگونکی مثال ایسی ہے جیسے اندھونکا حال ہے اندھے جب سنتے ہین کہ اونکے شہر مین ہاتھی آیا ہے تو اوسکو پہچاننے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اوسے ہاتھ سے پہچان لینگے اور ہاتھ سے ٹٹول لیتے ہین کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاؤن پر کسی کا دانت پر یہ اندھے جب اور اندھون کے پاس جاتے ہین اور وہ انسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہین تو اونمین سے جس اندھے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤن پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے سچ بھی کہتے ہین اور اسوجہ سے دہوکا بھی کھاتے ہین کہ سمجھے تھے کہ ہمنے تمام ہاتھی کو پہچان لیا اور حقیقت مین تمام ہاتھی کو نہین پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کی آنکھ [illegible] اوسکی سلطنت تا ہر

ہمیشہ ہے اوسنے خبر دی کہ حق تعالی اسیطرح بلا بیماری سود و محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین
ہماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنے حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ البَلاءَ مُوَکَّلٌ بِالاَنبِیَاءِ ثُمَّ
الاَولِیَاءِ ثُمَّ الاَمثَلُ فَالاَمثَلُ بیماران کر انکو دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضتُ فَلَم تَعُدنِی انہین کی شان مین آیا ہے
آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال ہے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری
مثال ہے اوسکا حال کھلا اور اسیوجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت
نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا ہے اور اوسکو سب سے اول ہی مین بیان کیا فصل اے عزیز تیرا یہ سُبحَانَ اللہِ وَالحَمدُ لِلہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکبَرُ کے
معنی تجکو سمجھانا چاہتے ہین کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الٰہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی
تو سبحان اللہ کے معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالی کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی اوسی کے ہاتھ
مین ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھ مین تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کیواسطے
نہین ہو سکتا اور جب تونے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود مختار حاکم نہین ہے تو لا الٰہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے
کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالی کی کنہ حقیقت کو نہین جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی بہت بزرگ
اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اورون سے بڑا اور
بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھ اور کوئی چیز خود موجود ہی نہین کہ وہ اوس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسلیے کہ سب موجودات اوسی کے وجود کا
نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین
کہ وہ اس مرتبے سے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی
ایسی ہوتی آدمی تو کیا تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالی کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوتی جو کہ
اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالی کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوتے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے
کہ تجھے عظمت ربوبیت کی قدر حضرت الٰہیت کا اجمال کچھ حاصل ہو جاوے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہمسے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت
اور بادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے ہم یہی کہین گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ لڑکا اس مزہ کے سوا
اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اوسے حاصل ہی نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نسکیگا تاہم اوس مزہ کو البتہ سمجھ لیگا کہ
شائبہ اوسے حاصل ہو اور یہ سبکو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا
نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابری آگئی اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکون کو چاہیے اے عزیز یہ معرفت الٰہی کا
جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئی ہین ایسا ہی اونھین بھی جان لے پس حق تعالی کے سوا حق تعالی کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا
فصل حق سبحانہ تعالی کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتاب مین ٹھیک ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جس قدر بیان ہوا اتنا ہی اسبات کیواسطے کافی ہے
کہ لوگ آگاہ ہو جاوین اور آدمی کو اپنے مقدور بھر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جاوے اسلیے کہ آدمی کا کمال سعادت آدمی کی [illegible]

سعادت کا ذریعہ خدا کی محبت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہوچکی ہے لیکن بندگی
اور عبادت آدمی کیواسطے موجب سعادت سے ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مریگا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ
جس شخص کو کسیکے پاس رہنا ہو اوس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہنا ہے اوسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اوسے دوست
رکھیگا اوتنی ہی اوسکی سعادت بڑھیگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالی کی دوستی آدمی کے دل مین
معرفت اور ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ
کرتا ہے تو اوسکے دوستون مین ہوجاتا ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بُدُّکَ اللَّازِمُ فَالْزَمْ
بُدَّکَ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا ہرجگہ کا بھی سہارا ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نرہ اور ولیکن ذکر جبہی غالب ہوتا ہے کہ
آدمی ہمیشہ یاد لوگون مین مشغول ہے اور فراغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جاوے اور
خواہشون کا رشتۂ تعلق جبہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھ اوٹھا دے تو گناہون سے ہاتھ اوٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور
عبادت کرنا یاد ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے
جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی اور چونکہ سب کام
عبادت نہین ہوسکتے بعضے ہوسکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دستبردار ہونا ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے اگر آدمی کھانا
نہ کھائیگا تو ہلاک ہوجائیگا اگر عورت سے جماع نکریگا نسل منقطع ہوجائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو
ایک اندازہ اور حد چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کردے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے
حد باندھے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندھوالے اور اندازہ کرالے اور یہ محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر
چھوڑدین اسواسطے کہ خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد بر آتی ہے وہ خواہش
کے سبب اوسے اچھی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جائے بلکہ دوسرے کا تابعدار کیا جاوے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری
کیجاوے بلکہ اسواسطے بڑا دور اندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت
کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے
حق تعالی نے فرمایا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ فصل غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے دور
ہوگئے اونکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اس فرقہ کی نادانی کی ہے جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس
بیچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چگونگی کے ساتھ ڈھونڈھا چاہا اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ
کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب اس حکمت اور ترکیب کے ساتھ خود بخود پیدا ہوتے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے
ہین یا سب طبیعت کا کام ہے جب طبیعت ہی کا علم آپ نہین رکھتی تو دوسری چیز کو کیا سمجھیگا اور اونکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا
خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کا علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچھ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین ہین وہ لوگ ہرگز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے
بے کھیتی اور سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے باوصفیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
رِزْقُهَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان
نہین رکھتے اور رزق ڈھونڈھنے سے ہاتھ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے
کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کرکے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ
گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کرسکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر احمق ایسے گذرتے
ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور ادر رہا ٹوٹے تو تمام عمر اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک
نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ و تاریک ہو جاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین قلتین نہین یعنی [illegible]
نہین ہوتے ہین کہ ایسی چیزون سے پاک نہ کہین یہ دعوی باطل کہ ہم ایسی درجہ مین گناہ مین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب میسر ہوا ہے اگر مثلا
کوئی شخص ایسا ہی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش رہا اوسکے پاس ہی نہ آوے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض مکر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام
کے درجے سے نہ بڑھ جائیگا انبیا تو ادنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے
بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کہان سے جانا کہ شیطان کے مکر مین نہین پھنسا ہے اور کیونکر سمجھا کہ اسکا درجہ
انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ انکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن نالہ و زاری اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور رفاہ کے
واسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کیواسطے کیون نہین گریہ و زاری کرتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور
اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نہ تھا تو آنحضرت اپنے تئین
تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے تھے آنحضرت نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پھینک دیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا
نقصان ہوتا اوسکا کھانا سب کو درست ہوجاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت صلعم کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون
نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑھکر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ
ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدحے اوسکو نجس نہ کرینگے اور معاذ اللہ رسول اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے ایک خرما اوسکو نجس کر دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی مونچھین مونڈے
اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہنسی کرنے مین
ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زیردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ چارپایہ
ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغا باز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ مارا کرتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے
کہ آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے
اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھتا ہے تو وہ شیطان کا

نہیں ہوتا ہے اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اوس سے اس دلیل کا خواستگار رہنا چاہیے وہ نہ سمجھے گا اور دنیا میں تو ہمیشہ
ہوکر ہلاک ہوجاویگا اور آدمی یہ نہیں جانتا کہ متابعت شرع میں نفس کا سہہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے سالکوں اور غفلت
اور خواہش کی بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہیں پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھیرانیوالا وہ فرقہ ہے جسنے اون
وجہوں میں سے جنکا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہیں اور فساد ڈالتے ہیں جا بجا کہتے ہیں پیش آ کر
اور صوفیوں کا لباس پہنکر تصوف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہیں اوس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطے کہ اوسکی طبیعت میں شہوت اور آگر
غالب آتی ہے وہ فساد کرنیکی اوسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اس فساد کے سبب سے مجھپر عذاب ہوگا کہ فساد اوسپر بلیغ اور غالب ہوگیا
بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہیں اسکو فساد کہنا تہمت اور حدیث ہے یعنے بنی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنی تک نہیں جانتا ایسا آدمی غافل اور
شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اوسپر مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہیں ہوتا کہ اوسکو بات سے شبہہ نہیں پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر اون
لوگوں میں سے ہے جنکی شان میں حق تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَ
وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ان لوگوں کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے حجت اور تقریر سے اور اس عنوان میں
نصیحت کی تفصیل اور ہر چیز کے مباح ٹھیرانیوالوں کی غلطی کے بیان میں اسیقدر کفایت کرتا ہے جو بیان کیا گیا کہ ان غلطی اور گمراہی کا سبب
یا یہ ہے کہ اوسنے اپنے نفس کو نہیں پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہیں پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہیں دریافت کیا اور جیسا آدمی کی نادانی ایسے کام میں ہو جو
اوسکی طبیعت کے موافق ہے تو اوس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک شبہہ نہیں کرتے ہیں اور بے تکلف راہ آتا ہے
قدم دہرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم متحیر ہیں اگر ان سے پوچھیے کہ تم کس چیز میں متحیر ہو تو جواب نہیں دیسکتے کہ اسواسطے کہ اونکو طلب ہے نہ شبہہ
اور ان لوگوں کو ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجھکو بیماری کا خلل ہے اور بیماری نہ بتاوے تو جبتک اوسکی بیماری نہ بتاوے گا
طبیب اوسکا علاج نکر سکیگا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز میں تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات میں شک نکر کہ تو بندہ ہے
اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور یہ بات اوسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا اوپر بیان ہوا ہے ٭ ٭ ٭

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے معرفت دنیا کا بیان

اے عزیز تو جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلوں میں سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافروں کا راستہ ہے
اور مسافروں کے زاد راہ لینے کیواسطے صحرا سے مغفرت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہے دنیا اور آخرت دو حالتوں سے عبارت ہے
جو حالت موت سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اوسے دنیا کہتے ہیں اور جو حالت موت کے بعد ہے اوسکو آخرت کہتے ہیں اور دنیا
زاد آخرت مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتدائی خلقت میں سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ اپنا کمال حاصل
کرے اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بنالے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو جاوے یعنی وہاں بار پاوے اور مشغول دیدار حضرت
ذوالجلال والاکرام ہو اور یہی اوسکی بہشت اور اوسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اوسکو اسیواسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اوسکی آنکھ نہ کھلیگی اور اوس

جمال لازوال کو نہ پہچانیگا نظارہ کیا کر سکیگا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صنعتوں کی پہچان
جمال حضرت الٰہی کی معرفت کی کنجی ہے اور آدمی کے حواس اون صنعتوں کی معرفت کی کنجی ہیں اور بغیر اسکے ہو نہیں سکتا کہ جو پانی مٹی سے بنا ہے
حواس ممکن نہ تھے اسوجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم میں آپڑا کہ اس سے توشہ لیوے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان عجیب
جو اس سے معلوم ہوتا ہے اوسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور خبر دیا
کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی دنیا میں ہے اور جب حواس رخصت ہوتے ہیں اور وہ آپ اور اوسکی ذاتی صفتیں فقط رہجاتی ہیں
تو کہتے ہیں کہ آخرت کو روان ہوا تو دنیا میں آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا فصل آدمی کو دنیا میں دو چیزوں کی
حاجت ہے ایک یہ کہ دل کو ہلاکت کے سببوں سے بچاوے اور دل کی غذا حاصل کرے دوسرے یہ کہ بدن کو ہلاک کرنیوالی چیزوں سے محفوظ رکھے
اور اوسکی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اوسکی طبیعت کی خواہش کے موافق
اور اوسکی خاصیت ہے اور آدمی کی خاصیت کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی محبت میں ڈوبا رہنا آدمی کے دل کی ہلاکت کا
سبب ہے اور بدن کی کفالت اور خبر گیری دل ہی کیواسطے چاہیے کہ بدن فنا ہو جائیگا اور دل باقی رہیگا اور دل کیواسطے بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی
راہ میں حاجی کیواسطے اونٹ اونٹ حاجی کیواسطے پیدا ہوتا ہے حاجی اونٹ کیواسطے نہیں ہوا جبتک کعبہ میں نہ پہونچے اور اونٹ سے بے فکر اور بے پروا
نہو جاوے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبر گیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر ضرورت چاہیے اگر حاجی
دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آراستہ کرنے کو ٹھہرا رہیگا اور اوسکی خبر گیری کیا کریگا تو قافلے سے پیچھے رہ جائیگا اور ہلاک ہوگا اسیطرح
آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کریگا یعنی اوسکی غذا مہیا کریگا اور اوسے ہلاکت کے سببوں سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت سے محروم
رہیگا اور بدن کو دنیا میں فقط ان تین چیزوں کی احتیاج ہو کھانے کی پینے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر وہ ہے کہ گرمی سردی
اور ہلاکت کے اسباب سے اوسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا میں بدن کیواسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہیں بلکہ یہی تین چیزیں خود دنیا
کی اصل ہیں دل کی غذا معرفت ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے
لیکن حق تعالیٰ نے خواہش کو آدمی پر تعینات کر دیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اوسکی سواری ہے وہ ہلاک
نہو جاوے اور اس خواہش کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہیں ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش
کو اپنی حد پر رکھے اور پیغمبروں کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کر دیں لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے
اوسکو لڑکپن ہی میں پیدا کیا اور اوسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہ پکڑ لی اور غالب ہو گئی اور عقل و شرع جو بعد پیدا ہوتی ہیں
اون سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمی کو ہمہ تن خورد و نوش اور مسکن کی تلاش میں مشغول کرے اس سبب آدمی اپنے تئیں بھول جاتا ہے اور نہیں جانتا
کہ یہ خورد و پوش اور مسکن کسواسطے چاہیے اور وہ خود دنیا میں کیوں آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اوسے بھول جاتا ہے الغرض
ان سب باتوں سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو معلوم ہو گئی اب چاہیے کہ دنیا کی شاخوں کو پہچان اور دنیا میں جو شغل چاہیے اوسے جان
فصل دنیا کی تفصیل اس بات کا بیان کہ اگر دنیا کی تفصیل میں تو غور کریگا تو تجھکو معلوم ہوگا کہ دنیا تین چیزوں سے عبارت ہے ایک ان میں زمین کی

ذرتین جو زمین پر پیدا ہوتی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل مین مسکن اور منفعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات
مثلاً تانبا پیتل لوہا اور اوسکے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کہانے کے واسطے اور بھی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول
رکھتا ہے دل کو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاون کو اونکی درستی اور کارسازی مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو
ان چیزون کے ساتھ لگانے سے دل مین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہون جیسے حرص بخل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاون
کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھولکر دنیا کے کامون مین ہمت باندھتا ہے اور
جسطرح اصل دنیا مین تین چیزین ہین خور و پوشش اور مسکن اوسیطرح جن صنعتون اور شغلون کی آدمیکو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین برز
گار کی صنعت جولاہے کی صنعت بنائی کی صنعت لیکن انہین سے ہر ایک کی شاخین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دہنیا اور سوت
کاتنے والا جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی اونکے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سب کو لکڑی لو
ہے چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار بڑھئی چمار پیدا ہوا اور ہر ایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسواسطے کہ ایک
اپنا تمام کام آپ نہین کر سکتا تو سب دنیا مین جمع ہوگئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح
ہر ایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اوسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوتین اور ہر ایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر راضی نہ
اور دوسرے سے لینے پر حریص ہوا تو اون تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک سیاست اور سلطنت دوسرے قضا اور حکومت تیسرے علم فقہ کہ اوسکے
سبب خلق مین سلطنت اور سیاست کرنے کے قواعد لوگ جانتے ہین اور یہ ہر ایک اگرچہ پیشہ ورون کی طرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشے
اسیوجہ سے دنیا کے شغل بہت ہوگئے اور یہ ایسے پیچ مین اوبجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین اونمین گم کردیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان سب کی اصل فقط تین ہی
چیزین یعنی خورد و پوشش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل ان ہی تینون چیزون کیواسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کیواسطے ہین اور
بدن دل کیواسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالے کیواسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین
اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جاوے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے الغرض دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو
بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین سر پاون رکھہ کر ارادہ سفر نہ رکھے اور آخرت پر جس شخص کی ہمت نظر نہ رہے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا
سے شغل اختیار کرے اوس نے دنیا کو نہین سمجھا اور اسی جہل و نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اوسکے مکر و فریب جاننا اور مثال دینے سے
اوسکا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اوسکی مثال سننے کا وقت ہے فصل پہلی مثال اے عزیز اسبات کو جان اور اس نکتہ کو پہچان
کہ دنیا کا پہلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجکو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو
ہمیشہ تجسے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرہ ذرہ بھی ہے اوسکی یہ مثال ہے کہ اوسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھے
ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجکو معلوم ہے کہ تیری عمر ہمیشہ روان ہے آہستہ آہستہ ہر دم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے
کہ تجسے گریزان ہوتی ہے اور تجسے رخصت کرتی ہے اور تجکو خبر نہین دوسری مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین بہانا تاکہ تجھ

دکھاتی ہے کہ مجکو اپنا عاشق بناتی ہے اور محبت ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ وفا کرونگی اور کسیکے پاس نہ جاؤنگی اور دفعۃً تجھے چھوڑ کر تیرے
دشمن پاس چلی جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردون کو بہانک لبہاتی ہے کہ اپنا عاشق بناتی
ہے تب اپنے گھر بلاتی ہے اور موت کا مزہ چکھاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکاشفہ میں دنیا کو بوڑہیا عورت کی صورت پر دیکھا
پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی میں نہین آسکتے پوچھا مر گئے یا طلاق دی کہا نہین میں نے سبہون کو مار ڈالا
حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ ان اور احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اورون کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت
نہین کرتے اللّٰھم احفظنا من شرھا تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور اوسمین
جو بلا اور محنت ہے اوسکو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اوسکا ظاہر دیکھکر فریفتہ ہو جاوے اوس بوڑہیا عورت کی سی اوسکی مثال
ہے جو کہ اپنا منہ تو چھپائے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہو جاوے اور زیور پہن جاوے آراستہ ہو جاوے کہ جو کوئی دور سے دیکھتا
عاشق فریفتہ ہو جاتا ہے اور جب اوسکے منہ سے نقاب ہٹاتا ہے ذلیل ہو کر اوسکی صورت سے بیزار ہو جاتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے یعنی
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بوڑہیا کی صورت پر فرشتے لائینگے اوسکی آنکھین سبز
ہونگی بڑے بڑے دانت منہ کے باہر نظر آئینگے خلق دیکھکر کہیگی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے کہینگے
یہ وہی دنیا ہے جسکے سبب تم آپسمین حسد و دشمنی کرکے ایک دوسرے سے لڑتے مرتے تھے قرابتین چھوڑ دین اور پھر فریفتہ ہو گئے پھر دنیا کو دوزخ
مین ڈالدینگے وہ کہیگی یا رب خدایا میرے دوست تھے وہ کہان ہین حق تعالیٰ فرمائیگا کہ ان لوگون کو بھی اوسکے ساتھ دوزخ میں
پہونچاؤ نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کس قدر زمانہ گذرا کہ تبھین دنیا نہ تھی اور ابد تک کتنا زمانہ ہے جسمین نہوگی تو
معلوم ہو جاوے کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اوسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان میں گنتی کی چند منزلین ہین ہر برس
گویا منزل ہے ہر مہینہ فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم اور وہ ہمیشہ روان ہے کسیکو ایک فرسنگ راہ ہے کسیکو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا
ساکن بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ دنیا میں رہیگا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اون کامون کا محتاج نہو اور دس دن میں
زیر خاک ہو جائیگا پانچوین مثال یعنی اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اوٹہاتے ہین اور اوسکی عوض میں
ذلت اور مصیبت جو قیامت کو اوٹہائینگے اس لذت اور اوس مصیبت کے اوٹہانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بہت
کہانا خوب چکنا اور میٹھا بہانک کہاوے کہ اوسکا معدہ خراب ہو جاوے تو اوسوقت قے کرتا ہو اور دستون کے ہاتہون رسوا ہو اور شرم
کہاتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے کہ لذت گئی ندامت رہی اور جیسے کہانا چکنا بہاری اور عمدہ ہوتا ہے اوتنا ہی اوسکا فضلہ بدبو اور
غلیظ گندہ ہوتا ہے اسیطرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت میں اوتنی ہی اوسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور یہ مرجانے
کے وقت خوب ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جس قدر زیادہ ہوتا ہے جان کنی کے وقت
اوسکی جدائی کا رنج بہ نسبت مفلس کی بہ نسبت اوسکے اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا
اسواسطے کہ وہ صفت دنیا دل کی صفت ہے اور دل ہمیشہ کیواسطے برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تہوڑا دکھاتی دیتا ہے

حکایت
اسد اللہ
دنیا کا
دیکھا ۱۲

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت نہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اوس کام سے سو کام پیدا ہو جاتے ہین اور اوسکی تمام عمر اوسی مین
گذر جاتی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اوتنا ہی زیادہ
پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہے کہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اوسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ممکن نہین
کہ کوئی شخص پانی مین جاوے اور تر نہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آیا ہے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اوس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کے واسطے مکان آراستہ
رکھتا ہو اور مہمانون کو گروہ گروہ بلاکر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھی اوسکے سامنے رکھدے کہ وہ معطر ہو جاوین
اور خوشبو مین بسے ہوے جاوین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جاوین کہ اور لوگ آوین سو جو مہمان اوس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہے اور
عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈال کر معطر ہو جاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجا لاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور
جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجھکو دیگیا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اوس سے
لے لیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلا جاتا ہے دنیا بھی گویا مہمانسرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ اسمین ہے
اوسکا لالچ نکرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اسکی مثال ایسی ہے جیسے آدمیون کی
ایک جماعت کشتی مین اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور ملاح
نے منادی کردی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگاوے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہو جاوے کہ کشتی جلد روانہ ہو جاویگی اور یہ لوگ اوس
جزیرہ مین جاکر پراگندہ ہو گئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اوس نے تھوڑی سی طہارت کر لی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق
نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوش رنگ پھول اور خوش آواز جانور اور سنگریزے منقش اور
رنگارنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہ نپائی تنگ تاریک جگہ مین بیٹھا اور تکلیف اوٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر
بھی کفایت نکی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چن لایا اور کشتی مین ان کے رکھنے کی جگہ نپائی تنگ جگہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو
اپنی گردن پر رکھ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزونکا عمدہ رنگ بدل کر سیاہ ہو گیا اور بدبو آنے لگی اون بدرنگ اور بدبودار سنگریزون کے
پھینکنے کی جگہ بھی نملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اوس بوجھ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھکر
ایسا متحیر ہوا کہ اوسکو وہین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دور پڑا رہا کشتیبان کا پکارا کہا نہ سنا اوسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اوس گروہ کے
بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضونکو درندون نے ہلاک کر ڈالا پہلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا
کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھولکر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کر دیا اِسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ اور
بیچ والے دونون گروہ گنہگارونکے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھ نکھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی حظ اوٹھایا
ایک نے سیر کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گران بھی بنایا فصل اے عزیز دنیا کی برائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نکرنا کہ جو کچھ دنیا مین ہے
سب برا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے

اسلیے کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہ آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور عمل اگرچہ بعینہ نہین رہتا لیکن اوسکا اثر رہتا ہے اور
اوسکے اثر کی دو قسم ہین ایک تو ہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالی کے ذکر کی محبت
جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات صالحات ہین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ
عِنْدَ رَبِّكَ علم اور مناجات کی لذت اور حق تعالی کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھکر ہے اور دنیا مین ہے دنیا مین سے نہین ہے
تو دنیا کی سب لذتین بری نہین ہین بلکہ جو لذتین فنا ہو جاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بری نہین ہین بلکہ اوسکی بھی دو قسم ہے
ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہے اور مرنے کے بعد فنا بھی ہو جاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم و عمل اور مسلمانون کی بڑھتی کی مدد گار
ہے جیسے وہ نکاح اور خورد و پوشش اور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضرور ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کرے
اور فراغت سے دین کا کام کرنیکی نیت کرے وہ شخص دنیا دار نہین مذموم اور بری وہ دنیا ہے جس سے دین کا کام مقصود ہو بلکہ وہ سبب
عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اوس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ یعنی اس حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا بھی ملعون ہے اور
جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسمین مددگار ہے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے جو مقصود ہے اوسکا بیان اسیقدر یہان
یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو راہ دین مین گھاٹی کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی وہان پر سمجھ لینا چاہیے

چوتھا عنوان مسلمانی کا یہ چوتھا عنوان ہے اسمین معرفت خدا آخرت کا بیان ہے

اے عزیز اس بات کو یاد رکھ کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ سمجھیگا جبتک حقیقت موت نجانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی
نجان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جبتک حقیقت روح نہ جان لی جائیگی اور حقیقت روح جاننا یہی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہے
جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز اب جان اس بات کو جان کہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ آدمی دو چیز سے بنا ہے ایک روح دوسرا قالب جو روح کا
سواری ہے اور قالب اوسکا گویا سواری ہے اور اس روح کو قالب کی وجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنت ہوگی آور بے شرکت
اور مداخلت قالب کے فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی اون
اور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور بے ذریعہ اسکے ہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دکھ اور رنج والم کو جو بیواسطہ قالب ہین آتش روحانی کہتے ہین
لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہے خود ظاہر ہے باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنت سے حاصل ہے اور آگ سانپ بچھو خار
درخت وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سبھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اوسکی تفصیل کتاب
احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہے اور یہان ہم اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت دوزخ روحانی کا ذکر اشارۃً اور حقیقت موت کا بیان تفصیل وار کرتے ہین
اسکو ہر ایک نہین جانتا ہے ہر کسی ناکس نہین پہچانتا ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
زبانی فرمایا ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور دل مین

عالم ملکوت کیطرف ایک روزن ہے اوسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہین اور انمین کچھ شک و شبہہ نہین رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت
کیطرف کھلتا ہے اوسے آخرت کی سعادت اور شقاوت کا یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر مان لینے سے نہین بلکہ مشاہدہ اور معاینہ
کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہے کہ اس جہان مین بدن کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت و علالت ہے اور
اوسکے بہت سے سبب ہوتے ہین مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادت بدن کا سبب ہے اور بہت کھانا بے پرہیزی کرنا شقاوت تن کا سبب ہے
اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دل کے لیے یعنی آدمی کی روح کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اوس سعادت کی
دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہے اور اوسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور مغز علم ہے
بہت لوگ جو علما کہلاتے ہین اس علم سے غافل بلکہ منکر ہین بدن ہی کی جنت اور دوزخ کو فقط مانتے ہین اور آخرت کو فقط سماعت اور
تقلید ہی سے جانتے ہین اور ہمنے (یعنی امام والا مقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق اور تشریح مین عربی کتابین لکھی ہین اور اسقدر یہان بھی
اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہے اور جسکا باطن تعصب اور تقلید کی آلایش سے پاک ہے وہ یہ راہ پاویگا اور آخرت کا حال
اوسکے دل مین ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتھ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہے فصل الغرض اگر تو کچھ حقیقت موت جاننا
چاہتا ہے اور اوسکے معنی پہچاننا چاہتا ہے تو یہ جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہین ایک روح حیوانات کی جنس سے ہے
اوسکا نام روح حیوانی ہے اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہے اوسکا نام روح انسانی ہے اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہے
یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ مین بائین طرف لٹکتا ہے اور وہ روح حیوانی کے اخلاط کا باطن کا بخار لطیف ہے اوسکا مزاج معتدل ہے
دل سے وہ کچھ رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا مین جاتی ہے اور یہ روح حس و حرکت کی قوت کو اوٹھائے ہوئے ہے
جب دماغ مین پہونچتی ہے تو اوسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھ کو اوس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے
کان کو اوس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اسیطرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہین اوس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر مین
آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہین جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسیطرح خدا کی
قدرت سے روح کی بدولت آنکھون مین نور کانون مین سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہین اگر کسی رگ مین سدہ اور گرہ
پڑجاتی ہے تو جو عضو اوس گرہ کے بعد ہے بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اوسمین کچھ حس و حرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش
کرتا ہے کہ وہ سدہ اور گرہ کھلجائے روح گویا چراغ کی لو ہے اور دل بتی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جاے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے
اسیطرح اگر غذا نہ دیجاے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتی زیادہ تیل کھینچے تو کیٹ پکڑ جاتی ہے
اور پھر تیل نہین پیتی اسیطرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی ضرب لگ جاے
تو تیل بتی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجھ جاتا ہے اسیطرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور جبتک اوس روح کا مزاج
جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے صاف لطافت مثال آئینہ حس و حرکت کی قوت قبول
کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے [illegible]

جسطرح آئینہ کہ جب تک اوسکا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزون کی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اوسمین
نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلودہ ہوجاتا ہے تو صورت نہین قبول کرتا یعنی اوسمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے
نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہوگئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسیطرح اس بخار لطیف معتدل
یعنی روح حیوانی مین حس وحرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اوسکے اعتدال مزاج کے ساتھ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہوجاتا ہے تو یہی
حس وحرکت وغیرہ کی قوتون کو قبول نہین کرتی جب قبول نکیا تو اعضا اوسکے انوار سے محروم اور بیحس وحرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین
کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین
سے ایک بندہ ہے اوسے ملک الموت کہتے ہین خلق اوسکا نام جانتی ہے اوسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اوسکا پہچاننا دشوار ہے مرگ
حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہے کیونکہ اوسمین روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہے وہ ہے اور اوسکے علاوہ
اور روح بھی ہے اوسکا نام روح انسانی اور دل ہے اور بعض فصلون مین اسکا ذکر ہوچکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین
ہے جو ہوا سے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہے اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہے اور حقتعالی
کی معرفت اوسمین سماتی ہے اور جسطرح حقتعالے ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اسیطرح اوسکی معرفت بھی ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے
تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اوس چیز مین سماتی ہے جو یگانہ ہے اور قسمت پذیر نہین ہے آیعزیز انسان مین بتی لو روشنی تینون
چیزین فرض کر لے بتی گویا قالب ہے اور چراغ کی لو روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہے
اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہوسکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی بہ نسبت گویا لطیف ہے اور اوسکی طرف بھی اشارہ نہین ہوسکتا
اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جاے تو یہ مثال ٹھیک ہے لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہے کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہے جب چراغ
گل ہو وہ زائل الکل ہو اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہے اور روح حیوانی کے زائل ہونیسے باطل نہین ہوتی اگر اسکی مثال چاہو
تو ایک نیر روشن فرض کر کہ چراغ سے بہت لطیف ہے اور چراغ کا قیام اوسکے سبب سے ہے اوسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہوجاے اور روح حیوانی ایک
وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اوسکا ہتیار ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوجاتا ہے قالب مردہ ہوجاتا
اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سوار اور بے ہتیار ہوجاتی ہے سواری تباہ ہونے سے سوار نیست ونابود نہین ہوجاتا ہے بے
ہتیار یعنی تنہا ہوجاتا ہے اور یہ ہتیار اوس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہے کہ ہاسے محبت اور غذائے معرفت الہی کو شکار کرے اگر شکار
کرچکا ہے تو ہتیار کا ضائع ہوجانا اوسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجہ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو
ارشاد فرمایا ہے کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجہ اپنے اوپر گوارا کیے ہے
جب شکار اوسکے ہاتھ آئے تو دام کا ضائع ہوجانا اوسکو غنیمت ہوتا ہے اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتھ آنے کے پہلے ہی دام ضائع
ہوجاتا ہے تو شکاری حسرت بنہایت کرتا ہے اور مصیبت بے نہایت اوٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے

فصل

جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتھ پاؤن شل ہوجائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتھ ہے نہ پاؤن بلکہ ہاتھ پاؤن اوسکے آلات ہین

اور وہ اونکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے اے عزیز جسطرح ہاتھ پاؤن تیری اصل حقیقت نہین ہین اوسیطرح پیٹھ پیٹ سر بلکہ تمام قالب
بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجائین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجائے
اسواسطے کہ ہاتھ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھ تیرا تابعدار نہ رہے یعنی تجکو اوسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھ مین ایک صفت تھی جسے قدرت
کہتے ہین اوسکی وجہ سے ہاتھ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ وہ روح
ہاتھ مین جاتی تھی جب اونمین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھ خدمت سے معذور رہا اسیطرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا ہے
روح حیوانی کے باعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا اسی کو موت کہتے ہین اگرچہ تا ابد
یعنی بدن اپنی جگہہ پر برقرار نہین ہے مگر تو اپنی جگہہ پہ برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو یہ بات
جان جائیگا کہ تیرے یہ اعضا وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارات سے تحلیل ہوگئے اور غذا سے اونکے بدلے اور اعضا
پیدا ہوئے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہوجائیگا تو ہوجائے تو اپنی
ذات سے اوسیطرح زندہ رہیگا لیکن تیرے اوصاف کے دو قسم ہین ایک یہ ہین قالب کی شرکت سے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف
بے مادہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسرے مین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت
اور اوسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتھ رہیگی اور باقیات
صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہے یعنی حق تعالے کی پہچان نہین ہے تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور
تیرے ساتھ رہیگی اور یہ جہل ہے تیری روح کا اندھاپن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ
أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيْلًا تو جبتک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم انکا علاقہ نہ سمجھیگا موت کی
حقیقت بھی نہ جانیگا **فصل** اے عزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات
کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون خلطون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور انکے
مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہے کہ ان چارون کا
اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اوس روح کی سواری کے لائق ہوجائے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین اور
وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہے اور اوسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اوسکی ذات کی خواہش سے
نہین اوسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لیجائے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ
مِنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے إِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِيْنٍ
فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہے ایک کو مٹی کے ساتھ حوالہ فرمایا اور اوسکے
اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کہ سویتہ یعنی اوسے مین نے ٹھیک اور ہموار کیا اور یہی اعتدال ہے پھر اسوقت ارشاد کیا ونفخت فیہ
من روحی اسکو اپنے ساتھ منسوب فرمایا اور اوسکی یہ مثال ہے جیسے کوئی پارچۂ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجائے پھر اوسکو آگ کی

پاس لیجا کر بھو سکے کہ اوسمین آگ لگجاوے اور جسطرح حیوانی سفلی کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہے کہ روح حیوانی
سے بیماری دفع کرکے اوسے اسباب ہلاکت سے بچاوے اسیطرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اوسکے واسطے بھی اعتدال ہے
کہ علم اخلاق وریاضت جو شریعت سے ہے اوسکے اعتدال کو دیکھتے رہتا ہے اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہے چنانچہ
ارکان مسلمانی مین اسکا بیان آئیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانیگا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے
جیسے یہ ممکن ہے کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالے کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت
ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالی کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہمنے اسی سبب سے اس معرفت کو
مقدم کیا لیکن ایک بھید اوسکے اوصاف کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہمنے نہین بیان کیا کہ اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین
اور ہر ایک کو اوسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمام معرفت حق اور معرفت آخرت اوسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش
اور طلب سے تو خود اوسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سنیگا تو اوسکے سننے کی تاب نہ لائیگا بہتون نے وہ صفت خدا کی
شان مین سنی اور باور نہ کی اور اوسکے سننے کی تاب نہ لاسکے انکار کرگئے اور کہا خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیکاری
ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اوس صفت کے سننے کی تو کیونکر تاب نہ لائیگا بلکہ وہ صفت خدا تعالی کی شان مین نہ حدیث مین
صاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اوسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ کَلِّمُوا النَّاسَ
عَلٰی قَدْرِ عُقُولِہِمْ یعنی لوگون سے ایسی بات کہو جسکے سمجھنے کی اونھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین
جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اونسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ نہ سمجھ سکین گے تو انکار کرینگے اور انکار اونکے حق مین مضر ہے فصل اے عزیز
یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین
قالب سے آدمی مستغنی اور بے پروا ہے اور اوسکی نیستی موت کے معنی یہ نہین ہین بلکہ قالب سے اوسکے تصرف کا منقطع ہوجانا موت کے
معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اوسے وجود مین لائین گے بلکہ یہ معنی ہین کہ اوسے کوئی قالب
دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اوسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرینگے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی بار
پیدا کرنا بھی چاہیے تھا اور روح بھی اور اس بار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین اونکا جمع کرنا
ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ
لگاو نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور
نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جاوے سوار تو وہی رہیگا اور لڑکپن سے بڑہاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کے اجزا سے موجود ہوتے
رہتے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتداء خلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شرط لگائی ہے کہ دوبارہ زندہ کرکے پہلا ہی قالب
ملیگا اونپر اعتراضات ہوے اور انہون نے اون اعتراضون کے ضعیف جواب دیے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اون سے
لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کھاجاوے اور دونون کے اجزا ایک ہوجائین تو وہ اجزا کس مین

کسے دیے جائینگے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اوسکو عبادت کا
ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اوسکے بدن مین ہوگا یا نہین اگر نہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ
عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اوسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک تھا ہی
نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین اے عزیز جب تو نے دوبارہ زندہ
ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال وجواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا
ہوئے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب بعینہ نہوگا تو جو پہلے تھا وہ تو بھی نہوگا اس
سبب سے لوگ اشکال مین پڑگئے اور انکی اس بات کی جڑ مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب
مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہو جاتی ہے پھر اوسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے
تو اسکا جواب جان لے کہ جو کوئی اورون کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ عقل سے سمجھا ہے نہ
اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی
روح مرنیکے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنیکے بعد ارواح کے دو قسم ہوتے ہین ایک شقیونکی روح ایک سعیدون کی روح سعیدونکی روح کے
بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ
مِنْ فَضْلِهِ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار
پروردگار سے اونکو سرفرازی کے خلعت جو ملے ہین اوسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اوس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے
ہین اور احد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور مارا تو اونہین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے فلان فلان اپنے
دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھسے وعدہ فرمایا تھا مینے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تمسے خدا نے کیے تھے بھلا مرنیکے
بعد وہ تمنے بھی سچ پائے آنحضرت صلعم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ انسے کیون کلام فرماتے ہین آپنے
ارشاد کیا کہ اوسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کی جان ہے یہ لوگ میری اس بات کو تمسے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین
اور جو کوئی قرآن مین اور اون حدیثون مین غور کریگا جو مردون کے حق مین وارد ہین اور جنمین یہ مضمون ہے کہ مردے اہل ماتم اور اہل زیارت
سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے سب سے آگاہ ہین تو خواہ مخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مردونکا بالکل نیست ہو جانا شرع مین کہین
نہین آیا ہے بلکہ یہ آیا ہے کہ صفت بدل جاتی گھر بدل جاتا ہے اور قبر اور دوزخ کے غارون مین سے ایک غار ہے یا جنت کے باغون مین سے
ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات
جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہو جائینگے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا اے عزیز اس بات کو
جان لے کہ گھوڑا اگر مر جاوے تو سوار اگر جولاہا ہے تو عالم نہو جائیگا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہو جائیگا لیکن پیادہ البتہ ہو جائیگا تو قالب
مرکب ہے جیسے گھوڑا اور تو سوار ہے اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود فنا اور غائب ہو جاتے تھے اور اپنے مین آپ مشغول رہتے

اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اونکو نظر آتا ہے اسواسطے کہ اونکی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سست ہوجاتی ہے اس سبب سے خوف خدا اور اندیشہ عقبے جب اونمین پیدا ہوجاتا ہے تو روح حیوانی اونکی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو اون لوگونکا حال مردہ کے حال سے قریب ہوجاتا ہے اور لوگون کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اونکو یہین کھلجاتا ہے اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتون کو اونمین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اوسکا کچھ اثر باقی رہجاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اوسے دکھائی ہے تو اوسکی خوشی اور راحت اوسکو باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اوسکے سامنے پیش کی ہے تو اوسکی اوداسی اور خستگی اوسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اونمین سے کچھ اوسے یاد رہا ہو تو اوسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانہ خیال نے اوسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مثال اوسے خوب یاد رہے اور وہ اوسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور مجھے دکھایا گیا مین نے چاہا تھا کہ اوسکو اس جہان مین لاؤن ای عزیز یہ گمان نہ کر کہ خوشہ انگور جسے حقیقت کی مثال تھا اوسے اس جہان مین لا سکتے بلکہ یہ محال تھا اسواسطے کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونیکا سمجھنا مشکل ہے اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسیکو بالکل یہی سوجھتا ہے کہ بہشت کا خوشہ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرت صلعم نے دیکھا اور اورون نے نہ دیکھا اور کسیکو اس امر سے یہی کمتا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہاتھ ہلایا تو الفعل القلیل لا یبطل الصلوۃ یعنی تھوڑا سا کام نماز کو فاسد نہین کرتا اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلوان اور پہلوان کا علم بھی علم ظاہری ہے اور جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اوس دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار رہے اور اوسے علم شرع سے انکار ہے اور اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ تو یہ گمان نہ کر کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اسطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جسطرح حضرت جبرئیل سے سننے کے تو سمجھا جاتا ہے کہ اس کام کو بھی اور کامون کے مانند سمجھا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی حقیقت اس جہان مین کوئی نہین دیکھ سکتا بلکہ آنحضرت اوس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہوگئے یہ غائب ہونا بھی آپ کی معراج کا ایک قسم تھا غائب ہوجانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اوسکے بیطاقت ہوجانے سے اور اس جہان مین کوئی شخص جنت کو نہین دیکھ سکتا جسطرح ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اوسیطرح جنت کا ایک ذرہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوت سامعہ اس امر سے کہ جیسے آنکھ مین آسمان اور زمین کی صورت پیدا ہوتی ہے ویسے ہی اونمین بھی پیدا ہو معزول ہے اوسیطرح اس جہان کے تمام حواس بہشت کے تمام ذرون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس خود اور ہین

فصل اب عذاب قبر سمجھانے کا وقت ہے ای عزیز جان تو کہ عذاب قبر کی بھی دو قسم ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جسنے اپنے تئین پہچانا ہو اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے قوام مین قالب سے بے پروا ہے تو موت سے وہ باقی رہتی ہے موت اوسکو نیست و نابود نہ کریگی

لیکن ہاتھ پاؤں آنکھ کان اور سب حواس اوس سے پھیر لینگے اور جب حواس اوس سے لیلیے جورو لڑکے مال کھیتی لونڈی غلام گھوڑا
بیل گھر بار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزیں ان حواس سے دریافت ہو سکتی ہیں وہ سب اوس سے پھیر لینگے اگر یہ چیزیں
اوسکی محبوب اور معشوق تھیں اور اوس نے اپنے تئیں بالکل ان چیزوں کے حوالہ کر دیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزوں کی جدائی کے
رنج میں رہیگا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہاں کسی کو معشوق اور محبوب نہیں رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزو مند رہتا تھا تو راحت اور
آرام میں رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اوس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتھ محبت اور انس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئیں بالکل اوسی کو
دیدیا تھا اور اسباب دنیا سے منغص اور بیزار رہتا تھا تو جب موا اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنیوالا اور تشویش میں رکھنے والا
یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور اپنی سعادت کو پہونچا الغرض اب غور کرکے جو کوئی اپنے تئیں یہ جانے کہ بعد موت میں باقی رہونگا
اور میری مرغوب اور محبوب چیزیں دنیا میں رہیں گی تو خواہ نخواہ اوسکو یقین آجائیگا کہ جب میں دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب و مرغوب
اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اوٹھاؤنگا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ
جب کوئی یہ جان لے کہ میرا محبوب حقتعالی ہے اور اپنے توشہ کے قدر لیکر باقی دنیا و مافیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اوسے یہ ذوق
ہوجائیگا کہ میں جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اوٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجھ لیگا اوسے عذاب قبر میں ہرگز کچھ شک و
شبہہ نہ رہیگا وہ یقین کر لیگا کہ عذاب قبر حق ہے اور پرہیزگاروں کے واسطے نہیں دنیا داروں کے لیے ہے اور اون لوگوں کے واسطے
ہے جنہوں نے اپنے تئیں بالکل دنیا کے حوالہ کر دیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ یہ حدیث انہی معنوں میں ہے اَلدُّنْيَا
سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ فصل الغرض عذاب قبر کی اصل کو تو نے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اوسکا سبب ہے یہاں اوس
عذاب میں فرق ہے کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم جس قدر دنیا کی محبت ہے اوسی قدر اوسپر عذاب ہوتا ہے تو جو شخص دنیا میں کل
کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اوسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اوسپر اوس شخص کے برابر عذاب نہوگا جو تمام اسباب لونڈی غلام
ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور ہر طرح کی نعمت رکھتا ہے اور سبھوں کے ساتھ دل سے محبت رکھتا ہے بلکہ اگر اس جہان میں لوگ کسی کو
کہیں کہ تیرا ایک گھوڑا چور لے گئے تو اوسے رنج والم ہوگا اور اگر کہیں کہ تیرے دس گھوڑے لے گئے تو پہلے کی بہ نسبت اوسکو زیادہ غم ہوگا
اگر اوسکا نصف مال لوگ چھین لیں تو اوسے ملال ہوگا اگر سب مال لے لیں تو رنج بہ نسبت پہلے کے زیادہ ہوگا اور ان باتوں کا رنج والم اوس رنج و
غم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتھ جورو لڑکوں کو بھی لوگ اوٹھا لیجائیں اور ملامت سے بھی معزول کر دیں اور مال اور اہل و عیال
اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب غارت کر ڈالیں اور اوس شخص کو بے یار و مددگار تنہا ناچار چھوڑ دیں اور یہی زندگی کا انجام ہے یعنی موت
اسیکا نام ہے تو ہر شخص کو اوتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اوسے دنیا کے ساتھ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتھ اسباب دنیا نے
سب وجوہ موافقت کی اور اوسنے بالکل اپنے تئیں دنیا کی نذر کر دیا اسقدر اوسکے ساتھ محبت کی جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قرآن شریف میں آیا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اوسپر بڑا عذاب ہوگا اور اوس عذاب کو
یوں تعبیر کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیہ کن معنوں میں نازل ہوئی ہے

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا صحابہ نے عرض کیا کہ اسکا مطلب خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے آپنے
فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ ہر ہر سانپ کے
نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو قیامت تک کاٹتے چاٹتے ہین اور اوسپر پھنکارین مارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اونھون نے
ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی
نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقونکو چاہیئے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مردون کی
روح مین ہین اوسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اوسکی موت کے پہلے سے اوسکے اندر تھے اور وہ بیخبر تھا ان احمقونکو جاننا
چاہیئے کہ یہ اژدہے اوس کافر کی صفات سے بنے ہین اور اونکے سرون کی تعداد اوسکے بد اخلاق کی شاخون کی تعداد کے برابر ہے دنیا
کی دوستی اس اژدہے کا اصل خمیر ہے اس اژدہے کے سر اوتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اوس کافر مین
پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ و حشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور انکے سرون کی کثرت نور
بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہے اور اونکی تعداد نور نبوت سے جان سکتا ہے کہ جتنے بد اخلاق ہین اوتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو
نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ کافر خدا
رسول سے ناواقف ہے بلکہ یہ باعث ہے کہ اوس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا جیسا حق سبحانہ تعالے نے
ارشاد فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا
وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان کے باہر رہتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر بہت ہی آسانی ہو جاتی کیونکہ کبھی تو
یہ اژدہے وہم بھر اوس سے باز رہتے جبکہ اوسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اوسکے عین صفات ہین تو کافر اونسے کیونکر بھلا بھاگ سکے جیسے
کسی نے لونڈی بیچی پھر اوسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اوسے کاٹتا ہے اوسکا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور یا اوسکے دل مین
پوشیدہ تھا جس وقت تک وہ اژدہا ہے اوسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اوس وقت تک اوس عاشق کو اوسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے
اژدہے اوس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اوس کافر کو اوسکی کچھ خبر بھی نہ تھی یہانتک کہ اوس نے ایذا اوس کافر کو
کاٹنا شروع کیا وہ جبتک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جسطرح اوسکی راحت کا سبب تھا اوسیطرح فراق مین رنج و مصیبت کا باعث ہے
اگر عشق نہوتا اور محبت نہوتی تو فراق مین عذاب نہوتا اور مصیبت نہوتی اسیطرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے
وہی بعد موت باعث عذاب و مصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثال گھربار کا عشق گویا بچھو سے اور
علیٰ ہذا القیاس وہ لونڈی کا عاشق جسطرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے
کہ جیسے بچھو ڈنک مارے کہ مین مر جاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ بھی چاہتا ہے کہ
کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنھین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین
اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا تو سمجھتے ہین ہر شخص

اپنے عذاب کا سبب یہاں سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اوسکے درون مین ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ عَلَيْكُمْ یعنی وہ عذاب اوسکے درون مین ہے کہ تمہارے ملک تمہارے
سامنے کہین گے اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا
عَيْنَ الْيَقِينِ اگر تمہین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ یعنی دوزخ کافرونکو محیط ہے
اور اونکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہوگی **فصل** الغرض شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ
ان اژدہونکو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین دکھائی نہین دیتے ہین اسکا جواب جان لے کہ او
اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھ سکتے اسواسطے کہ اوس عالم کی چیز کو اس
عالم کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا متشکل دکھائی دیتا ہے کہ گویا اوس نے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین
دیکھ سکتا جسطرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اوسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اوس
شخص کے پاس موجود ہے جو سوتا ہے اور اوس سانپ کے سبب سے اوس شخص کو رنج و عذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم
ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے اوسکے رنج و عذاب مین کچھ کمی نہین ہوجاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا ظفر
کر اوس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اوسکی مثال
اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ جسطرح وہ شخص اوس خواب دیکھنے والے پر فتح پا لیگا تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے
خواب کی تعبیر پائی کاش مجھے سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہوتا اسواسطے کہ یہ رنج جو دل مین ہے اوس رنج سے بہت بڑا ہے جو کہ
سانپ کے کاٹنے سے اوسکے بدن پر ہوتا الغرض اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو یہ حال گذرتا ہے فقط خیالی
تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہے بلکہ وہ سانپ موجود ہے کہ موجود وہ چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جسے تو نے خواب مین
پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلائق اوسے نہ دیکھ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہے
گو تمام خلق اوسے دیکھا کرے اور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مردہ اور سونیوالے کے پاس موجود ہین تو اورونکے نہ دیکھنے
سے اونہین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سوتا جلدی جاگ اٹھتا ہے اور رنج و عذاب سے چھوٹ جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ
اوسے خیال تھا اور مردہ رنج و عذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطے کہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کو محسوسات
کیطرح اوسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اونہین ظاہری آنکھ سے
دنیا مین دیکھ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہوجائے یعنی سو جائے اور اوس مردہ کا حال اوسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ
بچھو مین دیکھیگا اور انبیا اولیا جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطے کہ اورونکو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اونہین بیداری مین نظر آتا ہے
اسواسطے کہ عالم محسوسات یعنی دنیا اوس جہان کے حالات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہے تو یہ دلیل کلام اس سبب سے ہوتا ہے
کہ کچھ احمق قبرون مین دیکھتے ہین اور اونہین ظاہری آنکھ سے کچھ نظر نہین آتا پس عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ

کہ اونہین اوس عالم کے معاملات کی راہ نہین معلوم فصل العزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دلکو اس عالم سے
تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہے کہ جاہ و مال اور اہل و عیال کو دوست نہ رکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی
اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہوگئے ہین اور اونہین دنیا مین
خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین
لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اونکے بھی دو قسم ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین لیکن ساتھ اسکے خدا کو بھی
دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہو کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہوگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے
کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہو اور وہ اوس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اوس مکان سے
زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اوس شہر کی ریاست کا اوسے حکم سلطانی پہونچے تو دل سے نکلنے مین اوسے کچھ رنج نہوگا اسواسطے کہ گھر اور شہر کی دوستی محبت ریاست کے
سامنے جو بہت غالب ہے ناچیز اور ناپایدار ہوجاتی ہے اور اوسکا کچھ اثر باقی نہین رہتا تو انبیا اور اولیا اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند و زن شہر و
گھر کی طرف کچھ لذات ہوتی ہے جیسے کہ اونکی محبت اور اوسکی انس کی لذت پیدا ہوتی ہے تو اونکے سامنے ناچیز ہوجاتی ہین اور یہ لذت موت کے پیدا ہوتی ہے اور
یہ لوگ عذاب قبر سے بیخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہش کو بہت دوست رکھتے ہین وہ اس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین
اور اسی واسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انہین دنیا سے گئے ہوئے زمانہ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جائین گے تو خدا کی جو
دوستی جو انکے دل مین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو ایک گھر کو دوسرے گھر کی نسبت یا ایک
شہر کو دوسرے شہر کی نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی دوست
رکھتا ہو جب اوسے اوس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچھ دوست
رکھتا ہے پہونچا دین تو وہ اوس محبوب تر کے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جب اوسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتھ
خوگر ہوجاتا ہے تو اصل دوستی جو اوس دوسرے محبوب کے ساتھ اوسکے دل مین تھی پھر پیدا ہوجاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالی کو اصلا
دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ اونہین اوسی چیز کے ساتھ دوستی ہے جو اونسے بالکل چھین لی گئی یعنی دنیا پھر
اب کیونکر اوس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہین گے اوسکا سبب ایک یہی ہے جو ابھی بیان ہوا فصل العزیز اس
بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہان کا
بھی مذہب زبانی ہے ایک امر اس بات کی آزمایش کیواسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کسیکا نفس اور خواہش کوئی حکم کرے اور
حکم خدا اوسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دلکو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالے کو زیادہ دوست رکھتا ہے جسطرح کوئی شخص دو آدمیون کو
دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اون دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اوسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے
مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اوسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اوسے بہت

دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ
کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا کیا یعنی دنیا کے
معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حقتعالی انسے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لا الہ الا اللہ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا
جھوٹ ہے تو اے عزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے پہچانا کہ صاحب نظر مشاہدہ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر
سے چھوٹے گا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹے گی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسیکا کم ہوتا ہے کسیکو زیادہ اسیطرح
عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم
اس سے بےخوف و خطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو اون احمقون کا یہ دعوی محال ہے
جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین نادان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ سب چور لیجاے اور جو مقبولیت اور
عزت اوسے حاصل ہے وہ اوسکے کسی ہمسر کو ملجاے اور اوسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اوسکی مذمت کرنے لگین اور با اینہمہ اوسکے
دل مین کچھ اثر اور رنج نہو اور وہ شخص ایسا ہے کہ گویا اوسکا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت اور مقبولیت زائل ہوگئی اوسکا
کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اوسکا یہ دعوی سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہونا میرے نزدیک برابر ہے جبتک
اوسکا مال چوری نہو جائین اور اوسکے مرید پھر نہ جائین تب تک وہ مغرور اور نادان ہے اوسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی جو
اور عزت سے بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اوس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی
سے کچھ علاقہ نہین ہے جب جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچ ڈالتے ہین تو آتش عشق جو اونکے دل مین دبی تھی بھڑک اوٹھتی ہے
اور وہ دیوانے ہو جاتے ہین تو جو شخص چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اوسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے مگر بقدر ضرورت
جسطرح پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور آدمیکو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ جسطرح
آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے پاخانہ جاتا ہے اسیطرح کھانا کھانا بھی فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے کہ یہ دونون
امر ضرورت مین مثل ہین اور علی ہذا القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق دنیا سے آدمی اپنا دل خالی نکرسکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر الہی کے
ساتھ انس و محبت کرے اور اوسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے دل پر خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اوسکی دوستی محبت دنیا پر
غالب ہو جائے اور اس امر کی اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم
رکھے اگر اس امر مین نفس اوسکی اطاعت کرے تو البتہ پھر امید رکھے کہ مین عذاب قبر سے بچونگا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب
قبر کے سپرد کر دے اگرچہ ارحم الراحمین کی رحمت اگر شامل ہو تو البتہ نجات حاصل ہے **فصل** اب ہم دوزخ روحانی کے معنی بیان کرتے ہین
اور روحانی سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ وہ دوزخ [illegible] روح سے واسطہ خاص ہے بدن کو اوس سے کچھ [illegible] نار اللہ الموقدۃ التی
تطلع علی الافئدۃ [illegible] یہی دوزخ روحانی ہے [illegible] اور جو آگ بدن مین لگتی ہے اوسے دوزخ جسمانی کہتے
ہین اے عزیز یہ جان کہ دوزخ روحانی کی تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری رسوائی [illegible]

شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمال لازوال سے محروم رہنے اور ناامید ہو جانے کی آگ ان تینوں آگوں کو جان و دل سے
کام ہے بدن سے کچھ مطلب نہین اور ان تینوں آگوں کے اسباب جو اس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اونکا بیان کرنا ضرور
ہے اس جہان سے ایک مثال مانگے لیکر آدمین اونکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہو جائین پہلا قسم دنیا کی خواہشون کے
فراق کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے کہ جبتک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دلکی بہشت
ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشق دنیا جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے اَلدُّنیَا جَنَّةُ الْکَافِرِ
اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطے کہ اوسکے معشوق کو اوس سے چھین لیا تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب
لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام دنیا اوسکی اطاعت و حکم مین ہو
اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہو اور عمدہ باغ و بوستان اور عمارات عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو
ناگاہ کوئی دشمن آکر اوسے پکڑلے جائے اور غلام بنائے اوسکی رعایا کے سامنے اوسے کتون کی خدمت کا حکم دے یعنی اوس سے
ڈوری والون کا کام لے اور اوسکے سامنے اوسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے
تصرف مین لاؤ اور اوسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اوسکے دشمنون کو دیڈالے تو پھر دیکھیے تو اوس بادشاہ کو اس آفت
ناگہانی اور مصیبت جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون کے فراق کی آگ اوسکی جان
مین لگی ہے اور اوسے ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعتاً لوگ ہلاک کرڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت
کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زرریز ہوگی یہ آتش
فراق اوسکی جان مین زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین تمتع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اوسکے ساتھ زیادہ موافقت
کرتی ہے اوسکا عشق بھی اوتنا ہی سخت تر ہوتا ہے اور آتش فراق اوسکی جان مین اوتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال
اس جہان مین محال ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دلکو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسوجہ سے یہ
ہوتا ہے کہ بار جب آنکھ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اوسکا رنج بہت کم ہوجاتا ہے اور جب بے شغل ہوجاتا ہے
تو رنج بھی بڑھ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سوکر اوٹھتا ہے رنج و مصیبت اوسکے دل پر بہت ہوتا ہے
اسوجہ سے کہ اوسکی جان سوتے مین کدورت شغل حواس سے صاف ہوجاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونیکے پہلے جو چیز اوسے
پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آواز خوش سنتا ہے تو اوسکا اثر زیادہ ہوتا ہے اور محسوسات سے دل کی
صفائی اسی زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات کے اثر سے
بالکل مجرد اور صاف ہوجاتا ہے اوس وقت اوسکے دل مین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نکرنا کہ وہ آگ دنیا کی
آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو ستر بار پانی سے دھوکر دنیا مین بھیجا ہے دوسرا قسم رسوائیون سے شرم و ندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی مثال یہ
ہے کہ بادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنے حرم سرا مین جانے کی اجازت دے تاکہ کوئی اوسے

۵۷ دنیا جنت ہے کافر کی

پرواہ نہ کرے اور اپنے خزانے اوسکے سپرد کرے اور سب کامون مین اوسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر تمکین اور حقیقتین پاکے بادشاہ
سے اپنے دل مین باغی اور سرکش ہو جاے اور خزانہ بادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور
فساد کرے اور ظاہر مین اپنی امانت داری بادشاہ کو دکھاے پھر ایکدن اثناے خیانت و فساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے بادشاہ
کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز بادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہوگا اور تامل اسواسطے کرتا ہوگا کہ میری خیانت ظاہر ہو تاکہ مجھے دفعتہ عذاب مین
مبتلا کرکے ہلاک کر ڈالے اے عزیز تجویز کر کہ اوسوقت اوس وزیر کے جان و دل مین اس رسوائی کی ذلت سے کیا آگ لگی اور اوسکا بدن
سلامت رہیگا اور اوسوقت وہ وزیر حقیر سراپا تقصیر چاہیگا کہ مین زمین مین سما جاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات
پاؤن اے عزیز اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اونکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اون
کامون کا برا اور رسوا ہے جب قیامت مین اون کامون کی حقیقت تجھے کھلیگی تیری رسوائی ظاہر ہو جائیگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین اپنا
تو سوختہ ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھیگا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بھائی کا گو
کھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بھنا ہوا مرغ ہے جب دیکھتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھاتا ہوں تو اے عزیز دیکھ تو وہ کیسا رسوا
ہوتا ہے اور اوسکے دل مین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہی ہے اور یہ روح تجھسے پوشیدہ ہے فرداے قیامت کو ظاہر ہوگی
اور اسیواسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مردے کا گوشت کھاتا ہے تو اوسکی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے اے عزیز اگر تو آج دیوار پر
پتھر مارے اور کوئی تجکو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکون کی آنکھہ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے
فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہو گئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دل مین لگیگی اور کسقدر تو رسوا ہوگا
اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اسی صفت پر دیکھیگا حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دشمن
نقصان کا قصد کرتا ہے اور اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادت
جو اوس جہان مین تیری آنکھہ کا نور ہوگی جسکا تو حسد کرتا ہے اوسکے اعمالنامہ مین فرشتے نقل کر دیتے ہین کہ تو بے عبادت رہ جاتا اور
آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اوس سے زیادہ تیرے کام آئیگی اسواسطے کہ عبادت
تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہین ہین تو فرداے قیامت کو صورتین معنون اور روحون کی تابع
ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھیگا اوسی صورت پر دیکھیگا جسکے معنی اوسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اسی سبب سے کہ نیند
اوس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اوسی صورت پر دکھائی دیتے ہین جو معنون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین
کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھہ مین ہے مردون کے منہ پر اور عورتون کی شرمگاہ پر مہر
کرتا ہون فرمایا کہ تو موذن ہے رمضان کے مہینے مین صبح سے پہلے اذان کہتا ہے اوس نے عرض کیا ہان مجھسے ایسا ہی ہوا ہے
اے عزیز اب دیکھ کہ خواب مین اوسکے معاملہ کی حقیقت اوس کے تئین کس طرح دکھلائی کہ اوسکا اذان رمضان مین آواز اور لوگون کو
کے کھانے اور جماع کو منع کرنا اوسکی روح اور حقیقت ہے اور عجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دکھائی دیتا ہے اور

کسی چیز کی خبر نہین اور یہی مضمون ہے جو حدیث مین آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بد صورت بوڑہیا کی صورت پر لائین گے کہ لوگ اوسے دیکھکر کہین گے نعوذ باللہ منک فرشتے کہین گے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچھے تم جان دیتے تھے اوسوقت لوگونکو ایسی ندامت ہوگی کہ چاہین گے ہمکو آگ مین لیجائین کہ اس شرم سے ہم نجات پائین اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے یہ

حکایت

ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جس رات کو اپنی دولہن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا دولہن کی تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانیکا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گھر دیکھا اور چراغ نظر آیا اور سمجھا کہ دولہن کا گھر یہی ہے جب اندر گیا کچھ لوگونکو سوتے دیکھا ہر چند پکارا کسینے جواب ندیا سمجھا کہ سب سوتے ہین ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منہ پر تانے ہے اپنے دل مین کہا یہی دولہن ہے اوسکے پہلو مین لیٹا اور اوسپر سے چادر اوتاری تو دماغ مین خوشبو پہونچی کہا کہ یقینا یہی دولہن ہے کہ خوشبو ملے ہے اور اوسکے ساتھ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اوسکے منہ مین دیدی اوسکی نمی اسے پہونچی سمجھا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکھا تو اوس حجرے کو آتش پرستون کا مقبرہ پایا جو لوگ اوسکی دانست مین سوتے تھے وہ حقیقت مین مردے تھے اور جسکی نئی چادر تھی جسے اپنی دولہن سمجھا تھا وہ ایک ڈراونی صورت بوڑہیا تھی اوسی دو چار دن کے عرصہ مین مری تھی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تھی وہ اوس بوڑہیا کی نجاست اور ناپاکی تھی اپنے تئین دیکھا تو تمام بدن نجاست مین بھرا ہے اور اوسکے لعاب دہن سے منہ کا مزہ کڑوا ہو گیا چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجاے اور ڈرا کہ ایسا ہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اوسکی فوج و سپاہ اس حالت سراپا نجاست مین مجھے دیکھ پائے وہ اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ یعنی اوسکا پدر مع افسران لشکر اوسکی تلاش مین آپہونچا اوسے [illegible] مین دیکھا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو مین سما جاتا کہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات پاتا الغرض فردا ے قیامت کو سب دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بھی اسی صفت پر دیکھین گے دنیوی خواہشون کے ساتھ ملے رہنے سے اونکے دل مین جو اثر رہا ہوگا وہ بھی ایسی نجاست اور گندگی کا سا ہوگا جو اوس شاہزادہ کے بدن اور دہن مین لگی تھی بلکہ اوس سے بھی زیادہ رسوا ہونگے اور عذاب سخت مین مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اوس جہان کے کامون کی تمام و کمال حقیقت کی مثال اس جہان کی چیزون کے ساتھ نہین دی جاسکتی یہ جو قصہ تھا اوس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تھا جسکو کالبد سے کچھ علاقہ نہین فقط دل و جان سے لاگ ہے اوسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے تیسری قسم جناب الٰہی کے جمال و جلال سے محروم رہنے اور اوس سعادت کے حصول سے مایوس ہونیکی افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی اور نادانی ہمراہ لیگیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی اوس جہان مین اوسنے جناب احدیت کی معرفت نہ حاصل کی ہو اور تعلیم اور کوشش سے بھی دل نہ صاف کیا ہو کہ بعد مرگ جناب الٰہی کا جمال اوسمین اسطرح نظر آئے جیسے صاف آئینہ مین عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور دنیا کی خواہشون کے زنگ نے اوسکے دلکو تاریک اور اندہا کر دیا ہو کہ وہ اندہا ہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کے ساتھ اندہیری رات مین کوہ پر پہونچا اور وہان بہت سے سنگریزے پڑے ہون اور تو اونکا رنگ نہ دیکھ سکتا ہو? تیرے ساتھی تجھسے کہتے ہین کہ [illegible] اوٹھا لو ہمنے سنا ہے

کہ ان سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جو جتنے اوٹھا سکتا ہے انمین سے اوٹھا لیجاتا ہے اور تو اونمین سے نہ لیوے اور سمجھے
کہ یہ پوری حماقت ہے کہ سر دست اپنے سر بوجھ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجھ باندہ لین
اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھ اونکے ساتھ رہے اور اونپر ہنسے اور اونہین احمق سمجھکر اونپر افسوس کرے اور کہے کہ جس کسیکو عقل اور فہم
ہوتی ہے وہ میری طرح آرام اور اطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہے طمع باطل سے بوجھ اوٹھاتا ہے
پھر جب وہ روشنی مین پہونچین اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکھ لاکھ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے
وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ اوٹھا لائے اور تو اس دہوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت
کی آگ لگے گی پھر وہ لوگ اوس جواہرات کو بیچکر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کہائین اور جہان چاہین رہین اور
تجھے ننگا بھوکا رکھین اور اپنا غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچھ تو مجھے بھی دیجیے
قولہ تعالی أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ وہ کہین کہ کل تو ہمین پر ہنستا تھا
آج ہم تجھپر ہنستے ہین إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانیکی حسرت کی
یہ مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات دنیا سے نہ اوٹھا لیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سر دست نیچ نقد ہم کیون اوٹھائین
فردا سے قیامت کو چلائینگے کہ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اور کیونکر اونہین حسرت نہو کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع
سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اوسکی ایک ساعت کے مقابلہ مین نہونگی بلکہ سب کچھ بعد جب دوزخ سے نکالینگے
اوسکو بھی دنیا کی دس گنی نعمتین دینگے اور نعمتون کو دنیا کے ساتھ مشابہت ناپ اور انداز سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے
اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جسطرح کہتے ہین کہ ایک موتی دس اشرفیون کے مثل ہے تو وہ ناپ اور انداز مین دس اشرفیون کے
مثل نہین ہوتا بلکہ قیمت مین اور روح مالیت مین دس اشرفیون کے مثل ہوتا ہے فصل اے عزیز جب روحانی آگ کے تینون قسم تو پہچان
چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جب تک تکلیف اور درد کا اثر جان کو نہین پہونچتا بدن کو اوس
کچھ آگاہی نہین ہوتی تو بدن کی تکلیف جان مین پہونچکر بڑہ جاتی ہے پس جو آگ اور درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خوانخواہ
جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہین پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اوسپر کسی چیز کا
غالب ہوجانا بھی تکلیفونکا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضائے طبع یہ ہے کہ اوسکی ترکیب اوسکے ساتھ رہے اور اوسکے اعضا سب
مجتمع رہین جب زخم کے سبب سے ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضائے طبع کے خلاف ہے گا اور بدن مین درد ہوگا
اور زخم ایک عضو کو دوسرے عضو سے جدا کردیتا ہے اسیطرح آگ بھی سب اعضا مین در آتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر ہر عضو
مین ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کی مقتضائے طبع جو چیز ہے جب اوسکا خلاف جاگہ
کریگا تو جان مین بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دل کا مقتضائے طبع ہے نابینائی جو اوسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی تو
بے نہایت درد و عذاب ہوگا اگر لوگونکے دل اس جہان مین بیمار نہوتے تو اس جہان مین بھی نابینائی کی تکلیف اوٹھاتے جب ہاتھ پاون بیکار اور سن ہوجاتے ہین

تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہیں ہوتی جب سن جاتا رہتا ہے اور بدن میں آگ چھو جاتی ہے آدمی کو فورًا صدمہ عظیم ہوتا ہے اسیطرح
دنیا میں دل بھی بیکار ہوتا ہے اور موت سے اوسکا سن جاتا رہتا ہے تو دفعتًہ آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہیں سے نہیں آتی
اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتھ لیگیا اوسکے دل ہی میں تھی اوسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سبب آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین
حاصل ہوا اوس آگ سے مطلع ہوگیا كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ کے یہی معنی ہیں اور شرع میں جسمانی دوزخ
اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجھ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے
بیان کرتا ہے وہ اسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہیں پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑھنا سیکھ
ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملے گی اور تو اس سعادت سے محروم رہیگا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا ہی نہ سمجھیگا
اور اوسکے دل میں اس بات کا کچھ خوب اثر نہوگا لیکن اگر تو اوس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑھیگا تو اوستاد تیرے کان اومیٹھیگا تو
اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈریگا اسواسطے کہ اسے سمجھتا ہے اوسیطرح اوستاد کی گوشمال حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اوسے اپنے
باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی
حق ہے اور جیسے گوشمال ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہیں ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمانی
کے مقابلہ میں خفیف ترین ہے فصل اگر تو شاید تو یہ کہے کہ جو عالموں نے کہا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے یہ تفصیل و بیان
اوسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اونہوں نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتیں جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو انمین کچھ
دخل نہیں ہے اسکا جواب یہ معلوم کرلے کہ عالموں کا عذر ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہیں اور یہ بات اوسکے خلاف نہیں ہے اسواسطے کہ آخرت
کے بیان میں اون عالموں نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی میں رہے ہیں روحانیات کو اونہوں نے نہیں پہچانا ہے
یا پہچانا ہے مگر بیان نہیں کیا کہ اکثر لوگ اوسے نہ سمجھینگے اور جو جسمانی حالات ہیں وہ صاحب شرع کی تقلید اور اونسے بغیر سنے ہوئے
معلوم نہیں ہوتے لیکن یہ دوسری قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اوسکا جاننا بھی طریق بصیرت اور مشاہدہ باطن سے ہے اس
مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے نکلے اور اپنے مولد میں نہ ٹھہرے اور راہ دین کا سفر اختیار کرے یہان وطن اور مولد سے شہر اور
گھر نہیں مراد ہے کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہیں لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہے اوسکا بھی ایک قیامگاہ
ہے یعنی جہان سے وہ ظاہر ہوئی وہ اوسکا وطن ہے وہان سے وہ سفر کرآئی ہے راہ میں اوسے بہت منزلیں پڑتی ہیں ہر منزل
اور ہر عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہے پھر عالم مخیلات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات معقولات چوتھی منزل ہے اس چوتھے
عالم میں اوسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اسکے آگے پھر کچھ خبر نہیں ہوتی اور اس ایک مثال میں ان چارون عالموں کو آدمی
سمجھ سکتا ہے مثال جبتک آدمی محسوسات میں ہے پتنگون کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئین چراغ پر گراتے ہیں اسواسطے کہ پتنگے کو بینائی
ہے لیکن خیال اور یاد رکھنے کی قوت نہیں ہے کہ اندھیرے سے بھاگنے کو روزن ڈھونڈھتا ہے چراغ کو روزن سمجھکر چراغ پر گرتا ہے
اونہین آگ سے پاتا ہے تکلیف اوسے نہیں یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہیں رہتا اسواسطے کہ اوسے حفظ اور خیال کی قوت نہیں ہے

اور جس نے یہ پردہ پہونچا ہی نہین اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر گراتا ہے یہانتک کہ ہلاک ہوجاتا ہے اگر اوسے خیال اور حافظہ
کی قوت ہوتی تو ایک بار دردناک ہوچکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار مار کھا چکتے ہین تو دوبارہ اونہین یاد
رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھکر بھاگ جاتے ہین محسوسات آدمی کی پہلی منزل ہے دوسری عالم تخیلات ہے جبتک آدمی اس درجہ پر رہتا ہے
بہائم کے برابر رہتا ہے جس چیز سے اوسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اوٹھا چکا تو
دوسری مرتبہ اوس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہے جب اس درجہ پر آدمی آتا ہے تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہوجاتا ہے
بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہے اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو اور جس
گھوڑے نے شیر کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو وہ جب انہین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ اونٹ اور ہاتھی جو بھیڑیے اور شیر سے
قد مین بہت بڑے ہین اون سے نہین بھاگتے یہ سوجھ بوجھ خدا نے اونکے باطن مین عنایت فرمائی ہے اور یا انہین چیزون کا جو ہونیوالی ہے ادراک وہ خود نہین کر سکتا
کہ یہ مرتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے اور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر
آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہے اور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اول مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے
کہ تخیل اور وہم کو اونمین کچھ دخل نہین اور جو چیز آیندہ ہونیوالی ہے اوس سے پرہیز کرتا ہے اور کامون کی حقیقت کو اونکی صورت سے جدا کرکے
اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اوسکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہے پہونچتا ہے اور یہ چیزین اس عالم مین دکھائی دیتی ہین بے نہایت
نہین ہین اسواسطے کہ جو چیز محسوس ہے اجسام سے باہر نہین ہے اور اجسام متناہی ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین
آدمی کا تردد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہے اور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اوسکا چلنا
کی حقیقتون اور روحون کے تفحص کے واسطے ہوتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے پانی پر چلنا اور موہومات مین اوسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی پر
ہونا کہ پانی اور مٹی مین اوسکا درجہ ہے اور درجہ معقولات کے اوس طرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوف علیہم السلام
ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ عیسی
علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ یَقِیْنًا لَمَشٰی فِی الْهَوَاءِ اگر اونکی یقین اور زیادہ ہوتی تو ہوا پر چلتے
تو آدمی کی سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین اخیر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جاسے تو چارپایون کا جو اخیر اور اسفل
درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجہ اعلی تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب نشیب و فراز اوسیکا کام ہے اور وہ اس خطرہ مین
ہے کہ اسفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلی علیین پر چڑھتا ہے اور اس خطرہ کو قرآن شریف مین حق تعالی نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ
اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ
کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اسواسطے کہ جو جمادات ہین اونکا درجہ نہین بدلتا کہ وہ پیچھے ہٹ جاوین اور ملائکہ اعلی علیین مین ہین اونہین اسپر ترقی
اوترنا ممکن نہین بلکہ ہر ایک کا درجہ اوسی پر موقوف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا
مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور چارپائے اسفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین اور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرہ

مکان مین ہے اسواسطے کہ اوسے درجہ ملائکہ پر چڑھ جانا اور مرتبہ بہائم پر اوتر آنا دونون ممکن ہین اور امانت اوٹھا لینے کے معنی بہی
ہین کہ خطرناک کام کو اوسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھ کا اور کوئی متحمل ہو سکے الغرض اس بیان
سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تو نے کہا تھا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین کہتے ہین اوسکا حال تجھے معلوم ہو جاوے کہ اونکا کہنا کچھ تعجب کی بات نہین
کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر نادر ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اوسیکو اپنا وطن بنائیگا
اور وہین ٹھہر جائیگا اوسے کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہوگا اور کامونکی روحون اور روحانیات کو
کبھی جانیگا اس سبب سے اوسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ
لوگون کی فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ ایسکو نہ سمجھینگے فصل بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامونکو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ
توفیق ہے کہ شریعت سے مانین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اونپر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اونپر غلبہ کرتی ہے
اور آخرت سے انکار کرنا انہین پسند آتا ہے تو انکے دل مین وہ انکار پیدا ہو جاتی ہے اور شیطان اوسے بڑہاتا ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ دوزخ
کی صفت مین جو کچھ آیا ہے فقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے فقط شعبدہ دکہایا ہے اسی سبب
خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور احمق سمجھتے
ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین ایسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بھیدکی باتون کو دلیل سے سمجھ سکے اوسے ایک ظاہری
بات مین تامل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ اگرچہ تجھے ظن غالب یہی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا
غلطی پر تھے اور سبھون نے دہوکا کھایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجھا ممکن ہے کہ تجھی کو غلطی ہوئی ہو اور تو ہی
دہوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تو نے نجانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجھا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تو نے
نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسیطرح اپنی غلطی کو روا نہ رکہے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسیطرح یہ بھی جانتا ہون
کہ روح کی کچھ حقیقت نہین اور اوسے بقا نہین اور روحانی جسمانی رنج راحت کچھ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اوس سے نا امید ہونا
چاہیے وہ اون لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا اور اگر
وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجھے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجھے نہ تحقیق معلوم ہے اسکا
ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اوسکو ہم یہ
جواب دینگے کہ اب اسقدر تو نے اقرار کیا تو تجھپر تیری عقل کی راہ سے واجب ہوگیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کہ جب بہت بڑے خطرے کا گمان
ضعیف بھی ہو تو اوس سے لوگ بھاگتے ہین اسواسطے کہ اگر تو کہانا کہانیکا قصد کرے اور کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو فورًا
ہاتھ کہینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اوسنے اسواسطے جھوٹ کہا ہو کہ اگر تو نہ کہاوے تو وہ خود کہاوے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید
اوس نے سچ کہا ہو تو اپنے دل مین کہتا ہے کہ اسے نہ کہاؤن اس سے بھوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کہالون تو ایسا نہو اوس نے
سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہو جاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہو جانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکھنے والا کہے کہ ایک روپیہ بھر چاندی دے کہ تیرے

اچھے ہونے کے واسطے کاغذ پر لکھکر یا ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اوس نقش کو تندرستی سے کچھ
نسبت نہین لیکن اپنے جی مین یہی کہیگا کہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک روپیہ دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے
تو فلانی گھڑی دوا کھا تو اچھا ہو جائیگا اوسکے کہنے سے اوس دوا کا رنج تو کھینچیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر جھوٹا
بھی کہتا ہو تو دوا کھانے کی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا قول اور دنیا کے تمام بزرگون یعنی حکما علما اولیا کا
اوس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول سے کم نہوگا اوسکو کچھ
تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اوس سے شاید نجات پا جاوے اور تھوڑا رنج و نقصان بہت رنج و نقصان کی
نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر ہے اور ابد کی نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی سی ہے تو جان جاوے
کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اوس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جسکے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر اہل دنیا اور بزرگ
لوگ سچ کہتے ہون اور مین ویسے ہی عذاب آخرت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہو جاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اتنی تھوڑی
راحت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون اور سچ کہتے ہین کہ اگر تمام عالم کو چنے کے دانون سے
بھر دین اور ایک چڑیا سے کہین کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اون مین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہو جاوین اور ابد مین سے
کچھ بھی نہ کم ہوا اگر اتنی مدت عذاب ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اوسے کیونکر جھیل سکیگا اور دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلہ
مین کسقدر ہے ایسا کوئی عقلمند نہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ اگر یہ امر ظنی ہے اور ابد کے سمجھنے مین اہل یقین ہی
ہے مگر اتنے بڑے خطر عظیم سے احتیاط کرنا اور بچکر چلنا واجب ہے اسواسطے کہ لوگ سوداگری کے واسطے کشتی مین جو بیٹھتے ہین اور
بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت رنج اوٹھاتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اوس احمق کو عذاب آخرت کا
یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے پس اگر وہ اور مہربانی کریگا تو یہ پرہیزگاری کا بوجھ اوٹھا لیگا اسیواسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہے تو تو بھی چھوٹا ہم بھی چھوٹے اور اگر حقیقت مین
ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط چھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیر نے یہ کلام جو ارشاد فرمایا تو اوسکے قصور فہم کے
موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ آپکو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کی بات ہے وہ اوس ملحد کی سمجھ مین نہ آویگا تو اس بیان سے
یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کی تحصیل مین مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت اور امور آخرت مین فکر نہ کرنا
اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی خواہش اور اوسقدر غفلت ہی نہین دیتی کہ وہ امور آخرت مین فکر کرے ورنہ

عذاب آخرت کا جسکو یقین ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکا ایمان ضعیف ہے سب عقل کی رو سے
واجب ہے کہ اوس خطر عظیم سے ڈرین اور احتیاط کی راہ پکڑین قال اللہ تعالی [illegible]
الحمد للہ کہ چوتھا اسلامی عنوان تمام ہوا معرفت نفس معرفت حق معرفت دنیا معرفت آخرت
کے ذکر کا انجام ہوا انشاء اللہ تعالی اب ارکان اسلامی شروع کرونگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شکر خدای بے نیاز ہے کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

اے عزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالی کو اور دنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملہ مسلمانی کے ارکان کی طرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالی کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حقتعالی کی اصل معرفت اون چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رکن عبادات ہے دوسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتھ رکھے یہ رکن معاملات ہے تیسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو برے خلقون سے پاک رکھے یہ رکن مہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رکن

معاملہ مسلمانی کا یہ رکن اول ہے اسمین عبادت کا بیان مفصل ہے اس رکن مین دس اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سنت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑھنے کے بیان مین نوین اصل ذکر او تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادات کے وقت نگاہ رکھنے کے بیان مین

پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہوا اوسپر پہلا فرض یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اوسنے زبان سے کہا ہے اوسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اوسمین دخل نرہے اور جب اوسنے باور کرلیا اور اوسکا دل اون معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اوسمین شبہہ نرہا تو بس اسقدر اصل مسلمانیکو کفایت کرتا ہے دلیل سے اوسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑہنے اور شبہے ڈھونڈھنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اون معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچھ لوگونکا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے کہ اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنیکے واسطے اونکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور اون شبہون کو اوٹھایا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم گویا اور اونکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے وہ ان دونون مقام یعنی مقام اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اوسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلیگا معرفت کے درجہ کو نہ پہونچیگا اور معرفت کا دعوی کرنا اوسکو زیبا نہوگا کہ اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیئے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ دوا کبھی ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اغذا فاسد بادیکے معدہ مین ہین اونکے ساتھ ملجاتی ہے اور اوس سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑہ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اوسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دنیا مین کچھ تعلق نہو اور تمام عمر خدا ہی کی تلاش مین رہا ہو اور یہ مشکل ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اوسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جمائے کہ یہی اوسکی سعادت کا تخم ہوگا ؛

اعتقاد کا بیان

ایعزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اون چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اوسی نے پیدا کیا ہے کہ وہ ایک ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اوسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اوسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اوسکے وجود کی انتہا نہین اوسکی ہستی ازل اور ابد مین واجب ہے اسواسطے کہ نیستی کو اوسمین دخل نہین ہے بلکہ اوسکی ہستی اوسی کی ذات سے ہے اوسکو کسی سبب کی پروا نہین اور اوس سے کوئی چیز بے پروا نہین بلکہ اوس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزونکا قیام اوس خالق کے سبب سے ہے جوہر نہین وہ نہ جسم ہے نہ عرض کسی چیز مین وہ حلول نہین کرتا وہ نہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے اور اسلئے کوئی صورت نہین

کمیت کیفیت کو اوسمین کچھ مداخلت نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اوس سے وہ پاک ہے کیونکہ یہ سب صفتین
اوسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم وخیال جو صورت باندہے وہ اوس صورت کا پیدا کرنیوالا ہے
چہوٹائی بڑائی اور مقدار کو اوسمین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اوسے جسم کے ساتہ جوڑ نہین ہے
وہ نہ کسی جگہہ پر ہے نہ کسی جگہہ مین ہو بلکہ اوسکی ذات جگہہ لینیے والی چیز ہی نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اوسکی قدرت کے نیچے مسخر ہے
اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اوسکے
اوٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملان عرش سبکو اوسکی قدرت اور مہربانی اوٹھائے ہوئے ہے آج بہی وہ اوسی صفت پر ہے
جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تہا اور ابد تک ایساہی رہے گا اسواسطے کہ اوسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین
اسلیے کہ معاذاللہ اگر صفات نقصانی کے ساتہ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہو گا اور اگر صفات کمالی کے ساتہ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص
تہا اور اس کمال کا محتاج تہا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتون سے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین
پہچاننے کے لائق اور اوس جہان مین دیکہنے کے قابل ہے اور جسطرح اس جہان مین بیچون وچگون اوسے پہچانتے ہین اوس جہان مین بیچون اور بیچگون اوسے
دیکہینگے ہین کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کے قسم سے نہین ہے قدرت حق تعالے اکسی چیز کے مانند نہین ہے ساتہ آسکے
سب چیزون پر قادر ہے اور اوسکی قدرت کمال کے درجہ پر ہے کہ کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اوسمین گذر نہین بلکہ اوسنے
جو چاہا کیا جو چاہیگا کریگا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش کرسی اور جو کچھ ہے سب اوسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور
مسخر ہین اوسکے سوا کسیکا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنیمین کوئی اوسکا یار ومددگار نہین علم وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے
اوسکا علم ہر چیز کو گہیرے ہوئے ہے عرش اعلی سے تحت الثری تک کوئی چیز بغیر اوسکے جانے ہوئے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب
چیزین اوسیکے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتون اور دلون کے خطرون اور ہوا کے ذرون کے
عدد اوسکے علم مین ایسے کہلے ہوئے ہین جیسے آسمان کے عدد ارادت جو کچھ عالم مین ہے اوسیکے چاہنے اور ارادہ سے ہے
کوئی چیز تہوڑی ہو یا بہت چہوٹی ہو یا بڑی اچہی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج ہو
یا راحت بیماری ہو یا صحت اوسیکی تقدیر اور مشیت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکہٹا ہو کر عالم مین
ایک ذرہ کا ہلانا یا کسی جگہہ کہنا یا اوٹہانا گہٹانا یا بڑہانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز ہین اور ہرگز کچھ نکر سکین بلکہ بے اوسکے
چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اوسکی مرضی ہو کوئی اوسے دفع نہین کر سکتا اور جو کچھ تہا اور ہوگا سب اوسکی
تقدیر اور تدبیر سے ہے سمع وبصر جسطرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اوسیطرح ہر چیز کا دیکہنے سننے والا ہے دور و نزدیک اوسکی
شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اوسکی بینائی مین یکسان ہے اندہیری رات مین چیونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثری مین
جو کیڑا ہے رنگت اور صورت دیکہتا ہے نہ آنکہہ سے اوسکی بینائی ہے نہ کان سے اوسکی شنوائی ہے اور جسطرح اوسکی سمجھہ تدبیر اور سوچ محتاج
نہین اوسیطرح اوسکا پیدا کرنا بہی آلہ کے محتاج نہین کلام اوسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اوسنے دی وہ سچ ہے

کہ وہ کبھی نجات نپائینگے فرمان بردار مسلمانون کو جنت مین داخل کرینگے اور گناہ گار مسلمانون کو بھی دوزخ مین روانہ کرینگے انبیا اور بزرگ لوگ اونمین سے جسکی شفاعت کرینگے ارحم الراحمین اوسے بخشدیگا اور جسکی شفاعت نکرینگے فرشتے اوسے دوزخ مین لیجائینگے اور اوسکے گناہونکے قدر اوسپر عذاب کرینگے پھر جنت مین لیجائینگے چونکہ حقتعالے نے یہ امر ٹھرایا کہ بندون کے بعض اعمال اونکی شقاوت کا سبب ہون اور بعض سعادت کا موجب ہون اور آدمی اسے نہین پہچان سکتا کہ کون اعمال سبب شقاوت ہین اور کون سبب سعادت ہین تو خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم عمیم سے پیغمبرون کو پیدا کیا اور حکم فرمایا کہ ازل مین جن لوگون کی نسبت کمال سعادت کا حکم ہوچکا ہے اونہین اس بھید سے آگاہ کرین اور پیغمبرون کو پیغام دیکر خلائق کیطرف بھیجا کہ سعادت اور شقاوت کی راہ اونکو بتادین تاکہ کسی بندیکو خدا سے محل حجت نباقی رہے پھر سب پیغمبرونکے بعد ہمارے رسول مقبول خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق کیطرف بھیجا اور آپ کی نبوت کو ایسے کمال کے درجہ پر پہونچادیا کہ پھر اوسپر زیادتی محال ہے اسواسطے آپکو خاتم الانبیا کیا کہ آپکے بعد پھر کوئی پیغمبر نہوا اور تمام جن و انس کو آپکی اتباع اور اطاعت کا حکم فرمایا کہ کوئی اوس سے باہر نہو اور آپکو سب انبیا صلوات اللہ تعالی علیہم اجمعین کا سردار اور افسر کیا اور پیغمبرون کے یارون اور دوستدارون سے آپکے اصحاب اور احباب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو فضل اور بہتر کیا ٭

دوسری اصل طلب علم کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ یعنی علم ڈھونڈھنا ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہو خواہ عورت اور اس امر مین سب عالمون کا اختلاف ہے کہ وہ کونسا علم ہے جسکا ڈھونڈھنا سب پر فرض ہے متکلم کہتے ہین وہ علم کلام ہے کہ خدا کی معرفت اوس سے حاصل ہوتی ہے فقہا کہتے ہین کہ وہ علم فقہ ہے کہ اسکی بدولت آدمی حلال اور حرام مین فرق کرسکتا ہے محدث کہتے ہین کہ وہ علم تفسیر و حدیث ہے کہ علوم شرعیہ کی اصل یہی ہے صوفیہ فرماتے ہین کہ وہ احوال دل کا علم ہے کہ دل خدا کی طرف بندہ کی راہ ہے غرض کہ ہر عالم اپنے علم کی عظمت بیان کرتا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نہ کسی ایک علم کی خصوصیت ہے نہ سب علمون کی فرضیت ہے اس مقام مین تفصیل ہے کہ اوسکے سبب سے یہ اشکال اوٹھ جاتا ہے ایعزیز جان تو کہ جو کافر صبح کے وقت مسلمان ہوا یا جو لڑکا بالغ ہوا اوسپر یہ سب علم سیکھنا فرض نہین ہوتا بلکہ اوسوقت اوسپر اتنا فرض ہوجاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی جانے اور ان معنون کا علم اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ اہل سنت کے عقائد جو پہلی اصل مین ہمنے بیان کیے مین حاصل کرے اسطرح پر حاصل کرنا ضرور نہین کہ اون عقائد کی دلیلین بھی جان لے دلیلون کا جاننا اوسپر واجب نہین ہے لیکن اون عقائد کو قبول کرلے اور باور کرلے اور سب تفصیل بھی جاننا واجب نہین ہے مگر خدا رسول آخرت بہشت دوزخ حشر نشر کی سب صفتون کا اعتقاد کرلے اور یہ جان لے کہ اوسکا خدا ان صفات پر ہے اور اوسی خدا کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی پیغام اور احکام آئے ہین جو اطاعت کریگا مرنیکے بعد مرتبہ سعادت کو پہونچیگا جو معصیت کریگا درجۂ شقاوت کو پہونچیگا جب اوسنے یہ جان لیا تو دو طرح کے علم اوسپر واجب ہوتے ہین ایک تو دل سے علاقہ رکھتا ہے ایک جوارح کے کامون سے جو علم اعمال جوارح سے علاقہ رکھتا ہے اوسکے بھی دو قسم ہین ایک

اون کاموں کا علم جو کرنیکے قابل ہین ایک اون کاموں کا علم جو نکرنیکے لائق ہین جو کام کرنیکے قابل ہین اونکا علم ایسا ہے جیسے جو کوئی صبح کو مسلمان ہوا جب ظہر کی نماز کا
وقت آئے تو اوسپر فرض کی قدر طہارت اور نماز سیکہنا فرض ہو جاتا ہے اور جو چیز سنت ہے اوسکا سیکہنا بہی سنت ہے فرض نہین ہے جیسے مغرب کی نماز کا وقت
آئے تو اوسوقت اوسپر اتنا فرض ہو جاتا ہے کہ اوس نماز کو جان لے کہ تین رکعتین ہین اس سے زیادہ جاننا فرض نہین ہے اور جب
رمضان آئے تو روزہ کا جاننا اوسپر اسقدر فرض ہو جاتا ہے کہ یہ جان لے کہ روزہ کی نیت واجب ہے اور صبح سے غروب آفتاب تک
کہانا پینا جماع کرنا حرام ہے اگر سونے کے بیس دینار اوسکے پاس ہون تو زکوۃ کا جاننا اوسوقت فرض نہین تا آنکہ جب سال بہر گذر جائے
تو فرض ہوتا ہے کہ اوسکی زکوۃ کی مقدار اور مصارف اور شرائط معلوم کرے اور جبتک حج نہ کرے تب تک حج کا علم اوسپر فرض نہین ہوتا
اسواسطے کہ حج کا وقت عمر بہر ہے اسیطرح جب کوئی کام پیش آتا ہے اوسوقت اوسکا علم بہی فرض ہو جاتا ہے مثلاً جسوقت نکاح کرے
اوسوقت اوسکا علم بہی فرض ہو جاتا ہے مثلاً یہ جاننا کہ خاوند پر جورو کا کیا حق ہے اور حالت حیض مین جماع کرنا درست نہین ہے اور
حیض کے بعد غسل کرنے تک جماع کرنا نہ چاہیے اور اسکے سوا اور جو چیزین نکاح سے علاقہ رکہتی ہین اون سب کا علم فرض ہو جاتا ہے
اگر آدمی کوئی پیشہ کرتا ہے اوس پیشہ کا علم بہی اوسپر فرض ہو جاتا ہے اگر سوداگر ہے تو سود کے مسائل اور بیع کی شرطین معلوم کرنا فرض
ہے تاکہ بیع باطل سے بچے اسیواسطے تہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ دوکانداروں کو درّے مار کر علم سیکہنے کے واسطے بہیجتے تہے اور فرماتے
تہے کہ جو کوئی بیع کے احکام نہ جانے اوسے تجارت کرنا نچاہیے کہ لاعلمی مین سود کہائیگا اور خبر بہی نہوگی اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے حتی کہ
اگر حجام ہے تو اوسے یہ جاننا چاہیے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور تکلیف کے وقت کونسا دانت اوکہاڑنے کے قابل
ہے اور کیتنی دواؤن زخمون مین کام کرتی ہے اور علی ہذا القیاس اور یہ علم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہین بزاز پر پیشہ حجامت کا علم سیکہنا
فرض نہین ہے اور حجام پر بزاز کا علم سیکہنا فرض نہین ہے جو کام کرنیکے لائق ہین اونکے علم کی مثال یہ تہی اور جو کام نہ کرنیکے لائق ہین
اونکا علم بہی فرض ہے لیکن ہر شخص کے حال کے موافق مختلف ہے اگر کوئی شخص اطلس اور دیبا پہننے کی قدرت رکہتا ہے یا شراب یا رباب
یا سور کا گوشت کہانیوالون کے پاس یا غصب کی جگہہ مین رہتا ہے یا مال حرام اپنے قبضہ مین رکہتا ہے تو علما پر واجب ہے کہ اوسے
ان باتون کا علم سکہا دین کہ یہ حرام ہے تاکہ وہ اوس سے دست بردار ہو اور اگر کسی جگہہ عورتون سے ملا جلا رہتا ہے تو اوسپر جاننا
فرض ہے کہ کون عورت محرم ہے اور کون نامحرم ہے اور کسے دیکہنا روا ہے اور کسے دیکہنا ناروا ہے اور یہ علم بہی ہر ایک کے حال کے موافق
مختلف ہے اسواسطے کہ جو کوئی ایک کام مین ہو اوسپر اور ونکے کام کا علم سیکہنا فرض نہین ہے مثلاً عورتون پر یہ جاننا فرض نہین ہے
کہ حالت حیض مین طلاق دینا ناروا ہے اور جو مرد طلاق دیا چاہتا ہو اوسپر یہ مسئلہ کا جاننا فرض ہے اور جو کام دل سے علاقہ رکہتے ہین اونکی بہی دو قسمین ہین
ایک قسم دل کے حالات سے علاقہ رکہتی ہے ایک اعتقادات سے تعلق رکہتی ہے اوسکی مثال یہ ہے کہ آدمیکو جاننا فرض ہے کہ کینہ حسد تکبر گمان بد اور ایسے امور کرنا
حرام ہین اور اسکا جاننا سب پر فرض عین ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ان عادتون سے خالی نہین تو اسکا علم اور اسکے علاج کا علم فرض ہے
کیونکہ اس قسم کی بیماری عالمگیر ہے اور بے علم کے اسکا علاج ٹہیک نہوگا لیکن بیع سلم اور اجارہ اور رہن اور اس قسم کے معاملات کا علم جو
فقہ مین مذکور ہے فرض کفایہ ہے فرض عین نہین ہے یہ اوسی شخص پر فرض ہے جو ایسے معاملات کیا چاہتا ہو اور اکثر خلق ان معاملات

خالی نہین رہ سکتی اور دوسری قسم جو اعتقادات سے علاقہ رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی کے اعتقاد مین کچھ شک پیدا ہو جائے
تو اگر وہ شک ایسے اعتقاد مین ہے جو اعتقاد واجب ہے یا جس اعتقاد مین شک آنا درست نہین ہے تو اوس شک کو دل سے نکالنا فرض
ہے اِن سب باتون سے معلوم ہوا کہ طلب علم سب مسلمانون پر فرض ہے اسواسطے کہ کوئی مسلمان جنس علم سے مستغنی اور بے پروا نہین
لیکن علم ایک ہی قسم کا نہین ہے اور ہر ایک کے حق مین برابر نہین ہے بلکہ حالات اور اوقات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور کوئی شخص علم کی
احتیاج سے کسیطرح خالی نہین اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جسپر طلب علم
فرض نہو یعنی جس شخص کو جس علم کی احتیاج ہے اوسپر اوسکا سیکھنا فرض ہے **فصل** جب یہ معلوم ہو چکا کہ ہر شخص پر وہ علم سیکھنا فرض ہے
جسکا معاملہ وہ کرتا ہو تو معلوم ہوا کہ عوام الناس ہمیشہ اس خطرہ مین رہتے ہین کہ اونکو کوئی کام آپڑے وہ یہ نہ سمجھین کہ اسمین کچھ خطرہ ہے اور
اوسے بخوف و خطر نادانی سے کر بیٹھین اگر اوس کام کی اکثر حاجت ہوتی ہے اور وہ کام نادر نہین ہے تو اونکی نادانی کا عذر کچھ عذر نہین
مثلاً حالت حیض مین یا حیض کے بعد غسل کے پہلے کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ جماع کرے اور کہے کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ منع ہے تو اوسکا یہ
عذر کچھ عذر نہین ہے یا کوئی عورت صبح کے پہلے پاک ہو اور مغرب عشا کی نماز قضا نہ کرے کہ یہ مسئلہ اوسے نہ معلوم یا کوئی مرد اپنی جورو کو حالت
حیض مین طلاق دے اور اوسے یہ مسئلہ نہ معلوم ہو کہ ایسی حالت مین طلاق دینا حرام ہے تو اوسکی لاعلمی کا عذر مقبول نہوگا قیامت کے
دن اوس سے کہا جائیگا کہ ہمنے تو تجھسے کہدیا تھا کہ طلب علم فرض ہے تو اوس سے کیون باز رہا کہ مسئلہ سے محروم رہا ہان جو کام نادر ہو
اور اوسکے کرنیکی تعلیم نہو اور لاعلمی سے خلاف شرع ہو جاے تو آدمی معذور ہے **فصل** جب یہ معلوم ہوا کہ عوام اس خطرہ سے کبھی
خالی نہین ہین تو معلوم ہوا کہ آدمی کے واسطے علم سے بہتر اور بزرگتر کوئی شغل نہین آدمی پیشہ جو کرتا ہے تو دنیا کے واسطے کرتا ہے تو
علم بھی بہت لوگون کے واسطے اور پیشون سے بہتر ہے اسواسطے کہ علم سیکھنے والا چار حالون سے خالی نہین ہے یا میراث پانیکے سبب سے
خواہ اور کسی وجہ سے دنیا کی طرف سے مطمئن ہے اور مال کافی اوسکے پاس ہے تو علم اوسکے مال کی حفاظت کا سبب ہوگا اور دنیا مین
اوسکے لیے باعث عزت اور عقبیٰ مین اوسکے واسطے موجب سعادت ہوگا یا تو اوسکے پاس مال کافی اور وافی نہو مگر اوسمین قناعت کی
صفت ہو کہ جو کچھ ہو اوسی پر اکتفا کرتا ہے اور مسلمان ہو سکتے ہین درویشی کا مرتبہ جانتا ہے کہ درویش امیرون سے پانسو برس پہلے بہشت مین
جائینگے ایسے شخص کے حق مین علم آسایش دنیا اور سعادت عقبیٰ کا سبب ہوتا ہے یا جانتا ہے کہ اگر مین علم سیکھونگا تو بیت المال
یا مسلمان بھائیون سے کرامت سے حق حلال مجھے اسقدر ملیگا کہ میرے واسطے کافی ہوگا اور مال حرام نہ ڈھونڈھنا پڑیگا اور بادشاہ ظالم
سے کچھ نہ مانگنا ہوگا تو ان تینون قسم کے طالب علم کے واسطے علم طلب کرنا دین و دنیا مین سب کامون سے بہتر ہے چوتھا وہ شخص ہے جو
معاش نہ رکھتا ہو اور طلب علم سے دنیا حاصل کرنا اوسے مقصود ہو اور زمانہ ایسا ہو کہ بادشاہی روزینہ کے سوا جو حرام اور ظلم سے ہو یا لوگون
سے لینے کے سوا جو ریا اور ذلت کے ساتھ ہو اور تلاش معاش کی صورت مفقود ہو تو ایسے شخص کو اور جس کسیکو طلب علم سے جاہ و مال کی غرض ہو
اور علم سے جاہ و مال پیدا کریگا اوسے اولی یہ ہے کہ جو علم فرض عین ہین اونسے جب فارغ ہو تو کسب اور ہنر اور دستکاری وغیرہ سیکھے
ورنہ ایسا آدمی اور آدمیون کے واسطے شیطان ہو جائیگا اوسکے سبب سے لوگ بہت تباہ ہونگے بہت گمراہ ہونگے جو جاہل اوسے

حرام کا مال لیتے اور حیلے اور تاویلین کرتے دیکھیگا دنیا حاصل کرنیمین اوسکی اقتدا کریگا اور صلاحیت کی نسبت ضلالت لوگون مین
بہت پھیل جائیگی ایسا عالم جتنا کم ہے بہتر ہے خس کم جہان پاک تو آدمی کو یہی اولی و انسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے
طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص
کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیریگا جیسا اگلے لوگون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَاَبَی الْعِلْمُ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَّا لِلّٰہِ
یعنی خدا کیواسطے ہمنے علم نہین پڑھا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف لیگیا اوسکا یہ جواب ہے کہ وہ کتاب اور سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقائق
شریعت کا علم تھا جو خود اون لوگون کو خدا کی طرف لیگیا دیکھنا چاہیے کہ رجوع بخدا اون لوگون کے دلون مین تھی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ
جانتے تھے بزرگون کو دیکھتے تھے کہ دنیا سے دور بھاگتے ہین اون لوگون کو آرزو تھی کہ ایسے بزرگون کی اطاعت اور اقتدا کرین جس
علم وہ تھا اور زمانہ ویسا تھا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہو سکتے تھے کہ خود علم کی صفت یہ ہو جائیگی کہ علم اونکا تابع نہو جائیگا اور جو علم
اس زمانے مین پڑھے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی ناگری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور
واہی تباہی باتین اور جو علما اس زمانہ مین ہین کہ اپنے تمام علم کو ذریعہ دنیا کا پھندا بنایا ہے یعنی علم سے حصول دنیا کے سوا کبھی یہ کا خیال
بھی انکو نہین آیا ہے انکی صحبت اور ایسے علم سیکھنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پھیرتا ہے وَلَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ اگلے
لوگون کا حال سنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکھا ہوا ہے اور مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ وہ اور یہ
برابر نہین ہوسکتا مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ آخر ذرا دیکھو تو اس زمانہ کے علما دنیا کے عالم ہین یا دین کے اور لوگون کو
انکا حال دیکھکر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور انکے حالات دیکھکر دین کی روسے خلق کا نقصان
ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علمار سلف کا متبع اور تابعدار ہو اور ایسے علم پڑہاتا ہو جسمین دنیا کے غرور اور فریب سے
ڈرنیکا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑہنا کیسا اوسکی صحبت بہت منفعت ہے بلکہ اوسکی زیارت موجب سعادت ہے آدمی اگر وہ علم سیکھے جو
مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولی ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبی کی عظمت کے حالات معلوم
ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیا دارون کی نادانی اور حماقت جانتا ہے اور کبر یا حسد عجب یا حرص حب دنیا کی
آفت اور اونکا علاج پہچانتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بھی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین دوا اور دنیا کا
لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنی ان علمون سے دنیا کی حقارت دل مین نہ
آتی ہے پڑہیگا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کہائے جس سے بیماری اور بڑھ جائے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر حسد یا
فخر عداوت خود آرائی مکر تلاش جاہ و دولت کا تخم دلمین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑہے اوتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل مین
زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکھے جو فقیہہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین
مشغول رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے
توبہ کرنا چاہے گی تو اوسپر دشوار ہوتی ہے ٭

تیسری اصل طہارت کے بیان مین

حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالی پاکون کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو البتہ یہ گمان نکرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے ہین پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول اور مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تحقیق ہے اور صدیقون کا کمال درجہ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان قالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہوگا یاد حق سے آراستہ ہونیکے قابل نہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دلکو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہوجاے یہ متقی لوگون کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ حرام کہانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ ہین اونسے جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ اعضا سب کامون مین ادب اور فرمانبرداری سے آراستہ ہوجائین یہ زاہدون کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزون سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہون یہ مسلمانون کی پاکی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر مین معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کے چارون درجون مین پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف اول ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف سب متوجہ ہین اور جسمین سب کوشش اور محنت کرتے ہین اخیر درجہ کی پاکی ہے اوسمین متوجہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیون سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہری پاکیزگی کو دیکھتے ہین اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہین اسوجہ سے لوگونکو یہ آسان ہوگئی ہے لیکن حسد کبر ریا دوستی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہون سے بدن کی پاکی آہین کچھ نفس کا حصہ نہین ہے یعنی نفس کو کچھ مزہ نہین ہے اور خلق کی آنکھ اوسپر نہین پڑتی اسلیے کہ یہ باتین خدا کے دیکھنے کی ہین خلق کے دیکھنے کی نہین اسیوجہ سے اونکی طرف کوئی راغب نہین ہوتا **فصل** طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجالاے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیا تو وہ طہارت مکروہ ہوجائیگی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہوجائیگا اور یہ وطیرہ صوفیون کی عادت ہے کہ جتنا انہین پڑا ہا جاوے سر سے اوڑھنا اور جو پانی یقینا پاک ہوا سے بچ اور اوسکے کو دہیان رکھنا کہ کوئی اوسپر [illegible] ... اون باتون کا لحاظ نہین رکھتے اور صوفیون پر اعتراض کرنا نہ چاہیے [illegible]

تنبیہ امین کی کتاب ... [illegible] ... کیمیای سعادت ... شافعی المذہب ... اور شافعی تھین ... بیان کیا ہے ... عبادات پر عمل ... حنفی المذہب کی کتابون سے اختلاف احکام تحقیق کرلین ۱۲

اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ فقہا اور اور لوگون پر جو اتنی احتیاط نہین کرتے کچہ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر
چہہ شرطون کے ساتھہ پہلی شرط یہ ہے کہ اوس احتیاط مین اوقات بسر کرنے کے سبب اور کسی بہتر کام سے محروم نرہے اسواسطے کہ
اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا باعث ہو
یا ایسے کسب مین متوجہ ہونے کی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل و عیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی
نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اوسے ان باتون سے محروم رکہتا ہو تو
اوسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضروری ہین اسیوجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالے
علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوئے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری
کامون مین مشغول تھے اسیوجہ سے ننگے پاون چلتے تھے زمین پر نماز پڑہتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے کہانا کہاکر تلوون مین ہاتھہ ملتے
تھے گھوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تھے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تھے بدن کی صفائی نہ کرتے تھے اگر کوئی
اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اوسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اوسے اہل احتیاط پر
اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکہے
اسواسطے جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہوکر پکارتا پہرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکہتا ہون اور اوسے
اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پہ پاون رکہتا ہے یا اورونکے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین
لوگون کی نگاہ سے گرجاونگا اوسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پہ پاون رکہے مباح کی راہ اختیار کرے
اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اوسکا نفس اس بارہ مین کچہ نزاع کرے تو سمجہ جائے کہ ریا کی آفت نے اوسمین دخل پایا ہے
اوسوقت اوسپر واجب ہو جاتا ہے کہ ننگے پاون پہرے اور زمین پہ نماز پڑہے اور احتیاط سے ہاتھہ اوٹھائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے
اور احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چھوڑے نہین بچ سکتا تو اوسپر احتیاط چھوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے
کہ احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبھی کبھی اوسکی راہ بھی چلے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مشرک کے برتن سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر اوقات
خاک پر نماز پڑہی ہے اور جو کوئی سونیکے واسطے زمین پر کچہ نہ بچہاتا تہا اوسکی بہت تعظیم فرماتے تھے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت
مہر سعادت کو چہوڑ دیگا اوسکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کریگا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکے نفس نے اس احتیاط
مین عزت اور لذت پائی ہے اب اوسے اس احتیاط سے ہاتھہ کہینچنا مشکل ہوگا چوتھی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دلکو
رنج پہونچے اوسے چہوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دلکو رنج دینا حرام اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی سلام مین ہاتھہ
ملانیکا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اوسکے بدن مین پسینا ہو اور وہ دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو حرام ہے بلکہ
تملق کرنا اور مسلمانون سے ملنا ہزار احتیاطون سے بہتر اور مبارک اور افضل ہے اسیطرح اگر کوئی کسی کی جانماز پہ پاون رکہنا چاہے

یا کسی کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہیے یا برتن مین پانی پینا چاہیے تو اوسے منع کرنا اور اپنی کراہیت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ
ایکبار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ و اکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اسمین بہت لوگون نے ہاتھ ڈالے ہین اور گھنگولا ہے گھر مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگاکر پانی کھینچے دیتا ہون
آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑھے ہوئے جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور
جو شخص احتیاط نکرے اوس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اوسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے ماں باپ اور رفیق جب
اونکا لوٹا یا کپڑا لینے کو ہاتھ بڑھاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہے اور جو احتیاط کہ واجب نہین ہے اوسکے سبب
یا مور کیونکر درست ہوجاوین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین اونکے دماغ مین تکبر پیدا ہوجاتا ہے لوگون پر احسان
جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچاکر اونہین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا
حال لوگون سے بیان کرکے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور اونکو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم جب آسان طریقہ پر چلتے تھے
اوسے اختیار نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب برے اخلاق ہین اور جس نجس سے
وقوع مین آتین اونکی نجاست باطنی پر دلیل ہین اونکو اپنی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہے کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین
اور ان باتون سے باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیز مین اور بات کرنے مین بھی احتیاط
کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھ روکا یعنی اوسے نکیا تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اور باتون مین
احتیاط فقط رعونت کے واسطے ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہے اسمین تو کچھ بھی احتیاط
نہین کرتا پھر احتیاط سوجھتی ہے کہ جب تک ہاتھ منہ نہین دہوتا نماز نہین پڑھتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اوسکا کھانا حرام ہے
اگر نجس ہے تو بلاضرورت کیون کھاتا ہے اگر پاک ہے تو ہاتھ منہ کیون دہوتا ہے پھر جب ہاتھ منہ دہو یا تو جب کپڑے پر عوام الناس کا لگ گیا
ہین اوسپر نماز نہین پڑھتا نہین معلوم کہ عوام الناس کے گھر کا پکا کھانا کیون چکھ جاتا ہے اسمین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا
حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہے اور اکثر ایسے لوگ بازاریون کے گھر مین اون ہی کے گھر کا پکا کھانا تو نوش
کرجاتے ہین اور اون لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑھتے یہ باتین احتیاط مین سچے ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنا
احتیاط کو منہیات اور منکرات کے ساتھ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار منع ہے یا طہارت مین دیر لگائے
کہ کوئی مسلمان اوسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہائے یا اول وقت سے تاخیر کرکے نماز پڑھے یا امام ہوکر جماعت کو
انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اوسے دیر ہوتی ہو یا اوس سبب سے اوس مسلمان کے کسب اور
کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اوسکے عیال و اطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اوس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہے درست
نہین ہوجاتے یا مسجد مین اپنا مصلے اسواسطے بہت پھیلائے کہ اور کسیکا کپڑا اوسکے نہ چھوجائے اسمین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو
مسجد کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور نہین لیا حالانکہ اوسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہ سے زیادہ تھا دوسری یہ کہ اپنی

جسمین بہت لنبا چوڑا مسئلہ بچھا ہو ملی ہوئی نہین ہوسکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندہے سے کاندہا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے
ایسا پرہیز کرتا ہے جیسا کتے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ پڑہے جاہل احتیاط کے سبب سے
اونکے مرتکب ہوتے ہین اور اونہین منہیات اور منکرات نہین جانتے **فصل** اے عزیز جب تو نے یہ جان لیا کہ طہارت ظاہر طہارت
باطن سے جدا ہے اور باطن کی طہارتین تین ہین ایک گناہون سے اعضاے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے دل کی
طہارت تیسری ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بھی تین قسمین ہین ایک نجاست سے
طہارت دوسری حدث و جنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑہتی ہین اونسے طہارت مثلاً ناخون بال میل وغیرہ
پہلی قسم یعنی نجاست سے طہارت اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین
مگر شراب جو مستی لائے تہوڑی ہو یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مر جائے ناپاک ہے
مگر آدمی اور مچھلی اور ٹیڑی اور جن جانورون کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہو جیسے مکڑی بچھو مکھی اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین
اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل اور متغیر ہوگئی ہے سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور
انڈا اور ریشم کا کیڑا اور جو چیز مستحیل اور متغیر نہوئی ہو وہ پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اوسکے ساتھ نماز درست نہین
مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے ایک تو مین پتھر یا ڈہیلا لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جائے بشرطیکہ اپنے
مقام سے پہیلا ہوا نہو دوسری شاہ راہ کی کیچڑ گرد اور یقینی نجاست دکھائی دے لیکن شاہ راہ کی کیچڑ اوسیقدر معاف ہے جس سے
آدمی اپنے تئین بچا نہ سکے یہ نہین کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا [illegible] کیچڑ سے کپڑا [illegible] اور [illegible]
نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین بھر جاوے مگر اوسیقدر جس سے بچنا ممکن نہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اوس سے [illegible]
نماز پڑہی تو معاف ہے چوتھی پسو کا لہو جو کپڑے پر لگا ہو تہوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بھی آیا ہو پانچوین سرخی مائل پانی
جو چھوٹے چھوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اسواسطے کہ آدمی کا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسیطرح جو مواد [illegible]
کے دانون سے نکلے وہ بھی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اوس سے پیپ نکلے اوسکا پہوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے
اوسکا دہونا واجب ہے اگر [illegible] اوسکا کچھ اثر باقی رہے تو امید ہے کہ معاف ہو اگر کسی نے فصد لی یا [illegible] نشتر لگا ہو
تو اوسکے خون کو دہونا چاہیے اگر [illegible] اور دہونے مین خطرہ ہو تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے [illegible] اور کم ہوتا ہے فصل [illegible] جو چیز
نجس ہو اور ایک بار اوس پر پانی بہا سکے تو پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر عین نجاست ہو تو اوسے دہونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست
زائل ہو جائے اور اگر دہویا اور ملا اور کئی بار اوسے ناخون سے کہرچا اور بایہمہ اوسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی قلتین
سے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری چیز کا پاک کرنیوالا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایکبار حدث دور کیا ہو [illegible] وہ
پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنیوالا ہے لیکن اوسکا رنگ
اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑہائی سو من سے کم ہو اور اوسمین نجاست پڑ جاے اگرچہ متغیر نہوا

تو بھی نجس ہے اور اگر اوڑہائی سو من ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہو جاے ناپاک نہین ہوتا جو تھا وہ پانی جسکا رنگ اور بو اور مزہ اوس پاک چیز کے سبب سے بدل جائے جس سے اوس پانی کو بچا سکتے ہون جیسے زعفران صابون اشنان[۵۱] آٹا وغیرہ یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا نہین ہے لیکن اوسمین اگر کچھ یون ہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنیوالا بھی ہے **دوسری قسم** طہارت حدث[۵۲] اسمین پانچ چیزین جاننا چاہیے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنیکے آداب استنجا کرنیکے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل** پاخانہ جانیکے آداب کے بیان مین اگر آدمی صحرا مین ہو تو چاہیے کہ لوگون کی نگاہ سے دور ہو جاسے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ مین جا کے اور بیٹھنے سے پہلے ستر مگاہ نکھولے اور آفتاب ماہتاب کیطرف منہ نہ کرے اور قبلہ کیطرف منہ اور پیٹھ نکرے لیکن اگر پاخانہ مین ہو تو درست ہے اگر اوسکے لیے یہ بہتر ہے کہ قبلہ داہنی بائین طرف رہے جہان لوگ جمع ہوتے ہون وہان نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی مین کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کبھی بل مین نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے تاکہ اوسپر چھینٹین نہ پڑین اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون وہان پیشاب نہ کرے اور بائین پاؤن پر زور دیکر بیٹھے جب پاخانے جانے لگے تو بایان پاؤن پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاؤن پہلے رکھے اور جس چیز مین خدا کا نام ہو اوسے اپنے ساتھ نہ لیجاے اور پاخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جاے پاخانہ جاتے وقت کہے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ جب باہر نکلے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ مَا يُؤْذِيْنِيْ وَاَبْقٰى فِيَّ مَا يَنْفَعُنِيْ[۵۳] **فصل** استنجا کرنیکے بیان مین چاہیے کہ پتھر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈھیلے پاخانہ پھرنے سے پہلے درست کر رکھے جب فارغ ہو تو بائین ہاتھ مین لیکر پاخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہ پر رکھکر گھسکائے اور نجاست کے مقام پر لاکر اوسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہ نجاست نہ پھرنے پائے اسیطرح تین ڈھیلے کام مین لائے اگر پاک نہو تو ڈھیلے اور لے تاکہ طاق رہین پھر پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا یا ایک بڑا ڈھیلا داہنے ہاتھ مین لے اور آلۂ تناسل بائین ہاتھ سے پکڑے اور اس پتھر یا ڈھیلے پر تین بار تین جگہ اوسکا سر رکھے یا دیوار پر تین جگہ تین بار رکھے اور بائین ہاتھ سے ہلائے داہنے ہاتھ سے نہین اگر اتنے ہی پر قناعت کرے تو پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہے لیکن اولے یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونون سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور ہے تو اوس جگہ سے اوٹھکر دوسری جگہ جاے تاکہ اوسپر پانی نہ اوڑے داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے بائین ہاتھ سے ہتیلی تک اسقدر ملے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اب نجاست کا کچھ اثر نہین باقی رہا جب یہ معلوم ہو جاے تو بہت پانی نہ بہائے اور ملنے مین بہت زور نکرے کہ پانی اندر پہونچ جاے لیکن آبدست کے وقت اپنے تئین ڈھیلا رکھے اور اسطرح آبدست لینے مین جہان پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اوسکو نجاست کا حکم نہین ہے وسواس نکرنا چاہیے اسیطرح قطرہ جھاڑنے مین تین بار ذکر کے نیچے ہاتھ لیجائے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکھارے اس سے زیادہ اپنے تئین تکلیف نہ دے کہ وسواس پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور ہر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنیکے بعد تری ظاہر ہوئی تو اپنی ازار پر پانی ڈال لے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہو اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا ہی فرمایا ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھ ملکر دھو لے تاکہ کچھ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنیکے بعد یہ کہے

[۵۱] ایک درخت کی پتی ہے ۱۲
[۵۲] پناہ مانگتا ہون میں ناپاکی نجاست خباثت شیطان مردود سے ۱۲
[۵۳] سب تعریف اوس خدا کے واسطے ہے جو لے گیا مجھسے اوس چیز کو جو ایذا دیتی مجکو اور باقی رکھا میرے بدن مین اوس چیز کو جو نفع دیا مجھے ۱۲

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ **فصل** نیت وضو کے بیان مین جب استنجا کرکے فارغ ہو تو مسواک
کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہ بائین طرف اسیطرح مسواک
کرے پھر دانتون کی اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک کرے اور مسواک کرنا بہت ضرور سمجھے اسلئے
کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسواک کرکے ایک نماز پڑھنا بیمسواک کی ستر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور مسواک کرنیکے وقت یہ نیت اور
خیال کرے کہ خدا تعالی کے ذکر کا رستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اسیوقت پھر وضو کرے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے نہ محروم رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اسوجہ سے کہ بیکلی کیے
سو گیا تھا دیر تک منہ بند کیے چپکا بیٹھا رہا یا بودار کوئی چیز کہائی اور ان وجہون سے اوسکے منہ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا بہتر
ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹھے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ کہے اور تین بار دونون ہاتھ دہوئے اور کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْیُمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَاَعُوْذُ
بِكَ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْهَلَكَةِ اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنیکی نیت کرے اور جبتک منہ دہوئے نیت کا دہیان رکھے
پھر تین بار کلی کرکے غرغرہ کرے اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَتِلَاوَةِ كِتَابِكَ
پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور چہنکے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ پھر تین بار منہ دہوئے اور
کہے اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِیْ بِنُوْرِكَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهُ اَوْلِیَائِكَ اور جو بال چہرہ پر ہین اونکی جڑون کو پانی پہونچائے اگر
ڈاڑہی مین بہت بال ہین اور بیٹھے ہین تو ڈاڑہی پر پانی بہائے اور بالون مین انگلیون سے خلال کرے اسیکا نام تخلیل ہے منہ کیطول
کانون سے گوشہ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکہہ کے کوئے کو انگلی سے پاک کرے کہ جو کچہ سرمہ وغیرہ کا اثر ہو دور ہو جائے
پھر داہنا ہاتھ اوسکے بازو تک تین دفعہ دہوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دہوئیگا بہتر ہوگا اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ
بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا پھر اسیطرح بایان ہاتھ دہوئے اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسے جنبش دیوے کہ اوسکے نیچے پانی
پہونچ جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ پھر دونون ہاتھ تر کرکے انگلیان
ملا کر سر پر اگلی طرف رکھے اور گدی تک لیجائے پھر وہان سے اپنے مقام پر پہیر لائے تا کہ بالون کے دونون رخ تر ہو جائین اور یہ
ایکبار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اسطور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہو جائے اور کہے اَللّٰهُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ
بَرَكَاتِكَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گہوکہے مین انگلی
ڈالے اور انگوٹہے کان کی پشت پر پہیرے اور کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ پھر گردن کا
مسح کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ فُكَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر داہنا پاؤن آدہی پنڈلی تک تین بار
دہوئے اور بائین ہاتھ کی چہنگلیا سے پاؤن کی انگلیون مین تلے کی طرف سے خلال کرے اور داہنے پاؤن کی چہنگلیا کی طرف
سے خلال شروع کرے اور بائین پاؤن کی چہنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِی النَّارِ پھر اسیطرح

۵۱

بایان پاؤن دہوے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوذُ بِکَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ اور جب وضو
سے فراغت پائے تو کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ اور جو شخص عربی نہ سمجھتا ہو اوسے
چاہیے کہ ان سب دعاؤن کے معنی دریافت کرے تاکہ یہ تو جانے کہ مین کیا کہتا ہون اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص طہارت کرنے مین
خدا کا ذکر کرتا ہے اوسکے سب اعضا کے تمام گناہ دہو جاتے ہین اور اگر طہارت مین خدا کا ذکر نہین کرتا تو فقط اوتنا ہی بدن پاک ہوتا ہے
جہان پانی پہونچتا ہے اور اگرچہ پہلا نہ وضو ٹوٹا ہو تو بھی چاہیے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ
جو شخص طہارت کو تازہ کرتا ہے حقتعالیٰ اوسکے ایمان کو تازہ کرتا ہے جب طہارت کو تمام کرے تو جانے کہ یہ ہاتھ منہ جو پاک کیا ہے یہ خلق
کے دیکھنے کی چیزین ہین اور خدا کی نگاہ پڑنے کی خاص جگہ دل ہے اگر توبہ کرکے اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو نہ پاک کیا تو اوسکی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کو مہمان بلاویگا اور گھر کا دروازہ تو صاف کرے لیکن گھر کے صحن کو جو بادشاہ کے بیٹھنے کا مقام ہے ناپاک رکھے
فصل الغرض جان تو کہ وضو مین پانچ چیزین مکروہ ہین ایک دنیا کی بات کرنا دوسرے منہ پر ہاتھ مارنا تیسرے ہاتھ جھٹکنا چوتھے
دہوپ کے جلے ہوئے پانی سے وضو کرنا پانچوین بہت پانی بہانا تین تین مرتبہ سے زیادہ دہونا لیکن اس نیت سے منہ پونچھ ڈالنا
کہ گرد نہ بیٹھے یا اس نیت سے منہ نہ پونچھنا کہ عبادت کا اثر دیر تک رہے یہ دونون باتین منقول ہین اور دونون کی اجازت ہے اور چونکہ
یہ نیت ہے تو دونون صورتون مین فضیلت ہے مٹی کے برتن سے وضو کرنا آفتابہ کی بہ نسبت بہت اولیٰ ہے اور فروتنی اور خاکساری
سے بہت ملا ہوا ہے فصل غسل کے بیان مین الغرض جان تو کہ جو شخص جماع کرے یا جیتے سوتے مین خواہ جاگتے مین بیجا جا کے
انزال ہو تو اوسپر غسل واجب ہے غسل مین فرض یہ ہے کہ تمام بدن دہوئے بالون کی جڑین بھگوئے رفع جنابت کی نیت کرے اور
سنت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ کہے اور تین بار ہاتھ دہوئے اور بدن پر جہان نجاست لگی ہو دہو ڈالے جسطرح ہمنے بیان کیا ہے اوسیطرح
سب سنتون کے ساتھ وضو کرے اور پاؤن غسل سے فراغت کرکے دہوئے غسل مین بدن پر تین بار داہنی طرف پانی بہائے تین بار
بائین طرف تین بار سر سے اور جہان جہان ہاتھ پہونچے بدن ملے اور جو جگہ بند یا چپکی ہوئی ہو وہان پانی پہونچانے مین کوشش کرے
کہ یہ فرض ہے اور شرمگاہ سے ہاتھ بچا رکھے فصل تیمم کے بیان مین جس شخص کو پانی بالکل نہ ملے یا اسقدر ملے کہ وہ اپنے رفیقون کے ساتھ
پی سکے یا جہان سے پانی لایا جاتا ہے اوس راہ مین درندہ ہے یا ایسا شخص ہے جس سے خوف ہے یا پانی غیر کی ملک ہے اور وہ نہین
بیچتا یا بہت قیمت پر بیچتا ہے یا ایسا زخم یا بیماری ہے کہ اگر پانی استعمال کرے تو ہلاک ہو جائیگا یا بیماری بڑھ جائیگا خوف ہے تو ان
سب صورتون مین صبر کرے جب نماز کا وقت آئے تو پاک مٹی ڈھونڈھے اور دونون ہاتھ اوسپر آہستہ مارے کہ اوس سے غبار اوڑے
اور اونگلیان ملی رکھے اور نماز مباح ہونے کی نیت کرے اور تمام منہ پر دونون ہاتھون سے مسح کرے اور اتنا تکلف نہ کرے کہ خاک بالون کے
اندر پہونچے پھر اگر انگوٹھی پہنے ہو تو اوتار کر اونگلیان کھلی رکھکر دونون ہاتھ مٹی پر مارے اور داہنے ہاتھ کی اونگلیون کی پشت بائین
ہاتھ کی اونگلیون کے رو پر رکھکر بائین ہاتھ کی اونگلیون کو داہنے ہاتھ کی کلائی کی پشت پر کہنی تک پہیرے پھر بائین ہاتھ کی ہتھیلی

داہنی کلائی کے اوپر پھیرے پھر بائیں ہاتھ کا انگوٹھا داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے اسیطرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر پھیرے
پھر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں باہم ملے پھر انگلیاں گھائیوں میں ڈالکر ملے اگر ایسا کیا تو ایک ہی ضربہ کفایت کریگا اگر ضرورت ہو
تو ایک سے زیادہ ضربہ کرے کہ کہنیوں تک تمام ہاتھ میں مٹی لگے جب اس تیمم سے ایک فرض پڑھیگا تو سنتیں جتنی چاہے پڑھے
لیکن اگر دوسرا فرض پڑھا چاہے تو از سر نو تیمم کرے **تیسری قسم** فضلات سے بدن کی طہارت اسکی دو قسمیں ہیں ایک اون قسم کے
میل سے طہارت جو سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں ہوتا ہے کنگھی یا پانی مٹی گرم پانی سے یہ میل زائل ہو سکتا ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے سفر حضر میں کبھی کنگھی جدا نہوتی تھی اور اپنے تئیں میلوں سے پاک رکھنا سنت ہے دوسرا وہ میل جو آنکھ کے کوئے میں
جمع ہو جاتا ہے اوسے وضو میں اونگلی سے پاک کرنا چاہیئے اور کان میں جو میل ہوتا ہے حمام سے نکلنے کے بعد عادت کے موافق
اوسے نکالڈالنا چاہیئے اور ناک میں جو میل ہوتا ہے اوسے پانی ڈالکر دور کرے اور دانتوں کی جڑوں میں جو زردی جمع ہو جاتی
ہے اوسے مسواک اور کلی کرنے سے زائل کرے اور جو میل اونگلیوں کے جوڑوں پر اور پاؤں پر اور ایڑی میں اور ناخنوں میں اور
تمام بدن میں ہوتا ہے اون سب کا دور کرنا سنت ہے اور جاننا چاہیئے کہ جہاں کہیں میل ہو اور پانی کو کھال تک جانے میں
نہ روکے تو طہارت نہیں باطل ہوتی لیکن جب ناخنوں میں خلاف عادت بہت میل جمع ہو جاوے تو البتہ پانی کو روکیگا اور ایسے
میلوں کو گرم پانی سے اور حمام میں پاک کرنا سنت ہے **فصل** جو کوئی حمام میں جاوے اوسپر چار امر واجب ہوتے ہیں اور دو
سنت دو واجب اوس شخص کی شرمگاہ سے علاقہ رکھتے ہیں اپنی ناف سے زانو تک اور لوگوں کی نگاہ سے بچاوے اور بدن ملنے
والونکو بھی وہاں پر ہاتھ نہ لگانے دے اسواسطے کہ ہاتھ لگانا دیکھنے سے زیادہ ہے اور خود بھی اور لوگوں کی شرمگاہ کو نہ دیکھے
اگر کوئی اپنی شرمگاہ کھولے تو اگر کچھ خوف نہو تو اوسے منع کرے اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر کسینے اون واجبات پر عمل نکیا
تو حمام سے گنہگار نکلیگا روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما حمام میں دیوار کیطرف منہ کیے آنکھوں پر کچھ باندھے بیٹھے
تھے اور عورتوں پر بھی یہی واجب ہے اور بلا وجہ عورتوں کو حمام میں ہرگز نہ جانے دے کہ شرع میں منع ہے اور یہ باتیں سنت
ہیں کہ پہلے نیت کرے کہ پاکی کی سنت ادا کرتا ہوں تاکہ نماز کے وقت آراستہ رہوں اور لوگونکو دکھانا منظور نہو اور حمامی کو اجرت
پہلے دیدے تاکہ نہلانے میں اوسکا دل خوش رہے اور جانے کہ یہ زر اجرت میں ملا ہے پھر بایاں پاؤں پہلے رکھکر اندر جاوے اور
کہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اسواسطے کہ حمام شیطان کی
جگہ ہے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ حمام خالی ہو جاوے یا ایسے وقت جاوے کہ حمام بالکل خالی ہو اور حمام میں جو مکان گرم ہے وہاں
جلدی نہ جائے تاکہ پسینا بہت نکلے اور جب جاوے اوسیوقت طہارت کرے اور بدن دہونے میں عجلت کرے اور پانی بہت نہ بہاوے
اسقدر بہاوے کہ اگر حمامی دیکھے تو اوسے برا نہ معلوم ہو حمام کے اندر جاکر کسیکو سلام نہ کرے اگر مصافحہ کرے تو درست ہے اگر اور
کوئی سلام کرے تو یہ جواب دے کہ عافاک اللہ اور بہت باتیں نہ کرے اگر قرآن شریف پڑھے تو آہستہ پڑھے اگر اعوذ باللہ من
الشیطان الرجیم بلند آواز سے کہیگا تو درست ہے اور غروب آفتاب کے وقت اور نماز مغرب اور عشا کے درمیان میں حمام جا

کہ شیطانون کے منتشر ہونیکا وقت ہے اور جب گرم مکان مین جاوے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے
تاکہ سمجھے کہ دوزخ کے قیدخانہ مین کیونکر رہیگا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا حال یاد کرے اور اگر اندھیرا دیکھے تو قبر
کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو
یاد کرے اگر ڈراونی آواز سنے تو نفخہ صور یاد کرے اگر ذلت وعزت دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول ہونا یاد کرے
یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینہ مین ایکبار نہانے کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے
باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاؤن پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے بچا رہے اور دوسر نہاوے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور
گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے اور سو رہے تو یہ شربت اور دوا کا کام کریگا فصل فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے
اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اونکا منڈوانا اولی اور پاکی سے نزدیکتر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست
ہے اور تھوڑے سے بال مونڈنا اور اکثر رہنے دینا بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے مونچھون کے بال
لب کے برابر کر دینا سنت ہے اور چھوڑ دینا قبیح ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اوکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر
کہ اذیت نہو چوتھے موے زہار اونکو مونڈنے سے یا نورہ سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ بڑھنے دے
پانچوین ناخن کا کاٹنا کہ اوسمین میل نہ جمے اگر میل اکٹھا ہوگا تو طہارت نہ حاصل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک گروہ کے ہاتھ پر میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز قضا کرنیکا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑہ جاتے
ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہہ ہو جاتی ہے چاہیے کہ اوس انگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو انگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاؤن سے
ہاتھ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولی ہے اور کلمہ کی انگلی اور انگلیون سے متبرک اور افضل ہے تو چاہیے کہ اوسی سے ناخن کاٹنا شروع
کرے اور اوسکے داہنی طرف کاٹتا چلے یعنی کہ پھر اوسی انگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھ کی انگلیون کے سرے ملا کر حلقے کے مانند فرض کرے
تو داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جاوے پھر بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچوین ناخن کاٹکر
داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کا کاٹنا اور یہ پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون اور مردونکا ختنہ کرنا فصل داڑہی اگر
لمبی ہو تو ایک مشت چھوڑکر باقی کا تراش ڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نکرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی
کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہو کہ داڑہی کو چھوڑ دینا چاہیے اگر بڑھ جاوے تو کہ داڑہی مین نو چیزین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث
مین آیا کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی
بو بھی نہ سونگھینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑھا سب بوڑھون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بناوے اور بہتر
جوان وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈھون کے مانند بناوے اور اس ممانعت کا سبب یہ ہے کہ سیاہ خضاب بری غرض سے بناوٹ
اور فریب ہے دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافرون پر دلیر ہو جائین اور انہین ضعیف اور بوڑھا نسمجھکر

نہ دیکھیں تو یہ خضاب سنت ہے اور اسی غرض سے بعض عالموں نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہو تو ہر طرح کا خضاب فریب ہے
اور درست نہیں ہے تیسرے ڈاڑھی کو گندھک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ بوڑھا ہے اور بہت عزت کریں اور یہ سمجھنا حماقت
ہے اسواسطے کہ عظمت اور عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بوڑھاپے اور جوانی سے نہیں ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے بالوں میں بیس بال سے زیادہ سفید نہ تھے
چوتھے داڑھی کے سفید بال چننا اور بوڑھاپے سے ننگ و عار رکھنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے دیئے نور سے ننگ و عار کرنا اور
یہ امر نادانی سے ہوتا ہے پانچویں ہوس اور سودائے خام سے ابتدائے جوانی میں داڑھی کے بال اوکھاڑنا اور منڈوانا تاکہ بے ریشوں
کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ کے فرشتے ہیں کہ اونکی یہ تسبیح ہے سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ
بِاللُّحَى وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردونکو داڑھی سے اور عورتوں کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دم کیطرح داڑھی
کو ترشنا تاکہ عورتوں کو اچھا معلوم ہو اور اونکی طرف رغبت کریں ساتویں سر کے بالوں سے داڑھی میں بڑھانا اور یہ پرہیزگاروں کی
عادت کے خلاف زلفوں کو کان کی لو سے نیچے چھوڑ دینا آٹھویں داڑھی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکھنا اسواسطے کہ خدا ایسے
شخص کو دوست نہیں رکھتا جو اپنے تئیں تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے نویں لوگوں کے دکھانیکو کنگھی کرنا ادائے سنت کی نیت سے نکرنا دسویں یا
زیادہ چھانٹنا یا داڑھی کو پراگندہ اور اولجھا ہوا رکھنا تاکہ لوگ جانیں کہ وہ خود داڑھی میں کنگھی کرنیکی طرف مشغول نہیں ہوتا [illegible]

چوتھی اصل نماز کے بیان میں

اے سردار اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد اور عبادتوں کی سردار اور [illegible]
پانچوں فرض نمازیں مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے [illegible] کہا گیا ہے کہ وہ خدا کی عبادت اور [illegible]
سے آدمی جب باز رہا تو چھوٹے گناہ صغیرہ اوس سے سرزد ہونگے یہ پانچوں نمازیں اونکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے کہ ان پانچوں نمازوں کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار ہر روز اوسمیں نہاتا ہو
یہ فرما کر آپ نے پوچھا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اوسکے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپنے فرمایا کہ جسطرح
پانی میل کو دور کرتا ہے اسیطرح یہ پانچ نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا
ستون ہے جسنے اسے چھوڑا اوسنے اپنے دین کو ویران کیا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
کونسا کام سب کاموں سے افضل ہے آپنے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے
اور آپنے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے توحید کے بعد اپنے بندوں پر نماز سے زیادہ محبوب تر کوئی چیز فرض نہیں کی ہے اگر کسی چیز کو نماز
سے زیادہ دوست رکھتا تو فرشتوں کو اوس چیز میں مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں کچھ فرشتے رکوع میں رہتے ہیں
کچھ سجود میں کچھ قیام میں کچھ قعود میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی وہ کافر ہوگیا

یعنی اس بات کے قریب ہو گیا کہ اوسکی اصل ایمان مین خلل آجاے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسیکا پانی ضائع ہوا وہ
ہلاک ہوا یعنی خطر مین پڑنیکے قریب ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھین گے
اگر بشرائط کے ساتھ پوری ہے تو قبول کرینگے اور اور اعمال اوسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہو جائینگے اور اگر معاذ اللہ نماز ہی
ناقص ہے تو اوسب اعمال سمیت اوسکے منہ پر پہیر مارینگے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح
طہارت کرکے نماز پڑہتا ہے اور پورا رکوع سجود بجا لاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اوسکی نماز سفید اور روشن عرش تک
جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے نگاہ رکھا ہے اسیطرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑہے
اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہو کر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے
کہتی ہے کہ جیسا تونے مجھے ضائع اور خراب کیا خدا تجھے ضائع اور خراب کرے جبتک خدا کو منظور ہوتا ہے تب تک نماز یہی کہا کرتی
ہے پھر اوسکی نماز کو پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اوسکے منہ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب چورون سے
بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے **ظاہر نماز کی کیفیت** اے عزیز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین
اور اوسکی ایک حقیقت اور سر ہے اوسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون
کی طہارت سے فارغ ہوا اور ستر عورت کرچکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کیطرف منہ کرے دونون قدمون مین چار اونگل کا فاصلہ
رکھے پیٹھ سیدہی اور برابر کرے سر آگے کو جھکا دے سجدہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹاے جب سیدہا کھڑا ہوا تو شیطان کو اپنے سے دور
کرنے کی نیت سے تمام سورہ قل اعوذ برب الناس پڑہے پھر اگر اوسکے ساتھ کسیکا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چلا کر اذان کہے ورنہ فقط تکبیر
کہہ لے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کی لفظون
کے معنے دل مین آجائین تو کان کے برابر تک اسطرح ہاتھ اوٹھائے کہ اونگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کا سرا
کان کی لو کے برابر اور ہتھیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھ اس جگہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ سینہ کے نیچے باندہے داہنا ہاتھ
اوپر رکھے اور کلمہ کی اونگلی اور بیچ کی اونگلی بائین ہاتھ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی اونگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کرلے
اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھ اوتار کر سیدہے چھوڑ دے پھر سینہ کیطرف لیجائے بلکہ اوتارتے ہی وقت ہاتھ سینہ کیطرف لیجائے
یہی صحیح تر ہے اس درمیان مین ہاتھ نہ جھٹکے اور ادہر اودہر نہ لیجائے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا
ہو جائے یا اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اسطرح پر کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جسطرح نماز کے
باہر بے تکلف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اوسیطرح کہے اور جب ہاتھ باندہ چکے تو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا
سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا پھر اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ پڑہے بعد اوسکے سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی
جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور الحمد پڑہے
اور تشدیدیون کو خوب ادا کرے اور حرفون مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہو جائے اور ض اور ظ مین فرق کرے اگر فرق نہو سکے

تو بھی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹھہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نہ کہے پھر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑہے اگر
مقتدی نہو تو فجر کی نماز میں اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتوں میں پکار کر پڑہے پھر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل
ملی ہوئی نہو اور اس تکبیر میں بھی اوسیطرح ہاتھ اوٹھا ئے جیسے تکبیر تحریمہ میں اوٹھائے تھے اور رکوع کرے اور دونوں ہتھیلیان
زانو پر رکھے اور اونگلیان کھلی ہوئی سیدہی قبلہ رو رکھے اور زانو کو زانو کیطرف نہ جھکائے بلکہ سیدہا رکھے اور سر اور پیٹھ برابر رکھے کہ
اوسکی صورت لام کی ایسی ہوجاے اور دونوں بازو دونوں پہلو سے دور رکھے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ کرے جب اسطرح رکوع
مین ٹھیک ہوجاے تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ کہے اگر امام نہو تو سات بار سے دس بار تک کہے تو بہتر ہے پھر
رکوع سے اوٹھے اور سیدہا کھڑا ہوجاے اور ہاتھ اوٹھاے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور کھڑا رہ کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعاء قنوت پڑہے اور تکبیر کہکر اسطرح سجدہ
مین جاے کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکھے پہلے زانو پھر ہاتھ پھر ماتھا اور ناک زمین پر رکھے اور دونوں
ہاتھ زمین پر کاندہے کے برابر رکھے اور اونگلیان کھلی رکھے اور کلائیان زمین پر نہ رکھے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کو بیچ مین
کشادہ رکھے اور عورت سب اعضا ملا لے پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولیٰ ہے پھر
اللّٰهُ اَكْبَرُ کہکر سجدہ سے اوٹھے اور بائین پاؤن پر بیٹھے اور دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ
وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاعْفُ عَنِّيْ وَعَافِنِيْ پھر دوسرا سجدہ اسیطرح کرے پھر یون ہی سا بیٹھکر تکبیر کہے اور اوٹھ کھڑا ہو کر پہلی رکعت
کیطرح دوسری رکعت پڑہے اور الحمد کے پہلے اعوذ باللہ کہلے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر
تشہد کے واسطے بیٹھے جسطرح دونوں سجدون کے بیچ واسطے جلسہ مین بیٹھا تھا اوسیطرح دونوں ہاتھ زانو پر رکھے لیکن داہنے ہاتھ
کی اونگلیون کو بند کرلے مگر کلمہ کی اونگلی کو سیدہا چھوڑے اور کلمۂ شہادت جب پڑہے اور الا اللہ کہے تو اوس اونگلی سے اشارہ کرے لا الٰہ
کہتے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹھے بھی اگر چھوڑیگا تو درست ہے اور دوسرے تشہد مین بھی ایسا ہی کرے لیکن دونوں پاؤن کو
نیچے سے داہنی طرف نکال دے اور بایان چوتڑ زمین پر رکھے پہلے تشہد مین اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اوٹھکہڑا ہو
اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاے مشہور پڑھ کر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہے اور داہنی طرف اسطرح منہ
پھیرے کہ جو کوئی اوسکے پیچھے داہنی طرف ہو وہ اوسکا داہنا چہرہ دیکھ سکے پھر اسیطرح بائین طرف سلام پھیرے اور اون دونوں
سلامون مین نماز سے باہر آنے کی نیت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک پر مین سلام کرتا ہون فصل اتنے کام نماز مین
مکروہ ہین بھوک پیاس غصہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک شغل کے وقت جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکھے
نماز پڑہنا اور دونوں پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اوٹھا لینا اور سیدہے مین پاؤن کے سرے پر بیٹھنا اور دونوں چوتڑ دونوں
پر بیٹھنا اور دونوں زانو سینہ تک لانا اور ہاتھ کپڑے کے نیچے اور آستینون کے اندر رکھنا اور سجدہ کے وقت کپڑے کو آگے پیچھے سے سمیٹنا
اور کپڑے کے نیچے کمر باندہنا اور ہاتھ چھوڑ دینا اور ہر طرف دیکھنا اور اونگلیان چٹخانا اور بدن کھجلانا اور جمائی لینا اور ڈاڑہی کے

بالون سے کپڑا اندر سمیٹنا اور سجدے کے واسطے کنکریان ہٹانا اور سجدے کی جگہہ پر پہونکنا اور انگلیان ملا لینا اور پیٹہ ٹیڑہی کرنا جنبش
اکثر ہاتہہ اور سر ہلانا بہت اور بہت سے ساتہہ اور نماز کی صفت پر رہین تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونیکے لائق ہو نماز کے ارکان جو
بیان کیے گئے ان مین سے چودہ فرض ہین نیت پہلی تکبیر قیام الحمد پڑہنا رکوع رکوع مین آرام لینا قومہ یعنی رکوع سے اوٹھکر
ہونا قومہ مین آرام لینا سجدہ سجدہ مین آرام لینا جلسہ یعنی دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا آخر کا تشہد رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیجنا سلام پھیرنا تب اتنی باتون کا لحاظ رکھا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑہنے والا تشہیر سیاست سے بچا لیکن
قبول ہونے مین خطرہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجاوے وہ زندہ تو ہو
لیکن ناک کان ہاتہہ پاؤن مارے ہون تو اسمین شک ہے کہ قبول ہو یا نہو نماز کی روح اور حقیقت کا بیان اب تک جو بیان ہوا
کہ جو بیان ہوا نماز کی صورت اور قالب کا بیان تہا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور
ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہو تو نماز مردہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہے لیکن اعمال اور
آداب پورے نہون تو نماز اوس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکہین نکل گئی ہون اور ناک کان کٹے ہون اور اگر نماز کے اعمال تو پورے
ہون لیکن روح اور حقیقت نہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکہ تو ہو لیکن بصارت نہو کان تو ہون پر سماعت نہو نماز کی
اصل روح یہ ہے کہ اول سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے اسواسطے کہ دلکو حقتعالی کے ساتہ رہنا اور درست رکہنا اور یاد الٰہی کو
کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتہ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی نماز پڑہا کر
میری یاد کیلئے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب
نہین ہوتا اور یہ امر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑہتے ہین اور دل غافل رہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ بہت نمازی ایسے ہین جنکی نماز کا فقط ایک چہٹا حصہ یا ایک دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یعنی اوسیقدر نماز لکہی جاتی ہے جسمین حضور
قلب کا ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اسطرح پڑہنا چاہیے جسطرح کوئی کسیکو رخصت کرتا ہے یعنی نماز مین اپنی خودی اور خواہش بلکہ
ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کرے اور اپنے تئین بالکل نماز مین مصروف کردے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ ہم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باہم باتین کرتے ہوتے تہے جب نماز کا وقت آجاتا تہا
تو آپ ہمکو پہچانتے تہے نہ ہم آپکو یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن پر بالکل طاری ہوجاتی
تہی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ جس نماز مین دل نہ حاضر ہو حقتعالی اوسکی طرف دیکہتا بھی نہین جناب
خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جب نماز پڑہتے تہے تو دو میل سے اونکے دل کا جوش سنائی دیتا تہا اور
ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا جب نماز شروع کرتے تہے تو آپکا دل حق منزل اسطرح جوش کہاتا تہا
جسطرح پانی بہری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کہاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب
نماز کا قصد کرتے تہے تو آپ کے بدن مین لرزہ پڑجاتا تہا اور رنگ متغیر ہوجاتا تہا اور فرماتے تہے کہ وہ امانت اوٹہانیکا

وقت

وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہو سکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع
نہ حاصل ہوا اوسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتھ نہ ادا ہو
وہ عذاب سے نزدیک تر ہے اور حضرت ابن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصدا دیکھے کہ اوسکے داہنے
بائین کون کھڑا ہے اوسکی نماز نہوگی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علما رحمہم اللہ تعالی نے اگرچہ کہا
کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتوی دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب
ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اوسیقدر نماز ہو سکتی ہے
جسمین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور فقط تکبیر اول کے وقت اوسکا دل حاضر ہو تو بھی امید ہے کہ بالکل نماز نہ پڑھنے والے سے اوسکا
حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کھٹکا بھی ہے کہ اوسکا حال بدتر ہو اسواسطے کہ جو شخص سستی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا وہ بہ نسبت اوس شخص کی
جو بالکل حاضر ہی نہو زیادہ شدت اور سختی ہوتی ہے اسیواسطے حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے کہ جو نماز بیحضور ہے عقوبت سے نزدیک تر ہے
ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا باتون اور خیالات سے محفوظ رکھے اوسکو خدا سے دوری کے
سوا اور کچھ فائدہ نماز سے نہین ایعزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجھے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور باروح وہی نماز ہے جسمین اول
سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہوا اوس نماز مین رمق بھر سے زیادہ روح نہین ہوتی وہ
نماز اوس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان ایعزیز ازجان یہ اسرار نماز کا
آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جس وقت تو اذان سنے چاہیے کہ شوق سے بدل و
جان سنے جس کام مین ہو اوسے چھوڑ دے اور دنیا سے منہ موڑ لے اگلے لوگون کا یہی دستور تھا یعنی دنیا کے کام چھوڑ کر اذان
سنتا اور کچھ نہین ضرور تھا لوہار اگر ہتھوڑا اوٹھائے ہوتا اذان سنکر اوسیطرح رکھ دیتا پھر اوسے نیچے لاکر لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر ستالی
چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا کیا باہر سے نہ ڈالتا اس منادی سے منادی روز قیامت یاد کرتے تھے یہ سمجھکر اپنا دل شاد
کرتے تھے کہ جو کوئی اسوقت اس حکم پر دوڑ جائیگا قیامت کو منادی سے بشارت پائیگا ایعزیز اگر تو اپنے دلکو اس منادی سے
خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور فرحان رہیگا طہارت کا بیان طہارت کا بھید یہ ہے کہ تو کپڑے اور
بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجھ اور توبہ پشیمانی ترک اخلاق ناپسندیدہ سے دل پاک کر کیونکہ اس طہارت ظاہری کی روح یہی ہے
اسواسطے کہ خدا کی نظر گاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے مختصر صورت اسکی ظاہری یعنی یہ
کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اوسے خلق کی نگاہ سے چھپا اور اوسکا بھید اور روح یہ ہے کہ جو امر تیرے باطن کا
برا ہے اوسے حق تعالی سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالی سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کر سکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اوس سے
پاک کر اور باطن پاک ہونیکی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہوا اور یہ عزم بالجزم کرے کہ آئندہ پھر گناہ نہ کرونگا التائب
من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنی توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کردیتی ہے اگر ایسا نہین کر سکتا تو ان گناہون پر شرمندہ ہو اور

ندامت کا پردہ ڈالکر اسطرح خستہ و شکستہ اور سر گرمسار اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کرکے بھاگ جاتا ہے
اور پھر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اوٹھاتا ہے قبلہ رو ہونا اسکے ظاہری
معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا منہ پھیر کر قبلہ رو ہو جاوے اور بھید یہ ہے کہ دلکو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف کر دے کہ
ظاہر و باطن یکسو ہو جاوے جسطرح ظاہری قبلہ ایک ہے قبلۂ دل بھی ایک ہی ہے یعنی حق تعالی دل کا اور خیالات مین مشغول ہونا
ایسا ہے جیسا منہ کو ادہر اودہر پھیرنا جسطرح منہ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی دل بھٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین
رہتی اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اوسکا منہ اور دل اور خواہش ایک طرف
ہو یعنی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنی سب گناہون سے پاک ہو جاتا ہے
اور یقین جان کہ جسطرح قبلہ کیطرف سے منہ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کر دیتا ہے دل کا منہ حقتعالی کی جانب سے پھیر لینا اور
خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کر دیتا ہے بلکہ دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھنا اولی ہے اسواسطے
کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اوس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی
قیام اسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے ذلیل سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جھکائے کھڑا رہے اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے
ٹھہر جاوے یعنی سب خیالات سے باز آوے حقتعالی کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن
حق سبحانہ تعالی کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے
اور سمجھے کہ اسوقت بھی حقتعالی پر وہ سب ظاہر ہے اور جو کچھ دل مین جو کچھ تھا اور ہے خدا اوسکا عالم اور ناظر ہے اور میرے ظاہر و
باطن سے بالکل وہ آگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑہتا ہے تو وہ اپنے
تمام اعضا کو مؤدب کر لیتا ہے ادہر اودہر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ
جانتا ہے کہ حقتعالی میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اوس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہوگی کہ بندۂ عاجز
جسے کچھ اختیار نہین اوس سے تو شرم کرتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہو جاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ پاک نہین کرتا اور
دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حقتعالی سے کیونکر شرم کرنا چاہیے
آپنے فرمایا کہ جسطرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہو اسے اوس سے تو شرماتا ہے اوسیطرح حقتعالی سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے
سبب سے اکثر صحابہ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تھے کہ پرندے اونسے نہ بھاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت
اور بزرگی ثابت ہوئی اوسکا دل اپنا ناظر رہا اوسکا ہر عضو خاشع اور مؤدب ہو جاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جس کسیکو نماز مین ڈاڑہی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اسکا ہاتھ بھی دل کی صفت پر ہوتا
رکوع سجود میں بدن سے فروتنی کرنا اسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر
منہ رکھنا بہتر ین اعضا کو خاک پر رکھنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین رکوع سجود اسواسطے مقرر ہین تاکہ

وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی مسکینی اور
عاجزی پہچان لے غرض ہر ہر کام مین بھید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اوس سے غافل ہوگا تو صورت کے سوا نماز سے اور کچھ
اوسے نہ حاصل ہوگا **حقیقت قرأت و اذکار نماز کا بیان** ایعزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اوسکی ایک حقیقت
ہے اوس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اوس صفت کے مطابق ہوجاے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق
ہوجاے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اوسے عقل اور معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نجانے تو
جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اوسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اوس سے
کہا جاے گا کہ فی الواقع تو یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اوسکے نزدیک
وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور اوسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَفَرَاَیْتَ
مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ اور جب وَجَّهْتُ وَجْهِیَ کہا تو اوسکے معنے یہ ہین کہ مین تمام عالم سے روے دل پھیر کر خدا کیطرف لایا اگر اوسکا
دل اسوقت اور کسیطرف لگا ہو تو اوسکا یہ کلام جھوٹ ہے اور جب خدا سے مناجات کرنے مین پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اوسکا خطرہ ظاہر
ہے اور جب حنیفاً مسلما کہا تو اپنے مسلمان ہونیکا دعویٰ کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے
جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی
ہوجاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دل پر تازہ کرے اور اپنے دلکو بالکل شکرگذار بنالے کہ شکر کا محل یہ ہے اور شکر
دل سے ہوتا ہے جب ایاک نعبد کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اوسکے دل مین تازہ ہو اور جب اہدنا کہے تو چاہیے کہ اوسکا دل
تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح اور تہلیل اور قرأت وغیرہ ہر کلمہ مین یہی چاہیے کہ جیسا وہ سمجھا
ہے ویسا ہی ہوجاے اور دلکو اوس کلمے کے معنی کی صفت سے موصوف بنالے اسکی تفصیل بڑی ہے نماز کی حقیقت سے آدمی اگر
بہرہ مند ہوا چاہتا ہے تو ایسا ہی ہوجاے جیسا بیان ہوا ورنہ صرف معنی پر قناعت کرے **حضور قلب کی تدبیر کا بیان**
ایعزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری یہ ہے
کہ ایسی جگہ نماز پڑھتا ہو جہان کچھ دکھائی سنائی دیتا ہے اور دل اودہر متوجہ ہوجاتا ہے کہ دل آنکھہ کان کا تابع ہے اسکی تدبیر یہ ہے
کہ خالی جگہ نماز پڑہے کہ وہان کچھ آواز نہ سنائی دیگی اگر جگہ تاریک ہو یا آنکھہ بند کرلے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے
چھوٹا سا تاریک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما جب نماز
ادا کرتے تھے تو قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تھے کہ اونکی طرف نہ مشغول ہوجاوین دوسرا سبب باطنی یہ ہے کہ
پریشان خیال اور اور پراگندہ خطرے دلمین آوین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسم ہین ایک تو کسی کام
کے سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی طرف اوسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اوس کام سے پہلے فرصت کرلے پھر نماز پڑہے
اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز اور کھانیکا وقت

ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھا لے علی ہذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فراغت سے نماز پڑھے اور دوسری قسم ایسے کاموں کا خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہو گئے ہون اسکی تدبیر یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین پڑہتا ہے اوسکے مضمون مین دل لگائے اور اوسکے معنی سوچے تاکہ اوس سوچ سے وہ خیالات دور ہو جائین اگر خیالات بہت غالب نہین ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اوسے روک دیگا اور اگر خواہش قوی ہے تو اس سوچ سے اوسکا خیال نہ دفع ہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیئے تاکہ مادۂ مرض کو باطن سے قطع کر دے اور اس مسہل کا نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا ہے اوسے ترک کرے تاکہ اوسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کر سکیگا تو اوسکے خیال سے ہرگز نہ چھوٹیگا اور اوسکی نماز ہمیشہ دلکی باتون مین لگی رہیگی اوس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا نسنے اور لکڑی اوٹھا کر اونہین اوڑا دے اور اوسیوقت پھر وہ آبیٹھین اگر اونسے نجات پانا چاہتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ اوس درخت کو جڑ سے کھود کر پھینکدے کہ جبتک درخت رہیگا چڑیون کا نشیمن رہیگا اسیطرح جب کسی کام کی خواہش اوسکے دل پر غالب رہیگی خیالات پریشان بھی ضرور آئینگے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کے واسطے کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اوسمین ایک بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپکی نظر اوس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اوس کپڑے کو اوتار کر اوسکے مالک کو دیدیا اور پرانا کپڑا پہن لیا اسیطرح ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا نماز مین آپکی نظر اوسپر پڑی تو اچھا معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پرانا تسمہ ڈالدو اور ایکبار نعلین شریفین نئی بنی تھین آپکو اچھی معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ اس نعلین کے دیکھنے سے وہ مجھے اچھا دشمن نہ ٹھہرائے پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپنے وہ نعلین اوسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے باغ مین نماز پڑہتے تھے ایک عمدہ جانور دیکھا کہ درختون مین اوڑتا ہے اور راہ نہین پاتا آپکا دل اوسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کتنی رکعتین پڑہی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اوسکے کفارہ مین اوس باغ کو صدقہ مین دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور ان کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجھے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا ذکر دل پر نہ غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر ہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑہنے سے نہ دور ہوگا جو شخص حضور قلب کے ساتھ نماز پڑہا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دل کا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بھی فراغت دل اوسے مقصود ہو جبتک یہ امر نہوگا تمام نماز مین حضور قلب بھی نہوگا مگر کچھ نماز مین ہوگا تو چاہیے کہ نفلین پڑہا کرے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر دل حاضر ہو جائے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین جماعت کے مسنون ہونیکا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس نمازون کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑہی اوسنے گویا آدہی رات شب بیداری کی اور جسنے فجر کی نماز جماعت سے پڑہی اوسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا ہے کہ جسنے چالیس دن

ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑھی اور اوسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اوسکے واسطے دو نجات لکھتے ہین ایک نفاق سے دوسری
دوزخ سے اسیواسطے تھا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہوجاتی تھی تین دن اپنے تئین تعزیت کرتا تھا اور اگر جماعت فوت
ہوجاتی تھی تو سات روز تعزیت کرتا تھا حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہین کہ بیس برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا کیا اکثر علما
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑہے اوسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے
آداب یاد رکھنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اوس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا
چاہیے اور جب اوسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلوتہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی موذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے
پاک رکھنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دہیان رکھے اور اول وقت نماز پڑہے جماعت کی انتظار مین تاخیر نکرے کہ اول وقت
کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابہ کرام جب آجاتے تھے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تھے اور جنازہ پر جب چار
صحابہ آجاتے تھے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تھے ایک دن جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہ نے
آپکا انتظار نہ کیا اور حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ امام ہوگئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہوچکی تھی جب
صحابہ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ نے اونسے فرمایا کہ تمنے اچھا کیا ہر بار ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتھ للہ امامت کرے
امامت کی کچھ مزدوری نہ لے اور جبتک صف سیدہی نہووے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے اور امامت کی
نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت نہ کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہوگا اور نماز جہری مین
قرأت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجا لائے ایک جب تکبیر اول کہے اور وجہت دہیمی پڑہے اور مقتدی لوگ سورۂ فاتحہ
پڑہنے مین مشغول ہون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑھ چکے تو دوسری سورت ٹھہر کر پڑہے کہ جسمین مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام
نہ کی یا بالکل پڑہی ہو وہ تمام پڑھ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹھہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے مل نجاوے اور مقتدی
سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑہے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑہنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین بار سے زیادہ تسبیح نکہے
حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکی نماز ہلکی اور کامل نہ تھی اور اسکا سبب یہ ہے کہ جماعت
مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کوئی کچھ کام ہو اور مقتدی کو چاہیے کہ امام کے بعد تکبیر کہے اور سجدہ نکرے جبتک امام کی پیشانی زمین سے نہ لگے جب مقتدی
سجدہ مین نجاوے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نکرے کہ یہی امام کی متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے
پہلے رکوع سجود مین جائیگا تو اوسکی نماز باطل ہوجائیگی اور جب سلام پھیرے تو اتنی دیر بیٹھے کہ یہ دعا پڑھ لے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بعدہ پھرتی سے اوٹھے اور لوگون کی طرف منہ کرے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اوٹھین
کہ یہ امر مکروہ ہے جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اوسکی بڑی فضیلت ہے
مسلمانون کی عید کا دن ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اوسنے اسلام کو پیٹھ

(حاشیہ) ف اے اللہ تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری طرف پھرتی ہے سلامتی پس زندہ رکھ ہمکو ساتھ سلامتی کے اور داخل کر تو ہمکو جنت مین برکت والا ہے تو اے پروردگار ہمارے اور بزرگ ہے تو اے صاحب بزرگی اور بخشش کے

منہ پھیر لیا اور اوسکا دل زنگ پکڑ گیا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالی جمعہ کے دن چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو روز دوپہر ڈھلے بھڑکاتے ہین اسوقت نماز نہ پڑہو مگر جمعہ کو کہ اوسدن نہین بھڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مریگا شہید کا ثواب پائیگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا

شرائط جمعہ الغرض جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور اونکے سوا چھ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہے یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانیکے بعد جمعہ کی نماز کا سلام ہی پھیرے تو جمعہ فوت ہوا ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اوس گاؤن مین جہان چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد مین ہو تو بھی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جب تک چالیس مرد آزاد مکلف یعنی عاقل بالغ مقیم حاضر نہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہو چوتھی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ گروہ الگ الگ تنہا نماز پڑہیگا تو درست نہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اوسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہوا اور اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نپائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑہ لی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہو کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نہ سما سکتے ہون یا وقت سے آ سکتے ہون تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی جگہ پر مسجد مین سب لوگون کی گنجایش ہے تو نماز ہو سکتی ہے اور دو جگہہ نماز پڑہی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکا تحریمہ پہلے بندھا چھٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹھنا بھی فرض ہے اور دونون خطبون مین کھڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین پہلی یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑہنا اور تقوی کی وصیت کرنا اوصیکم بتقوی اللہ کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیت پڑہنا اور دوسرے خطبہ مین بھی چار چیزین فرض ہین لیکن آیت کے عوض دعا پڑہنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمار داری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبھالنے والا نہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑہے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکین

آداب جمعہ جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ دس سنت اور ادب نہ ہو سکے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اوٹھا دینا کہ صبح کے وقت نمازگاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹھنا اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اوس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علما نے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ ادہر جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبح ہی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچھ علما اس غسل کو فرض سمجھے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ

اگر کسی کو کلام سخت کہا چاہتے تو کہتے کہ تو اوس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص نجس ہوا اور غسل کرے
تو اوسکے لیے یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے بھی اور پانی اپنے اوپر ڈال لیوے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت
و ادا سنت کر لیے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جاویگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت
بناکر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے موچھون کے بال کترائے اور حمام مین پہلے ہی جاکر
یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے کہ حق تعالی سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑونکو
دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اوسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اوس سے رنجیدہ ہو
اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین
جاتے تھے اور راہ مین ایسی بھیڑ ہوتی تھی کہ مشکل سے گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ایک دن مسجد مین گئے تو تین
آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ مین چوتھے درجے مین ہوا میرا انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین اسلام مین
جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کر دیا جب یہود اور نصارا ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت
یعنی اپنے اپنے معبدون مین صبح ہی جائین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو انکا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جاوے اوس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری
ساعت مین جاوے اوسنے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک بکری قربان کی اور جو چوتھی ساعت مین جاوے
اوسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جاوے اوسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے
باہر نکلتا ہے تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جاتے ہین جو اوسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت
کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پہ پاؤن نرکھے یعنی اونہین پھاندے نہین اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا قیامت کے دن اوسکا پل بنائینگے کہ لوگ اوسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ تو نے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اوس نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپکے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تو نے لوگون کی گردنون پہ پاؤن رکھا
یعنی جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اوسنے نماز ہی نہین پڑھی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ یہ
لوگونکا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اوسکے سامنے سے نہ گذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اوسکے
سامنے سے گذرنا منع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نمازی کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہو کر برباد ہو جاے
ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہ ڈھونڈھے اگر نہ پائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اسمین بڑی فضیلت ہے
لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو ابریشم کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا
اوسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی برائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اسواسطے کہ جہان کوئی برائی ہو وہان قصدا نہ بیٹھنا چاہیے

آٹھوان ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑھنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دینے اور خطبہ سننے مین ہر ایک مشغول ہو جاے اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اوسے چپ کر دینا چاہیے زبان سے نہین اسواسطے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سن اوسنے بیہودہ کیا اور جسنے اسوقت بیہودہ بات کہی اوسے جمعہ کا ثواب نملیگا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتین کرتے ہون وہان نہ بیٹھے اور اوسوقت نماز تحیۃ المسجد کے سواے اور کوئی نماز نہ پڑھے نوان ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان سورتونکا پڑھنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا رَحِيْمُ يَا وَدُوْدُ اَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کریگا تو جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہو وہان سے اوسکی روزی اوسکا رزق پہونچیگا اور خلق سے بے پروا ہو جائیگا پھر چھ رکعت نماز سنت پڑھے کہ اسقدر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دسوان ادب یہ ہے کہ عصر کی نماز تک مسجد مین رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد مین رہے تو بہت بہتر ہے علمانے کہا ہے کہ یہ امر ثواب مین ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے اگر مسجد مین نہ رہ سکے اور گھر جاے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نرہے تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہے اوسے غفلت مین نہ پاوے اور وہ اوسکی فضیلت سے نہ محروم رہے روز

جمعہ کے آداب کا بیان

آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن مین سات فضیلتین طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح کو علم کی مجلس مین حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہو کہ جسکے قال اور حال سے محبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام مین یہ اثر نہو اوسکی صحبت مجلس علم نہین ہے اور جو ایسا صاحب تاثیر ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت مین حق تعالی سے جو مراد مانگیگا پائیگا اس ساعت کے تعین مین اختلاف ہے طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان ہو یا خطیب کے منبر پر جانیکے وقت یا جمعہ کی نماز پر کھڑے ہونیکے وقت یا عصر کی نماز کے وقت ہو لیکن صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا وقت معلوم نہین شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسیوقت خدا کی یاد اور عبادت سے خالی نرہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت درود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھپر اسّی بار درود بھیجیگا اوسکے اسّی برس کے گناہ بخشے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر درود کیونکر بھیجین آپنے فرمایا کہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصَّالِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ [illegible]

کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ درود پڑھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بیشک اوسے حاصل ہوگی اور اگر فقط
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہے تو بھی کافی ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑھے
اور سورہ کہف پڑھے حدیث شریف مین اسکی فضیلت بہت لکھی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
اَحَدٌ اور درود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہزار ہزار بار پڑھتے تھے
پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی جامع مسجد مین جاتے ہی چار رکعت
نماز پڑھے اور ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھے تو جبتک جنت مین اوسکا مقام اوسکو نہ دکھا دین یا اوسکو
نہ بتادین کہ وہ اوس سے کہدے تب تک وہ اس جہان سے نجائیگا اور مستحب ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑھے اور اوسمین چار سورتین پڑھے
انعام کہف طٰہٰ یٰس اگر یہ نہ پڑھ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن کبھی صلوٰۃ التسبیح
ناغہ نکرتے تھے اور صلوٰۃ التسبیح مشہور نماز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑھے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز تک
علم کی مجلس مین جاوے اور اوسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چھٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقے سے
خالی نچھوڑے کچھ نہو تو روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچھ مانگے اوسے زجر کرنا
چاہیے اوسوقت کچھ نہ دینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بھر مین جمعہ کے دن کو آخرت کیواسطے مسلم رکھے باقی
دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ خرید و فروخت اور کسب دنیا اس آیہ کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم
بھائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتھ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیہ سے وہ مراد ہین مسئلہ الغرض جاننا چاہیے
کہ نماز مین جو باتین ضروری تہین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہوا کرے علما سے پوچھنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی
تفصیل نہین ہوسکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اور اسکے تین سبب ہوتے ہین یا تو عقل مین خلل ہے اوسسے وسوسہ
ہوتا ہے یا نیت مین وسواس ہو یا شریعت کے احکام سے جاہل ہو اور نیت کے معنی نجانتا ہو کہ نیت اوس رغبت سے عبارت ہے جو اوسکو
خدا کا حکم بجالانیکے واسطے کھڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص تجھسے کہے کہ فلانا عالم آتا ہے اوسکے واسطے اوٹھ اور تعظیم کر تو اپنے دل مین
کہیگا کہ فلانے عالم کیواسطے اوسکے علم کی عظمت کے لیے فلانے شخص کے کہنے سے مین کھڑا ہوتا ہون اور فوراً کھڑا ہو جائیگا اور
سب اسکے کہ تو زبان یا دل سے کہے یہ نیت شروع سے دل مین ہوگی اور جو کچھ دل مین کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے
نیت تو وہ رغبت ہے جسنے تجھے اوٹھا کر کھڑا کیا [illegible] نیت کے بارہ مین [illegible] کیا ہے [illegible] ظہر کی نماز
یا عصر کی نماز ہے [illegible] دل [illegible] ادا یا [illegible] فرض اور ظہر
کے معنی [illegible] ایک آن مین [illegible] کافی ہے اسواسطے کہ اگر
تجھسے کوئی پوچھے کہ ظہر کی نماز پڑھی [illegible]

تو سمجھے اپنے تئین یاد دلانا اوس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اللہ اکبر کہنا ایسا ہے جیسا ہان کہنا جو اس سے زیادہ کھوج کریگا اوسکا
دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمیکو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہے جب اتنی نیت کرلی پھر کسی صفت پر
جاننا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامون کی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے زمانے مین کسیکو نیت مین وسوسہ نہا اسلیکہ جانتے تہے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اسے آسان نسمجہے وہ نادان ہے

پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ زکوۃ ارکان مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام
کی بنا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ سونا چاندی
اپنی ملک مین رکہین اور زکوۃ نہ دین اونمین سے ہرایک کے سینہ پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹھ کے پار نکلجاے اور پیٹھ پر داغ دینگے کہ سینے کے
پار ہوجاے اور جو شخص چارپائے ملک مین رکہے اور زکوۃ نہ دے تو قیامت کے دن اون چارپایون کو اوسپر مسلط کرینگے کہ اپنے
اپنے مالک کو مارین اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچہے ایکبار اوسپر سے گذر جائینگے تو آگے والے پہر اوسے روندنا شروع
کرینگے پہر سب اوسپر سے گذرینگے اسیطرح جبتک سب لوگونکا حساب ہوگا چارپائے پہر پہر کر اوسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین ہے
پس مالدارون پر زکوۃ کا علم فرض ہے **زکوۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان** اے عزیز جان تو کہ چہہ قسم کی زکوۃ فرض
ہے پہلی قسم چارپایون کی زکوۃ وہ چارپائے اونٹ گاے بکری ہین گھوڑے گدہے وغیرہ مین زکوۃ نہین ہے اور یہ زکوۃ
چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تاکہ اوسپر بڑا خرچ نہ پڑے
اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کھلا یا کر اوسے پرورش کیا ہو تو زکوۃ ساقط ہے دوسری شرط یہ ہے کہ ایک سال اوسکی ملک مین رہے اگر
سال کے اندر اوسکی ملک سے نکلجاوینگے تو زکوۃ ساقط ہوجائیگی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اونکو حساب مین لینگے اور
اصل مال کی تبعیت مین اونکی زکوۃ واجب ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ اوس مال کی بدولت تونگر ہوا ہو اور وہ مال اوسکے تصرف مین ہو
اگر گم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اوس سے چہین لیا ہو تو اوسپر زکوۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اوس فائدہ سمیت جو اونسے حاصل ہوا
اوسے پہر ملین تو گذشتہ کی زکوۃ بہی اوسپر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال رکہتا ہے اوتنا ہی قرض بہی رکہتا ہے تو صحیح
یہ ہے کہ اوسپر زکوۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوسکے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اوسکے سبب سے
تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اونٹ جبتک پانچ نہون اونکی زکوۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اونٹ ہون
تو ایک بکری زکوۃ مین دینا واجب ہے اور دس اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین بیس مین چار اور یہ بکری ایک برس سے
کم کی نہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اور پچیس اونٹون مین ایک ایکسالہ اونٹنی دینا واجب ہے اونٹنی نہو تو دو برس کا
ایک اونٹ دینا چاہیے جبتک چہتیس ۳۶ اونٹ نہون تب تک یہی زکوۃ ہے اور چہتیس ۳۶ مین دو سالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور

اور اگر کچھ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اوسکے عوض مین کوئی چیز مول لے تو ابتدای سال مین بمجرد نیت زکوۃ واجب نہین ہوتی لیکن وہ اگر نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونیکے وقت ہی صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سوداگریکا قصد جاتا رہے تو زکوۃ واجب نہوگی واللہ اعلم

پانچوین قسم زکوۃ فطر ہے جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے اور گھر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو اوس سے زیادہ استطاعت رکھتا ہو تو اوسپر اوس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کھاتا ہے ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع پونے تین من ہوتا ہے اگر گیہون کھاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کھاتا ہو تو گیہون نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کھاتا ہو تو اوسمین سے جو اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور جسکا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہے اوسکی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے جیسے جورو لڑکے ماں باپ لونڈی غلام لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اوسکا صدقہ فطر دونون پر واجب ہے اور جو لونڈی غلام کافر ہو اوسکا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کے بے اجازت اوسکی طرف سے دے تو بھی درست ہے اسقدر احکام زکوۃ جاننا ضرور تھا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علما سے پوچھنا چاہیے

زکوۃ دینے کی کیفیت کا بیان چاہیے کہ زکوۃ دینے مین پانچ چیزونکا خیال رکھے پہلے یہ کہ زکوۃ دیتے وقت یہ نیت کرے کہ مین زکوۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت کرلے کہ فرض زکوۃ تقسیم کرنیکو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کردے کہ دیتے وقت تو فرض زکوۃ کی نیت کرلینا دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا نچاہیے اور زکوۃ فطر مین عید سے تاخیر نکرے اور رمضان مین جلدی دیدینا درست ہے رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوۃ مین سال بھر جلدی کرنا درست ہے لیکن جس شخصکو زکوۃ دی ہے وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مرجاے یا مالدار ہوجاے یا کافر ہوجاے تو دوبارہ زکوۃ دینا چاہیے تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوۃ اوسی جنس سے دے سونے چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے مذہب مین نہ چاہیے چوتھے یہ کہ زکوۃ اوسی جگہ دے جہان مال ہو اسواسطے کہ وہانکے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بہیجدیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہوجائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوۃ ہو آٹھ قوم پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور ایک درہم زکوۃ ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چوبیسون آدمیکو پہونچانا چاہیے اوسکے آٹھ حصہ کرکے ایک ایک حصہ تین تین آدمیونکو یا اس سے زیادہ کو جیسا چاہے تقسیم کردے گو برابر نہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مولفہ عامل زکوۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار ملین گے کسیکو نچاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب مین یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوۃ سبکو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوۃ مین وہی چیز دے اوسکا عوض نہ دے اور اکثر شافعی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرتے ہین امید ہے کہ وہ لوگ ماخوذ نہونگے

۵۷ صاع دو سو اٹھاسی تولہ کا ہوتا ہے شاہجہان آبادی وزن سے جو برابر ساڑھے ... انگریزی کے ہے اور یہ وزن تین سیر ہوتا ہے ۱۲

ان آٹھ گروہ کی صفت کا بیان پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ شخص ہے جو کوئی چیز رکھے نہ کوئی کسب کر سکے اگر کسیکے پاس ایک دن کا کھانا
اور بدن پر پورا لباس ہے تو وہ فقیر نہیں ہے اور اگر آدھے دن کا کھانا اور آدھا کپڑا ہے یعنی لباس بے پگڑی یا پگڑی بے لباس
تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر اوزار پاس ہوں تو آدمی کسب کر سکتا ہے اگر کوئی اوزار نہیں تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب العلم ہے اور کسب
کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہیں مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر
ڈھونڈھے اور لڑکوں کے واسطے اوس عیالدار فقیر کا حصہ دیا جاوے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمد سے
زیادہ ہو اگرچہ وہ گھر اور کپڑے رکھتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایکسال کی روزی اوسکے پاس نہو اور اوسکی کمائی سال بھر کو وفا نکرے
تو اوسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اوسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گھر کے برتن اور کتابیں رکھتا ہو مگر جب سال بھر کے
مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہاں اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکھتا ہو تو محتاج نہیں ہے تیسری قسم کچھ لوگ ہوتے
ہیں کہ مالداروں سے زکوۃ لیکر زکوۃ کے مستحقوں کو پہونچاتے ہیں اونکی اجرت مال زکوۃ سے دینا چاہیے چوتھی قسم مولفہ قلوبہم ہیں
اور یہ وہ مرد معزز اور شریف ہیں جو مسلمان ہو جاوے اگر اُسے مال دینگے تو اور لوگونکو اس لالچ سے مسلمان ہونیکی رغبت ہوگی
پانچویں قسم مکاتب ہے اور یہ وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئیں خود مول لیلے اور اپنی قیمت دو باریں یا زیادہ قسطیں کر کے
اپنے مالک کو ادا کرے چھٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام میں قرضدار ہو گیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کیواسطے
لیا ہو جس سے کوئی فتنہ فرو ہوا ساتویں قسم غازی لوگ جنکا روزینہ بیت المال سے مقرر نہو اگرچہ وہ تونگر ہوں لیکن سامان سفر جو
مال زکوۃ سے اونہیں دینا چاہیے آٹھویں قسم مسافر ہے کہ سفر میں ہو اور زاد راہ اوسکے پاس نہو یا اپنے وطن سے سفر کو چلے اوسے
خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اوسے دینا چاہیے اور جو کوئی یہ کہے کہ میں فقیر یا مسکین ہوں اگر معلوم نہو کہ جھوٹا ہے تو اوسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی
اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائیں تو اونسے مال زکوۃ پھیر لینا چاہیے اور ان اقسام کے مستحقونکے بارہ میں چاہیے کہ معتبر لوگوں سے
دریافت کرلے زکوۃ کے اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ جسطرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت
صورت کی روح ہوتی ہے اسیطرح زکوۃ کی بھی صورت اور روح ہے جو کوئی زکوۃ کی روح کو نہ پہچانیگا اوسکی زکوۃ صورت بیروح ہے
زکوۃ میں تین بھید ہیں ❊ پہلا بھید یہ ہے کہ بندونکو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو
خدا کے ساتھ محبت کا دعوی نکرتا ہو کہ مسلمان اس بات کے مامور ہیں کہ کسی چیز کو حق تعالی سے زیادہ دوست اور عزیز نہ رکھیں
جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ الآیہ غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو یہ دعوی نہ کرتا ہو
کہ میں خدا کو سب چیزوں سے زیادہ دوست رکھتا ہوں اور ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہ جو میں کہتا ہوں واقع میں بھی ایسا ہی ہے
تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعوی بے اصل سے مغرور نہو اور مال بھی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمیکو حق تعالی
نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی میں سچا ہے تو اپنا اس ایک معشوق کو مجھپر سے فدا کردے کہ اپنا درجہ میری دوستی کا
تو پہچانے تو جو لوگ اس نکتہ کو پہونچے اور یہ بھید سمجھ گئے اونکے تین درجے ہو گئے پہلا درجہ صدیق لوگ تھے کہ جو کچھ اپنے پاس

رکہتے تھے سب بالکل اوسپر سے تصدق کر دیا اور کہا کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم اوسکی راہ مین دینا کنجوسون کا کام ہے بلکہ ہمپر
واجب ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اپنا سب مال لے آئے آپنے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنے بچون اور گہر والون کیواسطے کیا چہوڑا عرض کیا کہ فقط خدا اور رسول
کو چہوڑا ہے اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نصف مال لائے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاروق گہر والون کیواسطے کیا چہوڑا عرض کیا کہ اسیقدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ بینکما ما بین کلمتیکما تفاوت یعنی تم دونون کے درجون مین بہی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون
کے کلام مین ہے دوسرا درجہ نیک مردون جنہون نے اپنا مال یکبارگی نہ خرچ کیا کہ اونکی قدرت نہین رکہتے لیکن اوسکو محفوظ رکہا اور
فقیرون کی حاجتون کے اور خیرات کی صورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکہا اور فقط زکوۃ پر اقتصار نہ کیا بلکہ
حتی الامکان اونکے پاس پہونچا اوسے اپنے عیال و اطفال کے برابر رکہا اور خبرگیری کی تیسرا درجہ وہ کہ بہت مرد ہین جو اس سے زیادہ طاقت
نہین رکہتے کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اونہون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حکم خدا اوسی خوشی خاطر سے
قبول کیا اور جلدی بجا لائے اور زکوۃ دے کر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ دو سو درہم
مین جو حق تعالی نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بہی جسکا دل نہ چاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے
اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دے سکتا اوسکی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل اور خفیف ہے
دوسرا بہید بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جسطرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی
قبولی کے قابل نہین رکہتی نجاست بخل دل کو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکہتی اور بے مال خرچ کیے دل بخل کی نجاست
سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوۃ اوس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست
دہوئی جاتی ہے اسیواسطے زکوۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہل بیت پر حرام ہے کہ اونکا درجہ
اوسکی ناپاکی میل سے پاک ہے تیسرا بہید شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دنیا اور آخرت مین مسلمان کے واسطے سبب راحت ہے
اور جسطرح نماز روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے اوسیطرح زکوۃ نعمت مال کا شکر ہے تاکہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت
بے پروا دیکہے اور دوسرے مسلمان بہائی کو جو اوسکے مثل ہے درماندہ اور محتاج پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بہی تو میری طرح خدا
کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجہے اوس سے بے پروا کیا اور اوسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اوسکے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون
مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہو کہ خدا مجہے اوسکا سا اور اوسے میرا سا کر دے تو ہر ایک کو چاہیے
کہ زکوۃ کے یہ اسرار جانے تاکہ اوسکی عبادت صورت بے معنی نرہے آداب زکوۃ کا بیان جو کوئی چاہے کہ میری عبادت
زندہ رہے اور بیروح نہو اور ثواب دونا ملے اوسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے پہلا ادب یہ ہے کہ
زکوۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بہر مین کبہی دیدیا کرے اس سے تین فایدے ہونگے ایک یہ کہ

کہ عبادت کے شوق کا اثر اوسپر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ واجب ہونیکے بعد دینا بضرورت ہے کہ اگر نہ دیگا تو عذاب مین پڑیگا
اسوقت دینا خوف عذاب و عقوبت سے ہے نہ دوستی اور محبت سے اور وہ بندہ برا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی
سے نکرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوٰۃ دینے سے فقیرونکا دل خوش ہوگا خلوص دل سے ۔ دعائے خیر کرینگے کہ اونہین
ناگاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اوسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنیگی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون
بیفکر ہو جائیگا اسواسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجاوے اور وہ اس خیر سے محروم رہے جب
آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اوسے غنیمت جانے کہ یہ اوسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اوسکے بعد قریب ہوتا ہے
کہ شیطان حملہ کرے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ نقل ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا
کہ پیراہن فقیر کو دون فوراً اپنے مرید کو بلایا اور پیراہن اوتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اون بزرگ نے
فرمایا مین ڈرا کہ مبادا میرے دل مین اور کچھ آجائے اور اس امر خیر سے مجکو باز رکھے دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ ایک بار دینا
تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینا ہے اور شروع سال ہے یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا
ثواب بھی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپ پاس ہوتا اللہ دیتے اور رمضان شریف
مین خود کوئی چیز نرکھتے اور بالکل خیرات کر ڈالتے تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص
سے نزدیک رہے حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالےٰ کے غصہ کو دور کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا
کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے
کہ بائین کو بھی خبر نہو اگرچہ دیکھو تو چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا بادشاہ عادل کے
درجے پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اوسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر
دیا جاتا ہے اوسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اوس صدقہ کو اعمال ظاہری اور
باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد مین لکھ لیتے ہین اسواسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین اتنا
مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر دیتے تھے اور اوسکے ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منہ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نجانے کہ کسنے دیا
اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعہ سے دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا
کہ وہ جاگنے نپاوے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نجانے اور اورون سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے
اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل و ریا وغیرہ
صفتین مہلک مین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند بچھو سے بہت قوی ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھاویگا
سانپ کی قوت اور بڑھیگی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک سخت تر کے ہاتھ پڑیگا اور ان صفتون کا حکم جو دل مین ہے جب
قبر مین آدمی جائیگا تو سانپ بچھو کے مضمون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کرچکے ہین تو برملا صدقہ دینے کا

فقیر ان مین نفع زیادہ ہے چوتھا ادب یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہو اور اپنے دلکو ریا سے بالکل پاک کر چکا اور یہ سمجھے کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا تو اور لوگونکو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا دینا بہتر ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو پانچوان ادب یہ ہے کہ احسان جتا کر اور لوگون کو سنا کر صدقہ کو ضائع نہ کرے حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی یعنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اسطرح کہ اوس سے ترشرو ہو یا ناک بہون چڑہائے یا اوس سے کلمات سخت کہے یا محتاج جانکر اور سوال کرنے سے اوسے ذلیل و خوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور حماقت سے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مال ہاتھہ سے دینا ناگوار ہو اس سبب سے تنگدل اور پیچ بیچ ہوکر سخت کلامی کی اور جسپر ایک درم دیکر ہزار لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور نادان ہے اسواسطے اگر وہ زکوۃ دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنے تئین دوزخ سے آزاد کریگا اگر ان باتونکا ایمان رکھتا ہے تو زکوۃ دینا اوسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ تونگری کی وجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف سمجھے اور نہین جانتا کہ جو اوس سے پانسو برس پہلے جنت مین جائیگا وہ اوس سے بہت اشرف ہے اور اوسکا درجہ بہت اعلی ہے اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دنیا مین یہ دلیل اور علامت ہے کہ امیر کو خدا نے دنیا اور مال کے اشتغال مین اور اوسکے رنج و ملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دنیا سے کچھ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کر دیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالے نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین بنایا ہے اور آخرت مین پانسو برس جنت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کر دیا ہے چھٹا ادب یہ ہے کہ احسان نہ رکھے اور احسان رکھنے کی اصل اور دل کی صفت سے احسان رکھنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کے ساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اوسے دولت دی کہ فقیر میرا زیردست رہے جب یہ سمجھا تو یہ امر اس بات کی علامت ہے کہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکھتا ہے کہ میری عزت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اوسکے حق مین کچھ قصور کرے تو پہلے سے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہ ہی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ نیکی کی یہ جہل اور نادانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے اوسکے ساتھ دوستی اور نیکی کی کہ اوس سے صدقہ قبول کیا اوسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اوسکے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجام اوس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اوسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تہا اسنے اوسے نکالڈالا اسیطرح اوسکے دل مین بخل اور اوسکے پاس مال زکوۃ بھی اوسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تہا کہ فقیر کی وجہ سے اوس سے طہارت بہی حاصل ہوئی نجات بہی ملی تو امیر کو ایک تو اسوجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھہ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالی کو دیا اور فقیر نے بنا بنایا لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اوسپر احسان جتائے آدمی جب اسرار زکوۃ سے ان بہیدونکو سوچے گا تو سمجھے گا کہ احسان رکھنا نادانی ہے اسگلے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے

فصل زکوۃ دیکر [illegible] احسان جتانا اور دل دکھانا

سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہے ہین اور پیش کش کرکے عرض کی ہے کہ یہ مجھسے قبول فرمائیے اور نذر دکھانیکی طرح
فقیر کے سامنے ہاتھ بڑہایا ہے تاکہ فقیر میاں روپیہ پیسہ اوٹھالے اور فقیر کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہو اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ
مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکہے ام المومنین حضرت بی عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب کسی فقیر کو کچہ بھیجتین
تو لیجانیوالے سے فرمادیتین کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکہنا کہ ہر دعا کی مکافات مین ہم بھی اوسکے واسطے دعا کرلین تاکہ صدقہ بیغرض
اور خالص ہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نرکہتی تہین کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے او
حقیقت مین احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اوسنے قبول کیا ساتوان ادب یہ ہے کہ اپنے مال مین جو بہت
اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال مین شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنیکے لائق نہین اسواسطے کہ
خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز قبول فرماتا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ
اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ یعنی جو چیز لوگ تمہین دین اور تم اوسے کراہت سے لو تو اوسکو راہ خدا مین کیون خرچ کرو اور جس شخص نے
اپنے گہر کی چیزون مین سے بدتر چیز مہمان کے سامنے رکہی تو اوسنے مہمان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا
کی راہ مین دے اور اچھی چیز اوسکے بندون کے واسطے رکہہ چھوڑے اور بُری چیز دینا اس بات پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے
اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جاوے اوسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے
کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجاوے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیا جاوے زکوۃ دینے کو غنیمت
ڈھونڈ ہنے کے آداب اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوۃ دینے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے
اوسے محنت سے دست بردار نہونا چاہیے اور جب زکوۃ بجا صرف ہوگی تو اوسکا ثواب بھی المضاعف ہوگا تو چاہیے کہ پانچ شخصون
مین سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈھونڈھے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَطْعِمُوْا
طَعَامَكُمْ اِلَّا تَقِيًّا یعنی پرہیزگارونکو اپنا کہانا کہلاؤ اسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچہ لیتے ہین اوسے خدا کی بندگی مین اپنا
سہین کرتے ہین دینے والا اونکی عبادت کے ثواب مین شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اوسنے عبادت مین اس عابد کی مدد کی ہے
فضل ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیون ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ حق تعالی کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہین کرتے اگر انکو
کچہ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو انکا دہیان بٹ جاتا ہے اور مین اپنے ایک دلکو حق تعالی کی جناب مین لیجانا اون سو دلون
کے ساتھ مراعات کرنے سے جنکو دنیا مقصود ہو بہت دوست رکہتا ہون یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگون نے بیان کیا
آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستون مین سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچہ اس سے مول لیتے
اوسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہ نے پھر دوکان رکہنے کو تہوڑا سا مال اوسے دیا اور فرمایا کہ تجھ ایسے آدمی کو تجارت
مین کبھی نقصان نہوگا دوسری صفت یہ ہے کہ زکوۃ لینے والا اہل علم ہو کہ اوسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنیکی فرصت
پائیگا اور دینے والا علم کے ثواب مین شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی فقیری اور تنگدستی کو چھپائے ہو اور شکایت نہ کرتا ہو

بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ بہی لوگ ہین جنہون نے اپنی مفلسی تجمل
اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا چاہیے کہ ان لوگون کو چہوڑکر بہیک منگے فقیرون کو دے چوتہی صفت یہ ہے کہ عیالدار یا بیمار ہو
اسواسطے کہ جیسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اوسیقدر اوسے راحت پہونچانیکا ثواب بہی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے
کہ قرابت والے ہون کہ انکا دینا خیرات بہی ہے اور ادا ے حق قرابت بہی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکہتا ہو وہ بہی
قرابت دارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اوسلے تر ہے جب ایسے لوگونکو آدمی دیگا اونکی دعا اور
ہمت اوس دینے والے کے حق مین حصار ہو جائیگی یہ نفع اوس نفع کے علاوہ ہے کہ بخل کو اپنے دل سے دور کردیا اور نعمت کا شکر
بجالایا اور چاہیے کہ زکوۃ سادات کو نہ دے کہ یہ مال لوگونکے مالکا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین
اور کافرونکو بہی نہ دے اسواسطے کہ یہ مال کافرونکو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے زکوۃ لینے والے کے آداب کا بیان
زکوۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجہے کہ جب حق تعالے نے اپنے کچہ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے
اور بندونکو کثرت سے مال عنایت کیا اونپر بہت مہربانی فرمائی اونکو دنیا اور دنیا کے مال کے بکہیڑون سے محفوظ رکہا اور دنیا
حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج وبال امیرون پر ڈالا اور اونہیں حکم کردیا کہ اون بندونکو جو ہمارے بہت عزیز اور ممتاز ہون
بقدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دنیا کے بار سے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ وقت
اور پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتہ سے بقدر حاجت اونہین پہونچ جایا کرے تاکہ اونکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرون کے
اعمال کا کفارہ ہو جائے تو فقیر جو کچہ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو
اور اس نعمت الہی کی قدر پہچانے کہ امیرونکو اوسکا بیگاری اسواسطے بنایا ہے کہ وہ عبادت مین مصروف رہے اسکی مثال ایسی ہے
جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن بندگان خاص کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہون انکو دنیا کمانے مین
مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اون غلامونکا بیگاری
بناتے ہین اونسے محصول اور خراج لیکر غلامان خاص کا روپیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبہون سے اپنے خواص کی خدمت لینا
مقصود ہے اسیطرح حق تعالی کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اوسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچہ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے والا
لینے والے پر فضیلت نہین رکہتا اگر حاجت کے واسطے وہ لے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجہے عبادت
مین فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچہ لیتا ہے یہ سمجہے کہ حق تعالے سے لیتا ہے اور امیرونکو حکم الہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک
موکل اوسکے ساتہ لازم کردیا ہے تاکہ وہ اوسے دے اور اوسکا موکل ایمان ہے اوسیکو دیتا ہے اس سبب سے کہ اوسکی نجات
اور سعادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ موکل نہوتا تو امیر ایک حبہ بہی کسیکو نہ دیتا تو فقیر پر اوسکا احسان ہے جسنے امیر کے ساتہ ایک
موکل لگا دیا ہے تو جب یہ سمجہا کہ امیر کا ہاتہ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس وساطت پر خیال کرکے اوسکا شکر ادا کرے حدیث شریف

اوسکے بدن پر رہیگا دینے والا خدا کی حفاظت مین رہیگا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیئے
اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے رہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے نہ سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی
نے ستر برس عبادت کی اوس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت حبط اور رائگان ہوگئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور آدھ
ایک روٹی دی تو حق سبحانہ تعالے نے اوسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستر برس کی عبادت اوسے پھیر دی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت
کی تھی کہ بیٹا تجھسے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بہت شکر صدقہ دیتے اور فرماتے
کہ حق تعالے نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور حق تعالی جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی
نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تئین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جتنا فقیر کو اوس صدقہ کا محتاج جانتا ہے تو اوس شخص کا
صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اسے دو درم کو بیچتا ہے
اوسنے کہا نہین آپنے کہا جا بھی حق تعالی تو حور عین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہے یعنی صدقہ کے عوض مین دیتا ہے

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ ارکان اسلام سے ایک رکن روزہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ نیکی کا
بدلا دس سے سات سو تک دیتا ہون مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اوسکی جزا خود مین دیتا ہون اور فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہین اونکی مزدوری حساب مین نہین آتی اور انداز مین نہین سماتی بلکہ حد سے
زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو خدا کے نزدیک
مشک کی خوشبو سے بہتر ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کھانا پینا جماع خاص میرے واسطے چھوڑ دیا مین ہی اوسکی جزا دیسکتا ہون
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح اور دعا مقرون اجابت ہے اور
فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینا آتا ہے بہشت کے دروازے کھولدیتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کردیتے ہین اور شیاطین کو
قید کرتے ہین اور منادی پکارتا ہے کہ ای طالب خیر جلد آ کہ یہ تیرا وقت ہے اور ای طالب شر ٹھہر جا کہ تیری جگہ نہین اور روزہ کی بڑی بزرگی
ہے کہ حق تعالے نے اوسے اپنی طرف نسبت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ اگرچہ سب عبادتین اوسی معبود برحق کے واسطے
ہین لیکن یہ تخصیص ایسی ہے جیسے کعبہ شریف کو اپنا گھر ارشاد کیا گو کہ تمام عالم اوسی کی ملک ہے اور روزہ کے واسطے دو خاصیتین ہین کہ
اونکے سبب سے جناب صمدیت کی طرف منسوب ہونیکے لائق ہوا ایک تو یہ کہ اوسکی حقیقت ترک شہوات ہے اور یہ امر باطنی ہے لوگون
کی آنکھون سے پوشیدہ ہے ریا کو اوسمین کچھ دخل نہین دوسرے یہ کہ ابلیس حق تعالی کا دشمن ہے اور شہوات ابلیس کا لشکر ہے اور روزہ
اوسکے لشکر کو شکست دیتا ہے اسواسطے کہ روزہ کی حقیقت ترک شہوات ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

شیطان آدمی کے باطن مین اس طرح چلتا ہے جیسے خون اوسکے بدن مین روان ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو اور پیغمبر
فرمایا ہے کہ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یعنی روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا
کرو لوگون نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے
یہ سب فضیلتین اسی سبب سے ہین کہ خواہشین سب عبادتون سے مانع ہین اور سیری خواہش کی مددگار ہے اور بھوک خواہشون کو
مار دیتی ہے روزہ کے فرائض کا بیان روزہ مین دس چیزین فرض ہین پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈھے کہ ماہ انتیس
کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے اور عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہین جو شخص کسی
معتبر سے جسے وہ سچا جانتا ہو رمضان کا چاند ہونا سنے اوسپر روزہ فرض ہو جاتا ہے گو قاضی اوسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر مین
جو سولہ کوس ایک بستی سے دور ہے چاند دیکھا گیا تو اوس بستی والون پر روزہ واجب نہوگا اور اگر سولہ کوس سے مسافت کم ہے تو
واجب ہوگا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے اور فرض اور ادا ہے
اور جو مسلمان اس بات کو یاد رکھیگا اوسکا دل نیت سے خود خالی نرہیگا اگر شک کی رات کو یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو کل کا
روزہ دار ہون تو نیت درست نہین اگرچہ رمضان ہو مگر ہان تک کہ ایک معتبر کے قول سے شک دور ہو جاوے اور رمضان کی انتیسوین شب
مین یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہو اسواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہ مین بند ہو
خیال اور سوچ کرکے وقت تجویز کرے اور اسی اعتقاد پر نیت کرے درست ہے اور اگر رات کو نیت کرکے پیچھے اوسکے کوئی چیز کھالے تو
نیت باطل نہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہو جائیگا اور نیت کرلے اور حیض بند ہوگیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے
کہ باہر سے کوئی چیز عمداً اپنے درون مین نہ لیجاوے فصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان مین ڈالنا روئی سوراخ ذکر مین رکھنا
یہ کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ مثانہ اور اگر بلا قصد
کوئی چیز درون مین چلی جاوے جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق مین پہونچے تو روزہ مین کچھ نقصان نہین آتا مگر یہ کہ کلی مین مبالغہ کیا
اور پانی حلق تک لیگیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور بھولے سے اگر کچھ کھالیا تو کچھ قباحت نہین لیکن اگر صبح یا شام کے گمان سے
کوئی چیز کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد یا غروب آفتاب کے پہلے کھایا تھا تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے
اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نتھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد
نہایا تو روزہ درست ہے پانچوان فرض یہ ہے کہ کسی طور سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ
کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے اور انزال ہو جاوے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمداً قے
نہ کرے بے اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہوگا اور اگر زکام یا اور کسی وجہ سے بلغم کو کنکھار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہین
اسواسطے کہ اوس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منہ مین آنیکے بعد پھر نگل جائیگا تو روزہ ٹوٹ جائیگا روزہ کی سنتین چھ ہین سحری
سحر دیر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا فقیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد مین اعتکاف کرنا

عشرہ چہارم عشرہ آخر میں شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ میں آرام اور خواب سے دست بردار ہوکر [illegible]
عبادت پر کمر باندھتے تھے آپ اور آپ کے گھر والے عبادت سے ایکدم غافل نہ ہوتے تھے اور شب قدر اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں
یا ستائیسویں رات ہے اور ستائیسویں کو اکثر ہوتی ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس عشرہ میں برابر اعتکاف رکھے اگر نذر کیا ہے تو لازم ہوگا
اعتکاف میں پاخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو میں صرف ہو اوس سے زیادہ گھر میں
نہ ٹھہرے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کے واسطے نکلیگا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا مسجد میں ہاتھ دھونا
کھانا کھانا سوجانا درست ہے جب قضاے حاجت سے فارغ ہوکر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرے روزہ کی حقیقت کا بیان
اے عزیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہیں ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے
جسکا بیان ہوچکا کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اسکا غایت مرتبہ ہے روزے کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ
اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو چیز
اللہ کے سوا ہے اوس سے ظاہر و باطن روزہ رکھے اور الا جو چیز کہ کلام الٰہی اور اوسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال
کریگا تو وہ روزہ کامل جاتا رہیگا اور غرض دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن اس روزے کو باطل کردیتا ہے اگر وہ دنیا جو دین کے
باب میں مددگار ہو فی الحقیقت دنیا میں داخل نہیں ہے حتی کہ علما نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اوسکے نام پر
گناہ لکھتے ہیں اسواسطے کہ یہ امر بے اعتمادی پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ میں جو حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس شخص کو اوسکی یقین واثق نہیں
ہے یہ مرتبہ انبیا اور صدیقوں کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہیں پہونچتا اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑے
بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچائے اور یہ روزہ چھ چیزوں سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھ کو ایسی چیزوں سے بچائے
جو خدا کی طرف سے دلکو پھیرتی ہیں خصوصاً ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو خوف خدا کرکے اوس سے بچیگا
اوسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرماوینگے کہ اوسکی حلاوت اپنے دل میں پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب سرور
کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزیں روزہ کو توڑ ڈالتی ہیں جھوٹ غیبت سخن چینی جھوٹی قسم کھانا شہوت سے کسی کی طرف
نظر کرنا دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الٰہی یا تلاوت قرآن میں
مشغول ہو یا خاموش رہے بحث اور جھگڑا بیہودہ گوئی میں داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علما کے مذہب میں عوام کے روزہ کو
بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو عورتوں نے روزہ رکھا اور پیاس کے مارے
ہلاکت کے قریب ہوگئیں آنحضرت سے روزہ کھولڈالنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک کاسہ اونکے پاس بھیجا کہ اوسمیں قے کریں
ہر ایک کے حلق سے خون کے لوتھڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے
اون چیزوں سے جو خدا نے حلال کی ہیں روزہ رکھا اور جو حق تعالیٰ نے حرام کیا ہے اوس سے توڑ ڈالا یعنی کسی کی غیبت کی ہے

اور یہ خون آدمیون کا گوشت ہے جو انھون نے کھایا تیسرے یہ کہ کان کو بُری بات سننے سے بچاے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہیے
سننا بھی نہ چاہیے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کو
ناشایستہ حرکتون سے بچاے جو روزہ دار ایسے بد کام کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے
اور زہر کھاے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے کہ اوسکے بہت کھانے مین نقصان ہے مگر اصل غذا مضر نہین اسواسطے
حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزے سے اور کچھ نصیب نہین
ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہہ کی چیز نہ کھاے اور حلال خالص بھی نہ کھاے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ بھی
جب کھالیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دو بار کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش
کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصاً جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جب تک معدہ خالی نہ رہیگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت
نہ سوے جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر اپنے مین پاے جب رات کو تھوڑا کھانا کھاے کہ جلدی نہ سو رہیگا تہجد کی نماز پڑھیگا
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے کے نزدیک کوئی بھرا ہوا ظرف معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے
چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اسکا دل امید وبیم مین رہے کہ نہ معلوم روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک
قوم کی طرف گذرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے انھون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے تاکہ آدمی
بندے طاعت اور عبادت مین پیش قدمی اور زیادتی کرین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا اون لوگون سے
تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی اگر پردہ اوٹھ جاے اور حال کھل جاے تو جسکی عبادت
مقبول ہے وہ خوشی مین اور جسکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین نہ مصروف ہو آخر ان سب باتون
سے تو نے یہ پہچانا کہ جو کوئی روزہ مین فقط کھانے پینے پر اقتصار کرے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزہ کی حقیقت
یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بناے کیونکہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور چارپایون کو خواہش غالب ہے اسواسطے
ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہو وہ بھی چارپایون کے مرتبہ پر ہے جب خواہش اوسکی مغلوب ہوگی تو وہ
فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا کریگا اور آدمی سبب سے کہ آدمی مشابہت ان ملائکہ کے ہو جیسا کہ ان سے ملتے ہین اور ملائکہ حق تعالی کے
نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حق تعالی کا مقرب ہو جاویگا جب سحری کی نماز کے پہلے ہی بہت کھالیگا اور یہ چاہے کہ پیٹ بھر کے کھانا کھا
تو اوسکی خواہش اور قوی ہو جاویگی ضعیف نہوگی اور روزہ کی روح حاصل نہوگی قضا کفارہ و امساک فدیہ کا بیان اگر جان بوجھ
کر رمضان مین روزہ توڑ ڈالے تو قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا حکم علحدہ ہے جو مسلمان مکلف ہو کسی عذر سے
یا بے عذر رمضان مین روزہ نہ رکھے اوسپر قضا واجب ہے جیسے حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرتد پر بھی قضا واجب ہے لیکن
دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ اسواسطے کہ روزہ دار جماع کرے یا اپنے اختیار سے منی نکالے اور کھانے پینے سے
واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی یا غلام آزاد کرے اگر نہو سکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہو سکے تو ساٹھ محتاج

کہ آجکی رات حق تعالی نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا نہین اوسنے کہا کہ اون چھہ کے طفیل مین چھہ لاکھہ
لاکھہ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اوٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجالایا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی
نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھہ لاکھہ بندے حج کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جاینگے
کہ چھہ لاکھہ پورے ہوجاوین اور کعبہ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اوسکے گرد پھرتے ہونگے اور اوسکے پردہ پر
ہاتھہ مارتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ شریف جنت مین داخل ہوجاویگا اور حاجی لوگ بھی اوسکے ساتھہ بہشت مین چلے جاوینگے

حج کی شرطون کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحجہ
کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہوا وہ وقت ہے حج کے واسطے احرام باندھنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا
احرام باندھا تو وہ عمرہ ہوگا اور تمیز دار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیرخوار ہو اور اوسکی طرف سے ولی احرام باندھے اور اوسے
عرفات پر لیجاوے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حج اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حج اسلام ساقط ادا ہونیکی
ادا ہونیکی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندھنا اگر نابالغ احرام باندھے اور عرفات پر
کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہوجاوے یا لونڈی غلام آزاد ہوجاوے تو حج اسلام ادا ہوجاویگا فرض عمرہ ساقط ہونیکے واسطے
بھی یہی شرطین ہین لیکن عمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابتہ حج کرنیکی یہ شرط ہے کہ پہلے اپنا فرض اسلام
ادا کرے اگر اوسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کریگا تو اوسی حج کرنے والے کی طرف سے ادا ہوگا
اوس دوسرے کی طرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حج نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے
خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونیکی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ
آدمی توانا ہو کہ اپنے ڈول سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے کہ راہ مین
دریا پر خطرناک اور دشمن جان و مال نہونے سے تیسرے اسقدر مالدار ہونے سے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانیکے سفر
کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چلا جاوے دوسری قسم یہ
کہ اپنے ہاتھہ پاؤن سے حج نہ کرسکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحب فراش ہے کہ اچھے ہونیکی امید نہین مگر [illegible] ایسے شخص
کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دیکر روانہ کرے کہ وہ اوس معذور کی طرف سے حج کرے اور اگر اوسکا بیٹا
اوسکی طرف سے مفت حج کرنیکو راضی ہو تو لازم ہے کہ اوسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے
کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اجرت پر مقرر کر تو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اوسکی طرف سے مفت حج کرے
تو اوسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر اور سال
حج کرنیکی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنے سے پہلے مرگیا تو گنہگار ہوا اوسکے ترکہ سے نیابتہ حج کرانا چاہیے گو اوسنے
وصیت نبھی کی ہو اسواسطے کہ یہ اوسپر قرض اور واجب ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ لکھہ بھیجون

نچاہیے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر خشکی مین شکار کیا تو اوسکی مثل یعنی اوسکے برابر کا اونٹ جس بہتر جانور ہے وہ شکار مشابہ ہو واجب آئیگا

حج کی کیفیت کا بیان ایعزیزجان تو کہ اول سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقہ مسنون کے موافق فرائض سنتین آداب سلیقے سے بجا لانا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اوسکے نزدیک برابر ہونگے کیونکہ آدمی مقام محبت پر نوافل وسنت سے پہونچتا ہے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے سے بندون کو میرے ساتھ بڑا قرب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعہ نوافل وسنن میرا قرب حاصل کرنے سے کبھی نہ آسودہ ہوگا یہانتک کہ اس مرتبہ کو پہونچ جاے کہ اوسکے کان آنکھہ ہاتھہ پاؤن مین ہوجاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھی سے کہے تو عبادت کے سنن وآداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہہ آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے اوّل سامان سفر اور راہ کے آداب یہ ہین چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن وفرزند اور جس جس کا نفقہ اوسکے ذمہ ہے اون سب کا نفقہ ادا کرے وصیت نامہ لکھے اور حلال پاک کمائی سے زاد راہ لے جسمین شبہہ ہو اوس مال سے پرہیز کرے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کرکے حج کریگا تو خوف ہے کہ حج قبول نہو اور اتنا مال ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کر سکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کے واسطے کچھ صدقہ دے قوی اور بہتر جانور کرایہ کرے اور جو کچھ اسباب لیجایا چاہتا ہے کرایہ والے کو دکھادے تاکہ اوسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کرے اور دین مین ہوشیار ہو کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اسکا مددگار ہو دوستون کو وداع کرے اور اونسے دعاے خیر کا خواستگار ہو اور ہر ایک سے کہے أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور یہ لوگ اوسے یون جواب دین فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهِ وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى وَجَنَّبَكَ الرَّدَى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَأَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ احْفَظْنَا وَإِيَّاهُمْ مِنْ كُلِّ آفَةٍ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ مَسِيْرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اور جب گھر کے دروازہ پر پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَإِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ أَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور راہ بھر قرآن پڑھے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھے

احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونے کے آداب جب میقات مین پہونچے اور قافلہ وہان احرام باندھے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخون کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیے ہوے کپڑے اوتار ڈالے سفید چادر اور تہبند باندھے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اوٹھائے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے اور زبان

وداخل ہو یہ کہے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور جہان کہین چڑہائی
یا اوتار ہو یا قافلے کثرت سے اکٹھا ہون تو ان ہی کلمات کو باواز کہتا رہے جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے تو غسل کرے اور حج مین نو
سبب سے غسل کرنا سنت ہے احرام و دخول مکہ و طواف زیارت و وقوف عرفہ و مقام مزدلفہ اور تین غسل پتھر پھینکنے کے واسطے تین جمرون
مین اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کے واسطے غسل نہین ہے جب غسل کرکے مکہ معظمہ مین جاوے اور بیت اللہ پر
نگاہ پڑے تو گو ابھی شہر مین ہو مگر فوراً یہ کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللھم انت السلام ومنک السلام ودارک دار السلام تبارکت
یا ذا الجلال والاکرام اللھم ھذا بیتک عظمتہ وشرفتہ وکرمتہ اللھم فزدہ تعظیما وزدہ تشریفا وتکریما
وزدہ مھابۃ وزد من حجہ برا وکرامۃ اللھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی جنتک واعذنی من
الشیطان الرجیم پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر ازدحام کے
سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اوسکی طرف ہاتھ بڑہا کر یون کہے اللھم امانتی ادیتھا ومیثاقی تعاھدتہ اشھد لی
بالموافاۃ پھر طواف مین مشغول ہو طواف کے آداب ای عزیز جان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور
ستر عورت اوسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنت اضطباع ادا کرے اضطباع اوسے کہتے ہین کہ تہبند کا بیچ داہنے
ہاتھ کے نیچے کرکے اوسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کی جانب کرکے اوس طرح حجر اسود سے طواف
شروع کرے کہ اوسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نہ رہے تاکہ پاؤن فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانہ کعبہ کی
حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے اللھم ایمانا وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک واتباعا لسنۃ
نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے اللھم ھذا البیت بیتک
وھذا الحرم حرمک وھذا الامن امنک وھذا مقام العائذ بک من النار اور جب رکن عراقی پر پہونچے تو یون کہے
اللھم انی اعوذ بک من الشک والشرک والکفر والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق وسوء المنظر فی الاھل
والمال والولد اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے اللھم اظلنی تحت عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اللھم اسقنی بکاس محمد
صلی اللہ علیہ وسلم شربۃ لا اظمأ بعدھا ابدا اور جب رکن شامی کو پہونچے تو یون کہے اللھم اجعلہ حجا مبرورا
وسعیا مشکورا وذنبا مغفورا وتجارۃ لن تبور یا عزیز یا غفور رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک انت الاعز
الاکرم اور جب رکن یمانی کو پہونچے تو یون کہے اللھم انی اعوذ بک من الکفر واعوذ بک من الفقر ومن عذاب القبر
ومن فتنۃ المحیا والممات واعوذ بک من الخزی فی الدنیا والآخرۃ اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے
اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا برحمتک عذاب القبر وعذاب النار جب حجر اسود پر پہونچے
طواف ختم کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑہے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور نزدیک کے ساتھ چلے اگر
پاس ازدحام ہو تو دور سے طواف کرے تاکہ جلد جلد چل سکے اور اخیر کے چار شوطون مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے

اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب سے اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتون شوط تمام ہو جائین تو بیت اللہ
اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دے اور دونون ہتھیلیان دیوار پر
رکھکر اوپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اس جگہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے
اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اٰتَيْتَنِيْ
اسوقت درود پڑھے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہین
اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ اور قل یا [ایہا الکافرون] دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑھے نماز کے بعد دعا مانگے
اور جب تک ساتون شوط نہ پھریگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑھے اوسکے بعد حجر اسود کے پاس جا کر بوسہ دیکر تکبیر کہکر
اور سعی مین مشغول ہو **سعی کے آداب کا بیان** چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اوسکی طرف جاوے اور اتنی سیڑھیون پر چڑھے
کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کرکے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَصَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ
عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ دعا کرے اور جو
مراد رکھتا ہو مانگے پھر وہان سے اترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اور میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اور اسکے آگے جھپٹ کر کسیقدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے
پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جاوے اور سیڑھی چڑھ کر کوہ صفا کی طرف منہ کرے اور وہی دعائین
جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑھے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جائیگا تو دو بار ہوگا سات بار یون ہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف
قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنیکے وقت
طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب اور سعی اسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف
کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنت ہو **وقوف عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے دن اہل قافلہ عرفات کو
پہونچین تو طواف قدوم مین مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طواف قدوم کرین ترویہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی آٹھوین
تاریخ مکہ معظمہ سے نکلکر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے
عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اوسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر کی نماز
عصر کی نماز کے ساتھ پڑھے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ قوت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج
اصل غرض یہی ہے کہ اس سعید و شریف وقت مین عزیزون کے دل و ہمتین جمع ہوتی ہین یہ دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الہ الا اللہ سب ذکرون
بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرع اور زاری اور استغفار اور توبہ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت

پڑھنے کی دعائین بہت ہین اونکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اونمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو
اوسے پڑھے کہ سب ادعیۂ ماثورہ اسوقت پڑھنا بہتر ہے اگر یاد نہین کرسکتا تو دیکھکر پڑھے یا اور کوئی پڑھے اور وہ آمین کہے اور غروب
آفتاب کے پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب عرفات کے بعد** مزدلفہ مین جاوے اور غسل کرے
اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نماز عشا کے ساتھ ملاکر ایک اذان اور اقامت سے پڑھے
اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملہ عبادات ہے اور جو کوئی
یہان پر مقام نکریگا اوسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا آور منا مین پھینکنے کے واسطے وہان سے ستر پتھر اوٹھا لے کہ ایسے پتھر وہان بہت
ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت پڑھے اور جب مزدلفہ کے آخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے
تو اوجالا ہونے تک ٹھہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اوس مقام پر پہونچیگا جسکو وادی محسر کہتے ہین جانور کو جلدی ہانکے
اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہوجاے یہی سنت ہے پھر صبح عید کو کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبیک جبتک کہ
اوس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اوس سے گذر کر اوس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے سے راستے کے داہنے پر
واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اوس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کیطرف منہ رکھنا اولی ہے
یہان لبیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ جب فراغت
حاصل ہو تو لبیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور وہ دن عید
کے روز سے چوتھا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر کرنا ہے تو قربانی کرے اور اوسکی شرطون کا لحاظ رکھے اسوقت بال
منڈوا لے کیونکہ جب سنگ اندازی اور موتراشی اوسدن کیجیگا تو ایک تحلل اوس سے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہوگئے مگر جماع اور شکار
پھر مکہ معظمہ کو جاکر طواف رکن کرے عید کی آدھی رات گذرنے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا اولی ہے اور
اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جتنی تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہیگا جب
طواف بھی اسطرح جسطرح پہلے طواف قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہوجائیگا اگر سعی پہلے نہ
کرچکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ یہی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مارچکا بال منڈوا چکا طواف کرچکا تو حج تمام ہوگیا اور احرام
سے باہر ہوگیا لیکن ایام تشریق مین منا مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب اس طواف اور سعی
فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آوے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈھلنے سے پہلے جمرہ کے
کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کی طرف ہے سات پتھر پھینکے اور اوسوقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورہ بقر کی مقدار
دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے
پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر انھین تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کرکے مکہ معظمہ کو چلاجاے
اگر غروب آفتاب تک ٹھہریگا تو اس رات کو مقام بھی واجب ہوجائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج تمام ہوا یہی [illegible]

عمرہ کا بیان جب عمرہ لانا چاہے تو غسل کرکے احرام کے کپڑے جیسے حج مین پہنتے ہین پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے میقات کو
جاوے اور وہ جعرانہ اور تنعیم اور حدیبیہ ہے اور عمرہ کی نیت کرے اور کہے لبیک بعمرۃ اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مین جاکر دو رکعت
نماز پڑہے پھر مکہ معظمہ کو آئے اور راہ مین لبیک کہے مسجد مین جب داخل ہو تو لبیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جس طرح حج
مین مذکور ہوا پھر بال منڈائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بھر کرسکتے ہین جو کوئی مکہ معظمہ مین رہے اوسے چاہیے کہ جسقدر ہوسکین
عمرے لائے ورنہ طواف کرے یہ بھی نہوسکے تو بیت اللہ کو دیکہا کرے جب خانہ کعبہ کے دروازے کے اندر جاوے تو چاہیے کہ دو ستون
کے درمیان مین نماز پڑہے اور ننگے پاون بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جاوے اور آب زمزم پیٹ بھر کر پیے جس نیت سے پیے گا
شفا حاصل ہوگی اور کہے اللّٰہم اجعلہ شفاءً من کل سقم وارزقنی الاخلاص والیقین والمعافات فی الدنیا والاخرۃ

طواف وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندہے اور سب کامون کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرکر
یعنی سات بار طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑہے جیسا طواف کے حال مین اول ذکر ہوا اس طواف مین اضطباع اور جلدی
چلنا کچہ ضرور نہین پھر ملتزم مین جاکر دعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکہتا ہوا الٹے پاون پہرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جاوے

مدینہ منورہ کی زیارت کا بیان تب مدینہ منورہ کو جاوے کیواسطے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اوسنے گویا میری حیات مین میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ مین آوے
اور زیارت کے سوا اور کوئی اوسکی غرض نہو تو حق تعالی کے نزدیک اوسکا حق ثابت ہو جاتا ہے کہ مین اوسکا شفیع کرونگا مدینہ منورہ
کے راستے مین درود شریف بہت کثرت سے پڑہے اور جب مدینہ منورہ کی دیوار سراپا انوار پر نظر پڑے تو کہے اللّٰہم ہذا حرم
رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب پہلے غسل کرے بعدہ مدینہ منورہ مین داخل ہو
خوشبو اور سپید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور توقیر کے ساتھ رہے اور یون کہے اللّٰہم ادخلنی مدخل صدق
واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا پھر مسجد نبوی مین جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس انداز
پڑہے کہ منبر کا عمود اوسکے داہنے کاندہے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تھا پھر زیارت کا
قصد کرے اور مشہد اقدس کی طرف متوجہ ہو اور منہ پہیرے اور پشت بقبلہ ہو جاوے کہ دیوار سراپا انوار پہ ہاتھ رکھکر بوسہ دینا سنت
نہین ہے بلکہ دور رہنے مین بڑی تعظیم ہے پھر کہے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک
یا حبیب اللہ السلام علیک یا صفی اللہ السلام علیک یا سید ولد آدم السلام علیک یا سید المرسلین
وخاتم النبیین رسول رب العالمین السلام علیک وعلی الک واصحابک الطاہرین وازواجک الطاہرات
امہات المومنین جزاک اللہ عنا افضل ما جزی نبیا عن امتہ وصلی علیک کلما ذکرک الذاکرون وغفل
عنک الغافلون اگر کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہونچانیکی وصیت کی ہو تو یون کہے السلام علیک یا رسول اللہ
من فلان بن فلان السلام علیک یا رسول اللہ من فلان پھر تھوڑا سا آگے بڑہکر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ

حضرت پر سلام کرے اور کہے السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ والمعاونین لہ علی القیام بالدین ما دام حیا والقائمین
بعدہ فی امتہ بامور الدین تتبعان فی ذلک آثارہ تعملان بسنتہ فجزاکما اللہ خیر ما جزی وزیری نبی
علی دینہ پھر وہان لوٹ کے حضرت کے سرہانے دعا مانگی جاوے مانگے پھر وہان سے نکلکر بقیع کے قبرستان کو جاوے بزرگوارون اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون کی زیارت کرے جب مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت سے
سرا پا شتاب سے سعادت کونین حاصل کر کے رخصت اور وداع کرے حج کے اسرار کا بیان العزیز جان تو کہ جو کچھ بیان ہوا حج
کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے انہین سے ہر ایک رکن مین سر ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یاد آوری اسواحقیقت
اس سے اصل مقصود سب حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اسطرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال
سعادت کو پہونچنا محال اور مفقود ہے جیسا عنوان مسلمانی مین مذکور ہو چکا آغاز کتاب مین مسطور ہو چکا خواہش کی اطاعت اوسکے واسطے
موجب ہلاکت ہے جبتک اپنے اختیار مین ہے اوسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہین بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اوسکا کوئی
کام بندہ وار نہین اور بندگی کے سوا اور کسی امر مین اوسکے لیے سعادت و وقار نہین اسیواسطے تھا کہ حقتعالے نے سابق کی امتون مین
ہر امت کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا ہوا تھا کہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکل جاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑون پر
جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین مین
سیاحت اور رہبانیت نہیں ہے آپ نے فرمایا اوسکے عوض ہمکو جہاد اور حج کرنیکا حکم ہے تو حقتعالے نے رہبانیت کے بدلے اس امت کو
حج کا حکم فرمایا کہ اسمین مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عجائب بھی موجود ہین کہ حقتعالی نے کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف منسوب کیا
اور اوسکو بادشاہون کے دردولت کے مثل بنایا اطراف و جوانب کو اوسکا حرم ٹھہرایا اوسکی تعظیم اور عزت کے واسطے وہان کے شکار
اور اشجار کو حرام کر دیا اور عرفات کو دردولت سلطانی کے میدان کے مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ سب طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا
قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالی مکان اور خانہ کعبہ مین رہنے سے منزہ اور پاک ہے لیکن آدمیکو جب شوق بنہایت اور آرزو
بے نہایت ہو تو جو چیز دوست کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان و دل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانون نے اس اشتیاق مین
اپنے اپنے اہل و عیال وطن و مال چھوڑ دیے اور جنگلون کے خوف و خطر گوارا کیے غلامون اور بندون کیطرح دوست بزرگ اور مالک مطلق
کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت مین انکو ایسے کامون کا حکم ہوا جو عقل مین نہین آسکتے جیسے پتھر پھینکنا صفا مروہ مین دوڑنا
اسواسطے ہوا کہ جو کچھ عقل مین آسکتا ہے نفس کو بھی اوسکے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے اسواسطے کہ اوس کام کا اور اوسکی وجہ کا [illegible]
[illegible] مین [illegible] کے سامنے [illegible]
ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اوسکے بیان مین
اوس کام کا اسکا کوئی نفع نہو پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کچھ اوسمین آدمی نہین کرسکتا اسیواسطے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے [illegible]

اور بندگی آپ نے اسیکا نام رکہا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اونکی غفلت کے باعث سے ہے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ بیطلبی اسکا سطلب ہے اور بیغرضی اس ہی غرض ہے تاکہ بندگی آنسے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہو اور کسیطرح طبیعت اور عقل کا دخل نہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کر دے کہ نیستی اور بے نصیبی ہے آدمی کی سعادت ہے تاکہ اوس سے حق اور فرمان حق کے سوا اور کچھ باقی نرہے حج کی عبرتین یہ ہین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اوس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اوس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے جب اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کو آدمی وداع کرے تو سمجھے کہ یہ رخصت اوس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہو کر آدمی نکلتا ہے اسیطرح اخیر عمر مین بھی چاہیے کہ تمام دنیا سے دلکو خالی کرے ورنہ سفر آخرت اوسے دوبھر ہو جائیگا اور جب سیطرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زاد راہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے کہ جنگل بیابان مین کہین بے سامان نہو جائے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدان حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زاد آخرت کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہو جانیوالی چیز ساتھ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتھ نہ دیگی اور توشہ اور زاد راہ کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زاد آخرت کے لائق نہین اور جب جنازہ یعنی سواری پر بیٹھے چاہیے کہ جنازہ کو یاد کرے اسواسطے کہ یقیناً جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بھی سواری ہوگی اور ممکن ہے کہ جنازے سے اوترنے نپائے اور وقت جنازہ آجائے اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زاد سفر آخرت ہو سکے اور جب احرام کے کپڑے مہیا کرے کہ نزدیک پہونچتے ہی روزمرہ کے کپڑے اوتار کر اونھین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ بھی دنیا کے لباس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی گھاٹیان اور جنگل کے خطرے دیکھے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچھو کو یاد کرے کہ قبر سے میدان حشر تک بہت بڑا جنگل ہے اور اوسمین بہت سی گھاٹیان ہین اور جسطرح بے راہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اسیطرح عبادت کے بغیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین اہل وعیال دوست آشنا سے چھوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بھی اسیطرح اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدا تعالی کی ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اوسے اسیطرح ندا پہونچے گی اوس ہول کو خیال کرے اور اوس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہو جاتا تھا اور بدن مین لرزہ پڑ جاتا تھا اور لبیک نہ کہہ سکتے تھے لوگون نے کہا آپ لبیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبیک کہون اور لا لبیک ولا سعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اونٹ پر سے بیہوش ہو کر گر پڑے احمد ابن الحواری جو حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید تھے وہ حکایت کرتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان نے اوسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر اونکو غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی کی تھی کہ اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجھے نہ یاد کرین اور میرا نام نلین کہ جو مجھے یاد کرتا ہے مین اوسے یاد کرتا ہون اگر یاد کرنے والے ظالم ہین تو مین اونھین لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہون اور کہا کہ مین نے سنا ہے کہ جو کوئی حج کا خرچ مال مشتبہ سے لیتا ہے اور لبیک کہتا ہے اوسکو جواب دیتے ہین کہ لا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ حَتّٰى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ اور طواف وسعی اور سکے مشابہ ہین جیسے غریب محتاج نادار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عوض

حاجت کا موقع ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور جلوخانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈھونڈھتے ہین اور انھین امید ہوتی
ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہمپر پڑجاے اور ہمپر ایک نظر دیکھے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلوخانۂ سلطانی کے مانند ہے عرفات پر
لوگون کا کھڑا رہنا اور اطراف جہان سے لوگون کا مجتمع ہوکر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصات قیامت کے مانند ہے کہ وہان بھی
تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر شخص امید و بیم مین ہوگا کہ دیکھا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتھر مارنے کو
ایک تو فقط اظہار بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے شباہت ہے کہ وہان پر ابلیس آپکے
سامنے آیا تھا کہ وسوسہ مین ڈالے آپ نے اوسپر پتھر پھینکے تھے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
دکھائی دیا تھا ہمین نہین دکھائی دیتا ہم بیفائدہ پتھر کیون مارین تو اس خطرہ کو وسوسۂ شیطانی جان اور بیتامل پتھر مارکر شیطان کی
پیٹھ توڑ کہ پتھر مارنے سے شیطان کی پیٹھ ٹوٹتی ہے اور بندہ فرمان بردار ہوجاتا ہے حکم تجھے بجالا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کے
تصرف مین چھوڑ دے اور یہ جان لے کہ پتھر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کر لیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان
ہوا کہ اگر کوئی شخص اس راہ کو پہچانے گا تو جسقدر اوسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی و کوشش بلیغ ہے اوسیقدر یہ معنی اوسے دکھائی
دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پاویگا کہ روح عبادت یہی ہے اور یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ امور کی ظاہری صورت سے معنوی کی طرف بہت بڑہ جاتا ہے

آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑہنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصاً نماز مین کھڑے ہوکر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حقتعالی نے نعمت قرآن عطا فرمائی
اور وہ سمجھے کہ اور کسی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اوسنے اوس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالی نے تعظیم و توقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً
قرآن کسی کہال مین لپیٹین تو آگ اوسکے قریب بھی نجائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے
بڑہکر حق تعالے کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکھے شاکرین
کے واسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اوسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کی طرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
وہ چھٹتا کاہے سے ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف پڑہنے سے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین
دو واعظ اور ناصح چھوڑے وہ ہمیشہ تمکو پند و نصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت
ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا
کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے حقتعالی
کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتھ تقرب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے
مین نے عرض کیا کہ خواہ معنی سمجھتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان معنی سمجھے خواہ نسمجھے تا غافلون کی تلاوت کا بیان اے عزیز جان تو

کہ جسنے قرآن پڑہا اور اوسکا بڑا ادب ہے اوسے چاہیے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشائستہ باتون سے بچا رہے ہر وقت آداب
رہے ورنہ معاذ اللہ اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اوسکا دشمن ہو جاے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ میری امت مین منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابوسلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتون کی نسبت مفسد
قرآن خوانون کو جلد پکڑیگا توریت مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہین آتی کہ اگر تیرے
بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر تو راہ مین ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا راستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اوسکا ایک ایک حرف پڑہتا ہے
اور اوسمین غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے مین نے لکھا کہ تو اوسمین غور و تامل کرے اور تو اوسپر کاربند ہو اور تو اوس سے
انکار کرتا ہے اور اوسپر عمل نہین کرتا اور جو تو پڑہتا بھی ہے تو غور و تامل نہین کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ
اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالے کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اوسمین غور و تامل کرتے اور دن کو اوسپر عمل کرتے
تھے تم لوگون نے اوسکا درس اختیار کیا ہے اوسکے حروف کے زیر و زبر کو درست کرتے ہو اور اوس پر عمل کرنے مین سستی کرتے ہو
الغرض قرآن شریف سے مقصود اصلی فقط پڑہنا نہین ہے بلکہ اوسپر عمل کرنا ہے پڑہنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنیکے
واسطے جو لوگ پڑہتے ہین اور عمل نہین کرتے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اوسکے مالک کا نامہ آے اوسمین اوس غلام کی نسبت
احکام لکھے ہون وہ غلام بیٹھے اور اوس نامہ کو خوش آوازی سے پڑہے اوسکے حروف خوب درست نکالے اور اون احکام مین سے
جو اوسمین لکھے ہین کچھ نہ بجا لاے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے **تلاوت قرآن کے آداب** ظاہری مین
چند چیزون کی رعایت رکھنا چاہیے اول یہ کہ تعظیم سے پڑہے اور پہلے وضو کرلے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑہے چنانچہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین کھڑے ہو کر قرآن پڑہتا ہے اوسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیان
لکھی جاتی ہین اور جو بیٹھکر نماز مین پڑہتا ہے تو ہر حرف پچاس پچاس نیکیان لکھی جاتی ہین اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑہے تو
پچیس پچیس نیکیان اور اگر وضو بھی نہو تو دس دس نیکیون سے زیادہ نہین لکھتے اور اگر رات کو نماز مین پڑہے تو بہت افضل ہے
کہ خاطر جمعی بہت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑہے اور اوسکے معنون مین تامل کرے جلد ختم کرنے کی فکر مین نرہے
بعض لوگ روز ایک ختم کرتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم مین قرآن ختم کرے تو
علم فقہ جو قرآن مین ہے وہ اوسے نہ حاصل ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ اگر اذا زلزلت الارض اور
القارعۃ مین آہستہ پڑہون اور غور و تامل کرون تو سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران جلدی پڑہنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کسی کو جلدی جلدی قرآن شریف پڑہتے دیکھا فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑہتا ہے نہ خاموش
ہے اگر کسی کو قرآن شریف کے معنی نہین آتا تو بھی قرآن شریف کی عظمت کے واسطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑہنا افضل ہے تیسرے
یہ کہ روے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑہو اور رو اگر رونا نہ آے تو تکلف کرکے قصداً رونا لاؤ
اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے سبحان الذی مین جو آیۂ سجدہ ہے جب اوسے پڑہو تو سجدہ کے واسطے جلدی نکرو

تاو قتیکہ رونا ہو اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو چاہیے کہ اوسکا دل روئے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن
رنج کے واسطے نازل ہوا ہے جب اوسکو پڑہو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تامل کریگا اور اپنی عاجزی
اور ناچاری دیکھے گا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اوسپر غفلت نہ غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر آیت کا حق اوا کرے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنی حق تعالی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے تو
حق تعالے سے رحمت مانگتے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑہتے اور جب
تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ
مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاۤءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لِّيْ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ
اور جب سجدہ کی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ سب
سجدہ تلاوت مین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہے پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو یا کسی کی
نماز مین خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑہنے کو چلا کر پڑہنے پر ایسی فضیلت ہے
جیسے چھپا کر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین قصور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلا کر پڑہے تا کہ اور لوگ
سننے سے بہرہ مند ہون اور اوسکو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑہے اور نیند بھاگ جائے اور سونیوالے جاگ اٹھین
اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پاویگا اور اگر دیکھکر پڑہے تو بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہے کہ قرآن شریف
دیکھکر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علماء مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا اونکو تین تو سجدہ مین
پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا کہ فقہ نے تمہین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشاکی نماز پڑہتا ہون مصحف کی تلاوت
کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑہ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑہتے ہو عرض کیا
اسواسطے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑہتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑہتے ہو عرض کیا
کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپ نے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر تھی
دونون طرح سے ثواب ملیگا چھٹے یہ کہ کوشش کرے کہ خوش آوازی سے پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے مولی کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑہ رہے تھے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ اُمَّتِيْ مِثْلَهٗ یعنی اوس خدا کا شکر ہے
جسنے میری امت مین ایسے کو داخل کیا اسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے
پڑہے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہے تلاوت کے آداب باطن بھی چھ ہین
اول یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالی کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہے اور حق تعالی کی صفت ہے اوسکی ذات سے
قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین آدمی جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہے ہر ایک کہہ سکتا ہے لیکن اصل آگ کی حقیقت

نہیں اسیطرح ان حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہوتی تو ساتون زمین اور ساتون آسمان کو اوسکی تجلی کی تاب و طاقت نہوتی جیسا
کہ حق تعالی نے فرمایا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ لیکن قرآن کی عظمت اور
جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہے تاکہ زبان اور دلون کو اوسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اوس
عظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نہ تھی یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہے جیسا کہ جانور
کا کہنا اور ادب دینا اور اونسے کام کو لینا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہیں ہے کیونکہ اونمین آدمیون کی باتین سمجھنے کی طاقت نہین
تاچار چارپایون کی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے چلاتے ہین اور یہ اوس آواز کو سنکر کام کرین اور اوس کام کی
حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور صورت
نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جاوے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہوکر
اوسے پرورش کرے اکثر آدمیون کا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین یہانتک کہ بعضے آدمی خود
قرآن مجید کو فقط حروف اور آواز ہی جانتے ہین یہ سمجھنا نہایت ضعف اور خرابی دل ہے اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط
الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو چھوجائے تو جلا دے اور کاغذ اوسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے
رہتے ہین اور اوسمین کچھ اثر نہین کرتے اور جسطرح ہر کالبد کے واسطے روح ہے اور وہ کالبد اوسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے
معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت ہوتی ہے اور حروف کو معانی کے سبب سے
شرف ہے اسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ حق تعالی کی عظمت کہ یہ اوسکا کلام ہے قرآن شروع
کرنے سے پہلے دل مین حاضر کرے اور سمجھے کہ کسکا کلام پڑھتا ہے اور کتنے بڑے کام کو بیٹھتا ہے کہ حق تعالے خود ارشاد فرماتا ہے
لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اور جسطرح ظاہر مصحف کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اوسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی نجاست
سے طاہر اور پاکیزہ ہو اور تعظیم و توقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہو اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ جب مصحف کھولتے
تو غشی طاری ہوتی اور فرماتے هُوَ کَلَامُ رَبِّیْ اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تا وقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا
اور حق تعالے کی عظمت دل مین نہین حاضر ہوتی تا وقتیکہ آدمی اوسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی سات زمین سات
آسمان اور جو چیزین اونکے درمیان ہین ملایک جن و بشر بہائم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سبکا خیال کرے
اور سمجھے کہ یہ قرآن اوسکا کلام ہے جسکے قبضہ مین یہ سب بلکہ کافہ انام ہے اگر سبکو ہلاک کرڈالے تو اوسے کچھ باک نہین اور اوسکے
کمال مین کچھ نقصان نہ آئیگا سب کا خالق حافظ رازق وہی ہے ان سب باتون کا خیال کرے تو اوسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی
کے دل مین آوے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑھنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس کی باتین ادھر ادھر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے
پڑہا اوسے نہ پڑہنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کے واسطے باغ گیا اور وہانکے عجایب و
غرایب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشاگاہ ہے اسمین بہت عجایب اور حکمتین ہین اگر کوئی اونمین

غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور
کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو اگر کوئی شخص قرآن شریف کے معنی نہ سمجھا وہ بڑا کم نصیب ہے لیکن چاہیے کہ اوسکی عظمت دل مین رکھے
تاکہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تاکہ معنی سمجھ مین آئین اگر ایکبار مین نہ سمجھے تو اعادہ کرے اور
اوس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑھنے سے یہ اولی اور افضل ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا
کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ
لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور بیس بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے اور حضرت سعد ابن جبیر نے اس آیت مین ایکرات کی
رات بسر کی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اگر کوئی شخص ایک آیت پڑھے اور دوسری آیت کے مضمون کا دھیان کرے تو اوس نے
اوس آیت کا حق نہین ادا کیا افضل ہے کہ حضرت عامر ابن عبداللہ وسواس کا گلہ اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی امور
ہوتے ہین جواب دیا کہ اگر میرے سینہ مین چھری مارین تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے یہ خیال بہت رہا کرتا ہے
کہ قیامت کے دن حق تعالی کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہان سے پھرونگا تو دیکھا چاہیے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے تھے
اس حکم کے بنا پر کہ جو آیت آدمی نماز مین پڑھے تو چاہیے کہ اسوقت اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نکرے جب اور بات کا خیال کیا
اگرچہ وہ بات دین کی بھی ہو تو بھی وسواس ہے بلکہ چاہیے کہ ہر آیت مین اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نکرے کہ جب حق تعالی کے
صفات کی آیتین پڑھے تو اوسکے صفات کے اسرار مین تامل اور غور کرے کہ قدوس عزیز جبار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب حق تعالی
کے افعال کی آیتین پڑھے مثلاً خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو عجائب خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور اوسکا کمال علم و قدرت سمجھے
حتی کہ ایسا ہو جائے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اوسکے ساتھ دیکھے اور اوسی سے دیکھے جب یہ آیت پڑھے اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی کے ایک قطرہ سے کیسی کیسی مختلف چیزین پیدا ہوتی ہین
مثلاً گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلاً سر ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین جیسے
سمع اور حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہے اس بیان سے فکر اور غور کرنے پر آگاہ کرنا مقصود
ہے تین آدمیون کو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو علم تفسیر نہ پڑھا ہو اور عربی زبان نہ سمجھتا ہو دوسرے وہ جو کسی گناہ
کبیرہ پر مصر ہو یا کسی بدعت کا اعتقاد اوسکے دل مین جما ہو اوسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جسنے علم کلام
کوئی اعتقاد پڑھا اور اوسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اوسکے دل مین اوس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اوس سے نفرت کرتا ہے
تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے پھرے پانچوان ادب یہ ہے کہ اسکا دل بھی صفات مختلفہ کیطرف پھرتا رہے جسطرح آیتون کے
معنی مختلف آتے ہین مثلاً خوف کی آیت پر جب پہونچے تو دل پر خوف اور ہراس اور رقت غالب ہو اور جب رحمت کی آیت پر پہونچے تو فرحت و انبساط
پیدا ہو اور جب حق تعالی کی صفتین سنے تو عین تواضع و انکسار ہو جاے اور جب کفار کے اقوال محال سنے جو حق سبحانہ تعالی کی جناب مین کہتے ہین مثلاً شریک اور فرزند تو آواز
ہلکی کرے اور شرم و خجالت سے پڑھے اسیطرح ہر آیت کے معنی مین اوسی کا مقتضا سمجھے تو اوسی صفت پر ہو جانا چاہیے تاکہ آیت کا حق ادا ہو

چھٹا ادب یہ ہے کہ قرآن اس طرح سنے کہ گویا حق تعالے سے سنتا ہے اور فرض کرے کہ فی الحال اوسی سے سنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین قرآن شریف پڑھتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ مین نے فرض کر لیا کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہون پھر آگے پڑھا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہون اور زیادہ حلاوت پائی پھر اور آگے بڑھا اور تیسرے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑھتا ہون کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہ تعالے سے سنتا ہون اب وہ لذت پاتا ہون کہ ہرگز نہ پائی تھی ۔

نوین اصل حق تعالی کے ذکر کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حق تعالی کو یاد کرنا سب عبادتون کا خلاصہ اور جان ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اور اس سے بھی یاد الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور تلاوت قرآن سب عبادتون سے اسواسطے افضل ہے کہ وہ کلام خداے عزوجل ہے حق تعالی کی یاد دلاتا ہے اور جو کچھ اوس مین ہے خدا کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے دل جب ہجوم شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہوکر حق تعالی کے ٹھہرنے کا مقام ہوجاتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتون اور خواہشون سے بھرا ہوا ہے اوس سے ذکر الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اوسمین موثر نہین ہوتا اور حج سے زیارت خانۂ خدا کا نام ہے اور اس سے صاحب خانہ کی یاد اور اوسکی ملاقات کے شوق کا پیدا کرنا مقصود ہے تو ذکر الٰہی سب عبادتون کا مغز اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور جڑ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے اور عبادتین اس ذکر کی تاکید اور مضبوط کرنیوالی ہین اور تیرے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا تجھے یاد کرتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اسواسطے ارشاد فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ مین تمہین یاد کرون خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے اگر ہمیشہ نہو تو اکثر اوقات ہو کہ آدمی کی فلاح اسکے ساتھ وابستہ ہے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اوسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہین اکثر اوقات کرو گاہ گاہ نہین اسیواسطے فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ اون بندون کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کبھی اوسکی یاد سے غافل نہین ہوتے اور فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یعنی اوسے یاد کر زاری اور ہراس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسیوقت غافل نہ ہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کامون مین کونسا کام افضل ہے آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور تمہارا بزرگترین درجات ہے اور سونا چاندی صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنون کے ساتھ اسطرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھ کر ہے کہ تم اونکی گردنین مارو وہ تمھاری گردنین کاٹین اوس کام سے مین تمھین آگاہ کرون جان نثارون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے وہ کیا کام ہے آپ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حق تعالی کو یاد کرنا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھیگا میرے نزدیک اوسکا انعام اور اوسکی عطا کرنا مانگنے والون کے انعام اور عطا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ خدا کو یاد کرنیوالا غافلون مین ایسا ہے جیسے مُردون مین زندہ ہے

۵۷ بیشک نماز باز رکھتی ہے بیحیائی اور بری بات سے اور البتہ یاد اللہ کی بہت بڑی ہے ۱۲

اور جیسے سوکھی گھاس مین ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوؤن مین غازی ثابت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے
کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہو گی مگر دنیا مین جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت مین اونپر گذری ہو گی اوسپر حسرت ہو گی ذکر کی حقیقت کا
بیان اے عزیز جان تو کہ ذکر کے چار درجے ہین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اوس سے غافل اور بیفکر ہو اور اوسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل
بے اثر نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہو اوسکو اوس زبان پر جو بیہودہ باتون مین مصروف ہو یا بالکل معطل اور بیکار ہو فضیلت
ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور گھر نہ کرے ایسا ہو کہ دل کو تکلف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جہد
اور تکلف نہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبیعت کے موافق ہو جاوے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین گھر کر گیا ہو اور ایسا
غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کی طرف اوسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی بات ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ جس کا ذکر ہے وہ دل مین
بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور ذکر دل مین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو دوست رکھتا ہے اوسمین اور
اوس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے مذکور ہی مذکور
رہ جاوے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی حرف و نقش سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچھ کہ
سب چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جاوے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق کہتے ہین
یہ امر اوسکا نتیجہ ہے یعنی اوس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے تصور اور
کمال خیال مین اوسکا نام بھی بھول جاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جاویگا کہ اپنے تئین اور غیر حق جو کچھ ہے سبکو بھول جاویگا تو تصوف
کے پہلے رستے پر آویگا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اوسکے
ذکر سے نیست ہو گیا اور خود بھی نیست ہو گیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالیٰ کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین انکی خبر
نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ ہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک ہست ہین اگر یہ عالم جو خلق کے
نزدیک ہست ہین کسی کو بھول گئے تو اوسکے نزدیک نیست ہو گئے اور جب اپنی خودی بھول گیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہو گیا اور
خدا کے سوا جب کوئی چیز اوسکے ساتھ نرہی تو حق تعالیٰ ہی اوسکے نزدیک ہست اور اوسکے سامنے موجود ہے اگر جسطرح تو نگاہ کرے
اور زمین و آسمان اور جو کچھ اونمین ہے وہی دیکھے اور اوسکے سوا اور کچھ نظر نہ آوے تو تو یہی کہیگا کہ اسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام عالم
یہی ہے اسیطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے ہمہ اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اوسکے
اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اوٹھ جاتی ہے کہ
جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص
اوسوقت آپ سے بے خبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے [illegible] اس درجہ پر پہنچتا ہے
تو فرشتون کی صورتین اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر [illegible] نظر آنے لگتی ہین [illegible]
کے واسطے جو چیزین خاص ہین وہ منکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین [illegible] کا بیان ممکن نہین جب

پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اسکا اثر اوسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہوجاتا ہے اور دنیا و مافیہا
اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اوسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل سے غائب
رہتا ہے اور تعجب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھنا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے
کہ یہ لوگ کتنے بڑے اور عمدہ کام سے محروم ہین اور لوگ ہنستے ہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامون مین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان سودا کا
کرتے ہین کہ اوسے سودا ہوجائیگا اگر کوئی شخص فنا اور نیستی کے درجے کو نہ پہونچے اور یہ حالات اور مکاشفات اوسپر ظاہر نہون لیکن ذکر الہی
اوسپر غالب اور مستولی ہوجاوے تو یہ بھی کافی ہے سعادت ہے اسواسطے کہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت مستولی ہوگی اور دل پر چھاجائیگی
یہانتک کہ حق تعالی کو دنیا و مافیہا سے زیادہ دوست رکھیگا اور اصل سعادت یہی ہے اسواسطے کہ جب خدا کی طرف رجوع ہوگی تو موت سے
اوسکے دیدار کے سبب کمال لذت بقدر محبت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیا ہے وہ دون ہے اور جو اس پیرزال پر عاشق و مفتون ہے
وہ بقدر عشق و محبت اوسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچیگا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہوچکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہے اور وہ احوال
جو صوفیہ کو ہوتا ہے اوسپر ظاہر اور نمودار نہو تو چاہیئے کہ بیزار نہو کہ سعادت اس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوگا
تو کمال سعادت پر پہونچا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اوسے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنیکے بعد ظاہر ہوگا تو آدمیکو چاہیئے کہ مراقبہ دل کا التزام کرے
تاکہ خدا سے لگا رہے اور کبھی غافل نہو اسواسطے کہ ذکر دائمی حضرت الہیت اور عجائب ملکوت کی کنجی ہے یہ جو جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات
نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت کے باغون کی سیر کرنا چاہتا ہے اوسے چاہیئے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اوسکے یہی معنی ہین اور یہ جو
ہمنے بیان کیا اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سب عبادتون کا خلاصہ ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ اوامر و نواہی پیش آنیکے وقت خدا کو یاد کرکے
اور گناہ سے ہاتھ کھینچے حکم الہی بجا لائے اگر ذکر اوسے اس بات پر نہ لائے تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ذکر محض نفس اور بے حقیقت تھا

تسبیح تہلیل تحمید صلوٰۃ استغفار کے فضائل کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو
نیکی کرتا ہے اوسے قیامت کے دن ترازو مین رکھینگے مگر کلمہ لا الہ الا اللہ کہ اگر اسے میزان مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان
اور جو کچھ اونمین ہے اون سب سے زیادہ نکلے اور فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر اسمین سچا ہے یعنی صدق دل سے کہتا ہے اور
زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ رکھتا ہے تو بھی اوسے بخشدینگے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین
جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہر روز سو بار کہے
تو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اوسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اوسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائینگی اور سو گناہ مٹائے جائینگے
اور رات تک یہ کلمہ شیطان سے اوسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہیگا اوسنے گویا فرزندان اسمعیل علیہ السلام
مین سے چار بندونکو آزاد کیا **تسبیح اور تحمید کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا سو بار کہے اوسکے تمام گناہ بخشدیے جائینگے اگرچہ کثرت مین دریا کے پھین کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی
ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہے اور بعد سو کو اس کلمہ سے پورا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر تو اوسکے سب گناہ بخشدیئے جاوینگے اگرچہ کف دریا کے برابر ہوں
روایت ہے کہ ایک مرد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے
تنگدست اور محتاج اور عاجز ہو گیا ہوں میری کیا تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تو کدہر ہے ملائکہ کے اوس صلوٰۃ اور خلق کی اوس تسبیح سے
تو کیا بے خبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہیں اوسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ کو سبحان
اللہ العظیم وبحمدہ کو استغفر اللہ فجر کی نماز کے پہلے سو بار روز پڑھا کر تاکہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہو جاوے اور حق تعالیٰ
ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اوسکا ثواب تجھے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات صالحات
ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور فرمایا کہ میں ان کلمات کو کہتا ہوں اور جو چیزیں گردش آفتاب کے
نیچے ہیں اون سے بہت دوست رکھتا ہوں اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلموں سے بہتر ہیں اور فرمایا ہے کہ دو کلمے
ہیں کہ زبان پر سبک اور میزان میں گران ہیں اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہیں سبحان اللہ وبحمدہ کو سبحان اللہ العظیم
محتاجوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیروں نے لے لیا اسواسطے کہ جو عبادت
ہم کرتے ہیں وہ وہ بھی کرتے اور اوسکے علاوہ صدقہ بھی دیتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں دے سکتے آپ نے فرمایا کہ تمہیں محتاجی کے
سبب سے ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر کیا اسیطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم میں سے ایک لقمہ
اپنے عیال کے منہ میں دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے الغرض جان تو کہ درویش کے حق میں تسبیح و تہلیل کی فضیلت اس سبب سے زیادہ
کہ اوسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک نہیں ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اوس تخم کے مثل ہوتا ہے
جو پاک زمین میں ڈالا جاوے بہت اثر کرتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اوس دل میں ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشوں سے
بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کہ شور زمین میں بویا جاوے کہ اوسکا اثر کمتر ہوتا ہے درود شریف کا بیان رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے خوشی کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور
یہ پیغام لائے تھے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہیں کرتے کہ جو کوئی تمہاری امت میں سے تمپر ایکبار درود
بھیجے گا میں اوسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجیگا میں دس بار اوسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے
تمام ملائکہ اوسپر درود بھیجتے ہیں خواہ بہت درود بھیجیں خواہ کم اور میرا امتی سب سے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود
بھیجتا ہے اوسکے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں اوس سے محو کر ڈالی جاتی ہیں اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا
اور اوس میں مجھپر درود لکھتا ہے تو جبتک میرا نام اوس میں لکھا پاتے ہیں ملائکہ اوسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہیں استغفار کا
بیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں دو آیتیں ہیں کہ جو کوئی گناہ کرکے اون دونوں آیتوں کو
پڑھ کر استغفار کرے اوسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دونوں آیتیں یہ ہیں ایک والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم
ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم اور دوسری آیت یہ ہے ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما

اور حق تعالے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج میں ہو خوش ہو جایگا اور جہان سے اوسکے وہم و گمان میں بھی نہو روزی پاویگا
اور فرمایا ہے کہ میں تمام دن ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اور کو کسی وقت
توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
کہے اوسکے سب گناہ بخشدیے جاتے ہیں اگرچہ کثرت میں دریا کے جھاگ اور میدان کی ریت اور درخت کے پتوں اور دنیا کے دنوں
کے برابر ہوں اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑہتا ہے اور استغفار کرتا ہے اوسکا گناہ
بخشدیا جاتا ہے آداب دعا کا بیان ایعزیز جان تو کہ تضرع اور زاری سے دعا کرنا سبب تقرب کا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ دعا عبادتوں کا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتوں سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے
ہوتی ہے کہ بندہ اپنی شکستگی اور عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور دعا میں یہ دونوں باتیں ہیں اور تضرع
اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے آٹھ ادب دعا میں نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہے کہ بزرگ وقتوں میں دعا کرنے کی کوشش
کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ صبح کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے غازیوں کی
جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فریضہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان وقتوں میں آسمان کے دروازے
کھولدیے جاتے ہیں اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونے کی حالت میں اور اوسوقت جب دل بہت نرم ہوا ہو اسواسطے
کہ دل کی رقت دریچہ رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اوٹھائے اور آخر کو منہ پر ہاتھ پھیرے اسواسطے کہ حدیث شریف
میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اوسکی طرف اوٹھائیں وہ اوس سے خالی پھیرے اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزوں سے خالی نرہیگا یا اوسکا گناہ معاف فرمایا جایگا یا فوراً کوئی چیز اوسے
پہونچیگی یا آیندہ چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا میں شک نکرے بلکہ دل اسی بات پر جمائے کہ خواہمخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ پانچوان ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا کی
تکرار کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اوسکی دعا نہیں سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا میں لجاجت اور تکرار کرے
اور یوں نکہے کہ دعا کرتا ہوں قبول نہیں ہوتی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت اور اوسکی مصلحت خدا بہتر
جانتا ہے جب دعا قبول ہو تو یہ کہنا سنت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور اگر دعا قبول ہونے میں دیر لگے
تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ساتوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑھے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے
پہلے یوں فرماتے تھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى الْوَهَّابِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا سے
پہلے درود پڑھے گا اوسکی دعا قبول ہوگی حق سبحانہ تعالیٰ بڑا کریم ہے ایسا نہیں کہ دو دعاؤں میں سے ایک کو قبول کرے اور دوسری کو رد کرے

جب کوئی کام شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا جب آسمان کی طرف دیکھے تو یہ کہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَاۤءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا جب آسمان گرجے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ یُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۤىِٕكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ جب مینہ بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سُقْیًا هَنِیْۤـًٔا وَّصَیِّبًا نَّافِعًا وَّاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْهِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ سبب اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ جب کہین درد ہو تو وہان ہاتھ رکھکر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ جب کوئی رنج ہو پہنچے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ جب کسی کام مین عاجز آجاے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ نَافِذٌ فِیَّ قَضَاۤؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ وَاَعْطَیْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَاۤءَ هَمِّیْ وَذَهَابَ حُزْنِیْ وَغَمِّیْ جب آئینہ دیکھے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَاَحْسَنَ خَلْقِیْ وَصَوَّرَنِیْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ جب کوئی غلام مول لے تو اوسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا جُبِلَ عَلَیْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا جُبِلَ عَلَیْهِ سونے کے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ هٰذِهٖ نَفْسِیْ اَنْتَ تَتَوَفّٰهَا لَكَ مَحْیَاهَا وَمَمَاتُهَا اِنْ اَمْسَكْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ جب جاگے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ

دسوین اصل ترتیب اوراد کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اوس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک آب ہے تجارت کے واسطے بھیجا ہے نہین تو اوسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اوسکی عمر اوسکی پونجی ہے اور یہ پونجی ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے اگر اس سے ہر دم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ اوسکی مثال اوس شخص کے مانند ہے جسکا سرمایہ ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے مسلمانون اوس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہے اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین جسکا حساب و شمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلون کی نگہبانی کرتے تھے

حصول سعادت ابدی کے قابل ایک گوہر ہے اور اوس کا ہر ایک گوہر ہے اوس سے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر وسیم پر مہربان ہو اور شفقت اسطرح تھی کہ رات دن کی اوقات کو اونھون نے نیکیون پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد و وظائف جدا جدا معین کیے تاکہ اونکا کوئی وقت بیکار نجائے اسواسطے کہ جاننا چاہیے کہ آخرت کی سعادت اوسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جاوے اور خدا کی محبت اور اُنس اوسپر غالب ہو اور یہ اُنس مداومت ذکر کے بغیر نہین حاصل ہوتا اور محبت بے معرفت نہین ہوتی اور معرفت بے تفکر حاصل نہین ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخم سعادت ہے اور ترک دنیا اور ترک شہوات و معاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی فراغت پائے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہین بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل سے کہنا بھی نفس کی بات ہے بلکہ ہمیشہ اسطرح مشاہدہ مین رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر بہت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حال پر رکھنا ہر ایک کا کام نہین اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے فقط زبان سے جیسے قرآن اور تسبیح پڑھنا بعضے دل سے جیسے فکر کرنا کہ دل کو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی مین صرف کرنا چاہیے اونمین تمیز اور فرق حاصل ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کامون مین نہ صرف کرے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیون کا پلہ جھک جائے کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دنیا مین اور مباحات سے متمتع ہونے مین صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت مین تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ دوسرا پلہ جھک جاوے اسواسطے کہ طبیعت اوسی چیز کی یاد اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضائے طبع ہے اور دل کو دین کے کامون مین لگانا طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین مین خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اونمین سے ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام مین رہنا چاہیے اور دنیا کے کام اوسکی تبعیت مین کرنا چاہیے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا اور فرمایا كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ان سب آیتون مین یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یاد الہی کرنا چاہیے اور یہ امر بے اسکے کہ آدمی دن رات کے وقتون کو تقسیم کرے ٹہیک نہین ہوتا تقسیم کا بیان ضرور ہوا دن کے اوراد کا بیان اعتبار تو دن کے پانچ اوراد ہین پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حق تعالی نے اسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ہر سب آیتین اسیوقت کی عظمت اور بزرگی مین وارد ہین چاہیے کہ آدمی اسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ آخر تک یہ دعا پڑھے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا مین مشغول ہو کپڑے پہننے مین ستر عورت اور تعمیل حکم کی نیت کرے ریا اور رعونت سے حذر کرے پھر پائخانے جاوے اور بایان پاؤن پہلے رکھے وہان سے نکلکر جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب دعائین اور اذکار مسنونہ پڑھے اور مسواک کرے پھر فجر کی نماز سنت گھر مین پڑھکر مسجد مین جاوے اسیطرح کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسا کرتے تھے اور وہ دعا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے سنت کے بعد پڑھے وہ دعا کتاب ہدایۃ الہدایہ مین لکھی

دیکھکر یاد کرلے پھر آہستہ مسجد کو جائے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑھے اور پہلی صف کا قصد کرے اور فجر کی سنت پڑھے اگر گھر مین سنت پڑھ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور جماعت کی انتظار مین بیٹھے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے اور نماز فرض پڑھکر طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹھنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ دوست رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام پھیر کر دعا شروع کرے اور کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پھر ادعیہ ماثورہ پڑھنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب سے یاد کرلے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح و تہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو سو بار یا ستر دفعہ یا دس مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے تو سو مرتبہ ہو جائیگا اس سے کم نچاہیے ان دس ذکر کے فضائل مین بہت احادیث وارد ہین طول کے خیال سے ہمنے اون حدیثون کو نہین ذکر کیا پہلا ذکر یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دوسرا ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ تیسرا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ چوتھا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پانچوان ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ چھٹا ذکر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ ساتوان ذکر يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ آٹھوان ذکر اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ نوان ذکر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ دسوان ذکر بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ان دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہوسکے اوسقدر کہے ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور اُنس و لذت علٰحدہ ہے اسکے بعد قرآن پڑھنے مین مشغول ہو اگر قرآن نہین پڑھ سکتا تو قوارع قرآن مثلاً آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک اور سورۂ حدید کا شروع اور سورہ حشر کا آخر یاد کرکے پڑھا کرے اگر ایسی چیز پڑھا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکھایا ہے وہ پڑھے اوسمین بڑی فضیلت ہے اوسے مسبعات عشر کہتے ہین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑھی جاتی ہین الحمد للہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل ہو اللہ قل یا ایہا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چھ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین ایک سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ دوسرا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تیسرا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ چوتھا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَافْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ان مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک حکایت ہے احیاء العلوم مذکور ہے جب اس سے فارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے اخیر مین

اونکا فکر آئیگا لیکن یہ تفکر کرنا ہر روز ضرور ہے وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دل مین کہے کہ یہ امر ممکن ہے
کہ اجل مین ایکدن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کی طرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ
ہے اگر اس بات کا یقین کامل ہوجاے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائینگے تو جس امر دنیوی مین مشغول ہین اوس سے دور
بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے باینہمہ لوگ اپنے کامون کی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آوے اسیواسطے حقتعالے
نے فرمایا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ
جب دلکو صاف کرچکے آدمی یہ تامل کریگا زاد آخرت مہیا کرنیکی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آج کے دن کتنی نیکیان
اوسے میسر ہوسکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کرسکتا ہے اور ایام گذشتہ مین کیا کیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے ان
سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوت آسمان و زمین اور اونکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمال الٰہی
ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حقتعالی کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جب تک
عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمال محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہر ایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اسکے عوض مین
خدا کی نعمتین جو اوسکے شامل حال ہین سوچے اور اون مصیبتونکا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اونسے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری
محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالاوے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک
ساعت ان فکرون مین رہے کہ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اوسکے
عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا ورد طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو تسبیح مین
توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذرجاے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر دن چڑھے نماز چاشت افضل ہے۔
اوسوقت چار یا چھہ یا آٹھہ رکعت نماز پڑھے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑھکر اون نیک کامون مین جو
خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانون کا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد
وقت چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی
تحصیل علم کی قدرت رکھتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے
مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑھے جو آخرت مین کام آوے نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین
علمون کے عیوب اور آفتون کو کھول دین اور اخلاص کی طرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت نحو تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی
اور تسجیع سے لاحق ہے دنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتا ہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن
اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اوسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن
ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہوسکتا ہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب ایسے ذکر مین مشغول ہوسکے جو دل پر
غالب ہو اور دل مین گھر کرے اور لازم ہوجاے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہو کہ

جیسے صوفیون فقیہون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانون کی راحت بھی اور عبادتون پر
انکی معاونت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت بہت بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے
عیال و اطفال کے واسطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اوسکے دست و زبان سے سلامت رہے
اور دنیا کی حرص او سکو زیادہ طلبی مین نہ ڈال دے اور کفایت کی قدر پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگر منجملہ سابقین مقربین نہوگا
مگر عابدون مین داخل ہوگا اور اصحاب الیمین کے درجہ پر پہونچیگا اور درجہ سلامت کو لازم پکڑنا کمترین درجات سے ہے جو شخص ان
چارون حالتون مین سے کسی ایک حالت مین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے
چوتھا ورد وقت زوال سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ قیلولہ رات کی نماز کے واسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کھانا اگر رات کو عبادت نکرتا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت
سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پہلے طہارت کرے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان
سنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑھے اور موذن کے جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑھے اور طول دے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسوقت آسمان کے دروازے کھولے ہین حدیث شریف مین
ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے اوسکے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور رات تک اوس نماز پڑھنے والے کے واسطے
دعاے مغفرت کیا کرتے ہین پھر امام کے ساتھ فرض پڑھے اور دو رکعت سنت اور پڑھے اور عصر کی نماز تک علم سکھانے یا مسلمان کی
مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پانچوان ورد عصر کی نماز
سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے پہلے سے مسجد مین آئے اور چار رکعت نماز پڑھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ اوسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑھتا ہے جب نماز فرض سے فارغ ہو
تو جو ہم بیان کر چکے ہین اون کامون کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پھر نماز مغرب کے پہلے سے مسجد مین جائے اور تسبیح
و استغفار مین دل لگائے اسواسطے کہ اسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا اسوقت وَالشَّمْسِ وَاللَّيْلِ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنا چاہیے اور آفتاب
ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم ہین اور ہر وقت وہ کام کرے جو مقتضاے وقت ہو کہ اسمین
برکت عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوا اوسکی اکثر عمر رائیگان جائے گی ٭
رات کے تین اوراد ہین پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے درمیان مین جاگتے
رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیۂ کریمہ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے
چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے ذکر و درود کرنے سے زیادہ اس امر کو فضل رکھا ہے اور اسوقت
کھانا نہین کھانا ہے اور جو شخص سے فارغ ہوگیا شب لہو و لعب مین نہ مشغول ہو کہ سب اعمال اور اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اور ان کا نتیجہ

انجام کار خیر ہو نا چاہیے تو تیسرا ادب سونا ہے ہرچند خواب عبادات سے نہیں ہے لیکن اگر آداب و سنن سے آراستہ ہو تو شمار عبادات مین آئے
سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ لیٹے جس طرح مردہ کو لحد مین سلاتے ہین خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے
برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب مین قبض ہو جاتی ہے وہ نہ پھر سکے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہو اور بالضرور طہارت کے ساتھ
سوئے اور توبہ کرے عزم بالجزم کرے کہ اگر جاگونگا تو پھر گناہ نہ کرونگا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئین نہ
سلاوے اور نرم بچھونا نہ بچھاوے کہ نیند غالب ہو جائے اسواسطے کہ سونا عمر کو بیکار کھونا ہے دن رات مین آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا
چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ایسا کریگا تو اگر ساٹھ برس کی عمر پاویگا تو اوسمین سے بیس برس کا زمانہ خواب
ہی مین ضائع ہو جاویگا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھ سے رکھ لے تا کہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے
واسطے اوٹھے قیام شب کا یا صبح اوٹھنے کا قصد کرے کہ جب یہ قصد کریگا تو اگر نیند غالب بھی ہو جاوے اور یہ شخص وقت سے زیادہ
بھی سو جاوے تو بھی ثواب حاصل ہوگا اور جب سوئے تو داہنے پہلو پر کہے باسمک ربی وضعت جنبی و باسمک ارفعہ اور جیسا دعا
مین مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور تبارک الذی پڑھے تا کہ ذکر
اور طہارت کے عالم مین سو جاوے کہ جو شخص ایسے سوتا ہے اوسکی روح کو عرش پر لیجاتے ہین اور جبتک جاگے اوسکو نماز گزارون مین لکھتے
ہین چوتھا ادب تہجد ہے اور وہ نماز شب ہے یہ ہووے کہ آدھی رات کو اسواسطے کہ آدھی رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اور بہت نمازون
سے بہتر اور افضل ہے اسواسطے کہ اوس وقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی مشغلہ نہیں ہوتا رحمت الہی کے دروازے کھلے ہوتے
ہین رات کی نماز کے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین کتاب احیاء العلوم مین وہ حدیثین مذکور ہین غرض کہ دن رات کے ہر وقت
مین ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیے تاکہ کسی وقت کو بیکار نہ کھونا چاہیے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر عمر تک ہر روز ایسا ہی
کیا کرے اگر اوسپر دشوار ہو تو یہی امید سے اپنے دل مین یہی کہے کہ آج کے دن تو ایسا کرون شاید آج ہی کی رات مر جاون
اور آج کی رات تو یہ کرون شاید کل ہی مر جاون اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب عبادت اور اوراد سے ماندہ ہو جاوے تو اپنے تئین
سفر مین سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن جانے سفر مین رنج مسافرت ہوتے ہین لیکن فراغت اور آسودگی اسمین ہے کہ مسافر جلدی
قدم اوٹھاوے اور اپنے وطن مین آرام پاوے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت مین ملے گی اوسکی نسبت
کتنی ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج اور اذیت
کھینچے تو کیا عجب ہے اگر پھر لاکھ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سو برس رنج اور اذیت
کھینچنا مقام تعجب کب ہے فقط اس آغاز کا بفضلہ تعالی انجام ہوا یعنی
اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت کا رکن عبادات تمام ہوا
اسکے بعد رکن معاملات کی ابتدا ہے انشاء اللہ تعالی
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور ملک داری کی آداب مین

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

ای عزیز از جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے وہ بھی دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اوسکا تخم علم و عمل ہے اور علم و عمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین بلکہ راہ دین کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیۃ مین حق سبحانہ تعالی نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھاوے کہ مجھے علم و عمل کی قوت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اوسکا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اوس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ مین رکھے یا اپنے اہل و عیال کے منہ مین دے اور یہ

اسواسطے فرمایا کہ ان سب کامون سے راہ آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا راہ دین سے ہے اسکی علامت یہ ہے
کہ آدمی حرص سے نکھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے **کھانا کھانیکے آداب**
ایعزیز جان تو کہ کھانا کھانے مین کئی امر سنت ہین بعضے کھانے کے پہلے ہین بعضے بعد بعضے درمیان مین جو امر کھانے سے پہلے
مسنون ہین اونمین سے پہلا یہ ہے کہ ہاتھ منہ دہوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو تو یہ بھی عبادت ہے
پہلے ہاتھ منہ دہونا وضو کے مانند ہے اور ہاتھ منہ پاک بھی ہو جاتے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی کھانے کے پہلے ہاتھ
دہویا کریگا وہ افلاس اور تنگدستی سے بے فکر رہیگا دوسرا یہ کہ کھانا دستر خوان پر رکھے خوان پر نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دستر خوان پہ کھانا فروتنی
سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہین آئی ہے لیکن دستر خوان پر کھانا
اگلے بزرگون کی عادت تھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہے تیسرا یہ کہ اچھی طرح
بیٹھے داہنا زانو اوٹھاکر بائین پہلی دباکر بیٹھے تکیہ لگاکر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین
تکیہ لگاکر کھانا نہین کھاتا اسلیے کہ مین بندہ ہون بندون کیطرح بیٹھتا ہون اور بندون کے طور سے کھاتا ہون چوتھا یہ کہ یہ نیت کرے
کہ قوت عبادت کے واسطے کھاتا ہون خواہش کے واسطے نہین ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسی برس ہوئے کوئی چیز مین نے
خواہش کیواسطے نہین کھائی اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانیکا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھانا آدمی کو عبادت
سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھین بس ہین
اگر اسپر قناعت نہوسکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے ہے ایک تہائی پانی کے پینے ایک تہائی سانس لینے کو بعضے
دو حصہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے **پانچوان** یہ کہ جب تک بھوکا نہو کھانے مین ہاتھ
نڈالے کھانے سے پہلے جو چیزین سنت ہین اونمین سے بہترین سنت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے
اور مذموم بھی جو کوئی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ طبیب کا
ہرگز محتاج نہوگا چھٹا یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اوسپر قناعت کرے عمدہ کھانا نڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوت عبادت کی حفاظت
مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش وعشرت اور روٹی کی تعظیم سنت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اوسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے
کہ اوسے سالن وغیرہ کے انتظار مین نہ رکھین بلکہ نماز کے انتظار مین بھی نہ رکھین جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اوسے کھالین پہر نماز
پڑہین **ساتوان** یہ کہ جس کسیکے ساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آسے تب تک کھانے مین ہاتھ نڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہین
اور کھانے مین جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہین اوتنی ہی برکت زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ
جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نہ فرماتے تھے **کھانے کے وقت کے آداب**
یہ ہین کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے مین کہے بسم اللہ دوسرے مین بسم اللہ الرحمن تیسرے مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اوروں کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور
نمک ہی پر تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف میں آیا ہے تاکہ وہ پہلی ہی حرص کو بالفعل توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمہ
سے چھوٹا نوالہ اوٹھائے اور خوب چبائے جب تک پہلا نوالہ نہ نگل جائے دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑھائے اور کسی کھانے کا عیب
نکرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا عیب نکرتے تھے اگر اچھا ہوتا نوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور
اپنے سامنے سے کھائے مگر میوہ اگر ادھر ادھر سے لیوے ایک کھانا درست ہے کہ وہ انواع واقسام کا ہوتا ہے اور ثرید کو
پیالہ کے بیچ سے نہ کھائے کنارے سے کھائے اور روٹی کو بیچ سے نکھائے بلکہ کنارہ سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے
چھری سے روٹی اور گوشت نکاٹے اور نکرے پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہیں ہے روٹی پر نرکھے روٹی میں ہاتھ نپوچھے جو
نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اوسے اوٹھالے اور صاف کرکے کھالے اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر چھوڑ دیگا
تو شیطان کے واسطے چھوڑا ہوگا اونگلی پہلے منہ سے چاٹ لے پھر اپنے کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے تاکہ کھانا کھانے کا نشان ہو جائے
کیونکہ شاید اوس میں برکت باقی ہو گرم کھانے میں پھونکے نہیں بلکہ تامل کرے کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے اگر خرما کھائے یا زردآلو یا جو چیز
شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اوسکے سب کام خدائے تعالیٰ کے ساتھ مناسبت پیدا کریں
کیونکہ خدا طاق ہے اور یکتا جوڑا نہیں اور جن کاموں کے ساتھ خدا کا کسی طرح سے نہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب
طاق جفت سے اولیٰ ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق میں اکٹھا نکرے اور ہاتھ میں نہ
لیے رہے علی ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا فضلہ پھینکتے ہوں کھانا کھانے میں بہت پانی نپیے پانی پینے کے آداب
یہ ہیں کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ میں لے اور بسم اللہ کہکے اور آہستہ آہستہ گھونٹ گھونٹ پیے کھڑے ہوکر یا لیٹے ہوے نپیے پہلے دیکھ لے کہ اوس میں
تنکا یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کو اپنے منہ سے علیحدہ کرے اگر ایک دفعہ سے زیادہ میں پیا جاتا ہے تو تین دفعہ کرکے پیے
ہر بار بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہیں نٹپکے جب پی چکے تو کہے الحمد للہ الذی
جعلہ عذباً فراتاً برحمته ولم یجعله ملحاً اجاجاً بذنوبنا کھانے کے بعد کے آداب یہ ہیں کہ پیٹ
بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور انگلی کو منہ سے صاف کرے پھر دسترخوان میں پونچھے روٹی کے ٹکڑے چن لے اسواسطے
کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکے عیش میں وسعت ہوگی اور اوسکی اولاد بے عیب اور سلامت رہیگی
اور وہ ٹکڑے حوروں کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتوں سے نکلکر زبان پر آئے اوسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے
ساتھ نکل آئے اوسے پھینکدے اور برتن کو انگلی سے صاف کرے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص برتن کو پونچھ
لیتا ہے برتن اوسکے حق میں یوں دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جسطرح اوسنے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھوڑایا تو اوسے
آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھوکر اوسکا دھوون پی جائے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزاد کیا کھانے کے بعد
الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا وھو سیدنا ومولانا قل ھو اللہ اور لایلف پڑھے اگر حلال کا کھانا کھایا

تو شکر کرے اور شبہ کا کھانا کھایا ہو تو روئے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اوس شخص کا سا نہیں ہے
جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دھونے لگے تو اشنان بائیں ہاتھ میں لے پہلے داہنے ہاتھ کی انگلیان
کے سرے بے پانی اشنان سے دھوئے پھر اشنان میں انگلی ڈبوئے ہونٹھ اور دانت اور تالو پر رکھکر خوب ملے اور انگلیان کو
دھولے پھر انکو اشنان سے دھوئے

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب

تنہا ہو یا کسی کے ساتھ
یہ آداب جو بیان ہو چکے انکا تو بہرحال دھیان رکھے لیکن اگر کسی کے ساتھ کھانا کھائے تو سات آداب اور
بھی بڑھائے پہلا یہ کہ جو شخص برتن یا علم یا پرہیزگاری میں یا اور کسی سبب سے بڑھ کر ہو وہ جب تک
کھانے کو ہاتھ نہ بڑھائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ بڑھائے اگر خود سب سے بڑھ کر ہے تو اوروں کو انتظار میں
نہ رکھے دوسرا یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی و پرہیزگاروں کے
قصص اور حکایت اور کلام حکمت اور شریعت میں سے اچھی اچھی باتیں کرے واہیات خرافات نہ بکے تیسرا یہ کہ اپنے ہم پیالہ کا
دھیان رکھے کہ خود کسی حالت میں اوس سے زیادہ نہ کھا جائے اگر کھانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کھائے اپنے ساتھی کو
زیادہ دے اور اچھا کھانا اوسکے سامنے بڑھائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اوس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے
کھائے مگر تین بار سے زیادہ کھاؤ کھاؤ نہ کرے اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے
کہ کھانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے چوتھا یہ کہ ساتھی کو اس سے کھاؤ کھاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑے بلکہ جسطرح وہ کھاتا ہے
اوسیطرح اوسکا ساتھ دیے جائے اور اپنی عادت سے کم نہ کھائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے اور تنہائی میں بھی اپنے تئیں اوسیطرح
با ادب رکھے جسطرح لوگوں کے سامنے مودب رہتا ہے تاکہ جب لوگوں کے ساتھ ہو تو ادب سے کھانا کھا سکے اور اگر دوسرے کو
زیادہ کھلانے کی نیت سے خود کم کھائیگا تو بہتر ہے اور اگر اوروں کی خوشی کے واسطے زیادہ کھائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت ابن
مبارک فقیروں کی دعوت کیا کرتے اور خرمے اونکے آگے دھر دیتے اور کہدیتے کہ جو زیادہ کھائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم
اوسے دونگا پھر گٹھلیاں گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہیں اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اوسے دیتے پانچواں یہ کہ لگن بیچ رکھے اور دوسرا
ڈالکر دھوئے اگر لوگ اوسکا ادب اور لحاظ کرتے ہیں تو اوروں سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اوروں کے نزدیک کچھ تقصیر ہے تو
پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر کو اچھی طرح کھا سکے اگر اچھی طرح نہیں کھا سکتا تو عذر بیان کر دے تاکہ اور لوگ شرمندہ نہوں چھٹا
یہ کہ جو امر سے اور لوگوں کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو وہ امر نکرے برتن میں ہاتھ نہ جھٹکے برتن کی طرف منہ اتنا نہ جھکائے
کہ منہ سے جو کچھ نکلے وہ برتن میں جا پڑے اگر منہ سے کچھ نکالنا ہو تو منہ کو پھیر لے بائیں نوالہ شوربے میں نہ ڈبوئے جو نوالہ دانت سے
کاٹا ہو اوسے برتن میں نہ ڈالے کہ ان باتوں سے لوگوں کی طبیعت نفرت کریگی اور گندی چیزوں کی باتیں ذکر نہ کرے ساتواں
یہ کہ اگر طشت میں ہاتھ دھوئے تو لوگوں کے سامنے طشت میں نہ تھوکے [illegible]
تو ان سے آگے رہ داہنی طرف سے طشت کو گھمائے [illegible]

کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دہو لین تو بہت اولی ہے اور فروتنی سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو آہستہ
سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اوڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اوسکا کھڑا رہنا اولی تر ہے
یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے کہ حیوان جسطرح اوسکا جی چاہتا ہے
اوسیطرح کھاتا ہے اچھی بری بات نہین جانتا خدا نے اوسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ اوسپر
کار بند نہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اوس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا **دوستون اور دینی بھائیون کے ساتھ**
کھانا کھانے کی فضیلت ایعزیز جان تو کہ کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ دینے سے افضل ہے اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کرینگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا دوسرے جس سے روزہ
افطار کرے گا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوستون اور بھائیون
کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھیو تو جلدی نکرنا کہ دیر ہو اسواسطے کہ اوس قدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے ماں باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اوسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اوسکا
حساب نہوگا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دسترخوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جو کھانا دوستون کے آگے سے بڑہے اوسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بڑہاون
اوسمین سے کھاون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھے اس سے
زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد کرون حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا اور
تو نے مجھے کھانا ندیا آدمی عرض کریگا کہ یارخدایا تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو تمام عالم کا مالک ہے تجکو کھانے کی کچھ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا
بھائی بھوکا تھا تو اگر اوسکو کھانا دیتا تو گویا مجکو دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا
پانی دیتا ہے حق تعالی اوسے آتش دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کے راہ کی فاصلہ
ہوتی ہے اور فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ یعنی تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے **جو دوست ایک دوسرے**
کی ملاقات کو جائین اونکے کھانا کھانے کے آداب ایعزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین پہلا ادب
یہ ہے کہ قصداً کھانیکے وقت کسی کے پاس نجائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بلائے کسیکا کھانا کھانے کا
قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہون اور کھانے مین حرامخور اگر اتفاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہین
کہ کھاو اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نچاہیے لیکن لطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور
جسکے دل سے آگاہ ہے اوسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست ہے بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب
سرور کائنات علیہ افضل الصلاۃ اور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھوک کے وقت حضرت
ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو الہیثم ابن التیہان کے گھر تشریف لے گئے ہین اور مانگ کر کھانا نوش فرمایا ہے یہ امر ہر میزبان کی

۵۷ پینے ہو گی ۱۲

اجازت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہر شب ایک دوست کے گھر رہتے
کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے گھر رہتے ہیں وہ دوست ان
بزرگون کے واسطے گویا ایک صنعت تھے اور اونکی عبادت مین سبب فراغت کے تھے بلکہ جب دینی دوستی ہو گئی تو اگر دوست گھر مین نہو
تو بھی اوسکے کھانے مین سے کھا لینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف
لے گئے اور اونکی غیبت مین اونکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسع
ایک بزرگ صاحب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسن بصری رض کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے تب حضرت
حسن بصری اپنے گھر تشریف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوری کے گھر مین ایسا ہی کیا
جب حضرت سفیان تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجھکو یاد دلائے کہ انھون نے ایسا ہی کیا ہے
دوسرا ادب یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اوسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نکرے
اگر اپنے اہل عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اوسی کو رکھ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دعوت کی آپ نے
فرمایا کہ تین شرطون سے مین تیرے گھر آؤنگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لا دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اوسمین سے کچھ پھیر نہ لیجا تیسری یہ
کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیل نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلف کے سبب سے
چھوٹ گئے ہین اگر تکلف درمیان سے اوٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے مل سکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ
سے تکلف کیا اونھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم باہم
ہون تو یہ تکلف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلف اوٹھا دو یا مین آنا موقوف کرون حضرت سلمان کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ
افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اوس کو بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا
اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جانکر پیش
نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اوسے حقیر جانے حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری
آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلف کرتا کچھ
لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اونکے درمیان فیصلہ کر دین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوئے
آپکو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی تعجب ہوئے کہ حضرت زکریا پیغمبر ہو کر ایسی عورت [illegible] کے ساتھ عیش و عشرت [illegible]
ہین جب آپکو ڈھونڈا تو ایک جگہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اون لوگون سے آپ نے باتین کین [illegible]
اور نہ کہا کہ میرے ساتھ کھانا کھاؤ جب آپ اوٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے اون لوگون کو آپ سے ان [illegible]
مزدوری [illegible] معلوم ہوا عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ [illegible]
[illegible] میری [illegible] اور [illegible] نہ کہا [illegible]

اگر کم کھاتا تو کام مین تقصیر کرتا اور کام کرنا مجھپر فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ
نچاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پر جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کامون مین صدق اور راستی
تکلف سے اولیٰ تر ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب جانئے کہ میزبان پر دشوار ہوگا تو اوسپر حکومت نکرے جب مہمان کو دو چیزین
اختیار دین تو جو چیز میزبان پر بہت آسان ہو اوسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام مین ایسا ہی کرتے
تھے کوئی شخص حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اونھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اوس شخص کے سامنے لاکر کہا
وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ اور کچھ پاس نرکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے
وہ شخص جب روٹی کھا چکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَنَعَنَا بِمَا رَزَقَنَا حضرت سلمان نے فرمایا کہ اگر تجھین قناعت ہوتی تو میرا
آفتابہ گرو ہو جاتا اگر جانے کہ میزبان کو دقت نہ پڑیگی اور خوش ہوگا تو اوس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ
تعالی عنہ بغداد مین زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کے اقسام لکھکر پکانے والے کو دیتا ایک دن امام صاحب
نے ایک قسم کا کھانا اوپنے ہاتھ سے اوسمین بڑھا دیا جب زعفرانی نے اوس کتبہ کو لونڈی کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ
مین اوس لونڈی کو آزاد کر دیا چوتھا ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجا لانے پر دل سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے
کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اونکی آرزو ہوگی اوسکے مہیا کرنے مین بڑا ثواب ہوگا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو بر لانے مین کوشش اور مستعدی کرتا ہے ہزار ہزار نیکیان اوسکے اعمالنامہ مین
لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اوسکے نامہ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اوسکا مرتبہ بلند کرتے ہین اور تین جنتون سے
اوسے حصہ دیتے ہین ایک فردوس دوسرے عدن تیسری خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤن یا نہ لاؤن مکروہ اور برا ہے
بلکہ جو کچھ موجود ہے سامنے لے آئے اگر مہمان نہ کھائے تو پھیر لیجائے میزبانی کی فضیلت الغرض جاننا چاہیے کہ یہ جو بیان کیا گیا اوس
صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور ہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے
تو کچھ تکلف نکرو اور اگر تو بلائے تو کچھ اوٹھا نرکھو یعنی جو تکلف تجھسے ہو سکے کر اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت ہے
کہ وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور اپنے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہماندار نہین اوس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلف نکرو اسواسطے کہ جب تکلف کروگے
تو اوسکے ساتھ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہے
خدا اوسکے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اوسکے واسطے قرض لیکر تکلف کرنا درست ہے لیکن دوستون کے
واسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہین تکلف نچاہیے اسواسطے کہ تکلف کرنے سے محبت جاتی رہیگی حضرت ابو رافع
جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا کے غلام کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ
مجھے آٹا قرض دے رجب کے مہینے مین ادا کرونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے یہودی نے کہا کہ جبتک

۵۱ ایک بھوکا ہے فقیر اوس سے روٹی کھاتے عبادتی

۵۲ شکر ہے اوس اللہ کا جسنے قناعت دی جکو اوس چیز پر جو روزی کی ہم کو ۱۲

مہمان کے پیے تین میل جاوے دینی بھائی کی ملاقات کو چار میل جاوے چوتھا ادب یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ
حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتوں پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھول ڈالے
کہ مسلمان کا دل خوش کرنیکا ثواب روزہ سے بہت افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے
واسطے روزہ نہ کھولڈالے اعتراض کیا ہے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلف کرے اور تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں پانچواں ادب
کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت نہ قبول کرے کہ یہ جانوروں کا کام ہے بلکہ اتباع سنت نبوی کی نیت کرے اور اس
بات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت قبول نہ کریگا وہ خدا اور رسول کا گنہگار
ہوگا اسی سبب سے علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے میں مسلمان بھائی کے
اعزاز و اکرام کی نیت کرے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز و اکرام کرے اوسنے خدا کا اعزاز و اکرام کیا اور مسلمان کا
دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان کو خوش کرے اوسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان
کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات منجملہ قربات ہے اور اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں
کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت میں جانے کی یہ چھہ نیتیں ہیں ہر ایک نیت کے عوض میں ثواب حاصل ہوگا اور
ایسی ہی نیتوں کی بدولت مباح چیزیں باعث قرب خدا ہو جاتی ہیں بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات میں
اونکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو تاکہ اونکا کوئی دم ضائع نجائے حاضر ہونے کے آداب یہ ہیں کہ میزبان کو
منتظر رکھے جانے میں جلدی کرے اچھی جگہہ نہ بیٹھے جہان میزبان کہے وہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر میں اوسے بٹھائیں
تو فروتنی کرے عورتوں کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے ہیں اور وہ بہت نہ دیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب ہے
اوسکی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اوس امر کو منع نکر سکے تو وہان سے اوٹھ جاوے حضرت امام احمد حنبل
نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھے تو چاہیے کہ اوٹھ کھڑا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے
کہ قبلہ اور طہارت کی جگہہ اوسے بتا دے کھانا رکھنے کے آداب یہ ہیں کہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام میں سے ہے
تا مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اولی تر ہے مگر جبکہ فقیر آیا ہو اور
انتظار نہ کرنے سے شکستہ دل ہو جاویگا تو اوسکی خوشی خاطر کی نیت سے تاخیر بہتر ہے حاتم اصم نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا
کام ہے مگر پانچ چیزوں میں چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے میں مردہ کی تجہیز میں لڑکیوں کے نکاح میں قرض ادا کرنے میں
گناہ سے توبہ کرنے میں اور دعوت ولیمہ میں جلدی کرنا سنت ہے دوسرا ادب یہ ہے کہ میوہ اور کھانے سے پہلے
لاوے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نہ رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ دسترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے
تو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اوس سے آسودہ ہو جاویں بہت کھانیوالوں کی یہ عادت ہے
کہ ثقیل غذا آگے رکھتے ہیں تاکہ مہمان بہت کھا سکے یہ مکروہ ہے اور بعضوں کی یہ عادت ہے کہ یکبارگی سب طرح کے کھانے

رکھدیتے ہیں تاکہ جسکا جو جی چاہے کھاے یہ نہو کہ طرح طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اوٹھا لے اسواسطے کہ شاید کوئی ایسا ہو کہ ہنوز آسودہ نہوا ہو اور یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نہ رکھے کہ اسمین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نہ رکھے کہ اسمین تکبر ہے مگر اس نیت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھ بچ رہیگا اوسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادہم نے بہت سا کھانا رکھا حضرت سفیان ثوری نے اونسے کہا کہ کیا تمہین اسراف کا خوف نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے مین اسراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کا حصہ پہلے نکال رکھے تاکہ اونکی نظر دسترخوان پر نرہے اسواسطے کہ جب کچھ نہ بچیگا تو وہ مہمان کا شکوہ کرینگے اس امر مین مہمان کے ساتھ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے کہ مہمان کھانا باندھ لیجاے جیسے بعضے صوفیون کی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اونکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کہدے یا یہ جانتے ہون کہ میزبان دل سے راضی ہے تو کھانا باندھ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نکرے اسلیے کہ اگر زیادہ لیجاے گا تو حرام ہوجائیگا یا اگر میزبان کی مرضی نہو تو بھی حرام ہے اسمین اور چوری سے لیجانے مین کچھ فرق نہین اور جو کچھ شخص ہم پیالہ شرم سے چھوڑدے خوشی خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے **ضیافت خانہ سے باہر آنیکے آداب** یہین کہ اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتھ آئے اسلیے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ ایسا ہی کرتے تھے اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اوس سے قصور دیکھے تو معاف کرے حسن خلق سے چھپاوے کہ حسن خلق بسا تقربات سے بہتر ہے **حکایت** ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت کی اوسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع حضرت جنید قدس سرہ کو بھی بلا لایا آپ جب اوسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلا لے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہ تشریف لائے تاکہ اوس لڑکے کا دل خوش ہو اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اوسکے باپ کا دل خوش ہو حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے اور ہر رد و قبول مین آپکو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے۔

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین مین سنت ہے اسواسطے کہ راہ دین کو جسطرح شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت ہے اور یہ بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقا کے وجود کا سبب ہے حق تعالی نے اسیواسطے نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کے واسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرائے اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے اور اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے

چندے پڑھتے ہین اور سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمہارے سبب سے اور پیغمبرون کی امت پر فخر کرون حتی کہ اوس لڑکے کے سبب سے بھی فخر کرون جو اپنی مان کے پیٹ سے گرے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد پڑے اور خدا کی بندگی کرے اوسکو بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اوستاد کا حق اوس سے بھی زیادہ ہے اسلیے کہ باپ پیدایش کا سبب ہے اور اوستاد راہ دین بتانے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملہ راہ دین ہے تو اوسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اوسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین دوسرا باب عقد نکاح کے آداب کے بیان مین تیسرا باب نکاح کے بعد عیش کرنے کے آداب کے بیان مین پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین آسے مراد اس بات کو معلوم کر کہ نکاح کی بزرگی اوسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اوسکے فائدے پانچ ہین پہلا فائدہ اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے چار طرح کا ثواب ہے پہلا ثواب یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقاے نسل جو حق تعالےٰ کو محبوب و مرغوب ہے اوس مین کوشش کرتا ہیگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانے گا اوسکو اس امر مین کچھ شک نرہے گا کہ یہ بات حق تعالیٰ کی محبوب ہے جب مالک اپنے بندے کو زمین قابل زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اوسپر ایک افسر اول کرے کہ اوسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نرکہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اوسکا مطلب اور مقصد جان جائیگا کہ جیسے کھیت جتوانا بیج بوانا درخت پیدا کروانا اسے مقصود ہے خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا آلت مباشرت پیدا کیا مردون کی پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر افسر اول کیا تو ان باتون سے جو مقصود الٰہی ہے وہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہین اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور افسر اول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹال دے تو خلقت کے مقصود سے وہ پھر رہے گا اسیواسطے صحابہ کرام اور انگلے بزرگ بے نکاح مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو زوجہ طاعون مین مرین اور خود اونکے طاعون ہوا کہا جب تک کہ مین مرون میرا نکاح کر دو مین نہین چاہتا کہ بے جورو مر جاؤن دوسرا ثواب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرنیین نکاح کے سبب سے کوشش کرتا رہے گا تاکہ آپ کی امت زیادہ ہو کہ اوسکے سبب سے آپ فخر کرینگے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنیکو منع کیا کہ اوسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے کہ اگر کھجور کی چٹائی گھر مین بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ عورت بدصورت جننے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا شہوت کے واسطے نہین ہے اسلیے کہ شہوت کے واسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے تیسرا ثواب یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل ہوتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا اونمین سے ایک اولاد بھی ہے کہ باپ کی موت کے بعد اسکی دعا برابر پہنچتی ہے اور باپ کو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مردون کو دکھاتے ہین

اس سبب سے وہ راحت پاتے ہیں چوتھا فائدہ ثواب یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مرجاوے تاکہ وہ اوس مصیبت کا رنج
کھینچے اور لڑکا قیامت میں اوسکی شفاعت کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچے کہیں گے کہ جنت میں جا
وہ چلیں جائینگا اور کہیں گے کہ ہم ماں باپ کے بغیر ہرگز نہیں اندر جاوینگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکا کپڑا پکڑ کر کھینچا اور فرمایا
کہ جسطرح میں تجھے کھینچتا ہوں اسیطرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں کھینچتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچے جنت کے
دروازے پر جمع ہونگے اور دفعۃً چلانا اور رونا شروع کرینگے اور اپنے ماں باپ کو ڈھونڈہیں گے حتی کہ اونکو حکم ہوگا
کہ تم لڑکوں کی جماعت میں جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں لیجاوے حکایت ایک بزرگ نکاح کرنے میں عذر کرتے تھے
یہانتک کہ ایک رات اونھوں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس کے مارے بیتاب ہے لڑکوں کا ایک
گروہ ہے اونکے ہاتھوں میں چاندی سونے کے کٹورے ہیں اور لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں اون بزرگ نے بھی پانی مانگا اونہیں
کسی لڑکے نے نہ دیا اور کہا ہم میں تیرا بیٹا کوئی نہیں ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوئے اوسیوقت نکاح کیا دوسرا
فائدہ نکاح میں یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار میں کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتھیار ہے اوسے اپنے سے دور کرتا ہے
اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اوسنے اپنے آدھے دین کو حصار میں کرلیا اور
جو شخص نکاح نہیں کرتا گو فرج کو بچاوے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھہ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہیں بچا سکتا نکاح فرزند کی
نیت سے کرے شہوت کے واسطے نہیں اسلیئے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمان برداری کے واسطے دین نہیں
ہوتا ہے کہ مزدور اول تا لینے کی نیت سے کرے اسواسطے کہ شہوت کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ متقاضی ہو ہر چند کہ اوسمیں اور حکمت بھی ہے
وہ حکمت یہ ہے کہ اوس میں بڑا مزا رکھا ہے تاکہ وہ مزا آخرت کے مزوں کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکی تکلیف رنج
آخرت کا نمونہ ہو ہر چند کہ مباشرت کی لذت اور آگ کی اذیت آخرت کی لذت و اذیت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا
فرمایا ہے خالق کے نزدیک اوس میں بہت سی حکمتیں ہیں اور ممکن ہے کہ ایک ہی چیز میں بہت سی پوشیدہ حکمتیں ہوں مگر عالموں اور
بزرگوں پر ظاہر ہوتی ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسیکو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیئے کہ
گھر جاوے اور اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے کہ اس امر میں سب عورتیں برابر ہیں تیسرا فائدہ یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتوں سے موانست ہوتی ہے
اور اونکے پاس بیٹھنے اور اونکے ساتھ مزاح کرنے سے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسایش کے سبب شوق عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ
عبادت کرنا اور حاضری لانا سخت ہے اوسمیں آدمی دلگیر ہو جاتا ہے یہ آسایش اوس قوت عبادت کو پھیر لاتی ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ
آسایش سے دفعۃً جیمیں لو کہ اس سے دل اندھا ہو جائیگا جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کسیوقت اسکا مشغلہ میں آتا تھا کام آپڑتا کہ آپکا جسم مبارک اسکا
متحمل نہوسکتا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہاتھ رکھکر فرماتے کلمینی یا عائشۃ یعنی اے عائشہ میرے ساتھ باتیں کر آنحضرت کی غرض یہ ہوتی تھی کہ اوس قوت سے
تاکہ بار وحی اوٹھانیکی قوت پیدا ہو جسوقت آپکو پھر اس عالم میں لاتے اور وہ قوت تمام ہو جاتی تو اوس کام کا شوق آپکے خاطر ہوتا فرماتے ارحنا یا بلال یعنی
نماز کیطرف توجہ ہوتے اور کبھی ناک کو خوشبو سے قوت دیتے اسیواسطے فرمایا ہے حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوۃ

یعنی تمھاری دنیا سے تین چیزونکو حق تعالی نے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو میری آنکھہ کی روشنی کو نماز مین ہے اور نماز کی
تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھہ کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسایش کے واسطے ہین
تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھہ کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جمع
کرنیکو منع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا
لِيَتَّخِذْ اَحَدُكُمْ لِسَانًا ذَاكِرًا وَّقَلْبًا شَاكِرًا وَّزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً یعنی زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے
یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتھ بیان فرمایا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دہونا
جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل اور عبادت سے محروم رہیگا اسواسطے
دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی اس سبب سے ابوسلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے
نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے پانچوان فائدہ یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پر صبر کرنا اور
اونکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اونکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کے واسطے کسب حلال
کرنا ابدالون کا کام ہے حضرت ابن المبارک چند بزرگون کے ساتھ جہاد مین مشغول تھے کسینے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد
سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے
اہل و عیال ہون اور وہ اونکو صلاحیت کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اوٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا اونھین اوڑھا دے
اوسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی نے کہا کہ امام احمد حنبل مین تین فضیلتین ہین کہ مجھہ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے
اور اپنے زن و فرزند کے واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے
کہ بعض گناہون مین ایک گناہ ہے کہ عیالداری کے رنج و مشقت کے سوا اور کچھہ اوسکا کفارہ نہین حکایت ایک بزرگ تھے اونکی
جورو مر گئی دوسرے نکاح کے واسطے لوگ بجد ہوے مگر اونھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی زیادہ ہے
ایک رات اونھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور مردون کا ایک گروہ آگے پیچھے اوترتا ہے اور ہوا مین
جاتا ہے جب اونکے پاس آئے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے کہا ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی
مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ اون لوگون کی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھہ نہ پوچھ سکے اون سبکے بعد
ایک لڑکا تھا اوس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اوس نے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے
اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر لیجاتے تھے اب نہ معلوم تمنے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدون کے
زمرے سے نکالدیا ہے وہ بزرگ جب جاگے تو فوراً نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی

خواہش کرنا چاہیے نکاح کی آفتیں تین ہیں ایک یہ کہ شاید کسب حلال نکر سکے خصوصًا اس زمانہ میں اور شاید عیال داری کے سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اوسکے دین کی تباہی اور عیال واطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی اسکا تدارک نہین کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بندہ کے نیک عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اوسے ترازو کے پاس ٹھہرا کر پوچھین گے کہ تو نے اپنے عیال کو نفقہ کہان سے دیا اوس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور اوسکی تمام نیکیان اس سبب سے رایگان ہوجائینگی اوسوقت منادی ندا کرے گا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیان کھا گئے اور یہ گرفتار ہوا حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اوسکے عیال جھگڑینگے اور کہینگے کہ بارخدایا اسکا ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا کھلایا ہم نجانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمین نہین سکھائی ہم جاہل رہ گئے تو جو شخص حلال ورثہ نپائے یا مال حلال نہ کمائے اوسے نکاح کرنا نچاہیے مگر جسکو یقینًا جانتا ہو کہ اگر نکاح نکریگا تو زنا مین پڑے گا دوسری آفت یہ ہے کہ عیال کا حق بجالانا نہین ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور اونکے محالات پر صبر کرنے اور متحمل ہونے سے اور اونکے کامون کے سرانجام مین آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہرایک سے نہین ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور گنہگار ہوجائے یا اونکی خبر نہ لے اونھین تباہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکون سے بھاگیگا اوسکی مثال بھگوڑے غلام کی سی ہے جبتک جورو لڑکون کے پاس نجائے نماز و روزہ کچھ قبول نہین ہوتا غرض کہ ہرایک آدمی کا نفس ہے جب تک اپنے نفس سے نہ برآئے اولی یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اوٹھائے حضرت بشر حافی سے لوگون نے پوچھا کہ تم نکاح کیون نہین کرتے ہو کہا کہ اس آیہ سے ڈرتا ہون وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ مین کیون نکاح کرون مجھے نکاح کی حاجت نہین اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہین تیسری آفت یہ ہے کہ دل جب اہل وعیال کے کام کی فکر مین ڈوبتا ہے آخرت کے خیال اور زاد آخرت کی طیاری اور خدا کی یاد سے بازرہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الہی سے باز رکھے وہ تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عیال داری کا شغل خدا سے مشغول کرتا تھا اوسطرح مجھے مشغول نہ کریگا اور جانے کہ اگر مین نکاح نکرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد و بندگی مین رہونگا اور حرام سے بچونگا اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اوسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہو اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے مگر وہ شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خلق نیک و شفقت و مہربانی پر اعتماد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یاد الہی سے باز نرکھیگا اگر مین نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یاد الہی مین مشغول رہونگا اوسکے واسطے نکاح کرنا اولی ہے واللہ اعلم دوسرا باب عقد نکاح کی کیفیت اور آداب مین اور اوسکے حقوق کے بیان مین جنکا عورت مین نگاہ رکھنا ضرور ہے نکاح کی شرطین پانچ ہین پہلی شرط ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہین جس عورت کا ولی نہو سلطان اوسکا ولی ہے دوسری شرط عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کمسن ہو تو اگر اوسکا باپ یا دادا نکاح کرے تو اوسکی رضامندی شرط نہین مگر باپ دادا

۵۱ عورتون کا مردون پر ایسا حق ہے جیسا مردون کا عورتون پر ۱۲

۵۲ ای مسلمانون بہیر سے تمکو مال تمہارا اور اولاد تمہاری یاد خدا سے ۱۲

یہ ہے کہ اوسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے تیسری شرط یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولی یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگارون کی جماعت اسوقت موجود ہو فقط دو گواہ پر اکتفا نکرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اونکا فسق مرد و عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ جسطرح تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسیطرح شوہر اور عورت کا ولی خواہ اوسکا وکیل ایجاب و قبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اوسکی فارسی کہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کردیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول کیا عقد کے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کرے پھر عقد باندھے کہ اسمین محبت و الفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو برے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو پانچوین شرط یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اوس سے حلال ہو بیس صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسواسطے کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا و رسول کا ایمان نرکھتی ہو یا اباحتی یعنی اجنبی مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اوسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جس نے جناب ختم الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نرکھتی ہو یا مرد اوسکا مالک ہو کل کا خواہ بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودہ پینے کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو مثلاً اوسکی بیٹی یا مان یا دادی سے پہلے نکاح کرکے ہی مرد صحبت کرچکا ہو یا اوس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے یا اس مرد کے چار جوروین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اوس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اسواسطے کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنمین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کرین تو ان دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اون دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین ہے یا یہ عورت اس مرد کے نکاح مین تھی اوس نے تین طلاقین دیدی ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جبتک دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہوگی یا اون دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو یا وہ عورت کمسن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک بالغ نہو لے تب تک اوسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل ہے نکاح حلال اور درست ہونے کی شرطین یہی ہین جن صفتون کا عورت مین دیکھ لینا سنت ہے وہ آٹھ ہین پہلی صفت پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ عورت اگر پارسا نہو اور شوہر کے مال مین خیانت کرے تو شوہر متفکر رہیگا اور اگر اپنی عصمت مین خیانت کرے گی اور مرد خاموش رہیگا تو حمیت اور دین کا نقصان ہے [illegible] مین روسیاہ اور بدنام ہوگا اگر خاموش نہیگا تو زندگی تلخ ہوجائیگی اور اگر طلاق دیگا تو شاید اوسکے دل سے لگی ہو دن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بڑی بلا ہے طلاق دینا بہتر ہے اگر عورت اچھی ہو مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا

آپ نے فرمایا کہ تو اوسے طلاق دیدے اوس نے عرض کیا کہ یا حضرت مین اوس سے محبت رکھتا ہون فرمایا تو اوسے طلاق ندینا اگر طلاق دیگا تو بعد اوسکے آفت مین پڑیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال یا مال کے واسطے کسی عورت کے ساتھ نکاح کریگا وہ دونون سے محروم رہیگا اور جب دین کے لیے نکاح کریگا تو دونون مقصد بر آئینگے **دوسری صفت** حسن خلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکر گذار اور زبان دراز ہوتی بیجا شکوتین کرتی ہے ایسی عورت کے ساتھ زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے **تیسری صفت** جمال ہے جو محبت اور الفت کا سبب ہوتا ہے اسیواسطے نکاح کے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار کی عورتون کی آنکھ مین ایک چیز ہے کہ دل اوس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی اونکے ساتھ نکاح کیا چاہے پہلا ونھین دیکھ لے بزرگون کا قول ہے کہ جو نکاح عورت کے بے دیکھے ہوا پشیمانی اور غم اوسکا انجام ہے اور وہ جو حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین اوسکے یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال ڈھونڈہے ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباع سنت کسی شخص کو مقصود ہے او جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کانی عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اوسکی بہن جو خوبصورت تھی اوسکی خواہش نکی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ ایک چشم عقل مین اوس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت** یہ ہے کہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حسن وجمال زیادہ ہو بہت مہر باندھنا مکروہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کا دس درم مہر باندھا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چارسو درم سے زیادہ نہین باندھا **پانچوین صفت** یہ ہے کہ بانجھ نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ عورت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت باکرہ ہو اسواسطے کہ اوسکے ساتھ بڑی محبت ہوگی اور جو عورت ایک شوہر کو دیکھ چکی ہے اکثر اوسکا دل دوسرے کی طرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ودھا جو عورت کے ساتھ نکاح کیا رسول مقبول نے اونسے فرمایا کہ تو نے باکرہ کے ساتھ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتھ کھیلتی اور تو اوسکے ساتھ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ عورت دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے شریف النسب ہو اسواسطے کہ کم اصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اوسکے اخلاق اولاد مین اثر کرین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت عزیز قریب نہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ عزیز عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اور ولی پر جو اپنی لڑکی کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اوسکی صلاح وفلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو زشت رو سست اور جو روٹی کپڑا ندیسکے اوس سے حذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہوگا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتھ بھی نکاح درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتھ کردیا اوسکا قطع رحم ہوجائیگا اور فرمایا ہے کہ نکاح لونڈی بننا ہے ہوشیار رہ کہ اپنی لڑکی کو کسکی لونڈی بناتا ہے

تیسرا باب اول نکاح سے آخر تک عورتون کے ساتھ گذران کرنے کے آداب مین

اوپر بیان تذکرہ بالا سے معلوم ہوچکا کہ دین کی اصلاحون مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب اوسمین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورونکی

جنتی مین کچھ فرق نہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلا ادب ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت موکدہ ہے حضرت عبد الرحمٰن
ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو
اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہو وہ جو کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھیگا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب ام المومنین حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے
واسطے اوسقدر ولیمہ کرے اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گذرنے پائے دف بجانا اور اوس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے
اسواسطے کہ روے زمین پر آدمی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح اسکی پیدایش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور
ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے ربیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جس رات مین عروس ہوئی اوسکے دوسرے دن
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھین جب آپکو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپ نے
فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین وہی کہو آپ نے اجازت نہ دی اسواسطے کہ آپکی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اوسے ملانا
درست نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ نیک خو رہین اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اونکو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ
اونکا رنج سہین اور اونکے حکم محال اور ناشکری کے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتون کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے
انکے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور انکے ستر کی تدبیر یہ ہے کہ انکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو
شخص اپنی جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اوسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اونکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین
علیہ افضل صلوۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑھا کرو اور اللہ کے بندون کے ساتھ
بھلائی کیا کرو عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ سے یہ تمھاری قیدی ہین اونکے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بی بی نے غصہ سے اونکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے فرمایا کہ اے بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا تمسے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات
آپ کو جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اگر ایسا ہی تو حفصہ رضی پر افسوس ہے کہ خاکسار نہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی بی حفصہ
رضی اللہ تعالی عنہا کو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ندیا کرو
اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی کا حسد نہ کرنا کہ رسول مقبول اونھین دوست رکھتے ہین اور اونکی نازبرداری کرتے ہین
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے
ساتھ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون تیسرا ادب یہ ہے کہ اپنی جورون کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے
اونسے ترکا شہ ہے اور اونکی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ دوڑتے کہ دیکھین کون آگے نکل جاتا ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا آگے نکل گئین حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہو گیا یعنی اب ہم تم برابر ہو گئے ایک دن حبشیوں کی آواز سنی کہ کھیلتے ہیں اور کودتے ہیں
حضرت بی عائشہ صدیقہ رض سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو وہ بولیں ہاں آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلایا حضرت صدیقہ رض
آپکے بازو پر ٹھڈی رکھکر دیر تک دیکھا کین آپنے فرمایا کہ یا عائشہ رض ابھی بس نکرو گی وہ چپ ہو رہیں تین بار آپ نے فرمایا تب اونہوں نے
بس کیا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام میں رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ
لڑکوں کا ایسا رہے اور خانہ داری کے باب میں مردانہ وار رہے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر میں آوے خندان
آوے جب باہر جاوے چپ جاوے جو کچھ پاوے کھاوے جو نہ پاوے اوسے نہ پوچھے چوتھا ادب یہ ہے کہ ٹھٹھول اور کھیل اس قدر
نہ بڑھاوے کہ اوسکا ڈر جاتا رہے اور برے کاموں میں عورتوں کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے
خلاف دیکھے تو تنبیہ کرے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اونکا تابعدار ہو جاویگا اور حق تعالی نے فرمایا اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ
یعنی مرد کو عورتوں پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَةِ یعنی جورو کا غلام
بدبخت ہے اسواسطے کہ جورو کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے اور بزرگوں نے کہا ہے کہ عورتوں سے مشورہ کرو لیکن اونکے
کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت میں عورتوں کی ذات نفس سرکش کے مانند ہے اگر ذرا بھی مرد انکو انکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھ سے
جاتی رہینگی اور حدوں سے گذر جائینگی اور تدارک مشکل ہو جاویگا غرضکہ عورتوں میں ایک طرح کا ضعف ہے تحمل اوسکا علاج ہے
اور کجی بھی ہے سیاست اوسکی دوا ہے مرد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کی طرح رہے ہر امر کا علاج غور کرکے کرے لیکن چاہیے کہ صبر و تحمل یاد
رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عورت پسلی کی ہڈی کی ہے اگر سیدھا کرنا چاہیگا تو ٹوٹ جائیگی پانچواں ادب یہ ہے
کہ جہانتک ہو سکے غیرت کی بات میں اعتدال نچھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اوس سے عورت کو منع کرے اور حتی المقدور
باہر نکلنے دے چھت اور دروازے پر نجانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اوسکو نہ دیکھے اور کھڑکی یا سے مردوں کا
تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ تمام آفتیں آنکھ سے پیدا ہوتی ہیں اور گھر میں بیٹھے بیٹھے نہیں پیدا ہوتیں بلکہ کھڑکی یا چھت
دروازے سے پیدا ہوتی ہیں عورت کے تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نجاننے اور بے سبب اوس سے بدگمان ہونا اور اوسکی ٹوہ لگانا
اور حد سے زیادہ اوس سے شرم و غیرت رکھنا نچاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے میں اصرار نکرے ایک مرتبہ جناب سرور کائنات
شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ آجکی رات کوئی شخص اپنے گھر میں اچانک نجاوے کل جاویں ٹھہرو اونمیں دو شخصوں
نے عدول حکمی کی دونوں نے اپنے اپنے گھر میں برا کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے باب میں
حد سے زیادہ غیرت نرکھو کہ بد امر لوگوں کو معلوم ہوگا تو وہ منسوب کرینگے [illegible] رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ عورتوں کے حق میں کیا امر بہتر ہے حضرت بی فاطمہ رض نے فرمایا یہ
بہتر ہے کہ نامحرم مرد اونکو نہ دیکھے اور کبھی کسی نامحرم مرد کو وہ نہ دیکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بی رض کو گلے لگا کر فرمایا
پیغمبرزادی یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے جھانکتی ہے اوسے مارا اور

اور دیکھا کہ عصیب بین سے ایک ٹکڑا اوٹھا رکھا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا اور پھر کبھی نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کو
اچھے کپڑے نہ پہناؤ تاکہ وہ گھر مین بیٹھی رہین اسواسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنین گی باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین عورتون کو اجازت تھی کہ مسجد مین جاوین اور پچھلی صف مین رہین صحابہ کبار رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نے اپنے وقت مین
منع کیا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتین کیسی ہوگئی
ہین تو مسجد مین جانے نہ دیتے اب مسجد اور مجلس مین جانے سے اور مردون کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر بوڑھی پرانی چادر
اوڑھ کر جاوے تو مضائقہ نہین اکثر عورتون کے حق مین مجلس اور نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہان کہین فتنہ کا ڈر ہو وہان عورت کو
جانے دینا درست نہین ایک اندھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین آیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اور اور عورتین جو وہان
بیٹھی تھین نہ اوٹھین اور کہا کہ یہ اندھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندھا ہے تو تم بھی کیا اندھی ہو چھٹا ادب یہ ہے کہ جو
نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کے پاس ایک دینار تھا اوس نے جہاد مین صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا
اور ایک دینار اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب مین سب سے افضل ہے اور چاہیے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھاوے اگر کھایا ہے تو چھپا
اور جو کھانا نہین پکوا سکتا اوسکی تعریف عورتون کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ ہفتہ مین ایکبار حلوا پکانے یا میٹھا
بنانے و فقیر شیرینی پکھانے دینا بہتر ہے اگر کوئی مہمان نہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھاوے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ اون گھروالون پر جو باہم ملکر کھانا کھاتے ہین حق تعالی رحمت بھیجتا ہے اور ملائک دعاے مغفرت کرتے ہین اصل یہ ہے کہ جو کچھ
نفقہ دے حلال کی کمائی سے پیدا کرکے دے کیونکہ گھروالون کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے
زیادہ کوئی خیانت اور ظلم نہین ساتوان ادب یہ ہے کہ علم دین جیسے نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ مین کام آتا ہے عورتون کو سکھاوے
اگر نہ سکھاویگا تو باہر جاکر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب اور فرض ہے اور اگر شوہر نے اسے سکھا دیا ہے تو اوسکی بے اجازت باہر جانا
اور کسی سے پوچھنا درست نہین اگر مرد دین سکھانے مین قصور کریگا تو مرد بھی گنہگار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے
قوا انفسکم واھلیکم نارا یعنی اپنے تئین اور اپنے گھروالون کو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب سے
پہلے حیض بند ہوجاوے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیے اکثر عورتین اس مسئلہ کو نہین جانتی ہین آٹھوان ادب یہ ہے کہ اگر دو جورو رکھتا
ہے تو اونکے درمیان برابر عدالت رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کی طرف مائل ہے قیامت کے دن
اوسکا آدھا بدن ٹیڑھا ہوگا ایک تکلیف دینے اور رات کو پاس رہنے مین دونون کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کرنے مین
برابری واجب نہین کیونکہ اپنے اختیار مین نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی کے پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار مین ہے اوس مین
کوشش کرتا ہون لیکن دل اپنے اختیار مین نہین ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہو جاوے اور اسکے پاس جانیکو جی نہ چاہے

کیا یا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کر سکے گی آپنے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر میں ہے
تو خود بخود فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے
کنا نعزل والقرآن ینزل یعنی ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا ہمیں ممانعت نہیں ہوئی گیارہواں ادب یہ ہے
کہ جب اولاد ہو تو اوسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا لڑکپن
کی بیماری سے محفوظ رہیگا اور نام اچھا رکھنا چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ عبد اللہ اور عبد الرحمن اور اسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب
ناموں سے بہتر ہیں لڑکا اگر پیٹ سے گر جائے تو بھی اسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت موکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا
اور لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے ذبح کرنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی اجازت ہے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے
کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نہ چاہیے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکے منہ میں میٹھی چیز ڈالیں اور ساتویں دن اوسکے بال
منڈوائیں اور اوسکے بالوں کے برابر چاندی یا سونا تصدق کریں اور چاہیے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نکرے
اسواسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ بھلائی کس میں ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہونگی اور اونکے سبب سے محنت اوٹھائیگا تو اسکی مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حق تعالیٰ
اوسپر رحم فرمائیگا کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہوں آپنے فرمایا کہ اگر دو ہوں تو بھی کسی نے عرض کیا اگر ایک ہی ہو آپنے فرمایا
تو بھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور ہے جسکے دو ہوں وہ گرانبار ہے جسکے تین ہوں
اے مسلمانوں اوسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ بہشت میں ہے جیسے دو انگلیاں یعنی وہ مجھسے نزدیک رہیگا اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر میں آئے وہ ثواب میں صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو
دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالیٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اوسپر
آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے بارہواں ادب یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حق تعالیٰ
اس سے راضی نہیں کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچاتا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن مصرعہ
گر ضرورت بود روا باشد ✽ جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاق دینا
مکروہ ہے اور حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت میں اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیے کہ مہربانی کی راہ سے
طلاق میں کچھ عذر کرے غصہ اور حقارت کے سبب سے طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو کچھ دے تاکہ اوسکا دل خوش ہو اور
عورت کی پوشیدہ باتیں کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ میں فلانے عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہوں ایک شخص سے لوگوں نے
پوچھا تو کیوں طلاق دیتا ہے کہا میں اپنی جورو کا راز فاش نہیں کر سکتا جب طلاق دیچکا تو پھر لوگوں نے پوچھا تو نے کیوں طلاق دی
اوسنے کہا مجھے پرائی عورت سے کیا کام کہ اوسکا بھید کھولوں فصل یہ بیان کیا گیا کہ شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا
بہت بڑا حق ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت میں خاوند کی لونڈی ہے حدیث شریف میں ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا

تو جوروؤن کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین جورو پر جو خاوند کے حق ہین اونمین سے یہ بھی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے
بے حکم باہر نجاے دریچہ مین اور چھت پر نہ آئے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نکرے اور بلا ضرورت اونکے گھر نجاے اور اپنے خاوند
کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے اوس سے اور خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے
مقصود اور خوشی کی طمع رکھے خاوند کے مال مین خیانت نکرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اوسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے
تو اسطرح جواب دے کہ وہ اسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے
نہ پہچانین جو کچھ میسر ہو اوسپر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نکرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ
ایسا صاف ستھرا رکھے جیسا صحبت کے واسطے ہونا چاہیے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن و جمال پر
فخر نکرے خاوند کے احسان کی ناشکری نکرے یہ نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید و فروخت اور طلاق کا سوال
بے سبب نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اسکا سبب پوچھا
معلوم ہوا کہ اپنے خاوندون پر طعن اور اونکی ناشکری کرتی ہین اونکا یہ حال ہے،

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین
تو کسب کے آداب جاننا چاہییے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکل کرکے
اپنے تئین بالکل آخرت کے کام بنانے مین مصروف کریگا وہ خوش نصیب ہوگا مگر بیچ کا درجہ یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر
مقصود آخرت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور
آداب جنکا جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین پہلا باب کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین — اے عزیز جان تو
کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اونکی کفالت کرنا راہ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت
عبادت سے افضل ہے ایکدن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بیٹھے تھے صبح سویرے ایک جوان قوی ادہر سے گذرا
اور ایک دوکان مین چلا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا افسوس ہے یہ اتنے سویرے راہ خدا مین اوٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے تئین یا اپنے ماں باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور
اگر تفاخر اور لاف اور تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص
خلق سے بے پروا ہونے کو یا اپنے پڑوسیون اور عزیزون کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اوسکا
چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح منور اور تابان ہوگا اور فرمایا ہے کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور شہیدون کے ساتھ
اوٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے

اگر وہ نصیحت بجا لائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کرو کیونکہ روزی کے دس ٹکڑے ہین نو ٹکڑے فقط سوداگری مین ہین اور فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالی اوسپر مفلسی کے ستر دروازے کھولدیتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے
ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اوسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے کھاتا ہے اوس نے کہا میرا ایک بھائی ہے
وہ مجھے قوت مہیا کر دیا کرتا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
فرمایا ہے کہ کسب چھوڑو اور یہ نہ کہو کہ حق تعالی روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالی آسمان پر سے سونا چاندی نہین بھیجتا ہے یعنے اس
امر کی اوسے قدرت ہے مگر کسی حیلہ سے روزی دینا اوسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب چھوڑنا
کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اوسکا دین تنگ ہو جاتا ہے عقل ضعیف ہو جاتی ہے مروت زائل ہو جاتی ہے لوگ اوسے حقارت
کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ عابد بہتر ہے یا تاجر امانت دار اون بزرگ نے فرمایا کہ تاجر امانت دار
بہتر ہے کہ وہ جہاد مین ہے اسواسطے کہ شیطان ترازو اور لین دین کے پردے مین اوسکا درپے ہے اور وہ اوسکے خلاف کرتا ہے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین بازار مین اپنے
عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجاے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اوس شخص کے
بارے مین کیا فرماتے ہین جو عبادت کے واسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے
شرع نہین جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ مین رکھی ہے
یعنی جہاد کرنے مین اوزاعی نے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اوٹھائے ہین پوچھا آپکا یہ کسب
کبتک ہوا کریگا آپکے مسلمان بھائی آپکے اس رنج و تکلیف کو دفع کر سکتے ہین فرمایا چپ رہ کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی
طلب حلال کے واسطے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا اوسپر بہشت واجب ہو جاتی ہے سوال اگر کوئی کہے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مَا اُوحِيَ اِلَيَّ اَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَكُنْ مِنَ التَّاجِرِينَ وَلٰكِنْ اُوحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِينُ یعنی مجھے خدا یہ نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہو جا بلکہ یہ فرماتا ہے
کہ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور ساجدون مین سے رہ اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ
عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے جواب یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جاے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے جورو لڑکون کے لیے
مال کافی رکھتا ہو بالاتفاق اوسکے واسطے عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے اور جو کسب مقدار کفایت و ضرورت سے زیادہ طلبی کیواسطے
ہو اوسمین ہرگز کچھ فضیلت نہین بلکہ نقصان اور دنیا سے دل لگتا ہے اور ایسا کسب سب گناہون کا سردار ہے اور وہ شخص جو مال
نہین رکھتا مگر مال صالح سے اوسکی اوقات بسر ہوتی ہے اوسکو کسب نہ کرنا اولی ہے اور یہ امر چار شخص کے واسطے ہوتا ہے ایک
وہ شخص جو ایسے علم مین مشغول ہو جس سے لوگون کو منفعت دینی ہو مثلاً علوم شرعیہ یا دنیا کا فائدہ ہو جیسے علم طب دوسرا وہ شخص جو
عہدہ قضا اور وقف اور مصالح خلق مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جسکے باطن مین صوفیون کے حالات اور مکاشفات کی راہ کھلی ہو

مگر یہ کہ ایک وکیل ڈھنڈھیارا مقرر کرے وہ جو کچھ لیگا اوسپر تاوان ہوگا اسواسطے کہ مکلف آزاد ہے حرام کہانیوالے مثلاً ترک ظالم چور
سود دینے والے شراب بیچنے والے ڈاکو گویتے نوحہ پڑہنے والے جھوٹی گواہی دینے والے رشوت کھانیوالے ان سبکے ساتہ
معاملہ درست نہین ہے اگر معاملہ کرے اور تحقیق جانے کہ اونسے جو کچھ مول لیا ہے وہ اون ہی کی ملک ہی تو حرام نہین درست ہی اور اگر تحقیق جانتا ہی کہ جو چیز مول
لی وہ اونکی ملک نہین ہے تو معاملہ باطل ہی اور اگر مال مشتبہ ہو تو دیکہے اگر بہت سا مال حلال ہی اور تہوڑا حرام کا مال ہے تو معاملہ درست ہی مگر تاہم شبہہ سے خالی نہین اور
اگر بہت سا حرام کا مال ہے اور تہوڑا سا مال حلال ہے تو ظاہر اسمعاملہ کو ہم حرام نہین کر سکتے لیکن یہ شبہہ حرام کے قریب ہے اور اسکا خطرہ
بہت بڑا ہے یہود اور نصارا کے ساتہ اگرچہ معاملہ کرنا درست ہے لیکن قرآن شریف انکے ہاتھہ ہدیہ نہ کرے اور مسلمان لونڈی غلام انکے ہاتھہ
نہ بیچے اور اگر حربی ہون تو ہتیار بہی انکے ہاتھہ نہ بیچے کہ یہ معاملہ ظاہر مذہب کے روسے باطل ہے اور بیچنے والا گنہگار ہوگا اہل اباحت
بے دین ہین انکے ساتھہ معاملہ باطل ہے ایسے لوگون کا خون کرنا اور مال لے لینا حلال ہے بلکہ یہ لوگ کسی چیز کے مالک نہین اور انکا نکاح
باطل ہے اور انکا حکم مرتدون کے مانند ہے اور جو شخص شراب پیئے اور نامحرم عورتون کے پاس بیٹھے اور نماز نہ پڑھے اسکو اون سات شبہون
مین سے کسی ایک شبہہ کے سبب سے جو عنوان مسلمانی مین مذکور ہوئے ہین درست جانے وہ زندیق ہے اوسکے ساتہ معاملہ اور
نکاح نہ کرنا چاہیے دوسرا رکن مال ہے کہ اوسی پہ معاملہ کرتے ہین اوسمین چھہ شرطون کا نگاہ رکہنا ضرور ہے پہلی شرط یہ ہے کہ
وہ مال نجس نہو تو کتے سور گوہ ہاتھی کی ہڈی شراب گوشت مردار روغن مردار کی بیع باطل ہے لیکن پاک روغن مین اگر نجاست پڑ جائے
تو اوسکی بیع حرام نہین ہے علی ہذا القیاس جو کپڑا ناپاک ہو جائے لیکن مشک نافہ اور تخم کرم ابریشم کی بیع درست ہے اسواسطے کہ صحیح
یہی ہے کہ یہ دونون پاک ہین دوسری شرط یہ ہے کہ مال مین کچھ منفعت ہو کہ وہ مقصود ہو تو چوہے سانپ بچھو اور
حشرات الارض کی بیع باطل ہے و تہبندی کرنیوالون کو سانپ مین جو نفع ہے وہ شرع مین بے اصل ہے گیہون کا ایک دانہ یا اور کوئی چیز
جسمین معتدبہ فائدہ نہو اوسکی بیع باطل ہے مگر بلی مکھی چیتا شیر بھیڑیا وغیرہ جنکی ذات مین یا چمڑے مین منفعت ہو اوسکی بیع درست ہے
طوطے مور اور خوبصورت چڑیون کی بیع درست ہے کہ اونسے یہ منفعت ہوتی ہے کہ آدمیکو اونکے دیکھنے سے راحت ہوتی ہے اور
بربط چنگ رباب کی بیع باطل ہے کہ ان چیزون سے منفعت اوٹہانا حرام ہے اور انکا نفع کالعدم ہے اور لڑکون کے کھیلنے کے
واسطے مٹی کے کھلونے جو بناتے ہین اگر حیوانون کی صورت بنائی ہے تو اوسکی قیمت حرام ہے اور اوسکا توڑنا واجب ہے درخت
اور پھول پتی بنانا درست ہے جیسے طباق اور کپڑے مین صورت بنی ہو اوسکی بیع درست ہے کہ اوس کپڑے کا تکیہ بچھونا بنانا درست ہے
پہننا درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے کا مال بے اجازت بیچے گا تو بیع
باطل ہے گو خاوند کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست نہوگی اسواسطے کہ پہلے
اجازت چاہیے چوتھی شرط یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کر سکے تو جو لونڈی غلام بھاگ گیا ہو اور جو
مچھلی پانی مین اور چڑیا ہوا مین اور بچہ پیٹ مین اور نطفہ گھوڑے کی پیٹھہ مین ہو اوسکی بیع درست نہین کیونکہ انکا فوراً حوالے کر دینا
بیچنے والے کے اختیار مین نہین ہے اور جو بال جانور کی پیٹھہ پر ہون یا جو دودہ تھن مین ہو اوسکی بیع بھی باطل ہے اسواسطے کہ جبتک

حوالہ کرے گا نیا دودھ جو پیدا ہوتا ہے اوس مین یہ دودھ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شئی مرہونہ کی بیع باطل ہے اور جو لونڈی لڑکے کی ماں ہوئی ہو اوسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اسکو حوالے کر دینا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو اوسکا چھوٹا لڑکا اوسکی بیع یا اوسے چھوڑ کر لڑکی کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ انکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے۔ پانچوین شرط یہ ہے کہ عین مال اور اسکی مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھر سے تو چاہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کر کے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز مین نے تیرے ہاتھ بیچی جدہر تو چاہے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال آنکھ سے نہ دیکھے مثلاً بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اوتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض اور عین و ثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے تیرے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا یون طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اوسے دیکھے یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اوتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہو جانیوالی ہو تو اوسکی بیع باطل ہے اور جو مین کپڑا اور لپیٹے ہوئے کپڑے مین ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اوسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اوسکے سر کے بال اور ہاتھ پاؤن جو کچھ بردہ فروش عادتاً دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر اومین سے کچھ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اوسکا ایک درجہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ بادام باقلا انار مرغی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ ان چیزون کو اسیطرح چھپا مصلحت ہے اور سبز اخروٹ اور باقلی جو دو دو چھلکے مین ہون بمقتضاے حاجت انکی بیع درست ہے اور فقاع کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مگر اجازت سے اوسکا کھانا پینا مباح ہے چھٹی شرط یہ ہے کہ جو کچھ مول لیا ہے جبتک اوسپر قبضہ نکرلے تب تک اوسکی بیع درست نہین چاہیے کہ پہلے اوسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے تیسرا رکن عقد ہے لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اوسکے عوض مین مین نے تجکو دی وہ کہے مین نے لی یا قبول کی اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہو تو اگر لین دین کے پیشتر لفظ نکہیگا تو بیع درست نہوگی جیسا کہ اب عادت ہوگئی ہے اور یہ اولی ہے کہ حقیر چیزون مین ضرورت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز کہین کہ اسکا رواج بہول گیا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا یہی مذہب ہے اور علماء شافعی المذہب کے ایک گروہ نے تو مذہب شافعی یا [illegible] اس قول کا اختیار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پر فتوی دینا کچھ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہوگئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ مین بھی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ لین دین کا پیشتر عادت ہوتی تو [illegible] تکلف ہوتی اور [illegible] نکلنا کو حکایۃ نقل کرتے اور پوشیدہ نرہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہوجاے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیسا کہ ہدیہ مین ظاہر ہے کہ جو کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ لیجاتے تھے اوسمین ایجاب و قبول کا تکلف نہتا تھا اور ہر زمانہ مین ایسا ہی ہے

اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عوض نہو بمقتضاے عادت مجرد فعل سے ملک حاصل ہو جاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض
لینے قیمت موجود ہے فقط فعل سے ملک حاصل ہو جانا کیہ محال نہین ہے لیکن ہر یہ مین بمقتضاے عادت تہوڑے بہت
مین فرق نہین ہوا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گہر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی
کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کریگا اور ملک حاصل
نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تہوڑی تہوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اونمین جیسے عادت
اجازت دیتا ہے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ
حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اون درجون مین کچھ اندازہ نہین کر سکتے جب یہ امر مشکل ٹھہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے اے عزیز
جان تو کہ اگر کسینے گدہے کے بوجہ برابر گیہون مول لیے اور لفظ بیع و شرا نہ کہی تو وہ اوسکی ملک نہو جاینگے اسواسطے کہ وہ حقیر
چیز نہین ہین لیکن کہانا اور اونمین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہو جانے کے سبب سے اباحت حاصل ہو جاتی ہے گو کہ
ملک نہ حاصل ہو اگر ان گیہوون سے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے اسواسطے کہ مالک کا حوالہ کر دینا قرینہ حال سے اس بات کی دلیل
ہے کہ اسپر حلال کر دیا ہے مگر بشرط عوض اور اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کہلا دینا پہر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور
تاوان واجب آتا جبکہ اپنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو یہی یہ امر حاصل ہو گیا تو لفظ بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے
کی ملک نہین ہو جاتا یہانتک کہ اگر وہ اور کسی کے ہاتھ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے کہ مول لینے والا کہا جائے
مالک پہیر لینا چاہے تو پہیر سکتا ہے جسطرح وہ کہانا جو دعوت مین دسترخوان پر چنا جاے اے عزیز جان تو کہ بیع اس شرط سے
درست ہوتی ہے کہ اوسکے ساتھ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے
گہر پہونچا دے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجہے آٹا پیس دے یا تو مجہے کچھ قرض دے یا اور کچھ شرط کرے
تو بیع باطل ہوگی مگر چند شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکھ یا کسیکو گواہ کر یا فلانے
آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابہی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا یا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار ہے مگر تین
دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکھنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل کرینگی
دوسرا عقد ربا ہے اور ربا نقد اور ادہار مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک ادہار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے
عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تاوقتیکہ دونون موجود نہون اور علیحدہ ہونیکے پہلے ایک دوسرے سے
قبضہ نکرلے اگر اوسی جلسہ مین قبضہ نہ کرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی
حرام ہے اور اوس دینار کو جو ثابت ہو اوس دینار یا عتبہ کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا نچاہیے اور کہرے دینار کو کہوٹے دینار سے
زیادتی کے ساتھ بیچنا نچاہیے بلکہ کہرا کہوٹا ثابت شکستہ برابر ہونا چاہیے اگر کوئی کہرا ثابت دینار کو لیا اور اوسی شخص کے ہاتھ
ٹوٹے ہوے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور زیور وہ جسمین کہ چاندی ہوتی ہو اوسکو کہرے سونے چاندی

یا زر خالص ہو وہ سکے عوض بیچنا نچاہیے بلکہ اوس سے اور کوئی چیز مول لیکر بیچے اور جس نقرۂ طلائی چیز کا چاندی سونا کھرا نہو
اوسکا بھی یہی حال ہے اور جس موتی کی لڑی مین سونا ہو اوسکو سونے کے عوض بیچنا نہین درست ہے اور زرتار کپڑا زر کے عوض
بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہے جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر دو جنس سے ہو تو بھی
اناج اناج کے عوض اودھار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے
گیہون کے عوض گیہون تو بھی اودھار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتھ درست نہین بلکہ ناپ مین برابر ہو اگر تولنے مین
برابر ہو تو بھی نہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اوسی انداز سے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی کو گوشت
کے عوض بکرا دینا نان بائی کو روٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور ناریل دینا درست نہین اور بیع منعقد
نہوگی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ سے دے کہ اوس سے روٹی لے تو اوسکا کھانا مباح ہے مگر یہ روٹی اوسکی ملک نہوگی
اور دوسرے کے ہاتھ نہ بیچ سکیگا اور نان بائی کو گیہون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والیکے گیہون
نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر باقی رہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کر دیا
تو کافی نہوگا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط سے تجھے بحل کیا کہ تو بھی مجھے بحل کر دے تو یہ باطل ہے اور اگر
یہ شرط صراحتًا نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہے کہ اسکے دل مین یہ شرط ہے سبب اسکے مین بھر گیہون نہ بحل
بحل کرنا اوس جہان مین اوسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضامندی فقط زبان سے ہے دل سے نہین اور جو رضامندی
دل سے نہو وہ اوس جہان مین کام نہ آئیگی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ کرے مین نے تجھے بحل کر دیا اور دل مین بھی
یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کر دے تو بھی یہی حال ہے اور اگر ایک دوسرے کو بحل نہ کرے اور دونون
چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو اوسے دنیا مین تو جھگڑا نہوگا اور اوس جہان مین بدلا ہو جائیگا لیکن اگر کچھ بھی زیادتی ہے
تو اوس جہان کی خصومت اور اوس جہان کے مظالمہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز بنتی ہے اوسے اوسی اناج کے
عوض بیچنا نچاہیے اگرچہ برابر ہی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی ٹھہرا اسے گیہون کے بدلے بیچنا نچاہیے
علی ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شیرہ کے بدلے اور دودھ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین مگر انگور کو انگور کے عوض اور
رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تاوقتیکہ انگور منقی نہو جائے اور رطب چھوہارا نہو جائے اسکا بیان اجمالی ہے جو بیان
کیا گیا اسکا سیکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ مشتبہ نہین جانتا پیش آئے تو یہ تو سمجھے کہ اسے مین نہین جانتا ہون علماء سے
پوچھ لون اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑجاؤن اور [illegible] بحل کرنا فرض ہے
ایسا ہی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے [illegible] شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ عقد مین کہے
کہ مثلاً یہ چاندی سونا یا یہ کپڑا جو کچھ ہو کہدے کہ [illegible] گیہون [illegible]
مقصود ہون اور اوس چیز کی قیمت سے بدل [illegible]

تاکہ طرف ثانی کو معلوم ہو جائے اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ اس اس صفت کی چیز مین نے مول لی تو بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اوسکی تول ناپ کرے تاکہ اگر پھر لینے کی حاجت پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس المال حوالے کر دے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جسکا حال وصف سے معلوم ہو جائے جیسے حبوب روئی جانورون کے بال جیسا پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودھ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے ملکر بنی ہو جنکی مقدار علیحدہ علیحدہ نہین جانا ہے جیسے غالیہ یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ نعلین تراشا ہوا تیر اوسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین شرط** یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہے کہ غلہ طیار ہونے تک اسواسطے کہ ہمیشہ یکسان نہین اور اگر کہے کا نوروز تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے جمادی الاول پر اسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ اوس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تا وقتیکہ اوسوقت پک نجاتا ہو سلم باطل ہے اگر اوسوقت اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہو جائے تو اگر اوسکی مرضی ہو تو مہلت دے ورنہ فسخ کر کے مال پھیرے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھے کہ کہان حوالے کرینگے شہر مین یا گاؤن مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اوسے مقرر کرے تاکہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہو جائے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کی طرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ کے انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے ایسی چیز مین سلم نہ دے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ جو بے نظیر ہو یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم نہ دے جبکہ اناج ہی راس المال ہو مثلاً جو یا گیہون سا اون کا کن وغیرہ لینے کے واسطے سلم نہ دے چوتھا عقد اجارہ ہے اوسکے دو رکن ہین ایک اجرت دوسرا منفعت پہلا رکن اجرت عاقد اور لفظ عقد کا ویسا ہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت کا معلوم ہونا چاہیے جیسا ثمن مین بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے کہ مثلاً دس درم لگا کر تعمیر کر تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اوسکی اجرت مین کھال دینا اور پسنہاری کی اجرت مین چکی کی بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوسمین سے مزدوری دینا نہین درست ہے اور اگر یون کہے کہ یہ دوکان مین نے تجھے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام مدت معلوم نہین ہوتی یون کہنا چاہیے کہ ایک سال یا دو سال کو اجارہ دے تاکہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہو جائے دوسرا رکن منفعت ہے الغرض جانو کہ جو امر مباح ہو اور معلوم ہو اور اوسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اوسمین گنجایش ہو اوسمین اجارہ درست ہے تو پانچ شرطین اوسمین بجا لانا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دکان آراستہ کرنیکو یا اناج یا کپڑا سکھانے کو کوئی درخت یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور

۱۵ نوروز ایک دن کا نام ہے سال وہ آتش پرستوں کی عید کا دن ہے ایک شعر دیگر بھی اوس دن عید کرتے ہین اور رنگ کھیلتے ہین ۱۲

اور گیہون کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے اگر کوئی لٹھ ہتیا جاہ وحشمت والا ہے اور اوسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اوسکی مزدوری
مقرر کرین تاکہ ایک بات کہدے اور مال بک جاوے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اوسمین کچھ رنج و محنت نہین بلکہ
اگر بیچنے اور دلال کو اوسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے کہ اتنی باتین کرے اور اسقدر چلے جسمین رنج و محنت اور دشواری اور وقت ہو
تب بھی اجرت مثل سے زیادہ واجب نہوگی اور یہ عادت جو مقرر کی ہے کہ مثلاً پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہین بقدر مال لیتے ہین بقدر مشقت
و ملال نہین لیتے یہ حرام ہے تو اوٹھتے اور دلال جو مال اسطرح پیدا کرتے ہین وہ حرام کا مال ہے تو دلال اس مظلمہ سے دو طرح چھوٹ سکتا ہے
ایک یہ کہ جو کچھ اوسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت کی قدر مانگے قیمت کی مقدار پر نہ اور نیز دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلا
کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص راضی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت مین سے پانچ روپیہ سیکڑا
لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہین نہ معلوم خریدار کتنے کو خرید کرین اگر ایسا کہے گا تو باطل ہے اور اوسکی محنت
کی قدر اجرت کے سوا اور کچھ دینا لازم نہین دوسری شرط یہ ہے کہ منفعت پر اجارہ ہو عین اوسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا
درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گاے اجارہ لی تاکہ دودہ دوہے یا گاے اوڈھیا پر دی تاکہ چارہ دے اور آدہا دودہ لے یہ
اجارے باطل ہین اسواسطے کہ چارہ اور دودہ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو لڑکے کے دودہ پلانے کے واسطے اجارہ
لے تو درست ہے اسواسطے کہ لڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اور اوسکا تابع دودہ ہے جیسے کاتب کی سیاہی اور درزی کا تاگا
کہ مقدار مجہول اور معلوم کی تبعیت مین جائز ہے تیسری شرط یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اوسکے سپرد کرنا ممکن اور
مباح ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کے واسطے جو اوس سے نہو سکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے اور حیض والی عورت کو
مسجد جہاڑنے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ یہ فعل حرام ہے اگر کسی شخص کو بھلا چنگا دانت اوکھاڑنے کو
یا صحیح سلامت ہاتھ کاٹنے کو یا بالی پہنانے کے واسطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے
کہ یہ باتین شرع مین درست نہین ہین اور ایسے کامون کی اجرت لینا حرام ہے اسیطرح گودنا گودنے والون کا حال ہے مردون
کے واسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکن سینے والون کی اجرت حرام ہے ایسے کامون کا اجارہ درست نہین علی ہذا القیاس
اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجھے رسن بازی سکھادے تو یہ بھی حرام ہے اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کریگا
وہ اپنی جان کے خطر مین ہے اور جو شخص تماشا دیکھنے کھڑا رہیگا وہ اوسکے خون مین شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر
تماشا نہ دیکھین تو وہ اپنی جان کو خطر مین نڈالے اور جو شخص رسن باز اور مدار ازکو اور ایسے لوگون کو جو [illegible] فائدہ مسخرا کا کام
کرتے ہین کچھ دیگا وہ گنہگار ہوگا اسیطرح مسخرے اور گویئے اور نوحہ گر اور جو کچھ [illegible] واسطے [illegible] مزدوری دینا حرام ہے اور قاضی کو
حکم دینے کے بدلے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی کو قبالہ لکھنے اور اسپر شہادت کی مزدوری
دے تو درست ہے اسواسطے کہ قبالہ لکھنا اور [illegible] واجب نہین بشرطیکہ اوس کو قبول [illegible] حد سے باہر نہ [illegible] اور اگر [illegible] کو [illegible]
[illegible] کرے اور اکیلا آپ ہی لکھے اور اوس قبالہ کی مزدوری جو کچہری مین لکھی ہے وہ نہ لے اور ایک دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر

اور انکو منع نہ کرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت مین درست ہے اگر اور کوئی سجل
لکھے اور وہ فقط دستخط کرے اور اوسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھپر واجب نہین تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اوتنا
کام جس سے لوگون کے حقوق مستحکم ہوجائین قاضی پر واجب ہے اگرچہ واجب نہ بھی ہو تو اتنی محنت گیہون کے ایک دانہ کا حکم رکھتی
ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر و قیمت اس وجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خط ہے جو شخص جاہ و رتبہ کی وجہ سے حاکم ہو
اوسے اجرت لینا نچاہیے مگر قاضی کے وکیل کی اجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل نہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا
حق باطل کردیتا ہے بلکہ چاہیے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اوسسے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ
یہ حق کو باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنیکا
قصد کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ رہے لیکن ایسی بات کی انکار جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے
اوس ثالث کو جو متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دو لینا
کام نہین نکال سکتا لیکن اگر ایک فریق کی طرف سے محنت کرے اور ایسی محنت اوٹھائیگا جسکی کچھ قیمت ہو تو اوسکی اجرت
حلال ہوگی بشرطیکہ جھوٹ جو حرام ہے نہ بولے اور دغابازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اوسے نہ چھپائے
اور ہر ایک کو جھوٹ موٹ نہ دہمکائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین اور حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے بنا لینا صلح
نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اوسکی اجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق
تو درست نہین کہ حقدار کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرے لیکن اگر جانے کہ ظلم کریگا اور حیلہ سے اوسے
دہمکائے تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو ہمین ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانتدار ہے اور جانتا ہے کہ جو بات وہ زبان
لائیگا اوسکا حساب اوس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا
یا نہین ممکن نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم ایسی دنیا و فریب مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کے کام مین سعی و
سفارش کرتا ہے اگر محنت کرکے اوسکی اجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین دقت ہو اور فخر اور جاہ کی عوض
مین اجرت نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست نہ ہو اوسمین گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی حمایت کے واسطے یا حرام پر دینے کے
لیے کہیگا یا سچی گواہی کو چھپائیگا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اوسکی اجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین
ان سب احکام کا جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور اسکی تفصیل طویل ہے
مگر اتنے بیان سے ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے چوتھی
شرط یہ ہے کہ یہ کام اوسپر واجب نہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اجرت پر مقرر کیا
تو درست نہین اسواسطے کہ جب وہ صف جنگ مین جائیگا تو اوسپر خود لڑنا واجب ہوجائیگا قاضی اور گواہ کی اجرت بھی اسی
سبب سے درست نہین اور کسیکو اسواسطے اجرت دینا کہ اوسکی طرف سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے درست نہین کہ انکا ہونا

نیابت نہیں چلتی اور حج کے واسطے اوس شخص سے اجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہو اور اوسکے تندرست ہونے کی امید نہ
رکھتا ہو قرآن شریف پڑھانے یا وہ علم سکھانے کے واسطے جو معین راہ دین ہو اجرت دیکر کسیکو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا
مردہ نہلانا جنازہ اوٹھانا اگرچہ فرض کفایہ ہے مگر ان کاموں کی اجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور موذنی کی اجرت میں
علماء کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اسکی اجرت حرام نہیں اور اوس محنت کی عوض اجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کرتا ہے نماز اور اذان
کے عوض میں نہیں ہوتی مگر یہ اجرت کراہت اور شبہ سے خالی نہیں ہے پانچویں شرط یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور
کرایہ کو دے تو اوسکو دیکھ لینا چاہیے اور کرایہ پر دینے والا دریافت کرلے کہ کتنا بوجھ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا ہانکےگا مگر جو
اس باب میں کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ دے تو یہ کہنا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوؤنگا سانوں کا کرنا
ضرر گیہوں سے زیادہ ہوتا ہے مگر یہ کہ عادت سے معلوم ہو غرض یہ ہے اجارون میں علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اوس اجارہ کے
سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی صفت نہ معلوم ہو اور اوسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے پانچواں عقد قراض ہے
اسکے تین رکن ہیں پہلا رکن سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورق نقرہ اور کپڑا اور سامان نچاہیے اور وزن
معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کردیں اگر مالک شرط کرے کہ میں اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہیں ہے
دوسرا رکن نفع ہے تو چاہیے جو کچھ ملیگا اوسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہیگا کہ دس درم میرے ہیں اور باقی کو
بانٹ لیں تو باطل ہے تیسرا رکن عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت ہو یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہیں اگر گیہوں نان بائی
کو دے کہ روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہیں اگر تیلی کو تخم کنجد یا سرسوں دے تو بھی درست نہیں اگر تجارت میں
یہ شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسیکے ہاتھ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ خریدے تو یہ شرط باطل ہے اور جو
معاملہ کو تنگ کرے اوسکی شرط لگانا درست نہیں اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے یہ مال میں نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدھا
آدھا بانٹ لیں گے وہ کہے میں نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندھا تو خرید و فروخت کرنے میں مالک مال کا وکیل ہوگیا مالک
جب چاہے فسخ کرلے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال نقد ہے تو منافع بانٹ لیں اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہو تو عامل کو
مال مالک کو حوالہ کردے اور عامل چاہیگا کہ بیچے [illegible] اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے
کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو تو مالک نہیں منع کرسکتا اگر مال جنس ہو [illegible] نفع ہو تو عامل پر واجب ہے کہ اوس قدر
نقد کا مال بیچے جس قدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال تقسیم کرلیں اور باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہیں
ہے جب ایک سال گذر جائے تو زکوۃ دینے کے واسطے مال کی قیمت جانچنا واجب ہے اور عامل کے حصہ کی زکوۃ عامل پر ہے اور [illegible]
مال کے بے اجازت عامل کو سفر کرنا نچاہیے اگر سفر کریگا تو اوس پر مال کا تاوان ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو جو خرچ [illegible]
باربرداری کا صرف اور دکان کا کرایہ مال میں سے لینا ہے اور [illegible] زاد راہ بھی مال قراض میں سے لے اور جب سفر سے پھر آئے
تو دسترخوان افتابہ وغیرہ جو کچھ مال میں سے لیکر خریدا تھا وہ سب مال میں داخل ہوجائیگا چھٹا عقد شرکت ہے جب دو آدمیوں کی

شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونو کا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور اگر مال کم زیادہ ہے تو نفع بھی اوسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ کچھ لین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو اس صورت مین کام کے سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کرنا درست ہے اور یہ امام شافعی رح الشرکتہ کا قول ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی رواج ہے اور وہ باطل ہین ایک مزدورون اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپس مین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے اسواسطے کہ ہر ایک کی مزدوری خاص اوسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سامنے رکھدین اور کہین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اوسمین ہم تم شریک ہین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور ایک صاحب جاہ اور ذی الاجاہ والیکے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شریک ہو یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اسقدر جاننا ضرور ہے کہ اسکی اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور شکلین جو ہین وہ نادر ہین آدمی جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت آپڑے گی اوسے دریافت کر سکیگا اور اگر اسقدر نہ جانیگا تو حرام مین گرفتار ہو جائیگا اور جانیگا بھی نہین کہ مین مبتلا ہے حرام ہوا اور اسوقت اسکا عذر لاعلمی کچھ کارآمد نہوگا تیسرا باب معاملہ مین عدل و انصاف کا لحاظ رکھنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی رو سے معاملہ درست ہونے کی شرطین تھی اور بہت معاملے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین فتوی تو ہم یہی دینگے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنیوالا حدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو رنج اور نقصان پہونچے اسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو عام ہے اوسکی بھی دو نوعین ہین پہلی نوع احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچونگا جو ایسا کرے اوسے محتکر کہتے ہین اور محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے رکھ چھوڑے کہ جب گران ہو تو بیچونگا وہ اگر تمام اناج خیرات کر دیگا تو بھی اسکا کفارہ نہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج رکھ چھوڑے حق تعالے اوس سے اور وہ حق تعالے سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لیگیا اور جو اوسوقت نرخ ہے اوس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اوس نے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اوس نے ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج بند رکھیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا اور اونکو کسی شخص نے کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اوسمین آگ لگا دو اگلے بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین بیچنے کو بھیجا وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھہر کر دونون دامون بیچا اور اون بزرگ کو خط لکھا کہ مین نے ایسا کام کیا اونھون نے جواب لکھا کہ مین نے اوس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب نہ تھا کہ بہت سے نفع کے عوض تو نے دین ہاتھ سے دیدیا یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات دیدے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جاے اور شاید کہ اسہی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹین اے عزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونیکا سبب خلق کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہوگا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روک رکھے کہ لوگ پیاسے ہوکر زیادہ

قیمت کو مول لین اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اوسے اختیار ہے
جب چاہے بیچے اوسپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہین ہے اگر تاخیر کرے تو اوسے لیے ہے لیکن اگر اوسکے دل مین یہ خواہش ہو
کہ اناج گران ہوجاے تو یہ خواہش البتہ بد ہے دوا وغیرہ جو قوت نہین ہین اونکی اکثر احتیاج نہین پڑتی ہے اونکو گرانی مین
بیچنے کی نیت سے رکھ چھوڑنا حرام نہین ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب
قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ اونمین علما کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین
پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا جبھی حرام ہے کہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج مل سکتا ہے تو جمع کر رکھنا
حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین کسیکا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اوسوقت بھی حرام ہے اور صحیح
یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی کے رنج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی
تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے کہ لوگون کی تکلیف اور موت کی راہ دیکھنا بری بات
ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی برا سمجھے ہین ایک قسائی کے پیشہ کو کہ دل سخت کر دیتا ہے دوسرے سنار کے پیشہ کو کہ اوسمین دنیا
کی آرایش ہے دوسری نوع جس سے رنج عام ہوتا ہے کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ مین دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو
اوسپر ظلم کریگا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسیکو دیوے گا اسیطرح مدت دراز تک دغا بازی کا سلسلہ رہیگا
پہلے جس نے دغا بازی کی ہے اوسپر اون سب کا مظلمہ ہوگا اسیواسطے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم
چرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اوسیوقت ہے اور یہ گناہ ممکن ہے کہ اوسکی موت کے بعد تک چلا جاے اور
وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مرجاے اور اوسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس تک رہنا ممکن ہے اور قبر مین اوس شخص پر عذاب
ہواکریگا جسکے ہاتھ سے اوس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین معلوم کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ
اشرفی جسکے ہاتھ لگے اوسے چاہیے کہ کنوین مین ڈال دے اور کسیکو یہ کہکر بھی نہ دے کہ یہ کھوٹا ہے کہ شاید وہ اور کسیکے ساتھ دغا بازی
کرے دوسرے یہ کہ بازاری پر واجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان لے پر اسواسطے نہین واجب ہے کہ خود نہ
لے بلکہ اسلیے کہ اور کسیکو دے سکے اور مسلمانون کا حق ضایع نہ کرے جو شخص یہ کام نہ سیکھیگا اور [illegible] کھوٹا
روپیہ اشرفی اوسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا ہے اوسپر اوسکا علم سیکھنا واجب ہے
تیسرے یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً سَہْلَ الْقَضَاءِ
وَسَہْلَ الْاِقْتِضَاءِ تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا
ہونا صاف کہدیگا تو بھی لینا نہ چاہیے [illegible] لیکن جسمین ناقص سونا
چاندی ہے اوسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین ہاں اگر اوسے خرچ کریگا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے کو بتادے کہ یہ
ناقص ہے [illegible] دوسری یہ کہ اوسے ایسے شخص کو دے جسکی امانت اور [illegible] پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغا بازی نہ کرے

اگر یہ جانے کہ یہ خرچ کرتے وقت دوسرے سے ناقص ہونیکا حال نہ بتائیگا تو اوسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے
شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنائیگا یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کریگا
اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد
سے بہتر ہے دوسری قسم ظلم خاص ہے یہ اوسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہو اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم
ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کیطرف سے اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے *
ہرچہ بر خود مپسندی بر دیگران ہم مپسند * جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اوسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے
روا رکھے اوسکا ایمان ناقص ہے اسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نکرے کہ ایسی
جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار سے بتا دے جانتا ہو تو سچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالے نے فرمایا ہے
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی جو بات کہتا ہے اوس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی
ہوگی تو اوسکا کچھ عذر نہو سکیگا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے تو بھی اوناکام کے واسطے خدا کا نام لیا یہ بیادبی
ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس
ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھا کر بیچیگا قیامت کے دن
حق تعالے اوسکی طرف نہ دیکھیگا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اوسکی تعریف نہ کرتے تھے ایکدن
ریشم نکالنے لگے اونکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا مجکو جنت کے کپڑے عنایت فرما یونس بن عبید نے
پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اوسے پھینک دیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اسکا یہ کہنا اپنے مال کی
تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائیگا تو دغا باز ہو جائیگا
اور نصیحت سے دست بردار ہو جائیگا ظالم اور گنہگار ہو جائیگا اور اگر اوپر کی تہ دکھائی یا اندھیرے مین کپڑا دکھائے تاکہ کپڑا
اچھا نظر آئے یا جوتون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغا باز ہو جائیگا ایک دن ایک گیہون والے کی طرف
جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کا گذر ہوا آپنے اوسکے گیہون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا
یہ کیا ہے اوس نے عرض کیا بھیگے ہوئے گیہون ہین آپنے فرمایا کہ یہ گیہون نکال ڈالے مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو دغا بازی
کریگا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اوسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع کہ صحابہ
مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اسکے پاؤن مین
عیب ہے وہ پھر آیا اور تینسو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے اونسے کہا کہ یہ معاملہ تمنے کیون خراب کیا اونھون نے
جواب دیا اسواسطے کہ مین نے جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اوسکا عیب
چھپائے اور دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نکرے اور کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم

بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانوں کو نصیحت کریں اور اونپر شفقت کریں اور چھپانا نصیحت نہیں ہے آمیز جان تو کہ ایسا معاملہ
کرنا دشوار ہے اور بڑی محنت کا کام ہے دو چیزوں سے البتہ آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر بھول سے لیا ہے
تو عیب ظاہر کر دینے کا ارادہ رکھے اگر کسی نے اوسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اوروں پر نقصان
ڈالنے کا ارادہ نہ کرے جبکہ خود دغاباز لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اوروں کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ دغابازی
سے روزی کچھ بڑھ نہین جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور یہ خود داری نہین رہتی اور عیاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ
ہاتھ لگتا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ پیش آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہے گا اور اوس شخص کا سا حال ہوگا
جو دودہ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً سیلاب آئی اور گائے کو بہا لیگئی اوسکے لڑکے نے کہا کہ دودہ مین تھوڑا تھوڑا پانی جو ملایا کرتے
تھے وہ سب اکٹھا ہوا اور گائے کو بہا لیگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی
برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ جسکے پاس مال تھوڑا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اوس سے راحت ہو
اور اوس سے خیر بہت وقوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے کہ مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دنیا اور عقبی مین اوسکی تباہی کا
باعث ہوتا ہے اور اوس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتے تو برکت طلب کرنا چاہیے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی
بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص امانت دار مشہور ہوا ہر شخص اوسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش
رکھتا ہے اور اوسے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کے ساتھ مشہور ہوا اوس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات
یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سو برس سے زیادہ نہوگی اور آخرت کی مدت بے نہایت ہے تو یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیا کے
چند روزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ ان باتون کا خیال رکھے تاکہ عیاری اور دغابازی
اوسکے دل مین جگہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ
مین رہتی ہے جب تک دنیا کو دین پر مقدم نہ رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالے فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین
تم سچے نہین اور جسطرح بیچ مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اوسیطرح سب پیشون مین فرض ہے اور جو اوسکا کام کرنا حرام ہے
مگر جس کو پیشہ [illegible] حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے [illegible] فتوی پوچھا آپ نے فرمایا کہ سچا ہے مگر اوس شخص کو درست ہے
جو اسے پہنچنے کے واسطے [illegible] کے لئے [illegible] شخص [illegible] کے واسطے [illegible] گنہگار ہوگا اور اوسکی مزدوری
حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ [illegible] حق تعالی فرماتا ہے ویل للمطففین الذین
خرابی ہے [illegible] اگلے بزرگون کی عادت
تھی [illegible]
[illegible]
[illegible]

برائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت کے موافق تول اور
جھکتا تول حضرت فضیل رح نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار تولتا ہے اور اوسکے نقش مین جو میل تھا
اوسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا تیرا یہ کام دو حج اور دو عمرون سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے جو ترازو والا آدمی کہ ایک
تول کر دیتا ہے اور ایک سے تول کر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہو اور بیچتے وقت کھینچ کر
ناپتا ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور جو قسائی کہ اوس ہڈی کو جسکا رواج نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہے وہ بھی انہین داخل ہے
اور جو شخص غلہ بیچے اور اوسمین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی انہین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب معاملون مین
خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسینے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ویسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اوسنے
دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچیگا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے تئین دینی بھائی پر فوقیت
نہ دے اور یہ سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا
یعنی کوئی شخص ایسا نہین کہ دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پائیگا چوتھی بات
یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا نہ کرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ
سے آگے جائین اور شہر کا نرخ چھپائین تاکہ خوب سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو
بھی آپنے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اوس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس
چھوڑ جائین کچھ دن بعد گران بیچ دونگا اور اس امر کو بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران چکائی تاکہ
دوسرا شخص اوسے سچا جانکر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب
کھائے تو جب یہ بھید کھلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے یہ عادت ہے کہ مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین
لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑھا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسیطرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت نہین جانتا اوسے سستا بیچتا ہے اوس سے مال خریدنا درست نہین
یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مال لیتا ہے اوسکے ہاتھ کچھ بیچنا درست نہین اگرچہ فتوی یہی دیا جائیگا کہ ظاہر بیع درست ہے لیکن جو کچھ حقیقت حال
اوس سے پوشیدہ رکھی تو گنہگار ہوگا بصرہ مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اوسکے غلام نے اوسے خط لکھا کہ امسال شکر پر آفت آگئی ہے اور
خبر ہونے پائے پہلے بہت سی شکر کم مول سے لیلو اوس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا
فائدہ ہوا اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور شکر پر آفت آنا اوس سے چھپایا ایسا کام کب درست
ہوگا تیسون ہزار درم لیکر شکر والے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اوس نے کہا کیون تمام قصہ اوسے کہہ سنایا اوس نے کہا
مین نے اب تجھے بحل کر دیا جب گھر آیا تو رات کو سوچا کہ شاید لحاظ سے اوسنے یہ کہا ہو اور مین تو اوسکے ساتھ دغا
کر چکا ہون دوسرے دن پھر گیا اور نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو لے مجبور ہو کر اوسنے لیلیے آخر جاننا
کہ جو شخص اصل قیمت کہتا ہے اوسے سچ کہنا چاہیے اور کچھ دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتا دے اور اگر

مہنگا مول لیا ہے اور یہ اصل انکاری کی ہے کہ بیچنے والا اوسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی
کمکر یا اسکے عوض دے اور وہ اتنے کو نہیں بکتی تو دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور
پھر بھاؤ بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کر دے اسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر مین بہت خیانت کرتے ہین اور اوسے
خیانت نہین جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو اپنے اوپر روا نہین رکھتا خود بھی اوروں کے ساتھہ وہ دغا نہ کرے اور
اس بات کو اپنی کسوٹی بنائے کیونکہ جو شخص اصلی قیمت کے اعتماد پر مول لیتا ہے اور وہ یہ سمجھکر مول لیتا ہے کہ مین نے خوب
جانچ لیا ہے اور وہ بھی مول لیا ہے اگر اس امر مین دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا اور یہ دغابازی ہے چوتھا باب معاملہ
مین احسان اور بھلائی کرنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے جسطرح عدل کا حکم
فرمایا ہے اوسیطرح احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ اور وہ باب
جو اوپر مذکور ہوا عدل کے بیان مین تھا تا کہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان مین ہے حق تعالی فرماتا ہے
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ جس نے فقط عدل کیا ہے اوس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان مین ہے
اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ مین آخرت کا فائدہ نہ چھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنیوالیکو فائدہ ہو وہ
تجھپر واجب نہین احسان کا درجہ چھہ وجہوں سے حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے
سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نہ رکھے حضرت سری سقطی قدس سرہ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑا سے
زیادہ نفع لینا روا نہ رکھتے تھے ایکبار ساٹھہ دینار کے بادام مول لیے پھر بادام گران ہوگئے ایک دلال نے اونسے بادام
مانگے فرمایا کہ تریسٹھہ دینار کو بیچ دلال نے کہا کہ نوے دینار آج ان بادامون کی قیمت ہے اونھون نے فرمایا کہ مین نے
دل مین ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑہ سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو مین روا نہین رکھتا دلال نے
کہا کہ مین تمہارے مال کو بھاؤ سے کم پر بیچنا روا نہین رکھتا غرض کہ نہ دلال نے بیچا نہ حضرت سری سقطی زیادہ قیمت لینے پر
راضی ہوے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المنکدر ایک بزرگ دکاندار تھے اونکے پاس کئی تھان تھے کسی کی قیمت
دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اونکی غیبت مین اونکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھہ دس دینار کو
بیچا جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اوس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اوس سے کہا وہ
تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہین ہے اوس نے کہا مین نے خوشی سے لیا ہے اون بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو مین اپنے
واسطے نہین پسند کرتا اوسے کسی مسلمان کے لیے نہین پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر لے یا میرے ساتھہ آ کر اس سے
بہتر تھان دس دینار کا لے غرضکہ اعرابی نے پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اوس نے کہا کہ محمد ابن المنکدر
اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ مرد وہ ہے کہ جب پانی نہ برسے اور میدان مین طلب باران کے واسطے جائین تو اسکا نام
لیتے ہی پانی برسنے لگے اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ تھوڑا نفع لیتے تھے معاملہ بہت کیا کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے

نسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوفہ کی بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگون تھوڑے نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدہ کو رد نہین کیا جیسے جیسے ایک جانور بھی مانگا تو مین نے اوسے نہ رکھا اور بیچ ڈالا ایک دن ہزار اونٹ اصلی قیمت پر بیچ ڈالے اور ہزار رسیون کے سوا کچھ نفع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درہم کو بکی اور اونٹون کے اوس دن کے چارہ کی ہزار درہم قیمت میرے ذمہ سے ساقط ہوگئی تو دو ہزار درہم کا نفع ہوا دوسرا یہ کہ محتاجون کا مال مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتون کا سوت اور بچون اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو کہ یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑھانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کریگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لیگا کہ آپ نے فرمایا ہے رحم اللہ امراً سهل البيع وسهل الشراء لیکن امیر سے زیادہ دام کو مال مول لینا ثواب نہین کہ یہ مال کا ضائع کرنا ہے ایسے بکرار اور اصرار کرکے سستا مول لینا اولیٰ ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام یہ کوشش کرتے تھے کہ جو کچھ مول لیتے ارزان لیتے اور بہت جانچ اوسمین لوگون نے عرض کیا کہ ہر دن آپ کئی ہزار درہم خیرات دیتے ہین اتنے قلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو کچھ دیتے ہین خدا کے واسطے دیتے ہین اوسکی راہ مین جتنا زیادہ دیجئے کم ہے اور بیع مین دھوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے قیمت لینے مین اس طرح سے احسان ہوتا ہے ایک کچھ کم کرنیسے دوسرے کھرے اور کھوٹے روپے پیسے لینے سے چوتھے مہلت دینے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو دادوستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکا حساب آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اوسے مہلت دینا واجب ہے احسان نہین بلکہ مثل عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جب تک کوئی گھاٹے کے ساتھ نہ بیچے یا اپنی چیز کی اوسے ضرورت ہے اوسکو نہ فروخت کرے تب تک قیمت نہین ادا کرسکتا تو اوسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میدان حشر مین لائینگے اوسنے دنیا مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اوسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہوگی اوس سے کہینگے کہ تونے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست ہو اوسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس ایسے رحمت جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اوس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگدست اور بےنوا ہے مجھے تیرے ساتھ آسانی کرنا بہتا اور اوسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسیکو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو جو دن گذرتا ہے ہر دن اوسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت معہودہ گذر جاتی ہے اوسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اتنا ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ نچاہتے تھے کہ قرضدار اونکا قرض ادا کرے اسواسطے کہ ہر روز اونکے واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درہم دس درہم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درہم اٹھارہ درہم کے برابر ہے

مطلب رحم کرتا ہے اللہ اوس شخص پر جو آسان کرتا ہے فروخت کو اور آسان کرتا ہے خریداری کو ۱۲

پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنی دل پر تازہ کر لیا کرے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور
اپنے اہل و عیال کے واسطے کمائی کر لاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل ہو اور اونکی طمع نرہے تاکہ اسقدر قوت و فراغت
حاصل ہوجاے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہوسکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور یہ نیت کرے کہ آج بندگان خدا کے ساتھ
شفقت اور نصیحت اور امانت داری بجا لاؤنگا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی کچھ گناہ کرے تو اوس سے بازر
کرے اور اوسپر مہربانی نہو ایسی نیتین آخرت کے کامون مین داخل ہونگی دین کا دم نقد نفع ہوگا اگر دنیا کا بھی کچھ فائدہ ہو تو یہ گھاٹا
مین سے ہے دوسری یہ کہ اس امر کو دھیان رہے کہ جبتک کم سے کم ہزار آدمیون مین ہر ایک اور سکے ایک ایک کام مین نہ مشغول
ہوگا اوسکی زندگی محال ہے مثلاً نان بائی کسان جولاہا لوہار کھتبا اور اور پیشہ ور یہ سب اسی کا کام کرتے ہین اور اسے انکی
حاجت ہے یہ بات نچاہیے کہ سب اسکا کام کرین اسکو ہر ایک سے نفع اور کسی کو اس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مسافر
کے طور پر ہین اور مسافرون کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ جسطرح
اور مسلمان میرا کام کرتے ہین مین بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرض کفایہ ہین
اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے کسی فرض کو بجا لاؤنگا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو
جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کے
شغل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی آرایش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا نکرنا بہتر ہے
لیکن اطلس کا لباس سینا سونیکا زیور مردونکے واسطے بنانا تو حرام ہے اور جو پیشے اگلے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو ہندو کو ہوتے ہین انھین مین سے ہین
اناج اور کفن بیچنا قصائی کا کام کرنا اور صرافی کہ اسمین سود کے دقائق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور جراحی اسواسطے کہ اوسمین اکثر
آدمی کی جراحت کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نکرے اور خاک روبی اور جانورونکی کھال صاف کرنا کہ اسمین کپڑے کا پاک رکھنا
دشوار ہے اور پست ہمتی کی دلیل بھی ہے اور ساربانی اور سپاہی کا بھی یہی حکم ہے اور دلالی کا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ اسمین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور
حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف
مین آیا ہے کہ اگر جنت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرافی ہوتی اور چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر
سمجھے ہین جولاہگی روئی بیچنا سوت کاتنا معلمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والونکو لڑکون اور عورتون سے معاملہ
رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہیگا وہ بھی کم عقل ہوجائیگا تیسری یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کے بازار سے
باز نرکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالی نے فرمایا ہے لَا تُلْهِیهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ یعنی خبردار تجارت کا
شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نرکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ
اے سوداگرو اول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے بزرگان سلف کی عادت
تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکر الہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا علم کی مجلس مین حاضر رہتے اور دنکے اوقات

ہر پیسہ اور بھونی سری بیچتے اور سوقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمالنامہ لیجاتے
ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اون برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالی بخشدیتا ہے
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام کو جمع ہوکر جاتے ہین حق تعالی اونسے استفسار فرماتا ہے کہ
تمنے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بارخدایا جب ہمنے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ
نماز پڑھتا تھا تو حق تعالی فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اوسکو بخشدیا اور چاہیے کہ دنکو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف
نکرے جس کام مین ہو اوسے چھوڑکر مسجد مین جاوے اس آیہ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر مین
آیا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اون لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتوڑی اوٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اوسے نیچے نلاتا
یعنی لوہے پر نہ لگاتا اور جو چمڑا سینے والا اگر ستالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اوسے باہر نہ نکالتا اوسی طرح چھوڑکر
نماز کے واسطے راہی ہوتا چوتھی یہ کہ بازار مین ذکر اور تسبیح اور یاد الہی سے غافل نرہے اور حتی الامکان دل و زبان کو بیکار
نرکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اسکے سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اوسکے مقابل نہین ہوسکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے
درمیان مین ہو اوسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنیوالا
ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مردون مین زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جاوے
اور کہے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان لکھتے ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین
بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور اونکی جگہ بیٹھین تو اسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ
ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تیس ہزار تسبیح اوسکا ورد ہے اور علما نے کہا ہے کہ اونھون نے اس بات سے اپنی ذات کا
ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جاوے تاکہ امور دین مین فرصت پاوے وہ ایسا ہی ہے اور اصل مقصود
نہ چھوڑے گا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جاویگا اوس سے یہ بات نہوگی بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑھیگا تو بھی اوسکا دل
پریشان اور دوکان کے حساب مین لگا رہیگا پانچوین یہ کہ بازار مین رہنے کی بہت حرص نکرے مثلاً سب سے پہلے جاوے
اور سب کے بعد آوے یا سفر دور دراز پر خطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ ہر کمال حرص کے سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل
رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اوسکا نام زلنبور ہے اپنے باپ کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے
ابلیس اوسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جاکر جھوٹ بکنا اور ثنا بازی اور قسم کھانا سکی ترغیب دینا اور اس شخص کے ساتھ لگا رہ جو
سب کے پہلے بازار جاتا ہے اور سب کے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگہون مین بری جگہ بازار ہے اور بازاریون مین
سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سب کے پہلے بازار جاوے اور سب کے بعد وہان سے آوے تو دکاندار کو چاہیے کہ اپنے اوپر لازم کرلے
کہ جب تک مجالس علم اور اوراد و تسبیح اور نماز صبح سے فارغ نہو بازار نجاوے اور جب اول دن کی فرصت کو غنیمت کرنیکے قدر فائدہ

ہو جائے تو بازار سے پھر آئے اور مسجد میں جا کر عمر آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے کہ وہ عمر بہت بڑی ہے اور اوسکی حاجت
بہت ہے اور آدمی اوسکے توشہ سے نہایت تہیدست اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے
اوستاد مقنعہ بیچتے تھے جب دو حبہ نفع میں ملجاتے تو گٹھری باندھ کر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم ابن بشار نے
حضرت ابراہیم ادہم سے کہا کہ آج میں مٹی کے کام کے واسطے جاتا ہوں فرمایا اے ابن بشار تمتو روزی کو ڈھونڈھتے ہو
موت تمکو ڈھونڈھتی ہے جو تمہیں ڈھونڈھتی ہے اوس سے تم نہ چھوٹو گے اور جسے تم ڈھونڈھتے ہو وہ تمسے چھوٹیگی
مگر شاید تمنے حریصوں کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہیں دیکھا ہے کہا میرے پاس ملک میں اور کچھ نہیں مگر ایک دانگ بقال پر قرض
ہے فرمایا تمہاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنی ملک میں رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو اگلے بزرگوں
میں بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر میں دو دن سے زیادہ بازار نجاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت
اوٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار میں رہتے اور ہر شخص جب اوس دن کا قوت کماتا تو پھر مسجد کو چلا جاتا چھٹی یہ کہ شبہہ کے
مال سے دور رہے اور اگر مال حرام لینے کا ارادہ کرے گا تو فاسق اور گنہگار ہوگا اور جس چیز میں شبہہ ہو تو اگر خود اہل دل ہے
تو اوسکے واسطے اپنے دل سے فتوی پوچھے مفتیوں سے نپوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز میں دل کو کراہت
معلوم ہو اوسے نہ لے ظالموں اور اونکے متعلقوں سے معاملہ نہ کرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ
اگر وہ ظالم مرجائیگا تو قرضخواہ کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اوسکی تونگری پر خوش ہونا نچاہیے وہ چیز ظالم
کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ اس سے ظالم ظلم میں استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اوسکا شریک ہوگا مثلاً اگر ستوفین
اور ظالموں کے ہاتھ کاغذ بیچیگا تو ماخوذ ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نہ کرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اوس سے معاملہ کرے اسواسطے
تلاش کرے علمانے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جو شخص بازار جاتا کہتا کہ میں کس سے معاملہ کروں لوگ کہتے جس سے جی چاہے
معاملہ کرو سب احتیاط والے لوگ ہیں پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب میں کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے
نہ کرنا پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسیکے ساتھ معاملہ نکرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے
کہ آگے ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی کسی سے معاملہ نکر سکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگوں کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ میں
ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے میں لوگوں نے بالکل فرق اوٹھا دیا ہے اور یہ جو ہم عالم اور ناقص دین عقلمندوں سے لوگوں
نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکساں ہوگیا ہے اور سب حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر
ہوگئے ہیں اور یہ بڑی خطا ہے حقیقت میں ایسا نہیں جو دانشمندوں نے کہا ہے اس اجمال کی تفصیل چوتھی اصل معرفت حلال
حرام میں جو اسکے بعد آئیگی انشاء اللہ تعالی بیان کی جائیگی ساتویں یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول و عمل و داد و ستد میں اوسکے
ساتھ اپنا حساب راست و درست رکھے اور یقین سمجھے کہ قیامت کے دن مجھے ہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ کھڑا کرکے حساب
لیں گے اور انصاف کرینگے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پچاس ہزار

صحیفے میرے سامنے رکھے ہین مین نے عرض کیا کہ خداوندا یہ صحیفے کسکے ہین ارشاد ہوا کہ تو نے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ
معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اہل معاملہ کا ہے اب یہ شخص اون بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ جو
معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک ہر صحیفہ مین دیکھا آخر ختم کیا ہوکا دیکھ کسکا نقصان کیا ہو اگر اوسکا ایک دانگ بھی اسکے ذمہ ہے
تو اوسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اوس سے عہدہ برآئی نکریگا کوئی چیز اوسکے واسطے مفید نہوگی معاملہ کرنیمین
اگلے بزرگون کی عادت اور راہ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب یہ سنت اوٹھ گئی ایسا معاملہ اور اوسکا علم اس زمانہ مین لوگ
بھول گئے جو شخص انہین سے ایک سنت بھی بجا لایگا وہ اجر عظیم پائیگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آیگا کہ جو احتیاطین تم کرتے ہو اسکا دسوان حصہ بھی جو کریگا اوسکے واسطے کافی ہوگا
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیون فرمایا اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پہ مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمہارے اوپر
آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نرکھینگے اور غافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی ایسے زمانے
وہ ناامید نہو جاوے اور یہ نہ کہے کہ اوس سے یہ سب احتیاطین کب ہو سکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہو سکے وہی بہت ہے بلکہ جو
شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ یہ سب احتیاطین کر سکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے
فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی اور فقیری کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اوس فقیری کو
آدمی جھیل سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین مال و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی امید موہوم پر سفر کی بڑی بڑی بے سامانی اور
رنج و مذلت پر لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجاوے تو وہ سب کیا دھرا برباد جاوے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کیواسطے
وہ کام جو اپنے لیے پسند نہین کرتا اور ون کے واسطے بھی پسند نہ کرے تو کچھ ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم ۞

چوتھی اصل حلال و حرام اور شبہہ کے پہچاننے کے بیان مین

فصل طلب کرنا حلال کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ
مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ اور جب تک تو نجانیگا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نکر سکیگا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اونکے گرد ہوگا تو اسکا
خوف ہے کہ حرام مین گر پڑے ایعزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیاء مین اسکی بہت تفصیل بیان کی ہے کہ اور کتابون مین نملیگی اور
اس کتاب مین اوسیقدر ہم بیان کرینگے کہ عوام جسقدر سمجھ سکین اور اس مطلب کو انشاء اللہ تعالی چار بابون مین ہم بیان کرتے ہین
پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین ایعزیز جان تو کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا یعنی اے رسولو تم جو کچھ کہ حلال اور پاک ہین سے کھاؤ اور جو کچھ
کہ بندگی شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے

اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسمین کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہو کھاتا ہے حق تعالیٰ اوسکے دل کو
پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اوسکے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اوسکے دل سے
نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابہ کرام مین سے تھے اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمایئے کہ جس
بات کے واسطے مین دعا کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اونکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتے ہین ایسی دعا
کب قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائیگا
حق تعالیٰ اوس سے نہ فرض قبول فرمائیگا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اومین ایک درہم
حرام کا ہو جبتک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا اوسکی نماز نہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانیسے جمیگا وہ آتش
دوزخ مین جلے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالیٰ بھی یہ پروا نرکھے گا
کہ اوسے کدہر سے دوزخ مین ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اومین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے
اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اوسکے سب گناہ بخشے ہو
ہوتے ہین اور جب صبح کو سو اوٹھتا ہے تو حق تعالیٰ اوس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے کہ جو
شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اوس سے حساب لون اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اوس تیس بار زنا کرنیسے
سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہوگا اور اگر رکھہ چھوڑیگا
تو دوزخ کے دروازے تک وہ اوسکا زاد راہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے
دودھ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کی اوسکی سختی اور اذیت
کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کرجانیکا خوف تھا اور مناجات کی کہ بار خدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اوسقدر شربت سے
جو میری رگون مین رہگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا
کیونکہ لوگون نے دہوکے مین صدقہ کا دودھ آپکو پلا دیا تھا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز
پڑھے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہوجاے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دبلا ہوجاوے تو جبتک حرام سے پرہیز نکریگا
یہ روزہ و نماز کچھہ نہ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے
وہ اوس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دہوتا ہے کہ وہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اوسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اوس کنجی کے دانت ہین اور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے
دوسری یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھ کھاے تیسری یہ کہ ظاہر و باطن مین سب برے کامون کو چھوڑ دے چوتھی یہ کہ [illegible]

تا دم مرگ صبر کرتے بزرگون نے کہا ہے جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا حضرت ابن مبارک
رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت
سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اوسکا تمام بدن گناہ مین پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نچاہے
ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اوسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اوسکی یار و مددگار رہتی ہے
اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین اسیواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اونمین سے حضرت
وہب بن الورد تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اوسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایک دن
اونکی والدہ نے دودہ کا ایک پیالہ اونھین دیا پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تمنے کہان سے دی ہے اور کس سے
مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ یہ بکری کہان چری ہے وہ ایسی جگہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچھ حق تھا
غرضکہ نہ پیا اونکی مان نے دعا دی کہا کہ بیٹا خدا تجھپر رحمت کرے پی لے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون
کہ اگر پیونگا تو اوسکے گناہ کے ساتھ اوسکی رحمت کو پہونچونگا اور مین یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی بڑی احتیاط
کرتے تھے اونسے لوگون نے پوچھا تم کہان سے کھاتے ہو کہا جہان سے اور لوگ کھاتے ہین لیکن اوس شخص مین جو کھاتا اور
روتا ہے اور اوس شخص مین جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کبھی
نہین ہوجاتی دوسرا باب حلال و حرام مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین ای عزیز جان تو
کہ حلال و حرام کے درجے ہین اور سب درجے ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلال پاک کوئی درجہ حلال اکثر
ہے اسیطرح حرام سے کوئی درجہ [illegible] کوئی درجہ کمتر ہے جسطرح کہ جب بیمار کو گرمی نقصان کرے تو جو چیز بہت گرم
ہوتی ہے وہ بہت نقصان کرتی ہے اور کبھی [illegible] شہد گرمی مین شکر کے [illegible] نہین ہے اسیطرح حرام کی [illegible]
اور مسلمانون کے طبقے حرام اور شبہہ [illegible] پانچ درجے ہین پہلا درجہ [illegible] مسلمانون
[illegible] کہ جو بات [illegible] حرام ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] حرام ہے اور [illegible]
[illegible] حرمت [illegible] اگرچہ [illegible]
آتا ہے اور جو چیز حرام ہے [illegible]
شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور [illegible] بہت سا [illegible] زیادہ [illegible] حلال و حرام کی [illegible]
شخص جانیگا [illegible] تمام [illegible] اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑھنا واجب نہین کیونکہ [illegible] قوت [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہے [illegible] مسائل جاننے کی کچھ حاجت نہین لیکن ہر ایک پر [illegible] واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے

مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اوسپر واجب ہے اور اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علم اجارہ حاصل کرنا
اوسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اوسکا علم سیکھنا اوسپر واجب ہے دوسرا درجہ نیک مردونکو
صلحا کہتے ہین اونکی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہے کہ مفتی جسے کہے کہ حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اوسکو بھی
ترک کردے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب ہو دوسرے وہ جس سے حذر واجب تو نہو لیکن مستحب ہو
اور واجب سے حذر کرنا پہلا درجہ ہے اور مستحب سے حذر کرنا دوسرا درجہ ہے تیسری وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً
کوئی شخص شکار کا گوشت نہ کھائے اور کہے کہ شاید یہ جانور اور کسیکی ملک ہو اور اوسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص کچھ عاریتاً
رکھتا ہو اور زمین سے نکل جاوے اور کہے کہ اسکا مالک شاید مرگیا ہو اور یہ وارث کا حق ہوگیا ہو ایسی باتون پر جبتک کوئی امر دلیل
نہو تو بیکار وسوسہ ہی وسوسہ ہے تیسرا درجہ متقیون کی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز نہ حرام ہو نہ شبہہ
کی بلکہ حلال مطلق ہو لیکن اوسمین اس امر کا اندیشہ ہو کہ اوسکے سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجائیگا آدمی اوس سے دست بردار
ہوجاوے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ جبتک اوس چیز کو جسمین کچھ اندیشہ اور باک نہو
اوس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک اور اندیشہ ہو ترک نہ کریگا تب تک بندہ متقیون کے درجہ کو نہ پہونچیگا امیر المومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ ہمنے حلال کے دس حصون مین سے نو حصے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی
حرام مین نہ پڑجائین اسیواسطے کہا کہ جب کسی شخص کے سو درہم کسی پر قرض ہوتے تھے تو وہ ننانوے ۹۹ سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا
اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہوجائین حضرت علی ابن المعبد رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ مین نے ایک مکان کرایہ کو لیا تھا ایک خط
لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اوس مکان کی مٹی سے خشک کرون خیال آیا کہ یہ مٹی میری ملک نہین ہے اس سے سیاہی خشک کرنا [illegible]
کہ ذراسی مٹی کی کچھ قدر و قیمت نہین غرض ذراسی مٹی اوس خط پر ڈال دی تو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ عنقریب لوگ جو غیر کی دیوار
کی مٹی کو بے قدر و قیمت جانتے ہین اونھین فردا ے قیامت کو معلوم ہوگا [illegible]
آسان چیز سے بھی ایک تو اسواسطے پرہیز کرتے ہین کہ شاید [illegible] دوسرے [illegible]
متقیون کے درجہ سے نہ گرپڑین اسیواسطے حضرت امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کے مال مین سے جب ایک خرما اپنے منہ مین ڈالا
حالانکہ آپ لڑکے تھے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ القہا یعنی اسکو پھینکدے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز کے
سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے اونھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی منفعت ہے اور وہ سب مسلمانون کا حق
ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرہانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو اون بزرگ نے چراغ گل کردیا اور کہا کہ اب تیل
وارث کا حق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تاکہ اونکی بی بی مسلمانون
کے واسطے بیچین ایک روز امیر المومنین رض اپنے گھر مین جو تشریف فرما ہوئے تو اونکی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی
فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھ مین لگ گیا اوسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی

نے اوسکے سر سے مقنع اوتار لیا اور سے دہوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اومین کچھ بھی بو نہ رہی
تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالہ فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفہ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے چاہا کہ سد باب رہے
تاکہ اور کسی چیز کی طرف نہ لیجاوے اور حرام کے ڈر سے حلال چھوڑا سے اور متقیون کا ثواب ہاتھ آئے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی
سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہوا اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا
وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اوسکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اوسقدر خوشبو جو اوسے پہونچیگی
اور کپڑون مین بسیگی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اسمین بخل کرتے ہین تو شاید اوسکا آسان جاننا درست ہو پھر انہی امام سے
پوچھا کہ اگر حدیث کا کوئی ورق پڑا ملے تو آیا درست ہے کہ مالک کی بے اجازت اوسکی نقل لے فرمایا نہین امیر المومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک بی بی تھین انکو آپ بہت چاہتے تھے جب خلیفہ ہوئے تو اونکو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا
کسی امر مین وہ سفارش کرین اور اونکی مرضی کے خلاف آپ سے نہو سکے ایعزیز جان تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی
طرف ہے اوسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اوس مباح مین مشغول ہوگا تو وہ اوسے اور کامون مین ڈالدیگا بلکہ جو شخص
حلال کا کھانا پیٹ بھر کھائیگا وہ متقیون کے درجہ سے محروم رہیگا اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہو کر کھاتا ہے تو
وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اوسکے دل مین خیالات واہیات آئین یا تری بشاشت اور مستی پیدا ہو
دنیاداروں کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اسی قبیل سے ہے کیونکہ یہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اوسکی طلب مین
آدمی کو ڈالتا ہے آخر کو حرام کی طرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب
گناہون کی سردار ہے اس سے دنیا مباح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہے کہ اوسکی محبت دلکو اولا باقی رہے تاکہ بہت
دنیا کی طلب مین ڈالے اور بغیر گناہ کے یہ بات نہین بنتی تو اکرحق تعالی کے ذکر کو دل مین آنے نہین دیتی اور حق تعالی سے
دل کا بالکل غافل ہو جانا بڑا ہی نقصان ہے اور یہی کل گناہون کا سبب ہوگا اسیواسطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی جب کسی
امیر کے گھر کے دروازہ سے ہوکر گذرتے اور ایک شخص جو اونکے ساتھ تھا اوسنے دیکھنا چاہا تو اونھون نے اوسے منع کیا
اور کہا کہ اگر تم لوگ اسے نہ دیکھو تو یہ امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو تم ہی اس فضول خرچی کے ظلم مین شریک ہوتے ہو حضرت
امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور مسجد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپنے فرمایا کہ زمین کو گچ کرنا تو درست
تاکہ خاک نہ اوڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اسمین آرائش ہے اسکے بعد لوگون کا قول سنکر کہ جسنے لباس
باریک اور باریک ہوگا اوسکا دین بھی ضعیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی آدمی کو
دست بردار ہونا چاہیے چوتھا درجہ صدیقون کے زہد وورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور حرام مین
بھی نہ ڈالے لیکن اوسکے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو جسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی
رحمہ اللہ تعالی بادشاہون کی کھدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کھدوائے ہوئے

کوئی دینی نیت نہیں آتی شب تک کوئی حرکت نہیں کرتے اگر کھاتے ہیں تو اوسیقدر کھاتے ہیں جس سے قوت عبادت کی واسطے اونکی عقل اور زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہیں تو وہی بات کہتے ہیں جو اونکے دین کی راہ ہے اسکے سوا اور جو کچھ ہے اوسے زہر اور حرام جانتے ہیں زہد و ورع کے درجات یہی ہیں اس سے کم نہیں ہیں اے عزیز پہلا تو ان درجات کو سونچ اور جان تو اور اپنی نا کسی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانوں کا زہد عدول ہے اوسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہیں تو اوس سے بھی عاجز آجاتا ہے اور جب باتوں پر آتا ہے تو بڑا سا منہ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے اور جو ظاہری باتیں شرع میں ہیں اونسے ننگ و عار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکوں اور دور کی بات کہوں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہیں جنکا بدن نعمتوں کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح طرح کے کھانے چکھتے ہیں اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہیں پھر منہ کھولتے ہیں اور اچھی اچھی باتیں بناتے ہیں حافظ حقیقی ہمیں ان باتوں سے محفوظ رکھے

تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان میں

اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگوں کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کرکے وہ لوگ تین فریق ہو گئے ہیں ایک فریق پر جو حماقت زیادہ غالب ہوئی تو اونھوں نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا میں اوگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزیں ہیں اونکے سوا اور کچھ ہم نکھائینگے اور ایک پر شہوت پرستی جو غالب ہوئی تو اونھوں نے کہا کہ جو پائے سو کھا جائے حلال و حرام میں کیا فرق نکیا چاہیے اور ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اوسنے کہا ہر ایک میں سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینوں مذہب یقیناً غلط اور خطا ہیں بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال و حرام ہمیشہ ظاہر و نمایاں ہے اور شبہات ان دونوں کے درمیان ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہے اسواسطے کہ حرام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہیں ہے اور بیشتر اور بہت میں فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہیں لیکن بیشتر نہیں ہیں اور ظالم لوگ بہت ہیں مگر ظالم سے لوگ بیشتر نہیں ہیں اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیا میں بہت شرح اور دلیل بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جائے کہ بندوں کو یہ حکم نہیں ہے کہ جو چیز خدا کے علم میں حلال ہے وہی کھائیں اسواسطے کہ یہ امر جاننے کی کسیکو طاقت نہیں ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ خود جس چیز کو حلال جانیں یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہو اوسے کھائیں اور اسکا کھانا ہمیشہ آسان ہے اس بات پر یہ دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر جہ پاستے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا حرام ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگوں کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہیں اور مردار کھاتے ہیں لیکن چونکہ ان حضرات نے اونکی ناپاکی نہ دیکھی تو اوسکو پاک سمجھے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین جس شہر میں پہونچتے کھانا موافق اونکے اور لین دین کرتے باوجودیکہ اونکے زمانہ میں چور سود خور شرابی فروش بہت تھے اور اونھوں نے دنیا کے مال سے ہاتھ نکھینچا الا تھوڑوں کو جدا جانا اور ضرورت کی قدر پر قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق میں تین قسم کے لوگ ہیں

چوتھی قسم وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ نہ اوسکا صالح ہونا جانے نہ بدکار ہونا مثلا کسی انجان شہر میں تو جاوے تو جتنے آدمی تجھے نظر آویں
جسسے چاہے روٹی لیکر کھاوے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے ظاہرا اوسی کی ملک ہے یہ دلیل
کفایت کرتی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اوسکی حرمت پر دلالت کرے باطل نہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ میں توقف
کرے اور تحقیق کرے کہ اوسکا صالح ہونا دریافت کرے کہ وہ کون ہے تو بہتر ہے بلکہ زہد و ورع ہے اور واجب نہیں دوسری قسم وہ شخص ہے
جسکی صلاحیت تو جانتا ہو اوسکی چیز کھا لینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہیں بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص بغیر
توقف کرنے سے ملول اور رنجیدہ ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے تیسری قسم وہ
آدمی ہے جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا سب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمیوں کے
مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کوئی حلال چیز ہے لیا ہے کیونکہ یہاں اوسکے حلال ہونے کی
کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہو کہ اوسنے کسیکا مال غصب نہیں کیا ہے چوتھی قسم وہ شخص ہے کہ تو جانے کہ اوسکا اکثر
مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہیں مثلا کوئی شخص کسان ہو یا بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی
سوداگر ہو اور بادشاہ کے عملہ داروں سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اور اوسکا لینا درست ہے کیونکہ
اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اوس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبد اللہ ابن مبارک کے وکیل نے بصرہ سے اونکو لکھا
کہ میں ایسے لوگوں سے معاملہ کرتا ہوں جو بادشاہ کے عملہ داروں سے معاملہ کرتے ہیں اونھوں نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ
بادشاہوں کے سوا اور کسی سے معاملہ نکرتے ہوں تو اونکے ساتھ معاملہ نہ کیا کر اور اگر اور لوگوں سے بھی معاملہ کرتے ہوں تو
اونکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے پانچویں قسم وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اوسکے مال کی خبر نہ رکھتا ہو
لیکن ظلم کی علامت اوسکے ساتھ دیکھے مثلا قبا یا کلاہ پہنے ہو یا لشکریوں کی ایسی صورت بنائی ہو تو یہ بھی ظاہری علامت
ہے ایسے شخصوں کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تا وقتیکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ مال کہاں سے لایا ہے
چھٹی قسم وہ شخص ہے جسمیں ظلم کی علامت نہ پائی جاوے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلا ریشمی لباس یا طلائی
زیور پہنے ہو یا شراب پیتا ہو اور نامحرم عورت کو دیکھتا ہو تو حق یہ ہے کہ اوسکے مال سے حذر کرنا واجب نہیں رہتا
کیونکہ ان فعلوں سے مال حرام نہیں ہو جاتا مگر یہ قدر خیال کر سکتے ہیں کہ جو شخص مال حلال کھاتا ہے تو شاید حرام کے مال
سے پرہیز نکرتا ہو اس خیال سے اوسکے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہیں اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہیں اور
بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہیں کرتے لیکن ظلم و ستم سے حذر کرتے ہیں حلال و حرام میں فرق کرنے کے
واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور نادانستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہوگا اسکی مثال یہ ہے
کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہیں لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہیں جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست
معلوم ہو جاوے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز میں نعلین اوتاریں

اتقیا اور الیا اور اولیا سے شمار نہیں ہوتی اور فرمایا اگرچہ عبیدہ نے سمجھکے کہا کہ لیکن تجسس بہا ہین العزیز جان تو کہ جان پہ پہنچنے کہتا ہے
کہ اہل ورع کو چند گرا ضرور ہے اگرچہ وہ جیسا نہیں وہان پر اس سے یون پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہان سے لایا بشرطیکہ اس
پوچھنے سے اوسکا دل رنجیدہ نہوا اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقوے اختیار ہے اور رنج دینا حرام ہے
اس صورت مین عذر و حیلہ کرسکے کہ نہ کہا سکے اور کچھ عذر نہیں کرسکتا تو کہا سکے تاکہ وہ شخص ناراض نہو اور اگر کسی دوسرے سے
پوچھے کہ اوس شخص کا حسن لینا ممکن ہے تو یہ امر بھی حرام ہے اسواسطے کہ اسمین تجسس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور
یہ تینون امر حرام ہین اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہیں ہوجاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب
کہین مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہین سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام مین جہان شبہہ
پیدا ہوتا ابتدا مین جب آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو جو کچھ لوگ آپ کی خدمت مین حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ
یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ شک کا مقام تھا اور آپ کے استفسار فرمانے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہوتا تھا العزیز جان تو اگر
بازار مین بادشاہ کا مال لگا ہین یا لوٹ کی بکریاں لائین تو اگر جانتا ہے کہ اس بازار مین حرام کا مال اکثر ہے جبتک تحقیق نہ کرے
کہ کیا ہے اور کہان سے آیا ہے تبتک نہ مول لے اور اگر اوس مین سے اکثر مال حرام نہیں ہے تو بے دریافت کیے
مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقوی کی رو سے پوچھنا اور دریافت کرلینا ضرور ہے چوتھا باب بادشاہون کے
روزینہ لینے اور اونکو سلام کرنے اور اونکے مال مین سے حلال کا مال لینے کے بیان مین
العزیز جان تو کہ جو کچھ اس زمانہ کے بادشاہون کے پاس ہے کہ مسلمانون سے خراج کے طور پر یا جرمانہ کے نام سے یا رشوت
کے طور پر سے اونھون نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہون پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال
جو کفار سے بطور غنیمت لین یا ذمیون سے جزیہ کے طور پر لین بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لین یا لاوارث کا جو مال وراثت
کے طور پر لین کہ یہ مال مسلمانون کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہوگیا ہے اور اکثر مال خراج اور
جرمانہ سے ہوتا ہے تو جبتک تو یہ نجان لے کہ یہ مال وہ حلال ہے یا غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کے مال
سے ہے تبتک بادشاہون سے کچھ نہ لینا چاہیے ممکن ہے کہ بادشاہ کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اوسکا محصول
بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگاریون سے کام لیا ہوگا تو شبہہ کو اوسمین دخل ہوگا گو کہ حرام نہو اور اگر بادشاہ زمین خرید کے
مول لیگا تو وہ بھی اسکی ملک ہو جاویگی لیکن اگر اوسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اوسمین شبہہ کا دخل ہوجائیگا تو اگر کوئی شخص
جسقدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی خاص ملک سے پاتا ہے تو اوسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانون کے
مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال نہین ہے تاوقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہو کہ مسلمانون کے مصالح مین سے کوئی مصلحت
اوس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا وقف کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام مین مشغول ہو جسکا نفع عام ہو طالب
علم دین کا بھی انھین شریک ہے اور جو شخص کمائی سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال مین اوسکو بھی حق ہے لیکن عالمون اور لوگون

اس شرط سے لینا درست ہے کہ عامل اور بادشاہ کے ساتھ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نکرین اور اونکے ساتھ بُرے
کامون مین موافق نرہین اور اونکو ظلم کی ترغیب ندین بلکہ اونکے پاس ہی نجائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین
چنانچہ اسکا بیان آئیگا فصل العزیز جان تو کہ علما اور غیر علما کو سلاطین اور عمال کے ساتھ تین حالتین ہین ایک یہ کہ نہ یہ لوگ
سلاطین اور عمال کے پاس جائین اور نہ سلاطین وعمال ان لوگون کے پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے دوسری
حالت یہ ہے کہ سلاطین پاس جائین اور سلام کرین یہ شرع مین یہ امر مذموم ہے مگر یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب
سرور کائنات علیہ الصلوة والسلام امرا ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے لگے جو شخص اُسے پرہیز کریگا بچیگا
اور جو اُنکے ساتھ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی ان ہی مین سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد
بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو اونکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہیگا وہ میری امت مین نہین اور قیامت مین میرے
حوض کی طرف اوسکی راہ نہین اور فرمایا ہے کہ وہ علما حق تعالی کے بڑے دشمن ہین جو امرا کے پاس جائین اور بہترین امرا وہ ہین
جو علما کے پاس آئین اور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرونکے امانتدار ہین تا وقتیکہ سلاطین سے میل جول نکرین جب کیا تو امانت مین
خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ
سے دور رہا کر اسواسطے کہ انکی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اوس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ
مین ایک وادی ہے اوسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ کبھی شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بے دین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیز مین
بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جسمین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے
اوسیقدر حق تعالی سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے یہ علما جو سلاطین کے پاس جاتے ہین
انکا ضرر مسلمانون کے واسطے جواریون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جو مکھی آدمی
کی نجاست پر ہو وہ اون عالمون سے بہتر ہے جو بادشاہ کے در دولت پر ہون فصل العزیز جان تو کہ ان شدتون کا یہ سبب ہے
کہ جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے رو سے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے
کہ اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان جانا نچاہیے اور اگر فرضاً مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اونکا خیمہ اور فرش حرام
ہوگا اوسمین جانا اور اوسپر پاؤن رکھنا نچاہیے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بے خیمہ و فرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت
کریگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اوسکی
امارت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہو لیکن اوسکا دین ایک حصہ ضائع ہوجائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین
اوسکا ہاتھ چومنا اپنی پیٹھ خم کرنا سر جھکانا یہ کچھ نچاہیے مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے

تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگان سلف نے اس امر میں مبالغہ کیا ہے اور ظالموں کے سلام کا جواب تک نہیں دیا ہے تاکہ
ظلم کے سبب سے اونکی اہانت ہو اور قولوں کی معصیت بایں طور ہوگی کہ بادشاہ ظالم کے حق میں دعا کرے مثلاً یوں کہے کہ
حق تعالی تجھے جیتا رکھے ایسا کہنا درست نہیں اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی
عمر دراز ہونے کی دعا کریگا اوسکی مرضی یہ ہے کہ زمین میں ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہیں مگر
یوں کہے أَصْلَحَكَ اللّٰهُ وَوَفَّقَكَ اللّٰهُ لِلْخَيْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمْرَكَ فِي طَاعَتِهٖ جب آدمی دعاے خیر سے فارغ ہوتا ہے
تو دنیا لگا اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ میں چاہتا ہوں کہ خدمت میں حاضر ہوں اگر یہ اشتیاق اوسکے دل میں
نہیں ہے تو جھوٹ بولا اور بے ضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل میں یہ آرزو رکھتا ہے تو جو دل ظالموں کی ملاقات کا مشتاق
ہوتا ہے نور اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اوسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے [illegible]
سے لوگ کراہت رکھتے ہیں اور جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم میں اوسکی تعریف کرتا ہے اسمیں بھی
جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ ان باتوں سے ایک ظالم کا دل خوش کر دیا یہ درست نہیں جب اس سے فارغ
ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال بات کہتا ہے تو اوسپر سر ہلاتا اور اوسکی تصدیق کرتا اسپر لازم ہوتا ہے یہ باتیں
سب گناہ ہیں اور خاموشی کی معصیت اس طرح پر ہوتی ہے کہ بادشاہ کے مکان میں اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویریں دیکھے
اور اوسکے بدن پر ریشمی پوشاک اور انگلی میں طلائی انگوٹھی دیکھے اور وہاں چاندی کے برتن دیکھے اور تنبیہ اوسکو زبان سے فحش
اور جھوٹ سنے ایسی باتوں میں احتساب اور بازپرس لازم ہے چپ رہنا درست نہیں اگر خوف کے مارے بازپرس نکر سکے گا
تو معذور ہے لیکن وہاں بلا ضرورت جانے میں معذور نہ رہ سکیگا اسواسطے کہ جہاں معصیت دیکھے اور بازپرس نکر سکے وہاں
بلا ضرورت جانا نچاہیے دل اور اعتقاد کی معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اوسکی طرف رغبت کرے اوسے دوست رکھے اوسکی
تواضع کا اعتقاد کرے اوسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ
مہاجرین اہل دنیا کے پاس نجاؤ اسواسطے کہ اس روزی پر جو خدا نے تمہیں عنایت کی ہے جھنجھلاؤ گے حضرت عیسی علیہ السلام
فرماتے تھے کہ دنیا داروں کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ انکی دنیا کی رونق ایمان کی حلاوت کو تمہارے دل سے دور کریگی
ان سب باتوں سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانیکی اجازت نہیں ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ کا
حکم ہو کہ اگر تو نجائیگا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا تجھسے اطاعت جاتا رہیگا اور رعایا دلیر ہوجائیگی دوسرا
عذر یہ ہے کہ اپنی دادخواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جاوے اسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نکہے اور تعریف
نکرے اور درشتی کے ساتھ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر یہ توقع ہو کہ نصیحت کرے گا تو اسکو قبول نہ ہوگی
بارے جھوٹ بولنے اور تعریف کرنے سے عذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو یہ کہے کہ میں سفارش کے واسطے جاتا ہوں تاکہ
اگر وہ کام اور کسیکی سعی سے نکل جائے یا اور کسی دوسرے شخص کو تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے

کہ وہ دینی ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس
نہ جائے مگر بادشاہ اوسکے پاس آئین اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اوٹھ کھڑا ہوگا تو
درست ہے اسواسطے کہ اوسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور جسطرح ظلم کرنے سے بادشاہ اہانت کے لائق
ہوتا ہے اوسی طرح اس نیکی کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر عالم نہ اوٹھے اور دنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولی ہے
مگر یہ کہ اپنی ایذا کا باعث یا رعیت کے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونیکا خوف ہو اور جب بیٹھا تو تین طرح کی نصیحت واجب
ہوتی ہین ایک یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اوسکی حرمت سے آگاہ کرے دوسری
یہ کہ بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اوسے ڈرائے اور نصیحت کرے
اور سمجھائے کہ یہان دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم
خلائق کی صلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اوس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہیگا تو بادشاہ مان لیگا تو اوسے
خبردار کردے یہ تینون باتین اوس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہوجانے کی امید ہو اور عالم
جب بے پروا اور باعمل ہوگا تو البتہ اوسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اوسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے
ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالے
کے پاس تھا اونکے گھر بھر مین ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور پانی کے سوا اور کچھ نتھا کسینے دروازہ پر کھٹکی دی
پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفہ وقت غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون
تو میرے دل مین ہیبت پڑجاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالے نے جواب دیا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالی ہی مقصود ہوتا ہے اوس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی
ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پس خلیفہ نے چالیس ہزار درم اونکے سامنے رکھدیے اور کہا انکو کسی کام مین صرف کیجیے
کہا جا اسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے یہ میراث حلال سے پائی ہین فرمایا مجھے انکی حاجت نہین کہا
مستحقون کو تقسیم کردیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی رو سے تقسیم کرون اور کوئی کہے کہ انصاف نہین ہوا یہان رکھا تو وہ
گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے اگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اونکے
پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفہ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لیگئے حکایت
خلیفہ ہشام جب مدینہ منورہ پہونچا تو حکم کیا کہ صحابہ رضہ مین سے کسیکو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کیا کہ سب صحابہ رضہ نے
انتقال فرمایا کہا تابعین مین سے کسیکو بلاؤ حضرت طاؤس کو اوسکے پاس لیگئے اونھون نے اندر جاکر جوتا اوتارا اور کہا السلام علیک
یا ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور انہین قتل کرڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کیا کہ یہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کر اوس نے پوچھا اے طاؤس تمنے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے کیا کیا

شب تو اوس سے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تمنے چار بے ادبیان کین ایک یہ کہ جوتا لب فرش اوتارا اوسکے نزدیک یہ کام برا تھا بلکہ
موزہ اور جوتا پہنے ہوئے اوسکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اون خلفا کے گھر مین یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ جیسے
امیرالمومنین نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لیکر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب کے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بلا اجازت
بیٹھ گئے اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اوتارنے کا سبب یہ ہے کہ
ہر روز پانچ بار اوس رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے اوتار کر جاتا ہون اور وہ کبھی مجھ پر خفا نہین ہوتا اور تجھے
امیرالمومنین اسواسطے نہین کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہین ہین تو جھوٹ بولنے سے مین ڈرا اور نام لیکر تجھے پکارا
کنیت سے نہ پکارا تو حق تعالی نے اپنے دوستون کو نام ہی لیکر پکارا ہے جیسے یا داؤد و یا یحیی یا عیسی اور اپنے دشمنون کو کنیت
سے یاد فرمایا ہے جیسے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
مین نے سنا ہے فرمایا ہے کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہین مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے
چومنا درست ہے اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو
دیکھا چاہے اوس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھے جو خود بیٹھا ہوا اور بندگان خدا اوسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون
یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ مین پہاڑ کے برابر سانپ
اور اونٹ کے برابر بچھو ہین ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیت پر عدل نکرے یہ فرما کر اوٹھے اور چلے گئے حکایت
خلیفہ سلیمان بن عبدالملک جب مدینہ منورہ پہونچا حضرت ابو حازم جو علمائے کبار سے تھے اونکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب
ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبی کو ویران
جسکو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالی کے سامنے جب مخلوقات جائیگی
تو اوسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اوس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہو تا کہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کے
مثل اوس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو زبردستی مالک کے پاس پکڑ لیجاتے ہین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال
کیسا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف مین دیکھ تو معلوم ہو جاے گا حق تعالی نے فرمایا ہے إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ
پھر کہا خدا کی رحمت کہان ہے فرمایا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ یعنی نیک کام کرنیوالون کے پاس ہے سلاطین کے ساتھ علما
دین کی باتین ایسی نصیحت آمیز علما سے دنیا کی باتین [illegible] دعا اور ثنا [illegible] ایسی باتین ڈھونڈھا کرتے ہین جنکے سننے سے
بادشاہ خوش ہون اور ایسا حیلہ شرعی ڈھونڈھتے ہین کہ بادشاہون کی مراد بر آئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے
کہ اپنے تئین عزت حاصل ہو اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص وہ نصیحت کرتا ہے تو یہ حسد کرتے ہین بہرحال ظالمون سے نہ ملنا
اور اونکے ساتھ دوستی نکرنا اوسواسطے [illegible] اونکے مددگارون اور [illegible] سے بھی دوستی نکرنا چاہیے اگر یہ گوشہ گیری اختیار
کیے اور دوسرون سے بھی قطع محبت کرے کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اوس سے [illegible] گوشہ گیری اختیار کرنا

۵۸ ہر آدمی کو کار جنت مین پہنچاتا اور بدکار دوزخ مین ہو [illegible]

اور سبھون سے مخالفت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جب تک میری امت کے علما امرا کی
موافقت نکرینگے تب تک میری امت کے لوگ ہمیشہ حق تعالی کی حمایت اور پناہ مین رہینگے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہون
کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علما کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ انکی اصلاح نہین کرتے اور انسے انکار نہین رکھتے فصل
اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اوس مال کا کوئی مالک
معین ہے تو اوسے ہرگز بانٹنا نچاہیے بلکہ پھیر دینا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالے کرے اگر مالک ظاہر نہو تو علما کے ایک گروہ نے
ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرا ظالم سے لیکر خیرات کردے تاکہ اونکے
پاس نرہے اور ظلم اور فسق مین صرف نہو اور فقیرون کو راحت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ
فقیرون کو دین پہلی شرط یہ ہے کہ اوسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نکرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہوتا تو عالم
نلیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہوجائیگا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین برائی زیادہ ہو دوسری
شرط یہ ہے کہ عالم ایسا نہو کہ اور لوگ اس لینے مین تو اوسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل ہون جیسا بعضون نے
یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کردیتے تھے حکایت
حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاوس رحمہما اللہ تعالی حجاج کے بھائی پاس گئے حضرت طاوس رح اوسکو نصیحت کیا کرتے تھے
علی الصباح جاڑا بہت تھا اوسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاوس رح کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاوس رح کرسی پر
بیٹھے ہوئے ہل ہلکر باتین کہہ رہے تھے وہ چادر اونکے کاندھے سے گر پڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب وہ دونون
باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاوس رح سے کہا کہ اگر یہ چادر لیکر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہوتا
حضرت طاوس رح نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کرکے امرا کا مال لے اور یہ نجانے کہ مین نے لیکر فقیر کو
دیدی ہے تیسری شرط یہ ہے کہ اسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہوجائے کہ بانٹنے کے واسطے
اسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے چرب زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی
موت اور معزولی سے رنج وملال اور اوسکی حشمت وحکومت کی زیادتی سے شادان اور خوشحال ہونیکا سبب ہوتی ہے اسیواسطے
جناب سرور کائنات علیہ افضل السلام والصلوۃ نے دعا مانگی کہ بارخدایا کسی فاسق کو قدرت نہ دے تاکہ وہ میرے ساتھ احسان کرکے
اس صورت مین میرا دل اوسکی طرف رغبت کریگا آپنے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمی کا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور
حق تعالی جلشانہ نے فرمایا ہے وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا حکایت کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالی کے
پاس دس ہزار درم بھیجے اونھون نے سب خیرات کردیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ تعالی نے اونسے
کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین بھی
ڈرتا تھا آخر اس مال کی نحوست نے تیرے ساتھ اپنا کام کیا حکایت بصرہ مین ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لیکر خیرات کیا کرتے

لوگون نے اونسے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہو جائیگی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر
جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے اوسکو بھی مین دشمن جانونگا اور اوس شخص کے واسطے دشمن جانونگا جسنے اوسنے
میرا ہاتھ پکڑ کر دیا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیگیا جب کسیکو اپنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال لیکر تقسیم کرنا اوسکو درست ہے

پانچوین اصل خلق کے ساتھ صحبت ادا کرنے اور عزیزون ہمسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کے واسطے نگاہ رکھنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور
چونکہ سب مسافرون کا مقصد سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین پس چاہیے کہ انمین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک
دوسرے کے حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین پہلا باب دوستی اور برادری جو
خدا کے واسطے ہو اوسکے بیان مین ایعزیز جانو کہ کسیکے ساتھ للہ دوستی اور برادری کرنا بہترین عبادات اور برگزیدہ
درجات سے ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو اچھا دوست عنایت
فرماتا ہے تاکہ وہ اگر خدا کو بھول جاے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اوسکا یار و مددگار رہے اور
فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین
اپنا بھائی بنائیگا اوسکو بہشت مین ایسا بلند درجہ دینگے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابو ادریس خولانی نے حضرت معاذ رضی اللہ
عنہا سے کہا کہ مین تمکو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اونھون نے کہا کہ تمکو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرد اگرد کرسیان بچھائینگے کچھ لوگ اونپر بیٹھینگے اونکے چہرے چودھوین
رات کے چاند کے مانند تابان ہونگے سب لوگ تو ہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بے خوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ طمانین
یہ کرسی نشین لوگ خدا کے دوست ہین نہ انکو ڈر ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا المتحابون
فی اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو دو آدمی باہم للہ دوستی کرتے ہین تو انمین اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرتے جناب سرور انبیا
علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حقدار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے کی
ملاقات کرین اور میرے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے ایک دوسرے سے سخاوت کرین اور میرے
لیے ایک دوسرے کی نصرت کرین اور جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالے
ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی تاکہ آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ نہین انکو سایہ

مین اونکو اپنے سایہ مین رکھون اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسیکو سایہ نہ ملیگا سات
آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو اپنا شباب عبادت رب الارباب مین کیا ہو
تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جاوے اوسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے
خدا ہی کے واسطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے پراگندہ ہون پانچوان وہ شخص
جو تنہائی مین خدا کو یاد کر کے روئے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال و جمال اپنے پاس بلاوے اور وہ کہے کہ مین
خدا سے ڈرتا ہون ساتوان وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اوسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہوئی ہو اور
جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اوسکے
پیچھے ندا کرتا ہے کہ حق تعالی کی بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کسی دوست کی ملاقات
جاتا تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اوسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اوس سے تجھے کچھ کام ہے
کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اوسکا کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اوس نے تیرے ساتھ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے
کہا کہ خدا کے واسطے اوسکے پاس جاتا ہون اور اوس سے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالی نے مجھے تیرے پاس
بھیجا ہے تاکہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالی تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اوسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے
اپنے اوپر بہشت کو واجب کر لیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے بابمین مضبوط ترین دستاویز
وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالی نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ یہ زہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی راحت
حاصل کرنیمین جلدی کی کہ دنیا اور رنج دنیا سے چھوٹا اور میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھ
کبھی میرے دوستون سے دوستی رکھی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر
اہل زمین اور اہل آسمان کی تمام عبادتین تو بجا لاوے اور اون عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب
عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ
اور اونسے دور رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اونپر غصہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈھونڈھو لوگون نے عرض کیا
یا روح اللہ ہم کسکے پاس بیٹھا کرین فرمایا ایسے شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمہین خدا یاد آوے اور جسکی بات تمہارے علم کو بڑھاوے
اور جسکا کردار تمہین آخرت کی طرف مائل کرے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو آدمیون سے بھاگ کر
تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کیا کہ بار خدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلادی اور سب سے متنفر ہوگیا ارشاد ہوا
کہ اے داؤد ہوشیار رہ اور اپنے واسطے برادر پیدا کر اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہو اوس سے دور رہ تاکہ وہ تیرا دل سیاہ
کریگا اور تجھے مجھسے دور کردیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے آدھا برف
سے اور آدھا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بار خدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین الفت ڈالدی ہے اسیطرح اپنے نیک بندون

دلوان مین کبھی الفت ڈالدے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اونکے لیے یاقوت سرخ کا ایک ستون
استادہ کرینگے اوسکی چوٹی پر ستر ہزار کوٹھے ہونگے اونپرسے وہ اہل جنت کو جھانک کر دیکھینگے اور اونکے چہرون کا نور اہل جنت پر
اسطرح پڑیگا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہل جنت کہینگے کہ چلو انکو دیکھین ان لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس
ہوگا اور انکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یعنی یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنیوالے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالی نے
موت کے وقت جناب احدیت مین یون عرض کیا کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمانبردارون کو دوست
رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو
دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اوسیطرح گناہ جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے **حق تعالی کے واسطے کونسی
دوستی ہے اسکی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے
کسیکے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہو جائے وہ انمین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے
مین خوبصورت یا بات کرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین بھلا لگتا ہو تو یہ دوستی بھی اونمین داخل نہین اور اگر کسیکو اس وجہ سے تو
دوست رکھے کہ اوسکے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اوس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اون دوستیون
مین سے نہین ہے یہ آپس کی دوستیان تو وہ شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی
ہوتی ہے وہ ایمان کے بغیر نہین ہو سکتی اوسکے دو درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ کسیکے ساتھ کسی غرض سے جو اوس سے متعلق
ہے تو دوستی کرے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہ تعالی کے واسطے ہو جیسے تو نے اوستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ
تجھے علم سکھاتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ و مال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر تیرا
علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اوستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے دوست
رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اوسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ و حشمت کے واسطے دوست
رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو تیرے ارادے کے موافق صدقہ
فقیرونکو پہونچادیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانے اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر
ایسے شخص کو دوست رکھے جو اسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطرجمعی کر دیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ
اس سے فراغت عبادت مقصود ہو بہت سے عالمون اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور دونو
فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو اس وجہ سے دوست رکھیگا کہ اوسکو برائی سے بچاتی ہے یا اولاد
پیدا ہونیکا سبب ہوتی ہے جو اوسکے حق مین دعاے خیر کریگی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اوسے دیگا وہ صدقہ کا حکم رکھتا
اور اگر شاگرد کو ان دو سبب سے دوست رکھیگا کہ ایک تو یہ کہ اوسکی خدمت کرتا ہے دوسرے یہ کہ اوسکو عبادت کی فرصت دیتا ہے تو
جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہ محبت مین داخل ہے اور اوسپر ثواب پائیگا دوسرا درجہ جو پہلے درجے

بڑا ہے یہ ہے کہ کیا جو شخص خدا ہی کے واسطے دوست رکھے اور یقین کرے کہ اسکی کچھ غرض بھی نہو نہ کچھ سیکھنا ہو نہ سیکھانا اور عبادت کی
جمعیت کا فائدہ بھی اوس سے منظور نہو بلکہ اسیواسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمان بردار اور دوستدار ہے یا فقط اسی
خیال سے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے اور اسکا بڑا ثواب ملیگا اسواسطے کہ
یہ امر حق تعالی اسکے ساتھ کمال محبت سے جو عشق کے درجے کو پہونچے ہوتا ہے مثلاً جب کوئی شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو معشوق
کی گلی اور اوسکے محلہ کو دوست رکھتا ہے اور خانہ یار کی دیوار کو بھی پیار کرتا ہے بلکہ جو کتا معشوق کی گلی مین جاتا ہے اور کتون سے
زیادہ وہ عاشق کو مرغوب ہوتا ہے تو جو اوسکے معشوق کو دوست رکھتا ہے یا جسے اوسکا معشوق دوست رکھتا ہے اوسکو او
معشوق کے فرمانبردار نوکر لونڈی غلام کو اور اوسکے قرابتدار کو خواہ نخواہ عاشق دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ بھی
نسبت رکھتی ہے اوسکی دوستی عاشق کے دل مین سرایت کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی اوسکی سرایت اور تاثیر بھی
اور وہ سکے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہون زیادہ ہوتی ہے تو جسکے دل مین خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ عموماً
اوسکے سب بندون کو دوست رکھیگا اور خصوصاً اوسکے دوستون کو اوسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھیگا کہ جو چیز پیدا ہوئی
اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اوسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اوس میوہ کی تعظیم کرتے اور اوسے اپنی آنکھون پر رکھتے اور فرماتے
کہ اسکا زمانہ حق تعالی سے قریب ہے یعنی یہ صانع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالی کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی
جو دنیا اور آخرت کی نعمت کے واسطے ہو دوسری وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اوسمین دخل نہو یہ بہت بڑی محبت
ہے اہل محبت جو چوتھے رکن مین ہے اوسمین اسکا بیان آئیگا الغرض خدا کی محبت کی قوت ایمان کی قوت کے موافق ہوتی ہے
جسقدر ایمان قوی ہوگا اوسیقدر محبت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستون اور مقبولون مین سرایت کریگی اگر بالفعل کسی فائدہ کے واسطے
محبت ہوتی تو انبیا اولیا جو گذر گئے ہین اونکی محبت موجود نہوتی حالانکہ ان سب کی دوستی مسلمان کے دل مین ہوتی ہے تو جو شخص
علما سادات صوفیون زاہدون کو اور اونکے خادمون اور دوستون کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا
کرنے مین دوستی کی مقدار کا حال کھلتا ہے کسی کا ایمان دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایکہی بار دیدیتا ہے جیسے امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دیتا ہے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا گو کہ کم ہو خدا کے واسطے کسی
دوستی ہوتی ہے اسکا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص حق تعالی کے فرمان بردارون سے للہ دوستی رکھیگا وہ کافرون
اور ظالمون اور گنہگارون اور فاسقون سے خواہ نخواہ دشمنی رکھیگا اسواسطے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اوسکے
دوست سے دوستی اور اوسکے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالی ان لوگون سے یعنی کافرون وغیرہ سے دشمنی رکھتا ہے
تو اگر کوئی مسلمان فاسق ہو تو چاہیے کہ اسلام کے سبب سے اوس سے دوستی رکھے اور فسق کی باعث سے اوس سے ناراض رہے

بھی دشمنی فرض ہے اور انکے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ انکی تحقیر کریں تکریم نکریں چلنے میں انکی راہ تنگ کریں انکے ساتھ دوستی رکھنا
نہایت مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو پہونچے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ یعنی جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نرکھیں گے
لیکن انپر بھروسا کرنا اور انکو عامل اور حاکم کرکے مسلمانوں پر مسلط کرنا اہانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے تیسرا درجہ بدعتی کا ہے جو خلق کو
بدعت کیطرف بلائے اسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تاکہ خلق کو اوس سے نفرت ہو اولی یہ ہے کہ اوسے سلام کریں
نہ منہ لگائیں نہ اوسکے سلام کا جواب دیں اسواسطے جب وہ پائیگا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اوسکا شر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو
اور لوگوں کو نہ بلائے تو اوسکا کام بہت سہل ہوگا چوتھا درجہ اوس گناہ والے کا ہے جس گناہ میں خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور
جھوٹی گواہی اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر میں ہجو کرنا غیبت کرنا لوگوں میں فساد ڈالنا ان لوگوں سے اعراض کرنا اور انکے ساتھ
سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور اونکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہرا حرام نہیں ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہیں ہوا پانچواں
درجہ اوس شخص کا ہے جو شراب پیئے اور فسق کرنے میں مشغول ہو اور کسیکو اوس سے رنج و اذیت نہو اوسکا کام آسان تر ہے اوسکے
ساتھ نرمی اور نصیحت اولی تر ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی امید ہو ورنہ اعراض اولی تر ہے مگر اوسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور
اوسپر لعنت نکرنا چاہیے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ کے زمانے میں کئی بار شراب پی اوسکو حد ماری گئی صحابہ رضہ
میں سے ایک شخص نے اوسپر لعنت کی اور کہا اسکا فساد کب تک رہیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو منع کیا اور فرمایا
کہ اوسکا دشمن شیطان بس ہے تو بھی شیطان کا مددگار نہو **دوسرا باب صحبت کے حقوق اور شرائط کے**
بیان میں اے عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمیں پانچ باتیں
ہوں ایک یہ کہ عقلمند ہو اسواسطے کہ احمق کی صحبت میں کچھ فائدہ نہیں آخر کو بے لطفی ہو جاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ
بھلائی کیا چاہتا ہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری برائی کا سبب ہو جائے اور وہ نہ جانے بزرگوں نے کہا ہے
کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے منہ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کاموں کی حقیقت نہ پہچانے اگر اوس سے بیان
کریں تو بھی نہ سمجھے **دوسری خصلت** یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی امید نہیں ہوتی جب اوسکی خوے بد جنبش
کریگی تیرا حق بالائے طاق رکھیگا اور کچھ پاک نکریگا **تیسری خصلت** یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص
گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہیں ڈرتا اوسپر اعتماد کرنا نچاہیے حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے
وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ یعنی ایسے شخص کی اطاعت نکر جسکو ہمنے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور
وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اوس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی بدعت کی شامت دوسرے میں بھی
اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اوس بدعت سے بدتر نہیں ہے جو اب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ خدا کے بندوں کو روکنا
اور فسق اور معصیت سے اونہیں باز رکھنا کچھ ضرور نہیں ہے اسواسطے کہ ہمیں خلائق کے ساتھ دشمنی نہیں اور اونپر ہم حاکم نہیں

یہ بات اباحت کا تخم اور زندقہ کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگوں سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیئے کہ یہ بات خواہش نفس کے
موافق ہے شیطان اوسکی مدد کرے اس بات کو اوسکے دل میں آراستہ کریگا اور چند روز میں صریح اباحتی بنا دیگا حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیوں کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا
احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہے گا ضرر پہونچائے گا اور بے خبر رہے گا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا
بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچواں فاسق کہ ایک لقمہ پر یا اوس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالیگا لوگوں نے پوچھا لقمہ سے
کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ عالم بدخو کی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے پسندیدہ تر
ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب خصلتیں بہت کم جمع ہوتی ہیں سمجھنا چاہیئے کہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط انس و محبت سے مقصود ہے تو
اچھے اخلاق ڈھونڈھ اور اگر دین مقصود ہے تو علم و عمل ڈھونڈھ اگر دنیا مطلوب ہے تو سخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک
شرط ہے اے عزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہیں کہ اوس سے آدمی کو چارہ نہیں اور بعضے دوا کے مثل ہیں
کہ کبھی کبھی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہیں کہ انکی کبھی احتیاج نہیں ہوتی لیکن لوگ انمیں پھنس جاتے ہیں
تو تدبیر کرنا چاہیئے تاکہ نجات پائیں غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیئے کہ اوس سے تجھے یا تجھ سے اوس کو دینی فائدہ ہو

صحبت اور محبت کے حقوق کا بیان اے عزیز جان تو کہ جب برادری اور محبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے
مثل ہے اور اوسکے حقوق ہیں جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دو بھائیوں کی مثال دو ہاتھوں کی ایسی ہے
کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور یہ حقوق دس قسم کے ہیں پہلا حق مال میں ہے اور یہ تین درجہ ہے کمترین درجہ یہ ہے کہ اپنے دوست یا بھائی
کے حق کو مقدم کرے اور اپنا حصہ اوسکے [illegible] جیسا قرآن شریف میں انصار کے حق میں آیا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ دوسرا درجہ یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے اور اپنے درمیان مال کو [illegible]
اخیر کا درجہ یہ ہے کہ اوسکو اپنا غلام اور خادم سمجھے [illegible] حاجت سے زیادہ ہو اوسے بے مانگے دے [illegible]
حاجت پڑے تو دوستی کے [illegible] کیا [illegible] دوست بھائی کی [illegible]
کیا حقیقت ہے [illegible] ایک دوست [illegible] اچھا [illegible]
اور کہا تجھے غیرت نہیں کہ دوستی کا دعویٰ کرتا ہے [illegible] کسی بادشاہ کے [illegible]
گروہ کے ساتھ لوگوں نے [illegible] کے قتل کے واسطے [illegible]
آگے بڑھے کہ پہلے مجھے قتل کریں بادشاہ نے پوچھا [illegible] بھائی [illegible]
کہ ایک ساعت پہلے اپنے جان نثار کریں بادشاہ نے کہا سبحان اللہ [illegible]
[illegible] کو رہا کر دیا [illegible]
صندوقچہ لاوے لائی جو کچھ درکار تھا [illegible] وہ دوست [illegible]

اس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ایک شخص کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ دوستی اور
برادری کروں اونھوں نے کہا کہ تجھے برادری کا حق بھی معلوم ہے بولا نہیں کہا حق یہ ہے کہ تو اپنے سونے چاندی میں مجھ سے زیادہ
حقدار نہ رہے کہا کہ میں ابھی اس درجہ کو نہیں پہونچا ہوں فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھ سے نہو سکیگا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
فرمایا ہے کہ ایک صحابی کے پاس کسی نے بھونی سری بھیجی اونھوں نے کہا کہ میرا فلانا دوست بہت محتاج ہے اوسکو دینا اولی ہے
اور اوس سری کو اوسکے پاس بھیجا اوس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی غرضکہ کئی جگہ پھر کر
پہلے ہی دوست کے پاس آئی مسروق اور خیثمہ رحمہما اللہ تعالی میں دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض
اسطرح ادا کیا کہ اوسے خبر بھی نہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ بیس درم جو کسی دوست کے واسطے صرف
کروں وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دوں جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے کسی جنگل میں جا کر دو
مسواکیں کھودیں ایک ٹیڑھی تھی دوسری سیدھی ایک صحابی آپ کے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپنے اونکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی
آپ لی اونھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اور لائق ہے کہ اسے آپ لیں آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کے ساتھ
گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اوس سے سوال ہوگا کہ حق صحبت ادا کیا یا ضائع کیا آپکا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے
کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کو … دوسرے کو … اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو دوست
باہم صحبت رکھتے ہیں تو ان دونوں میں خدا کا پیارا وہ ہے جو دوسرے کا زیادہ رفیق ہے دوسری قسم یہ ہے کہ
کاموں میں خواہش اور سوال کے پہلے یاری اور مددگاری کرے شادمانی اور کشادہ پیشانی کے ساتھ دوست کی خدمت گذاری
کرے اگلے بزرگوں کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستوں کے گھر جا کر گھر والوں سے پوچھتے کہ کیا کچھ ہے لکڑی آٹا
تیل نمک ہے یا نہیں دوستوں کے کام کو اپنے کام کیطرح اہم جانتے تھے اور … کام کرتے تو خوش ہوتے حضرت حسن بصری رحمۃ
فرمایا کہ دینی بھائی جورو لڑکوں سے زیادہ مجھے عزیز ہیں اسواسطے کہ وہ دین یاد دلاتے ہیں اور زن و فرزند دنیا یاد دلاتے ہیں
عطا رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستوں کی خبر لو اگر بیمار ہوں تو عیادت کرو اگر کسی کام میں ہوں تو مدد کرو
اگر بھول گئے ہوں تو یاد دلاو حضرت جعفر ابن محمد رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ دشمن جبتک مجھ سے بے پروا نہو جاتے تب تک
میں اونکی حاجت روائی میں جلدی کیا کرتا ہوں تو دوست کے حق میں کیا کروں اگلے بزرگوں میں ایک بزرگ تھے اونھوں نے
اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس برس تک حق صحبت کی رعایت سے اوسکے جورو لڑکوں کی خدمت کی تیسری قسم زبان
متعلق ہے کہ اپنے بھائیوں کے حق میں اچھی بات کہے اور اونکے عیبوں کو چھپائے اگر کوئی اونکی پیٹھ پیچھے اونکا ذکر کرے تو
اوسکا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اوسکا رہنا چاہتا ہے اوسیطرح اوسکے پیٹھ پیچھے
خود بھی رہے جو بات زبانی نہ کرے جب وہ اوس سے کچھ کہے تو مان لے تکرار نکرے اوسکا راز فاش نکرے گو کہ اوس سے انقطاع
ہو چکا ہو کیونکہ یہ امر بدطینتی سے ہوتا ہے اوسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نکرے اگر کسی نے اوسکی شکایت کی ہو تو اوس سے

بیان نکرے کہ اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اوسے رنج دیگا اگر لوگ اوسکی تعریف کرین تو اوس سے نہ چھپاے اسواسطے کہ یہ امر حسد کی دلیل ہے
اگر اوسنے اوسکی کچھ تقصیر کی ہے تو شکایت نکرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین
اسکے قصور کرنے کو اچنبھا نجانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈھتا ہے جو بھلا اور بے عیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی
صحبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈھونڈھتا ہے اور منافق سدا عیب ڈھونڈھتا ہے چاہیے کہ ایک
نیکی کے بدلے دس تقصیرین چھپاے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ
وہ برائی دیکھتا ہے تو ظاہر کر دیتا ہے جیسا اچھائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی تقصیر معذرت کے لائق ہو تو اوسے معاف
کر دے اور بدگمان نہو اسواسطے کہ بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے
مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے مال جان آبرو بدگمانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اوس شخص کے
باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اوسکی شرمگاہ سے کپڑا اوتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہو جاے لوگون نے کہا بار خدا
اس امر کو کون روا رکھیگا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے کہ اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اوس سے واقف
ہو جائین بزرگون نے کہا ہے کہ جب تو کسیکے ساتھہ دوستی کیا چاہے تو پہلے اوسکو غصہ مین لا ... اگر تیرا راز
چھپاے اگر وہ تیرا افشاے راز کرے تو جان لے کہ وہ دوستی کرنے کے قابل نہین ہے اور یہی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے
ساتھہ دوستی کر کہ تیرا جو حال خدا جانتا ہے وہ جانے اور جسطرح خدا تعالیٰ چھپاتا ہے وہ چھپاے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا
راز کہا اور پوچھا تو نے اس بات کو یاد کر لیا اوسنے کہا نہین بھولا ہوا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھسے
بدل جاے وہ دوستی کے قابل نہین خوشی کے وقت غصہ کے وقت طمع کے وقت خواہش نفسانی کے وقت چاہیے کہ ان سمون
سے تیرے حق سے نگذرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے تجھے اپنا مقرب کیا ہے اور بڈھون پر ترجیح دی ہے خبردار پانچ باتین یاد رکھنا ایک اونکے راز کو افشا نکرنا دوسرے اونکے سامنے
کسی کی غیبت نکرنا تیسرے اونسے کوئی جھوٹ بات نکہنا چوتھے اونکے حکم کے خلاف نکرنا پانچوین وہ تجھسے ہرگز کوئی خیانت
نہ دیکھنے پائین [illegible] جان تو کہ کوئی چیز دوستی مین اتنا فساد اور خلل نہین ڈالتی جتنا مناظرہ اور جدال ڈالتا ہے دوستی کی بات کو
رد کیا تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا اوسکو احمق اور جاہل کہا اپنے تئین عاقل اور فاضل سمجھا اور اسے [illegible] چشم حقارت سے اوسکو دیکھا
یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کے کلام مین خلل
نکرو اور اوس سے ٹھٹھول نکرو اوسکے ساتھہ وعدہ خلافی نکرو بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تو نے اپنے برادر سے کہا چل اوسنے کہا
کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین بلکہ چاہیے کہ [illegible] حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
کہ میرا ایک دوست تھا مین جو کچھ اوس سے مانگتا وہ دیتا ایکبار مین نے اوس سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اوسنے کہا
کسقدر درکار ہے [illegible] اوسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی دوستی کا نباہ اوس امر پر موقوف [illegible] کرنے سے ہوتا ہے

جسمیں موافقت کرسکیں چوتھی قسم یہ ہے کہ زبان سے شفقت اور محبت ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ یعنی جب کوئی کسی کو دوست رکھے تو اوسے خبر کر دے آپنے یہ اسواسطے فرمایا ہے تاکہ اوسکے
دل میں بھی محبت پیدا ہو اس صورت میں دونوں کی طرف دونی محبت ہوگی چاہیے کہ اوسکی تمام احوال پرسی کرے رنج و راحت میں
اوسکا شریک رہے اوسکے رنج کو اپنا رنج اوسکی خوشی کو اپنی خوشی جانے جب اوسے پکارے تو اچھے نام کے ساتھ پکارے اگر
اوسکا کوئی خطاب ہے تو اوسی سے پکارے کہ وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ برادری کی دوستی تین چیزوں سے مضبوط ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اوسے اچھے نام سے پکارا کرے دوسرے یہ کہ پہلے خود اوسے سلام
کیا کرے تیسرے یہ کہ مجلس میں اوسے جگہ دے اور ایک ادب یہ بھی ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی ایسی تعریف کرے جو اوسے پسند ہو اسیطرح اوسکے جورو لڑکوں
اور متعلقوں کی بھی تعریف کرے ایسے کام سے دوستی بہت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو احسان کرے اوسکا شکر کرے امیر المومنین حضرت
علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کی نیک نیتی پر شکر نہ کریگا وہ نیک کام پر بھی شکر نہ کریگا اور چاہیے کہ اوسکے
پیٹھ پیچھے اوسکی مدد کرے جو شخص اوسکی برائی کرتا ہے اوسکے کلام کو رد کرے اور دوست کو اپنے مانند جانے جس کسی کے سامنے برائی
کے ساتھ اوسکے دوست کا ذکر آئے اور وہ چپ ہو رہے تو یہ ایسا ہے کہ گویا دوست کو پیٹھ دکھایا اور مدد نہ کی اور چپ ہو رہا بلکہ
بات کا گھاؤ بہت کاری ہوتا ہے کسی کا قول ہے کہ جب کبھی میرے دوست کے پیٹھ پیچھے اوسکا ذکر آیا تو میں نے فرض کیا کہ وہ
دوست موجود ہے اور سنتا ہے تو ایسا ہی جواب دیا جیسے میں نے چاہا کہ وہ دوست سنے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے
دو بیلوں کو دیکھا کہ زمین پر بندھے ہوئے ہیں جب ایک اوٹھا تو دوسرا بھی اوٹھا یہ دیکھکر آپ بے اختیار روئے اور فرمایا کہ برادران
دینی بھی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ کھڑے ہونے اور چلنے میں ایک دوسرے کی متابعت کرتے ہیں پانچویں قسم یہ ہے کہ علم دین
میں سے جو اوسے ضرور ہو سکھا دے اسواسطے کہ اپنے بھائی کو دوزخ کی آگ سے بچانا دنیا کے رنج والم سے چھوڑانے کی نسبت
اولی ہے اگر علم سیکھنے کے بعد اوسپر عمل نکرے تو اوسکو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے مگر چاہیے کہ یہ نصیحت تنہائی میں ہو تاکہ
مہربانی کی دلیل ہو اسواسطے کہ برملا نصیحت کرنے میں رسوائی ہے اور جو کچھ کہنا ہے نرمی سے کہے سختی سے نہیں جناب رسالتماب
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْآۃُ الْمُؤْمِنِ یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اپنے عیب
نقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب تیرے برادر نے مہربانی سے تنہائی میں تیرا عیب کہا تو چاہیے کہ تو اوسکا احسان
مان اور خفا نہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجھے اطلاع کرے کہ تیرے کپڑے کے اندر سانپ یا بچھو ہے تو تو اوس سے خفا ہوگا
بلکہ اوسکا احسان مانیگا سب برے اخلاق آدمی میں سانپ بچھو کے مانند ہیں مگر انکا زخم قبر میں ظاہر ہوتا ہے اور انکا زخم روح پر ہوتا ہے
وہ جسم و جان کے سانپ بچھو سے زیادہ موذی ہیں اسواسطے کہ انکا زخم بدن پر ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ فرماتے تھے کہ اوس پر خدا کی رحمت ہو جو
میرے عیب مجھ پر ہدیہ لاوے جب حضرت سلمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو فرمایا اے سلمان سچ کہنا میرا وہ احوال جو تمہیں معلوم ہوا ہو برا کیا ہو
اور کیا ہے اونھوں نے کہا کہ مجھے اس امر سے معاف رکھیے فرمایا ضرور بیان کرو جب بہت الحاح کیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک وقت میں آپ

دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا ہے اور آپ کے پیراہن دو ہین ایک دن کا اور ایک رات کا آپ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین
نہین ہین اور کچھ سنا ہے کہا نہین حذیفہ مرعشی نے یوسف اسباط رحمہما اللہ تعالی کو نامہ لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنا دین
دو حبون کو بیچ ڈالا یعنے بازار مین کسی چیز کی تو نے خریداری کی مالک نے کہا کہ یہ چیز ایک دانگ کو ہے تو نے کہا تین طسوج یعنے
دو حبہ کو دے اوسنے اسواسطے دیدی کہ تجھے پہچانتا تھا تو اوسنے یہ مسامحت اور رعایت تیری دینداری اور پرہیزگاری کی
سبب سے کی غفلت کا نقاب سر سے اوتار اور خواب غفلت سے بیدار ہو آگاہ ہو جان تو کہ جس نے قرآن اور علم حاصل کیا
اور پھر دنیا کی رغبت کی مجھے خوف ہے کہ وہ خدا کی آیتون سے دل لگی بازی کرتا ہے پس دین کی رغبت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی کو
چاہیے کہ نصیحت کی باتون سے ناصح کا احسان مند ہو حق تعالی نے جھوٹون کی شان مین ارشاد فرمایا ہے ولکن لا تحبون
الناصحین اور جو شخص ناصح کو دوست نہین رکھتا اس سبب سے غرور و تکبر اوسکے دین اور عقل پر غالب ہو جاتا ہے
اوس جگہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنا عیب سمجھے ہی نہین اور اگر سمجھ جایگا تو اشارۃً کنایۃً نصیحت کرنا چاہیے صراحۃً اور علانیۃً نکرنا چاہیے
اور اگر وہ اس قسم کا عیب ہے کہ تیرے ہی باب مین تقصیر کی ہے تو اوسے پوشیدہ کرنا اور اوس سے انجان بن جانا اولی ہے
بشرطیکہ دوستی سے دل نہ پھر جائے اور اگر پھر جایگا تو چھپا کر غصہ کرنا قطع محبت سے اولی ہے اور قطع محبت جھگڑنے اور زبان درازی
کرنے سے بہتر ہے چاہیے کہ صحبت رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ تمہاری ایذاؤن سے برداشت اور تحمل کرنے سے تو اپنے اخلاق درست کرے
نہ یہ کہ اوس سے بھلائی کی امید کرے ابو بکر کتانی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرا ایک مصاحب تھا اوسکے سبب سے میرے دل پر
گرانی تھی مین نے اس نیت سے اوسے کچھ دیا کہ میرے دل کی گرانی نکل جاے مگر نہ نکلی آخر اوسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر مین لایا
اور کہا اپنا کف پا میرے منہ پر رکھ اوسنے کہا ہرگز ہرگز یہ امر نہوگا مین نے کہا ضرور بالضرور خواہ مخواہ ایسا کر حتی کہ اوسنے اپنا تلوا
میرے منہ پر رکھا تو وہ گرانی میرے دل سے جاتی رہی ابو علی رباطی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عبد اللہ رازی کا رفیق ہو کر
مین سفر کو گیا اونھون نے کہا رستے مین سردار مین رہون یا تم رہوگے مین نے کہا تم رہو اونھون نے کہا جو کچھ مین کہون میری
تابعداری کرنا مین نے کہا بسر و چشم اونھون نے توشہ دان مانگا مین نے لا کر حاضر کیا زاد راہ اور کپڑے اور جو کچھ پاس تھا اوس مین رکھ کر
اونھون نے اپنی پیٹھ پر لادا اور چل نکلے ہر چند اوسے مین نے کہا مجھے دیجیے تاکہ آپ ماندے نہو جائین اونھون نے جواب دیا
کہ تمہین سرداری حکومت نہین پہونچتی ہے تم فرمان بردار ہو ایک رات مینہ برسنے لگا صبح تک میرے اوپر کمل تانے کھڑے رہے
تاکہ مجھ پر مینہ نہ پڑے جب مین کچھ گفتگو کرتا تو کہتے مین سردار ہون تم تابعدار رہو مین اپنے دل مین کہتا کہ کاش مین انہین سردار بناتا
چھٹی قسم چوک اور قصور ہو جائے اوسے بخشدینا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ اگر کوئی بھائی تیرا قصور کرے تو ستر طرح کی
عذر خواہی تو اپنی طرف سے کر اگر نفس نہ قبول کرے تو اپنے دل سے کہہ کہ تو نہایت بد خو اور بد ذات ہے کہ تیرے بھائی نے
ستر عذر کیے اور تو نے نمانا اگر وہ قصور ایسا ہے جس مین گناہ ہو تو اوسکی نرمی سے نصیحت کرنا کہ چھوڑ دے اگر اوس پر وہ اصرار کرتا
کرتا ہے تو توقف خود اول اور انجان بنجا اور اگر اصرار کرتا ہے تو اوسکو نصیحت کر اگر نصیحت سود مند نہو تو اس سے علاحدہ ہوجانا

اختلاف ہے کہ پھر کیا کرنا چاہیے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے قطع محبت کرنا چاہیے کیونکہ پہلے جب
تک دوستی کی تو اب بھی خدا ہی کے واسطے اوس سے دشمنی رکھنا حضرت ابو الدرداء اور اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے ایک گروہ نے
کہا ہے کہ قطع محبت نکرنا چاہیے اسواسطے کہ امید ہے کہ اوس گناہ سے وہ پھر جاوے لیکن ایسے شخص سے ابتدا دوستی کرنا
نچاہیے جب محبت کر چکے تو قطع الفت نکرنا چاہیے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ بھائی کو کوئی گناہ کرنے کے سبب سے
چھوڑ دے اسواسطے کہ شاید آج کرتا ہے کل نکرے اور حدیث شریف میں ہے کہ عالم کی خطا سے عذر کرو اوس سے قطع نکرو
اور ترک محبت نکرو امید ہے کہ اوس گناہ سے جلد باز آوے حکایت بزرگان دین میں دو دوست بھائی تھے ان میں سے
ایک خواہش نفسانی کے سبب سے کسی آدمی پر عاشق ہوگیا اور اپنے دوست سے کہا کہ میرا دل بیمار ہوا ہے مجھے عشق کا آزار
ہوا ہے تیرا جی چاہے تو عقد اخوت چھوڑ دے رشتہ محبت توڑ دے اوسنے کہا معاذ اللہ میں ایک گناہ کے سبب سے تیری
دوستی چھوڑوں لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایک مرض عشق کی وجہ سے رشتہ محبت توڑ دوں اور جزم بالجزم کر لیا کہ میرے دوست
شافی برحق اس مرض سے جبتک شفاء عنایت کریگا نہ کھانا کھاونگا نہ پانی پیونگا بالکل فاقہ کرونگا چالیس دن نہ کچھ کھایا نہ پیا
پھر پوچھا کیا حال ہے کہا وہی حال ہے اندوہ و ملال ہے پھر اپسے دوا نہ سے پھر کیا اور فاقہ سے لاغر ہوا حتی کہ اوس دوست نے
آکر کہا کہ اب فضل خدا ہوا میرا دل عشق سے خالی ہوا تب اوس دوست نے خدا کا شکر کیا تب کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا ایک شخص نے کسی بزرگ سے
کہا کہ تیرا برادر دینداری چھوڑ کر معصیت میں پڑا ہے تو اوس سے دوستی کیوں نہیں چھوڑ دیتا اوسنے جواب دیا کہ آج اوسے میری
بڑی ضرورت ہے اسواسطے کہ اوسکا کام خراب ہوگیا ہے میں اوسے کیونکر چھوڑ دوں بلکہ یہ تو اوسکی دستگیری کا وقت ہے کہ مہربانی
کرکے اوسے سمجھاؤں اور دوزخ سے اوسے بچاؤں حکایت بنی اسرائیل میں دو دوست تھے دونوں ایک پہاڑ پر عبادت
کیا کرتے تھے ایک اونمیں سے کچھ مول لینے شہر میں گیا قضا کار اوسکی نگاہ ایک خراباتی عورت پر پڑی عاشق ہوکر وہیں رہگیا جب کئی دن
گذرے تو اوسکا دوست ڈھونڈھنے لگا اور یہ ماجرا سنکر اسکے پاس آیا یہ شرمندہ ہوکر بولا میں تجھے نہیں جانتا اوسنے جواب دیا اے برادر
تو کچھ تردد نکر مجھے جتنی مہربانی تیرے ساتھ آج کے دن ہے پہلے اتنی ہرگز نہ تھی اور اوسکے گلے میں ہاتھ ڈالکر بوسہ دیا جب اوسنے
اوسکی اتنی مہربانی دیکھی تو سمجھا کہ میں اسکی نظر سے نہیں گرا ہوں اوٹھا اور توبہ کی اور اوسکے ساتھ چلا گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی
کی راہ سلامتی سے نزدیک ہے اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا طریقہ لطیف تر اور فقیہ تر ہے اسواسطے کہ توبہ کا سبب ہوتا ہے
اور آدمی کو عاجزی اور درماندگی کے وقت دینی بھائیوں کی حاجت پڑتی ہے تو انکو کیونکر چھوڑ دیں فقہ کی وجہ یہ ہے کہ دوستی کا عقد
جو باندھا وہ قرابت کا حکم رکھتا ہے تو گناہ کے سبب سے قطع رحم کرنا درست نہیں ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے فَإِنْ
عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ یعنی اگر قرابت والے تیری نافرمانی کریں تو تو کہدے کہ میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں یہ نہ کہہ
کہ تم سے بیزار ہوں حضرت ابو الدرداء رضہ سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بھائی گناہ کرتا ہے تم اوس سے دشمنی کیوں نہیں رکھتے کہا میں
اوسکے گناہ سے تو بیزار ہوں لیکن وہ میرا بھائی ہے مگر ابتدا میں ایسے آدمی سے برادری نکرنا چاہیے کہ برادری نکرنا خیانت نہیں ہے

دشمن کے ساتھ دوستی نکرے بلکہ اوسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اوسکے دشمن کا بھی دوست ہو تو یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے نوین قسم یہ ہے کہ تکلف درمیان سے اوٹھا دے اور دوست کے ساتھ بھی ایسا ہی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر ایک دوست دوسرے کا لحاظ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلف کی ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ اونمین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے کی وحشت کا باعث ہوا گر یہ کسی مین کچھ عیب ہو بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کر اور اہل آخرت کے ساتھ علم سے اور اہل معرفت کے ساتھ جس طرح تیرا جی چاہے کچھ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھاے یا رات بھر سوے یا تمام شب نماز پڑھے تو دوسرا کچھ نپوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ اصل دوستی کے معنے یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلف کو کچھ دخل نہین ہے دسوین قسم یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے کمتر سمجھے اور اون سے کسی بات کی امید اور آرزو نرکھے اور کوئی رعایت نہ چاہے اور سب حقوق ادا کرتا رہے حضرت جنید قدس سرہ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر کمیاب ہے اور مکرر کہا حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمتگاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اوسکی خدمتگاری اور غمخواری کرے تو بہتیرے ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اوسکے حق مین گنہگار ہونگے اور اگر اپنے تئین اونکے برابر سمجھیگا تو خود بھی تکلیف مین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہینگے اور اگر اپنے تئین اون سے کمتر جانیگا تو یہ دونون راحت و آرام سے رہینگے حضرت ابو معاویۃ الاسود رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر ہین کہ مجھے مقدم رکھتے ہین اور میری بزرگی جانتے ہین

تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون لونڈی غلامون کے حقوق کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اوسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق اون درجون کے قدر ہوتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اوسکے حقوق مذکور ہوچکے ہین جس کسی کے ساتھ دوستی نہو فقط دینی قرابت ہو اوسکے بھی کئی حق ہین پہلا حق یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی پسند نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اوسکا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا دردناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ کلمہ شہادت پر مرجاے اور جو امر پسند نہین کرتا کہ لوگ اوسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی اورون کے ساتھ نکرے حضرت موسی علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالی سے پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے دوسرا حق یہ ہے کہ کوئی مسلمان اوسکے ہاتھ اور اوسکی زبان سے رنج نپاے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے

عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہیں
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپنے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنوں کو جان و مال میں بیقراری نہ ہو
پھر پوچھا کہ مہاجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو برے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہیں کہ
کوئی ایسا کام کرے جسکے سبب سے کوئی مسلمان گھبرا سکے اور ڈر سے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالی
دوزخیوں کو خارش میں مبتلا کریگا اسقدر کھجاوینگے کہ استخوان نکل آوینگے پھر پکارا جائیگا یا فلانے کیا تکلیف اور اذیت کیسی ہے
وہ کہینگے کہ نہایت سخت اور بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا میں مسلمانوں کو ستاتے تھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک شخص کو بہشت میں دیکھا کہ جدہر چاہتا تھا سیر کرتا پھرتا تھا یہ مرتبہ اوسکو
اس سبب سے نصیب ہوئی کہ اوسنے راہ پر سے ایک درخت کاٹ ڈالا تھا تاکہ کسی کو تکلیف نہو تیسرا حق یہ ہے کہ کسی پر
تکبر نکرے اسواسطے حق سبحانہ تعالی متکبروں سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر وحی
نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر فخر نکرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین بیوہ عورتوں
اور مسکینوں کے ساتھ جاتے اور اونکی حاجت روائی کرتے یہ نچاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا ولی ہو
اور اسے خبر نہو کہ حق تعالی نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تاکوئی اونکی طرف راہ نہ پاسکے چوتھا حق یہ ہے کہ غمازی کی بات کسی
مسلمان کے حق میں نہ سنے کیونکہ مرد صالح کی بات سننا چاہیے غماز فاسق ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی غماز بہشت میں
نجائیگا الغرض جان تو کہ جو تیرے سامنے اوروں کی بدی کریگا وہ اوروں کے سامنے تجھے بھی برا کہیگا اوس سے دور رہنا
چاہیے اور اوسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے پانچواں حق یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نکرے اسواسطے کہ
جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہیں ہے
انمیں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام میں نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیوں کی خطا معاف کی اور حدیث شریف میں آیا ہے
کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالی تیری عزت اور بزرگی زیادہ کریگا چھٹا حق یہ ہے کہ حتی المقدور
ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہوسکے نیکی کر اگر وہ اس قابل نہیں
اگر نہیں تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان
کرنا اصل عقل ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہاتھ پکڑتا تو جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نچھوڑتے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اوسکی طرف
بالکل متوجہ ہو جاتے اور جبتک بات تمام نہوتی صبر فرماتے ساتواں حق یہ ہے کہ بزرگوں کی تعظیم کرے اور بچوں پر رحم کرے

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمہین بتا دون کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کیا ارشاد کیجیے فرمایا
مسلمانون مین صلح کرا دینا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے
دو مرد رب العزت کے سامنے زانو کے بل گرتے ہین ایک تو کہتا ہے کہ بار خدایا اس سے میرا انصاف کر دے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے
اوس سے حق تعالی فرماتا ہے اسکا حق دیدے وہ عرض کرتا ہے کہ بار خدایا میری سب نیکیان تو عیبون نے لیلی ہین اب میرے
پاس کچھ نہین باقی ہے حق تعالی داد خواہ سے فرماتا ہے کہ اب تو کیا کریگا اسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کرتا ہے کہ
میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اسکے گناہ اوسکے سر رکھتے ہین اور ہنوز مظلمہ باقی رہتا ہے یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا
روئے اور فرمایا کہ یہ بھی بہت بڑا دن ہے کہ ہر ایک اس امر کا حاجتمند ہوتا ہے کہ اوس سے اوسکا بار عصیان اوتار لین اوسوقت ارحم الراحمین
داد خواہ سے فرماتا ہے کہ سر اوٹھا دیکھ تو تجھے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون سونے
کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون سے جڑے ہوئے ہین آیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید کی یا صدیق کی حق تعالی
ارشاد فرماتا ہے یہ اوسی کی ملک ہین جو اسکی قیمت دے وہ عرض کرتا ہے یا رب العالمین بھلا اسکی قیمت کون دے سکتا ہے حکم الحاکمین
ارشاد کرتا ہے کہ تو دے سکتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ بار خدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوتا ہے کہ تو اسطرح دے سکتا ہے
کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کر دے وہ بے اختیار عرض کرتا ہے کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوتا ہے
کہ اوٹھ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی سے ڈرو اور آپس مین
صلح کیا کرو کہ حق تعالی قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کرتا ہے پانچوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ
برائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن
حق تعالی اوسکے گناہون کو پوشیدہ رکھیگا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ اگر مین کسی کو
پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالی اسکے گناہ فاش کو چھپاوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اے لوگون تمنے فقط زبان سے کلمہ پڑھا ہے ابھی تمھارے دلون مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نکیا کرو اونکی
پوشیدہ برائیون کا تجسس نکیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب تلاش کرتا ہے حق تعالی اوسکا عیب فاش کرتا ہے تا کہ وہ رسوا ہو
اگرچہ گھر کے اندر ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے سب سے پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین
پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اوسکا ہاتھ کاٹین آپ کے چہرہ نورانی کا رنگ متغیر ہوگیا
لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے بھائیون کی دشمنی مین شیطان کا
مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالی تمہین بخشدے اور تمھارے گناہ چھپائے اور معاف کرے تو تم بھی لوگون کے
گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہونچینگے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب گھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ رنڈی کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالی چھپاویگا اوسنے عرض کیا یا امیر المؤمنین جلدی نکیجیے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین گناہ کیے ہین حق تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا اور آپنے جستجو کی اور فرمایا ہے وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نکیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر مین معاف کرون تو تو توبہ کریگا اوسنے عرض کیا ہان توبہ کرونگا اور پھر ہرگز ایسے کام کے پاس نجاونگا آپ نے معاف کیا اور اوسنے توبہ کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے لوگون کی وہ باتین سننے کے واسطے کان لگایا جو بے اوسکے کہے نہین قیامت کے دن اوسکے کان مین سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا ستہرہوان حق یہ ہے کہ تہمت کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانون کے دل کو بدگمانی سے اور زبان کو عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو اوس گناہ مین خود بھی شریک ہوجاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے مان باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کون کریگا کہ اپنے مان باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے مان باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اوسکے مان باپ کو گالی دے تو وہ گالی خود اوسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تہمت کی جگہ بیٹھے اوسے روا نہین ہے کہ اوس شخص کو ملامت کرے جو اوس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے اخیر مین ام المؤمنین حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے مسجد مین باتین کرتے تھے ایک شخص وہان آنکلا آپنے اوسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی کرین تو کرین آپ سے نہین کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن مین اسطرح پھرتا ہے جسطرح خون رگون مین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے مین ایک عورت سے باتین کرتا تھا اوسے درے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر یہ میری جورو ہے فرمایا تو ایسی جگہ کیون نہین باتین کرتا جہان کوئی نہ دیکھے اٹھارہوان حق یہ ہے کہ اگر صاحب جاہ و منزلت ہے تو کسی کی سعی کرنے مین دریغ نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھسے مطلب چاہو میرے دل مین ہوتا ہے کہ دون لیکن دیر کرتا ہون تاکہ تم مین سے کوئی سعی کرے اور اوسکو بھی اچھے کام مین سعی کرنیکا ثواب ملے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ زبانی صدقہ سے بہتر نہین لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زبانی صدقہ کیا ہے فرمایا وہ سعی ہے کہ کسی کی جان بچ جائے یا کسی کا نفع پہونچ جائے یا اذیت سے بچا دے انیسوان حق یہ ہے کہ جب یہ دیکھے کہ کوئی مسلمان کے حق مین زبان درازی کرتا ہے اور اوسکی آبرو یا اوسکے مال کا قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان غائب ہے تو خود جواب دیے اور اوسکا نائب بنجائے اور اوسے ظلم سے بچائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان ایسی جگہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہان لوگ اوسکو بُری بات کہتے ہین اور اوسکی بےحرمتی کے درپے ہین تو حق تعالی اوسکی یاری کریگا ایسی جگہ جہان یہ مدد کا نہایت محتاج ہو اور جو مسلمان ایسی جگہ نصرت فروگذاشت کریگا

۵۱ اور جستجو کرنا ۱۲

۵۲ اور آؤ گھرون مین انکے دروازون سے ۱۲

۵۳ نہ داخل ہو تم گھرون مین سوائے گھرون اپنے کے جبتک اجازت چاہو اور سلام کرو اون گھروالون کو ۱۲

جہان لوگ کسی مسلمان کی بےحرمتی کرتے ہون تو حق تعالی اوس فروگذاشت کرنیوالے کو بھی اوس وقت ذلیل اور ضائع کریگا جب وہ اپنی
نصرت کو نہایت دوست رکھتا ہو سولھوان حق یہ ہے کہ جب کسی برے آدمی کی صحبت مین پھنس جائے تو جہانتک ہو سکے
اوسکے ساتھ مدارا کرے اور بامشافہہ سختی اور درشتی نکرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیہ کریمہ وَيَدْرَءُونَ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے معنی یون کہے ہین کہ سلام اور مدارات سے برائی کا عوض کرو حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپنے فرمایا اجازت
دو اور یہ شخص اپنے قوم کا برا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپنے اوسقدر اوسکی مراعات فرمائی کہ مین سمجھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اسکا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اوسکو برا آدمی بھی فرمایا اور صرف اوسکی مدارات کی
فرمایا کہ اے عائشہ روز قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اوسکے ساتھ مدارات کرین
اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بدگویون کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچا سکے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو الدرداء
نے کہا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ ہم اونکے سامنے تو ہنستے ہین لیکن ہمارا دل اونپر لعنت کرتا ہے سترھوان حق یہ ہے
کہ فقیرون کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیرون کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ مردون کے پاس نہ بیٹھو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت
مین جہان کوئی مسکین دیکھتے اوسکے پاس جا بیٹھتے اور فرماتے کہ مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے حضرت عیسی علیہ السلام کو یا مسکین
کہنے سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے یون دعا کی ہے کہ بار خدایا جبتک تو مجھے زندہ رکھیو
مسکین رکھیو اور جب مارا چاہے تو مسکین مار اور جب حشر کرے تو مسکینون کے ساتھ حشر کیجیو حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ
بار خدایا مین تجھے کہان ڈھونڈون فرمایا شکستہ دلون کے پاس اٹھارھوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کا دل خوش کرنیکو
اور اونکی حاجت روائی اپنے سے جہانتک ہو سکے کوشش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی
حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اوسنے حق تعالی کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن
کریگا قیامت کے دن حق تعالی اوسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن یا رات کو گھڑی بھر کے لیے مسلمان کے
کام کے لیے [illegible]
[illegible] حق تعالی اوسے [illegible]
[illegible] عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اگر ظالم ہو تو کیونکر مدد کرین آپنے فرمایا [illegible] حق تعالی کے نزدیک کوئی عبادت
اس سے [illegible]
[illegible]

اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمانون کا غم نہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون
روتے ہو فرمایا کہ ان غریب مسلمانون کے بیچ مین جنہون نے مجھپر ظلم کیا ہے فردا ے قیامت کو انسے سوال ہوگا کہ تمنے کیون ظلم کیا
وہ رسوا ہونگے اور اونکا کوئی عذر پیش رفت نہوگا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ
اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اوسکا نام ابدالون مین لکھین گے اکیسوان حق
یہ ہے کہ جبکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے تو سلام کرے پیچھے مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص
سلام سے پہلے بات کرے اوسے جواب نہ دو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوا اور سلام نکیا آپنے فرمایا باہر جا کر پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپنے فرمایا کہ اے انس طہارت پوری کیا کر تاکہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کر پہلے اوسے سلام کیا کر تاکہ
تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سلام علیک کیا کر تاکہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا سلام علیکم آپنے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاوینگی دوسرا شخص حاضر ہوا
اور کہا سلام علیکم ورحمة اللہ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اوسنے کہا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ
آپنے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیان لکھی جاوینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاؤ تب سلام کرو اور
جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین
تقسیم کیجاتی ہین انہتر رحمتین اوسکا حصہ ہوتی ہین جو اون دونون مین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم
سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اونپر بٹتی ہین نوے رحمتین اوسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اوسکا حق جو جواب دیتا ہے اور
بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابو عبیدہ جراح نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جائین تو پشت خم کرین
فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اوسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آئے تو منہ پر بوسہ دینا
اور بغل گیر ہونا سنت ہے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سرو قد کھڑے ہونے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نہ تھا اسکے واسطے ہم سرو قد نہ اوٹھتے تھے ہمین معلوم تھا
کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جہان یہ عادت ہوگئی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کے واسطے سرو قد اوٹھے گا تو مضائقہ نہین
ہے مگر کسیکے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ
لوگ اوسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اوس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہہ ٹھہرا لے بائیسوان حق
یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم
فرمایا ہے کہ جب چھینک آئے تو الحمد للہ رب العالمین کہے اور جو شخص سنے وہ یرحمک اللہ کہے پھر وہ کہے یغفر اللہ لی ولکم

ف اے اللہ بخش امت محمد کو اے اللہ رحم کر امت محمد پر اے اللہ فراخت دے تو امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲

اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یرحمک اللہ کا مستحق نہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منہ پر
ہاتھ رکھ لیتے اگر پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے میں کسی کو چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر
زبان سے کہیگا تو بھی مضائقہ نہیں ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو
نزدیک ہے جو آہستہ بات کروں یا دور ہے تا پکار کر کہوں ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اوسکا ہمنشین ہوں پھر عرض کیا کہ یا الٰہی
میرے بہت سے حال ہیں مثلاً جنابت اور قضاء حاجت ایسے حال میں تجھے یاد کرنا بے ادبی ہے ارشاد ہوا کہ ہر حال میں مجھے
یاد کر اور کچھ اندیشہ نکر اکیسواں حق یہ ہے کہ آشنا کی بیمار پرسی کرے اگرچہ دوست نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کریگا بہشت میں جائیگا اور جب عیادت کرکے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہیں تا کہ اوسپر شام تک
اور دوسرے میں سنت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اُعِیذُکَ
باللہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد من شر ما تجد امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا ہے کہ میں بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار تشریف لاکر یہی دعا پڑھی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے
اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نکرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی
بندہ بیمار ہوتا ہے حق تعالیٰ دو فرشتے اوسپر تعینات فرماتا ہے کہ وہ دیکھتے رہیں کہ جب کوئی عیادت کے واسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر
کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو
بلاونگا تو رحمت کے ساتھ بلاونگا اور بہشت میں پہونچاونگا اور اگر صحت دونگا تو اس بیماری کے سبب سے اوسکے گناہ بخشونگا
جو گوشت اور خون وہ پہلے رکھتا تھا اب اوس سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ
میں درد ہوا ہو چاہیے کہ جورو کے مہر میں سے کچھ لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی میں گھول کر پیے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ
نے مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو شفا اور عورتوں کے مہر کو جو بخشدیں سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب تینوں چیزیں باہم ملینگی
تو بیشک شفا پائیگا فی الجملہ بیمار کا ادب یہ ہے کہ گلہ اور بیصبری نکرے اور یہ امید رکھے کہ بیماری اسکی گناہوں کا کفارہ ہوگی اور جب
دوا پیے تو دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہیں اور عیادت کے آداب ہیں کہ دیر تک نہ بیٹھے اور بہت احوال پرسی نکرے
اور صحت کی دعا مانگے اور اوسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئیں غمگین جتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیواروں کو نہ دیکھے
اور جب بیمار کے دروازے پر جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازہ کو
آہستگی سے کھٹکھٹائے اور یوں نہ پکارے کہ او غلام جب اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ میں ہوں او غلام بلکہ
سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے جو کوئی کسی کا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یوں ہی عمل میں لائے بائیسواں حق جنازہ کے ساتھ جانا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک
رہے تو دو قیراط اجر پائیگا اور ہر قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جائیگا

عبرت سے موت کو یاد کرے حضرت اعمش نے کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین اسواسطے کہ
ہر ایک ... سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ
نے تو تین ہولون سے رہائی پائی ملک الموت کا منہ دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکلگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مردے کے پیچھے جاتی ہین دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اوسکے ساتھ رہتا ہے
پس مریدوان حق یہ ہے کہ زیارت قبور کے واسطے جاوے اور اونکے واسطے دعاء مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے
جا چکے مجھکو بھی جلدی جانا ہے اور یہ خاک ہونا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا
اوسکی قبر بہشت کے گلزارون مین سے ایک گلزار ہوگی اور جو بھول جائیگا اوسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت
ربیع ابن خیثم جنکا مزار طوس مین ہے تابعین مین سے ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے گھر مین قبر کھود رکھی تھی تا کہ جب اپنے دلمین
کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الٰہی پھر مجھے دنیا مین بھیج تا کہ اپنے گناہون کا تدارک کرون
پھر اوسمین سے اوٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایک بار ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانیکی
اجازت نملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان مین جاکر ایک قبر پر بیٹھے اور
بہت روئے مین آپکے پاس تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری ماں کی قبر ہے حق تعالیٰ سے
مین نے اجازت چاہی کہ مین انسے ملون اور انکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دعا کی اجازت نہ دی محبت فرزندی نے
دلمین جوش کیا اسلیے بیساختہ مین رو دیا انکا مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اونکا بیان تمام
واللہ تعالی اعلم بالصواب

ہمسایون کے حقوق کا بیان

علاوہ ان کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ
ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا
ہے جسکے تین حق ہین وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھکو حق ہمسایہ
کی نصیحت کرتے رہے یہانتک کہ مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اوسے
کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے اور فرمایا ہے کہ جسکا پڑوسی اوسکے شر سے محفوظ نہو وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ دو شخص جو قیامت مین
لڑینگے وہ پڑوسی ہونگے اور فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتے کو پتھر مارا اوسنے پڑوسی کو ایذا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگون نے عرض کیا کہ فلانی عورت دنکو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ دوزخ
مین جاویگی اور فرمایا ہے کہ چالیس گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر
داہنے چالیس گھر بائین اے عزیز جان تو کہ ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اوسکو ستاوے نہین بلکہ اوسکے ساتھ احسان کرنا ضرور
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑیگا اور کہیگا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے
میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو بلی

کیون نہین پاتا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بلی کی آواز سنکر جیسے پڑوسی کے گھر مین چلے جائین تو جو بات مین اپنے واسطے نہین
پسند کرتا وہ اوسکے واسطے پسند کی ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے حق
یہ ہے کہ اگر تمسے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اوسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مر جاے
تو اوسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تہنیت غمی مین تعزیت بجا لاؤ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اوٹھاؤ کہ ہوا اوس سے رکے
اگر میوہ خریدا ہے تو اوسے بھی بھیجو اگر نہین بھیج سکتے تو پوشیدہ کرو اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر جانے نہ دو
کہ اوسکا لڑکا رنجیدہ نہو اور اپنے باورچی خانے کے دہوین سے اوسے رنجیدہ نکرو مگر یہ کہ اوسے بھی کھانا بھیجو اور فرمایا ہے کہ
تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اوسی سے ادا ہوتا ہے جسپر
خدا تعالی رحمت کرتا ہے حقوق ہمسایون سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے تو اوسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر لکڑی
رکھتا ہو تو اوسے منع نہ کر اور اوسکا پرنالا بند نہ کر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اوس سے نہ لڑ اور
جو کچھ اوسکا عیب ہو اوسے چھپاؤ کرکہانے کی کوئی بات اوسکے ساتھہ نہ کر اوسکی عورتون سے اپنی آنکھ بچا اوسکی لونڈیون کو
بہت نہ دیکھ یہ باتین مسلمانون کے حقوق کے سوا ہین انکو یاد رکھ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تو جب کچھ پکا تو اوسمین بہت سا شوربا لگا اور اوسمین سے پڑوسی کا
بھیج ایک شخص نے حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوا کرتا ہے اگر اوسکو بے دلیل مارون تو
گنہگار ہون اگر نہ مارون تو پڑوسی ستاتا ہے حیران ہون کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ تامل کرتا کہ غلام کوئی نادانی کرے جس سے
سیاست اور ادب کے قابل ہو جاے اوسکو ادب دینے مین تاخیر کرتا کہ پڑوسی تجھسے شکایت کرے تب غلام کو سزا دے تاکہ دونو
حق ادا ہو جاے **خویشون اور یگانون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا
کہ مین رحمان ہون اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اسکا نام رکھا ہے جو صلہ رحم کرتا ہے مین اوس سے ملتا ہون
جو قطع رحم کرتا ہے مین اوس سے قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ
میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اوسے کہدو کہ اپنی قرابتون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلہ رحم سے زیادہ کسی طاعت کا
ثواب نہین ہے یہانتک کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین جب صلہ رحم کرتے ہین تو اونکے مال اور اولاد مین افزونی
سے افزایش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اوس سے بہتر نہین ہے اون قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھہ دشمنی رکھتے ہون
العزیز جان تو کہ صلہ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت اگر تجھسے قطع کرین تو تو اونسے مل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ سب فضیلتون سے یہ افضل ہے کہ جو تجھسے قطع کرتا ہے تو اوس سے مل اور جو تجھے محروم رکھتا ہے تو اوسے عطا دے اور جو تجھپر ظلم
کرتا ہے تو اوسے معاف کر **ماں باپ کے حقوق** العزیز جان تو کہ انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ انکی قرابت زیادہ ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص باپ کا حق ادا نہین کر سکتا تاوقتیکہ اوسکو غلام پاکے اور بدل کے

آزاد نہ کردے اور فرمایا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص ماں باپ کی اطاعت نکرے مین اوسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا ان دونون کو بھی ثواب ملتا ہے اور اسکا ثواب بھی کم نہین ہوتا ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ مر گئے ہین مجھپر اونکا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اونکے واسطے نماز پڑھ اور مغفرت مانگ اور اونکا عہد اور وصیت بجا لا اور اونکے دوستون کی تکریم کر اور اونکے عزیزون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے دونا ہے فرزندون کے حقوق ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپنے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اوسنے عرض کیا کہ وہ تو مر گئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویسا ہی فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ امر بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اوسے نافرمانی کے قریب نہ لائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب سات دن کا ہو اوسکا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور پاک کرو جب چھ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو تو اوسکا بچھونا جدا کر دو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا ہو اوسکا نکاح کر دو اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھا دیا تیری تربیت کر دی تیرا نکاح کر دیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنہ سے اور عقبی مین تیرے عذاب سے اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اونکے درمیان داد و دہش اور پیار اور سب بھلائیون مین مساوات رکھے اور چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نکریگا اوسپر خدا کی رحمت نازل نہوگی ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے حضرت امام حسن علیہ السلام گر پڑے فورا آپنے منبر سے اوترکر اوٹھا لیا اور یہ آیت پڑھی اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے جب سجدہ مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے آپکی گردن مبارک پر پاؤن رکھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے اسواسطے آپنے اتنا لنبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سجدہ مین وحی نازل ہوئی تھی آپنے فرمایا نہین حسین نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اوسے ہانکرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بہ نسبت ماں باپ کے حق کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ اونکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالی نے اونکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور اونکے حق کی عظمت کے سبب وجہین واجب ہوئی ہین

ایک یہ کہ اکثر علما اس بات پر ہیں کہ کھانا مشتبہ جو حرام محض نہو اور ماں باپ فرزند سے کہیں کہ تو اسکو کھالے تو اونکی اطاعت کرکے
اور کھالے اسواسطے کہ انکی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ انکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نکرنا چاہیئے مگر یہ کہ سفر فرض ہو گیا ہو
جیسے نماز و روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اوس جگہ اور کوئی فقیہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ ماں باپ کی اجازت
سے حج واسلام کے واسطے جانا چاہیئے اسواسطے کہ اوسمیں تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل میں وہ فرض ہے ایک شخص رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوا اور جہاد کو جانیکی اجازت چاہی آپنے استفسار فرمایا کہ تیری ماں ہے
اوسنے عرض کیا کہ ہاں ہے آپنے فرمایا تو اوسکے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اوسکے قدموں کے نیچے ہے اور ایک شخص یمن سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں جانے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہیں اوسنے
عرض کیا جی ہاں ہیں آپنے فرمایا کہ تو جا پہلے اونسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت دیں تو انکی اطاعت کر اسواسطے کہ توحید کے بعد
حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہیں ہے اے عزیز جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کے قریب
ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر **لونڈی
غلاموں کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلاموں کے حق میں تم خدا سے ڈرو
جو تم کھاتے ہو انہیں کھلاؤ جو تم پہنتے ہو انہیں پہناؤ ایسا مشکل کام نکرو جو یہ نکرسکیں اگر کام کے ہیں تو انہیں رکھو نہیں تو
بیچ ڈالو اور خدا کے بندوں کو اذیت میں نرکھو اسواسطے کہ خدا نے انکو تمھارا لونڈی غلام اور زیردست کر دیا ہے
اگر چاہتا تو تمکو انکا زیردست کر دیتا کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک دن میں کے بار لونڈی
غلاموں کا قصور معاف کریں فرمایا ستر بار احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے پوچھا کہ تمنے بردباری کس سے سیکھی
کہا کہ قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اونکی لونڈی بکری کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ میں لگا ہوا لاتی تھی اتفاقاً اوسکے ہاتھ سے
چھوٹ کر اونکے بیٹے پر گرا وہ مر گیا لونڈی ڈر کے مارے بیہوش ہو گئی اونھوں نے کہا کہ تیرا کچھ قصور نہیں اور تجھے میں نے خدا کی
راہ پر آزاد کیا حضرت عون بن عبد اللہ جب اپنے غلام سے نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تو نے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی ہے
جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اسیطرح تو بھی اپنے آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابو مسعود انصاری ایک غلام کو مارتے تھے
آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود جو اوسطرف پھرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو
اس غلام پر رکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالیٰ تجھپر قدرت رکھتا ہے لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اونھیں روٹی سالن اور کپڑے سے
محروم نرکھے اور حقارت کی نظر سے ندیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میرے مانند آدمی ہیں وہ اگر کچھ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا
گناہ کرتا ہے اوسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آئے تو احکم الحاکمین جو قدرت اسپر رکھتا ہے اوس قدرت کا خیال کرکے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیر دست نے پکا کر اور محنت کھینچکر اوسکے واسطے کھانا طیار کیا اور اوسے
محنت سے پکایا تو چاہیئے کہ اوس زیردست کو اپنے ساتھ بٹھاکر اور اوسکے ساتھ کھائے اگر ایسا نہیں کرے تو ایک لقمہ

روغن میں ڈبو کر اپنے ہاتھ سے اوسکے منہ میں دیدے اور کہے کہ یہ نوالہ کھا لے ۱۲

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیان میں

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ اس باب میں علما کا اختلاف ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے یا بندگان خدا سے ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالی اور اکثر بزرگوں اور متقیوں کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علماے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ عزلت میں سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھ اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگوں سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہیں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ توریت میں لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہو گیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاؤں کے نیچے مل ڈالا آزاد ہو گیا جب حسد سے دست بردار ہوا اوسکی مروت ظاہر ہو گئی جب چند روز صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہیب ابن الورد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حکمت کے دس حصے ہیں نو تو خاموشی میں ہیں ایک گوشہ گیری میں ہے حضرت ربیع ابن خثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ علم سیکھو اور لوگوں سے گوشہ اختیار کرو حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہ بھائیوں کی زیارت اور بیماروں کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہو کر گوشہ گیر ہو گئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں اوس شخص کا بڑا احسان مانوں جو میری طرف سے گذرے اور سلام نکرے اور میں جب بیمار ہوں تو میری عیادت کو نہ آئے حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید رضی اللہ تعالی عنہما جو اکابر صحابہ میں تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے اوسے عقیق کہتے ہیں وہیں رہتے تھے کسی کام کو جمعہ میں نہ آتے تھے کہ اوسی جگہہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہاں سے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ نتو مجھے دیکھے نہ میں تجھے دیکھوں ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہم میں صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم میں جب ایک شخص مر جائیگا تو دوسرا کسکے ساتھ صحبت رکھے گا کہا خدا کے ساتھ فرمایا ابھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے

اے عزیز جان تو کہ اس مسئلہ میں ویسا خلاف ہے جیسا کہ نکاح میں کہ کرنا بہتر ہے یا نکرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اوسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اوسے مخالطت بہتر ہے اور جبتک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجاویگی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا **عزلت کے فوائد** اے عزیز جان تو کہ عزلت میں چھ فائدے ہیں پہلا فائدہ ذکر اور فکر کی فرغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اوسکی عجیب صنعتوں اور زمین آسمان کی

ملکوتون مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے اسرار پہچاننا بزرگترین عبادت ہے بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے مین
بالکل غرق خدا مین ہو رہے تاکہ ماسوے اللہ سے بیخبر ہو جاے اور اپنی بھی خبر نرکھے خدا کے سوا اور کچھ باقی نرہے اور یہ امر خلوت و عزلت
کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے والی ہے خصوصًا اوس شخص کو جو یہ قوت نہین رکھتا کہ خلق
مین رہ کر باخدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیا علیہم السلام رہتے تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا
نے اپنے کام کی ابتدا مین عزلت اختیار فرمائی اور کوہ حرا پر چلے گئے اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نور نبوت نے قوت پکڑی
اور اس مرتبہ پر پہونچ گئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے ساتھ اور فرمایا ہیکہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو
بناتا لیکن خدا کی محبت نے اوروں کی محبت کی گنجایش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبت ہے
تعجب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جاین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ تیس برس ہوئے مین خدا کے ساتھ
باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسپر کسی آدمی کا
عشق اسقدر غالب ہو جاے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونیکے سبب سے کسی کی بات نسنے اور
لوگونکو ندیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر مغرور نہونا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین رہنے کے سبب سے
پروردگار کی سرکار سے راندہ ہو جاتے ہین ایکشخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اوسنے کہا
مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اوس سے راز کہنا چاہتا ہون تو نماز پڑھتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھسے باتین کرے
تو قرآن پڑھتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے عزلت سے کیا فائدہ اوٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کیساتھ
انس پایا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستونون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ
جب حاضر ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اونہین خبر کی وہ اوس شخص کے سامنے گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے
خلق کے ساتھ کیون نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھپر پڑا ہے اوسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور
اوسکی بات کیون نہین سنتا کہا اوس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا
وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہ تعالی مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نکرون اوسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ
حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون کے ساتھ پس حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ سے نہ اوٹھ
اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت ہرم ابن حیان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس گئے حضرت اویس
نے پوچھا کہ کس کام کو آئے کہا اسواسطے آیا ہون تاکہ تمسے آسایش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص
خدا کو پہچانتا ہو اور پھر دوسرے سے آسایش لے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
خوش ہوتا ہے اسلیے کہ جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین بیٹھون گا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل
رنجیدہ ہوتا ہے اسلیے کہ جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھکو خدا سے باز رکھینگے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے

کہ جو شخص مخلوقات کے ساتھ باتین کرنے سے خدا کے ساتھ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو دوست تر نہین رکھتا ہے اوسکا
علم بہت تھوڑا ہے اور اوسکا دل اندھا ہے اور اسکی عمر ضایع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسیکو یہ خواہش ہو کہ کسیکو دیکھون اور
اوس سے بات کرون تو یہ اوسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اوس سے اوسکا دل خالی ہے اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو
لوگون کے ساتھ انس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس آخر نتیجہ ان سب اقوال و روایات سے یہ جان لے کہ جس کسیکو اس
بات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالے کے ساتھ انس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اوسکے جلال و جمال کی معرفت کا
علم حاصل کرے تو یہ امر اون سب عبادتون سے افضل ہے جو خلق خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ سعادتون کی غایت یہ ہے
کہ جو کوئی اوس جہان مین جائے تو حق تعالی کی محبت اوسپر غالب ہو اور انس و محبت ذکر کی بدولت کامل ہوتا ہے اور محبت
ثمرہ معرفت ہے اور معرفت ثمرہ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عزلت کی بدولت کثرت
معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت مین ہر ایک اونسے نہین بچتا ایک غیبت کرنا یا غیبت سننا اور یہ گناہ دین کی
تباہی ہے دوسرا امر معروف و نہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہیگا تو فاسق اور عاصی ہو جائیگا اور اگر ناراض ہوگا تو
وحشت اور خصومت پیش ہوگی تیسرا ریا اور نفاق جو کہ مخالطت مین بلا لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھ مدارا نکریگا تو وہ تنگی اور اگر مدارا کریگا
تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اگر دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا
تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نکریگا تو اونکی دشمنی سے نجات نہ ملیگی اور ادنی سی بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اوس سے کہیگا کہ مین ہمیشہ
تمہارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اوس سے متوحش ہونگے اور اگر اوسکے ساتھ یونہی کہیگا
تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنی بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے لوگون کا کیا حال ہے
اور دل مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ نرا نفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اوسکی اتنی آدمیت بیان کرتا ہے اور تعریف
کرتا ہے کہ دین اوسکے سر پر رکھکر ناکام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر پھر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی
بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑھی کے بال سیدھے کرنے کو ہاتھ پھیرون تو اسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر
مین لکھیں حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص اونکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپکے دیدار سے
آسایش اور موانست لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے نزدیک تر ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی
تعریف کرے اور مین تیری تو تجھسے جھوٹ بولے اور مین تجھسے تو یہان سے منافق ہو کر جائے یا مین منافق ہو کر اوٹھون اسطرح
جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کر سکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے
تو دنیا کا حال نپوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور
بعافیت ہون حاتم نے کہا پلصراط سے گذر چکنے کے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام

لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اوسپر قابض نہین ہون اور جس چیز مین میرا نقصان ہے
اوسکے دفع کرنے پر قادر نہین ہون مین اپنے کام کے گرو ہون اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ
محتاج اور بیچارہ نہین ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمۃ اللہ تعالی سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور
گنہگار ہون اپنی روزی کھاتا ہون اپنی موت کا امیدوار ہون حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ سے جب لوگ پوچھتے
کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر دوزخ سے امن ہو جاؤن تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو
تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا ہوگا جو صبح کو یہ نجانے کہ شام تک جیویگا یا نہین اور شام کو نجانے کہ صبح تک جیویگا یا نہین حضرت
مالک دینار رحمہ اللہ تعالی سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہوگا جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے
جاتے ہین کسی حکیم سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہون کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہون اور اوسکے دشمن ابلیس کا حکم
بجا لاتا ہون حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے
نزدیک ہوتا جاتا ہے حامد لفاف رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین رہتا ہون کہ ایک دن عافیت سے
ہون کہا کیا عافیت سے نہین ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نکرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگون نے پوچھا
کیسے ہو کہا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو سفر دور دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندھیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور بادشاہ
عادل کے سامنے بے حجت و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اوس
شخص کا کیسا حال ہوتا ہے جسے یہ امر ضرور ہے کہ مرے اور اوسے پھر اوٹھائین اور حساب کرین حضرت ابن سیرین نے
کسی سے پوچھا کہ کیسا ہے عرض کیا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درم کا قرضدار ہو اور اہل و عیال کے واسطے کچھ نہ رکھتا ہو حضرت
ابن سیرین اپنے گھر تشریف لائے اور ہزار درم لیکر اوسے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درم سے قرض ادا کر اور پانسو درم
عیال کے نفقہ مین دے اور اب مین نے عہد کیا کہ کسی سے نپوچھونگا کہ تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے
یہ امر اسواسطے کیا کہ اس بات سے ڈرے اگر اوسکی غمخواری نکرونگا تو پوچھنا نفاق ہوگا بعض بزرگون نے کہا ہے کہ بعض لوگون کو ہمنے
دیکھا ہے کہ ایک دوسرے کو ہرگز سلام نکرتے اور ایک دوسرے سے اگر کلام کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہین نکرتے تھے اب ایسے لوگ ہین
کہ ایک دوسرے سے ملتے ہین اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہین اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی کسی حاجت کیلئے طلب کرے
تو نہین کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے یہ امر نفاق ہے پس جب خلق کی کیفیت ہے تو جو کوئی اون سے مخالطت کریگا اگر اونکی موافقت
کریگا تو اوس نفاق اور جھوٹ مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اوسکو دشمن بنا لیگا اور خود سنگدل کہا جائیگا سب اوسکی
غیبت کرینگے اوسکا دین اونکے سبب سے اسکا دین اوسکے بحث سے خراب ہو جائیگا چوتھا گناہ جو مخالطت کے سبب سے لازم
آتا ہے یہ ہے کہ تو جسکے پاس بیٹھیگا اوسکی خو تجھ مین سرایت کریگی اور تجھے خبر بھی نہوگی تیری طبیعت اوسکی طبیعت سے اسطرح
خو چورا لیگی کہ تجھے کچھ خبر نہ ہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو اوسکی بو بہت سے گناہونکا تخم ہو جائیگی اسواسطے کہ دنیا دار کو

دیکھیگا اونکی طمع دنیوی دیکھیگا ویسی باتین تجھہ مین پیدا ہونگی اور جو شخص اہل فسق کو دیکھیگا تو گو اوس سے انکار رکھتا ہو مگر جب
کثرت سے دیکھیگا تو فسق اوسکی نگاہ مین آسان اور ذرہ سی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے ہین تو اونکے دلون سے
اوس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے ہین تو سبکے دل اوس سے انکار کرتے ہین اور اگر
یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسیکے دل مین بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ
زنا کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اوسکی برائی دلون سے جاتی رہی ہے بلکہ جسطرح صحابہ اور بزرگون کا
حال سننا مفید ہوتا ہے اوسیطرح اہل غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے حدیث
شریف مین آیا ہے عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ نزول رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سنکر دین کی رغبت
پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہو جاتی ہے اسیلیے اہل غفلت کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلت اور
دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب اونکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو اونکا دیدار بہت بڑھکر ہوگا انہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا ہے کہ برا ہمنشین لوہار کے مثل ہے کہ اگر کپڑا نہ جلیگا تو دھوان تو لگیگا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی ایسی ہے
اگر چہ مشک نہ دیگا تو خوشبو تو تجھہ مین آجائیگی پس ایسا برا جان لو کہ برے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی
سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسیکے پاس بیٹھنا تجھے دنیا چھوڑا دے اور خدا کی طرف
بلائے اوس سے مخالطت کرنا بہت غنیمت ہے تو اوسکا ملازم رہ اور جسکا حال اسکے خلاف ہو اوس سے دور رہ خصوصاً اوس
عالم سے جو دنیا کا حریص اور جسکا فعل قول کے موافق نہو وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی غیرت اور حمیت صاف دل سے اوٹھا دیتا
ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کچھہ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمانداری کے واسطے اولی تر ہوتا اسلیے کہ اگر
کوئی لوزینہ کا طباق اپنے سامنے رکھے ہوئے ہو اور لوگون سے کہتا ہو اور چلاتا ہو کہ اے مسلمانو اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے
تو اوسکی بات کوئی باور نکریگا اور کھانے مین اوسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہو جائیگی کہ اسمین ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین
کہ حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب تک یہ نہین دیکھ لیتے کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہو جاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا
بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونیکے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اوس خطا پر دلیر ہو جائینگے
عالم کے فعل کو دلیل کرینگے اور اوسکی پیروی کرینگے اور شیطان اونکی مدد کو اوٹھہ کھڑا ہوگا اور کہیگا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے
زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیزونکا خیال کرین ایک تو امر یہ جانین کہ عالم
اگر کوئی خطا کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اوسکا علم اوس خطا کا کفارہ ہو جاوے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے پر
بھروسا کریگا دوسرا اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ
شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا نچاہیے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھہ دلیل نہین ہے
کہ اوسے دیکھکر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

جو فقط نام کو عالم ہیں اور علم کی حقیقت سے غافل ہیں یا عالم لوگ بظاہر جو برا کام کرتے ہیں اوسکا کوئی عذر یا تاویل جانتے ہوں
کہ اوس عذر و تاویل کو عوام نہیں سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھیے تاکہ تباہ نہو حضرت موسیٰ اور خضر
علیہما السلام کا قصہ کہ حضرت خضر نے کشتی میں سوراخ کر دیا اور حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا قرآن شریف میں اسیواسطے حق سبحانہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور ہے تو عزلت اور گوشہ گیری اکثر لوگوں کو اولیٰ ہے
تیسرا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ کوئی شہر خصومت اور فتنہ اور تعصب سے خالی نہیں ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے
چھوٹا اور جب باہم مخالطت کی تو اوسکا دین معرض خطر میں پڑا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جب لوگوں کو دیکھے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیکر باہر نکلتے ہیں تو گھر کے اندر بیٹھ رہ اور زبان کو
سنبھال جو کچھ جانتا ہو کر جو کچھ نجانتا ہو اوسے چھوڑ خاص اپنے کام میں مشغول ہو اور ونکے کام سے دست بردار ہو جا حضرت
عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا
دین سلامت نرہیگا مگر یہ کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسرے کھوہ میں
بھاگے جسطرح روباہ اپنے تئین خلق سے چھپاتی پھرتی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ زمانہ کب آئیگا فرمایا
جبکہ روزی بے گناہ نہ ملے اوسوقت خلق سے دور دور ہی رہنا حلال ہوگا لوگوں نے عرض کیا کیونکر یا رسول اللہ آپنے تو ہم
کو نکاح کا حکم فرمایا ہے ارشاد فرمایا کہ اوسوقت آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھوں ہلاک ہوگا وہ اگر مر گئے ہوں تو جورو لڑکوں کے
ہاتھوں وہ بھی اگر نہوں تو عزیزوں کے ہاتھوں لوگوں نے عرض کیا کیونکر یا رسول اللہ فرمایا اوسے تنگدستی اور محتاجی کی وجہ سے
ملامت کرینگے اور جس چیز کی طاقت نرکھتا ہو وہ اوس سے مانگینگے یہانتک کہ وہ خود ہلاک ہو جاے اور یہ حدیث اگرچہ خلق
سے دور رہنے کے بارہ میں ہے لیکن عزلت اور گوشہ گیری بھی اوس سے معلوم ہوتی ہے اور یہ زمانہ جسکی خبر مخبر صادق صلعم
دیتے ہیں ہمارے زمانہ سے بہت پہلے آچکا ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ میں کہتے تھے واللّٰہ لقد حلت
العزلۃ یعنی قسم ہے خدا کی کہ اب خلق سے دور رہنا حلال ہوگیا ہے **چوتھا فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے
شر سے نجات پاتا ہے اور آسودہ رہتا ہے اسواسطے کہ جب تک لوگوں میں رہیگا تو اونکی غیبت اور بدگمانی کے رنج سے نہ بچیگا
اور طمع محال سے نہ چھوٹیگا اور اس بات سے خالی نرہیگا کہ لوگ اوس سے کوئی کام چاہیں کہ اونکی عقل میں نہ آسکے اور اوسپر
زبان دراز کریں اگر آدمی چاہے کہ سب لوگوں کے حقوق مثلاً تعزیت اور تہنیت اور مہمانداری کرنے میں معروف ہو تو اوسکے
تمام اوقات اوسی میں صرف ہونگے اور اپنے ضروری کام میں نہ مشغول ہو سکیگا اور اگر بعضوں کی تخصیص کریگا تو اور لوگ
اور خفا ہونگے اور اوسے رنج دینگے اور جب گوشہ اختیار کریگا تو سب سے نجات پائیگا اور سب خوش رہینگے ایک بزرگ
ہمیشہ یا قبرستان میں رہتے یا کتاب دیکھا کرتے اور اکیلے رہا کرتے لوگوں نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں کہا کہ میں نے تنہائی
سے زیادہ کسی حال میں امن اور سلامتی نہیں دیکھی اور قبر سے زیادہ کوئی ناصح اور کتاب سے زیادہ کوئی مونس نہیں دیکھا

حضرت ثابت بنانی جو ولیون مین سے تھے اونھون نے حضرت حسن بصری کو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو
مین چاہتا ہون کہ تمہارے ساتھ رہون حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ معاف رکھو تاکہ حق تعالے کے ستر مین زندگی بسر کرین
شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن بنائین اور یہ بھی عزلت کے فائدون
مین سے ایک فائدہ ہے کہ مروت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور باطن کا حال نہین کھلتا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات نہ کبھی
سنی ہے وہ کھلجاوے **پانچوان فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اوس سے اور اوسکی طمع لوگون سے منقطع ہوجاتی
ہے اور ان دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیا دارونکو دیکھیگا تو دنیا کی حرص اوسمین پیدا ہوگی اور
طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت و خواری طمع کی تابع ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ
اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیہ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ان لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو
کہ وہ انکے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تمسے زیادہ ہے اوسے نہ دیکھو
کہ خدا کی نعمت تمہاری نگاہ مین حقیر ہوجائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھیگا تو اگر اوسکی تلاش مین پڑجائیگا اور اوسے نہ پائیگا
تو آخرت کا نقصان اوٹھائیگا اور اگر تلاش نکریگا تو وقت اور صبر مین پڑیگا یہ بھی مشکل ہے **چھٹا فائدہ** عزلت کا یہ ہے کہ کاہلون اور
احمقون اور ایسے لوگون سے آدمی نجات پاتا ہے جنکا دیکھنا طبیعت کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے
پوچھا کہ تمہاری آنکھ مین کیون خلل پیدا ہوا کہا مین نے ایک کاہلون کو دیکھا جالینوس نے کہا کہ جسطرح بدن کے واسطے تپ ہے
جان کے واسطے بھی تپ ہے کاہلون کو دیکھنا جان کی تپ ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ گرانجان کے پاس
جب مین بیٹھا تو میرا بدن کا جو اوسکی طرف تھا بھاری ہوگیا یہ فائدہ اگرچہ دنیاوی ہے لیکن دینی بھی اسکے ساتھ ملا ہوا ہے اسلیے کہ جب ایسے
آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جسکا دیکھنا ناگوار ہو تو زبان سے خواہ دل سے اوسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہیگا تو ان سب
باتون سے امن پائیگا اور بچا رہیگا عزلت کے یہ فائدے ہین **عزلت کی آفتین** اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ بعضے مقاصد
دینی اور دنیوی اورون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور بغیر مخالطت کے درست نہین ہوتے اور عزلت مین فوت ہوتی ہین اونکا
فوت ہونا عزلت کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھہ ہین **پہلی آفت** آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے الغرض جاننا چاہیے
کہ جسنے وہ علم جو اوسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اوسپر عزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکتا اور علم مین سمجھ نہین سکتا
اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ سکتا ہے اوسکو واسطے
عزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے عزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیکاری اور
واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضایع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نکیا ہو تو عبادت مین
غرور اور مکر سے خالی نرہیگا اور اعتقاد مین اندیشہ محال اور خطا سے خالی نرہیگا اور خدا کی شان مین اوسے ایسے خطرے
آئینگے کہ شاید کفر یا بدعت ہون اور وہ جانتے بھی نہ غرضکہ عزلت عالمون کو چاہیے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار کی مانند ہین

ولیس الخبر کالمعاینۃ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔ اس دعوے پر دلیل کی احتیاج نہین آئے عزیز تو دیکھہ تو کہ یہ لوگ
ان علوم مین مشغول تھے وہ کیسے رہے اونکا کیا انجام ہوا اور اونکی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور
دنیا سے چھوڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم ہین جنکے مہلکات اور منجیات مین بیان کیے ہین تو عالم کو چاہیے کہ یہی
علوم پڑھائے کہ یہ ہر ایک کے دل مین اثر کرتے ہین مگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ اوسے اثر نکرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اسکے
ساتھہ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اوسکو کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث اور تفسیر اور جو ضروری علم ہے
پڑھتا ہے اور طلب جاہ بھی اسپر غالب رکھتا ہے تو اوسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی تعلیم مین اگرچہ اوروں کا فائدہ
ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسرون پر سے تصدق ہو جائیگا ایسی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے
کہ حق تعالی اپنے دین کی نصرت اون لوگون کے سبب سے کرتا ہے جنکو اوس سے خود کچھہ فائدہ نہو اونکی مثال شمع کی سی ہے
کہ تمام مکان کو اوس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے
سات کتب خانے جو زیر زمین دفن کر رکھے تھے خاک مین ملا دیے اور حدیث روایت نکی اور فرمایا مین اسواسطے نہین روایت
کرتا ہون کہ اسکی خواہش اپنے مین پاتا ہون اگر چپ رہنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک
باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اوسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے صدر مین بٹھلائین امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا
ایک شخص کیطرف جو کرسی پر بیٹھا تھا گذر ہوا فرمایا کہ یہ شخص کہتا ہے مجھکو پہچانو ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت کیا کرون آپ نے اجازت ندی اوسنے عرض کیا
کہ یا امیر المؤمنین آپ کیا نصیحت کرنیکو منع کرتے ہین فرمایا ہان مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ غرور تیرا دماغ آسمان پر پہونچا دے
حضرت رابعہ عدویہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالی سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نرکھتے ہوتے تو خوب آدمی تھے پوچھا کہ مین
دنیا کو کیا دوست رکھتا ہون کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا حضرت ابو سلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو اس زمانہ مین
علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اوس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ اونکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر مین دوست بنتے ہین
باطن مین دشمن منہ پر تعریف کیا کرتے ہین پیٹھہ پیچھے مذمت سب اہل نفاق اور چغلخور ہین اور مکار اور فریبی ہین انکا مطلب یہ ہے کہ
اپنی فاسد غرضون کے لیے تجھے سیڑھی بنائین اور تجھے گدھا بناتے ہین تاکہ اونکی خواہش مین تو شہر کے گرد نکلے اور تیرے پاس
اپنے آنے سے تجھپر احسان جتاتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال انپر سے اسکے بدلے نثار کردے کہ وہ تیرے
پاس آتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو انکے اور انکے قرابتدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے انکا سفیر رہے اور انکے دشمنون
کے ساتھہ سفاہت کرے انہین اگر کسی بات مین تو خلاف کرے تو دیکھہ کہ تیرے اور تیرے علم کے حق مین کیا کیا کہتے ہین اور کسطرح
تیری دشمنی مین کھل پڑتے ہین اور حقیقت بات یہی ہے جو ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد اوستاد کو
بیکار نہین قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ تو یہ طاقت رکھتا ہے

ملاقات اور موانست کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہوتا تو لوگون کے
پاس نہ بیٹھتا یعنی عزلت اختیار کرتا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی بہت امیدین خالی کر ڈالو
اسواسطے کہ جب دفعۃً دل پر جبر کرو گے تو اندھا ہو جائیگا تو چاہیے کہ آدمی روز گذر کا بھی کسی دوست کی صحبت سے جی خوش کیا
کرے کہ اس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ ہوتی ہے مگر یہ دوست ایسا ہونا چاہیے جس سے دین ہی کی بات کرے اور دین
کے کام مین اپنے قصور کا حال کہکر اوسکی تدبیر لوگ اوس سے پوچھتے ہون اور غافلون کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی مضر
ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر مین حاصل کی ہو جاتی رہیگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے
دوست اور ہمنشین کی صفت پر ہو جاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے کہ مین کس سے دوستی کرتا ہون پانچوین آفت یہ ہے
کہ عزلت مین بیمار پرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوتین اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگون کے حقوق فوت ہوتے ہین اور
ان کامون مین بھی بہت سی آفتین ہین نفاق اور تکلف نے ان کامون مین دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئین
ان کامون کی آفتون سے نہ بچا سکے اور انکی شرطون پر قائم نہ رہ سکے اوسے عزلت اولیٰ تر ہے اور اگلے زمانہ کے بزرگون نے
ایسا ہی کیا ہے اور ان کامونکو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی مین دیکھا ہے چھٹی آفت یہ ہے کہ مخالطت مین لوگون کے حقوق
ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور عزلت مین ایک نوع تکبر ہے اور شاید ایسا ہو کہ تکبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے
نجائین لوگ ہماری زیارت کو آئین عزلت کا باعث ہو حکایت لوگون نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بڑا حکیم تھا حکمت
مین تین سو ساٹھ کتابین اوسنے تصنیف کی تھین اوسنے سمجھا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہو گیا ہے اوس زمانہ کے
پیغمبر پر وحی آئی کہ اوس حکیم سے کہدو کہ تو نے تمام روے زمین مین اپنا نام اور شہرہ کر کے اپنی ہوا کا بندہ ہے اور ہم
تیری اس شہرت کو قبول نہین کرتا ہون وہ حکیم ڈرا اور اوس سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ مین جا بیٹھ رہا اور کہا کہ اب حق تعالیٰ مجھ سے
خوش ہوا وحی آئی کہ اوس سے اب بھی خوش نہین ہون پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار مین پھرنا اور لوگون سے مخالطت کرنا شروع کیا اور لوگون
کے پاس بیٹھتا اور اٹھتا کھانا کھاتا اور کوچہ و بازار مین جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اوسنے حاصل کی اب غور چاہیے کہ کوئی ایسا
ہوتا ہے کہ تکبر سے عزلت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلون اور مجلسون مین لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے
کہ علم و عمل مین میرا نقصان لوگ جان جاوینگے تو عزلت کو اپنے نقصان کا پردہ بناتا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو مین رہتا ہے کہ لوگ میری
زیارت کو آیا کرین اور مجھسے برکت لین اور میرے ہاتھ چوما کرین یہ عزلت مین نفاق ہے جو عزلت خدا کے واسطے ہوتی ہے اوسکی
دو علامتین ہین ایک تو یہ کہ گوشہ مین آدمی کبھی بیکار نہ رہے یا تو ذکر و فکر مین مشغول رہے یا علم و عبادت مین دوسرے یہ کہ اس امر
کی ہوس نہ رکھے کہ لوگ اوسکی زیارت کو جائین مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابو الحسن حاتمی رحمہ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس
مین سے تھے وہ شیخ ابو القاسم گرگانی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اولیاے کبار مین تھے اونکی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ مین قصور
کرتا ہون کہ آپکی خدمت مین بہت کم حاضر ہوتا ہون شیخ نے اونسے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نہ کر اسواسطے کہ اور لوگ جب آتے

جسقدر احسانمند ہوتے ہین ہین نہ آپ سے اتنا ممنون ہوتا ہون اسلیئے کہ مجھے اوس بزرگ یعنی ملک الموت علیہ السلام کی آہٹ سے
کسی کی پروا نہین ہے ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی کے پاس حاضر ہوا عرض کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین فرمایا کہ یہ حاجت
رکھتا ہون کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے ایعزیز جاننا چاہیئے کہ لوگون سے اپنی تعظیم کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے مین
بڑی نادانی ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسی کو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے
کہ اگر پہاڑ پر جا بیٹھیگا تو عیب جو آدمی یہی کہینگے کہ ریا و نفاق کرتا ہے اور اگر شراب خانے مین جائیگا تو جو اوسکا دوست اور مرید ہوگا
وہ یہی سمجھیگا کہ لوگون کی نظرون سے گرنے کے واسطے ملامتیہ بنتا ہے جیسا حال ہین ہوگا اوسکے حق مین لوگون کے دو فریق
ہونگے تو چاہیئے کہ اپنے دل کو دین ہین لگاے نہ خلق مین بنا بر ان حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے ایک کام کہا
کہا اوس نے جواب دیا کہ لوگون کی طعن کے خوف سے یہ کام نہین کرسکتا حضرت سہیل اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوئے اور
فرمایا کہ آدمی جب تک دو صفتون مین سے ایک حاصل نکرے تب تک اس کام کی حقیقت کو نہ پہونچیگا ایک یہ کہ یا تو لوگ اوسکی
نظر سے گر جائین کہ خلق اوسکے سوا اور کسیکو دیکھے ہی نہین یا اپنا نفس اوسکی نظر سے گر جاے کہ خلق اوسے کسی صفت اور حالت پر
دیکھے وہ کچھ پاک نرکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ کچھ آدمی آپکی خدمت مین آتے ہین اور آپ کی
باتین لکھ کے اوسپر اعتراض کرتے ہین اور عیب جوئی کرتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوس اعلی اور مجاورت حق تعالی
کی طمع کرتا ہے لوگون سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہین کرتا اسواسطے کہ انکا خالق انکی زبان سے سلامت نہین بچا ایعزیز ایسے
تمام بیان سے تو نے عزلت کے فوائد اور آفات تو جان لئے پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے احوال کو دیکھے اور ان فوائد اور آفات کو
سوچے تاکہ معلوم ہو جاے کہ اوسکو کیا چیز اختیار کرنا اوسکے حق مین بہتر ہے اور [illegible] گوشہ گیری اختیار کی تو اوسے چاہیئے
کہ یہ نیت کرے کہ اس عزلت سے لوگون کو اپنے شر سے بچاتا ہون اور لوگون کے شر سے اپنی سلامتی چاہتا ہون اور حق تعالی کی عبادت
مین فراغت اور دلجمعی طلب کرتا ہون اور چاہیئے کہ فرصت کی گھڑی بیکار نرہے بلکہ ذکر و فکر اور علم و عمل مین مشغول رہے اور لوگون کو اپنے پاس
نہ آنے دے اور شہر کی خبرین کسی سے نہ پوچھے اسواسطے کہ جو بات سنیگا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ مین پڑا خلوت مین وہ تخم سینہ
سے اوگیگا فراغت مین بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نرہین تاکہ خدا کا ذکر کیا اور صاف ہو لوگون کی باتین خطرات نفسانی کا
تخم ہوتی ہین چاہیئے کہ تھوڑی روزی کو کافی سمجھے اور کچھ پروا نکرے ورنہ لوگون کی خوشامد کا محتاج ہوگا اور چاہیئے کہ پڑوسیون کی
ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین کہین نہ سنے خواہ تعریف خواہ مذمت [illegible] اور اوس سے دل نہ لگاے اسلئے عزلت مین لوگ
[illegible] خواہ [illegible] بنا تین [illegible] کہ اوسمین تضییع اوقات ہوگی اور عزلت سے

غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کے کام مین مشغول [illegible]

ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ سفر دو ہین ایک باطن کا سفر ایک ظاہر کا سفر باطن کا سفر ملکوت آسمان و زمین مین اور خدا کی عجیب صنعتون مین

اور راہ دین کی منزلوں میں دل کا سفر ہے مردوں کا سفر یہی ہے کہ بدن سے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور دل سے بہشت میں
کہ جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جولانیاں کرتے ہیں اسواسطے کہ عالم ملکوت عارفوں کی بہشت ہے
کسی طرح کی روک ٹوک کو اوسمیں دخل نہیں حق تعالی لوگوں کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ
مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ جو شخص کہ اس سفر کرنے میں عاجز ہے اوسے ظاہر میں سفر کرنا چاہیے بدن کو
چلانا چاہیے تاکہ ہر جگہ سے فائدہ اوٹھائے اسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤں سے کعبہ کو جائے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھے
اور اوس دوسرے کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہے پاؤں نہ ہلائے اور کعبہ خود اوسکے پاس آئے اور اوسکے گرد
طواف کرے اور اپنے اسرار اوس سے کہے ان دونوں میں بڑا فرق ہے اسواسطے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ فرماتے تھے کہ
نامردوں کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے اور مردوں کے چوتڑوں میں ہم اس کتاب کے سفر ظاہر کے آداب دو بابوں میں لکھتے ہیں
کیونکہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب میں اوسکی گنجایش نہیں پہلا باب سفر کی نیت اور اوسکے آداب اور اقسام
کے بیان میں اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ سفر کی پانچ قسمیں ہیں پہلی قسم وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب علم
سیکھنا آدمی پر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنت ہو تو یہ سفر بھی سنت ہے اور علم کے واسطے سفر دو طرح
ہوتا ہے ایک تو علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک سفر سے پھر آئے
خدا کی راہ میں ہوتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کے واسطے بچھا دیتے ہیں اگلے زمانہ
میں کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اونھوں نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ کوئی شخص
اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جس میں دین کا فائدہ ہو سفر کریگا اوسکا سفر ضائع نہ ہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے واسطے
کرنا چاہیے جو زاد آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کیطرف اور حرص سے قناعت کی جانب اور ریا سے اخلاص کیطرف اور
خلائق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچانکر اپنے برے اخلاق کا
علاج کرے جو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے گھر میں رہتا ہے اور اوسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہیں تو
اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ میں نیک اخلاق ہوں سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اوٹھ جاتا ہے اور ایسے امور
پیش آتے ہیں کہ غصہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچان جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج میں مشغول ہو سکیگا اور جو
شخص سفر نہیں کرتا اوسے کاموں میں چالاکی نہیں ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے تھے کہ اے علما سفر کرو تاکہ پاک ہو کیونکہ
پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہروں میں خدا کی
عجیب عجیب صنعتیں دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور حیوان یا نباتات وغیرہ اطراف عالم میں دیکھے اور جانے کہ یہ سب اپنے خالق
کی تسبیح کرتے ہیں اور اوسکی وحدت پر گواہی دیتے ہیں اور جس شخص کو یہ ادراک اور بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف ہے
نہ آواز اوسے سنے اور خط الٰہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہے نہ رقم اوسے پڑھ سکے اور خدا کی

یعنی سب ایدلوگون سے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بو نہین ہوتے ہین اور کسیکو جہان کہین دولت ہاتھ آتی ہے اور شہرت پائی جاتی
ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوسے حق تعالی سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ یہ برا زمانہ ہے کہ گمنامونکو
اس زمانہ مین خطرہ ہے تو مشہورونکا کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچان لین وہان سے بھاگ جا اور وہان جا
جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور انھین دیکھا کہ پیٹھہ پر انبان باندھے چلے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین
بولے فلانے گانون کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان اناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا
جہان روزی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دلکو فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالے
کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے چوتھی قسم وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنیکو تجارت کے واسطے ہو یہ سفر
مباح ہے اگر اوسکی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل وعیال کو فاقہ سے بے پروا کرنے کو سفر کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے
اور اگر تجمل اور تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادہ طلب مقصود ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور غالبا یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی
تکلیف مین رہیگا کہ کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اوسکی نہایت نہین آخر کو دفعۃ رہزن اوسکا مال لوٹ لین گے یا کسی جگہ
غریب الدیار مر جائیگا اور اوسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا وہوس مین خرچ کرے اور اوسے
یاد بھی نکرے اور اگر اوسنے کچھ وصیت کی ہو تو اوسے بجا نہ لاے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا نہ کرے اور وبال آخرت مورث کی گردن پر رہے
اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھہ لیجاے اور تمام راحت اور کوئی اوڑاے
پانچوین قسم وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کے واسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بشہر
پھرنے کی عادت کرے اور اوسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے نئے شہر اور نئے نئے آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین
علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہونچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے
کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ ہیچ ہے اور ہر ایک کا فعل مباح اوسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی
نفیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اوسکے لائق ہے لیکن گودڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بشہر اور جابجا
جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ملے کہ اوسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ اونکا مقصود سیر و تماشا ہو
کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کر سکتے اور باطن کے دل کا راستہ مقامات تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی اور بیکاری اسکے سبب
اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت
اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدمتگذار پر زبان درازی کرتے ہین اور اوسے
رنج دیتے اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ ہمین
یہ مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بدبخت ہین
اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھاے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بناے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے

وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گودڑی پوش جو پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب کرتا ہو
اور اس کام کیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچ گیا ہو اسکی کوشش کرتا ہو اور بلا ضرورت اسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اس قوم کی
خدمت مین مشغول ہو ان تین فرقون کے سوا اور کسیکو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اوسکے دل کی
خدا کی طلب اور اوسکی طلب مین کوشش کرتا نہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نہ رہتا ہو وہ گودڑی پہننے سے صوفی نہین ہو جاتا
بلکہ جو چیز لوگون نے گروہ کاٹون اور اوچکون پر وقف کی ہو اوسسے اوسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت بنا
دکھانا اور انکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نرا نفاق اور اوچکا پن ہے اس قوم مین سب سے بڑا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین
یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین و آخرین اوسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کرسکتا ہے کبھی ان باتون کی شامت
اوسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اونکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اوسکی نگاہ مین حقیر
اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے جو لوگ راہ طریقت مین قوی ہوگئے ہین شریعت اونھین کچھ نقصان
نہین کرسکتی اسواسطے کہ انکا دین دہ دردہ حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین جب یہ گدڑی پوش
اس درجہ کو پہونچے تو انمین سے ایکو قتل کرنا روم اور ہندمین ہزار کافر مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین
کافر سے بچاتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے اس زمانہ مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ
کوئی مضبوط پھندا انھین پھیلایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پھنسکر ہلاک ہوتے ہین **خاتمہ مین مسافر کی آداب**
ابتداے سفر سے انتہاے سفر تک آٹھ ہین **پہلا ادب** یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض ادا کرے اور مظلمہ ادا کرے اور جنکا امانت دار ہے
اونکی امانتین اونھین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اوسپر واجب ہے اونکا نفقہ مہیا کردے اور زاد راہ حلال سے حاصل کرے اور
اسقدر ساتھ لے کہ ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرایہ کی سواری والے لوگون
کے ساتھ مدارات کرنا مکارم اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین
اوسکا مددگار رہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص ہون جماعت
ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنالین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین
اور جو کام ایک شخص سے متعلق ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خدا سے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہو جاتا اور امیر ایسے شخص کو بنانا
چاہیے جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوستون اور آشناؤن کو رخصت کرے
اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ
وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے تھے زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى
وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتَ جو شخص مقیم ہو اوسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کرنا سنت ہے اور چاہیے
کہ جب رخصت کرنے لگے تو سبکو خدا کے سپرد کرے حکایت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ [illegible]

۵۱ سپرد کرتا ہون خداکو دین تمہارا اور امانت تمہارا اور انجام کار تمہارا ۱۲
۵۱ توشہ دے اللہ تجھکو پرہیزگاری اور بخشے گناہ تیرا اور سامنے کرے تیرے نیکی کو جہان ہو تو ۱۲

۵۷

دیتے تھے ایک شخص ایک لڑکا ساتھ لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جتنی تیری شباہت رکھتا ہے
مین نے نہین دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ سے اتنی شباہت رکھتا ہو اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب و غریب
سرگذشت ہے مین آپکی خدمت مین عرض کرون مین سفر کو جاتا تھا اور اوسکی ماں حاملہ تھی اوسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال مین چھوڑتا ہے
مین نے جواب دیا اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِیْ بَطْنِكِ یعنی جو تیرے پیٹ مین ہے اوسے مین نے خدا کے سپرد کیا جب مین سفر سے
پھر آیا اسکی ماں مرگئی تھی ایک رات مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا دور سے آگ سی نظر آئی مین نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ
یہ تیری جورو کی قبر کا اوجالا ہے ہم ہر شب یون ہی دیکھا کرتے ہین مین نے جواب دیا کہ وہ تو نمازگذار روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا
غرض کہ مین گیا اور قبر کھودی کہ دیکھون کیا ہے دیکھتا کیا ہون کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اوس سے کھیل رہا ہے مین نے
ایک آواز سنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہمنے تجھے حوالے کر دیا اگر اسکی ماں کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اوسے
بھی ہم تیرے حوالے کرتے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ دو نمازین پڑھے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑھے وہ نماز اور اوسکی
دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑھے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون مین نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو
دون یا بیٹے کو یا بھائی کو آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اپنا قائم مقام اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک
اون چار رکعتون سے زیادہ دوسرا نہین چھوڑ جاتا ہے جو اوسوقت پڑھے جب اسباب باندھا ہو تو اس نماز مین سورہ فاتحہ اور
قل ہو اللہ پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ بِهِنَّ اِلَیْكَ فَاخْلُفْنِیْ بِهِنَّ فِیْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ وَهِیَ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اَهْلِیْ
وَمَالِیْ وَوَرَثَتِیْ حَوْلَ دَارِیْ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی اَهْلِهٖ **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے
بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ
یُجْهَلَ عَلَیَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یون کہے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
چھٹا ادب یہ ہے کہ جمعرات کو صبح سفر شروع کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ جمعرات کو
ابتداے سفر کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت مانگا چاہے تو صبح
سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِهَا یَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی ہے
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُكُوْرِهَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ تو ہفتہ اور پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے **ساتوان ادب** یہ ہے کہ جانور پر بوجھ کم لادے
اوسکی پیٹھ پر کھڑا نہو اور سوتے نہین اور اوسکے منہ پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت نیچے اوترا کرے تاکہ اپنے پاون
ہلکے ہون اور جانور سبکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش ہو اور بعضے اگلے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے
کبھی نہ اوترینگے مگر باوصف اسکے بھی اوترتے تاکہ وہ اوترنا جانور پر صدقہ ہو جائے اور جب جانور کو بے سبب مارینگے
یا بہت بوجھ اوسپر لادینگے وہ قیامت کو جھگڑینگے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک اونٹ مر گیا اونھون نے کہا کہ اے اونٹ

حق تعالی سے میری شکایت نکرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ مین تیری طاقت کے موافق تیری اوپر بوجہہ لادتا تھا اور جسقدر بوجہہ
جانور پر لادنا منظور ہو کرایہ والے کو بتا دے اور شرط کرلے تاکہ اوسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجہہ نہ لادے حضرت
ابن المبارک رحمہ اللہ تعالی اونٹ پر سوار تھے کسی نے اونھین ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ دار سے
مین نے اسکی شرط نہین کی ہے اور فقہا کی بات پر کچھ عمل نکیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہین اور اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس امر کا سد باب
کرنا تقوے کا سبب جانا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
جب سفر کو تشریف لیجاتے تو کنگھی آئینہ مسواک سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے مدری اوسے کہتے ہین جس سے سر کے بال
سلجہاتے ہین ایک روایت مین قینچی اور شیشہ بھی ہے اور صوفیون نے ڈول رسی کو بھی بڑھایا ہے اگلے بزرگون کی یہ عادت
نتھی کیونکہ وہ جہان کہین پہونچتے تیمم کرتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کر لیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اوسی سے طہارت کرتے
تو اگرچہ اگلے بزرگون کی یہ عادت نتھی لیکن ان لوگون کے حق مین بھی بہتر ہے کہ اسطرح سفر کرین کہ ان احتیاطون مین نہ مشغول ہون
اور احتیاط بہتر ہے اگلے لوگون کا سفر اکثر غزا اور جہاد اور بڑے بڑے کامون کے واسطے ہوتا تھا وہ ایسی احتیاطون مین مشغول نہ
ہوتے تھے آٹھوان ادب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے اور آپکی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی
تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا پھر کسیکو پہلے اطلاع کے واسطے بھیجتے اور منع کر دیتے کہ [illegible]
کوئی شخص اچانک اپنے گھر مین نہ چلا جاوے ایک مرتبہ دو آدمیون نے عدول حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھر مین برائی دیکھی اور
آزردہ ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر آتے تو پہلے مسجد مین جاکر دو رکعت نماز پڑھتے جب گھر مین تشریف
لیجاتے تو یون فرماتے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا اور گھر والون کے واسطے تحفہ تحائف لیجانا سنت مؤکدہ ہے
حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہو تو ایک پتھر ہی توبڑہ مین ڈال لے اس سنت کی تاکید کے واسطے آپنے یون
فرمایا ہے ظاہر مین سفر کے آداب یہی ہین اور باطن مین سفر خواص کے آداب یہ ہین کہ جب تک یہ نہین جان لیتے کہ اونکے
دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی مین ہے تب تک سفر نہین کرتے اور جب اثناے راہ مین اپنے دل مین کوئی نقصان دیکھتے ہین
تو پھر آتے ہین اور یہ نیت کرتے ہین کہ جس شہر مین جاوینگے عالمون اور بزرگون کی قبرون کی زیارت کرینگے پیرون کو
ڈھونڈھینگے ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے اسواسطے نہین ڈھونڈھتے کہ لوگون کے سامنے باتین بنانا مقصود ہو کہ ہمنے فلانے پیر کو
دیکھا ہے بلکہ اسواسطے ڈھونڈھتے ہین کہ اونکی پیروی کرین اور کسی شہر مین دس دن سے زیادہ نہین رہتے مگر یہ کہ پیر کا حکم
مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جاوے تو تین دن سے زیادہ نرہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان [illegible]
ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جاوے اور فقط زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شب یا ایک روز سے زیادہ مقام نکرے اور جب کسی
ملنے جاوے تو اوسکے گھر کا دروازہ نکھٹکھٹاوے جب تک کوئی باہر نکلے تب تک صبر کرے اور تا وقتیکہ اوس سے ملاقات نہو
اور کوئی کام نشروع کرے جب تک وہ خود نپوچھے کچھ بات نکرے جب وہ کچھ پوچھے تو اوسیقدر کہے جو اوسکا جواب ہو اور اگر

خود پوچھنا چاہتا ہے تو پہلے اجازت مانگے اور اوس بستی میں جا کر عشرت میں نہ مشغول ہو جاوے اسواسطے کہ ملاقات کا خلوص جاتا رہیگا
اور راستے بھر خدا کے ذکر اور تسبیح میں سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑھے تا کہ کوئی نہ سنے جب کوئی اوس سے بات کرے
تو تسبیح موقوف کر کے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی میں میسر ہو تو سفر نکرے کہ اس صورت میں
کفران نعمت ہوگا

دوسرا باب اون مسائل کے بیان میں جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیے

مسافر پر واجب ہے کہ اون چیزونکا علم جنکی شارع نے سفر میں رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کاربند ہونے کا
قصد نہیں رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کاربند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقت نماز کا علم سیکھنا چاہیے
سفر میں طہارت کے واسطے دو اجازتیں ہیں ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز میں بھی دو رخصتیں ہیں ایک قصر دوسری دو فرض
ایک وقت میں جمع کرنا اور سنت نماز سفر میں جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوئے پڑھنے کی اجازت ہے اور روزہ میں ایک ہی رخصت
ہے یعنے افطار یہ سات رخصتیں ہیں پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جس مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث
اگیا ہو تو اوسے چاہیے کہ جب تک وقت حدث سے تین شبانہ روز گذرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک
شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کر لے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دہونے سے پہلے
ایک پاؤن دہو کر موزہ مین ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا نچاہیے تو جب دوسرا پاؤن دہو کر موزہ مین
ڈالے تو چاہیے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اوتار کر پھر پہن لے دوسری شرط یہ ہے کہ اوسے پہنکر کچھ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو
اگر چمڑے کا موزہ نہو تو مسح درست نہیں تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ ٹخنے تک ثابت اور درست ہو جسقدر پاؤن دہونا فرض ہے
اگر اوسکے مقابل موزہ میں سوراخ ہے یا کچھ پاؤن نظر آتا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک مسح کرنا نچاہیے اور امام مالک
رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اوسے پہنکر چل سکتے ہیں تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پرانا قول ہے
اور ہمارے نزدیک یہ قول اولی تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ میں اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اوسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط
یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اوتارے اور جب اوتارا تو اولی یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دہویگا
تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ پھیل پر مسح نکرے بلکہ قدم کے مقابلہ میں کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولی ہے اگر
ایک ہی اونگلی سے مسح کریگا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین اونگلیون سے مسح کرنا اولی ہے ایکبار سے زیادہ مسح نکرے جب غسل کی
نکلنے کے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اولٹا کر جھٹک لے اسواسطے کہ
ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پاے مبارک میں پہن لیا دوسرا موزہ کوا اوٹھا لیگیا اور
ہوا میں لیجا کر جب چھوڑا تو اوس میں سے ایک سانپ نکلا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اوس سے
کہدو کہ جب تک موزہ کو جھٹک نلے پاؤن میں نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت میں ہے بیان کی
طول کے خیال سے اب مکرر نہیں بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اوسے قصر کرکے

دوگانہ پڑہے لیکن چار شرطوں کے ساتھہ ایک کہ وقت پر پڑہے اگر قضا پڑہیگا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نچاہیے دوسری یہ کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری
نماز کی نیت کریگا یا شک میں پڑیگا کہ میں نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہیں تو پوری نماز پڑہنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑہیگا
اوسکی اقتدا نکرے اور اگر اقتدا کریگا تو اوسے بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑہیگا تو وہ شک میں ہوگا
تو بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا اسواسطے کہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور اس شک میں ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام قصر نکرے اوسے قصر کرنا
درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اسکا جاننا شرط نہیں کر سکتے چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو تو بہاگے
ہوئے لونڈی غلام کا سفر اور اوس شخص کا سفر جو رہزنی کو جاتا ہے اور اوس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کے واسطے جاتا ہے یا ماں باپ
کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہیں انمیں رخصت درست نہیں علی ہذا القیاس جو شخص قرض خواہ سے بہاگے اور قرض
ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو غرضکہ جو سفر غرض حرام کے واسطے ہو وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسخ ہو اس سے
کم میں قصر کرنا درست نہیں اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتداے سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے
ڈہیہ اور باغوں سے نہ نکلا ہو اور انتہاے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی میں آ پہونچے یا دوسری بستی میں جا پہونچے جہاں
داخل ہونے اور نکلنے کے دن کے سوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام کا قصد نکرے مگر کام کاج میں ایسا
اور یہ نجانے کہ یہ کام کب ہوچکینگے اور ہر روز یہی امید رکھتا ہو کہ آج یہ کام ہوچکینگے اور اسی امید میں تین دن سے زیادہ
دیر ہوگئی تو ایک قول پر جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر کے ہے کہ دل سے ہاں
نہیں ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہیں رکھتا ہے چوتھی رخصت دو نمازوں کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح میں یہ درست
ہے کہ آدمی ظہر کی نماز میں تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھہ ملا کر پڑہے یا عصر کی نماز میں تقدیم کرکے ظہر کی نماز کے ساتھہ پڑہے
مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھہ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑہے بعد اوسکے عصر کی نماز پڑہے اور سنتوں کا پڑہنا
اولی ہے تا اوسکی فضیلت نہ فوت ہونے پائے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ حاصل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتیں جانور کی پشت پر
پڑہے یا چلنے میں اور اسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑہے جو ظہر کے پہلے سنت ہیں پہر وہ چار رکعت پڑہے جو عصر
کے پہلے سنت ہیں پہر اذان اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑہے پہر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پہر تیمم کرے اور عصر کی فرض نماز
پڑہے اور دونوں نمازوں کے درمیان میں تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پہر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہیں
اونکو عصر کی نماز کے بعد پڑہے جب ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑہ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے
پہلے شہر میں پہونچ گیا تو عصر کا اعادہ نکرے اور مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول پر چہوٹے سفر میں بھی دو
نمازیں ملا کر پڑہنا درست ہے پانچویں رخصت یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹھ پر درست ہے اور قبلہ کیطرف منہ کرنا واجب
نہیں بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصدًا جانور کو اوس راہ کیطرف پہیر لیگا جو قبلہ کی جانب نہو تو نماز باطل ہوجائیگی اور اگر سہوًا
پہیر لیگا یا جانور چرنے لگے گا تو نماز میں کچھ نقصان نہ آئیگا رکوع سجود اشارہ سے کرے رکوع کے واسطے تہوڑا جہکے اور سجدہ کیواسطے زیادہ

زیادہ جھکائے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہیں جب سے گر پڑنے کا اندیشہ ہوا اور اگر خوف اسکا نہین ہو تو رکوع سجود تمام کرے چھٹی رخصت
یہ ہے کہ چلنے میں نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر میں قبلہ کیطرف منہ کرے کہ یہ امر بہت آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منہ رکھنا
مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد کے وقت التحیات پڑھتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤں
نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو بہر وجہ نہیں کہ راہ سے پھرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص
دشمن سے بھاگے یا صف جنگ میں ہو یا سیلاب یا شیر سے بھاگتا ہو اوسے درست ہے کہ چلتا ہوا یا جانور کی پیٹھ پر نماز فرض
ادا کرے جیسا ہم نے سنت میں بیان کیا ہے اور قضا واجب نہو گی ساتوین رخصت روزہ کھول ڈالنا ہے جو مسافر روزے کی
نیت کر چکا ہو اوسے روزہ کھول ڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہیں ہے اگر مسافر روزہ
کھو لکر کسی شہر میں پہونچے تو دن کو کھانا کھانا اوسے درست ہے اور اگر روزہ نہیں کھولا اور کسی شہر میں پہونچا تو روزہ کھولنا
درست نہیں ہے پوری نماز پڑھنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہہ میں نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک پوری نماز پڑھنا درست نہیں مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت میں نہ پڑے مگر یہ کہ
روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس صورت میں افطار کرنا بہتر ہے ان سات رخصتوں میں سے تین رخصتیں لمبے سفر میں یعنی
ہیں قصر افطار تین شبانہ روز موزہ پر مسح کرنا اور دو رخصتیں چھوٹے سے سفر میں بھی درست ہیں جانور کی پیٹھ پر اور پیادہ پا
چلنے میں سنت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضا سے نماز کے لیکن جمع یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنے میں خلاف
سے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر میں نہ چاہیے جبکہ سفر میں کوئی شخص ایسا نہو کہ وقت پر اوس سے سیکھ لیگا تو سفر کرنے سے پہلے
مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیے اور جبکہ راہ میں ایسے گانون ہوں جنمیں مسجد اور محراب پوشیدہ رہتی ہو تو قبلہ کی پہچان
اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیے اسقدر جان لینا چاہیے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو
آفتاب کہاں پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدھر ہوتا ہے اور قطب کدھر پڑتا ہے اور اگر راستے میں کوئی پہاڑ ہو
تو یہ جاننے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائیں جانب مسافر کو اسقدر جاننا ضرور ہے

آٹھویں اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان میں

انشاء اللہ تعالی اسے ہم دو بابوں میں ہم بیان کرینگے پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان میں
اور اوس چیز کے بیان میں جو اس میں سے حلال ہے اور جو حرام ہے الغرض اس بات کو جان
اور اسی حال کو پہچان کہ آدمی کے دل میں حق تعالی کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے
درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا میں لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے
آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دل میں ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے ہیں او

گو ہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہو جانے کا سبب اور جہت ہے اور عالم علوی
عالم حسن و جمال ہے اور اصل حسن و جمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے وہ اوس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے
اور اس عالم محسوس مین جو حسن و تناسب ہے وہ اوس عالم کے حسن و جمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی
اوس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دل مین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت
اور شوق ظاہر کر دیتی ہے باشد کہ آدمی خود نجانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اوس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو
اور جس عشق و شوق کیطرف جاتا ہے اوس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہو اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھ
دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس
کسی کے دل مین حق تعالے کے شوق کی آگ ہو اوسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہو جائے اور جسکے دل مین
محبت باطل ہے اوسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے اسمین علما کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام
کہا ہے وہ فقہا اہل ظاہر ہے کیونکہ اوسے یہ مشخص ہی نہین ہوا کہ درحقیقت خدا کی محبت آدمی کے دل مین نزول فرماتی ہے
کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھ سکتا ہے جو چیز اوسکی جنس سے نہوگی اور نکوئی شئی اوس چیز کی مانند
ہوگی اوسے آدمی کیونکر دوست رکھ سکیگا تو اوس عالم کے نزدیک مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن
ہی نہین اور اگر عشق خالق دل مین صورت پکڑے بھی تو خیال تشبیہی کی وجہ سے اوسکے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے
وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین مذموم اور بری ہین جب اوس سے پوچھین
کہ خدا کی محبت اور دوستی جو خلق پر واجب ہے اوسکے کیا معنی ہین تو کہتا ہے کہ فرمان برداری اور عبادت گزاری اوسکے معنی ہین
اور اس قوم کو یہ بہت بڑی خطا واقع ہوئی ہے رکن منجیات مین جہان محبت کا بیان لکھا ہے وہان اسے ہم بیان کرینگے
یہان ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیے اسواسطے کہ جو چیز دل مین نہو سماع اوسے دل مین پیدا نہین کرتا ہے بلکہ
جو کچھ دل مین ہوتا ہے اوسکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دل مین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اوسکا قوی ہوجانا
مطلوب ہے جب سماع اوس چیز کو اور زیادہ قوی کردیگا تو سننے والے کو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے
جو شرع مین مذموم اور بری ہے تو سننے والے کو سماع سے عذاب ہوگا اور جسکا دل دونون سے خالی ہے مگر کھیل کے طور پر
سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذت پاتا ہے اوسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی
غفلت کے ساتھ کھیل کے طور پر سنے یہ اہل غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی یہ قسم بھی اوسی مین سے
ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوشیان
حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اس وجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس باعث
سے حرام ہے کہ اوسمین کچھ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین

بلکہ سبزہ اور آب روان اور گل و شگوفہ کی سیر یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور حرام نہیں ہین تو اچھی آواز کان کے
حق مین ایسی ہے جیسے آنکھ کے حق مین سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق مین بوے مشک اور زبان کے حق مین اچھا کھانا اور
عقل کے حق مین اچھی اچھی حکمتین اور آنکھ ناک زبان عقل انہین سے ہر ایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذت ہے تو سمجھنا چاہیے کہ
سماع کیون حرام ہوگا خوشبو سونگھنا کھیل اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہیں ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ عید کے دن مسجد مین حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو مین نے کہا ہان چاہتی ہون آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑہائے حتی کہ
مین نے اپنی ٹھڈی آپکے دست مبارک پر رکھی اور اتنی نظارت اور سیر کی کہ آپنے کئی بار فرمایا کہ بس کروگی مین نے کہا نہیں اور یہ
حدیث صحیح مین ہے اور ہم پہلے اس کتاب مین بیان کر چکے ہین ہم اس حدیث سے پانچ اجازتین اور رخصتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ
کھیل اور لہو اور اسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہیں ہے اور حبشیون کا کھیل رقص و سرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد مین بازی
کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو وہان لیگئے
تو فرمایا دُونکم یا بنی ارفدۃ یعنی کھیل مین مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اوسکا آپ کیون حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپنے
حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا اقتضا ہے یہ ویسا نہیں ہے کہ وہ دیکھتی ہوتین
اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپنے انکو رنجیدہ کرنا نچاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچوین یہ کہ آپ خود حضرت
بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھہ دیر تک کھڑے رہے باوصف اسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نتھا اس سے معلوم ہوتا ہے
عورتون اور لڑکون کی موافقت کے واسطے تاکہ اونکا دل خوش ہو ایسے کام کرنا خلق نیک ہے اور اپنے تئین کھینچے اور پارسائی
جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح مین ہے کہ ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ مین
لڑکی تھی اور لڑکیون کی عادت کے موافق گڑیان گڈے سنوارتی اور چند لڑکیان بھی آتین جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاتے اور لڑکیان تو بھاگ جاتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس بھیجدیتے ایکدن آپنے ایک لڑکی سے پوچھا کہ
یہ گڑیان کیا چیز ہین اوسنے عرض کیا کہ یہ میری بیٹیان ہین آپنے فرمایا کہ انکے درمیان مین یہ بندہا کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ
ان گڈون کا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ پروبال ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ گھوڑے کے پروبال کہان سے آئے اوسنے عرض کیا کہ آپنے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا بھی پردار تھا
بس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپکے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث مین نے اسواسطے روایت کی
تاکہ معلوم ہوجاے کہ پرہیزگاری جتانا اور ترشرو ہونا اور اپنے تئین ایسے کامون سے ہٹانا دین مین سے نہیں ہے خصوصاً لڑکون
سے اور اونکو نفس سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اوس سے ہوا اور نازیبا نہوا اور یہ حدیث اسکی دلیل نہیں ہے کہ تصویر بنانا
درست ہے اسواسطے کہ لڑکون کے گڈے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہین اور پوری صورت نہیں رکھتے ہین اسواسطے کہ حدیث مین

تنبیہ یہ بات جو حدیث مین آیا ہے ... نامحرم کو دیکھنا حرام نہ تھا یعنی یہ کیفیت ... آیت حجاب نازل نہ ہوئی تھی ۱۲

که گھوڑے کے بال کپڑے کے تھے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی روایت کرتی ہیں کہ عید کے دن دو کنیزیں
میرے پاس دف بجا بجا کر گاتی تھیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری طرف منہ کر کے بچھونے پر سو رہے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ان کنیزوں کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ میں مزمار شیطانی
پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر اس سے دست بردار ہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا
مباح ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک میں آواز پہنچتی تھی تو آپکا سننا اور حضرت ابوبکر کو آپکے
انکار سے منع فرمانا اوسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے دوسری قسم یہ ہے کہ دل میں کوئی بری صفت ہو مثلاً کسیکے دل میں کسی
رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اوسکے سامنے سماع میں مشغول ہو تاکہ لذت زیادہ ہو یا اوسکے پیٹھ پیچھے اوسکے وصال کی امید پر
سماع ہو تاکہ شوق بڑھے یا ایسا گانا سنے جسمیں زلف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندھتا
تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ انہیں میں سے ہوتے ہیں یہ سماع اسواسطے حرام ہے کہ عشق باطل کی آگ تیز کرتا ہے جس آگ کا بجھانا
واجب ہے اوسکا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا لیکن اگر اوسے عشق اپنی جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ آگ منجملہ تمتع دنیا ہے جبتک طلاق کی
نوبت نہ پہنچ جاوے تبتک مباح ہے پھر حرام ہو جاویگا تیسری قسم یہ ہے کہ دل میں کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اوس صفت کو قوت دیتا
اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلا نوع یہ ہے کہ حج کی صفت میں جو حاجیوں کے اشعار گاتے جاتے ہیں تاکہ خانہ خدا کے شوق کو دل میں
جنبش ہو اور جلا ہیں تو جس شخص کا حج کو جانا درست ہے اوسکے حق میں یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جس شخص کے ماں باپ
اجازت نہ دیں یا اور کسی وجہ سے استطاعت حج کی نہ رکھتا ہو اوسے درست نہیں کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل میں قوی اور مضبوط
کرے لیکن یہ کہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ سہار لے اور اپنے حال پر قائم رہے اور غازیوں کا شعر
و سماع بھی اسیکے قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنوں کے ساتھ لڑنے کا اور خدا کی محبت میں تصدق جان و سر کرنے کا آرزو
کرتے ہیں اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی میں پڑھنے کی عادت ہے تاکہ مرد دلیر ہوں اور لڑائی میں شیر ہوں اور جمکر
لڑیں تو اگر کافروں سے لڑائی ہو تو اوس میں بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے دوسری نوع سرود نوحہ کا جو
رونا لاتا ہے دل میں رنج بڑھاتا ہے اسمیں بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان میں جو تقصیر کرتا ہے اوسپر اور جو گناہ کئے ہیں اونپر اور
جو درجات عالی اور حق تعالیٰ کی خوشی فوت ہوئی اوسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داؤد علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر
دل میں رنج کرنا حرام ہے تو اوسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اوسکا کوئی عزیز قریب دوست مر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ یعنی جو گذر گیا اوسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضائے الٰہی سے کراہت رکھتا ہو اس
سبب سے اندوہگین ہو کر نوحہ کرے تاکہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہو جاوے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اجرت حرام
اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا وہ بھی گنہگار ہوگا تیسری نوع یہ ہے کہ دل میں خوشی ہو اور اوسے زیادہ کرنے کے واسطے
سماع میں مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ اور عقیقہ کا

خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ
میں پہونچے تو لوگ آپکے آگے آئے اور دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ +
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعِ + اسیطرح عید کے دنوں میں خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے
اسیطرح جب دوست موافقت کے ساتھ باہم بیٹھیں اور کھانا کھائیں اور چاہیں کہ ایک دوسرے کو خوش وقت کریں تو سماع اور ایک کی
دوسرے کی وجہ سے خوشی کرنا درست ہے پانچویں نوع اور یہی اصل ہے کہ کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پر پہنچ گئی
اوسکے واسطے سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری رسمی نیکیوں سے اسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اوسکا
اجر بھی زیادہ ہے صوفیوں کا سماع اصل میں اسی سبب سے تھا اگرچہ اب اون لوگوں کے سبب سے جو ظاہر میں تو صوفیوں کی صورت ہیں
اور باطن میں اونکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہیں سماع رسم ہو گیا ہے آتش عشق الہی بھڑکانے میں سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے
صوفیہ میں کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع میں اوسے مکاشفات ہوتے ہیں اور اسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہیں
ہوتا وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگوں پر طاری ہوتے ہیں اوسے یہ لوگ وجد کہتے ہیں اور ہوتا یہ ہے
کہ ان لوگوں کا دل حالت سماع میں ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہو جاتی ہے سماع دل میں
آگ لگا دیتا ہے اور سب کدورتوں کو دل سے دور کر دیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتوں
سے نہیں حاصل ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت سری ہے سماع اوس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتی کہ ایسا ہوتا ہے
کہ روح کو اس عالم سے بالکل لیلیتا ہے یہانتک کہ جو کچھ اس عالم میں ہوتا ہے صوفی کو اوسکی مطلق خبر نہیں ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے
کہ صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہو جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے ان حالات میں سے جو ٹھیک ٹھیک اور
اصل حال ہے اوسکا بہت بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اوس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اوسکی برکتوں سے
محروم نہیں رہتا لیکن اسمیں غلط اکثر ہے اور سمجھ میں خطا بہت واقع ہوتی ہے اوسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانیں جو پکے
اور واقف کار ہوں مرید کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے میں بے خواہش پیدا ہوئے از سر خود سماع میں مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی
قدس سرہ کے مریدوں میں علی علاج نامے ایک مرید تھے اونہوں نے سماع کے بارے میں اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک
کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا پکائیں اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش حق ہے
اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز احوال میں سے کھلا ہوا اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ سکھانا ہو یا احوال تو کھلا ہو لیکن اوسکی
خواہش بالکل شکستہ اور شکست نہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اسکو سماع سے منع کرے کہ اوسکے حق میں نفع سے زیادہ نقصان ہے اے عزیز
از جان اس بات کو جان کہ جو شخص صوفیوں کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگ دلی اور کم ظرفی کی وجہ سے انکار
کرتا ہے اور وہ اس انکار میں معذور اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اوسے حاصل نہیں ہے اوسکا ایمان لانا بھی اوسے مشکل ہے
اوسکی یہ مثال ہے جیسے مخنث کا حال ہے مخنث اس بات کو نہیں باور کرتا کہ صحبت کرنے میں بڑی لذت ہے اسواسطے کہ قوت

شہوت سے آدمی اوس لذت کو پا سکتا ہے چونکہ مخنث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذت صحبت کو جانے
سبزہ اور آب روان دیکھنے سے جو لذت ہوتی ہے اگر اندہا اوس سے انکار کرے تو کیا تعجب کیونکہ خدا نے اوسے آنکھ ہی نہین دی
جس سے وہ نظارہ بازی کی لذت کو پہچان سکے ریاست سلطنت فرمان روائی ملک داری کی جو لذت ہوتی ہے اوس سے اگر لڑکا
انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملک داری کی لذت کیا پہچانے اسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ عاقل ہو خواہ جاہل اکثر
صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اوس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص
کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے اور
اوس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اوس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو شخص کہ اوسے خود جو بات حاصل نہین اوس بات کو اورون کے
واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ
فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ **فصل** اے عزیز جان تو کہ سماع کو جہان ہمنے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہوجاتا ہے
اور اون پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سنے کہ وہ محل شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ
کہ سننے والے کا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو چونکہ شہوت اصل خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئیگی تو شیطان اوسکی مدد کو اوٹھ کھڑا
ہوگا اور سماع شہوت کا تابع ہوجائیگا جو امرد محل شہوت نہو اوس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اوسے دیکھیگا
تو اوس سے سماع مباح نہین اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اوسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنہ
عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مین
کنیزکین گاتی تہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اونکی آواز بیشک سنتے تھے تو لونڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈیونکا
چہرہ عورت نہین یعنی جسطرح لونڈیون کو اپنا چہرہ چھپانا فرض اور لوگون کو اونکے چہرہ پر نظر ڈالنا حرام نہین ہے اوسیطرح عورتون کو
اپنی آواز بند رکھنا فرض اور مردونکو اونکی آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنہ لواطت کا خوف ہو
حرام ہے اور عورتون کی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنی جہان فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم
بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن اور امین ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے
روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اوس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور امین ہو اور اوس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو
کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈال دیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہوجائیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے
ساتھ رباب چنگ بربط اور رود یا اسے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے کہ وہ خوش اور
موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجاے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخوارون کی عادت ہے
اور جو چیز شرابخوارون کے ساتھ خاص ہے اوسکو شراب کی تبعیت مین حرام کر دیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلاسکیگی اور
اوسکی آرزو کو حرکت دیگی لیکن طبل اور شاہین اور دف اگرچہ اوسمین جلاجل بھی ہون حرام نہین ہین اسواسطے کہ انکے باب مین کچھ حکم

نہیں آیا ہے اور یہ رود کے مثل نہیں ہے کیونکہ یہ شرابخوارون کے شعار نہیں ہیں تو اونکو رود پر قیاس نہیں کرسکتے ہیں بلکہ دف
خود جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والثنا کے سامنے لوگون نے بجایا ہے اور شادی عروسی میں دف بجانے کو آپ نے فرمایا ہے تو دف میں
جلاجل پڑہا دینے سے حرام نہیں ہوجاتا اور حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثون کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ اونکا شعار
ہے اور یہ طبل لمبا ہوتا ہے بیچ میں پتلا اور سرے چوڑے یعنی ڈہرکے کی صورت لیکن شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہیں ہے اسواسطے کہ چرواہون
کی عادت تھی کہ بجایا کرتے تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے تھے کہ شاہین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ اوسکی آواز
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش حق نیوش میں پڑی آپ نے کانون میں اونگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے فرمایا
کہ کان لگا کر سنو جب بجانا موقوف کرے تو مجھے کہدینا تو حضرت ابن عمرؓ کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اوسکے مباح ہونے کی دلیل ہے
لیکن آپ کا کانون میں اونگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اوسوقت کوئی بزرگ حال ہوا آپ یہ سمجھے ہون کہ وہ آواز مجھے
اس حال سے باز رکھیگی اسواسطے کہ سماع شوق حق سبحانہ تعالی کو حرکت دیتے ہیں تاکہ جو شخص دور ہوا وسے خدا سے نزدیک کردے
بلا اثر کرتا ہے اور یہ امر اون بیچارون کے حق میں بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہ ہو لیکن جو شخص عین کام میں ہو یعنی حالت استغراق میں ہو
ممکن ہے کہ سماع اوسے مانع ہو اور اوسکے حق میں نقصان کرے تو آپکا شاہین کی آواز نہ سننا اوسکی حرمت کی دلیل نہیں ہے اسواسطے
کہ بہت سی چیزین مباح ہیں کہ اونہیں نہیں کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقینا دلیل ہے کہ اوسکی اور کوئی دلیل نہیں ہے اسیسبب سے
کہ سرود میں فحش یا ہجو ہو یا دین پر طعن ہو جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے حق میں رافضیون کے اشعار یا کسی مشہور
عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردون کے سامنے عورتون کی صفت کرنا نچاہیے اور ایسے سب شعر پڑہنا اور سننا حرام ہے لیکن جو شعر
جسمیں زلف وخال صورت وجمال کی تعریف اور وصال و فراق کا ذکر اور جو عاشقون کی عادت ہوتی ہے اوسکا بیان ہو اوس شعر کا
پڑہنا اور سننا حرام نہیں ہے مگر اس سبب سے حرام ہوجاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہو اوسکا خیال کرے تو ایسے شعر
اوسکا خیال حرام ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہیں لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالی کی محبت میں
مشغول اور مستغرق رہتے ہیں اور اوسپر سماع کرتے ہیں تو ایسے اشعار ان لوگون کو کچھ نقصان نہیں کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے
موافق معنی سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نور ایمان سمجھیں اور شاید زلف سے سلسلہ اشکال حضرت
الہیت سمجھیں جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش ٭ تا بو کہ بتفصیل ہمہ سلسلہ برآرم ٭ خندید بہ من برسر
زلفینک مشکین ٭ یک پیچ بپیچید و غلط کرد شمارم ٭ ممکن ہے کہ اوس زلف سے اشکال سمجھیں جو کوئی چاہے کہ تصرف عقل اس قدر کو
پہونچے کہ عجائبات الہی سے ایک ایک سر ہو جاوے تو اوسمیں ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہوجائیگا اور سب عقلیں مدہوش ہوجائینگی
اور جب شعر میں شراب اور مستی کی بات ہو تو اوسکا ظاہر نہ سمجھیں مثلا یہ شعر جب پڑہین شعر گر می دو ہزار رطل پیمائی ٭ تا خود
نخوری نباشدت شیدائی ٭ اور اس سے یہ سمجھیں کہ باتون اور تعلیم سے دین کا کام درست نہیں ہوتا بلکہ ذوق و شوق سے
درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتین بہت کرے اور اوسمین کتابین تصنیف کرے اور بہت سا

سا نماز مین سیاہ کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہو جائیگا یہ باتین تجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑہین اور
اور کچھ سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑہین یا شعر ہر کو بخرابات نشد بیدین ست + زیرا کہ خرابات اصول دین ست + اس خرابات سے
صفات بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اصول دین یہی ہے کہ یہ صفت جو آباد ان سے خراب ہو تا کہ وہ جو ناپیدا ہے گوہر آدمی
مین پیدا اور آباد ان ہو جاے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا فہم اوسکی نظر کے موافق ہے
اور دوسرے کے فہم سے جدا ہوتا ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ ان لوگون پر
طعن و تشنیع کرتا ہے کہ یہ لوگ صنم اور زلف اور خال و مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق سمجھتے ہین
کہ ہمنے جو یہ کہا یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ ان بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے ان حضرات کو خود وجد
ہوتا ہے شعر کے مضمون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ شاہین کی آواز اگرچہ کچھ معنی نہین رکھتی لیکن باعث وجد
ہو جاتی ہے اسی سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اونھین عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین
کہ وہ لوگ عربی اشعار تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور حدا کے
عربی کے سبب سے وجد کی قوت اور خوشی سے بھاری بوجھ لیے ہوے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد مین
ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ گدہے اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین
پھر کیا خوشی ہے جو تجھین پیدا ہوتی ہے اور باشند کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اوسکے مضمون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا انکے
خیال آئے ویسے ہی سمجھین اسواسطے کہ انھین شعر کی تفسیر سے مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑہا مَا زَارَنِیْ فِی النَّوْمِ اِلَّا خَیَالُکُمْ
ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا اسکی یہ وجہ کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین
وہ کہتا ہے ما زاریم یعنی ہم زار و ناچار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سب زار اور درماندہ ہین اور خطر مین ہین تو ان حضرات کا حال
ایسا ہوتا ہے جنکے دل پر جو امر غالب ہوتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے وہی امر سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہی امر دکھائی دیتا ہے
جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اوسے نہ معلوم ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان
اور اوسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کو جانتا ہی نہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا
ذکر سنیگا تو اوسکی گردن پر شیطان چڑہ بیٹھیگا اور اوسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اوسکے دل مین آراستہ
کر دیگا اور عاشقون کا احوال وہ جو سنتا ہے غالباً اوسے خوش آئیگا تمنا کرے اوسکی تلاش مین مستعد ہو جائیگا کہ عشق مین قدم
بڑہائیگا مردون اور عورتون مین ایسے بہت ہین کہ صوفیون کا لباس رکھتے ہین اور اس کام مین مشغول ہو گئے ہین بیہودہ لایعنی
باتون سے بدتر از گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین فلانے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اوسکے دل مین عشق کا غلبہ ہوا ہے
اور کہتے ہین کہ عشق خدا کا پھندا ہے خدا نے اوسے اپنی محبت مین کھینچا ہے اور کہتے ہین کہ اسکے دل کی حفاظت کرنا اور کوشش کرنا
تاکہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے بڑی بات ہے اور فسق کا نام بہتری اور نیکوکاری اور فسق و لواطت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا کہنا

سطر ۹۱ نہین زیادہ برق کی سی فوائد مین چال سا

جو بات ہے کہ اپنا عذر ظاہر بیان کرتے ہین کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگون کو پیش آیا کیا ہے
اور یہ لواطت نہین یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کی واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہین
تاکہ ایسی بیہودہ باتین بنا بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ اباحتی ہے اوسے قتل کر ڈالنا مباح
ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے نے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کے واسطے جھوٹ کہتے ہین
یا اگر اوس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے
یا تو یا اوس پیر سے بھی خطا ہوگئی ہوگی سب پیر کچھ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا
ایعزیز حق سبحانہ تعالی حضرت داود علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرماتا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کرے
کوئی شخص ان معاملات سے [illegible] ہے اگر چہ بزرگ ہو اور حضرت داود علیہ السلام کا نوحہ اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالی اسنے بیان
فرمایا ہے تاکہ لوگ اوسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین معذور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اون حالتون
مین جو صوفیہ کو واقع ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جواہر ملائکہ اور ارواح انبیا انہین کسی مثال مین کشف ہوں پھر
وہ کشف شاید آدمی کی صورت مین بحسن و جمال ہوا ہو اسواسطے کہ مثال صورت ہے یا جوہر حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ معانی
عالم ارواح مین تو وہ معنی بغایت کمال ہوتے ہین تو عالم صورت سے اونکی مثال بھی بغایت جمال ہوتی ہے تو سب مین حضرت دحیہ کلبی
رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت نتھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اونکی صورت پر دیکھتے تھے لیکن
ہے کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امرد حسین کی صورت پر کشف ہو کہ وہ صورت اوس چیز کی مثال ہو اور شاید اوس معنی کو پھر دیکھنا چاہے
اسوقت اگر صوفی کی نظر کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اوس صورت معانی کے ساتھ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو
تو وہ حالت اوسپر تازہ ہو جاتی ہے اور اوس معنی گم شدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اوسے اوس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت
پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ نے اوس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص
اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اوس بزرگ کی رغبت خوبصورت کی طرف دیکھیگا تو یہی جانیگا کہ وہ بزرگ بھی اوسی صفت کے
سبب سے دیکھتا ہے جو اوس شخص نا واقف کی صفت ہے کیونکہ وہ تو اوس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا غرضکہ صوفیہ کا
کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے
اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حضرات صوفیہ مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے ہین اسکے
جس جنس کی صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانہ مین موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ
اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین یہانتک تصرف کرتا ہے کہ انہین اوروں پر قیاس کرتا ہے پانچوان سبب یہ ہے
کہ عوام جو سماع بطور عادت بسبیل بازی و عشرت کرتے ہین وہ مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کرلین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ صغیرہ گناہ
جب پیشہ ہو جاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو

بیعت ہوگی تو حمد اسی ہوجائیگی اسواسطے کہ حبشیون نے ایکبار مسجد مین بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا
اگر مسجد کو بازیگاہ بناتے تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو
اپنے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگرون کے ساتھ ہمیشہ پھرا کرے یا اپنا پیشہ کرے تو یہ درست نہین اور گاہ گاہ
ٹھٹھول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کرے تو مسخرہ ہوجائیگا اور یہ درست نہین دوسرا باب سماع کے آداب اور
آثار کے بیان مین ابتدا معلوم ہو کہ سماع مین تین مقام ہین پہلا مقام فہم ہے پھر وجد پھر حرکت اور ہر ایک مین کلام ہے پہلا
مقام فہم ہے جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھ یا کسی مخلوق کے خیال مین راگ سنے وہ اتنا بڑا خسیس اور پست ہے
کہ اس قابل نہین کہ اوسکے فہم و حال مین کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال اور حق تعالی کی محبت غالب ہوا اوسکے دو درجے
مین پہلا درجہ مرید کا ہے کہ اسے راہ ڈھونڈھنے اور چلنے مین قبض و بسط آسانی و دشواری آثار قبول اور آثار رد مین سے مختلف
احوال پیش آتے ہین اور اوس وقت مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمین عتاب اور قبول و رد اور
وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا و سخط اور امید و یاس اور خوف و امن اور وفا سے عہد و بدعہدی اور شادی وصال اور غم
فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اس قسم کی اور باتون کا مذکور ہوتا ہے تو وہ ان باتون کو اپنے حال پر ڈھالتا ہے اور جو کچھ اوسکے
باطن مین ہے وہ مشتعل ہوجاتا ہے اور مختلف حالتین اوسمین پیدا ہوتی ہین اور اوسے اون حالتون مین مختلف خیالات آتے ہین
اگر اوسکے علم و اعتقاد کا قاعدہ مضبوط نہین ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ اوسکا سننے مین ایسے خیالات آتے ہین جو کفر ہین جیسے
راگ سنکر حق تعالی کی شان مین ایسی کوئی بات سمجھے جو محال ہو مثلاً یہ شعر سنے شعر اول بمنت دل بدان بہل کجاستی
وامروز ملول گشتن از بہر چہ است ☆ جب مرید کی ابتدا تیز اور روان ہوئی ہو پھر سستی آ گئی ہو تو وہ سمجھیگا کہ حق تعالی کو
اوسپر عنایت اور میل تھا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیر کو خدا کی شان مین سمجھیگا تو یہ کفر ہوجائیگا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالی کو
تغیر کو ہرگز دخل نہین کیونکہ وہ بدلانے والا ہے بدلجانے والا نہین اور یہ سمجھنا چاہیے کہ میری صفت بدل گئی حتی کہ وہ معنی پوشیدہ
کھلے ہوئے تھے اب چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال نہین ہوتا بلکہ اوسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً
جیسے آفتاب کہ اوسکا نور مبذول ہے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ مین چلا جاوے تو نور آفتاب سے آڑ مین ہوجائیگا اور صورت تغیر
اوس شخص مین پیدا ہوگا نور آفتاب مین نہین تو اوسے یہ کہنا چاہیے شعر خورشید برآمدہ بماسے نگارین دیرست ☆ چیست اگر تا
ازاو بپریست ☆ چاہیے کہ حجاب کو اپنے اوپر بار اور اپنی تقصیر پر حمل کرے کہ جو حجاب ہے حق تعالی کی طرف حجاب کو منسوب نہ کرے
اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقص و تغیر کی جو حالتین ہین اونمین اپنے ہی حق مین اور اپنے نفس کے حق مین سمجھنا چاہیے اور
جمال و جلال و جود ہمیشہ حق تعالی کی شان مین سمجھنا چاہیے اگر مرید عالم نہ ہو اور یہ سمجھ نہین رکھتا ہے تو بہت جلد
کفر کی بلا مین پڑ جائیگا اور جانیگا بھی نہین اور اسی سبب سے خدا کی محبت مین سماع کا بڑا خطرہ ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگلے
مریدون کے درجہ سے گذر گیا ہو اور حالات و مقالات کو اوس نے پیچھے چھوڑا ہو اور کمال کی نہایت کو پہنچ گیا ہو جیسے اہل

اسکو اللہ کی طرف اضافت کرتے ہین تو فنا اور نیستی کہتے ہین اور اگر حق تعالی کیطرف اضافت کرتے ہین تو توحید اور یگانگی کہتے
ایسے آدمی کا سماع بسبیل معنی سمجھنے کے نہین ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھہ ہی وہ نیستی اور یگانگی اوسپر تازہ ہوجاتی ہے اور ایسے
وہ بالکل غائب ہوجاتا ہے اور اس عالم سے بیخبر ہوجاتا ہے اور باشد کہ اگر مثلاً آگ مین گر پڑے تو کچھ خبر بھی نہو جیسا شیخ ابو الحسین
نوری قدس سرہ حالت وجد مین گنے کے کٹے ہوے کھیت مین دوڑے اور اوسکی کھونٹیون سے اونکے پاؤن بالکل کٹ گئے اور
اونہین خبر بھی نہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدون کا وجد صفات بشریت کے ساتھہ ہوتا ہے وہ وجد یہ ہے کہ اوسے
آپسے بالکل بے لیتے ہین جیسا کہ وہ عورتین جنہون نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا سب خود فراموش
ہوگئین اور اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے آیعزیز تجھے چاہئیے کہ اس نیستی کا منکر نہو اور یہ نہ کہہ کہ مین تو اوسے دیکھتا ہون وہ نیست
کیونکر ہوگیا ہے اسواسطے کہ وہ وہ نہین ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مرجاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے
اور وہ نیست ہوتا ہے پس اوسکی حقیقت وہ معنی لطیف ہین جو محل معرفت ہین جب سب چیزون کی معرفت اوس سے
غائب ہوگئی تو سب چیزین اوسکے حق مین نیست ہوگئین اور جب وہ آپسے بھی بیخبر ہوگیا تو آپ بھی اپنے حق مین نیست ہوگیا اور
جب حق تعالی اور حق تعالی کے ذکر کے سوا اور کچھ نہ رہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی
ہین کہ جب آدمی حق تعالی کے سوا اور کچھ نہین دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور مین نہین ہون یا کہتا ہے کہ مین خود
وہی ہون اور ایک گروہ نے یہان غلطی کی ہے اور اس نیستی کو حلول کے ساتھہ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتحاد کے ساتھہ
اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسینے کبھی آئینہ نہ دیکھا ہو اور دیکھے اوسمین اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ مین اوتر آیا ہے
یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ مین اوتر آیا
تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اوسکی صورت ہوگیا ہے تو یہ اتحاد ہوگا اور دونون باتین غلط ہین ہرگز نہ تو آئینہ صورت ہوجاتا
اور نہ صورت آئینہ ہوجاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جسنے کامون کو پورا نہین پہچانا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کا بیان
اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم مین اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب فہم سے
فارغ ہوچکا تو حال پیدا ہوتا ہے اوسے وجد کہتے ہین اور وجد پانی کو کہتے ہین تو یہ معنی ہین کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے
نہ تھی اور وجد کی حقیقت مین بہت کلام ہے کہ وہ کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وجد ایک نوع نہین بلکہ بہت انواع سے ہوتا ہے لیکن
دو ہی جنس سے ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے لیکن احوال اسطرح ہوتے ہین کہ اوس سے کوئی صفت غالب ہوجا
اور اوسے مست کے مانند کردے وہ صفت کبھی شوق ہوتا ہے کبھی خوف کبھی آتش عشق ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ کبھی حسرت
اور اوسکے بہت اقسام ہین لیکن وہ آگ جب دل پر غالب ہوجاتی ہے اور اوسکا دھوان دماغ کو پہونچتا ہے تو اوسکے حواس
معطل کردیتا ہے حتی کہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اوس سے غائب اور غافل ہوتا ہے
جیسے مست دوسری قسم مکاشفات ہے کہ چیزین دکھائی دینے لگتی ہین اونمین سے جو صوفیہ کو ہوتی ہین بعضی کسوت مثال مین

اور بعضی صریح ہین سماع کو موجب ہوا ہے کہ دل کو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گرد آلود کے مانند ہے سماع اوس گرد سے پاک کر دیتا ہے
تاکہ اوسمین صورتین ظاہر ہون اس معنی مین جو کچھ عبارت مین لا سکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اوس تک
پہونچتا ہے اوسکے سوا اور کسیکو اوسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنی پہونچ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین
کچھ تصرف کرتا ہے تو اپنی پہونچ کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے ذوق سے نہین لیکن اسقدر ہمنے
بیان کیا تاکہ جن لوگون کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار نکرین اسواسطے کہ انکار اونہین نقصان کریگا اور
وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجھے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہون کے خزانہ مین بھی نہین ہے اور اوس سے زیادہ احمق
وہ ہے جو تھوڑی سی گرستی کے سبب سے جو اوسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور سمجھے مین خود سب مرتبون کو
پہونچ گیا ہون اور سب کچھ مجھے حاصل ہوگیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اوسکا وجود ہی نہین اور سب انکار مین ان ہی دو قسم
کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین الغرض جانو کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکلف سے وجد ہے وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے
اسباب اپنے دل مین لاوے تاکہ شاید حقیقت وجد پیدا ہو جاوے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو رو و اگر
رونا نہ آوے تو تکلف کرو اوسکے یہی معنی ہین کہ تکلف کرکے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اوس تکلف مین آخر
شاید وہ تکلف حقیقت حزن پیدا کرے سوال اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیون کا سماع حق ہے اور حق تعالی کے واسطے ہے
تو چاہیے تھا کہ دعوتون مین پڑھنے والون کو بلاتے اور قرآن شریف پڑھواتے نہ کہ قوالون کو کہ گانا ہین اسلئے کہ قرآن
خدا کا کلام ہے اور اسکا سننا اولی تر ہے جواب یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتین اور جو پڑھنے سماع ہوتا ہے اور اوس سے بہت وجد
آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہو جاتے ہین بہت لوگ ایسے تھے کہ اونھون نے قرآن سنا اور
اونکی جان نکل گئی اور انکا سمجھنا بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہمنے مفصل بیان کیا ہے لیکن صوفیہ پڑھنے والے
بدلے قوال جو بٹھاتے ہین اور قرآن شریف سے مجلس [illegible] اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی
سب آیتین عاشقون کے حال سے مناسبت نہین رکھتی ہین اسواسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہل دنیا کا
حکم اور بہت سی چیزین ہین اسواسطے کہ قرآن شریف تو سب انسان خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل
پڑھینگے کہ ماں کا چھٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے اوسے چاہیے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھا چاہیے
اور علی ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو تیز کرینگی لیکن اوسکے عشق کو جو نہایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اوسے وجد ہوتا ہو
مگر کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگ قرآن شریف پڑھا کرتے ہین اور بہت لوگ قرآن مجید
پڑھتے رہتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اکثر اوقات [illegible] پہلی بار سننا ہے اوس سے
حال آتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہوتا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف [illegible]

فرمایا کہ کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا یعنی ہم بھی تمہارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے یعنی قرآن شریف پر ٹھہر گئے
اور خوگر ہو گئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حاجیوں کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہروں کو جلدی جاؤ اور فرماتے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر ہو جائینگے
تو اوسکی عظمت انکے دلوں سے جاتی رہیگی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک الحان اور آواز موزون سے
نہ ہلائے جائیں تب تک حرکت نہیں کرتے اوسی سبب سے یہ ہے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پر آتا ہے بشرطیکہ موزون ہو
اور الحان کے ساتھ پھر گانے کا ہر اندازہ اوپر زیادہ اور بھی اثر رکھتی ہے اور یہ نہ چاہیے کہ قرآن شریف میں الحان کریں اور گانے کے
طور پر پڑھیں اور اوسمیں تصرف کریں اور قرآن شریف جیسے بے الحان ہے ویسا ہی پڑھا جائیگا تو عشق اگر ایسا ہی گرا گرم ہوگا تو اوسکا
اوس سے بھڑک اوٹھے گا چوتھا سبب یہ ہے کہ الحان کو اور آوازوں سے مدد دینا چاہیے تاکہ اثر زیادہ تر کرے جیسے کہ دف
طبل شاہین میں اور یہ چیزیں ہزل کی صورت رکھتی ہیں اور قرآن شریف عین جد ہے اوسکو اس امر سے بچانا چاہیے کہ ایسی چیزیں
عوام کی نظر میں ہزل کی صورت رکھتی ہیں اوسکے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ کے گھر تشریف
لیگئے اونکی کنیزکیں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں جب اونھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار میں آپکی تعریف گانے لگیں آپ نے
فرمایا چپ رہو اور جو پہلے گاتی تھیں وہی گاؤ اسواسطے کہ آپکی ثنا عین جد تھی دف بجا کر گانا نہ چاہیے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے
پانچواں سبب یہ ہے کہ ایک آدمی کو ایک حالت ہوتی ہے اور شعر وغیرہ کو دوست رکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے کہ اپنے حسب حال شعر سنے جو شعر کہ
اسکے حال کے موافق نہیں ہوتا ہے تو وہ اوس سے کراہت کرتا ہے اور شاید یہ کہے کہ یہ نہ کہو اور کوئی شعر کہو اور قرآن کو
ایسے موقع اور محل پر پڑھنا نہ چاہیے کہ اوس سے کراہت کریں اور ممکن ہے کہ سب آیتیں ہر ایک کے موافق نہوں اگر شعر اوسکے موافق
نہیں ہوتا ہے تو اوسے اپنے حال کے موافق ڈھال لیتا ہے اسواسطے کہ واجب نہیں کہ شعر کے وہی معنی سمجھے جو شاعر کے مقصود تھے
لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈھالنا اور اوسکے معنی بدل ڈالنا نہ چاہیے تو مشایخ نے قوال کو جو اختیار کیا ہے
اوسکے یہی سبب ہیں جو بیان ہوچکے ان تمام مضمونوں کا ماحصل وہی امر ہے کہ والدین کو ترجیح کرتا ہے ایک مقتضی و لیکن معروف
و نقصان کیا ہے تاکہ دوسری عظمت قرآن کے طرف تاکہ خیال کے تعریف میں نہ پڑ جائے ساتواں مقام سماع میں حرکت اور رقص اور
کپڑے پھاڑنا ہے جو شخص مغلوب ہے اور بے اختیار ہوگا وہ ان باتوں کے سبب سے ماخوذ نہوگا اور جو شخص یہ باتیں قصداً کرے تاکہ
لوگ سمجھیں کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت میں نہو تو یہ حرام ہے اور یہی نفاق ہے حضرت ابو القاسم نصیر آبادی رحمۃ اللہ
نے کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ لوگوں کا سماع میں مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمرو بن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے
کہا ہے کہ آدمی اگر تیس برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع میں جھوٹ موٹھ حالت دکھائے اگر یہ بیان ہو کہ وہ شخص
کامل تر ہے جو گانا سنے اور ساکن رہے کچھ تغیر اوسکے ظاہر میں نہ پیدا ہو اوسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئیں بچا سکتا ہے
اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور وجہ حضرت ابوبکر صدیق

نے فرمایا کہ کنا کما کنتم ثم قست قلوبنا یعنی ہم بھی ایسے ہی ہوتے تھے پھر قست قلوبنا یعنی ہمارے دل سخت اور قوی ہو گئے کہ ہم اپنے تئین تغیر ظاہری
سے بچانے کی طاقت رکھتے ہین اور جو شخص اپنے تئین نہین بچا سکتا اوسے بھی چاہیئے کہ جب تک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے
اپنے تئین بچائے رکھے اور حال ظاہر نہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت مین حاضر ہوتا جب گانا سنتا
تو چیخ مارتا حضرت جنید نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت مین نرہا کر پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتی کہ بڑے جہد عظیم کو
پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اوسکا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص از خود
حالت نظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئین رونے کی طرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے
اسواسطے کہ حبشی مسجد مین رقص کرتے تھے اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا دیکھنے تشریف لیگئین اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی خوشی مین
رقص کیا اور کئی بار پاے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت مین کیا کرتے ہین اور حضرت
امام جعفر رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت مین تم میرے مانند ہو اونھون نے بھی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید
ابن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے اونھون نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے
وہ خطا کرتا ہے بلکہ نہایت درجہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہین اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال
جو اوسکے دل مین پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جاے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا اچھا نہین ہے کہ مال ضایع کرنا ہے
لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اوس اختیار مین مضطر ہو
اور اگر چاہتا ہے کہ مین کپڑے نہ پھاڑون تو نہین ہو سکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اوسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے
کہ مین نالہ و فریاد نکرون تو یہ نہین ہو سکتا اور یہ بات ایسی نہین کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اوس
سے دستبردار ہو سکے اور آدمی جب ایسا مضطر ہوگا تو شاید ناخوش ہوگا لیکن ہر چند وہ اپنے اختیار سے کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے
بانٹ دیتے ہین اسمین بعض لوگون نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نہ چاہیئے اور تصرف سے یہ خطا ہے کیونکہ [illegible]
چیر کر سینے کے واسطے بھی پھاڑا کرتے ہین اگر ٹکڑے کو ضائع نکرین اور کسی مطلب سے ٹکڑے کرین تو درست ہے [illegible]
ٹکڑون کو چارون طرف اسی غرض سے جو پراگندہ کرتے ہین کہ سب کو پہونچے [illegible]
مین یہ بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے سو ٹکڑے کرے [illegible]
تو اگر ہر ٹکڑا کام آنیکے قابل ہے تو یہ امر مباح ہے آداب سماع الغرض اس بات کو جان کہ سماع مین تین چیزون کا خیال
رکھنا چاہیئے وقت کا مکان کا اخوان کا اور حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہوگا یا کھانا [illegible]
دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بیفائدہ ہوگا مکان اگر گذرگاہ ہو یا تاریک ہو اور [illegible]
سب صورتون مین آدمی پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر [illegible] سماع ہون [illegible]

تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا نا اہل لوگ حاضر ہوں کہ خیال باطل پر گانا سنتے ہیں یا بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور ہر طرف دیکھتے
ہیں یا عظمت محفل نہیں کرتے یا محفل میں جوان مرد ہوں اور عورتیں دیکھنے آئیں کیونکہ اس صورت میں ایک دوسرے کے خیال سے
خالی نہ ہوگا ایسا سماع کچھ کام نہیں آتا یہی مضمون تھا جو حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ سماع میں زمان مکان اخوان شرط ہیں
اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہاں جوان عورتیں دیکھنے آئیں اور جوان مرد اہل غفلت جن پر شہوت غالب ہوتی ہو ہوں اسواسطے کہ
اسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور ہر ایک شہوت سے دیکھیگا اور شاید کہ دل بھی اٹک جاوے اور یہ امر
بسا فسق و فساد کا باعث ہو جاوے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس اہل سماع جب سماع کے واسطے بیٹھیں تو ادب یہ ہے کہ سب
سر جھکالیں اور ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور ہر ایک اپنے تئیں بالکل اوسکے حوالے کرے اور درمیان میں بات نہ کریں اور
پانی نہ پئیں اور ادہر اودہر نہ دیکھیں اور ہاتھ اور سر نہ ہلائیں اور تکلف سے کوئی حرکت نہ کریں بلکہ جسطرح نماز کے تشہد میں بیٹھتے ہیں
اوسطرح مودب بیٹھیں اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھیں اور اس امر کے منتظر رہیں کہ کیا فتح ظاہر ہوتا ہے اور اپنے تئیں دیکھتے رہیں
تا کہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہو جائیں اور حرکت اور تئیں نہ کریں ہاں اگر غلبہ وجد سے بے اختیار کوئی شخص کھڑا ہو جاوے تو اوسکے ساتھ
سب کھڑے ہو جائیں اگر اوسکی پگڑی گر پڑے تو سب پگڑیاں رکھدیں یہ سب باتیں اگرچہ بدعت ہیں صحابہ اور تابعین سے
منقول نہیں لیکن یہ بات نہیں ہے کہ جو امر بدعت ہو اوس سے منع کرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتیں نیک ہیں کیونکہ حضرت امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نماز تراویح میں جماعت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ایجاد ہے اور بدعت نیک ہوئی
اور یہ نیک بدعت ہے بری جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن جس میں خوش خلقی اور لوگوں کا دل خوش ہو
شرع میں محمود اور اچھی بات ہے ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اونکے ساتھ اونکے اخلاق میں مخالفت کرنا بدخوئی ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَالِقُوا النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ یعنی ہر ایک کے ساتھ اوسکی عادت اور خو کے موافق
زندگی بسر کرو اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے سبب سے خوش ہوتے ہیں اور یہ موافقت نہ کرنے سے رنجیدہ اور ناخوش ہوتے ہیں
تو انکی موافقت کرنا سنت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اوٹھا کرتے
تھے اسواسطے کہ آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے لیکن جہاں یہ عادت ہو اور نہ اوٹھنے سے رنج ہوتا ہو وہاں لوگ ناخوش اور
ملول ہوتے ہیں تو اونکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہو جانا اولی ہے اسواسطے کہ عرب کی عادت اور ہے عجم کی عادت اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نویں اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان میں

امر معروف اور نہی منکر دین کی بنیادوں میں سے ایک اصل ہے حق تعالی نے سب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو اسیواسطے بھیجا
اگر یہ اصل مفقود ہو اور خلق اس سے اوٹھ جاوے تو شریعت کے سب احکام باطل ہو جائیں ہم اسکو تین بابوں میں ذکر کرینگے
پہلا باب اسکے وجوب کے بیان میں جاننا چاہیے کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص قدرت

بھیڈ راستے ترک کریگا گنہگار ہوگا حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ
يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یعنی لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا یہ پیشہ ہو کہ لوگون کو خیر کیطرف بلائین اور اچھے کامون کا حکم دین اور برے
کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فرضیت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون تو
کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نکرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالی ارشاد کرتا ہے الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوۃ کے ساتھ حق سبحانہ تعالی نے ذکر فرمایا اور
اسکے ساتھ دینداروں کی تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے [illegible]
بدتر ہے اوسے حق تعالی تم پر مسلط کریگا اوس وقت جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اوسکی دعا حق تعالی قبول نفرمائیگا حضرت ابو بکر صدیق
سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالی جلد ہی عذاب
بھیجتا ہے جسمین سب مبتلا ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمہارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریائے عظیم مین
ایک قطرہ اور امر معروف اور نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا ہے جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو جو باتین
کہتا ہے وہ سب اسکو مضرت کرینگی مگر امر معروف اور نہی منکر اور حق تعالی کا ذکر اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص [illegible]
عوام کے سبب سے حق تعالی اوس پر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے برا کام دیکھین اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون [illegible]
اور فرمایا ہو کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارے ڈالتے ہون یا تڑپتے ہون تم ان کے کھڑے ہو کر نہ دیکھا کرو جو شخص [illegible]
پھر منع نکرسکے اور فرمایا ہے جہان بیجا حرکت ہوتی ہو وہان نہ بیٹھنا اور باہر بھی نکرنا درست نہین [illegible]
پس اس بات پر دلیل ہے کہ ظالمونکے گھر یا ایسی جگہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اوسمین جانیوالا [illegible]
اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار کیا تھا کہ بازار اور راہ برے کامون سے خالی نہین تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ [illegible]
کوئی گناہ کیا جاوے اور وہ اوس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان موجود ہی نہین اور اسکا یہ حال ہے [illegible] گناہ ہوا اور اگر وہ اوس گناہ [illegible]
ایسا ہے کہ گویا اوسکے سامنے گناہ ہو رہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری [illegible]
اور رسول کی سنت کے موافق عمل کرتے تھے اونکے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ منبر پر بیٹھ کر [illegible]
ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اونکے ساتھ جہاد کرے ہاتھ سے جہاد نہو سکے تو زبان سے بھی اگر زبان سے بھی نہو سکے تو دل
سے بھی اس سے کم مین ایمانداری نہین ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو اولٹ دے
فرشتہ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس جگہ فلانا شخص ہے اوسنے کبھی پلک مارنے تک گناہ نہین کیا ہے کیونکر اولٹ دون فرمایا تو اولٹ دے
کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھکر اوسنے کبھی ترش رو نہین ہوا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا تو مین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے
رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کی مانند تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ

حق تعالی کیواسطے اورون پر غصہ اور بازپرس نکرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور بازپرس
کرے حق کہ اوسے مارڈالے اگرچہ مارڈالیگا تو بھی قلم اوسپر نہ چلیگا اگرچہ بہت عمر ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی نے
حضرت یوشع بن نون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار
برے عرض کیا کہ بار خدایا نیکون کو کیون ہلاک کریگا ارشاد ہوا اسواسطے کہ وہ بدون سے انہون نے دشمنی نکی اونکے ساتھ
کھانے اور نشست وبرخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز نکیا

دوسرا باب احتساب کی شرطونکے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اوسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جبتک فرض
کی شرطین معلوم نہون اوسکا بجالانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر
احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے پہلا رکن محتسب ہے اسکی
شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونیکی قابلیت
رکھتا ہے اور اس امر مین علما کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک
صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ
نکیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نہ سکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
کہ اگر ہم احتساب اوسوقت کرین جب کہ بالکل گناہ کیا ہی نہو تو ہرگز احتساب کی صورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی
سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تا وقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نکر لے فرمایا کہ شیطان نے
اوسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلہ مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرح پر ہوتا ہے
ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام
نکر تو اس نصیحت سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اوسے نہین اور اوسکا وعظ کچھ اثر نکریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا
نچاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اوسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اسکے احتساب
کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہے گی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین
فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوة والثنا نے
فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اونکے منھ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم
کون لوگ ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نکرتے تھے بری باتون سے منع کرتے تھے اور خود اون
باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو
خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھ اور زور سے ہو

جیسے شراب کو دیکھے تو بہا دے چنگ و رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور دکھا کر اوسے منع کرے
ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود برا کام نکرے دوسرے یہ کہ اور کو بھی نکرنے
دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر برا ہے اور یہ فعل
نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اوسکے بدن سے اتار لے یا آپ تو شراب پیے
اور دوسرون کی شراب بہا دے جواب یہ ہے کہ برا امر اور ہے اور باطل اور یہ امر اسواسطے برا ہوا کہ ضروری امر کو اوسنے
چھوڑ دیا کچھ اسواسطے برا نہین ہوا کہ یہ امر فی نفسہ کرنا نچاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑھتا تو اوس فعل کو
اسواسطے برا جانتے ہین کہ اوسنے ضروری کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود باطل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی
خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم اور ضرورتر ہے لیکن دونون واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو
یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسیکو شراب خواری سے منع کرنا اوسیوقت واجب ہے جب آدمی نے خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی
تو یہ وجوب اوس سے ساقط ہو گیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور احتساب کا فرمان لکھدینا ہے
یہ شرط نہین ہے اسواسطے اسگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کیا کرتے تھے اگر یہ نکتے تین لکھی جائین تو طول ہوجا
اس مسئلہ کی حقیقت اوسوقت کھلیگی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین پہلا درجہ نصیحت اور خدا
ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہ ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے
اور خدا سے ڈرائے دوسرا درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوف خدا
نہین جو ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچی ہین سچ بات کہنے مین فرمان کی کیا حاجت ہے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ ہاتھ سے منع کرے جیسے شراب پھینکدے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسیکے سر پر سے اتار لے یہ کام عبادت کیطرح واجب
ہین پچھلے بابین جو ہمنے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت
فرمائی ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا
محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کریگا اگر بادشاہ نے اجازت نہ دی ہوگی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا تو اولی
یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے درجے بدلتے رہتے کا کچھ سبب نہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے
باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت بات مثلاً احمق اور جاہل اور اسکی مثل کہکر باپ کو
اپنے سے آزردہ کرنا البتہ نچاہیے اور باپ اگرچہ کافر ہو تو اوسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدہ جلادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے
لیکن اوسکی شراب پھینکدینا اور ریشمی کپڑے اوسکے بدن پر سے اتار لینا اور اگر بطور حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے
چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اور اوسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہر ہے یہ سب درست ہے گو کہ
باپ کو غصہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب سے

باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہین ہوتا جیسے مارنے اور گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو تو احتساب نکرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور اوسکو نصیحت نکرے اے عزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیت کا احتساب بادشاہ پر ایسا ہی ہے جیسے بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سبکے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب اپنے اوستاد پر بہت آسان ہے اسواسطے کہ بزرگی اوستاد کی فقط دین کے باعث سے ہے اگر اوستاد اوس علم کے موافق جو شاگرد نے اوس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو مجال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نکریگا خوار و ذلیل ہوگا دوسرا رکن وہ چیز ہے جسمین احتساب ہو اے عزیز جان تو کہ جو کام برا ہو اور سر دست موجود ہو اور محتسب اوسکو بے تجسس کیے ہوئے پہچانتا ہو اور اوس کام کا برا ہونا یقیناً جانتا ہو تو اوس کام مین احتساب درست ہے تو اسکی چار شرطین ہوئین پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کام برا ہو گو کہ گناہ نہو یا اگرچہ گناہ صغیرہ ہو مثلاً کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے حالانکہ یہ گناہ نہین ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلف نہین ہین لیکن یہ فعل فی نفسہ شرع مین برا ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے کہ شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہو اوسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اونکے ساتھ کھڑا رہنا اور سونے کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہننا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا یا اور جو ایسے گناہ صغیرہ ہون اون سب مین احتساب کرنا لازم ہے دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اوسکے بعد نصیحت کے سوا اوسکو ستانا درست نہین ہے لیکن حد مارنا حاکم اسلام کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آج کی رات شراب پیون تو اوسکو ستانا نہین بلکہ نصیحت کرسکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیونگا تو بدگمانی کرنا درست نہین ہے لیکن جب کوئی شخص کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر حمام کے دروازے پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اونکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے تیسری شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسس کرنا نچاہیے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرے تو اوسکی بلا اجازت اندر جانا اور اسکو پوچھنا کہ تو کیا کرتا ہے نچاہیے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہین بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اوسکو مخفی رکھنا چاہیے مگر یہ کہ اگر ساز کی آواز اور مستون کے شور کی آواز باہر آتی ہو تو اوس صورت مین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپا لیے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اوس سے یہ نکہنا چاہیے کہ دامن اوٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے کہ وہ شراب نہو تو دیکھے کونہ دیکھا کرے اور اسے اگر شراب کی بو آئے تو اوسے پھینکنا درست ہے اور اگر ایسی بربط کسیکے پاس ہو جو بڑی ہو اور دامن کپڑے مین سے اوسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اوسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز ہے تو اسکا نہجانے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ ساز کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اوترکر دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شرابخواری کر رہا ہے حقوق صحبت کے باب مین ہمنے اس قصہ کو بیان کیا ہے اور ایک دن

منبر پر صحابہ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی بے
کام کو دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالی نے
حد مارنے کو دو گواہ عادل پر موقوف رکھا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نکریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالی کے نزدیک اپنی دانست پر
حاکم کا عمل درست نہیں بلکہ اوسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوس کام کا برا ہونا حقیقت میں معلوم ہو گمان اور
اجتہاد کا دخل اوس میں نہو پس حنفی جب بغیر ولی کے نکاح کر دے یا پڑوسی کا شفعہ لے لیا ہو اور ایسے مسائل ہیں اونپر عمل کرے
تو شافعی المذہب کو اوسپر اعتراض کرنا درست نہیں ہے لیکن اگر شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کر دے یا نبیذ خرما پیے تو اوسکو منع کرنا درست
ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا سبکے نزدیک درست نہیں اور بعضے علما نے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور
اونہی کاموں میں درست ہے جنکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے نہو یہ کہنا درست نہیں کیونکہ اس
امر میں علما کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت میں یہ حرام ہے
اور جو کوئی قبلہ کے بارہ میں اجتہاد کرے کہ اس طرف ہے اور اوس طرف پشت کرکے نماز پڑھے تو وہ گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا
سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ ہر شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کرے یہ کہنا بیہودہ بات
ہے قابل اعتماد نہیں بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اوسکا ظن یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام شافعی بہت افضل ہیں
تو خود شہوت نفسانی کے سوا اور کوئی اونکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حق تعالی کے جسم کا قائل ہے اور قرآن کو مخلوق
کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالی کو بہشت میں نہ دیکھینگے اور ایسی ہی باتیں بکتا ہے اوسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ بالکل اور بعضے
احتساب نکریں اسواسطے کہ اہل قدم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل میں خطا یقینی نہیں معلوم ہوتی لیکن مبتدع پر اوس
شہر میں احتساب کرنا چاہیے جہاں مبتدع لوگ شاذ و نادر ہوں اور اہل سنت و جماعت اکثر ہوں لیکن جسجگہ ایسا ہو کہ جہاں بدعتی بہت ہیں
کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تجھپر احتساب کرینگے اور فتنہ برپا کرینگے تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا احتساب
نکرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہوتا ہے اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اوسکا فعل گناہ ہو اور اوسکی بزرگی
مانع احتساب نہو جیسے باپ کہ اوسکی بزرگی تنبیہ اور تادیب اور اہانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن لڑکے اور دیوانے اور لڑکے کو
خود شرع سے منع کرسکتا ہے جیسا کہ تو پہلے کہہ چکا ہے لیکن اس منع کرنیکا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانوں کا اناج
کھاتے دیکھیں تو اوسے مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہنکا دینگے اور منع کرینگے مگر یہ واجب نہیں ہے لیکن اگر یہ امر
آسان ہو اور نہ ہمیں کچھ نقصان ہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور خود
اوسکا گواہ ہے اور رستہ دور نہیں تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اوسپر واجب نہیں جب کوئی ذی عقل دوسرے شخص کا
مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے ہمیں اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے باز رکھنا یا
اوس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف کے نہیں ہوتا تو رنج و تکلیف اوٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف جسکی برداشت کی طاقت

ڈرتا ہو تو پہلے اشکال کی تفصیل یہ ہے اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اوسے مارینگے تو معذور ہے اور اگر مارنیکا ظن غالب نہو
فقط احتمال ہو تو معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر مارنیکا شک ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یقینا احتساب واجب ہے
اور شک سے وجوب جاتا نہ رہیگا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہاں سلامتی کا ظن غالب ہو
دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزوں اور شاگردوں کا ضرر ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اسے
گالیاں دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اسکے بہت سے اقسام ہیں اور ہر ایک قسم کا ایک حکم ہوگا لیکن جب اپنے
حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اوسکی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آئندہ کوئی چیز فوت ہو جائیگی مثلاً اوستاد پر احتساب کریگا
تو وہ تعلیم سے باز رہیگا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج میں کمی کریگا یا امیر یا بادشاہ خدمت نکریگا یا کچھ کام ٹہر جائیگا تو حمایت نکریگا ایسی
باتوں میں احتساب سے آدمی معذور نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہیں آئندہ ایک فائدہ کے فوت ہونیکا خوف
ہے لیکن اگر بالفعل اوس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب ریشمی کپڑے پہنتا ہے اگر احتساب کریگا تو وہ اسکی خبر نہ لیگا
یا علاج کا محتاج ہے توکل نہیں کر سکتا فقط ایک شخص اسکو نفقہ دیتا ہے اگر اوسپر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کر دیگا
یا کسی بدذات کے ہاتھ میں پہنسا ہوا ہے ایک شخص اوسکی حمایت کرتا ہے تو یہ چیزیں فی الحال میں ممکن ہے کہ سکوت کرے
ان عذروں سے اسکے کہ ضرورت ہے کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہے لیکن ان ضرروں کی مقدار احوال سے مختلف ہوگی
یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہئے کہ دین کا خیال رکھے احتساب بلا ضرورت سے ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے
کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہو جائیگی مثلاً اسکا مال چھین لیتے ہیں یا اسکا گھر کھود ڈالتے ہیں یا بدن
کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اسے مارتے ہیں یا جاہ و عزت میں خلل پڑ جاتا ہے یعنی اسکو ننگے سر بازار میں پھراتے ہیں
گو کہ مارتے نہیں ہیں تو ان سب باتوں میں معذور رہیگا لیکن اگر ایسی بات کا اوسے خوف ہو جو مروت میں خلل ڈالے لیکن شان
شوکت میں خلل انداز ہو جیسا کہ اوسے بازار میں پیادہ پا لیے جاتے ہیں اور تکلف لباس نہیں پہننے دیتے یا اوسکے سامنے منہ پر
سخت کلام کرتے ہیں تو ان سب باتوں میں جاہ کی ترقی ہے ایسے سببوں سے معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسے کاموں کی
محافظت شرع میں نہیں آیا ہے کہ حفظ مروت البتہ شرع میں مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اسکی غیبت کرینگے یا گالی
دینگے اور اس سے عداوت رکھینگے اور کاموں میں اسکی متابعت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتیں ہرگز عذر نہیں ہو سکتیں اسواسطے
کہ کسی محتسب کو ان آفتوں سے چارہ نہیں لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہوں میں بھی ترقی ہوگی تو اس عذر سے
احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب میں ان باتوں کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود زاہد ہے
اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہیں رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائینگے
تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق میں صبر کرنا روا ہے اور اونکے حق میں ناروا ہے بلکہ اونکی رعایت کرنا دین کا
حق ہے اور وہ ضرور ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت کے بیان میں الغرض معلوم ہو کہ احتساب کے آٹھ درجے ہیں پہلا اپنا

لوگون نے عرض کیا کہ آپ اوس شخص کے باب مین کیا ارشاد کرتے ہین جو پاس جا کر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ اوسے کوڑے مارین لوگون نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اوسے قتل کر ڈالین کہا
وہ جان دینے کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اوس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب ہے
حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کرون اور مین سمجھا کہ وہ مجھے مار ڈالیگا
اس امر سے تو مین نہین ڈرا لیکن وہان بہت لوگ حاضر تھے مین یہ ڈرا کہ لوگ مجھے سختی اور سختی کی صفت پر دیکھین گے اور یہ امر
میرے دل کو پسند آئیگا تو مین بے اخلاص مارا جاؤنگا چوتھا درجہ کڑی بات کہنا ہے اسمین دو ادب ہین ایک یہ جب تک نرمی اور مہربانی
سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لاوے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلا اوسے ظالم
فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا رہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے
اور سمجھے کہ حق تعالی مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اوسوقت درست ہے جب یہ امید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہوگی تو تیز
ہو کر اوسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اوسکی طرف سے منہ پھیرے پانچوان درجہ ہاتھ سے برے کام کو بدل دینا اسمین بھی دو
ادب ہین ایک یہ کہ حتی الامکان اوس سے کہے کہ بدل ڈال مثلا اوس سے کہے کہ ریشمی لباس اتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور
شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت مین مسجد سے دور ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر باتون کہنا کافی نہو تو ہاتھ پکڑکر اوسے باہر
نکالدے اور پھر اوس باب مین ادب یہ ہے کہ تھوڑے سے کام پر اکتفا کرے مثلا ہاتھ پکڑکر نکال سکتا ہے تو اوسکی داڑھی نہ پکڑے اور
ٹانگ پکڑکر نہ کھینچے اور اگر ساز توڑتا ہے تو بیہودہ زور نہ کرے اور ریشمی کپڑا آہستہ سے اوتارے تاکہ پھٹنے نہ پاوے اور شراب پھینک
سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہین پھینک سکتا کہ اوسکے ہاتھ مین نہین ہے تو پتھر مار کر توڑ ڈالنا درست ہے اوسکا تاوان لازم
نہ آئیگا اور اگر قرابہ کا منہ تنگ ہے اور جبتک شراب پھینکے تب تک اسے پکڑ کر مارینگے تو اوس شغل رہتے مین اوسے توڑکر چلا جاوے
جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا مین یہ حکم تھا کہ جس چیز مین شراب ہو اوسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہوگیا بعضے علما نے کہا ہے
کہ وہ شراب کے خاص برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہین ہے اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اوسپر تاوان لازم آئیگا
چھٹا درجہ تہدید اور ڈرانا ہے مثلا یون کہے کہ شراب پھینک نہین تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو
ایسا کہنا درست ہے اسمین بھی دو ادب ہین ایک یہ کہ ایسی چیز سے تہدید نہ کرے جو درست نہو مثلا یون نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا
اور تیرا گھر کھود ڈالونگا اور تیرے جورو لڑکون کو ستاؤنگا دوسرا ادب یہ ہے کہ تہدید مین وہی بات کہے جو کر سکتا ہو تاکہ جھوٹا نہ ہو
یون نہ کہے کہ تیری گردن ماردونگا سولی دونگا اور اگر یہ قصد رکھتا ہے اوس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اوسے
بہت ہراس ہوگا تو اس مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا دو آدمیون مین صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے
ساتوان درجہ ہاتھ پاؤن اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے

بیٹھنے لگا اور عورت اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجھپر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ
ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملاکر آہستہ سے کہا کہ حق تعالی دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کرتا ہے
اوسکے اسقدر کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اوسنے کہا کہ آہ اب اس ندامت کے ساتھ
اونکی زیارت کیونکر کرون اوسیوقت سے اوس شخص کو بخار چڑھا اور ایک ہفتہ مین مر گیا

تیسرا باب اون منکرات کے بیان مین جنکا رواج عادۃً ہے

ای عزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو
اب اسکے اصلاح پذیر ہونے کی یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اون کامون سے بھی ہاتھ
کھینچا ہے جنکی قدرت رکھتے ہین جو دیندار ہین اونکا یہ حال ہے اور جو اہل غفلت ہین وہ خود اس رواج سے راضی ہین ای عزیز
جس چیز پر تو قادر ہے اوسمین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً اسکا
بیان کرنا ممکن نہین ہے منکرات بعضے مساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمامون اور گھرون مین منکرات
مساجد مین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نکرے یا قرآن پڑھے اور راگ گا رہی کرے یا موذن لوگ
اکٹھا ہوکر اذان دین اور الحان سے بہت کھینچا کرین اس سے نہی وارد ہوئی ہے اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہنے کے وقت
تمام بدن قبلہ کیطرف سے پھیر لین اور یہ کہ خطیب [illegible] پہنے [illegible] اور سونا [illegible] باندھے [illegible] حرام ہے اور یہ کہ
لوگ مسجد مین [illegible] اور [illegible] مسجد مین آئین اور
شعر پڑھا کرین اور نمازیون کو ایذا دین [illegible] لیکن اگر کوئی [illegible] اور دیوانہ [illegible] مسجد مین نہ آئے کرتا
تو اوسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اوسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینہ منورہ کی
مسجد مین پھری گدکا کھیلتے تھے اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو بازیگاہ
ٹھہرالین تو منع کرنا چاہئے اگر کوئی شخص خیاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اوس سے کچھ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے
لیکن اگر ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دکان بنا لیگا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نکرے مثلاً
وہان ہمیشہ جھگڑا کرنا اور قبالہ لکھنا نچاہئے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسواسطے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے کبھی کبھی
مسجد مین جھگڑائی کی ہے لیکن جھگڑائی کے واسطے جاویں نفرماتے تھے اگر دیوار مسجد مین کپڑے سکھائین اور رنگ برنگ کے
نگین یا نقش کرین تو یہ سب کام برے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین [illegible] کہتے ہین اور اونمین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون
مین نہون تو اون لوگون کو وہان سے نکالدینا چاہئے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بنا کے سنوارتے
ہین اور شہوت انپر غالب ہے اور [illegible] عبادت ہوتے ہین [illegible] اور جوان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ
مسجد کے باہر بھی یہ فعل نکرنا چاہئے بلکہ واجب ہے ایسا شخص [illegible] صلاحیت سے آراستہ ہو اور دیندارون کا لباس پہنے
اور کیسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھ ایسا ملین کہ اونکے درمیان کوئی چیز حائل نہو بلکہ ام المومنین

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے زمانہ مین عورتونکو مسجدمین جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین آتی تھین اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول مقبول ہمارے اس زمانہ کا حال دیکھتے تو بیشک عورتونکو مسجدمین جانے سے منع
فرماتے اور منجملہ منکرات یہ ہے کہ مسجدمین کچہری لگائین اور بانٹ چونٹ کیا کرین اور معاملہ و حساب کیا کرین یا بیٹھکر اوسمین تماشا گاہ بنائین یعنی گپ شپ اور بیہودہ دنیا کی باتون مین
مشغول ہون یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت و حرمت کے خلاف ہے بازارون کے منکرات یہ ہین کہ خریدار سے جھوٹ
کہین اور مال کا عیب چھپائین بانٹ ترازو گز درست نہ رکھین اور مال مین دغا کرین عید کے دن لڑکون کے واسطے راگ کے
ساز اور حیوانون کی تصویرین بیچین نوروز کے واسطے لکڑی کی ڈھال تلوار بیچین سدہ کے واسطے مٹی کا بہوپا اور پپہا بیچین یا
رفو کیا ہوا اور دہویا ہوا پرانا کپڑا نیا کرکے بیچین ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جسمین دغابازی ہو اور سونے چاندی کی انگیٹھی یا
کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان چیزون مین بعضی حرام ہین بعضی مکروہ اور جانورون کی تصویرین حرام ہین اور وہ جو سدہ اور
نوروز کے واسطے بیچتے ہین جیسے لکڑی کی ڈھال تلوار اور مٹی کا بہوپا اور پپہا یہ چیزین فی نفسہا حرام نہین ہین بلکہ آتش پرستون کا
رونق بڑھانا کرنے سے حرام ہین اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیزان دونون کے واسطے بنائین وہ درست نہین
بلکہ نوروز کے سبب سے بازارون کا آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلفات نیا کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو
مٹا دینا چاہیے حتی کہ کوئی اسکا نام بھی نہ لے بعضے علما نے [illegible] کہا ہے کہ مسلمان کو اسدن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ
[illegible] تاکہ اکل و شرب ہی مین نہ آسکے اور بعضے علما نے
کہا ہے کہ اسدن روزہ رکھنا بھی اسدن کو یاد کرنا ہے [illegible] اسدن کو یاد ہی کرنا نہ چاہیے بلکہ اور دنون کے مانند
اسے چھوڑنا چاہیے [illegible] تاکہ اسکا نام و نشان باقی نہ رہے شاہراہ کے منکرات یہ ہین
کہ راہ مین ستون نکالکر دکان بنائین کہ رستہ تنگ ہو جاوے یا درخت لگائین اور سائبان چھپا پرنالہ نکالین کہ اگر کوئی سوار
نکلے تو ٹکر لگے یا کیچڑ کی تکلیف ہو یا جانور باندہین کہ اوسکے سبب سے رستہ تنگ ہو جاوے ایسی باتین درست نہین مگر بقدر حاجت جیسے کہ
بوجھ اتارکر فوراً گھر مین لیجائین کانٹے لدے ہوئے گدہے تنگ گلی مین نہ لائین جس سے لوگون کے کپڑے پھٹ جائین مگر
یہ کہ ایک رستے کے سوا اور کوئی راہ نہو اس صورت مین حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ بوجھ
لادنا نہ چاہیے اور قسائی کو بازار مین بکرا ذبح کرنا اور بنانا نہ چاہیے کہ لوگون کے کپڑے خراب ہونگے بلکہ ذبح کرنے اور بنانے
کی جگہ دکان مین بنائے اور بازار مین خربزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگون کے پاؤن پھسلین یہ بھی نہ چاہیے
اور جو شخص رستے مین برف پھینکے یا اوسکے کوٹھے کا پانی راہ مین گرے اوسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہان سب
لوگون کے گھر کی مٹی بہتی ہوں اوسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگونکو اوس کام کیطرف لائے اور
کسیکو اپنے دروازے پر ایسا کتا رکھنا نہ چاہیے جس سے لوگون کو خوف ہو اگر رستہ نجس کرنیکا ہو اور کچھ تکلیف نہ پہونچتی ہو تو
منع نکرنا چاہیے کیونکہ اوس سے بچاؤ ممکن نہین اور اگر رستہ مین کتا سو جاوے کہ جسکے سبب راہ تنگ ہو جاوے تو یہ بھی نہایت برا ہے

بالا ڈورسے کو بھی کتا لیے ہوئے راہ میں بیٹھنا یا سونا نچاہیے حمام کے منکرات یہ ہیں کہ ناف سے زانو تک ستر عورت نکرے
یا کوئی شخص کھڑا ہو اور اوسکے سامنے ران کھولکر ملے اور میل چھڑاوے بلکہ لنگی کے اندر ہاتھ ڈالکر بھی ران کو پکڑنا نچاہیے اسواسطے کہ
جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمام کے دروازے پر حیوانات کی صورتیں بنانا بھی منکرات میں سے ہے اونھیں مٹا دینا یا وہان سے خود
نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں نجس ہاتھ یا نجس برتن تھوڑے پانی میں ڈالنا منکرات سے ہے
اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نکرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات
ہے اور اور منکرات ہیں انکو طہارت کے بیان میں ہمنے ذکر کیا ہے **مہمانی کے منکرات** یہ ہیں ریشمی فرش چاندی کی انگیٹھی
گلاب پاش عطردان چنگیر اور وہ پردے جنمیں تصویریں بنی ہون اگر تکیہ بچھونے میں تصویریں ہون تو کچھ مضائقہ نہیں جو انگیٹھی
بصورت جانور ہو وہ منکر اور بد ہے اور اگر گانا ہوتا ہو اور جہان رنڈیان جوان مردون کو دیکھتی ہون تو اس سے بہت فساد پیدا
ہوتے ہیں ان سب باتون میں حسبت اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہیں کر سکتا تو وہان سے باہر چلا جاوے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ
چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اوٹھکر چلے گئے علیٰ ہذا القیاس اگر مجلس میں کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی
پہنے ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے اور اگر تمیزدار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نچاہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اوسیطرح
مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اوسکی عادت ہوجاویگی تو جوانی کے بعد بھی اسکا شوق رہیگا لیکن لڑکا اگر تمیزدار نہو
اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہیں جانتا ہو تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل میں کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ
اور فحش بک بک کر لوگونکو ہنساتا ہے تو وہان اوسکے ساتھ بیٹھنا نچاہیے الغرض منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تونے سمجھ لیا
تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کر لے واللہ اعلم بالصواب

دسوین اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان میں

الغرض اے عزیز جان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالیٰ کی خلافت ہے
اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد میں اثر نہیں
اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اوسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اوسے
حق تعالیٰ نے اس جہان میں کاہیکو بھیجا ہے اور اوسکی قرارگاہ کہان ہے دنیا اوسکی منزل گاہ ہے قرارگاہ نہیں
اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم مادر اوسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اوسکی منزل کی انتہا ہے اور وطن اوسکے سوا ہے جو برس اور
مہینا اور دن اوسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے
جو شخص پل پر گذرے اور پل کی عمارت میں اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ بھول جاوے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ منزل
دنیا میں زاد راہ آخرت کے سوا اور کچھ نہ طلب کرے اور دنیا میں اوسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچھ حاجت سے

زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میرے تمام خزانون مین خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہوتا تو وہ
جسقدر زیادہ جمع کریگا اوسمین سے بقدر کفایت ہی اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوسپر
جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ حلال کا مال ہو اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ
ہوگا اور یہ رنج اوٹھائے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اوس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی
چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اوسکے سبب سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو
اوسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائے گی تو چند روزہ صبر کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق
کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہین کہ اگر آجکی رات تو اوس معشوق پاس جائیگا تو پھر اوسے ہرگز نہ دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات
تو صبر کریگا تو بے رقیب اور بے خلل صحبت کے ہزار شبون کے واسطے لوگ اوس معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اسکا عشق اگرچہ قدرے
زیادہ ہوگیا ہے تاہم ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اوسے آسان ہوگا اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ
بھی نہین ہے بلکہ اوس سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال مین نہین آسکتی اسواسطے کہ اگر
فرض کرین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کو سانکون کے دانون سے بھر دین اور ہزار ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے
ایک ایک دانہ چگیگی تو وہ سانکون کے دانے سب تمام ہوجائینگے اور ابد مین سے کچھ بھی کم نہوگا آدمی کی عمر اگر سو برس کی ہو
اور مشرق سے مغرب تک تمام عالم روے زمین کی سلطنت [illegible] صاف ہو تو بھی آخرت کی سلطنت ابدیت سے
کیا نسبت رکھتی ہے [illegible] پھر اگر عمر کم ہو اور [illegible] صاف نہو اور [illegible] بہت سے شریک اور
ایسے ہوتے ہین اوسمین اس سے بڑھکر [illegible] سلطنت [illegible] اور سراپا کدورت کام کے عوض بیچنے کا کیا موقع
تو حاکم ہو خواہ محکوم سبکو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتین کیا کرے اور اپنے دل پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرے تاکہ چند روزہ
خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگان خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالی کی خلافت بجالانا اوسپر آسان ہوجائے
آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اوس طور پر مشغول نہو جو طالب دنیا ہے اسلئے
عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایک دن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ حدیث شریف بھی
آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے تو اونمین سے پہلا بادشاہ عادل ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے بادشاہ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق جسقدر عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور فرمایا ہے
کہ بادشاہ عادل حق تعالی کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت مغضوب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ
اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین محمد کی جان ہے کہ جتنے تمام رعایا کے عمل ہوتے ہین ہر روز بادشاہ عادل کے
بھی اتنے ہی عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوسکی نماز ستر ہزار نمازون کے برابر ہے جب ایسا امر ہے تو اس سے زیادہ

اور کیا نوبت ہوگی کہ حق تعالی جسے نعمت سلطنت دے تاکہ اوسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہو جائے اور کوئی شخص
جب اس نعمت کا حق نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش میں مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی بن پڑیگا
کہ بادشاہ دس قاعدوں کو اپنی نگاہ میں رکھے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہوا اوسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت ہے
اور بادشاہ اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق میں پسند نکرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کریگا تو خیانت
مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا سایہ میں بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین دھوپ میں تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سایہ میں ہیں اور اصحاب
دھوپ میں اتنی ہی باتیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پائے اور جنت میں جائے اوسے چاہیے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز
اپنے واسطے نہیں پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نکرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اوٹھے اور خدا کے سوا اور کسی
سے اوسکا دل لگا ہے وہ مرد خدا نہیں ہے اور اگر مسلمانوں کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہیں ہے دوسرا
قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندوں کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اوسکے خطر سے حذر کرتا رہے اور جب تک
کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت میں مشغول نہو اسواسطے کہ مسلمانوں کی حاجت روائی کرنا سب نفلوں سے بہتر ہے
ایکدن خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی ظہر کے وقت تک خلق کے کام میں مصروف رہے اور تھک گئے گھر میں گئے کہ
دم بھر آرام لیویں اونکے بیٹے نے کہا کہ آپکو کس سبب سے اطمینان ہے شاید اسی وقت موت آجائے اور کوئی شخص آپکے دروازہ پر
منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہ جائیں اونھوں نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اوٹھے اور فوراً باہر نکل آئے تیسرا قاعدہ
خواہش میں مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نکرے بلکہ ہر بات میں قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے
عدل کرنا ممکن نہیں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو
تمہارے ناپسند ہو وہ تمنے کیا سنا کہا میں نے سنا ہے کہ ایکبار میں دو طرح کا سالن آپکے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ
دو پیرہن رکھتے ہیں ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اسکے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہیں فرمایا کہ یہ دونوں باتیں غلط
ہیں چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک ہوسکے ہر ایک کام میں نرمی کرے سختی نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت میں اوسکے ساتھ خدا نرمی کریگا اور دعا کی اور کہا کہ بارخدایا جو حاکم رعایا کیساتھ
نرمی کرے تو اوسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اوسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجا لاوے
اوسکے حق میں حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجا لانے میں قصور کرے اوسکے حق میں حکومت بری چیز ہے ہشام
ابن عبد الملک خلفا میں سے تھے اونھوں نے ابو حازم جو علماء کبار میں سے تھے اونسے پوچھا کہ حکومت میں نجات حاصل
ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے اچھی جگہ سے لے جہاں حلال درم ہوا اور اچھی جگہ صرف کر

جو مستحق ہو کہا یہ کون کر سکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کر سکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو پانچوان قاعدہ
یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت کے ساتھ سب رعایا اوس سے خوش رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ سب حاکمون سے بہتر وہ حکام ہین جو تمھین دوست رکھین اور تم اونھین دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہین جو
تمھین دشمن رکھین اور تم اونھین دشمن رکھو اور وہ تمھین لعنت کرین تم اونھین لعنت کرو اور حاکم کو لوگون کی تعریف کرنے سے
مغرور ہونا نچاہیے اور یہ نسمجھنا چاہیے کہ سب اوس سے خوش ہین شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہین بلکہ معتمد
لوگون کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسس کرین اور اوسکا حال خلق سے پوچھین اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگون کی زبانی جان سکتا ہے
چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کرکے کسی کی رضامندی نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ جو شخص شرع کی مخالفت سے ناخوش
ہوگا اوسکی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہین کرتی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ ہر دن کو جب مین اوٹھتا
ہون تو آدھے لوگ مجھسے ناخوش ہوتے ہین اور ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دیگا تو وہ ناخوش ہوگا تو دونون کو خوش کرنا
محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑ دے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
نے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجیے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب لکھا
کہ مین نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی مین حق تعالی کی خوشی چاہتا ہے حق تعالی
اوس سے راضی ہوتا ہے اور خلائق کو اوس سے راضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالی کی ناخوشی مین خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اوس سے
ناراض ہوتا ہے اور خلائق کو بھی اوس سے ناراض کرتا ہے ساتوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے
اور خلائق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان بات نہین ہے جو شخص اوسکا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کو پاتا ہے
کہ اوس سے بڑھکر کوئی سعادت نہین اور اگر اوسمین کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت مین پڑتا ہے کہ کفر سے اوتر کر ایسی کوئی شقاوت
نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایکدن مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لاے اور خانہ کعبہ کا
حلقہ پکڑا اور حرم مین قریش کے لوگ حاضر تھے آپنے فرمایا کہ جب تک تین کام کرتے رہینگے تب تک قریش ہی مین سے حکام اور
سلاطین ہوتے رہینگے لوگ اگر اون سے مہربانی چاہین تو مہربانی کرین اگر حکم چاہین تو عدل کرین جو اقرار کرین اوسے پورا کرین
جو شخص ایسا نکرے تو خدا کی اور فرشتونکی اور سبکی لعنت اوس پر ہو خدا نہ اوسکی فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا
گناہ ہے کہ اوسکے سبب سے حق تعالی عبادت قبول نہین کرتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیون مین
حکم کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے اوس پر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہین کہ قیامت کے دن اونپر خدا نظر بھی نکریگا ایک بادشاہ جھوٹا
دروغ گو دوسرا بوڑھا زناکار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب
کا ملک عنقریب تمھین فتح ہوگا اور وہان کے عمال دوزخ مین پڑینگے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقوی اختیار کرے اور امانت
گذارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالی نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائیگا تو حق تعالی بہشت اوس

اوسپر حرام کریگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے مسلمانوں پر سرداری دی اور اوسنے اونکی ایسی نگہبانی نکی جیسی اپنے گھر والونکی کرتا ہے
تو اوس سے کہدو کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈھ لے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے ایک
بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین میں فساد کرکے حد سے گذر جائے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت میں بڑا عذاب ہوگا اور فرمایا
کہ پانچ آدمیوں سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا میں اونپر عذاب کرے ورنہ دوزخ میں تو اونکی جگہہ ہووے ہی گی اونمیں ایک امیر
قوم ہے جو اپنا حق تو اونسے لے اور اونکی داد نہ دے اور ظلم اونسے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے لوگ جسکی اطاعت کرتے ہوں اور وہ
قوی و ضعیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو محنت پر رکھا وہ تو اسکا سب کام
پورا کر چکا اور یہ اوسکی مزدوری نہیں دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکوں کو خدا کی اطاعت کا حکم نکرے
اور دین کی بات اونھیں نہ سکھلائے اور یہ فکر نہ رکھے کہ اونکو کھانا کہاں سے دونگا پانچواں وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ میں اپنی جورو پر
ظلم کرے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایکدن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑھائیں ایک شخص نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی اور جب دفن کر چکے
تو اوسکی قبر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بار خدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ یہ گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا
محتاج ہے اے مردے اگر تو کبھی امیر تھا نہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا حضرت عمر رضی
اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈھو وہ نہ ملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے امیروں پر افسوس ہے نقیبوں پر
افسوس ہے امینوں پر قیامت میں ایسے ہونگے کہ اپنی گیسو سے آسمان میں لٹکتے رہیں اور ہرگز عمل نکرتے تھے اور فرمایا ہے جسکو دس
آدمیوں پر بھی حکومت ہوتی ہے اوسے قیامت میں دست بستہ لائینگے اگر وہ نیکوکار رہا ہوگا تو رہا کر دینگے ورنہ ایک زنجیر اور
زیادہ کر دینگے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اوسدن جب یہ
اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نکیا ہو اور قرابت والوں کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر
یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بنا کر اپنے پیش نظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکموں کو احکم الحاکمین کے حضور میں حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکروں کے چرواہے تھے
اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے میرے حکم سے زیادہ تمنے کسی کو کیوں حد ماری اور سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے
احکم الحاکمین اس قصور کے سبب سے کہ اونھوں نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کہ کیوں شاید تمہارا غصہ میرے غصے سے زیادہ تھا
اور دوسرے حاکموں سے استفسار فرمائیگا کہ تمنے میرے حکم سے کم کیوں سزا دی وہ عرض کرینگے کہ یا الہ العالمین ہمنے اوسپر رحم کیا ارشاد
ہوگا کہ کیوں شاید تم مجھ سے زیادہ رحیم تھے لیجاؤ جسنے زیادتی کی تھی اور جسنے کمی کی تھی اون دونوں کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونوں کو
دونسے بھر دینگے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ میں کسی حاکم کی تعریف نہیں کرتا نیک ہو خواہ بد لوگوں نے پوچھا اسکا
کیا سبب کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکموں کو لائینگے
عادل ہوں خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالی صراط کو حکم فرمائیگا کہ ایکبار انہیں جھٹک دے جسنے حکم میں ظلم کیا ہوگا

یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگا کر سُنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گرینگے اور پانسو برس کے عرصہ مین دوزخ
کے اندر گرینگے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچین گے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام بھیس بدل کر
نکلتے اور جو ملتا اوس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت بنا کر اونکے
سامنے آئے حضرت داؤد نے اونسے بھی وہی پوچھا اونھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو تو داؤد نیک مرد ہے
حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھکو کوئی حرفہ سکھا دے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے
کھاؤن حق سبحانہ تعالی نے زرہ بنانا اونھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ پاسبان کے عوض رات کو خود
گشت کرتے تھے تاکہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اوسکا فیصلہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کو فرات کے کنارہ لوگ یونہین چھوڑ دین
اور روغن نہ ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھسے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپکی احتیاط اس قدر تھی
اور آپکا عدل اس درجہ پر تھا کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے مگر جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہم
کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمر کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین دیکھا کہ آپ اسطرح تشریف لائے ہین
جیسے کوئی غسل کرکے لنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالی کو کیسا پایا فرمایا اے عبد اللہ مجھے تمھارے
پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا اب تک مین حساب مین تھا اگر حق تعالی رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام
تباہ ہوجائیگا باوجودیکہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپکے پاس کچھ نہ تھا بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپکی صورت و سیرت دیکھ آوے ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا
اَیْنَ الْمَلِکُ یعنی تمھارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لے گیا
ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ دھوپ مین سو رہے ہین اور درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا
بہا ہے کہ زمین تر ہوگئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اوسکے دل مین بڑا اثر کیا کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب بیقرار رہین
تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپنے عدل کیا اسوجہ سے بیفکر سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے
تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمھارا دین سچا ہے اگر مین ایلچی بنکر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہوجاتا پھر جا کر ضرور
اسلام سے مشرف ہونگا حکومت کے خطرے بڑے ہین اور اسکا علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اسی مین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت
رکھے تاکہ وہ اوسے عدل و انصاف کی راہ بتائین اور ایسے کام کی فکر کہین اور دنیا دار عالمون سے حذر کرے کہ وہ خوشامد کرتے ہین
آٹھوان قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ علماے دیندار کی ملاقات کا شائق رہے اور اونکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے
لالچی ہین اونکی صحبت سے حذر کرے کہ اوسے فریب دینگے اوسکی تعریف کرینگے اوسکی خوشی چاہین گے تاکہ وہ مردار حرام جو اوسکے
ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اوس مین سے حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نہ چوکے سلطنت مین
شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالی خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شفیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شفیق ہون زاہد نہین ہون

کہا کچھ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ خدا نے تجھے حضرت صدیق رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اونسے صدق چاہا تھا اوسی طرح تجھسے بھی
صدق چاہتا ہے اور حق تعالی نے تجھے جناب فاروق رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے اور جسطرح اونسے حق و باطل مین فرق چاہا تھا اوسیطرح
تجھسے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اونسے شرم و بخشش چاہی تھی اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے
اور جناب علی مرتضی رضی کی جگہ پر بٹھایا ہے جسطرح اونسے علم و عدل چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کہ کچھ اور
نصیحت کرو کہا کہ حق تعالی نے ایک گھر بنایا ہے اوسے دوزخ کہتے ہین تجھے اوس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دی ہین
بیت المال کا مال اور تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلایق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آئے اوسے
مال سے محروم نہ رکھ اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اوسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسیکو ناحق مار ڈالے اوس مقتول کی اجازت
سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور اور لوگ تیرے پیچھے آئینگے ہارون رشید نے
پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمایئے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خود روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ
نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی امید نہ کرنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھ جو اوسکے
مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین جاتا تھا اونکے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ
قرآن شریف کی یہ آیہ کریمہ پڑھتے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ہارون رشید نے کہا اگر نصیحت لیا چاہتے ہین تو یہ آیہ ہمین کفایت کرتی ہے اس آیہ
کے معنی یہ ہین آیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے برے کام کیے ہین یہ کہ ہم اونکو برابر رکھینگے اونکے ساتھ جو ایمان لائے اور
جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اونکی زندگی اور موت برا حکم تھا جو اونھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹا
عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اونھون نے جواب دیا میرے پاس اوسکا کیا کام ہے کہا کہ
امیر المومنین کی اطاعت کرو تب اونھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید اندھیرے مین ہاتھ
ٹٹولتا تھا فضیل اپنا ہاتھ باہر نکالتے تھے ہاتھ سے ہاتھ جو ملا تو فضیل نے کہا ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا
اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے طیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا
انصاف تجھسے چاہیگا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تمنے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا
اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھسے کہتا ہے کہ تمنے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے
فرعون کے مانند سمجھا اسوجہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری
ماں کا مہر ہے فضیل نے کہا کہ مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اوس سے ہاتھ کھینچ اور جو اوسکے مالک ہین اونھین
پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اونکی خدمت سے اوٹھکر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے محمد
ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھسے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھسے چھوٹا ہو اوسکے حق مین بجای پدر کے رہ

اور جو تیرے سے شخص ہو اوسکا بہائی بنا رہ اور ہر ایک خطا دار کیو اوتنی ہی سزا دیا کر جو اوسکے قصور اور قوت کے لائق ہو خبردار غصہ سے
کسیکو تازیانہ نہ مارنا اور نہ تیری جگہ وہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفہ وقت کے پاس تشریف لیگیا خلیفہ نے عرض کیا کہ مجھے
کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے
نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریادی آئے تو اوسکی فریاد
مین نہین سنونگا لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور ہر روز ہاتھی پر سوار ہوکر
نکلتا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے نظر آتا اوسے بلاکر اوسکی داد دیتا یا امیر المومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگان خدا پر اسکی یہ مہربانی
تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیت رسول مین سے ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ
کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا مگر تو کہا
اور کچھ فرمایئے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچھ ارشاد ہو کہا اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے
ساتھ نہ ہو تو کسکی پناہ لیگا یہ حقیقت فرمایا مجھے بس ہے سلیمان عبد الملک خلیفہ تھا ایکدن اوسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین
اسقدر عیش کی دیکھیے قیامت مین میرا کیا حال ہو ابو حازم جو اوس وقت مین عالم زاہد تھے اونکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ
جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اوس مین سے تھوڑی سی مجھے بھیجیے گیہون کی تھوڑی سی بھوسی بھونکر اونھون نے بھیجدی
اور کہلا بھیجا آج رات کو مین یہی کہایا کرتا ہون سلیمان اوسے دیکھکر بہت رویا اوسکے دل پر بڑی تاثیر ہوئی اور تین روزے پورے
رکھے اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اوسی سے روزہ کھولا کہتے ہین کہ اوس رات کو سلیمان عبد الملک نے اپنی بی بی سے جو
صحبت کی تو عبد العزیز پیدا ہوا اور اوس سے عمر ابن عبد العزیز جو عدل و انصاف مین بیٹا امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ
کے قدم بقدم تہا پیدا ہوا بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اوسی نیک نیتی کی برکت تھی کہ اوس کہانے مین سے کہایا تھا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
سے لوگون نے پوچھا کہ آپکی توبہ کا کیا سبب تھا کہا کہ مین ایکدن اپنے غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اوس رات کو یاد کرو جسکی
صبح قیامت قائم ہوگی اوسکی یہ بات میرے دل مین اثر کرگئی کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر
گرم بالو ریت پر کھڑا ہے اور ہاتھ اوٹھائے ہوئے پکار رہا ہے کہ یا ارحم الراحمین تو تو وہی ہے اور مین وہی ہون میرا کام ہے
کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخشا کرے اوسپر رحم فرما اوس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبار زمین جبار آسمان کے
سامنے کیا زاری کرتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز نے ابو حازم سے کہا مجھکو کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے فرمایا کہ زمین پر سویا کر اور موت کو
سرہانے رکھا کر اور یہ خیال رکھا کر کہ جس وقت موت آتی ہے اوسکا دہیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اوس سے
دور رہا کر اسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو بس حاکم کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے کہ اور یہ نصیحتین
جو اور حاکمون کی ہین اونسے نصیحت لے اور جس عالم کو دیکھے اوس سے نصیحت چاہے اور جو عالم دنیا کا دیکھے اوس سے بچتا رہے
کہ اس قسم کی تحسین کریگا اور حق بات سے درگذر نہ کریگا اگر اوسکو مغرور کریگا اور حق بات نہ کہیگا تو جو ظلم دنیا مین ہوگا اوسکا

وہ عالم بھی بہشت رکھیگا فروان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم فقط اسی پر قناعت نکرے کہ خود ظلم سے دست بردار ہے بلکہ اپنے غلامون اور
نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب کرے اور اونکے ظلم پر راضی نہو اسواسطے کہ اس سے اونکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیر المومنین حضرت
عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو موسے اشعری کو جو اونکے عامل تھے نامہ لکھا کہ اما بعد بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعیت
نیک بخت ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراخ روی نکرنا کہ تمھارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اوسوقت تمھاری
مثال اوس چارپایہ کی ایسی ہو جائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھا جاے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اوسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنی لوگ
اوسے ذبح کرکے کھا جائین توریت مین لکھا ہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اوسپر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود
بادشاہ نے کیا بادشاہ اوس ظلم مین ماخوذ ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص اوس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور نادان
نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دوسرون کی دنیا کے واسطے بیچڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنیکے لیے خدمت کرتے ہین اور
ظالم کو والی ملک کی نگاہ مین آراستہ کرتے ہین تاکہ اوسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اوس شخص سے زیادہ تیرا دشمن
اور کون ہوگا جو چند درہم حاصل کرنیکے واسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور چوبدارون اور
اور غلامون کو عدل پر نرکھیگا وہ خود رعایا کا انصاف نکرسکیگا اور یہ دعا وہی کرتا ہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کو نگاہ رکھتا
اور عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ انکو عقل دین کا قیدی بناے عقل و دین کو اسیر نکرے اکثر لوگ
ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل غضب سے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے
ایک حیلہ ڈہونڈہتے ہین اوسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حاشا کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر کی
اور حق تعالی کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذ اللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین
قید کریگا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتا ہے بعدہ اوسکا نور گھروالون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے
پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کے بغیر شعاع کی امید رکھے وہ طلب محال کریگا اے عزیز جان تو کہ عدل کمال
عقل سے پیدا ہوتا ہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو
دیکھے اونکے ظاہر پر فریفتہ نہو جاے مثلا آدمی جب عدل سے ہاتھ روکیگا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکیگا تو غور کرے کہ دنیا سے
اوسے مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھاے تو جان لے کہ وہ چارپایہ بصورت آدمی ہے اسواسطے کہ کھانے کی حرص
چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو عورت مرد کی صورت ہے اسلیے کہ آرائش عورتون کا کام
اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اوتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام
اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اوسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ خدمتگار
اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ اگر ایکدن بھی اونکا یہ مدعا نہو تو پھر وہ اوسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو
اونکی خدمت جو کرتے ہین یہ اوسنے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ بندگی جو کرتے تھے وہ اپنی کرتے ہین اسپر دلیل یہ ہے

اوسنے کہ ریچھ کا بازو توڑ ڈالا آپنے پوچھا تو سنے یہ کام کیونکر کیا اوسنے جواب دیا کہ مین نے عمدًا کیا تا کہ آپکو غصہ لاؤن آپنے فرمایا کہ مین اب تو غصہ مین
لاتا ہون جسنے تجھے سکھایا یعنی ابلیس کو اور اوس غلام کو آزاد کر دیا ایک شخص نے آپکو گالی دی فرمایا ای جوانمرد میرے اور دوزخ کے بیچ مین بہت گھاٹی ہے
اگر اوس گھاٹی کو مین طے کر گیا تو جو کچھ تو کہتا ہے اوس سے مین کچھ باک نہین رکھتا اور طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہی اوس سے بھی مین بدتر ہون اور رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ بردباری اور عفو کی بدولت صائم الدہر قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اوسکا نام جبر کرنیوالون کے
دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والونکے سوا اور کسی پر حکومت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوس دروازہ
کوئی شخص دوزخ مین نجائیگا مگر وہ جو خلاف شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا
کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تا کہ حق تعالی سے آپ میری مراد مانگیے حضرت موسی نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت اور
غصہ سے حذر کیجیے کیونکہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اوس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند بلے کا کھیلتے ہین دوسری عورتون سے پرہیز کیجیے
اسواسطے کہ مین نے خلق کے لیے جو پھندے بچھائے ہین اون مین سے عورتونکے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسری بخل سے پرہیز کیجیے
کہ جو بخیل ہوتا ہے مین اوسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون اور جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور [illegible]
حق تعالی اوسکے دلکو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بسبب خوف حق تعالی کے سامنے فروتنی کیلیے لباس فاخرہ نہین پہنتا ہے حق تعالی اوسکو حلہ کرامت
پہناتا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص پر افسوس ہے جو غصہ مین آوے اور اپنے اوپر خدا کا غصہ بھول جاوے ایک شخص نے رسول مقبول سے
عرض کیا کہ مجھکو کوئی ایسی بات سکھا دیجیے کہ اوسکی سبب سے بہشت مین جاؤن فرمایا کہ غصہ ناک نہوا کر تو بہشت تیری ہے دوبارہ اوسنے یہی عرض کیا اور فرمایا کسی
پر غصہ نکر تو بہشت تیری ہے اسیطرح سے تین بار عرض کیا اور فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد ستر بار استغفار کیا کر تیرے ستر برس کے گناہ غفور الرحیم بخش دیا کریگا
اوسنے عرض کیا کہ اسقدر میرے گناہ نہین ہین فرمایا تیری ماکے گناہ اوسنے عرض کیا کہ میری ماکے بھی اتنے گناہ نہین ہین فرمایا تیرے باپ کے گناہ اوسنے عرض کیا
کہ میرے باپ کے بھی گناہ اسقدر نہین ہین فرمایا تیرے بھائی مسلمانون کے گناہ خدا بخشدیگا حضرت عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ ایکدن رسول مقبول صلعم کے
کچھ مال کی تقسیم فرماتے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کیواسطے نہین یعنی انصاف کی رو سے نہین حضرت ابن مسعود نے اوس شخص کا یہ قول رسول مقبول صلعم
کے سامنے نقل کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ مین آ گئے اور آپکا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا باوصف اسکے اس سے زیادہ اور کچھ
نفرمایا کہ بھائی موسی پر حق تعالی رحمت نازل کرے کہ لوگون نے اونھین اوس سے زیادہ ایذا دیا اور اونھون نے صبر کیا دیکھو تو لوگون
اور امیرون کی نصیحت کے واسطے اسقدر حکایات اور حدیثین کافی ہین اسواسطے کہ اگر اصل ایمان برقرار ہو تو یہ اثر کرینگی اور اگر یہ حکایات
اور حدیثین اثر نکرین تو یہ بات ہے کہ اوسکا دل ایمان سے خالی ہو گیا ہے فقط زبانی اقرار باقی ہے اور ایمان کی بات جو دل مین ہوتی ہے
وہ اور ہے اور ایمان اور ہی چیز ہے مین نہین جانتا کہ اوس عاقل کے دل مین حقیقت ایمان کیونکر رہیگی جو برسون مین حرام سے
کئی ہزار دینار حاصل کرے اور دوزخ کو یاد نکرے تا کہ وہ سب دینار اوسکی ضمانت مین رہین اور قیامت مین اوس سے طلب ہون حالانکہ اوسکا نفع
اور ونکو پہونچتا ہے اور یہ نہایت غفلت اور بے ایمانی ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب فقط الحمد للہ کہ خدا کا فضل و انعام ہوا
کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت کا دوسرا رکن بھی تمام ہوا الحمد للہ علی نعمائہ الکاملۃ والصلوۃ والسلام علی انبیائہ واولیائہ فقط

راہ دین مین جو جو گھاٹیان ہیں اونکا مقام ہے مہلکات جسکا نام ہے اوسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اونکا علاج کس طور سے کرتے ہین + اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس اور علاج خلق بد اور تہذیب خلق نیک کے بیان مین — دوسری اصل شہوت فرج و شکم کے علاج اور ان دونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کرنیکی حرص کے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم و حسد کے علاج اور اونکی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیان مین + اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور آفت بخل کے بیان مین ساتوین اصل جاہ و حشمت کی محبت اور اوسکی آفت کے بیان مین آٹھوین اصل عبادت مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین — نوین اصل علاج کبر و عجب کے بیان مین دسوین اصل علاج غرور و غفلت کے بیان مین اخلاق بد کی جڑین یہی ہین اور سب شاخین انہین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا وہ اخلاق بد کی نجاست سے طہارت باطن بھی حاصل کر چکا اور اوس نے اپنے دل کو اس لائق کر لیا کہ حقائق ایمان مثلاً معرفت محبت توحید توکل وغیرہ سے آراستہ ہو

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلق نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرینگے

کہ ریاضت سے خلق نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اوسکا طریقہ سکھائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتائینگے پھر علامات
خلق نیک لکھینگے پھر طریق پرورش و تادیب اطفال کہینگے پھر مرید کی ریاضت جو ابتدا مین ہوتی ہے اوسکی راہ دکھاوینگے

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ای عزیز از جان اے صاحب تو جان کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق نیک سے سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور فرمایا
انک لعلی خلق عظیم اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مجھے بھیجا ہے تاکہ
محاسن اخلاق کو پورا کر دون اور فرمایا ہے کہ جو چیزین ترازو مین رکھی جائینگی اون سب مین بڑی بھاری چیز خلق نیک ہے
ایک شخص رسول مقبول کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خلق
وہ دہنے بائین سے آکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ دین یہی
ہے کہ تو غصہ مین نہ آیا کر۔ لوگون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خلق نیک ایک
شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جہان ہو خدا سے
ڈر اوسنے عرض کیا اور کچھ فرمایئے فرمایا ہر برائی کے پیچھے بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اوس برائی کو مٹا دیا کرے اوسنے عرض کیا کہ کچھ
اور فرمایئے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
جسے خوش خلقی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اوسے دوزخ مین نہ ڈالیگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض
کیا کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیون کو زبان سے رنج
دیا کرتی ہے فرمایا کہ اوسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ بدخوی عبادتون کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب
کرتا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دعا مین یون فرماتے کہ بار خدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی میری سیرت بھی
نیک کر دے اور فرماتے کہ بار خدایا صحت و عافیت اور نیک سیرت مجھکو عنایت فرما رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا
کہ نیک خلق گناہون کو اس طرح نیست و نابود کر دیتا ہے جس طرح آفتاب برف کو حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے
ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل رات عجائبات دیکھا اپنی امت
مین سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بل پڑا تھا اوسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اوسکے خلق نیک نے
آکر حجاب اوٹھا دیا اور اوسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوی نیک کے
سبب سے بندہ صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت مین پہونچیگا بلند درجے پاویگا گو کہ عبادت کم کیا
ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایکدن چند عورتین آپ کے سامنے شور و غل کر رہی تھین حضرت
عمر رضی اللہ تعالی عنہ جو آئے سب بھاگ گئین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ای دشمنان نفس تم مجھسے تو ڈرتی ہو اور رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتی ہو انہون نے کہا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت تیز و تند ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابن خطاب اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجھے کسی راہ مین دیکھے اور تیری ہیبت
سے وہ راہ چھوڑ کر اور راہ نہ چلا جاوے حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ فاسق نیک خو کی صحبت عالم بدخو کی
صحبت سے مجھے بہت پسند ہے حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا اور ایک بدخو آدمی کا راہ مین ساتھ ہوا جب اوس سے جدا ہوئے
تو رونے لگے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سے روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوے بد بھی
اوسیطرح اوسکے ساتھ گئی اوس سے چھوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیک خوئی صوفی مین ہے جو شخص مجھسے زیادہ نیک خو ہو
وہ مجھسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خوے بد ایسا برا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اوسی سود مند نہین
ہوتی اور خوے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اوسی نقصان نہین کرتا

خلق نیک کی حقیقت کا بیان

ای عزیز جان تو کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علما نے بہت طرح سے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اوسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا
چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خلق نیک کی حقیقت و ماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگون کو رنج نہ پہنچانا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اور اوسکے
مانند جو جسکے دل مین آیا وہ اوسنے حقیقت خلق نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلق نیک کی شاخین ہین اوسکی تمام حقیقت اور تمام
نہین ہم اوسکی تمام ماہیت اور حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین ای برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی نے آدمی کو دو چیزون
سے پیدا کیا ہے ایک جسم جسے ظاہر کی آنکھ سے دیکھ سکتے ہین اور ایک روح کہ اوسے چشم عقل ہی پہچان سکتے ہین اور ان دونون مین
سے ہر ایک کیواسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسن خلق کہتے ہین ایک کو حسن خلق جسطرح حسن خلق صورت ظاہر سے عبارت ہے اوسیطرح
حسن خلق صورت باطن سے عبارت ہے اور جسطرح صورت ظاہر فقط آنکہ اچھی ہونے یا فقط ناک اچھا ہونے سے اچھی نہین ہوتی تاوقتیکہ
آنکہ ناک دہن سب اچھے نہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہون اسیطرح صورت باطن بھی اچھی نہین ہوتی تاوقتیکہ چار قوتین باطن مین اچھی نہون
قوت علم قوت خشم قوت شہوت اور ان تینون قوتون مین اعتدال رکھنے کی قوت لیکن قوت علم سے ہم زیرکی مراد لیتے ہین اوسکا اچھاپن یا نیکو ہونا یہ ہے
کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جھوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کر لے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کر لے آدمی
مین جب یہ کمال حاصل ہوجاتا ہے تو اوسکے دل مین سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب اچھائیون کی اصل ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا
وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا اور قوت غضب کا اچھا اسطرح ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمان برداری مین رہے اوسکے حکم سے
اوٹھے بیٹھے اور قوت شہوت کی بہتری اسطور سے ہے کہ سرکش نہو عقل اور شرع کے حکم سے ہو اور اسکی فرمان برداری اور سہل آسان ہو
اور قوت عدل کی خوبی اسطرح پر ہے کہ غضب اور شہوت کو ضبط کرے دین اور عقل کے اشارہ پر کیونکہ غضب کی مثل شکاری کتے کی
سی ہے اور شہوت کی مثل گھوڑے کے مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گھوڑا کبھی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبھی فرمانبردار اور شائستہ
ہوتا ہے اور کتا کبھی پلا ہوا تابعدار ہوتا ہے اور کبھی بگڑا ہوا خود مختار رہوتا ہے اور جب تک کتا پلا ہوا تابعدار اور گھوڑا شائستہ اور فرمانبردار
نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار مار لیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گھوڑا زمین پر نہ گرا دے اور کتا پچھاڑ کر

اور عدل کے یہ معنی ہین کہ ان دونونکو عقل اور دین کے حکم مین رکہے کبہی شہوت کو غصہ پر مسلط کر دے تاکہ اوسکی سرکشی توڑ دے اور کبہی
غصہ کو شہوت پر تعینات کرے کہ اوسکی حرص کو توڑ دے اور جب یہ چارون قوتین اس صفت سے ہو جاوین تو یہ نیک خوئی مطلق کی
اور اگر انمین سے بعض نیک ہون تو نیکخوئی مطلق نہوگی جسطرح کسی شخص کا دہن تو اچہا ہو اور آنکہ بری ہو یا آنکہ اچہی ہو ناک بری ہو تو خوبروئی
مطلق نہوگی اے عزیز جانو کہ انمین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو برے خلق اور برے کام اوس سے پیدا ہوتے ہین اور ہر ایک کی برائی
دو وجہ سے ہوتی ہے ایک اوس زیادتی سے جو حد سے گذر جاوے دوسرا اوس کمی سے جو ناقص ہو جب علم کی قوت حد سے بڑہ جاوے اور اوسکو برے
کامونمین صرف کرین تو اوس سے مکاری اور عیاری پیدا ہوگی اور جب ناقص ہو جاوے تو ابلہی اور حماقت پیدا ہوگی اور جب اعتدال ہو تو
اوس سے اچہی تدبیر اور راے درست اور فکر صائب اور ٹہیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سے بڑہ جاوے تو اوسے تہور کہتے ہین
اور گہٹ جاوے تو اوسے بزدلی اور بیہمتی کہتے ہین اور اگر اعتدال پر ہے نہ بہت ہو نہ کم تو اوسے شجاعت کہتے ہین اور شجاعت سے کرم اور عالی
ہمتی اور دلیری اور حلم اور بردباری اور آہستگی اور غصہ پی جانا اور اسکی مثل خلق پیدا ہوتے ہین اور تہور سے کبر اور عجب لاف زنی پہلوانی اپنے
تئین خطرناک کامونمین ڈالنا اور اسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہین اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکہنا بیچارگی خوشامد ذلت پیدا ہوتی
اور قوت شہوت اگر افراط سے ہو تو اوسے حرص کہتے ہین اور اوس سے شوخی پلیدی بیہودگی ناپاکی ڈاہ امیرون سے ذلت کہینچنا
فقیرونکو حقیر جاننا اور اسکی مثل بری عادتین پیدا ہوتی ہین اور اگر کم ہو تو اوس سے سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل
ہو تو اوسے عفت کہتے ہین اوس سے شرم قناعت حمل گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتون سے ہر ایک کے دو کنارے
ہین وہ بری اور ناپسندیدہ ہین اور اونکا وسط اچہا اور پسندیدہ ہے اور دونون کنارون بیچ وسط بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم
وہی وسط ہے اور باریکی مین صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدہا چلتا ہے وہ فردا ے قیامت کو اوس صراط سے
بیخوف رہیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ہر خلق مین وسط کا حکم فرمایا اور دونون کنارون سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِينَ اِذَا
اَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینے مین نہ اسراف کرتے ہین نہ تنگی بلکہ وسط اختیار
کرتے ہین چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ اتنا ہاتہ بند کرو کہ کچہہ نہ دو نہ اتنا ہاتہ کہول دو کہ سب دیدو اور محتاج ہو جاو تو اے عزیز جان کہ
خوئی مطلق وہ ہوتی ہے جسمین [illegible] سب قوتین معتدل اور ٹہیک ہون جسطرح خوبروئی مطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کے سب اعضا [illegible]
اچہے ہون تو اس معنی سے خلق کے چار گروہ ہین ایک وہ کہ [illegible] صفتین بدرجۂ کمال حاصل ہون اور یہ کمال مرتبہ کی نیکخوئی ہے
[illegible] لیکن ایسا آدمی [illegible] کمال اسکو نصیب ہوا ہے مگر سلطان الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لیکن اچھائی سے بہت نزدیک ہو جیسا وہ کہ اندونوں درجوں کے بیچ بیچ ہو مگر برائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی میں کمال خوبی
اور کمال زشتی کمتر ہوتی ہے اکثر وسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگر کمال
مرتبہ کو نہ پہونچے لیکن کمال درجے سے نزدیک تر ہو جائے اور اگر اوسکے سب اخلاق اچھے ہوں بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائیں اور جسطرح
خوبروئی اور زشت روئی میں فرق کی کچھ نہایت نہیں اسیطرح نیک دلی اور بد دلی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا بھی حال ہے خلق نیک کے
تو پورے معنی یہ ہیں اور یہ ندا ایک چیز ہو نہ دس سو بلکہ بیشمار ہیں لیکن علم غضب شہوت اور عدل کی قوت اونکی جڑ ہے باقی سب اونکی شاخیں ہیں
فصل اس بیان میں کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے اور اسکا بیان کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورتیں جیسی حق تعالی نے پیدا کردی
ہیں ویسی ہی رہتی ہیں بدلتی نہیں کیونکہ کسی حکمت سے ٹھگنا قد لنبا نہیں ہو سکتا اور لنبا ٹھگنا نہیں ہو سکتا اور اچھی صورت بری نہیں بن
سکتی اور بری صورت اچھی نہیں ہو سکتی اسیطرح اخلاق جو باطن کی صورت ہیں وہ بھی نہیں بدلتے اونکا یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ادب سکھانا ریاضت کرنا پند و نصیحت کرنا سب باطل ہو جاتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حسنوا
اخلاقکم یعنی اپنی عادتوں کو نیک کرو اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ جانور کیسا ہی سرکشی چھوڑ سکتے ہیں اور وحشی جانور کو بھی
ہلا سکتے ہیں خلقت ظاہری پر اسکا قیاس باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہیں بعضے وہ ہیں جنمیں آدمی کے اختیار کو دخل نہیں
جیسے کھجور کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہیں پیدا کرسکتا لیکن جسمیں اسکا درخت پیدا ہونے کی قوت ہو اونکی تربیت کرکے پیدا کرسکتے ہیں اسیطرح غصہ اور
شہوت کی جڑ اکھاڑ دینا اختیار سے آدمی کے ویسے بالکل اوکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہیں ہے لیکن ریاضت اور تربیت سے غصے اور شہوت کو اعتدال پر
لانا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربہ سے معلوم ہے لیکن بعضے لوگوں کے حق میں بہت دشوار ہوتا ہے اور اونکی دشواری دو وجہ سے ہوتی
ہے ایک یہ کہ اصل خلقت ہی میں غصہ اور شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی نے بہت مدت تک اونکی اطاعت کی ہو تو اس لیے وہ قوی ہو گئے
ہوں اور اس بات میں خلائق کے چار درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی سیدھے دل کا ہو کہ ہنوز نیک و بد سے نہ واقف ہو اور برے
کاموں کی عادت نہ ڈالی ہو جیسا کہ پہلی ہی خلقت پر ہو نفس پر ظاہر نہ ہوا ہو اور جلدی صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن ایسے شخص کو
حاجت اسکی ہوتی ہے کہ کوئی اوسکو تعلیم کرے اور برے اخلاق کی آفتیں اوس سے بیان کرے اور اوسے راہ بتاوے اور بسبب اوسکے ابتدائے خلقت میں سب
ہوتی ہیں اونکے ماں باپ اونکو برا ہی دیتے ہیں اور دنیا کا لالچی کر دیتے ہیں اور اونکے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ جسطرح چاہیں زندگی
بسر کرتے ہیں انکے دین کی حفاظت ماں باپ کے ذمہ ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قوا انفسکم واہلیکم نارا دوسرا درجہ
یہ ہے کہ آدمی نے ہنوز برا اعتقاد نہ کیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی تابعداری کا مدت تک خوگر ہو گیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ نا کرنی
ہے اوسکا راہ پر لانا مشکل کام ہے اوسے دو چیزوں کی حاجت ہے ایک یہ کہ خوئی فاسد اوس سے دور کریں دوسری یہ کہ صلاحیت کا بیج اوس میں
بوئیں لیکن اگر خود اوسمیں جد و جہد پیدا ہو جاوے تو جلدی ہی صلاحیت پر آجائیگا اور بری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی
برائی کا خوگر ہو گیا ہو اور یہ جانتا بھی نہیں کہ یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اوسکی نگاہ میں وہ برا کام اچھا معلوم ہو گیا ہو ایسا آدمی بہت کم
صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود برائی کے آدمی اوس برے کام پر فخر کرے اور جانے کہ یہ بڑا کام ہے جسطرح لوگ لاف زنی

کرتے ہین کہ جسنے اتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی ہے اوسکا علاج پذیر نہین ہوتا مگر کیمیاے سعادت آسمانی اوسپر نزول فرمائے کہ وہ اوسکو
چھوڑ کر راہ پر آجاے علاج کے طریقہ کا بیان ای عزیز جانتو کہ جو شخص کسی بد خلق کو چھوڑنا چاہے اوسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق
اوسے جو کچھ حکم کرے وہ اوس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہین توڑتی اور ہر چیز کو اوسکا ضد توڑتا ہے جیسے
کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کھانا اوسکا علاج ہے تو جو علت غصہ سے پیدا ہو بردباری اوسکا علاج ہے اور جو علت تکبر سے پیدا ہو تو تواضع
اوسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اوسکا علاج ہو اور سب اسیطرح پر ہین تو جو شخص نیک کامون کی عادت ڈالیگا اوسمین
اخلاق نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کامون کا حکم فرمایا ہے اوسکا بھید یہی ہے کہ نیک صفت کیطرف دل کا پھیرنا اور مقصود ہو
اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اوسکی طبیعت ہوجاتی ہے جسطرح ابتدا مین لڑکا مکتب جانے اور تعلیم سے بھاگتا ہے
جب اوسے زبردستی بھیجا کرین تو اوسکی عادت اور طبیعت ہوجاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اوسے علم ہی مین آتا ہے اور وہ اوسکو
چھوڑ نہین سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اوڑانے اور شطرنج یا اور جوا کھیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اوسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہوجاتی ہے کہ نرد
کی تمام راحتین اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہو اوسی مین صرف کر ڈالتا ہے اور اوس سے دستبردار نہین ہوتا بلکہ بہت سی چیزین جو طبیعت کے
خلاف ہوتی ہین وہ عادت کے سبب سے موافق ہوجاتی ہین حتی کہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہین کہ چوری کے سبب سے بید کھانے اور ہاتھ
کٹوانے پر صبر کرتے اور فخر کرتے ہین اور ہیجڑے جو کچھ کہ اونکا کام ذلیل ہے مگر ہیجڑے پن پر باہم فخر کرتے ہین بلکہ کوئی شخص حجامون اور نقارہ بجانے والون کو
تو وہ اپنے اپنے کام مین ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتے ہین جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص مٹی کھانے کی
عادت ڈالتا ہے اوسکا یہ حال ہوجاتا ہے کہ پھر مٹی سے صبر نہین کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرہ پر صبر کرتا ہے تو جو چیز خلاف طبع
ہے وہ عادت کے سبب سے موافق طبع ہوجاتی ہے تو جو چیز طبیعت کے موافق ہو اور دل کے واسطے ایسی ہے جیسے بدن کے واسطے کھانا
پینا وہ بطریق اولی عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور شہوت اور خواہش کو زیر دست کر لینا آدمی کا اصلی
طبع ہے اسواسطے کہ وہ فرشتون کی اصل کا گوہر ہے اور یہی اوسکی غذا ہے اور ان چیزون کی خلاف کی طرف جو اوسکی رغبت ہے وہ اوس سبب سے ہے کہ وہ بیمار ہے
[illegible] بیمار ہوتا ہے [illegible] دشمن رکھتا ہے اور جو چیز اوسکو مضر ہو اوسکا لالچی ہوتا ہے تو جو شخص خدا کی [illegible]
الا اللہ کے سوا کسی اور چیز کو دوست رکھتا ہے اوسکا دل بیمار ہے [illegible] فرمایا ہے فی قلوبہم مرض اور فرمایا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم
اور جسطرح بیمار [illegible] ہلاکت کا خطرہ ہے اسیطرح [illegible] اوس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید [illegible]
[illegible] خلاف کرنے [illegible] دونون کا طبیب ایک ہے [illegible]
[illegible] کا علاج اور دل کا علاج دونون کی ایک ہی [illegible]
[illegible] جس شخص پر حرص کا غلبہ ہو وہ زبردستی فروتنی کرے تو شفا پائیگا اور اگر [illegible]
[illegible] اختیار کرے تو اوسے شفا ہوگی پس اے عزیز جانتو کہ نیک اخلاق کی [illegible]
[illegible] فضل اور بڑی عنایت ہے کہ کسیکو اصل خلقت مین نیک پیدا کردیا [illegible] اور [illegible]

ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کاموں کی عادت ہو جائے تیسرا یہ کہ کچھ لوگوں کو
نیک اعمال اور خوش اخلاق دیکھے اور اونسے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت اون صفتونکو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور
جس شخص کو یہ تینوں سعادتیں حاصل ہوں یعنی اصل خلقت میں بھی نیک ہو اور نیک بندوں سے صحبت بھی رکھے اور نیک کاموں کی
عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت میں کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالی ان تینوں سعادتوں سے محروم رکھتا ہے کہ وہ اصل
میں بھی ناقص ہے اور برے لوگوں کی صحبت بھی رکھے اور برے کاموں کی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے درجہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت میں اور انکے
بیچ بہت سے درجے ہیں کہ بعضونکو حاصل ہوتے ہیں اور بعضونکو نہیں اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اونکی مقدار پر ہوتی ہے فمن یعمل
مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ ۔ فصل اے عزیز جانو کہ عمل ہونے تو اعضائے ظاہری سے ہیں لیکن مقصود انسے دل کا
ہونا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الہی کے قابل ہو اور
آئینہ کیطرح سپید اور صاف اور بیرنگ ہو تاکہ اوسمیں ملکوت کی صورت دکھائی دے اور ایسا جمال دیکھے کہ حسن بہشت کی صفت سے
وہ اوسکے مقابلہ میں حقیر اور ناچیز ہو جائے اگرچہ اوس عالم میں بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے
اور جانو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب میں بیان کیا ہے
لیکن اگرچہ بدن دل سے جدا ہے مگر دل کو اوسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدن سے ہوتا ہے دل میں ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن
کرتا ہے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقہ کے سبب سے آدمی کو اس عالم
میں لائے ہیں تاکہ اس بدن سے ایسا ہتھیار اور آلہ بنائے کہ اوس سے صفت کمال حاصل ہو جائے اے عزیز جانو کہ کتابت صفت تو دل کی ہے لیکن
کتابت کرنا انگلیوں سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتی کہ اچھا خط اوسکے
دل میں نقش ہو جائے جب نقش ہو گیا تو اوسکی انگلیاں اوس صورت کو دل سے لیکر لکھنے لگیں اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے
اور جب نیک خلق دل کی صفت ہو گئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہیں بے تکلف سے نیک اعمال کرتا ہے سعادتوں کی ابتدا
اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت
اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سر وہ علاقہ ہے جو دل اور بدن میں ہے کہ بدن دل میں اثر کرتا ہے اور دل بدن میں اسیواسطے جو فعل غفلت سے
ہوتا ہے وہ حقیر ناچیز ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل ہوتا ہے فصل اے عزیز جانو کہ جس طرح کہ سردی سے بیماری ہوا کرتی ہے یہانتک کہ
گرم چیزیں تھوڑی کھانا چاہیے اسواسطے کہ شاید گرمی سے بھی کوئی مرض ہو جاوے اور اوسکے اعتدال کیواسطے [illegible] مقرر ہے کہ اوسکے وزن
کا اعتبار رکھنا چاہیے اور [illegible] چاہیے کہ مزاج معتدل ہو جاوے اگر گرمی کی طرف جھکے تو سردی کی طرف [illegible] علاج حد اعتدال کو پہنچ
گیا تو علاج چھوڑ دے اور اوس اعتدال کی حفاظت کی [illegible] کوشش کرے [illegible] اسیطرح سے اخلاق بھی دو طرفین اور ایک وسط
رکھتے ہیں ایک طرف مذموم ہے اور ایک [illegible] اور وسط معتدل [illegible] جیسے بخل ہے مال دینے کو ہم اوس وقت
کہیں جس وقت کہ مال دینا اوسپر آسان ہو [illegible] جسطرح علاج بدن کی ترازو

علم طب ہے اور سے علاج ملا ہے دل کی ترازو علم شرع ہے تو آدمی کو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان
ہو اوسے رکھ چھوڑنے اور اوس میں بخل کرنے کی خواہش نہو اور جس چیز کے رکھ چھوڑنے کا شرع حکم فرمائے اوسکے دینے کی خواہش نہو تا کہ حد اعتدال پر پہنچے
اور اگر اوسمیں اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہیں ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ
یہ تکلف اوسکی سرشت ہو جانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کا حکم خوشی سے بجا لاؤ اگر نہو سکے
تو جبر سے بجا لاؤ کہ اوس جبر کرنے میں بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جانو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہیں ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان
ہو اور جو شخص تکلف سے مال رکھ چھوڑے وہ بخیل نہیں بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال کا رکھ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے
اور سب اخلاق ملکہ ہو جائیں بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھ میں دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہو جائے
اور اوسکے دل میں کچھ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کا ایمان اوس وقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی میں تمکو حاکم
بنائیں اور دلوں میں کچھ گرانی اوسکی تمہارے حکم سے نہو آئیں ایک سبب ہے ہر چند اس کتاب میں وہ بھید بیان کرنے کی گنجایش نہیں لیکن اشارۃً
کچھ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جانو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ اونہی کی اصل سے ہے اور اس عالم
میں مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا اصلی وطن ہے اور جو اجنبی صفت پیدا نہ کیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھیگی تو چاہیے
کہ جب وہاں جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو جائے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھ چھوڑنے کی حرص ہوتی
ہے وہ مال کے ساتھ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنے کی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق
کے ساتھ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھ مشغول ہیں نہ خلق کے ساتھ بلکہ حضرت الہیت کے عشق کے سوا اور کسی
چیز کی طرف خود التفات ہی نہیں کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دل کا علاقہ توڑ رہنا چاہیے تا کہ اوس سے بالکل پاک
ہو جائے اور جس صفت سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہیں تو چاہیے کہ اوس کا وسط پکڑے تا کہ اوس وقت گویا دونوں طرفوں
سے خالی رہے جس طرح پانی کہ نہ گرم ہے نہ سرد ہے دونوں سے خالی نہیں ہے بلکہ معتدل ہے گویا دونوں سے خالی ہے تو ہر صفت
وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی سبب سے ہے تو اے عزیز غور کرنا چاہیے کہ جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ یہ ممکن نہیں کہ کوئی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِن مِّنكُمْ
إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب اخلاق کی نہایت اور اعتدال کی غایت اور مقصود یہی
کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے ایسا کہ اوسی کو دیکھے اور اوسیکو پکارے اور اوسیکی عبادت کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دلمیں خواہش نہ باقی رہے اور
جب ایسا ہو جائیگا تو خلق نیک حاصل ہو گیا بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہونچ گیا اصل اے عزیز جانو کہ ریاضت بڑا مشکل کام اور بہت لمبا راستہ
بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب استاد ہو اور اچھی دوا پاوے تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لازم ہے کہ
مرید کو پہلی ہی درجے میں حقیقت حق کی طرف نہ بلائے کہ وہ اوسکی طاقت نہیں رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہیں کہ مکتب کو جا تا کہ ریاست

اور ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کاموں کی عادت ہو جاوے تیسرا یہ کہ جو لوگ نیک
نیک اعمال اور حسن اخلاق ویکیہ اور اونسے صحبت رکھے تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت اون صفتوں کو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور
جس شخص کو یہ تینوں سعادتیں حاصل ہوں یعنی اصل خلقت میں بھی نیک ہو اور نیک بندوں سے صحبت بھی رکھے اور نیک کاموں کی
عادت بھی ڈالے وہ شخص سعادت میں کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالی ان تینوں سعادتوں سے محروم رکھتا ہے کہ وہ اصل
میں بھی ناقص ہو اور برے لوگوں کی صحبت بھی رکھے اور برے کاموں کی عادت بھی ڈالے وہ بھی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت میں اور انکے
بہت سے درجے ہیں کہ بعضونکو حاصل ہوتے ہیں اور بعضونکو نہیں اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اونکی مقدار پر ہوتی ہے فمن یعمل
مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره ۞ فصل اے عزیز جانتو کہ عمل ہوتے تو اعضائے ظاہری سے ہیں لیکن مقصود انسے دل کا
پہرنا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الہی کے قابل ہو اور
آئینہ کیطرح سپید اور صاف اور بیرنگ ہو تاکہ اوسمیں ملکوت کی صورت دکہائی دے اور ایسا جمال دیکہے کہ جس بہشت کی صفت سنی ہے
وہ اوسکے مقابلہ میں حقیر اور ناچیز ہو جاوے اگرچہ اوس عالم میں بدن کو بھی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے
اور جانتو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سے ہے اور بدن عالم شہادت سے ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب میں سمجھایا گیا ہے
لیکن اگرچہ بدن دلسے جدا ہے مگر دلکو اوسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدنسے ہوتا ہے دلمیں ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن
کرتا ہے دلمیں ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقہ کے سبب سے آدمیکو اس عالم میں
لائے ہیں تاکہ اس بدن سے ایسا صندوق اور آلہ بناوے کہ اوسسے صفت کمال حاصل ہو جاوے اے عزیز جانتو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن
کتابت کرنا انگلیوں سے علاقہ رکھتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچھا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سے اچھا خط لکھے حتی کہ اچھا خط اوسکے
دلمیں نقش ہو جاوے جب نقش ہو گیا تو اوسکی انگلیاں اوس صورت کو دلسے لیکر لکھنے لگیں اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے
اور جب نیک خلق دلکی صفت ہو گئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہیں پس تکلف سے نیک اعمال کرنا سب سعادتوں کی ابتدا ہے
اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پھر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سے ہوتے تھے اب طبیعت
اور رغبت سے کرنے لگتا ہے اور اسکا سر وہ علاقہ ہے جو دل اور بدن میں ہے کہ بدن دلمیں اثر کرتا ہے اور دل بدن میں اسواسطے جو فعل غفلت سے
ہوتا ہے وہ منتشر اور ناچیز ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل رہتا ہے ۞ فصل اے عزیز جانتو کہ جس طرح کہ سر دلسے بیماری ہوا دے یہ نچاہیے کہ
گرم چیزیں پانی کہا جاوے اسواسطے کہ شاید گرمی سے ہی کوئی مرض ہو جاوے بلکہ اوسکے اعمال کیواسطے کانٹا باٹ مقرر ہے کہ اوسکے وزن
سے اندازہ کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ مقصود وہ ہے کہ مزاج معتدل ہو جاوے اگر کسیکی طرف جھکے تو گرمی کی طرف سے مزاج حد اعتدال کو پہونچ
گیا تو علاج چھوڑ دے اور اوس اعتدال کی حفاظت کرنیکی کوشش کرے اور معتدل نہیں کہلاتا اسیطرح سب اخلاق بھی دو طرفین اور ایک وسط
رکھتے ہیں ایک طرف مذموم ہے اور ایک محمود اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہے مثلا بخل سے مال دینے کو ہم اوس وقت تک
کہیں جس وقت تک مال دینا اوسپر آسان ہو اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہونچ جاوے اسواسطے کہ اسراف بھی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

علم طب ہی اوسیطرح علاج دل کی تراز و علم شرع ہے تو آدمیکو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان ہو اور جسے رکھہ چھوڑنے اور اوسمین بخل کرنیکی خواہش ہو اور جس چیز کے رکھہ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اوسکے دینیکی خواہش نہو تا کہ حد اعتدال پر آجائے اور اگر اوسمین اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہین ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اوسکی سرشت ہو جانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجا لاؤ اگر نہو سکے تو جبر سے بجا لاؤ کہ اوس جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جانتو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہو اور جو شخص تکلف سے مال رکھہ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال کا رکھہ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہو جائے اور سب اخلاق ملکہ ہو جائین بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھہ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہو جائے اور اوسکے دلمین کچھہ جھگڑا نہ باقی رہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اوسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تمکو حاکم بنائین اور دونمین کچھہ گرانی اور تنگی تمہارے حکم سے نہو اسمین ایک بھید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جانتو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہو جائے اسواسطے کہ وہ اونہی کی اصل سے ہی اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا مسکن ہے اور جو اجنبی صفت یہاں سے لیجائیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھیگی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو یہانسے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھہ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھہ چھوڑنیکی حرص ہے وہ مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنیکی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھہ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھہ مشغول ہین نہ خلق کے ساتھہ بلکہ حضرت الہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کی طرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دل کا رشتہ تعلق ٹوٹا رہنا چاہیے تا کہ اوس سے بالکل پاک ہو جائے اور جس صفت سے آدمیکا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اوسکے وسط پر ٹھہرے تا کہ من وجہ گویا دونون طرفون سے خالی ہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل اور تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہے تو ہر صفت مین وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو آدمی کو نظر رکھنا چاہیے تا کہ سب سے ٹوٹے اور حق تعالی مین ملے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ یعنی لا الہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور مشقتون کی غایت اور مقصود یہی ہے کہ آدمی توحید کے مرتبہ کو پہونچ جائے اسیکو دیکھے اور اوسیکو پکارے اور اوسکی بندگی کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش نہ باقی رہے اور جب ایسا ہو جائے تو خلق نیک حاصل ہو گئی بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہونچ گیا فصل اے عزیز جانتو کہ ریاضت بہت مشکل کام اور سب کامون سے بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب استاد ہو اور اچھی دوا دے تو ریاضت بہت ہی آسان ہو جاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ مرید کو پہلی ہی درجہ مین حقیقت حق کیطرف نہ بلائے کہ وہ اوسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جا تا کہ ریاست

یا تو وہ غرور ریاست ہی نہیں جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اوس سے یہ کہنا چاہیے کہ مکتب جا کہ شام کو ہم تجھے گیند ڈنڈا کھیلنے کو دینگے یا لال
بیا چڑیا کو طوطی مول لے دینگے تاکہ لڑکا اوسکے لالچ میں جائی جب لڑکا بڑا ہو جاوے تو اوسے اچھے کپڑے اور زیبایش کی ترغیب دلاوے تاکہ وہ کھیل
سے باز آئی جب اور بڑا ہو تو اوسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دیوے اور کہے کہ میاں ریشمی کپڑے پہننا عورتوں کا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اوس سے
کہے کہ سرداری اور ریاست یہ اصل چیز نہیں ہے سب جاتی رہتی ہے تب اوسی پادشاہی جاوید کیطرف بلائی تو مرید شاید کہ ابتدا میں کمال اخلاص
پر قادر نہو تو اوسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ تم ریاضت کرو تاکہ لوگ تمہیں اچھا جانیں تاکہ ریا کی آرزو میں پیٹ اور مال کا لالچ اوس سے
چھوٹ جائی جب اوس سے فارغ ہوا اور اوسمیں کچھ رعونت پیدا ہوئی تب رعونت کا لالچ اوس سے اسطرح چھڑا دی کہ اوسکو فرما دی کہ بازار
میں گدائی کیا کر جب اوس سے اس گدائی میں مقبولیت پیدا ہو تو اوس سے بھی منع کرے اور ذلیل خدمتوں میں مشغول کرے جیسے پاخانہ
وغیرہ صاف کرنا اسیطرح جو صفت اوسمیں پیدا ہوتی جاوے اوسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب ایکبارگی حکم کر دی کہ وہ اوسکی تاب نلاسکیگا
یا اور نیکیاں بھی لالچ میں سب یکبارگی وحشت اوٹھا سکیگا کہ ان سب صفتوں کی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے ہے جو
کہ سب کو نگل جاتا ہے اور سب بری صفتوں کے بعد جو صفت سب کے پیچھے جاتی ہے وہ یہی ریا ہے باب نفس کے عیب اور دل کی بیماری کے پہچاننے

کی تدبیر کا بیان الغرض جاننا چاہیے کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤں آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جس واسطے پیدا کیا ہے
اوسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤں بخوبی چلے اسیطرح دل کی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اوسکی خاصیت ہے اور
اوسے جسواسطے پیدا کیا ہے وہ اوسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت میں دل کی طبیعت ہے اوسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیزوں سے
ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہے کہ کسی چیز کو حقتعالی سے زیادہ دوست نرکھے کیونکہ خدا کی معرفت دل کی غذا ہے
جیسے کھانا بدن کی غذا ہو اور جس بیمار کو کھانے کی خواہش بالکل جاتی رہتی ہے یا کم ہو جاتی ہے وہ بیمار ہے اور جس دل سے حقتعالی کی معرفت اور
محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہوگئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حقتعالی نے ارشاد فرمایا قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ الایۃ یعنی
اگر ماں باپ لڑکے بالے اور مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ کہتے ہو اوسے خدا اور رسول اور خدا کی راہ میں لڑنے سے زیادہ دوست
رکھتے ہو تو ٹھہرو حتی کہ خدا کا حکم آپہنچے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حقتعالی کی فرمانبرداری اوسپر آسان ہو گئی ہو یہ حاجت باقی
رہی ہو کہ اپنے اوپر جبر کرکے اپنے تئیں اوسمیں مشغول کرے بلکہ خود اوسکی لذت اور ذوق پیدا ہو گیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے میں نہ پاوے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور
صریح دلیل ہے اوس شخص کو علاج میں مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئیں سو طرح نہ کہ میں اس بری صفت سے پاک ہوں یا شاید نہ پہچانے
کیونکہ آدمی اپنے عیب میں اندھا ہوتا ہے آدمی اپنے عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت میں جا بیٹھے
تاکہ وہ مرشد اوس شخص کو دیکھے اور اوسکے عیب اوس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ میں نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مہربان دوست
کو اپنا نگہبان بنائے کہ وہ چکنی چپڑی باتیں بنا کر اوسکا عیب چھپائے نہیں اور حسد کی راہ سے اوسکا عیب بڑھائے نہیں اور یہ بات بھی اس زمانہ
میں کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں میں کیوں نہیں بیٹھتے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں میں بیٹھکر کیا کروں

جو تیرا عیب تجھ سے چھپا ہیں تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنے کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی
کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اوسکا کلام ہیچ ہیچ باتون سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اور کسی مین
دیکھے خود اوس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا
کہ آپکو یہ ادب کس نے سکھایا فرمایا کسی نے نہین لیکن جو بات مینے کسی مین بری دیکھی اوس سے حذر کیا ای عزیز جانو کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے
وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکہتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تمسے کہا ہے مجھمین تمنے کیا آثار نفاق
دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈہونڈہنا چاہیے کہ جو بیماری نجانیگا علاج نکر سکیگا اور سب علاج مخالفت شہوت سے ہو جیسا کہ حق تعالی
ارشاد فرماتا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب
جہاد سے پہر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے بڑے جہاد سے صحابہ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا
جہاد نفس اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رنج کو اپنے نفس سے باز رکھ اور خدا کی نافرمانی مین اوسکی خواہش اوس
کے سپرد نکر ورنہ قیامت کو تیرے ساتھ دشمنی کریگا اور تجھپر لعنت کرے حتی کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت
حسن بصری قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی منہ زور جانور گرسلے لگام دینے مین نفس سے زیادہ سخت نہین حضرت سری سقطی قدس سرہ
فرماتے ہین کہ اخر وقت [illegible] مین [illegible] کہ چالیس برس سے میرا نفس چاہتا ہے ابتک مینے نہین کہا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ
کہتے ہین کہ کوہ لکام مین مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکہے انار کی آرزو میرے دلمین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اوسکو
وہین چہوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اوسے گہیرے ہوئے کاٹ رہی ہین مینے کہا السلام علیکم اوسنے جواب دیا وعلیک
السلام یا ابراہیم مینے کہا کہ ای شخص تو نے مجھے کیونکر پہچانا اوسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اوسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی اگر
مینے کہا کہ ای شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حق تعالی ان زنبورون کو تجھ سے باز رکھے
اوس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو خدا تعالی کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھ سے دفع کرے کہ خواہش انار کا
کہا اوس جہان مین ہوگا اور زنبور کا زخم اسی جہان مین ہے ای عزیز جانو کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہل احتیاط سمجھے ہین کہ حلال و حرام
کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہش حلال کا سد باب نکریگا اور ضرورت کی حد [illegible] پر اکتفا نکریگا تو نفس تجھ سے حرام طلب کریگا اسی
سبب سے اونہون نے مباح چیزون کی خواہشون کا بہی دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا ہے تاکہ خواہش حرام کے ہاتھ سے [illegible] پائین جیسا
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑجانیکے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھ کھینچتا ہون [illegible] دوسرا سبب یہ ہے کہ
نفس جب مباح چیزون سے مزا پاتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دل اوس سے انس پکڑتا ہے دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے
موت اوسپر دشوار ہو جاتی ہے غرور و مسرت اور غفلت دلمین پیدا ہو جاتی ہے اگر ذکر اور مناجات کرتا بھی ہے تو اوسکی حلاوت اور
لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکو تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا

سیج اور تسکستی کیوقت ایک تسبیح دل مین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کیوقت تسبیحین بہی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی
ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اوسے گہر مین لاتے ہین اور اوسکی آنکہین سیتے ہین تاکہ جو کچہہ گہر مین ہے اوسکا خوگر نہو پہر تہوڑا
تہوڑا گوشت اوسے دیتے ہین تاکہ باز دار سے ہلجائے اور اوسکا مطیع ہو جاے اسیطرح نفس کو حق سبحانہ تعالی کے ساتہ انس نہین پیدا ہوتا تاوقتیکہ
تو اوسکی سب عادتین نہ چہوڑا لے اور آنکہہ کان زبان بند نکرے اور گوشۂ تنہائی اور بہوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اوسے محنت نہ دے اور یہ باتین
ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودہ چہوڑنا اوسیوقت بچے پہ دشوار ہوتا ہے چند دنون کے بعد ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر اوسے زبردستی دیا جاے
توبہی نہین پی سکتا + اے عزیز جانو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اوسے چہوڑ دے اور جو چیز جسپر
بہت غالب ہو اوسکے خلاف کرے تو جاہ وحشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اوسے ترک کردے اور مال کے سبب سے جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ
کر ڈالے اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالی کی محبت کے سوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اوسے اپنے سے زبردستی جدا کردے اور اوسکا ملازم ہو رہے
جو ہمیشہ اوسکے ساتہ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے مجبوری رخصت کریگا اوسے قصداً خود ہی چہوڑ دے تو اوسکے ساتہ خدا ہی رہیگا جیسے
حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی بہیجی تہی کہ ای داؤد مین ہی تیرا ساتہی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے درون مین یہ پہونکا کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ یعنی دنیا کی جس چیز کو چاہو
دوست رکہو دنیا کی سب چیزین تجہسے چہوٹ جائینگی **خلق نیک کی علامت کا بیان** اے عزیز جانو کہ خلق نیک کی علامتین
وہ ہین جو حقتعالی قرآن شریف مین مسلمانون کی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ آخر تک
اور اس آیہ مین فرمایا کہ اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ اور یہ جو فرمایا کہ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یہ مسلمانون کی صفتیں
اور خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچہہ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوی بد کی علامت ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز و روزہ اور عبادت ہوتا ہے اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کہانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمۃ اللہ
تعالی نے کہا ہے کہ مسلمان فکر و عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کے سوا سب سے بیخوف رہتا ہے اور منافق
خدا کے سوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کے سوا سب سے ناامید رہتا ہے اور منافق خدا کے سوا سب سے امیدوار رہتا ہے مسلمان مال کو دین پر تصدق
کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت
کو دوست رکہتا ہے اور منافق ازدحام اور لوگون کی صحبت کو دوست رکہتا ہے مسلمان جوتا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کہیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق
نہ جوتا ہے نہ بوتا ہے اور امید رکہتا ہے کہ کاٹنگے کہہ ہان لگا لو نگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہ ہے کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا صلاحیت
ڈہونڈہنے والا بہت عبادت کرنیوالا کم جرم کرنیوالا فضول امر کم کرنیوالا سبکا خیرخواہ سبکے حق مین نیک کردار صاحب وقار مشفق دہیما بڑا صابر قانع بڑا
شاکر بردبار نرم دل رفیق ہاتہہ کہینچنے والا کم طمع ہو گالی دے نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت نہ فحش بکے نہ جلد بازی کرے نہ حسد اور کینہ
رکہے کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اوسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اے عزیز جانو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر
ہوتا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کر ڈالا آپ نے فرمایا بارخدایا انپر رحم کر کہ یہ جانتے نہین

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا میں جاتے تھے ایک لشکری ملا پوچھنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہاں کہا بتا آبادی کہاں ہے حضرت ابراہیم ادہم
قدس سرہ نے قبرستان بتا دیا اوسنے کہا کہ میں آبادی ڈھونڈھتا ہوں فرمایا آبادی اسی جگہہ ہے لشکری نے ایک لاٹھے آپکے سر پر ماری خون
بہنے لگا اور آپکو شہر میں پکڑ لایا جب لوگون نے دیکھا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہیں بڑے پارسا لشکری گھوڑے پر سے اوتر پڑا اور پاؤن
پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ نے یہ کیون کہا کہ میں بندہ ہوں فرمایا اس سبب سے کہ میں بندہ خدا ہوں اوسنے عرض کیا کہ مجھے معاف کیجیے فرمایا میں نے
معاف کر دیا جس گھڑی تو نے میرا سر توڑا تھا میں نے تیرے واسطے دعا کی تھی لوگون نے پوچھا کیون فرمایا اسواسطے کہ میں جانتا تھا کہ مجھے اوسکے سبب
ثواب ہوگا میں نے نہ چاہا کہ مجھے تو اوسکے سبب بھلائی نصیب ہو اور اوسکو میرے سبب سے برائی ملے حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہ کی کسی نے دعوت کی
اور آپکے تئین آزمانا اوسے مقصود تھا جب آپ اوسکے دروازے پر پہونچے تو اوسنے اندر نہ آنے دیا اور کہا کہ اب کچھ بھی کھانا نہیں باقی ہے آپ
پلٹ چلے جب تھوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پھر آیا اور آپکو بلایا پھر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نہ آنے دیا اور وہی کہا کہ کچھ نہیں ہے غرض کئی
بار ایسا ہی کیا جب آپکو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جاتے پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ اے شیخ میں آپ کو آزماتا تھا آپ بڑے
خوش اخلاق ہیں فرمایا کہ یہ جو تو نے مجھ سے دیکھا یہ تو کتے کا خلق ہے کہ جب اوسے بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بھاگ جاتا ہے اسکی حقیقت کیا
ہے ایکدن کسی شخص نے چھت پر سے طشت بھرا راکھ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپ نے کپڑے جھاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگون نے پوچھا آپ نے شکر
کیون کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہوا اوسپر راکھ ڈالیں تو شکر کا مقام ہے حضرت علی ابن موسی رضا علیہ السلام کا رنگ بہت سانولا تھا اور آپ
کے دروازے پر نیشاپور میں ایک حمام تھا جب آپ حمام میں جاتے تو لوگ حمام خالی کر دیتے ایکدن حمام خالی کر دیا گیا آپ اندر تشریف لیگئے اور
حمامی غافل ہوگیا ایک گنوار حمام میں گھس گیا آپکو دیکھا سمجھا کہ حمام کے خادمون میں سے کوئی ہندو ہے آپ سے کہنے لگا اوٹھ پانی لا آپ پانی
لے آئے کہا اوٹھ مٹی لا آپ اوٹھکر مٹی بھی لے آئے اسیطرح آپ ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجا لاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سنکر یہ باتیں کرتے ہیں
تو ڈر کے مارے بھاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگون نے عرض کیا کہ اس ڈر کے خوف سے حمامی بھاگ گیا ہے فرمایا اوس سے کہدو کہ تو نہ بھاگ قصور
تو اوسکا ہے جسنے فرزند کا تخم کالی لونڈی کے رحم میں بویا شیخ عبد اللہ درزی ایک بزرگ تھے ایک گبر اوننسے کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹا روپیہ سلائی کا
دیتا وہ لے لیتے ایک مرتبہ وہ خود نہ تھے شاگرد نے کھوٹا روپیہ نہ لیا جب آئے تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ امر کیون کیا کہ برسون گذر گئے وہ میرے ساتھ
یہی معاملہ کرتا ہے اور میں نے کبھی اوسپر ظاہر نہیں کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لے لیا کیا کہ اس کھوٹے روپیے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دے حضرت
اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ جب کہیں جاتے تو لڑکے پتھر مارتے آپ کہتے کہ میان لڑکو چھوٹے پتھر مارو کہ میرا پاؤن نہ ٹوٹ جائے ورنہ میں
نماز کو نہ کھڑا ہو سکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی کو کوئی شخص گالیان دیتا ہوا اونکے ساتھ ساتھ چلا وہ جب اوسکے مقام
کے قریب پہونچے جہان اونکے عزیز قریب رہتے تھے تو کھڑے ہوگئے اور اوس سے کہا کہ بھائی اگر کچھ گالیان باقی ہون تو یہیں دیلو اسواسطے
اگر میری قوم کے لوگ گالیان دیتے سن پائینگے تو تمہیں ستائینگے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا او ریاکار انہون نے فرمایا
کہ اے نیکبخت بصرہ کے لوگون نے میرا نام گم کر دیا تھا تو نے ڈھونڈھ نکالا کمال حسن خلق کی علامت یہ ہے جو یہ بزرگ لوگ رکھتے تھے اور یہ اون لوگون
کی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین صفات بشریت سے بالکل پاک کر چکے ہون اور حق تعالی کے سوا کسیکو نہیں دیکھتے اور جو دار

دیکہتی ہین اوسی سے دیکہتے ہین جو شخص اس صفت سے موصوف نہو اوسے اپنی نسبت نیک خوئی کا گمان اور غرہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم
لڑکون کی پرورش کا بیان ایعزیز یہ جانتو کہ فرزند ماں باپ کے ہاتہہ مین ایک امانت ہے اور اوسکا دل پاک گوہر نفیس کے مانند ہے
موم کیطرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سے خالی ہے اور زمین پاک کی مثل ہے کہ جو تخم تو اوسمین بوئیگا اوگے گا اگر نیکی کا تخم بوئیگا تو لڑکا دین دنیا کی
سعادت کو پہونچے گا اور ماں باپ اور معلم اوسکے ثواب مین شریک رہین گے اگر بدی کا تخم بوئیگا تو لڑکا بدبخت ہوئیگا اور جو فعل اوس سے سرزد
ہونگے اوسمین ماں باپ اور معلم بہی شریک رہین گے اسواسطی کہ حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا اور آتش دنیا کی نسبت آتش
دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اوسکو آتش دوزخ سے بچانا باینطور ہوتا ہے کہ اوسے باادب رکہے اور نیک اخلاق سکہائے اور
بری صحبت سے بچائے کہ صحبت بد سے سب برائیونکی جڑ پڑتی ہے اور اوسے اچہے کہانے پہننے کا خوگر نہ کرے کہ اگر خوگر ہوجائیگا تو اوسکے بغیر
نرہ سکیگا اور اچہے کہانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضایع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودہ پلائے صالحہ اور نیکخو
اور حلال کی کہانیوالی ہو اسواسطے کہ انا کی خوی بد لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودہ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا
گوشت پوست اوس سے پیدا ہوگا تو اوسکی طبیعت مین اوسکے ساتہہ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جوانیکی بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان
کہلے تو چاہیے کہ پہلے اللہ کا نام لے اور اللہ کا نام پہلے ہی اوسے سکہانا چاہیے اور جب ایسا ہوا کہ بعضی چیز سے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے
اور اس بات کی دلیل ہے کہ نور عقل اوسپر پڑا اور عقل شخصیہ شرم کو اوسپر تعینات کرتی ہے کہ بری باتون پر شرم اوسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین
پہلے کہانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کہانیکے آداب اوسے سکہانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتہہ سے کہائے بسم اللہ کہے جلدی نہ کہائے اور خوب چبائے
اوروں کے نوالون پر نظر نہ دوڑائے اپنے سامنے سے لقمہ اوٹہائے جب تک ایک نوالہ اوتار نہ لے تب تک دوسرے نوالیکیواسطے ہاتہہ نہ بڑہائے
ہاتہہ اور کپڑا نہ بہرے کبہی کبہی اوسے روکہی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہو جائے اور بہت کہانیکو اوسکی نگاہ مین برا ٹہرادے
اور کہے کہ بہت کہانا جانورونکا اور احمقونکا کام ہے اور جو لڑکے بہت کہاتے ہین اوسکے سامنے اونکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا باادب
ہو اوسکی تعریف کرے تاکہ اوسکو بہی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بہی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اوسکی نگاہ مین اچہے ٹہرادے
ریشمی اور رنگین کپڑے کی برائی اوسکے دلمین جما دے اور کہے کہ میاں ریشمی ور رنگین کپڑے پہننا رنڈیون اور لونڈونکا کام ہے اور اپنے تئین بنانا
سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردونکا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اونکی سنگت مین اوسے نہ پڑنے
دے حتے کہ اونہین دیکہنے بہی نہ پائے کہ وہ اوسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ اگر اونہین دیکہیگا تو خود بہی اچہے کہانے پہننے کی آرزو
کریگا اور بری صحبت سے اوسے نگاہ رکہے کیونکہ جب لڑکے کو بری صحبت سے لوگ نگاہ نہین رکہتے وہ شوخ بیحیا جہوٹا گستاخ بیباک ہوجاتا ہے
اور مدت تک یہ باتین اوس سے نہین چہوٹتین جب مکتب مین بٹہائے تو قرآن پڑہائے پہر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور
صحابہ اور بزرگان سلف کی عادتون مین اوسے مشغول کرے اور اسواسطی اوسے ہرگز نہ چہوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین
اور عورتون کی تعریف ہی اونمین مشغول ہوجائے اور ایسے معلم اور ادیب سے اوسے محفوظ رکہنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ
سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ برائیکا تخم اوسکے دلمین بوئیگا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اوسمین

بچاؤ تم اپنی جانونکو اور اپنے عیال کو آگ دوزخ سے

پیدا ہو تو اوسپر اوسکی تعریف کریں اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اوسے دے اور لوگونکے سامنے اوسکی تعریف کرے اور اگر کبھی
خطا کرے تو دو ایک بار انجان بنجائے تاکہ وہ گالیان کہانے اور خفگی کی باتین اوٹھانیکا عادی نہو جائے خصوصاً جب وہ چھپا کر کوئی
خطا کرے اسواسطے کہ اگر اوس سے بہت کہا جائیگا تو وہ اوس خطا پر دلیر ہو جائیگا اور کہلم کہلا خطا کرنے لگے گا اور جب بار بار خطا کرے تو اوسکو چھپا کر
سرزنش کریں اور کہیں کہ خبردار ایسا نکرنا کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ سمجھینگے اور باپ
کو چاہیے کہ اپنی عظمت اوسکے ساتھ نگاہ رکہے اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اوسے ڈرایا کرے دنکو اوسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل
ہو جائیگا اور رات کو اوسے نرم بچھونے پر نہ سولائے تاکہ وہ اوسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دنمین گھڑی بہر اوسے کہیل کی اجازت دینا چاہیے
تاکہ چالاک ہو جائے اور واس اوسکا تنگدل نہو اسلئے کہ اس سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے اور اوسے سکہانا چاہیے کہ ہر ایک سے
فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نکیا کرے لڑکون سے کچھ لے نہین بلکہ اونہین کچھ کچھ دیا کرے لڑکے سے کہنا چاہیے کہ دوسرے سے
لے لینا فقیرون اور بے ہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت ہرگز نہ دینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ
اس سے خراب ہوگا اور برے کامون مین پڑ جائیگا اور اوسے سکہانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے نہ تہوکا کرے نہ ناک ہنکا کرے اور لوگون
کی طرف پیٹھ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھ بیٹھا کرے اور ٹھڈی کے نیچے ہاتھ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی علامت ہے اور بہت بکا
نکرے اور قسم ہرگز نہ کہایا کرے جب تک کوئی کچھ پوچھے نہین از خود بات نکرے اور جو اوس سے بڑا ہو اوسکی عظمت کیا کرے اوسکے آگے
نہ چلا کرے فحش اور لعنت سے زبان کو بچائے رکہے اوس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اوستاد مارا کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارش
نہ چاہا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلانا ہے جب لڑکا سات برس کا ہو تو اوسے نرمی سے
طہارت اور نماز پڑہنے کا حکم کرے جب دس برسکا ہو اور کچھ قصور کرے تو اوسے مارے اور ادب دے چوری حرام خوری دروغگوئی کو اوسکے
نزدیک برا ٹھہرا دے اور ہمیشہ ان چیزون کی برائی کیا کرے جب اسطرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کے بہید اوس سے
کہے تاکہ اوسمین اثر کرین پہر اوس سے کہے کہ کہانا کہانے سے مقصود یہ ہے کہ بندہ کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زاد آخرت
مقصود ہے کہ دنیا کسیکے ساتھ نہین رہتی اور موت جہٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زاد آخرت لے لے تاکہ بہشت
مین جائے اور حقتعالی اوس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اوس سے کہنا شروع کرے اور کامون کا ثواب و عذاب اوس سے کہے
جب ابتدا ہی سے اوسے ادب کے ساتھ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتھر کی لکیر ہو جائینگی اور اگر پہلے سے اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیا تو یہ باتین
ایسی ہونگی جیسے دیوار سے خاک جھڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برس کا تہا میرے ماموں محمد ابن سوار نماز پڑہتے
تہے مین اونہین دیکہتا تہا ایک بار اونہون نے مجہہ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجہے پیدا کیا ہے تو اوسے یاد نہین کرتا مینے کہا کہ ماموں جان
کیونکر یاد کرون کہا رات کو جب تو بچھونے پر سوتا ہے تین بار دل سے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھ ہے خدا میری طرف دیکہتا ہے
خدا مجہے دیکہتا ہے کئی شب مینے یون کہا پہر اونہون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پہر فرمایا کہ ہر شب گیارہ مرتبہ کہا کر مین کہا کرتا تہا
میرے دلمین اوسکی حلاوت پیدا ہوئی جب ایکسال گذرا تو اونہون نے فرمایا کہ مینے جو کچھ تجھسے کہا تہا وہ تا عمر یاد رکہنا حتی کہ تجھے قبر مین

ڈالدین کہ تشغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا کہی سب تک مین یون ہی کہتا رہا حتی کہ اوسکی حلاوت میرے دماغ مین پیدا ہوئی
پھر ایکدن ماموں نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو اور جسکو دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہیں کرتا
خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے پھر مجھے معلم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا مینے کہا کہ گھڑی بھر کے لئے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ
نہیں حتی کہ مینے قرآن شریف پڑھا اوسوقت مین سات برسکا تھا جب مین دس برسکا ہوا تو ہمیشہ روزے رکھتا اور جو کی روٹی کھایا کرتا
کہ بارہ برس کا ہوا تیرہوین برس ایک مسئلہ میرے دلمین آیا مینے کہا کہ مجھے بصرہ مین بھیجدو تاکہ مین وہان جا کر پوچھون غرضکہ وہان گیا
اور سب عالموں سے پوچھا کسی نے اوس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عابد کا پتا بتایا مین وہان گیا اون بزرگ نے اوس مسئلے کو حل کردیا
مدت تک مین اونکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آیا ایکدرم کے جو مول لیتا اور اوسکی بے ولکی روٹی سے روزہ کھولتا اور بلا
سالن کچھ اوسکے ساتھ نہوتا ایکدرم کے جو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مینے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھ نہ کھایا کرون حتی کہ مین اوسپر قادر
ہوگیا پھر پانچ دن تک پہونچایا پھر سات دن تک حتی کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھ نہ کہاتا اور بیس برس اسی حالت
مینے صبر کیا اور شب زندہ دار رہتا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جو بڑا کام ہوا وسکا تخم بچپنے مین ڈالتے ہین

ابتدای مجاہدہ مین جو شرائط ہین اونکا اور ریاضت سے راہ دین چلنے کی کیفیت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اس سببسے پہونچا کہ راہ نچلا اور جو راہ نچلا اس سبب سے نچلا کہ اوسنے طلب نہ کیا اور جس نے طلب کیا اس
سبب سے نہ کیا کہ اوسنے جانا نہین اور اوسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا میلی ہے اور چند روز کی ہے اور آخرت باصفا
ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور زاد آخرت طلب کرنا اوسمین پیدا ہوتا ہے اور اوسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ
سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونیکے کٹورے ملین آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو طلب ایمان ان سب
باتونکا سبب ہے اور ضعف ایمان کا سبب یہ ہے کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علماء پرہیزگار ہین اور یہ گم ہوگئے ہین
جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہگئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہگئے ہین انپر دنیا کی محبت غالب ہوئی ہے
جب طالب دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کی طرف کیونکر بلا سکیں اور دنیا کی راہ اور راہ آخرت کی برخلاف ہے دنیا اور آخرت
ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہے دوسرے سے دور ہو جاتا ہے تو جسے حقتعالی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے
وہ اون لوگونمین سے ہو جاتا ہے جنہین حقتعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰی لَهَا سَعْيَهَا اوسکو جاننا چاہیے کہ حقتعالی یہ جو ارشاد
فرماتا ہے کہ وَسَعٰی لَهَا سَعْيَهَا تو یہ سعی کیا ہے ایعزیز جانتو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کیواسطے پہلے ہی مرتبہ مین کئی شرطین
ہین کہ پہلے ہی سے اون شرطون کو بجالانا چاہیے پھر ایک دستاویز ہے کہ اوس سے تمسک کرنا چاہیے پھر ایک قلعہ اور حصار ہے کہ اوسمین پناہ
لینا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ اپنے اور حقتعالی کے درمیان سے آڑ اور حجاب اوٹھا دے تاکہ اوس قوم مین سے نہو جاوے جسے حق تعالی یون
ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہے کہ اوسکے
ساتھ دل اٹکا رہتا ہے اور جبتک دل فارغ نہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو اوسکے

اپنے پاس سے دور کرے اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھ رکھتا ہی نہین
اور خدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اوسکی راہ جلد طے ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بانیطور اوٹھ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے اور ایسی
جگہہ جائے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون اسواسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنیکی لذت مین ہمیشہ مشغول
رہیگا اور جو شخص خلق سے لذت پائیگا وہ حقتعالی تک نہ پہونچیگا اور تقلید اسواسطے حجاب ہے کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا
اور کوئی اعتراض اور جدل کی بات سنی تو اور کسی چیز کی اوسکے دلمین جگہہ نہین رہتی پس چاہیے کہ ان سب باتون کو بھولا دے اور لا الہ الا اللہ
کے معنی کا ایمان لاوے اور اپنے دلسے اسکی تحقیق طلب کرے اور اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حقتعالی کے سوا اوسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے کہ
وہ اوسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اوسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون تحقیق ہو جائے تو جو کچھ
کہ ہوا ہے وہ اور ریاضت سے کامون کا کشف ڈھونڈے جدل اور بحث سے نہین اور معصیت تو بڑا ہی حجاب ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ
پر مصر ہوتا ہے اوسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اوسے حقتعالی کیونکر منکشف ہوگا خصوصاً حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی
دلکے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا کچھ نہ کھاوے
اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجالانے کے پہلے چاہے کہ دین اور شریعت کا بھید پہچانے اوسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص عربی پڑھنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اوٹھا دیے تو اوس شخص کی مثل گویا
جو طہارت کرکے نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہو اب اوسے امام کی حاجت ہوگی کہ اوسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا میسر
نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین
تو بے دلیل اور راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھ لگ جائے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامون کو اوسی پر چھوڑ دے اور اپنا
اختیار باقی ہی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی راہ صواب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اوسکا بڑا فائدہ ہے شعر بمی سجادہ رنگین کن گرت
پیر مغان گوید + کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا + پیر سے جو باتیں ایسی وقوع مین آئین جسکی وجہ نہ معلوم ہو تو حضرت خضر اور
حضرت موسی علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہی کیواسطے ہے کہ مشائخ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے اونکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانے مین ایک شخص کی داہنی
اونگلی مین درد ہوا تہم حکیم اونگلی پر دوا رکھتے تھے کچھ فائدہ نہ کرتی تہی جالینوس نے اوسکے بائین شانے پر دوا رکھی ناقص طبیبون نے کہا
کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مار و گھٹنا پھوٹے آنکہہ) درد تو اونگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہو گئی اور سبب یہ تہا
کہ جالینوس جانگیا تہا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اوسے یہ معلوم تہا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے نکلتے
ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتے ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنے باطن
مین کچھ تصرف کرنا چاہیے خواجہ ابو علی فارمدی رحمہ اللہ تعالی سے یعنی امام صاحب فرماتے ہین کہ میں نے سنا ہے کہ کہتے تہے ایک بار شیخ ابو القاسم
گرگانی رحمہ اللہ تعالی سے مین خواب نقل کرتا تہا وہ جیسے خفا ہو اور ایکمہینا کامل مجہسے بات نہ کی نہ مجہے کچہہ سبب معلوم ہوا آخر

اوس مرید نے فرمایا کہ تیرے خواب نقل کرنے مین مجھے یون کہا کہ تم جو شیخ ہو تمنے مجھ سے خواب مین ایک بات کہی اور تیرے خواب ہی مین کہا کیون
یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دلمین کیون کی جگہ نہوتی تو خواب مین تیری زبان سے کیون کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کر دیا
تو پیر پہلے اوسے حصار مین کرتا ہے تاکہ آفتون سے محفوظ رہے اور اوس حصار کی چار دیوارین ہین ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی
چوتھی بیخوابی اسواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتون کی پراگندگی سے دلکو
بچائے رکھتی ہے اور خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکہہ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین
کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ مین بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوئے جب مرید دنیا کے اشغال سے
الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے مین پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کر دے اور عقبات راہ صفات مذموم ہین جو
دل مین ہوتے ہین جن کامون سے بھاگنا چاہیے یہ صفات مذمومہ اونکی جڑ ہین جیسے جاہ ومال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ
اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ ان کے مادہ فساد کو باطن سے قطع کر دے اور دل خالی ہو جائے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتون سے تو پاک ہو
ایک ہی صفت مذمومہ مین آلودہ ہو تو اوس صفت کو چھوڑنے کی اوسطرح کوشش کرے جسطرح پیر مناسب جانے اور اوسکے لائق سمجھے کہ یہ امر
بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کر چکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حق تعالی کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے
خالی ہو گیا تو گوشہ مین بیٹھکر ہمیشہ دل وزبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتی کہ زبان سے چپ ہو جائے اور دل [illegible]
کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمہ کا معنی اور مقصود دل پر غالب ہو جائیگا جو نہ زبان ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے
کہنا بھی بات ہے اور بات اوس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہین ہے پہر اوس معنی کا دلمین اسطرح متمکن اور مستولی اور نقش ہو جانا
چاہیے کہ اوسکے ساتھ دل وابستہ رکھنے مین تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہو جائے کہ تکلف سے بھی دلکو اوس سے باز نہ رکھسکے
حضرت شبلی قدس سرہ نے اپنے مرید کے ساتھ حصر کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کہ تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ
کا خطرہ تیرے دل پر گذرے تو میرے پاس آنا تجھپر حرام ہے جب دلکو وسواس ودنیاوی کے خار سے پاک کر چکا اور یہ تخم اوسمین
بو چکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہین تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گذرتی ہے اور کیا ظاہر
ہوتا ہے اور غالب ہے کہ یہ تخم ضائع نہو اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ
یعنی جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اوسے مین زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مریدون کے حالات
مختلف ہوتے ہین کسیکو اس کلمہ کے معنی مین استغراق پیدا ہوتا ہے اور خیالات باطل پیش آتے ہین اور کوئی ان امور سے تو نجات پاتا ہے
لیکن فرشتون کی اصل اور انبیا علیہم السلام کی ارواح اوسے اچھی اچھی صورتون مین دکہلائی دینے لگتی ہین خواب مین نظر آتی ہین یا جاگتے
کے دلکو بھی دیکھے اسکے بعد اور حالات ہوتے ہین اونکی تفصیل دراز ہے اونکے بیان کرنے مین کچھ فائدہ نہین کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے
راہ دیکھنے کا ذکر نہین اور ہر کسیکو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلیگا اوسکے حق مین وہ چیز سنی ہوئی نہونا بہتر ہے کہ اوسکا
پہلے استفسار اوسکے دلکو مشغول رکھیگا اور حجاب ہو جائیگا تصرف علم کو مستعد مین دخل ہے وہ یہین تک ہے اور مقصود یہ ہے کہ

اس بات کا ایمان پیدا ہو جاوے اسواسطے کہ اکثر علما اسکے منکر ہین اور جو چیز علم سمجھی کے ماورا ہے اسکو باور نہین کرتے واللہ اعلم

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونوں کی حرص توڑنے کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اوس سے نکلکر ہفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین اور معدہ سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسکی بدولت بہشت سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جب ان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اوٹھاتی ہے اور آدمی پیٹ اور فرج کی شہوت پرستی نہین کر سکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جاہ کی حفاظت نہین ہو سکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے تعصب حسد عداوت تکبر ریا کینہ پیدا ہوتا ہے تو معدہ کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدہ کو زیر دست کرنا اور بھوکے رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیون کی جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکے فائدے بیان کر کے پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ بیان کرینگے پھر اسمین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور جو شخص اپنے تئین اوس سے محفوظ رکھے اوسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفس کے ساتھ بھوک پیاس سے جہاد کرو کہ اوسکا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنیکے ثواب کے مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اوسکی ملکوت آسمان کی طرف راہ نہین پاتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کونسا شخص افضل ہے فرمایا جو تھوڑا کھاوے اور تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور فرمایا ہے کہ موٹا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ کیونکہ یہ فعل نبوت کا ایک جز ہے اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا کہ تم مین سے وہ شخص خدا کے نزدیک افضل ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھاوے پیوے اور بہت سووے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوس شخص کے سبب سے حق تعالیٰ فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مین نے اوسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اوسنے میرے واسطے کھانے سے ہاتھ اوٹھا لیا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اوسنے چھوڑ دیے اون مین سے ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین دونگا اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پانی سے اپنے دلون کو مردہ نکرو اسواسطے کہ دل کھیتی کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے کھیتی پژمردہ ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی برتن کو آدمی پر نہین کرتا اور چند لقمے آدمی کے واسطے بس ہین جو اوسکی پشت سیدھی رکھین اگر چار ناچار پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانے کے واسطے اور ایک تہائی پانی پینے کے واسطے ایک ثلث سانس لینے کے لیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کے واسطے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین بھوکا ننگا رکھو

تاکہ تمہارے دل حق تعالیٰ کو دیکھیں اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں اس طرح دوڑتا ہے
جیسے رگوں میں خون بھوک پیاس سے شیطان کی رہگذر تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور منافق
سات انتڑیوں میں کھاتا ہے یعنی منافق کی خوراک مسلمان کی بہ نسبت سات گنی ہوتی ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹاتے جاؤ تاکہ دروازہ کھلے
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاہے سے کھٹکھٹائیں فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کو ہم سے کم کرو اسلئے کہ جو شخص اس جہان میں بہت سیر رہے
وہ اوس جہان میں بہت بھوکا ہوگا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
ہرگز آسودہ ہوکر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور میں آپکے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرتی
اور عرض کرتی کہ میرا بدن آپ پر تصدق ہو اگر آپ بقدر کھانا کے خواہش فرمائیں کہ بھوک نہ کریں تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ
انبیا اولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گذر گئے اونھوں نے حق تعالیٰ کی جناب سے بزرگیاں پائیں میں ڈرتا ہوں
کہ اگر تن پروری کروں تو میرا درجہ اونسے کم ہو جائے کچھ دن تھوڑے صبر کرنے کو میں اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہوں کہ آخرت میں
میرا حظ کم ہو جائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہیں ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤں ام المومنین حضرت
بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم یہ فرمانے کے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہیں رہے سیدۃ النسا
حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے
پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا کہ میں نے ایک روٹی پکائی جی نہ چاہا کہ بے آپکے کھاؤں فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے
باپ کے منہ میں جائیگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دو متواتر دنوں میں
برابر گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رات کے کھانے میں ایک نوالہ کم کھانے کو
میں اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہوں کہ تمام رات صبح تک نماز پڑھا کروں حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دل سے کہا کرتے
کہ تو بھوکا رہنے سے کیوں ڈرتا ہے ہیہات ہیہات حق سبحانہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے یاروں کو
تو بھوک دی تھی اور تجھ ایسوں سے دریغ کریگا کہمش نے جناب احدیت میں عرض کیا کہ بار خدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور انکو
اپنے ساتھ خلوت میں رکھتا ہے تیرے نزدیک میں نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت
مالک دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو کفایت ہی کی قدر غلہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پروا رہے
حضرت محمد بن واسع نے کہا نہیں بلکہ اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال میں بھی حق تعالیٰ سے خوش
اور راضی ہو حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بزرگوں اور عقلمندوں نے غور کیا دین و دنیا میں بھوک سے زیادہ کسی چیز کو
نافع نہ پایا اور آخرت کے بارے میں سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبدالواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے

کسیکو اتنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین لپیٹا مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اوس چالیس دن کے عرصہ مین جس مین حق تعالیٰ نے اونسے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا

گرسنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان

ایعزیز جانو کہ بھوک کی فضیلت اس سبب سے نہین ہے کہ اوس مین تخفیف ہوتی ہے جسطرح دوا کی فضیلت اس وجہ سے نہین ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے مگر بھوک مین دس فائدے ہین پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ دلکو صاف اور روشن کر دیتی ہے اور سیری آدمی کو کور دل اور کند ذہن کر دیتی ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کر دیتا ہے حتی کہ اوسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ اور شوریدہ ہو جاتا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دل کو زندہ کرو اور بھوک سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہو جاوین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اوسکا دل تیز ہوتا ہے اوسکی سمجھ بڑھتی ہے حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہین ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہوؤن اور اپنے دل مین حکمت اور عبرت تازہ نپائی ہو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ سیر ہو کر نہ کھایا کرو ورنہ نور معرفت تمہارے دلمین مارا جائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنت ہے اور بھوک درگاہ معرفت ہے تو بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوْعِ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہو جاتا ہے کہ ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور شقاوت دل پیدا ہوتی ہے حتی کہ آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے دل کے اندر سرایت نہین کرتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پاوے تو یہ ہرگز نہوگا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنت کی ڈیوڑھی ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک بندہ اپنے تئین عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے ایک نوالہ جو اوسے نہین ملتا تو تمام جہان اوسپر تنگ و تاریک ہو جاتا ہے تب تک خداوند تعالیٰ کی بزرگی اور قدرت نہ دیکھیگا اسیواسطے تھا کہ تمام روی زمین کے خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ ایکدن بھوکا رہنا اور ایک دن سیر ہونا مجھے بہت دوست ہے جب بھوکا ہوتا ہون صبر کرتا ہون جب سیر ہوتا ہون شکر بجا لاتا ہون چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نکریگا عذاب آخرت کو فراموش کر دیگا اور جب بھوکا ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس یاد کریگا اور خوف آخرت اور بندگان خدا پر شفقت در اصل جنت مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لوگون نے عرض کیا کہ روی زمین کا خزانہ تو آپکے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین یہ ڈرتا ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاونگا پانچوان فائدہ یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار یہ عبادت ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اپنا زیر دست کرے اور شقاوت یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کے قبضہ زیر دست کرے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوکا رکھ کے رام کرتے ہین آدمی کے نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ

بلکہ فائدون کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہین اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون
مصری رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ مین جب سیر ہوکر کھاتا تھا خواہ نخواہ گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگون نے جب
سیر ہوکر کھایا تو اونکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہو مگر فرج کی شہوت تو ضعیف ہوجائیگی اور بات کرنیکی خواہش
تو کم ہوگی تو قصہ تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہوکر کھاتا ہے فضول گوئی اور غیبت مین مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب
ہوجاتی ہے وہ اگر فرج کو محفوظ رکھیگا تو آنکھ کیونکر بچائے گا اور اگر آنکھ کو بھی بچا لیگا تو دلکو نہ بچا سکیگا اور بھوک ان سب باتون کو
کفایت کرتی ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حق تعالی کے خزانہ مین بھوک ایک گوہر گران بہا ہے حق تعالی وہ گوہر ہر کسی کو
نہین دیتا جسے دوست رکھتا ہے اوسکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال روکھی روٹی کھائے اور جسقدر
کھانیکی اوسے عادت ہے اوسکی آدھی کھائے تو حق تعالی اوسکے دل سے عورتون کا خیال بالکل دور کر دیگا چھٹا فائدہ یہ ہے
کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور کم خوابی سب عبادتون اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصا شب کو اور جو شخص سیر ہوکر کھاتا
اور سیر نیند غالب ہوجاتی ہے مردہ کیطرح پڑا رہتا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دستر خوان پر منادی کردیا کرتے
تھے کہ اے مریدو بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤگے تو پانی بہت پیجاؤگے کھانا پانی بہت کھاؤ پیوگے تو بہت سا سوؤگے اگر
بہت سا سوؤگے تو قیامت کے دن بہت حسرت کروگے ستر صدیقون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے
اور چونکہ عمر آدمی کا سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اوس سے سعادت آخرت حاصل کرسکتے ہین اور سونا عمر کو گھٹاتا ہے
اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے اوس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت
نپائیگا او نیند اوسپر غلبہ کریگی اور شاید کہ احتلام ہوجاے اور رات کو غسل نکرسکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جائے
او غسل کی تکلیف مین گرفتار ہوجاے اگر حمام جانا چاہے تو شاید اوسکے پاس پیسا نہو اور شاید حمام مین جاکر عورت پر اوسکی نظر پڑے
اور اوسکے سبب سے بہت سی آفتین اوٹھ کھڑی ہون حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس
سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے ساتوان فائدہ یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہوجاتا ہے علم و
عمل مین مشغول ہونیکے واسطے مہلت اور فراغت پاتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائیگا تو کھانے کے سونے خریدنے بنانے
سامان کا انتظار کرنیکے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے جانا طہارت کرنا پڑیگا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کامون مین گذر جائیگا
اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اوسے بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے
علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو نگل رہے تھے مین نے کہا کہ تمنے روٹی کیون نہ کھائی کہا کہ اسکے نگل لینے مین اور روٹی کو کھانے مین
ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب چالیس برس ہوگئے کہ مین نے روٹی نہین کھائی مناسب ہے کہ روٹی چبانیکے سبب سے
ستر تسبیح کا زمانہ فوت ہوجاتا ہے آٹھوان فائدہ یہ ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اوسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد مین اعتکاف

کرسکے گا اور ہمیشہ باطہارت رہ سکیگا اور جو لوگ آخرت کی سوداگری کرتے ہین اونکے نزدیک یہ فائدہ سب سے حقیر اور ناچیز نہین ہین حضرت ابوسلیمان
دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جسنے پیٹ بھر کر کھایا اوسمین چھ چیزین پیدا ہوجاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہین پاتا اور حکمت وغیرہ
یاد رکھنے مین اوسکی یادداشت بری ہوجاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے
اور عبادت کرنا اوسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پاخانہ اور مزبلہ کے گرد
ہوتا ہے آٹھوان فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی نازبرداری فصد کھلوانی
پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانیکے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز
ایسی نہین جو بالکل نفع ہی نفع ہو اور کچھ ضرر نہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے اون سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشکہ
گوشت بدتر ہے تھوڑا خشکہ گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست ہو نوان
فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اوسے بہت مال کی حاجت نہین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی
مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاؤن تو تمام دن اسی
فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شاید کہ مشتبہ اور حرام مین گرفتار ہوجاوے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسطرح
نکالتا ہون کہ اون حاجتون سے ہاتھ اوٹھا لیتا ہون اور یہ بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون
اپنے پیٹ ہی سے قرض لیلون اور اوس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ چیزون کا نرخ
پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے ارخصوہ بالترک یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کردو دسوان فائدہ یہ ہے کہ آدمی
جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پاخانہ
اوسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندرست آدمی کو
دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تو نے اپنے پیٹ مین ڈال لیا ہے اور اگر اوسکو مصرف کرتا یعنی صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم

کھانا کھانے کے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان اے عزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین
احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ چاہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعتاً کم کھانے لگے کہ اوسکی تاب نہ لائیگا
اور وہ اوسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلاً اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایکدن ایک نوالہ کم کرے
دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین لقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجاوے جب ایسا کریگا تو اوسپر آسان
ہوگا اور کبھی نہ نقصان ہوگا اور طبیعت اوسپر ٹھہر جائیگی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اوسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا مرتبہ ہے
وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اونھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور
عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب ضعیف ہوکر اور بیٹھ کر نماز
بیٹھے بیٹھے پڑھے افضل ہے اوس شخص کی کثرت کے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑ جائیگا تب کھانا کھاوے

کہ عقل کے بغیر بندگی نہیں ہو سکتی اور جان تیری خود حاصل ہی ہے اونسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہیں فرمایا کہ ہر سال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کا
چاول کا آٹا ایک درم کا شہد ایک درم کا روغن جمع کر کے تین سو ساٹھ پنڈیاں بنا لیتا تھا ہر روز ایک پنڈی سے روزہ کھولتا لوگوں نے
پوچھا اب کیا انداز ہے فرمایا جیسی آپڑے آخر ہمین بعضے ایسے ہیں کہ ہر روز ایک درم بھر سے زیادہ کھانا نہیں کھاتے اور اپنے تئین اس مقدار
قایل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدھے مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہو اوسمین سے ایک روٹی پوری اور ر
ایک تہائی روٹی آدھے مد کی ہوتی ہے ہمین شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ
وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ کہا اور ایک روایت میں ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہیں اور یہ روٹی دس لقموں سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سات یا نو نوالوں سے
زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گردوں کے قریب ہوگا شاید اکثر لوگوں کے حق میں تہائی پیٹ
سے بڑھ کر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہو جائے اور ممکن ہے کہ مد سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف
کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیہ کریمہ میں داخل ہو جائے وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ لیکن یہ امر وقت اور ہاتھ پاؤں اور کام
کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہرحال یہ بات چاہیے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگوں نے کوئی اندازہ نہیں
مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جبتک بھوک نہ لگے نہ کھائیں ہنوز بھوکے ہوں اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں بھوک کی علامت یہ ہے
کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو یا جرہ وغیرہ کی روٹی شوق ہی سے کھا سکے اگر روٹی کے ساتھ کھانے کو کچھ ڈھونڈے تو وہ بھی
بھوک نہیں ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے آدھے مد سے تجاوز نہیں کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اونکا کھانا ہفتہ میں ایک صاع گیہوں کا تھا اور ایک صاع
چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اوسمین گٹھلی نکل جاتی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک میں آپکے پاس
نہ پہونچ جاؤنگا تب تک اس سے نہ بڑھونگا اور بعض لوگوں پر حضرت ابوذر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو جس طرح پر آج ہے اوسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابوذر نے کہا کہ
تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیاں پکانے لگے دو طرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے
پیراہن سے جدا کر ڈالا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا نہ تھا دو آدمیوں میں ایک مد خرما اہل صفہ کی غذا تھی
اور اونکی بھی گٹھلیاں نکل جاتی تھیں حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں اگر تمام عالم خون ہو جائے تو بھی اوسمیں سے میری
غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنی یہ ہیں کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھائے وہ مراد نہیں ہے جو اباحتی لوگ کہتے ہیں کہ حرام چیز
جب بیچ کو ملتی ہے تو حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال نہ ہو گیا
دوسری احتیاط کھانے کے وقت ہے اسکے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کوئی
بزرگ ایسے تھے کہ اونھوں نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہیں کھایا اور تابعین میں کسی بزرگ نے

اپنے تئین اس مرتبہ کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچھ نکھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
چھ چھ دن تک کچھ نکھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص
چالیس دن تک کچھ نکھائے تو ملکوت آسمان کے عجائبات مین کچھ نکچھ اوسپر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان تو کیون نہین لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن تک کچھ نہین کھایا اور سچے پیغمبر کے سوا
اور کوئی نہین کرسکتا تمہارے پیغمبر نے نہین کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی امت مین سے ایک مین ہون بھلا اگر مین چالیس دن کچھ
نکھاؤن تو تو ایمان لائیگا اوسنے کہا ہان اور پھر صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کرون راہب نے کہا ہان صوفی نے
ساٹھ دن پورے کیے اور کچھ نکھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے تکلف سے کوئی اس درجہ کو نہین پہونچتا مگر وہ شخص جسے اس
عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اوسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اوس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اوسے بھوک کی خبر ہی نہین ہوتی
دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچھ نکھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایکبار کھائے
اور یہ بہت ہی آسان سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچ گیا اور کسی وقت آدھی بھوک نہین ہوتا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نکھاتے اور جب شام کے وقت تناول کرتے تو صبح
کے وقت نوش نفرماتے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اسراف
نکرنا ایک دن مین دو بار کھانا اسراف ہے آدھی بھوک ایکہی بار کھایا چاہیے تو اوسے یہ ہے کہ صبح کے وقت کھالے تاکہ تہجد کی نماز
ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانے کی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور
ایک روٹی صبح کو تیسرے احتیاط جنس طعام مین سب کھانون کا چھنا ہوا آٹا جنس اعلیٰ ہے اور جو کا بے چھنا آٹا جنس ادنیٰ ہے اور جو کا
چھنا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھ کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے
اور [illegible] روٹی سے [illegible] آنحضرت کی راہ چلتے ہین انکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا
اور جس چیز کی خواہش اپنے نفس مین دیکھی اوس مین اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اوس مین عجب
اور غفلت اور ظلمت پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا مین رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا
کو تنگ کرے تاکہ دنیا اوسکا قیدخانہ بنجائے اور موت قیدخانے سے اوسکی نجات ہوجائے حدیث شریف مین آیا ہے شِرَارُ اُمَّتِی
الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَۃِ یعنی میری امت مین سب سے بدتر وہ لوگ ہین جو بھوسی نکالکر گیہون کھائین یہ حرام نہین ہے کبھی کبھی کھانا
درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلین گے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہوجائیگی اور اس بات کا خوف ہے کہ
غفلت پیدا ہوجائے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین وہ لوگ بدتر ہین جنکا بدن ہر نعمت کھانے سے
ہاتھ [illegible] اور موٹا ہوا ہو اور اوسکی تمام ہمت الوان طعام اور اقسام لباس مین مصروف ہو اور باتین دور دور کی بناتین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
وحی آئی کہ اے موسیٰ تم جان لو کہ گور تمہارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کو اسباب نعمت مہیا ہو وے

اور ہر ایک آرزو برآئی بزرگون نے اوسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ چوتھے آسمان مین دو
فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اوسے
پھنسادون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اوسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اوسے
گرادون لوگون نے کٹورے بھر ٹھنڈے پانی مین شہد گھولکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیا آپنے نہ پیا اور فرمایا
کہ اسکے حساب سے مجھے دور رکھو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیمار تھے بھنی ہوئی مچھلی کھانے کو اونکا جی چاہا حضرت نافع
رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑہ درم کو مول لی اور بھونکر
اونکے پاس لیگیا اتنے مین ایک فقیر آپہونچا اونھون نے کہا کہ اوسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے
لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اوس فقیر کو دیدی اور اوسکے پیچھے پیچھے
گیا اور پھر اوس سے مول لیلی اور قیمت اوسے دیدی جب پھر مین اوس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اوسے دیدی ہے
اونھون نے یہی کہا کہ مچھلی اوسیکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے
ارشاد کیا کہ جس کسیکو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اوس چیز سے دست بردار ہو حق تعالی اوسے بخش دیگا حضرت
عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی خمیر کو آفتاب مین خشک کرکے کھایا کرتے اوسے پکانے نہ دیتے تاکہ اوسکا مزہ نہ ملے اور دہوپ سے پانی
نہ اوٹھاتے اوسیطرح گرم پیا کرتے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دودہ کی آرزو رہی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص
اونکے پاس رطب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اوس شخص سے کہا کہ تم ہی کھالو مین نے تو چالیس برس ہوئے نہین کھایا ہے
احمد ابن الحواری حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہما کے مرید کہتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانیکی
آرزو کی مین نے لایا اونھون نے نوالہ اوٹھاکر رکھدیا اور روئے اور کہا کہ یا رخدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری
عقوبت ہے مین نے توبہ کی اب میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایکدن بصرہ کے بازار مین میرا گذر ہوا
ایک ترکاری دیکھی اوسکی خواہش میرے دلمین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاونگا اور چالیس برس اوس سے صبر کیا
حضرت مالک دینار قدس سرہ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوئے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودہ کے شربت کی آرزو
مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتی کہ حق تعالی کے پاس پہونچ جاون حضرت حماد ابن ابو حنیفہ رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت
داود طائی کے دروازے پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایکبار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی
اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائیگا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو اونکے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپ ہی آپ کہہ رہے تھے حضرت عتبۃ الغلام
قدس سرہ نے حضرت عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت
نہین ہے اونھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو اونھون نے کہا کہ
اگر مین خرمے سے دست بردار ہوون تو اوس حالت کو پہونچونگا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ اوس نے خرمے کو ترک کر دیا اور رو دیا

لوگون نے پوچھا کہ کیا تو خرمے کے واسطے روتا ہے حضرت عبدالواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور اسکے صدق عزم سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائیگا اسواسطے روتا ہے حضرت ابو بکر جلا قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین ایک شخص کو جانتا ہون کہ اسکے نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ مین دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو ہی دے وہ شخص کہتا ہے کہ مین نہین چاہتا کہ تو دس دن تک کچھ کھا مگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہوجا بزرگون اور سالکون کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص اس درجہ کو نہ پہونچ پا رہے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشون سے دست بردار ہوجاسکے اور اپنی خواہش کی چیز دو سرے کو دیدے اور ہمیشہ گوشت ہی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیرالمومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن برابر گوشت کھاتا ہے اوسکا دل سخت ہوجاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نکھائیگا وہ بدخو ہوجائیگا آور معتدل بات وہ ہے جو امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمائی کہ ایک بار گوشت کھاؤ ایکبار روغن ایکبار دودہ ایکبار سرکہ ایکبار روکھی روٹی اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہوکر نہ سوسکے ورنہ دو غفلتون کو اکٹھا کرینگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر سے گلا ڈالو اور چھوڑ دو اور سو نہین کہ دل سیاہ ہوجاتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑہنا چاہیے اور سو بار تسبیح کہنا چاہیے یا کچھ قرآن شریف پڑہنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ جب سیر ہوکر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے کہ جب چارپایہ کو بھر پیٹ کھلایا تو اوس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی مریدون سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی چیز نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈہونڈہو نہین اگر ڈہونڈ ہو تو دوست نرکھو

بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور ان مین پیر و مرید کا حکم مختلف ہونے کا ذکر

اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹکر زیردست اور باادب ہوجائے جب وہ راست و درست ہوگیا تو ان قیدون سے چھوٹ جاتا ہے اسی واسطے پیر مریدونکو ان سب ریاضتون کا حکم فرماتا ہے خود نہین کرتا کہ بھوک مقصود نہین ہے مقصود یہ ہے کہ بقدر کھائے کہ معدہ گران نہو جائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ یہ دونون باتین خارج ہوکر عبادت سے باز رکھتی ہین کمال یہ ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پیدا کرے کہ نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے نہ کھانے کی گرانی جبتک ابتدا مین نفس پر زور اور جبر نکرین تب تک یہ اعتدال نہین حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپسے ہمیشہ بیگانہ رہے ہین اور احتیاط کی راہ چلے ہین اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہین اور جو شخص پورا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ تک پہنچا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ روزہ رکھتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار فرماتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ اب آپ روزہ نرکھینگے اور جب گھر مین آپ کچھ طلب فرماتے اگر پاتے تو نوش فرماتے ورنہ ارشاد کرتے کہ ہم روزہ دار ہین شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہ کے پاس لوگ اچھا کھانا لیجاتے تو وہ کھا لیتے حضرت بشر حافی قدس سرہ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر حافی کو ورع نے غالب ہوسنے اور میرے تئین معرفت کھولا ہے میں اپنے مالک کے گھر مہمان ہون جیسا دیتا ہے ویسا کھا لیتا ہون نہین دیتا ہے تو صبر کرلیتا ہون مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہین رہا یہ آنحضرت کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہین رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت

کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے فرمایا کہ ہریسہ پکا کر واور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیبیان تھین وہ تمام عالم پر حرام ہوگئی تھین اور تمام جہان سے اونکی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک
عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نکرے تو ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت
یہ ہے کہ آنکھہ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقا کسی پر آنکھہ پڑجائیگی تو اوسے دوبارہ روکنا آسان ہوگا اور آنکھہ کو بلا قید چھوڑ دیگا تو پھر اوسکا
ٹھہرنا مشکل ہوجائیگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسیطرف جانیکا قصد کرے تو پہلے ہی اوسکی باگ پھیرنا آسان
ہوتا ہے اور جب مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اوسکی دم پکڑ کے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھہ کو محفوظ رکھنا
اصل ہے حضرت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داود علیہ السلام آنکھہ ہی کے سبب سے بلا اور فتنہ مین پڑے حضرت داود
نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتون کے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحیی ابن زکریا
علی نبینا وعلیہما السلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتی ہے فرمایا آنکھہ سے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا
فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوف خدا سے اپنی آنکھہ کو محفوظ رکھتا ہے
حق سبحانہ تعالی اوسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا کہ وہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ جسطرح
آنکھہ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھہ کی زنا ہے تو جو شخص آنکھہ کو نہ بچا سکے اوسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ
رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہو سکے تو نکاح کرنا اسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھہ کو نہ بچا سکے تو یہ بہت بڑی
آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص بمقتضاے شہوت لونڈون کو گھورے اور اوس سے
راحت پائے اوس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اوس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے
نقش ونگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والیکے دل مین لونڈی کے ساتھ
قربت کرنیکا خیال اور تقاضا نہو اسواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہے لیکن اوسکے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب
قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک مشائخ کا قول ہے کہ اگر مرید پر شیر خشمگین جھپٹے تو
مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون کہ مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھپر اسقدر شہوت غالب ہوئی
کہ مین متحمل نہو سکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے تو
مین نے عرض حال کیا اونھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایکسال گذر گیا تو پھر شہوت پیدا
ہوئی مین نے بہت زاری کی اونھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھسے شہوت دفع ہوجائے مین نے عرض کیا
ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکادی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایکسال
گذرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور اون بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین کہ اس چیز کا دفعیہ

کہانتک خدا سے چاہیے گا جسکے دفع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور جورو کی حتی کہ شہوت سے نجات پائی اوس شخص
کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے الغرض جاننا کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اوسیقدر
اوسکے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے آدمی پر اسکی زیادہ اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب برا ہے
اور اکثر لوگ جو یہ شہوت نہین بجھاتے تو یا عجز کے سبب یہ امر ہوتا ہے یا ہر اس یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائیگا تو ہم بدنام
ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اوسے کچھ ثواب نہین ہوتا کہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے
لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کہ کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہو اور کوئی مانع
بھی نہو اور خدا کے واسطے اوس سے دست بردار ہو تو اوسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص اون سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت
کے دن عرش الہی کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اوسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسواسطے کہ یہ حکایتین
سلے کرتی مین حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام پیشوا اور امام مین حکایت سلیمان ابن بشار رحمہ اللہ تعالی بہت ہی حسین آدمی تھے
ایک عورت نے اپنے تئین اونکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگے کہتے ہین کہ اوسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین
دیکھا اور پوچھا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہین کیا یہ
اس آیہ کریمہ کیطرف اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا الایہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب
مدینہ منورہ سے نکلکر ابوا مین اوترا میرا ساتھی تو جنس لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میرے پاس
آئی اور اپنی زبان مین یون کہنے لگی شعر مست ساقیا قدح پر شراب کن ٭ دور فلک درنگ ندارد شتاب کن ٭ یعنی شعر
ساقیا بھر خدا از رہ الطاف و کرم ٭ بادۂ گلگون سے بھر دے میرے پیمانہ کو ٭ مین سمجھا کہ اسے خواہش طعام ہے اس سبب سے
یہ کلام ہے دستر خوان مانگا کہ اوسے کھانا دون اوسنے کہا مین نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتونکو خاص مردون
سے ہوتا ہے یہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اوس خیال باطل کو اوسکے دل سے دھو دیا آتش شہوت
دیکھکر وہ مہ پارہ ابر برقع مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال
ہے مین نے کہا لڑکون بالون کا خیال باعث ملال ہے اوسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا
کوئی امر جدید پیش آیا ہے فلک نے کوئی نیا واقعہ دکھایا ہے مجھسے بیان کر غرضکہ جب اوسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا
اوسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اس وجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا
تو مین ایسا نکر سکتا پھر جب ہم مکہ معظمہ مین پہونچے اور طواف و سعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سو گیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ
حسین و جمیل کشادہ رو خوش بو دراز قد ہے مین نے پوچھا تم کون ہو اونھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ
یوسف صدیق فرمایا ہان مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کے ساتھ آپکا قصہ عجیب و غریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھ تیرا
[illegible] حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گذشتہ مین

آگے روایت ہے

تین آدمی سفر کو گئے جب رات ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بیخوف رہین اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منہ ایسا بند
ہوگیا کہ نکلنے کا رستہ نہ رہا اور اوس پتھر کو جنبش دینا ممکن نہ تھا ان بیچارون نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون
آدمی دعا کرین اور ہر ایک اپنے اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اوسکے طفیل سے حق سبحانہ تعالی ہماری مشکل آسان کردے اونمین سے ایک شخص نے
یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ تھے کہ اونسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے جورو لڑکون کو دیتا تھا
ایکدن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے ماں باپ سوگئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا اونکے جاگنے کے انتظار مین
میرے ہاتھ پر تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین اونسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لینگے تب تک
تمہین نہ دونگا وہ صبح تک نہ جاگے اور مین اوسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ
امر محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب اوسنے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن ہم لوگ نہ
باہر نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی
مین اوسپر عاشق تھا وہ میرا کہنا نہ مانتی تھی حتی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ محتاج ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار
اشرفی طلائی مین نے اوسے دیے کہ میرا کہا مان لے غرضکہ جب مین اوس کام کے قریب ہوا تو اوسنے کہا کہ تو ڈرتا نہین کہ حق تعالی
کی مہر اوسکے حکم توڑتا ہے مین نے ڈر کر اوسے چھوڑ دیا اور پھر اوسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اوس سے زیادہ
مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نہ تھی بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے حذر کیا تو تو ہماری مشکل آسان
کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا پھر تیسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو
دانا ہے حال سے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا
مین نے اوسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اوسکی تجارت کرتا رہا حتی کہ بہت سامال جمع ہوا ایکدن وہ مزدور مزدوری مانگنے
لگا بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک ڈھیر کے ڈھیر تھے مین نے اوس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اوسنے کہا کہ تم مجھسے
ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اوسے حوالہ کردیا اور مین نے خود کچھ نہین لیا بارخدایا
اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے بس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا رستہ
کٹ گیا حکایت حضرت بکر ابن عبداللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قصائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا ایک مرتبہ
وہ لونڈی کسی گاؤن کو جاتی تھی وہ قصائی پیچھے پیچھے جاکر اوس سے لپٹ گیا کہا اے جوانمرد جسقدر تجھے مجھسے محبت ہے اوس سے زیادہ
مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قصائی نے کہا کہ تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر نڈرون یہ کہکر توبہ کی
اور پھر راہ مین اوسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہو جانیکا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اور قصائی
سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اوسنے کہا کہ آ مین اور تو دعا کرون کہ حق تعالی ابر کو بھیجے
اور جبتک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قصائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہونگا

ایسا ہی کیا ابر آیا اور انکے سر پر چھپایا یہ چلے جاتے تھے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قصاب کے ساتھ چلا اور وہ رسول پیغمبر ہو گئے چلا قصاب سے کہنے لگا کہ اے جوان تو تو کہتا تھا کہ میں کچھ عبادت ہی نہیں رکھتا ہوں اب کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا اپنا حال تو بتا قصاب نے کہا کہ میں اور کچھ نہیں جانتا ہوں مگر اس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے اور رسول پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے کہ حق تعالی کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسیکے واسطے نہیں **عورتون کو دیکھنے کی آفت اور نظر حرام کا بیان** ایعزیز جان تو کہ یہ امر نادر ہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئین بچا سکے تو اولی یہ ہے کہ آدمی ابتدا سے کار کو نگاہ رکھے اور ابتدا سے کار آنکھ ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہما اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اوس سے دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت مین عورتون کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اونکی خوشبو سونگھنے اور اونکی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہہ گذر نے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہان ممکن ہو کہ عورتین تجھے دیکھین گو کہ تو اونھین نہ دیکھے اسواسطے کہ جہان کہین جمال ہوتا ہے وہان ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دل مین بوتا ہے اور عورت کو بھی خوبصورت مرد سے اسیطرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑجائے تو گناہ نہین ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھپر حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہوا اور اپنے تئین محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور درد عشق کے مارے مرجائے وہ شہید ہے اپنے تئین محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑگئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے نہ تلاش کرے اور عشق کو دل مین چھپائے رہے ایعزیز جان تو کہ مجلسون اور دعوتون مین مردون اور عورتون کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑہ کر کوئی تخم فساد نہین بشرطیکہ آئین پردہ اور حجاب نہو اور عورتین چادر اور نقاب جو اوڑہتی ہین کافی نہین بلکہ جب سفید چادر اوڑہتی ہین اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہین تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھلا رکھنے سے زیادہ اسلئے کہ شرم وحجاب مین اچھی معلوم ہون تو سفید چادر اوڑہ کر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتون پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گناہ گار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ مین اوسکا شریک ہوگا کہ اوسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہین ہے کہ بقصد شہوت عورتون کا پہنا ہوا لباس پہنے یا سونگھنے کے واسطے اوسپر ہاتھ پھیرے یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہین عورتون کو دے یا لے یا میٹھی میٹھی باتین کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہین ہے مگر سخت بات زجر کی ساتھہ جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ تعالی عنہما کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردون سے ساتھہ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دل مین بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہان پر اوسمین عورت کا دہن لگا تھا وہان سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اوسے کھانا نہ چاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

راست و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اوس جہان مین جائیگا تو درگاہ الہی کہ اوسکی زیارت
سب لذتونکی نہایت ہے وہ بھی اوسکے دل مین کاواک نظر آئیگی ٹھیک نہ دیکھیگا اور اوس لذت کی سعادت سے محروم رہیگا بلکہ
جسطرح ناہموار آئینہ مین چہرہ برا ہو جاتا ہے اور جسطرح تلوار کے عرض یا طول مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن و جمال باطل ہو جاتا ہے اوس
جہان کے کامون اور حق سبحانہ تعالی کے کامونکی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہمواری اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تابع
ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہو اور دل راست نہین ہوتا
جبتک زبان راست نہو تو زبان کے شر اور آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور ہم اس اصل مین پہلے چپ رہنے کی
فضیلت بیان کرتے ہین پھر بہت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کرنے کی آفت اور فحش اور گالی اور زبان درازی
کی آفت اور لعنت اور ٹھٹھول اور مسخراپن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی دو روئی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور
جو کچھ اوس سے علاقہ رکھتا ہے اوسکی آفت مشرح بیان کرینگے اور اونکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالی **چپ رہنے کے ثواب
کا بیان** اے عزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اوس سے بچانا آدمیکو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اوسکی کوئی
تدبیر نہین ہے جسقدر ہوسکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نکرے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص ابدال ہوتا ہے جسکا
کھانا سونا بقدر ضرورت ہو اور حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ
بَیْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگون مین صلح کرنا اور رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنی جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے پیٹ اور فرج اور زبان
کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا
عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منہ کے باہر نکالی اور اوسپر اونگلی رکھی یعنی اشارہ سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان اونگلی سے پکڑے ہوئے
کھینچتے ہین اور ملتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفہ رسول صلی اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس مردار نے بہت سے کام ڈالے ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اوسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان
ہے وہ مین تمھین بتاؤن وہ زبان خاموش اور خوے نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ تعالی اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے
اوس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہے یا خاموش رہے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے
کہ اوسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نکرو لوگون نے کہا کہ یہ ہم سے نہوسکیگا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نکہو اور حضرت
سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اوس سے تقرب حاصل کرو کہ وہ بیحکمت نہین
ہوتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی مین ہین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ
افضل الصلوۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اوسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا

اور غلطی ہو وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہوا اوسکے واسطے آتش دوزخ اولی تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالی عنہ منہ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نا کر سکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے
زبان سے زیادہ کوئی چیز اولی تر نہین حضرت یونس ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اوسکے سب
کامون مین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالی خاموش
بیٹھے تھے حضرت معاویہ نے اونسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے
تم لوگون سے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالے نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اوٹھتے کاغذ اور قلم دوات
پاس رکھ لیتے جو کہنا ہوتا اوسے لکھتے اور رات کو اوسکا حساب اپنے سے کرتے اے عزیز جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اس سبب سے
ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اوسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک بد مین تمیز
کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اوسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے
اے عزیز جان تو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اوسمین نفع نقصان دونون ہون
تیسری وہ جسمین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اوسکا ضرر اسقدر بس ہے کہ اوتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم یہ ہے
کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہے اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالی نے
ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ الآیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنی
جو شخص خاموش رہا اوسنے نجات پائی تاوقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اوسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالی اونکو
ایک ایک کرکے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اوسکے نہ کہنے مین کسیطرح کی دینی
اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حسن اسلام سے نکل جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ یعنی جو بات ضرور نہو اوسے ترک کردینا حسن اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفائدہ
بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گذرا ہو
اوسے اسطرح بیان کرے کہ اوسمین کمی زیادتی نہونے پاوے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان
نہو جائیگا اسیطرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اوس سے کچھ پوچھے اور تجھے اوس پوچھنے سے کچھ کام نہو یا اوسوقت نہ جبکہ پوچھنے مین
کچھ آفت نہو لیکن اگر مثلاً تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیرے سبب سے
ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علی ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ
اظہار نکر سکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاوے اور جھوٹ خود باطل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی باطل امر نہو کہتے ہین کہ لقمان
سال بھر تک حضرت داود علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ
کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتی کہ حضرت داود نے بناکر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے لقمان نے پہچانا

اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اسکی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا
حال معلوم ہو جاسے اور بات چیت کی راہ کھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش
ہے اور ہر دم کیمیا ہے اور جو تسبیح اور ذکر کہ وہ کرے گا وہ خزانہ ہوگا کہ اوسنے جمع کیا ہے اور اگر ضائع کریگا تو اپنا نقصان کیا ہوگا
یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منہ مین پتھر رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگ احد کے دن ایک
جوان شہید ہوا اوسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے تھا اوسکی مان اوسکے منہ پر سے گرد پونچھتی اور کہتی تھی
هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ یعنی تجھے جنت مبارک ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اوسنے ایسی چیز مین فضول گوئی
کی ہو جو اوسکے کام نہ آتی یا ایسی چیز مین بات کی ہو جس سے اوسے ضرر و کار نہوا اسکے معنی یہ ہین کہ اوس سے ان باتون کا حساب لیگے
وہ دین خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور حساب نہو ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت اہل بہشت مین سے
ایک شخص دروازہ سے آتا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن سلام حاضر ہوئے اونسے لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے انھون
نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس چیز سے مجھے کچھ کام نہو مین اوسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون
ایعزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے ایک کلمہ سے کہہ سکتا ہے اگر اوسے طول دیکر دو کلمون سے کہیگا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہوگا اور
تجھپر وبال ہوگا ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھسے بات کہے اور اوسکا جواب میرے پاس اوس سے
بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا حضرت
مطرف ابن عبد اللہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ
رہے کہ ہر بات مین تم اوسکا نام لے بیٹھا کرو جیسا کہ چارپایہ اور بلی کو کہتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے ابھی پہنچا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھ چھوڑا اور زیادہ مال بڑا لا یعنی تھیلی کی گرہ کھولکر
زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان درازی سے بدتر کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے ایعزیز جان تو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ
رَقِيبٌ عَتِيدٌ یعنی جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ اوسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھنے وقت اجرت
مانگ لیا کرتے اور اوسکے خوف سے دس باتون کو گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اجرت دینے کے نقصان کی نسبت فضول گوئی
تضییع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری آفت باطل اور معصیت مین بات کرنا ہے باطل تو یہ ہے کہ آدمی بدمذہبون کیسا
بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق و فساد کی حکایت کہے اور شراب وغیرہ کی مجلس کا ذکر کرے یا ایسی محفل کا
دو آدمیون سے جھگڑا ہوا اور ایک نے دوسرے کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اوسکا چرچا کرے یا فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ اوسے
سنکر ہنسی آئے یہ سب باتین گناہ ہین یہ آفت پہلی آفت کی سی ہے کہ اسمین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوس سے باک نہین رکھتا اور اس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور
وہ بات اوسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوسکے کہنے مین بیباک ہوتا ہے اور

وہ بات اوسے جنت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف کرنا اور جھگڑنا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی
بات کہتا ہے وہ اوسکی بات کو رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے اسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا
اور مین زیرک اور عاقل اور سچا ہون اور اس کلمہ سے اوس نے دو مہلک صفتون کو قوی کر دیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے
اوسکے واسطے جنت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات بھی احتیاطاً نہین کہتا اوسکے واسطے بہشت اعلی مین گھر بناتے ہین اور
اسکا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی محال اور جھوٹ بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل
نہین ہوتا تاوقتیکہ خلاف سے دست بردار نہو اگرچہ حق پر ہو الغرض جاننا چاہئے کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے
کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف بری ہین اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جھگڑا تو کسی کے ساتھ کرے دو رکعت نماز اوسکا کفارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص
بات کہے اور تو اوسکی خطا پکڑے اور اوسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے اسواسطے کہ اوس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو
بلاضرورت رنج دینا نچاہیے اور ایسی باتون مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے بلکہ خاموش رہنا کمال ایمان سے ہے اور اگر مذہب مین
خلاف ہو تو اسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت مین حق اوظاہر کر دے بشرطیکہ یہ امید ہو کہ دوسرا
شخص مان لیگا ورنہ چپ رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اوسپر غالب نہوا ہو لقمان نے
اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نکرنا کہ وہ تجھے دشمن جانینگے الغرض جاننا چاہئے کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بڑے
صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائل مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کرکے اپنے تئین جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرہ کی مجلس مین
آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا کیا اور اس سے سخت تر کوئی محنت نہین کھینچی اور اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کہ کسی
شہر مین تعصب مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبہ کے طالب ہون وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبر کی
صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین ہی مین سے ہے تو اوسکی حرص اوسکے دل مین ایسی مضبوط ہو جائیگی
کہ اوس سے ہرگز صبر نکر سکیگا کیونکہ نفس کو اوسمین کئی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ جدل
دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگان سلف نے جدل کرنیکو منع فرمایا ہے اگر کوئی شخص مبتدع ہوا اور آیات قرآنی اور احادیث
سے منکر ہوگیا تو اوس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی ہے جب فائدہ ندیکھا تو منہ پھیر لیا چوتھی آفت مال مین
جھگڑا ہے کہ قاضی پاس یا اور کہین پیش ہو اسکی آفت بڑی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے
جھگڑتا ہے جبتک وہ خاموش نہین ہو جاتا تب تک خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا دین کو
پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بے لذت کر دیتا ہے اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کہ کسی

اہل ورع نے اس مین جھگڑا نہین کیا اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا تمام نہین ہوتا اور اہل ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگر کچھ ہو
لیکن جھگڑے مین آدمی طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہہ سکیگا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر
ہوسکے تو اوس سے باز آنا ضرور ہے اور اگر نہو سکے تو چاہیے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام
اور زیادہ بات نہ کہے اسواسطے کہ اسمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص فحش بکتا ہے اوسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہونگے کہ اونکے منہ سے نجاست بہیگی اور اوسکی بدبو
کے سبب سے سب دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین کہین گے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ سخن پلید اور فحش کو دوست رکھتے تھے
اور بکتے تھے حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتّے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جانتو
کہ اکثر فحش اسمین ہوتا ہے کہ جماع کو برے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسیکو اوسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اوسپر جو اپنے مان باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ یہ امر کون کریگا آپ نے فرمایا وہ جو دوسرے کے
مان باپ کو گالی دے تاکہ وہ اسکے مان باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اوسی نے دی اے عزیز جانتو کہ جماع کی بات اشارہ کنایہ سے
کہنا چاہیے تاکہ فحش نہو جائے اور جو کچھ بدبو اوسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیے صاف صاف نہ کہنا چاہیے اور عورتون کا نام صریح نہ لینا چاہیے
بلکہ مستورات کہنا چاہیے اور اگر کسی کو کوئی برا مرض ہو مثلاً بواسیر اور برص وغیرہ تو اوسے بیماری کہنا چاہیے اور ایسے الفاظ مین ادب
نگاہ رکھنا چاہیے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جانتو کہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت
کرنا برا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین
ایک عورت تھی اوسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو ننگا کرکے قافلے سے باہر نکال دو کہ یہ ملعون ہے ایکمدت تک
وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اوسکے پاس نجاتا تھا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز کو
لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اوسپر لعنت ہو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایکدن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یا ابا بکر صدیق و لعنت کلا و رب الکعبۃ صدیق
و لعنت کلا و رب الکعبۃ صدیق آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے توبہ کی اور اوسکے کفارے مین ایک بندہ آزاد کیا
اے عزیز جانتو کہ لوگون پر لعنت نکرنا چاہیے مگر اون سب پر جو مذموم ہون جیسا کہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون پر
لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی اور کرامی پر لعنت ہو اسمین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیے مگر جس چیز شرع مین لفظ
لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھپر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یہ اوس شخص پر درست ہوگا کہ شرع
سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابوجہل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی ہے
اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہون گے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید
مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہو جائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین کہ

او سپر رحمت ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضاے وقت کہتے ہین تو کافر کو بھی لعنت اوسوقت
کرتے ہین جسوقت وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہی معنی ہین کہ حق تعالی اوسے ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر وجب رحمت ہے
اور یہ یون چاہیے کہ تو یون کہے کہ حق تعالی تجھے کفر پر رکھے تو کسی شخص معین پر لعنت کرنا چاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے
تو ہم کہین گے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مرگیا ہے تو اوسپر لعنت ہو اسواسطے کہ
قتل کرنا کفر سے بڑھ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نچاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا اور پھر
مسلمان ہوگیا تو اوس سے لعنت ساقط ہوگئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اوسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون
نے کہا کہ اوسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا تو کسی کو تہمت سے گناہ کیطرف منسوب کرنا نچاہیے کہ یہ خود
گناہ ہے اس زمانے مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کر ڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چار سو برس کے بعد
قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کر سکے حق تعالی نے اپنے بندون کو اس فضول بات اور خطرے سے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ اگر
کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اوس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسینے کسی پر لعنت کی تو
اوس سے البتہ بازپرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کہین پوچھا نجاے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ
کہتے ہین کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامے مین یا کلمہ لا الہ الا اللہ نکلیگا یا کسی پر لعنت نکلیگی مین یہ درست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الہ الا اللہ
نکلے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے ارشاد ہوا کہ کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے
کہا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا اوسکے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت
کرنے مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولی تر ہے تو اور کسی پر کب پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی مین
کہے کہ یہ دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یہ امر اکثر تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت
شعر ہے سماع کے بیان مین ہمنے مفصل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے
شعر پڑھا ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اونکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی
ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑھنا چاہیے لیکن جو شعر بسبیل تشبیہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ
کی صورت ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اوس سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑھے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہر وقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیک خوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اوسے
عادت اور پیشہ نہ کرلے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے
دل سیاہ ہوجاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اوسکے سبب سے بگاڑ ہوجاے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات

کہتا ہے کہ لوگ ہنسیں اور وہ اپنے مرتبے سے اوس سے بھی زیادہ نیچے گر پڑے جیسا زمین و آسمان میں نشیب و فراز ہے اور بعض چیز
سے بہت ہنسی آنے وہ بدتر ہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ میں
جانتا ہوں تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت رؤو ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ ضرور بالضرور
دوزخ پر گذر ہوگا کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اوسنے کہا ہان
جانتا ہوں پھر پوچھا کیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلیں گے اوسنے کہا نہیں کہا پھر کیوں ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کونسا محل
ہے حضرت عطاء سلمی چالیس برس نہیں ہنسے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالی نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا
کہ اگر حق تعالی نے اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہیں تو یہ ہنسنا شکر گزارون کا کام نہیں اور اگر نہیں قبول فرمائے
تو یہ ہنسنا خائفون کا فعل نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ دوزخ میں
جائیگا اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت میں روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا
ہان ہوگا فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا میں ہنستا ہے اور نہیں جانتا کہ دوزخ اوسکی جگہ ہے یا جنت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث
شریف میں آیا ہے کہ ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہو کچھ پوچھے
ہر چند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے ہی کو ہٹتا تھا اور اصحاب ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اوسے گرا دیا اور وہ بیچارہ مر گیا اصحاب نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مرد اونٹ پر سے گر کر مر گیا آپ نے فرمایا ہان اور تمہارا منہ اوسکے خون سے پر ہے یعنی اوسپر ہنستے ہو
عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ حق تعالی سے ڈرا کرو اور مزاح نکیا کرو کہ دلونمین کینہ پیدا کر دیگا اور اوس سے بری کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو
تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہوسکتا تو صالحون اور نیکون کا بیان کیا کرو امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے
مزاح کرتا ہے تو اوسکی نظر مین خوار اور بیوقار ہو جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے تمام عمر مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کے دو تین کلمے نقل
کیے ہین ایکبار ایک بڑھیا سے آپ نے فرمایا کہ بوڑھیا جنت مین نجائیگی وہ بوڑھیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت ڈر نہین یون کہ پہلے تجھے جوان کرینگے
پھر جنت مین لیجائینگے ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ
مین سفیدی ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین
سفیدی نہو ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بٹھا لونگا اوسنے عرض کیا
کہ مین یہ نہین چاہتی اسواسطے کہ اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچہ نہو حضرت ابو طلحہ
رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اوسکے پاس گرگریا کا ایک بچہ تھا مر گیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس لڑکے کو دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ یعنی اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریا کے بچہ کو کہتے ہین اکثر آپ
ایسی ظرافتین لڑکون اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ اونکا دل خوش ہو اور آپکی ہیبت سے نفرت نکرین اپنی ازواج طاہرات
کے ساتھ اونکی خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپکی عادت تھی ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین

کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا میرے پاس آبیٹھیں میں نے دودھ کی کوئی چیز پکائی تھی اونسے کہا کہ کھاؤ اونھون نے کہا میں نہ کھاؤنگی
مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمہارے منہ میں ملدونگی اونھون نے کہا میں ہرگز نہ کھاؤنگی پس مین نے ہاتھ بڑھا کر ذرا سی اوسکے
منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک ہٹا لیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلا لیں اب اونھون
نے بھی میرے منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے ضحاک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو جورو ہیں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے زیادہ خوبصورت ہیں اگر آپ چاہیں تو مین ایک کو طلاق دیدوں اور آپ اوسکے ساتھ نکاح کرلیں یہ بات وہ خوش طبعی سے
کہتا تھا ایسا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سنا فرمایا کہ بھلا وہ بہت خوبصورت ہیں کہ تو اوس نے کہا کہ مین بس
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت
بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب سے فرمایا کہ تیری آنکھ درد
کرتی ہے اور تو خرما کھاتا ہے اونھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی ڈاڑھ سے کھاتا ہوں پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے
لگے خوات ابن جبیر کو عورتوں کی بہت رغبت تھی مکہ معظمہ کی راہ میں کچھ عورتوں کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
وہاں پہونچے وہ شرمندہ ہوگئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ عورتیں
اوس اونٹ کے واسطے ایک رسی بنا کر دیں آپ وہاں سے تشریف لیگئے خوات ابن جبیر کہتے ہیں اوسکے بعد پھر آپ نے
مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز آیا یا نہیں شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اوسکے بعد جب آپ مجھے دیکھتے یہی
فرماتے ایکدن خوات آپکی سواری سے تنہا تھی آپ اوسپر سوار تشریف لائے اور دونوں پاے مبارک ایک ہی طرف لٹکا دیئے تھے
فرمایا اے خوات آخر اوس سرکش اونٹ کا کیا خبر ہے میں نے عرض کیا قسم ہے اوس خدا کے برتر کی جسنے آپکو رسول برحق کرکے
بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا ہوں تب سے اوسنے سرکشی نہیں کی آپ نے فرمایا اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ
نعیمان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بہت مزاح کرتے تھے اونکی عادت تھی کہ مدینہ منورہ میں جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ لیکر رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے اور ہدیہ پیش کرتے جب پھل والا قیمت مانگتا تو اوسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں لیآتے کہ اسکا مال آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے
اور فرماتے کہ پھر تم لاے کیوں تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ چاہا کہ آپکے سوا اور کوئی
کھاے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیاں جو لوگوں سے نقل کی ہیں وہ یہی ہیں انہیں کا لکھنا بھی نہیں ہے
اور یہ ہر کسی کو نہیں آسکتا کہ سچ بولے اور ہیبت بھی نہیں جاتی ہے جو ایسی خوش طبعی کرنا سنت ہے اور خوش طبعی کی عادت
ڈالنا درست نہیں ہے تو ہین آفت ہے ہنسی اور کسیکو ہنسانا اور ہنسی کی آواز اور چہرہ بناکر اوسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی
آجائے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالی فرماتا ہے لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ یعنی ایک

ہنسو نہ حقارت کی نظر سے دیکھو کہ شاید وہی تمسے بہتر ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اوس گناہ مین کسیکی
غیبت کرے جس سے وہ توبہ کر چکا ہو تو غیبت کرنیوالا اوس گناہ مین مبتلا ہو کر مرتا ہے اور جس شخص سے گوز خطا ہو جاے اوسپر ہنسنے کو
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اوس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ
جو شخص تمسخر کرتا ہے اور لوگون کو ہنساتا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولین گے اور اوس سے کہین گے کہ آ جب وہ
جائیگا تو نجانے دینگے جب پھریگا تو پھر بلائین گے اور دوسرا دروازہ کھولین گے وہ اسی رنج والم مین طمع کرتا رہیگا جب نزدیک
جائیگا تو دروازہ بند کرلین گے یہانتک کہ اوسکا یہ حال ہو جائیگا کہ پھر ہر چند اوسے بلائین گے مگر وہ نجائیگا کیونکہ جانیگا کہ
میری ہنسی اور حقارت کرتے ہین اے عزیز جانو کہ سخرے پر ہنسنا اور اوس شخص پر جو رنجیدہ نہوتا ہو حرام نہین منجملہ مزاح ہے اور
حرام اوس وقت ہے جب کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین جس کسی مین اونمین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گو کہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی
بات کہتا ہو دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ قرض ہے یعنی خلاف نکرنا چاہیے
حق تعالی نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کہتے ہین کہ حضرت اسمعیل علی نبینا علیہ الصلوۃ
والسلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس دن تک اوسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین
کھڑے رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہہ حاضر ہونگا
اور بھول گیا تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اے جوان تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آئیگا جو تیری حاجت ہوگی بر لاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگنا ہو مانگ اوسنے اسی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور
فرمایا کہ تو نے بہت ہی تھوڑی سی چیز مانگی جس عورت کے پتا بتانے سے حضرت یوسف علیہما السلام کی ہڈی پائی تھی اور اوس
عورت سے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اوس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسی علیہ السلام
نے جب اوس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اوسنے کہا کہ حق تعالی مجھے پھر جوانی عنایت فرمائے اور مین آپکے ساتھ جنت مین
رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہو گیا لوگ کہا کرتے تھے کہ فلانا آدمی تو اسی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے اے عزیز جانو
کہ جہانتک ہوسکے وعدہ ہرگز نکرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو نے وعدہ کر لیا تو جہانتک
ہوسکے خلاف نکرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہین ہے اور جب کسی سے کسی جگہہ کا وعدہ کرلیا تو علمانے کہا ہے کہ جبتک نماز کا وقت نہ آئے اوس جگہہ رہنا چاہیے
اے عزیز جانو کہ جو چیز کسی کو دیڈالی اوسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکے پھیر لینے والیکی نسبت اوس کتے کے ساتھ کی ہے
جو قے کرکے پھر کھا جاتا ہے گیارھوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے
دروازون مین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی ایک ایک جھوٹ بولتا ہے حتی کہ حق تعالی کے نزدیک او

[illegible]

جھوٹا لکھ لیتے ہین اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ تجار فجار ہین یعنی سوداگر بدکار ہین لوگون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیون کیا بیع حلال نہین ہے فرمایا اس سبب سے کہ قسم کہاتے ہین اور گنہگار ہوجاتے ہین اور بات جھوٹ
کہتے ہین اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو لوگون کے ہنسنے کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اوسپر افسوس ہے اوسپر
اور فرمایا ہے کہ مین نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد نے مجھسے کہا کہ کھڑا ہو مین کھڑا ہوگیا دو مرد دیکھے ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک
سر کج لوہا اوس بیٹھے کے منہ مین ڈالے اوسکا کلہ ایسا کھینچتا تھا کہ اوسکے کاندھے تک پہونچ جاتا پھر دوسری طرف کا کلہ اسیطرح
کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کلہ پھر اپنی جگہ پر آجاتا تھا اور پھر وہ اوسیطرح کھینچتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا کہ جھوٹا
آدمی ہے اوسپر قیامت تک یہی عذاب قبر مین کیا کرینگے عبد اللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا
مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کبھی عرض کیا کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہین اور یہ آیت پڑہی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ
الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہین جو ایمان نہین رکھتے حضرت عبد اللہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا مین نے کہا کہ آ مین تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف
رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا مین نے عرض کیا کہ خرما فرمایا کہ اگر تو نہ دیتا تو تیرے اوپر جھوٹ لکھتے اور فرمایا کہ مین تجھے خبر دون کہ گناہ کبیرہ
مین سب سے بڑہ کر کونسا گناہ ہے شرک ہے اور مان باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرماکر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا آگاہ
اَقَوْلُ الزُّوْرِ یعنی آگاہ ہو مین کہتا ہون کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اوسکی بدبو
کے سبب ایک میل دور ہوجاتا ہے اسی سبب لوگون نے کہا ہے کہ بات کہنے کے وقت چھینک آنا سچ ہی پر گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث
مین آیا ہے کہ چھینک فرشتہ سے ہے اور جماہی لینا شیطان سے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ ہوتا اور چھینک آتی اور فرمایا
کہ جو کوئی اور کسیکا جھوٹ روایت کرتا ہے تو یہ روایت کرنا بھی اوسکا ایک جھوٹ ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کہا کر کسیکا مال
لیلیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی کو دیکھیگا کہ اوسپر غصہ مین ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مین اور سب خصلتین ہوسکتی
ہین مگر خیانت اور جھوٹ میمون ابن شبیب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین خط لکھتا تھا ایک کلمہ خیال مین آیا کہ اگر مین اوسے لکھتا تو خط
آراستہ ہوجاتا لیکن جھوٹ تھا مین نے قصد کیا کہ نہ لکھون ایک منادی نے کہا یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی
الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ مجھے یہ امید نہین کہ جھوٹ چھوڑنے کا اجر پاؤنگا کیونکہ مین اسواسطے
جھوٹ نہین بولتا ہون کہ اوس سے ننگ کرتا ہون فصل اے عزیز جانو کہ جھوٹ بولنا اس سبب حرام ہے کہ دل مین اثر کرتا ہے
اور صورت دلکو نا راست اور تاریک کردیتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے اور آدمی کو شفقت کا جھوٹ بات کے اور اوس سے
کارہ رہے تو جھوٹ حرام نہین ہے اسواسطے کہ جب اوس سے کارہ رہیگا تو دل اثر نہ قبول کریگا اور خراب نہوگا اور جب
خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولیگا تو دل تاریک نہوگا اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو سچ بولنا نہ چاہئے
کہ وہ وہان ہے بلکہ یہان پر جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مقام مین جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے

فصل
دروغ مصلحت آمیز درست ہے

ایک لڑائی مین کہ اپنا ارادہ دشمن سے سچ نہ بتاوے دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک بات کہے اگرچہ اونہون نہ کہی ہو تیسری جو شخص دو جورو رکھتا ہو وہ ہر ایک سے کہے کہ مین تجھی کو بہت چاہتا ہون آپس العزیز جانو کہ اگر کوئی ظالم کسیکا مال یا کسیکا بھید پوچھے تو چھپانا درست ہے اور اگر اوسکا گناہ اوس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہے کہ بُرے کامون کو چھپاؤ اور اگر جورو سے کچھ وعدہ لیے اطاعت نکرے تو خاوند کو وعدہ کر لینا درست ہے گو کہ یہ جانتا ہو کہ وعدہ کرنیکی قدرت نہین اور ایسی صورت مین جھوٹ بولنا درست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناگفتنی ہے لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل و انصاف کی ترازو مین تولنا چاہیے اگر اوس بات کا ہونا جھوٹ کے ہونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگون مین لڑائی جورو خصم مین بگاڑ مال ضائع ہونا بھید کھلنا یا گناہ کے سبب سے فضیحت ہونا تو اوسوقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتون کا ضرر جھوٹ کی ضرر سے بہت زیادہ ہے یہ ایسا ہے جیسے جان کے خوف سے مردار چیز حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ شرع مین جان بچانا مردار نہ کھانے سے زیادہ ضرور ہے لیکن جو بات ایسی نہو اوسکے سبب سے جھوٹ بولنا مباح نہین ہوتا جھوٹ کوئی شخص مال وجاہ کی زیادتی کے واسطے ڈینگ مانگنے اور خودستائی اور اپنا مرتبہ بیان کرنے مین بولے وہ حرام ہے بی اسما کہتی ہین کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو مراعات میرا شوہر نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص بے ہوئے بات اپنے اوپر باندہتا ہے وہ اوس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور اوروں کو بھی دغا دی ڈالا کہ وہ جو اور کسی سے نقل کرے تو بھی جھوٹ ہوا العزیز جانو کہ کسی جاننے کے واسطے لڑکے سے کچھ وعدہ کرنا درست ہے حدیث میں آیا ہے کہ جھوٹ کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اوسے بھی لکھتے ہین تاکہ اوس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی عذر ٹھیک بیان کرے کہ اوس سے جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اوسکا جواب پیچھے اور تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کرتے ہین تاکہ اونکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آوے بعض علما نے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرنے اور اوسکا ثواب بیان کرنیکے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر جھوٹ نہ باندھو جو کوئی مجھپر قصداً جھوٹ جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہ ڈھونڈھ لیوے اور بے کسی ایسی غرض درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نچاہیے اور یہ گمانی بات ہے یقینی نہین تو اولیٰ یہ ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورت شدید نہو تب تک جھوٹ نہ بولے فصل العزیز جانو کہ بزرگون کو جھوٹ بولنے کی حاجت پڑی ہے تو اونھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی اچھی بات تلاش کرکے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا اور ہی کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود نہو ایسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک امیر کے پاس گئے اوسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون تشریف لاتے ہین جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا ہون تب سے پہلو نہین اوٹھایا مگر جب حق تعالیٰ اوسنے مجھے قوت دی امیر سمجھا کہ یہ بیمار تھے اور یہ بات سچ تھی حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دائرہ کھینچ کر اور بیچ مین اونگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈ ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد عاملی پر سے پھر کر آئے

تو اوسکی بی بی نے کہا کہ تمنے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی اتنی عاملی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا
مین کچھ نہ لا سکا نگہبان سے اونکا تو مقصود حق سبحانہ تعالی تھا اور اونکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اونکے ساتھ
کوئی شخص بھیجا تھا اوسیوقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک امانت دار تھے آپ نے اونکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المومنین
عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت معاذ کو بلا اور قصہ پوچھا جب اونھون نے عرض کیا تو آپ ہنس دیے اور اونھین کچھ مرحمت فرمایا کہ
اپنی بی بی کو دیدو اگر غیر جانتو کہ یہ بھی اوسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دہوکے مین ڈالنا
درست نہین گو کہ بات سچ ہو حضرت عبد اللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حق تعالی
امیر المومنین کو جزاے خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن
تھوڑی غرض سے یہ مباح ہو جاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسیکا دل خوش رکھنا جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھیا
جنت مین نجائیگی اور تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھ مین سپیدی ہے لیکن اوسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے
جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اوس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگرچہ
ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچھ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچیگا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گر جائیگا اسواسطے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تا وقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کیواسطے
بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دست بردار نہو اور علی ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمہین سو بار
بلایا اور مین سو دفعہ تمہارے گھر آیا کیونکہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچتا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد مقرر کرنا نہین مقصود ہے
کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب
کسی سے کہتے ہین کہ کچھ کھاسے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اوس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودھ عورتون کو عنایت فرمایا اونھون نے عرض کیا کہ
ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسقدر بھی جھوٹ ہے
آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور چھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ چھوٹا جھوٹ ہے حضرت سعید ابن مسیب
کی آنکھ درد کرتی تھی اور آنکھ کے کوئے مین کوئی چیز جمع ہو گئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھوڑا دالین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے
طبیب سے کہا ہے کہ آنکھ مین ہاتھ نہ لگاؤنگا اگر اسے چھڑاؤن تو جھوٹا ہو جاؤن حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ
جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا
علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کو اوس سے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا بار ہو یہ لعنت

غیبت ہے اور یہ بھی زبانوں پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہیں چھوٹتا اِلّا مَا شَاءَ اللّٰہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے جسنے غیبت کی اوس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہوجاتی ہے غیبت سے نہیں قبول ہوتی تا وقتیکہ جسکی غیبت کی ہے وہ بحل اور معاف نہ کردے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم کی طرف میں گذرا وہ لوگ اپنے چہرہ کا گوشت اپنے ناخونوں سے اوتارتے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا کہ یہ وہ ہیں جو لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز ایسی بتائیے جو میری دستگیر ہو فرمایا کہ کار خیر کو حقیر نجان اگرچہ وہ بیقدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسیکے برتن میں پانی ڈال دے اور مسلمان بھائیوں سے پیشانی کشادہ رکھے اور جب تیرے سامنے سے اوٹھ جائیں تو تو غیبت نکرے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مریگا وہ سب کے بعد جنت میں جائیگا اور جو بے توبہ مریگا وہ سبکے پہلے دوزخ میں جائیگا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا دو قبروں پر آپکا گذر ہوا فرمایا کہ یہ دونوں عذاب میں ہیں ایک غیبت کا و دوسرے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے دو ٹکڑے کرکے اونکی قبروں پر نصب کر دیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہو جائیں گے تب تک انپر بہت تخفیف عذاب رہیگی ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے سنگسار کیا حاضرین میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسطرح بٹھایا ہے جیسے کتے کو بٹھاتے ہیں پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہوکر گذرے اور اون لوگوں سے کہا کہ اس مردار میں سے کھاؤ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھائیں فرمایا کہ اوس بھائی کے گوشت میں سے جو تمنے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپ نے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ میں شریک ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملہ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عذاب قبر کی تین قسمیں ہیں ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حواریین کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کی طرف گذرے ساتھیوں نے کہا یہ بدبو کیسی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے دانتوں کی سفیدی بہت اچھی ہے اون لوگوں کو تعلیم کردیا کہ جس چیز کو دیکھا کریں تو وہ بات کہیں جو اوس میں بہت اچھی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے سے ایک سور گذرا فرمایا صحیح سلامت جا لوگوں نے عرض کیا کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہیں فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہوں حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے کسیکو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتوں کی نان خورش ہے

فصل اے عزیز جانتو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسیکے پیٹھ پیچھے اوسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو برا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اوسے زور اور بہتان کہتے ہیں جس بات کا

تاآں کسی کے عیب کی طرف ہو اوسکا کہنا غیبت اگرچہ تو ایسی بات اوسکے بدن نسب لباس جانور گھر
کردار گفتار میں بھی سکے بدن میں کہنا یوں ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لمبا یا کالا یا زرد یا گنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب میں کہنا
یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حجامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچہ ہے اور خلق میں کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بد
متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتیں اور فعل میں کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع
سجود تمام نہیں کرتا قرآن غلط پڑھتا ہے کپڑے پاک نہیں رکھتا زکوٰۃ نہیں دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہیں روکتا بہت کھاتا
بہت سوتا ہے اپنی جگہ پر نہیں بیٹھتا اور کپڑے میں کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے
رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسیکو کہے اگر وہ سنے تو اوسے کراہت معلوم ہو وہ غیبت ہے
اگر وہ سچ ہو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ تم نے غیبت کی تھوک ڈالو میں نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علما نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص
گناہ کرے اور لوگ اوسکا گناہ نقل کریں تو غیبت نہیں ہے ایسی مذمت بھی دین میں سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ نہ کہنا
چاہیئے کہ فلانا آدمی فاسق ہے شرابخوار ہے بدکار ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اوسے کہتے ہیں جس سے کراہیت آئے اور ان سب باتوں سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے میں
کچھ فائدہ نہو تو نہ کہنا چاہیئے

فصل الغیبة

جاننا چاہیئے کہ فقط زبان ہی سے غیبت نہیں ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشارون سے لکھنے سے
بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ فلانی عورت ٹھگنی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھ ٹیڑھی کرنا تاکہ کسیکا
حال معلوم ہو جائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہیں ہے لیکن اگر حاضرین جانتے ہوں
کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہو جائیگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کسیطرح سے ہو بعضے پڑھے ہوئے آدمی اور پرہیزگار
لوگ غیبت کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ غیبت نہیں ہے مثلاً اونکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں الحمد للہ کہ خدا نے
ہمیں اس بات سے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہیں کہ فلانا آدمی بہت خوش اوقات
ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہے دیکھیے اس آفت و زحمت سے کب نجات پائے اور ایسی باتیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی
مذمت کرتے ہیں تاکہ اوس سے اوروں کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے سامنے لوگ کسیکی غیبت کرتے ہیں
تو وہ کہتے ہیں سبحان اللہ یہ عجیب بات ہے تاکہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں بڑا رنج ہوا
فلانے آدمی پر یہ ماجرا گذرا خدا اچھا کرے اونکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب لوگ
کسیکا ذکر کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمیں توبہ نصیب کرے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اوسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتیں غیبت ہیں
اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئیں پرہیزگار جتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت

نہین کرتے ہین انہین دو گناہ ہوتے ہین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہمنے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے
اوسے تو کوئی نہ روک سکے کہ خاموش رہ غیبت نہ کر اور خود دل سے اوسے برا نجانے تو وہ منافق بھی ہے اور اوسنے غیبت بھی کی اور غیبت
سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما
ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نان خورش مانگی
آپ نے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کیا کہ ہم نہین جانتے کہ ہمنے کیا کھایا فرمایا کہ تمنے اپنے بھائی کا گوشت کھایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو اگر آنکھ یا ہاتھ سے
اشارہ کرے کہ چپ رہ تو بھی تقصیر کی اسواسطے کہ صراحتًا تاکید سے کہنا چاہیئے تاکہ شخص غائب کے حق مین قصور نہو کیونکہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نکرے اور اوس سے فروگذاشت کرے تو حق سبحانہ تعالی بھی
اوس فروگذاشت کرنیوالے سے اوسوقت فروگذاشت کریگا جب اوسے حاجت ہو **فصل** الغرض جانو کہ جسطرح زبان سے غیبت کرنا
حرام ہے اوسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جسطرح دوسرے سے کسیکا عیب نہ کہنا چاہیئے اوسیطرح اپنے دل سے بھی
اوس سے نہ کہنا چاہیئے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کئے کسی کی طرف گمان بد کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے مسلمان کا خون اور مال اور اوسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات
دلمین آئے کہ نہ تو اوسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دل مین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا یعنی فاسق کی بات باور نکرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام
یہ امر ہے کہ تو اپنے دلکو اوس بات پر ٹھہرادے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اوس سے کارہ ہو اوسپر مواخذہ نہوگا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمان بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دل مین اوسے تحقیق
نکرے اور جبتک اوسمین احتمال کی گنجایش ہو تب تک نیک توجیہ پر اوسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنیکی علامت یہ ہے کہ جسکی طرف سے
بدگمانی آتی ہے وہ شخص اسکے دل مین بہت گران ہوتا ہے اور اوسکی مراعات مین یہ قصور کرنے لگتا ہے مگر جب بدستور زبان اور
معاملہ مین اوسکے ساتھ ویساہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اوسنے اپنے دل مین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل
سے سنے تو توقف کرنا چاہیئے اوس عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیئے اسواسطے کہ اوس عادل پر بھی گمان بد کرنا روا نہین ہے اور فاسق جاننا
بھی درست نہین ہے اور یہ کہے کہ جیسے اوسکا حال مجھپر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویساہی اسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے
کہ اونمین کچھ عداوت اور حسد ہے تو توقف اولیٰ تر ہے اور اگر اوسے بڑا عادل جانے تو اوسکی طرف زیادہ میل کرنا چاہیئے اور جب
کسیکے دل مین کسی شخص کیطرف گمان بد آئے تو اوس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اوس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم
ہو جائے اور جب یقینی عیب جان لیا تو غیبت نکرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل اور شرمندہ نکرے بلکہ اندوہگین
ہوکر نصیحت کرے تاکہ ایک مسلمان کے واسطے اندوہگین بھی ہوا ہو اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے **فصل** الغرض جانو

کہ غیبت کی حرص آدمی کے دل مین بیماری ہوتی ہے اوسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمین ہین ایک علمی علاج ہے اور
وہ دو چیزین ہین ایک تو یہ کہ جو حدیثین غیبت کی برائیون مین وارد ہین انہین غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے
میرے نامہ اعمال سے میری نیکیان اوسکے اعمال مین منتقل کر دینگے حتی کہ مین مفلس رہ جاؤنگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہین کہ غیبت آدمیون کی نیکیون کو اسطرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو اور ممکن ہے کہ اوسکے گناہون سے
اوسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اسکے سبب گناہون کا پلہ بھاری ہو جائے اور وہ دوزخ مین جائے دوسرے یہ کہ
اپنی عیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات مین کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اوس عیب مین ایسا ہی معذور ہے جیسا مین اور اگر
اپنی ذات مین کچھ عیب نہ معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نجاننا سب عیبون سے بڑھ کر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردار کے گوشت
کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہین خود یہ عیب ہو کہ اپنے تئین بے عیب جانے اور شکر مین مشغول ہو اور جانے کہ جو شخص اوس
کام مین تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہین اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہین ہو سکتا گو کہ فقط اوس گناہ وغیرہ مین مبتلا ہو
اور اپنے ساتھ نہین آتا تو اوروں سے کیا عجب کہتا ہے اگر وہ عیب اوسکی خلقت مین ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہون
کہ یہ عیب اوس شخص کے اختیار مین نہین ہے کہ اوسے ملامت کرنا ہو مجھے لیکن تفصیل کے ساتھ غیبت کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کونسا
سبب مجھے غیبت پر مستعد کرتا ہے وہ آٹھ سبب باہر نہین ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوس سے کسی سبب خشمناک ہو تو یہ
جانتا ہے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئین دوزخ مین ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ برائی اور عداوت ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے اوسے حق تعالی قیامت کے دن بلا لیگا اور فرمائیگا کہ بہشت کی
حورون مین سے جسے تو چاہے اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوروں کی موافقت ڈھونڈھتا ہے تاکہ اونکی رضامندی حاصل ہو
اسکا علاج یہ ہے کہ جانے کہ لوگونکی رضامندی کے سبب حق تعالی کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے جبکہ لوگونکو
غصہ اور انکار کرتا ہے حق تعالی کی رضامندی ڈھونڈھے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوسے کسی خطا مین پکڑا اور وہ چاہے خلاصی کے
واسطے اوس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ حق تعالی کے غصہ کی بلا جو وقت یقینا آئیگی وہ اوس آفت سے بہت
بڑی ہے جس سے وہ خوف کرتا ہے اور حق تعالی کے غصہ کی بلا یقینا آئیگی اور جس سے نجات ڈھونڈھتا ہے وہ مشکوک ہے چوتھا سبب یہ ہوتا ہے
کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے تاکہ دوسرے کے سر پر رکھے مثلا یون کہے کہ اگر مین حرام کھاتا ہون یا بادشاہ کا مال لیتا ہون تو
فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کمال حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اوسکی پیروی نکرنا چاہیے اور اس بات کے کہنے سے کیا
فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسیکو آگ مین جاتے دیکھے تو تو اوسکے پیچھے نہ جائیگا یہ گناہ مین بھی موافقت کرنا ایسا ہی ہے اس
کے سبب دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر ہو چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہین کر سکتا تو اوروں
عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے سبب اپنی فضیلت اور بزرگی اور پاکی دکھائے مثلا یون کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہین جانتا یا فلانا
شخص ریا و مکر بہت کرتا ہے یعنی مین نہین کرتا ہون تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اوسکو فسق اور جہل کا اعتقاد کریگا اور اپنا معتقد نہ ہوگا

اور جو بے عقل ہوگا اوسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ بلکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندہ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک ثابت
کے واسطے خدا کے قادر و توانا کے نزدیک گھٹا دے تو اوسمین کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم اور مال
حاصل ہوا اور لوگ اوس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اور یہ نہین دیکھ سکتا اوسکی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے ساتھ جھگڑا کرے
نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج و حسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اوس جہان مین
بھی غیبت کے عذاب مین مبتلا ہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون اتنا نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ و حشمت
حقتعالی نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اوس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور کسیکو فضیحت
کرے اور نہین جانتا کہ حقتعالی کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اوسے ای عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت
کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھکو گدھے کیطرح دوزخ کیطرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہو جاوے کہ تو اس بات مین اولی
ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ بیان سے کہ جسکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسے اور نہ بازی مین مشغول ہو ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ
کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور یہ خدا کے واسطے اوس سے اندوہگین ہو جیسا دینداروں کی عادت ہے اور اوس رنج مین سچ کہتا ہے
لیکن اوس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اسکی زبان پر آوے اور اس امر سے غافل ہے کہ غیبت ہے اور یہ نہ جانے کہ ابلیس نے جانا
کہ رنج کرنے سے اسکو ثواب ہوگا اسواسطے حسد کیا اور اوس گنہگار کا نام اسکی زبان سے لوادیا تاکہ غیبت کا گناہ اوس ثواب کو [illegible]
آٹھوان سبب یہ ہے کہ اسے خدا کے واسطے اوسپر غصہ آوے کہ اوسنے گناہ کیا یا اوس سے عجب آوے اور غصہ یا تعجب مین اوسکا نام لیوے
تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاوے اور یہ امر اوسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیئے کہ فقط غصہ اور تعجب کی بات کرے اوسکا نام نہ لے عذرون کے

سبب سے غیبت کی اجازت کا بیان ای عزیز جانتو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین
ہوتی اور یہ چھ عذر ہین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ درست ہے یا اوسکے سامنے جس سے معاونت چاہے
مظلوم کو یہ چاہیئے کہ جس سے کچھ فائدہ نہو اوسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم
بیان کرتا تھا اونھون نے فرمایا کہ حق تعالی جسطرح لوگون کا انتقام حجاج سے لیگا اوسیطرح حجاج کا انتقام اوس شخص سے لیگا جو اوسکی
غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور برائی دیکھے اور اوس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اوس برائی
کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کیطرف گذرے اور سلام کیا
اونھون نے جواب نہ دیا حضرت عمر فاروق رضا نے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے گلہ کیا حتی کہ اونھون نے اس
باب مین اوس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوی پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص
میرے ساتھ ایسا کرتا ہے اور راہ اولی یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لے لیا تو اجازت ہے
کہ شاید مفتی اگر اوس واقعہ کو بعینہ جانے تو اوسکے دل مین اور کوئی بات آوے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندہ نے عرض کیا
کہ ابو سفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اوسکی لاعلمی مین مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپنے فرمایا

کہ جتنا خرچ کافی ہو اوتنا انصاف سے لیلے اور بخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فتوی کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اوس شخص کے شر سے حذر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اوسپر کوئی اعتماد
کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اوس سے اوس عورت یا لونڈی غلام کے عیب
نہ کہونگا تو اوسکا نقصان ہوگا تو عیب کہدینا اوسلے تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کھوٹا پن ہے اور مزکی کو درست
ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علی ہذا القیاس اوسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ فاسق مین جو عیب ہے صاف کہدو تا کہ لوگ اوس سے حذر کرین یہ حکم اوس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا
درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین ایک بادشاہ ظالم دوسرا بدعتی تیسرا وہ شخص جو کھلم کھلا
فسق کرے لیکن وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود اوس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسیکے کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے
کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہو اور اوس نام مین عیب ہو جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ کیونکہ آدمی جب ایسے نامون سے مشہور
ہو چکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولے یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندھے کو بصیر اور چشم پوشیدہ کہین اور مثل اسکے
چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق و فجور معیوب نہین جانتے ذکر کرنا درست ہے

غیبت کا کفارہ

ایعزیز جاننا چاہئے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور پشیمان ہو تا کہ حق تعالی کے مظلمے سے نجات پاوے اور جسکی غیبت کی ہے اوس سے
معافی چاہے تا کہ اوسکے مظلمے سے بھی نکلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ذمے آبرو یا مال کی بابت مظلمہ ہے اوسکے
طلب عفو کرنا چاہئے قبل ازین کہ ایکدن آئیگا کہ اوسدن بجز اسکے کہ اوسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دین اگر نیکیان نہون تو مظلوم کے
گناہ ظالم پر رکھین نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ کوتاہ قد
ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اوس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین ہے کہ جسنے کسی کی
غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالی سے اوسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث سے سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے
اوس شخص سے معافی طلب کرنا نہ چاہیے اور حدیثون کی دلیل سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ استغفار اوس مقام پر ہے جہان وہ شخص مر گیا ہو
یا غیبت کی ہے زندہ نہو تو اوسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اوسکے سامنے
جاوے اور کہے کہ مین نے خطا کی اور جھوٹ کہا تو معاف کر دے اگر وہ نہ معاف کرے تو اوسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تا کہ اوسکا
دل خوش ہو اور وہ معاف کر دے پھر بھی اگر معاف نکرے تو اوسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھینگے اور شاید کہ
قیامت کے دن اوسے عوض مین دیدین لیکن عفو کر دینا اولی ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے
نامہ اعمال مین اس سے بہتر کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخشدینا اور بہتر ہے بڑی نیکی ہے حضرت حسن بصری قدس سرہ کی
کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے کا ایک طباق اوسکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ کی
مین نے بھی چاہا کہ مکافات کرون معاف کر کہ پوری مکافات نکرسکا ایعزیز جاننا چاہئے کہ اسی طرح اوسوقت درست ہے کہ جو کچھ کہا ہو وہ کہدے

کیونکہ نامعلوم بات سے بیزار ہونا ہمیشہ درست ہے تیرھوین آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالی ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ
اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت مین نجائیگا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری
کرین اور جھوٹی باتین ملاکہین اور لوگون کو برہم کرین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ
نیکبخت وہ ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی کہ آٹھ آدمیون کو تیری
طرف راہ نہ دونگا شراب خوار اور زناکار اور سود خور اور جو زنا پر قائم رہتے اور چغلخور اور دیوث اور عوان اور مخنث اور قاطع رحم اور وہ جو کہے کہ
مین نے خدا سے عہد کیا ہے ایسا کرونگا اور ویسا نکرے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسی علی نبینا
وعلیہ السلام کئی بار واسطے باران کے واسطے نکلے اور پانی نہ برسا پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا نہ قبول کرونگا اسواسطے کہ تم مین
ایک چغلخور ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے مین اوسے نکال دون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو دشمن رکھتا ہون
اور خود چغلخوری کرون حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا حکایت کہتے ہین
کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈھ نکالا اور اوس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کونسی
شے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شے سخت ہے آگ سے زیادہ کونسی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ
تونگر کون شے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اوس نے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے
زیادہ گران ہے دل قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے جو شخص عزیز قریب
کی حاجت روا نکرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد و سخت ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے فصل الغرض جاننا چاہیے
کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اوس سے کوئی آدمی
رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے آشکارا کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے اگر ایسا کوئی راز فاش کرنا
نچاہیے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہوجائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اوسکا افشا کردینا درست ہے
اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اوسکا ظاہر کردینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی
تجھے بری بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اوس شخص کو چھ چیزین بجالانا چاہیے اول تو یہ کہ
اوسکا کہنا باور نکرے اسواسطے کہ چغلخور اور غماز فاسق ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اوس کہنے والیکو
نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اوسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہرائے کیونکہ
چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھی یہ کہ کسیکی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اوسکا تجسس نکرے کہ
یہ سچ تھا درست ہے یا معلوم ہو اسواسطے کہ حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹی یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اوس
کے واسطے بھی پسند نکرے کہ اوسکی چغلخوری کا حال دوسرے سے نقل نکرے پوشیدہ رکھے یہ چھ باتین واجب ہین خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ تو بھی انہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ
بِنَمِيمٍ تو انہین مین سے ہے اور اگر تو چاہے تو توبہ کر مین بخشدونگا اوسنے کہا یا امیر المومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے
کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا کہ تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کین مین ایک یہ کہ ایک بھائی کو
میرے دل مین برا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبد الملک
نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اوسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل اوسکو نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا
یا امیر المومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپ نے سچ فرمایا اور اوس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہ
فرماتے ہین کہ جو شخص اور کی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اور کے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے
اور حقیقت مین اوسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت اور خیانت کرتا ہے حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دینا یہ
اوسکے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ رستی سب سے
پسندیدہ ہوتی ہے اور اوسکی رستی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کہنے سے
چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے بہتر کا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اوسکو قبول کرتا ہے تو گویا اجازت دی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے الغرض جاننا چاہیے کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ انکے سبب سے لوگون کے
خون ہو جاتے ہین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اوسے
مول لیا اور کہا کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو جورو سو جائے
تو استرہ لیکر اوسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈ لا تو مین اون بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھپر عاشق ہو جائے اور آقا سے
کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالیگی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اوسنے اپنے تئین سوتے مین
ڈالدیا اوسکی جورو استرہ لیکر پہونچی اور اوسکی داڑہی کیطرف ہاتھ بڑہایا تب تو اوسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی بس شوہر نے
اوچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑکر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہو گئے چوتھی آفت دو دشمنون مین
دو روئی کرنا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اوسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی بات اسے پہونچاتا ہے اسکی بات
اوسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اس جہان مین دو رو ہوتا ہے اوس جہان مین دو زبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دو رو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے
الغرض جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ جو بات سنے تو چھپا رکھے یا اوسکے روبرو یا اوسکے پس پشت
حق بات کہے تاکہ منافق نہوجائے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے لوگون نے عرض کیا کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس آئین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون پاس جائے
اور اونکے سامنے ایسی باتین بنائے جو بیٹھ پیچھے زبان پر نہ لائے وہ منافق دورو ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے چھٹوین
آفت لوگونکی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھہ آفتین ہین چار تعریف کرنیوالے مین دو سننے والے مین جو
ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہو جائے حدیث شریف مین
ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اوسکی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ زمین مین گھسیٹتا ہوگا اور اوسپر
پاؤن دہرتا ہوگا اور گرگر پڑتا ہوگا دوسری آفت درآفت یہ ہے کہ تعریف کرنے مین نفاق ہو جائے تعریف کرے کہ مین تمہین دوست
رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت درآفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسے تحقیق نہ جانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ
پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف
کی آپ نے فرمایا افسوس تو نے اوسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور ہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون
اور عند اللہ اوسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھہ مین سچا ہے تو اوسکا حساب حق تعالی کے ساتھ ہے چوتھی آفت درآفت
یہ ہے کہ شاید جسکی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور اوسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالی کو اوسپر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ
اوسمین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن درہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص جارود نام حاضر ہوا ایک
شخص نے کہا کہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے درے سے مارا اوسنے عرض کیا کہ
یا امیر المومنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اوسنے عرض کیا کہ مین نے سنا اوسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا
کہ تیرے دلمین غرور پیدا ہو جائے مین نے چاہا کہ تیرا تکبر توڑ دون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اوسکی تعریف کرینگے
تو وہ آیندہ کے واسطے کاہل ہو جائیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تمنے اسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش سے باز رہیگا
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکے سامنے تیز چھری لیکر جائے تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ
اوسکے روبرو اوسکی تعریف زبان پر لائے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہے شیطان
اوسکے سامنے سے آکر اوسے جگہہ سے اوٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چھہ آفتین
نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ نے فرمایا کہ یا عمر رضہ اگر حق تعالی مجھے رسول کرکے نہ بھیجتا تو تجھی کو بھیجتا اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان
ابوبکر کے ایمان کے مقابل کرین تو ابوبکر رضہ کا ایمان زیادہ نکلیگا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ صحابہ رضہ
کو کچھ نقصان نہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتاوے کہ لوگون کو اوسکی پیروی کی توفیق ہو تو درست ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اوس مخبر کرتا ہون جسنے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپکی تابعداری کرین اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ **فصل** لوگ جب اسکی تعریف کرین تو اوسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمے کے خطر سو سوچے کہ اوسکا حال کسیکو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے نہ بچےگا کتا اور سور اوس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچ گیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا چھپا ہوا حال جانے تو یہ تعریف کرنیوالا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالی نے میری باطنی باتون کو اوس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بار خدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور بزرگ کی لوگون نے تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بار خدایا یہ اوس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اوسکی دشمنی کے سبب تیرا تقرب کرتا ہون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بار خدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اسکے سبب تو مجھسے مواخذہ نہ کر اور جو لوگ نہین جانتے ہین اوسے بخشدے اور مجھے اوس سے بھی بہتر کردے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نرکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اوس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تو دل مین رکھتا ہے اوس سی بہت بڑھکر ہون

چوتھی اصل غصہ اور کپٹ اور حسد اور اونکے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جاوے تو صفت مذموم ہے اور اوسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اوسکا صدمہ دل پر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اوس نے خود کہا خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اوسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اوس سے کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حق تعالی کے غصہ سی دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہوا کر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے مختصر سا کام جسمین اچھی انجام ہو ارشاد فرمایئے فرمایا تو غضبناک نہوا کر ہر چند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کردیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یحیی سے فرمایا کہ خشمگین نہوا کر کہا کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہو سکتا ہے اے عزیز جان تو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالی اپنا عذاب اوسپر سے اوٹھا لیتا ہے اور جو کوئی حق تعالی کی تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالی اوسکا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالی اوسکی شرم چھپاتا ہے اور فرمایا کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالی اوسکے دلکو رضامندی سے بھر دیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوسمین سے کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی پیتا ہے اونمین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالی کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو ایمان سے پر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہما اور بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصہ کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی کام فضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی علیہ سے سخت بات کہی اونھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تو نے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لاوے اور شیطان کبر سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہ سے اوٹھائے تاکہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور فردا ے قیامت کو تو مجھسے بدلا لے یہ ہرگز نہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھسے قبول کرے اور کفالت کرے کہ غضبناک نہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہو اور بہشت مین میرے برابر رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اوسنے پھر عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور عہد وفا کرکے اون نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اوسکا ذو الکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اوسنے کفالت کی یعنی قبول کیا

فصل اے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکا ہتھیار بنے اور اوسسے جو چیز نقصان کرتی ہے اوسسے اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہو تاکہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اوسے اپنی طرف کھینچ لے آدمی کو ان دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرینگی اور اوس آگ کے مثل ہو جاینگی جو دل مین لگے اور اوسکا دھوان دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہہ کو تاریک کر دے تاکہ آدمی وجہ صواب کو نہ دیکھے جیسے وہ دھوان جو کسی غار مین بھرتا ہے تو اوسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ غول عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیت ناموس اور کافرون کے ساتھ لڑکر دین کی حمیت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور صحابہ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ یہ سب غصہ کا ثمرہ ہے تو چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارہ مین ہو بعض لوگ سمجھتے ہین کہ ریاضت سے غصہ کی جڑ اوکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا غلط ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اوس سے چارہ نہین اور جبتک آدمی زندہ ہے تبتک اوسکے غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے بعض وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ نیست و نابود ہو گیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی

حاجت اوسے ہو وہ کوئی چھین لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اوس سے بے پروا ہو تو اگر کوئی شخص اوس کتے کو لیجائے یا مار ڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہو لیکن کھانا کپڑا گھر تندرستی اور ایسی چیزون سے حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اوسکی سلامتی فوت ہوجائے یا اوسکا کھانا کپڑا لیلین تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اوسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور واماندہ ہوگا اسواسطے کہ آزادی بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اوسقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کردے کہ اوسے بقدر ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتی کہ جاہ و مال اور دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اوس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہیگا اسواسطے کہ جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اوسکے آگے چلے یا مجلسون مین اوس سے بہتر جگہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ نہین کرتا اس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اسواسطے اکثر غصے جاہ و مال کی زیادتی کے سبب ہوتے ہین حتی کہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتر بازی بہت شراب خواری اگر کوئی شخص اوسے کہے کہ شطرنج خوب نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت کرنے سے آدمی اوس سے رہائی پاسکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کو ضروریات سے ہین اونمین اصل خشم بالکل نہین ہوتا اور بالکل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اوسے بے اختیار کردے اور برخلاف عقل و شرع اوسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصے کو اس درجہ پر لاسکتا ہے اس امر پر کہ غصہ کی جڑ نہین جاتی اور اوسکا جانا چاہیے بھی نہین یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غصے سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون اَغْضَبُ کَمَا یَغْضِبُ اَلْبَشَرُ یعنی جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اوسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کسیکو مین لعنت کرون یا غصے مین سخت کلام کہون یا ماربیٹھون تو بار خدایا اوسے تو میری طرف سے اوسپر رحمت کا سبب کردے حضرت عبد اللہ ابن عمر ابن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اوسے مین لکھتا ہون اگر غصے مین کچھ فرمائین تو کیا کہ اوسے بھی لکھ لیا کرون کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے رسول برحق کرکے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصے مین بھی ہوتا ہون تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایکدن خشمگین ہوئین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے لیکن حق تعالی نے مجھے اوسپر فتح دی تھی کہ وہ میرا زبردست ہو گیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے غصے کا شیطان نہین ہے فصل الغرض جاننا چاہیے کہ اگرچہ باطن سے غصہ کی جڑ نہین اوکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کیطرف سے دیکھے تو اس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا

اور اوس شخص مین کچھ بھی غصہ نہین پیدا ہوتا جیسا اگر کسیکو لوگ پتھر مارین تو کسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اوسکے جان مین
غصہ کی ٹھیر قرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اوس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی
بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کرو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ
حرکت اوسمین ہے لیکن اوس سے نہین ہے علی ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو
کام خلق سے ہوتا ہے اوسمین خلق بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کے قید مین ہے لیکن قدرت ارادہ اور خواہش اوس
کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن خواہش کو اوسپر مسلط کر دیا ہے چاہے یا نچاہے اور جب خواہش اوسپر
کو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اوسکی مثل اوس پتھر کی سی ہے جو اوسپر پھینکا ہو اور پتھر سے دکھہ درد حاصل ہو
لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اوس بودھے کی روزی تھی اور بکری مر گئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہوگا اور جب کوئی آدمی
مارڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویسا ہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن
رہتا ہے اور تقاضاے بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین اونکی طرف التفات پیدا ہو جاتا ہے اور اکثر آدمی بعض اوقات
ایسے ہوتے رہتے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصہ کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو بھی آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصہ کا
سبب نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اوسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبہ توحید نہو لیکن اوسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہو
کہ اوسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اونھون نے کہا کہ اگر
قیامت کے دن میرے گناہون کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلہ ہلکا ہوگا
تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی علیہ کو کسینے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنت کے درمیان مین
ایک گھاٹی ہے مین اوسکے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کر گیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے
یہ میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ گالی دینے سے انکا غصہ ظاہر نہوا
امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھپر پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے
وہ اپنے ساتھہ جو مشغولی رکھتے تھے اوسکے سبب سے اونکا غصہ ظاہر نہوا حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی علیہ کو ایک عورت نے
ریاکار کہکر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسینے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے
کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب سے
غصہ کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ حق تعالی اوسے دوست رکھتا ہے جو غصہ نکرے
تو جب غصہ کا سبب پیش آئے تو حق تعالی کی محبت اوس غصہ کو چھپائے جسطرح کسیکا کوئی معشوق ہو اور اوسکا بیٹا عاشق کو گالیان
دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اوس جفا کو درگذشت کرے تو غلبۂ عشق اوسے ایسا کر دیتا ہے کہ اوس جفا کا
درد و رنج عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ ان سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہو جائے کہ اپنے

غصہ کو مار ڈالے اگر یہ نہین کر سکتا تو اوسکی قوت توڑ دے تا کہ غصہ سرکشی نکرے اور عقل اور شرع کے برخلاف حرکت نکرے تو فضل
الغرض جانو کہ غصے کا علاج اور اوسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ مین لیجاتا ہے اور غصے سے بہت گناہ
پیدا ہوتے ہین اوسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصے کی جڑ اور مادے کو باطن سے نکال ڈالے اور دوسرے
ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کر دے جڑ اور مادے کو نہ نکال ڈالے تو مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن مین غصے کا کیا سبب ہے
اور اوس سبب کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالے اور اوسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبر ذرا سی بات یا معاملے مین جو
اوسکی تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھے کہ مین بھی اور بندون کی جنس سے ہون اور
بزرگی نیک اخلاق کے سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاق بد مین سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہین ہوتا دوسرا
سبب عجب ہے کہ اپنی شان مین کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئین پہچانے کبر اور عجب کا تمام علاج اپنے مقام پر کہا جاویگا
تیسرا سبب مزاح ہے کہ اکثر اوقات اوسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئین آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق حاصل کرنے کی
جد و جہد سے مشغول کرے اور مزاح سے باز رہا کرے علی ہذا القیاس ہنسنا اور مسخرا پن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئین اوس سے
محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص دوسرون سے ہنسی کریگا اوس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اوسکی ہنسی کا جواب نہ دیگا
تو اوسنے ہنسی کر کے خود اپنے تئین ذلیل کیا چوتھا سبب کسیکو ملامت کرنا اور کسیکا عیب کرنا یہ بھی جا بجا سے غصے کا سبب ہوتا ہے
اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ جو خود بے عیب نہو اوسے عیب کرنا نہین پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہین ہے یعنی کسیکو نہ چاہیے
کہ دوسرے کا عیب کرے پانچوان سبب مال و جاہ کی حرص ہے اور مال و جاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اوس سے
اگر ایک حبہ لے لین تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے تو جو ایک لقمہ اوس سے فوت ہو جائے اوسکے سبب سے خشمناک ہو جاتا ہے
اور یہ سب بد اخلاق ہین اور غصے کی جڑ بھی ہین اسکا علاج علمی بھی ہے علمی تو یہ ہے کہ آدمی آفت اور برائی جانے کہ دین و دنیا مین اوسکا
ضرر کسقدر ہے تا کہ دل سے اوس سے نفرت کرے پھر علاج عملی مین مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتون کی مخالفت کرے کہ مخالفت
سب اخلاق بد کا علاج ہے جیسا کہ ہم نے ریاضت نفس مین بیان کیا ہے اور غصے اور اخلاق بد پیدا ہونیکا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی
کسی ایسے گروہ کے ساتھ صحبت رکھے جنپر غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اسکا نام رکھیں اور اوسکے سبب سے فخر کرین اور حکایت
کرین کہ فلانے بزرگ نے ایک بات مین فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اوسکا جان و مال ویران کر ڈالا اور کسی کی مجال نہوئی کہ اوسکے
برخلاف کچھ بات کہتا کیونکہ مرد مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہین کسیکو چھوڑ دینا اپنی ذلت اور بے حمیتی اور نالائقی سمجھتے ہین
تو غصہ جو کتون کی عادت ہے اوسکا نام شجاعت اور مردانگی رکھتے ہین اور حلم اور بردباری جو پیغمبرون کا خلق ہے اوسکا نام نالائقی
رکھتے ہین اور شیطان کا کام یہ ہے کہ سبکو مکر و فریب اور برے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے
الفاظ سے اخلاق بد کی طرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب سے ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتین
اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصے سے بہت دور رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصے مین آجاتے ہین

بلکہ کوئی مردانگی اس مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصہ سے بر آئے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کی صفت ہے اور غصہ
دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اون لوگون کی صفت ہے جو درندون چرندون سے بہت نزدیک ہین الغرض تو غور کر کہ بزرگی
بزرگی اس بات مین ہے کہ تو انبیا اولیا کے مانند ہو جائے یا اس امر مین کہ احمقون اور بیعقلون کے مثل ہو جائے فصل الغرض جانتو
کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین مادہ خشم کو دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اسے دفع نہین کر سکتا اوسی چاہیے
کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اوسکو تسکین دے اور تسکین اوس سکنجبین سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین
اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے علم یہ ہے کہ اون آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصہ کرنے کی برائی
اور غصہ پیجانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر
رکھتا ہے اوس سے زیادہ قدرت حق تعالی تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالی سے تیری مخالفت بہت بڑہ کر ہے اگر تو کسی پر غصہ کریگا
تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کی بعد آیا
آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتقام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا
اوسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین انکی سبب سے
اگر غصہ نہ ٹھہر جاے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دل مین کہے کہ اگر تو غصہ نکالیگا تو شاید طرف ثانی بھی بر سر مقابلہ
آجائے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے
شاید کہ کچھ غدر و فریب کر بیٹھے اور غصہ مین جو بری صورت بنجاتی ہے اوسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا برا اور متغیر ہو جاتا ہے اور اوس
بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتے کے مثل ہو جاتا ہے
اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلت سے جانینگے
اور تیری حشمت کے واسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگون کی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اوسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت اس
نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالی کی خوشنودی ڈہونڈہے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین
تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اوسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاے اور اگر بیٹھا ہو تو
لیٹ جائے اگر اس سے غصہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدہ کرے اور منہ خاک پر رکھے تاکہ آگاہ ہو جائے
کہ مین خاک سے پیدا ہوا اور بندہ ہون اور اوسے غصہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اوسکی مان کا عیب کیا کہ اوسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسیکا عیب کیا ... کہ سبب ای ابوذر تو جان رکہ
کہ تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقوی مین اوس سے زیادہ ہو حضرت ابوذر اوس شخص سے عذر کرنے گئے وہ شخص
سامنے آیا اور حضرت ابوذر کو سلام کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جب غصہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم اونکی ناک مبارک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اللّٰہُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْہِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ
مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ یہ بھی کہنا سنت ہے **فصل** اے عزیز جانو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولی تر یہ ہے
کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے مگر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر بات کا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابلہ مین
گالی دینا غیبت کے بدلے غیبت کرنا اور ایسی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعزیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی
شخص ایسی سخت بات کہے جسمین کچہ جھوٹ نہو اوسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہر چند کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اوس امر کے سبب سے کرے جو امر تجہہ مین ہو تو اوسکا عیب اوس چیز کے سبب سے جو اوسمین ہے
نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو اسپر دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ یعنی دو آدمی جب ایک دوسرے کو برا کہین تو جو کچہ کہین گے
وہ اوسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی مظلوم حد سے تجاوز کر جاوے پس اوسکو جواب دینا حد سے تجاوز کرنے کے پہلے ام المومنین حضرت
بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات نے حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا سے پیغام دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ہم مین اور حضرت عائشہ رض مین انصاف کا خیال رکہا کیجیے
کہ آپ اونہین بہت چاہتے ہین اور اونکی طرف بہت رغبت کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب مین تہے کہ حضرت بی بی فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رض جسے مین دوست رکہتا ہون اوسے کیا تو دوست نہین رکہتی عرض کیا
کہ مین بھی اوسے دوست رکہتی ہون فرمایا کہ تو بھی عائشہ کو بہت دوست رکہ کہ مین اوسے بہت دوست رکہتا ہون حضرت بی بی فاطمہ رضی
اللہ تعالی عنہا اون ازواج طاہرات کے پاس گئین اور یہ ماجرا بیان کیا اونہون نے کہا کہ اس بات سے ہماری سیری نہین ہوتی
حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جو ازواج طاہرات مین سے تہین سبہون نے اونہین بہیجا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین
وہ مجہسے برابری کا دعوی کرتی تہین وہ آئین اور کہنے لگین کہ ابوبکر رض کی بیٹی ایسی ہین اور ابوبکر رض کی بیٹی ویسی ہین وہ برا کہتی تہین اور مین خاموش تہی کہ
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجہے جواب دینے کی اجازت دین جب آپ نے اجازت دی تو مین بھی جواب دینے لگی اور برا
کہنے لگی یہانتک کہ میرا دہن خشک ہو گیا اور وہ عاجز آگئین پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زینب رض یہ ابوبکر رض
کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اوس سے بہرہ نہ پاؤ گی تقریر مذکور سے اس بات کی دلیل ہے کہ جواب دینا درست ہے بشرطیکہ سچ ہو جہوٹ نہو
جیسا کہ یون کہے کہ اے احمق اے جاہل شرم کر چپ رہ کمینہ کیونکہ کوئی آدمی حماقت اور جہل سے خالی نہین ہوتا ہے آدمی کو چاہیے
کہ جو لفظ بہت نازشت نہو اوسکی عادت ڈالے کہ غصہ کے وقت وہی لفظ کہے تاکہ فحش اوسکی زبان پر نہ آنے پاوے مثلا بدبخت

ناکس ناہموار تنگ کیا اور شل اسکے غرضکہ جب جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولیٰ تر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا تھا حضرت صدیق اکبر جب تھے جواب دینے لگے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب تک تو آپ بیٹھے رہے جب مین جواب دینے لگا تو آپ اوٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ تو جب تک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا شیطان آیا مین نے نچاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے آدمیون کو انواع و اقسام پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہو اور خوشنود بھی ہو ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی سے ہو اور خوشنود بھی جھٹ پٹ ہو یہ اوسکے مقابلہ مین ہے اور تم مین بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی سے ہو اور تم مین بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو جلدی ہو اور خوشنود دیر کو **فصل** ایعزیز جانو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت کے سبب سے پی جائیگا تو غصہ اوسکے باطن مین جمع ہوکر کینہ اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِحَقُوْدٍ یعنی مومن کینہ ور نہین ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اوس سے آٹھ بوتے پیدا ہوتے ہین اونھین سے ہر ایک دین کی تباہی کا سبب ہوتا ہے پہلا تو حسد ہو کہ جسکے ساتھ کینہ ہو آدمی اوسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اوسپر بلا نازل ہونے کے سبب سے خوشی کرتا ہے اور اوس خوشی کو ظاہر کرتا ہے تیسرا یہ کہ اوس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اوسکے سلام کا جواب نہین دیتا چوتھا یہ کہ حقارت اور ذلت کی نظر سے اوسکو دیکھتا ہے پانچوان یہ کہ غیبت جھوٹ فحش افشاے راز کے ساتھ اوسپر زبان دراز کرتا ہے چھٹا یہ کہ اوسکا چرچا اور مسخراپن کرتا ہے ساتوان یہ کہ اوسکا حق ادا کرنے مین قصور کرتا ہے رشتہ قرابت توڑ دیتا اوسکا قرض نہین دیتا اوسکا مظلمہ نہین پھیرتا اوس سے معافی نہین چاہتا آٹھوان یہ کہ اگر [illegible] اوروں کو اکساتا ہے اور ذکر خدا [illegible] کہ تم اوسے مارو تو اگر کوئی شخص بڑا ہی دیانت دار ہوتا ہے اور گناہ کا کوئی فعل نہین کرتا تو بھی اس سے خالی نہین ہوتا ہے کہ اپنا احسان اوس سے پھیر لے اور اوسکے ساتھ نرمی نہ کرے اور اوسکے کام مین مہربانی نہ کرے اور ذکر خدا مین اوسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اوسکے حق مین دعا اور ثنا نہ کرے یہ سب باتین اوس شخص کے درجون کو گھٹا دیتی ہین اور ان باتونکا نقصان بہت ہے جیسے مسطح نام جو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عزیز قریب تھا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ افک مین اونھی جب سخن در میان کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوسے نفقہ دینا موقوف کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یہانتک کہ ارشاد ہوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ یعنی تم یہ قسم نہ کھایا کرو کہ جسنے جفا کی اوسکے ساتھ ہم نیکی نہ کرینگے کیا یہ دوست نہین رکھتے ہو کہ حق تعالیٰ تمھین بخشدے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ واللہ مین اس امر کو دوست رکھتا ہون اور پھر اوسے نفقہ دینا شروع کیا تو جسکے دل مین کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے وہ تین حال سے خالی نہین ہوتا یا تو اپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اوسکے ساتھ نیکی کرون اور مراعات زیادہ کرون یہ تو صدیقون کا درجہ ہے یا نیکی نہین کرتا تو برائی بھی نہین کرتا ہے یہ پرہیزگارون کا درجہ ہے

یا برائی کرتا ہے یہ فاسقون اور ظالمون کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے تو اوسکے ساتھ نیکی کر کہ اس سے زیادہ کوئی چیز
موجب تقرب خدا نہین ہے اگر یہ نہو سکے تو معاف کردے کہ معاف کردینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تین باتون پر مین قسم کھا سکتا ہون صدقہ سے کوئی مال کم نہین ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسیکا قصور معاف
کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالی معاف کرنیوالیکی عزت مین زیادتی عنایت فرماتا ہے اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ
اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالی مفلسی کا دروازہ اوسکے اوپر کھولدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کے حق کو
فروگذاشت کرتے تو اوسپر آپکے غصہ کی کچھ انتہا نہوتی تھی اور جب دو کامون مین آپکو اختیار دیا جاتا اون دونون مین خلق پر جو بہت
آسان ہوتا ہے اوسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اوسے اختیار نہین کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اوس بات سے آگاہ کرون کہ اہل دنیا اور
اہل آخرت کے اخلاق مین کونسا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھے قطع کرے تو اوس سے مل اور تجھے محروم رکھے
تو اوسے عطا کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اوسے عفو کردے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے حق سبحانہ تعالی سے عرض کیا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ
جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہو اور عفو کردے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بددعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان سے
ہاتھ اوٹھائے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اوسکا
کوئی شریک نہین اوسنے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ
کیا دیکھتے ہو اور کیا کہتے ہو قریش نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آج قوت
آپ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون پر قابو پاکر کہا تھا
لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور سبکو امن دیدی اور فرمایا کہ تمسے کسیکو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جب تمام خلق قیامت مین اوٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالی پر ہے وہ اوٹھین کئی ہزار آدمی اوٹھین گے
اور جنت مین بے حساب چلے جائین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کردیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہین کہ غصہ کی حالت مین صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کردو ہشام
رحمہ اللہ تعالی علیہ کے پاس لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے اوسنے کہا
يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرینگے بندے حجت کر سکتے ہین تو آپکے
سامنے کیون نہ حجت کرسکون ہشام نے کہا اچھا آ کہہ کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کوئی چیز چوری گئی لوگ

ایک حکایت

چور پر لعنت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بار خدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چور نے اوٹھا لیا ہے تو اوسے مبارک ہو
اور اگر معصیت کی دلیری سے اوٹھا لیگیا ہے تو اوسکا گناہ اخیر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اوسے اور گناہون سے بچا حضرت فضیل
رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اوسکا مال چرا لیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا
کہ اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اوسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے
ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اوسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبد الملک بن مروان کے سامنے لوگ لیگئے وہان
ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے اونھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالی نے تجھے دیا یعنی ظفر اب جو کچھ حق تعالی
دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو پس عبد الملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کر دیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالی سے
اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اوس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب غصہ آئے تو عفو کرے اور کامون مین
نرمی کرنا چاہیے تاکہ غصہ نہ آنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالی نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند
کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی رفیق
ہے اور رفیق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ
کام بن جاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہو جاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے **حسد اور اوسکی آفتون کا بیان** ایعزیز جاننا
کہ غصہ سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو
اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فال بد سے اور مین تعلیم
کرون کہ اوسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کرے تو اپنے دل سے اوسے تحقیق نکرے اور اوسپر قائم نہ رہے اور جب بدفالی دیکھے تو اوسپر اعتماد نکرے اور جب
حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اوسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تم سے پہلے
بہت امتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم اوس خدا تعالی کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نجاؤگے
تاوقتیکہ ایمان نرکھوگے اور ایمان نرکھو سکتے تاوقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہوگے اور مین تمہین خبر دون کہ محبت کاہے سے
حاصل ہوتی ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسی علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا انھین اوس مقام
کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالی کے نزدیک اوس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا اله العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے
حق تعالی نے نام تو اونھین نہ بتایا اور فرمایا کہ اسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے ماں باپ کی
نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ حاسد میری
نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اوسے پسند نہین کرتا حضرت
سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے بے حساب دوزخ مین جاوینگے حکام ظلم کے سبب سے

عرب تعصب کے سبب سے ناکدار تکبر کے سبب سے سوداگر خیانت کے سبب سے گنوار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس
رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت بہشتیون مین سے
کوئی شخص آتا ہے انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھہ مین نعلین لٹکائے ہوئے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے دن
بھی آپنے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے چاہا کہ اسکا کردار معلوم ہو
کیا ہے اوسکے پاس جاکر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس رہون اوسنے کہا اچھا تین شب برابر
اوسے دیکھتے رہے سوا اسکے کہ وہ جسوقت سو کر اوٹھتا تھا تو خدا کو یاد کرتا کوئی عمل نہ دیکھا تب اوسنے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے ساتھہ
لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اوسنے کہا کہ میرا عمل
یہی ہے جو تو نے دیکھا جب مین چلا تب اوسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا
کہا اسی سے یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہا کر
اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو تکبر ہی سے کیا اور حرص سے دور رہا کر اسواسطے
کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہا کر اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم
علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالی کی صفتین بیان ہون
یا ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھہ بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد بادشاہ کے سامنے
ہر روز کھڑا ہوکر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھہ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اوسکا کردار ہی کافی ہے اوسے اوسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اوس
بات کے سبب سے اوسے عزیز رکھتا ایک آدمی نے اوسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے
بادشاہ نے پوچھا اوسپر کیا دلیل ہے اوسنے کہا کہ آپ اوس شخص کو اپنے پاس بلا کر دیکھیے کہ اپنی ناک پر ہاتھہ رکھہ لیتا ہے کہ بو نہ سونگھے
بعدہ وہ حاسد آیا اور اوس شخص کو اپنے گھر لیجا کر لہسن پڑا کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اوس شخص کو اپنے پاس بلایا اوسنے اپنا ہاتھہ منہ پر
رکھہ لیا تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو نہ پہنچے بادشاہ سمجھا کہ اوسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام سوا
اوسکے حکم اپنے دستخط خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اور اوسکی کھال مین بھس بھر کر میرے پاس
بھیجدے اور مہر کر کے اوسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اوس حاسد نے اوسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اوسنے کہا خلعت ہے
حاسد بولا مجھے دے اوسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اوسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کر کے تیری کھال مین بھس بھرنے کا
حکم لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھہ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ کے حکم مین پھر
دوبارہ پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اوس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جاکر بادشاہ کے
سامنے کھڑا ہوا اور روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا تو نے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھسے مانگا
مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھسے کہتا تھا کہ تو نے ایسا ایسا کہا ہے اسنے عرض کیا کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا

کہ پھر تو نے منہ اور ناک پر ہاتھ کیون رکھا تھا اوسنے کہا کہ اوس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کہا کرتا ہے
کہ بدکردار کو اوسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اوس بدکردار کو کافی ہوگیا حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے بابت مین
مین نے کبھی کسی سے حسد نہین کیا اسواسطے کہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو جو نعمتین جنت مین ہونگی اوسکے مقابلے مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر دوزخی ہے
تو چونکہ آگ مین جلیگا اوسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے
فرمایا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا پیچ رہے کہ معاملہ کرنے سے نہین نکلتا تو وہ
نقصان نہین کرتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ نہ خوش ہوتا ہے نہ حسد کرتا ہے

حسد کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ حسد اسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور تجھے برا معلوم ہو تو چاہیے
کہ نعمت اوسکی پاس سے جاتی رہے یہ حرام ہے احادیث کی رو سے بھی اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حکم الہی سے ناراضی اور خبث باطنی
ہے کیونکہ یہ نعمت تجھے نہ ملجائیگی دوسرے کے پاس سے اوسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے
اور اسکے پاس بھی نہ زائل ہو اور اوسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے برا نہ معلوم ہو تو اسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین ہو
ہے تو اچھی بات ہے اور واجب بھی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور فرمایا
سَابِقُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی تم اپنے تئین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد
نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسیکو حق تعالی مال اور علم دونون عنایت فرماوے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لائے
دوسرے یہ کہ کسیکو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حق تعالی مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مین بھی اوسی طرح صرف مین لاتا تو یہ دونون
شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یونہی کھوتا
تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر یہ مین دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت نہین
درست نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اوسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اوس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور
حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور بربادی چاہنا ہے زوال نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے
تو زوال چاہنے والیکو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالی نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے
بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوال نعمت کے سبب سے یہ تفاوت جاتا رہتا
اور اس آدمی کے دل پر سبکی ہوگی اوسکے رہنے سے اور خوف یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس کارہ
رہے گا تو ایسا ہو جائیگا کہ اگر اوس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہو جاوے تو یہ اوسکی نعمت چھین نہ لیگا بس اسقدر جو طبیعت مین
رہتا ہے اوسسے آدمی ماخوذ نہوگا

حسد کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ حسد دلکی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے
اوسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا
حاسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم واندوہ اور عذاب مین رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسیکو نعمت

۵۱

نہ پہونچی ہوا اور جس رنج و کیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اوس رنج و کیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھکر
کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے
دشمن کو کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیر الہی مین اوس نعمت کی ایک مدت معینہ ہے وہ پس و پیش کم و بیش کچھ نہین ہوتی
اسواسطے کہ تقدیر ازلی اوس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اوس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہرحال اس بات پر سب متفق ہین
کہ اوسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تھا کہ ایک نبی علیہ السلام نے ایک عورت صاحب سلطنت سے درماندہ ہوکر حق سبحانہ تعالی
کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فِرَّ مِنْ قُدَّامِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ اَيَّامُهَا یعنی اوسکے سامنے سے بھاگ حتی کہ اوسکی
مدت گذر جائے کیونکہ جتنی مدت ازل مین مقدر ہو چکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا و
زاری کرتے تھے اونپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین و آسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے
کہ نئے سر سے تیرے واسطے قسمت کرون اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اوسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اسکا نقصان
اوسیکی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت ایمان بھی
جاتی رہتی ہے جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ پس حسد حاسد کے واسطے
سر دست رنج و عذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اوسکی خفگی اور ناراضامندی
اور اوسکی قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علی الاطلاق نے کمال حکمت کے ساتھ کی ہے اور کسیکو اوسکے بھید کی طرف
راہ نہین دی ہے توحید مین اس سے زیادہ اور کیا خیانت ہوگی پھر آپس مین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ اونکی بدخواہی کی
اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شناعت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور کیا
چاہیگا کہ اوسکا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مظلوم کا سا
نہین ہو جاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج و عذاب سے چھوٹ گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے
اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ
حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملے سے بھی ظلم کرے اور اوسکی نیکیان محسود کے نامہ اعمال
مین نقل کر دین اور محسود کے گناہ اوسکی گردن پر دہر دین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود سے نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اوسکو واسطے
نعمت آخرت زیادہ ہو گئی اور دنیا مین حاسد کو سر دست رنج و عذاب ہوا اور عذاب آخرت کی نوبت پہنچی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین
اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے
اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اوسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم و ورع اور جاہ و مال کی
نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہے گا تو اسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اور یہ چاہا کہ ثواب آخرت بھی اوس سے فوت
ہو جائے اور فوت ہو گیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دینداروں کو دوست رکھتا ہے اور اونکے جاہ و حشمت سے راضی رہتا ہے

وہ قیامت کے دن اونھین کے ساتھ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اوسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوستدار اور سواے تینون قسم آدمیون کے محروم ہے حاسد کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے دشمن کے تو پتھر نہ لگے اور لوٹکر اوسی شخص کی دہنی آنکھ پر لگے اور وہ آنکھ پھوٹ جاے اور اوس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے دوبارہ زور سے پتھر مارے وہ بھی اور لوٹکر اوسی کی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اور لوٹکر اوسیکا سر توڑے اسیطرح پتھر مار مار کر خود زخمی اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اوسے دیکھ دیکھکر ہنسے یہی حال حاسد کا ہے شیطان اسکے ساتھ مسخراپن کرتا ہے حسد کی یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست و زبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا ظلم اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانے گا کہ حسد زہر قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اوس سے چھوٹ جائیگا اور علاج عملی یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسباب حسد کو اپنے باطن سے کھود پھینکے کیونکہ کبر و عجب عداوت جاہ و مال کی محبت وغیرہ حسد کا سبب ہین جیسا کہ غصہ کے بیان مین ہم بیان کر چکے ہین چاہیے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اوکھاڑ ڈالے یہی اصل ہے تاکہ حسد خود نہ رہے جب حسد پیدا ہو تو اوسکو اسطرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھ حسد فرمائے اوسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کہے کہ فلانے آدمی پر طعن کر اوسکی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کرنیمین کوشش اور عداوت کر تو اوسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی تعریف کرے اور اوسکے کام کو بالا کرے تاکہ وہ سنکر خوشدل ہو تو وہ بہ تو تجھپر ٹپکیگا اور اوسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ اس مقام پر شیطان یون بھڑکاتا ہے کہ اگر تو اپنی فروتنی اور اوسکی تعریف کریگا تو تجھے عاجز جانین گے پس اے عزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالی کا فرمان بردار بن خواہ ابلیس کا آخر جانتو کہ یہ دوا بہت مفید ہے اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اوسپر صبر نہین کر سکتا مگر قوت علم سے کہ یہ جانے کہ دین و دنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین و دنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی ہو جسمین تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیے ورنہ بیماری سے آخر ہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا فصل اے عزیز اگر تو مجاہدے کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جسنے تجھے ستایا ہو اور جو تیرا دوست ہو ان دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہو جائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر نہ ہے بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہو جائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہیت طبعی کو قول و فعل سے تو ہرگز ظاہر نکر دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور اپنے دل مین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھسے یہ صفت جاتی رہے جب تو نے یہ کیا تو وبال حسد سے چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول و فعل سے ہرگز اظہار نکرے اور یہ صفت جو تجھمین پائی جاتی ہے اسسے تو اپنے دل مین کارہ بھی نہو تو بعض علما نے کہا ہے کہ اسکے سبب سے تو ماخوذ نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین

اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا خواہان اور خوشی سے اندوہگین رہیگا وہ ضرر یا خوف ہوگا مگر یہ کہ اوس صفت سے تو کراہت رکھے تو البتہ
حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہوجائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے
بلکہ سبھونکو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہو بجلی کیطرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج محبت دنیا اور اس بیان مین کہ محبت دنیا سب گناہون کی افسر ہے

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا شیطانون کی رسی ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اوس چیز سے زیادہ شوم کیا
شے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندونکی
رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ باینطور دشمنی کرتی ہے کہ اونکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے
اور اونکی نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتی کہ اوس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین سہتے ہین اور اوٹھاتے ہین اور خدا کے
دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے اونھین اپنے دام محبت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہوجاتے ہین تو اونسے دور
بھاگتی ہے اور اونکے دشمنون کے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کیطرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی
ہے حتی کہ آدمی اس جہان مین کبھی اوسکا رنج اور کبھی اوسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصہ اور عذاب دیکھیگا
دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اوسے اور اوسکی آفت کو کما حقہ پہچانے اور اوس سے یون پرہیز کرے جسطرح جادوگرون
سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ
جادوگر ہے جیسے دنیا کی حقیقت اور فتنین اور دہوکے آغاز کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین
بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیات قرآنی اس مضمون مین بہت ہین اور قرآن اور کتب انبیا
اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالی کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا
اور محنت خلق سے کہہ سنائین تاکہ خلق اوس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** ایعزیز جان تو
کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے
کہ کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ حق تعالی کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ
خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ پرپشہ کے برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون اور جو کچھ دنیا مین
ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہون کی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا
کو دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نہ رہیگی اوسے
چھوڑکر اوس چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑکر آخرت کو اختیار کرو حضرت زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین امیر المومنین حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا لوگ آپکے واسطے شہد گھولکر پانی لائے آپ منہ کے پاس لیجاکر پھیر لائے اور
اسقدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے وہ چپ ہوکر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے

آنکھہ پونچھی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
بیٹھا تھا دیکھا کہ دست مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنی تئین مجھپر عرض کرتی تھی مین نے اوسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ گئے جو لوگ
آپ کے بعد ہونگے وہ تو نہ بچین گے اب مین ڈرا کہ اوسنے مجھے پا لیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے
ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اوسکے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا ہے
کہ دنیا اوجڑ ویرانون کا گھر مفلسون کا مال ہے اوسی وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہو اوسکی طلب مین وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اوسپر حسد وہ کرتا ہے جو بے فقہ ہو اور طلب وہ کرتا ہے
جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اوٹھے اور اوسکی ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مردان خدا مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین
اوسکے دل کو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نجائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اوس سے فرصت نپائے تیسرے ایسی فقیری جس سے
تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکدن جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھا دون یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھوڑے پر لیگئے کہ اوسمین
آدمیون اور بکریون کی کھوپڑیان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابوہریرہ تمہارے سرون کی طرح یہ سر بھی حرص و ہوا
سے پر تھے آج استخوان بے پوست ہوگئے اور جلدی خاک ہوجائینگے اور یہ پلیدی وہ انواع واقسام کے کھانے ہین جنکو بڑی
محنت سے لائے اور اس طرح پھینک دیے یاکہ سب لوگ اونسے بھاگتے ہین اور یہ لتے اونکے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اوڑتے ہین اور
یہ ہڈیان اونکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ اونکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص
چاہتا ہے کہ دنیا پر روئے تو اوس سے کہدو کہ رو کہ رونے ہی کی جگہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین و آسمان کے درمیان مین لٹکی ہے حق تعالی نے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت
کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ مجھے اپنے بندون مین سب سے زیادہ کمتر بندے کے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ اے ناچیز خاموش رہ جو دنیا
جہان مین تو مین نے پسند ہی نکیا کہ تو کسی کو حاصل ہو بھلا آج پسند کرونگا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آئینگے اونکے اعمال
تہامہ کے پہاڑون کے برابر ہونگے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نمازی لوگ
ہونگے فرمایا کہ ہان نماز بھی پڑھتے ہونگے روزہ بھی رکھتے ہونگے شب بیداریان کی ہونگی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن
باہر تشریف لائے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور چاہتا ہو کہ حق تعالی
مجھکو دیکھیا کر دے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالی اوسیقدر اوسکے دل کو اندھا کر دیتا ہے
اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالی اوسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بے وسیلے
کسی راہبر کے اوسکی رہنمائی کرتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے اور حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ
نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا سب

آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تمنے سنا ہے کہ مال آیا ہے اونھون نے عرض کیا
ہان آپنے فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ آیندہ ایسے کام ہونگے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمھاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون ان باتسے
ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالی تمھین افراط سے عطا کرے جیسا اون لوگون کو عنایت فرمایا جو تمسے پہلے گذر گئے ہین پھر تم اوسمین
منافسہ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسیطرح مشغول نہو آپ نے دنیا کے ذکر سے
ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی
تھی اوسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے خوب دوڑتی تھی ایکدن کوئی اعرابی ایک اونٹ لایا اور اوسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ
آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوئے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اوسے خوار نہ کرے
اور فرمایا ہے کہ اسکے بعد دنیا تمھاری طرف متوجہ ہوگی اور تمھارے دین کو اسطرح کھا جائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ دنیا کو خداوند بناؤ تاکہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنائے خزانہ ایسا رکھا کرو جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو
جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہیگا اور فرمایا ہے کہ دنیا
اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا ان ایک کو تو خوش کریگا اوتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہوجائیگی اور حضرت عیسی علیہ السلام
نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمھارے سامنے دنیا کو خاک مین ملادیا تم اوسکو پھر نہ اوکھیڑنا کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اوس مین
خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ بدون اوسکے ترک کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے پار گذر جاؤ
اور اوسکی آبادی مین نہو اور یہ جانو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہون کی سردار ہے اور اوسکا ثمرہ بڑا رنج ہے اور کہا کہ
جسطرح آگ پانی ایک جگہ نہین ٹھہرتا اسیطرح دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے
کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنا لین تو کیا ہو فرمایا کہ اونکے پہلے گھر بہت ہے کافی ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو ایکدن مینہ کی بارش ہوتی کی
چمک رعد کی کڑک نے گھیرا آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ کہین جگہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اوسمین گئے ایک عورت کو دیکھا تھا
آگے ایک غار تھا اوسمین گئے شیر کو دیکھا مشکل آگے عرض کیا کہ یا رب خدایا تونے جسے پیدا کیا ہے اوسکے واسطے ایک آرام گاہ ہے
مگر میرے واسطے وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنی بہشت تیرے آرام کی جگہ ہے بہشت مین سو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اونکو مین نے
اپنے دست لطف سے پیدا کیا ہے چار ہزار برس تیری شادی عروسی رہیگی ہر دن دنیا کی کئی عمرون کے برابر ہوگا اور شادی کیا
حکم کرونگا کہ ندا کرے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسی علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہونگے ایک بار حضرت عیسی
علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گذرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین
ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب سے یہ مرے ہین اوس رات حضرت عیسی علیہ السلام ایک
بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہروالو ایک شخص نے جواب دیا لَبَّیْكَ یَا رُوْحَ اللّٰہِ فرمایا کہ تمھارا کیا قصہ ہے اوس نے عرض کیا
کہ رات کو تو ہم بخیر وعافیت تھے صبح اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کیا اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور

گنہگارون کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کہ کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کیا جسطرح لڑکا مان کو دوست رکھتا ہے
جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہو جاتے فرمایا کہ اورون نے کیون نہ جواب دیا عرض کیا
کہ انہین سے ہر ایک کے منہ مین آگ کی لگام ہے فرمایا تو نے کیون جواب دیا عرض کیا مین انہین تھا مگر انہین سے نہ تھا جب عذاب آیا
تو مین بھی انہین رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہون نہین جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ مین جاؤنگا حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا
اسے حواریین دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا
بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اورون نے دنیا کی
سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کمینے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہین اگر دنیا سے دستبردار
ہو جائین تو بہت ثواب پائین حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام ایکدن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری
سب آپکی خدمت مین حاضر تھے عُبّاد بنی اسرائیل مین سے ایک عابد کی طرف گذرے اوسنے عرض کیا کہ ای ابن داؤد آپ کو
حق تعالی نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی فرمایا کہ مسلمان کے نامہ اعمال مین ایک تسبیح اوس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت
ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت نہ رہے گی شعر بس ازسی سال این معنی محقق شد بخاقانی ❊ کہ یکدم با خدا
بودن بہ از ملک سلیمانی ❊ حدیث شریف مین ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب گیہون کہایا اور پائخانہ
کی حاجت ہوئی تو جگہہ ڈہونڈہنے لگے کہ اپنی حاجت سے فراغت پائین حق تعالی نے ایک فرشتہ کو اونکے پاس بھیجا اوسنے
پوچھا آپ کیا ڈہونڈہتے ہین فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے پیٹ مین ہے اسے کہین رکھون اوسنے کہا کہ جنت کے
اور کسی کھانے مین حق تعالی نے یہ تاثیر نہین رکھی ہے مگر گیہون مین اب اسے کہان رکھئیگا عرش پہ یا کرسی پہ یا بہشت کی
نہرون مین یا درختون کے نیچے دنیا مین جائیے کہ ایسی نجاستون کی جگہ وہین ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
نے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا جیسے دو دروازون کا گھر
ایک دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکل گیا حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے جس سے
حق تعالی ہمین دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تا کہ حق تعالی تمہین دوست رکھے اسقدر حدیثین کافی ہین لیکن اس باب مین
صحابہ اور بزرگون کے یہ اقوال ہین کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جسنے
یہ کام سیکھے اوسنے جنت ڈہونڈہنے اور دوزخ سے بھاگنے مین کچھ نہین باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اوسکی فرمانبرداری کی
شیطان کو جانا اور اوسکی مخالفت پر کمر باندہی حق بات کو پہچانا اور اوسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اوس سے دستبردار
ہو گیا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اور اوسکی تلاش مین قائم ہو گیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا مین جو چیز حق تعالی
تجھے عنایت کرتا ہے وہ تجھسے پہلے کسی کو دیچکا ہوگا اور تیرے بعد اور کسیکے واسطے رہے گی تو اوس پر کیا دل لگاتا ہے صبح شام کے
کھانے کے سوا دنیا مین اور کچھ تیرا حصہ نہین ہے اوسکے واسطے اپنے تئین ہلاک نہ کر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھ حتی کہ

آخرت میں افطار کر کیونکہ ہوا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور بادیہ یعنی دوزخ اوسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے کہا کہ میں دنیا کو دوست رکھتا ہوں کیا کروں کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہے فرمایا کہ جو کچھ کماؤ حلال سے کماؤ اور بجا صرف کرو ایسی
دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت میں یہ اسواسطے کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اوسپر دنیا خود منغص ہو جائیگی اور اوسکے دل میں
بری معلوم ہوگی حضرت یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اوسکی دکان سے کچھ نہ اوٹھا ورنہ شیطان خواہ نخواہ تیرے
پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل کا
موجب تھا کہ جو مٹی باقی رہیگی اوسکو اوس سونے سے جو فنا ہو جائیگا بہت دوست رکھتے پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر
اختیار کرے حضرت ابو حازم رح کہتے ہیں کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانیگا قیامت میں اوسے ٹھہرا کر اوسکے سرپر
منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ نے حقیر جانا اوسے اوسنے بزرگ جانا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ دنیا میں جو شخص ہے وہ مہمان ہے اور جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور عاریت کا انجام پھیر دینا ہے
لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا دنیا آخرت کے عوض بیچ کہ دونوں کا فائدہ اوٹھا اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچنا کہ دونوں
کا نقصان اوٹھائیگا حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خلق کی طرف بھیجا تو ابلیس کا لشکر ابلیس کے پاس گیا کہ حق تعالیٰ نے ایسے رسول کو بھیجا اب ہم کیا کریں ابلیس نے پوچھا کہ بھلا وہ
لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اوسکے لشکریوں نے کہا ہاں ابلیس نے کہا کچھ تردد نہ کرو اگر بت نہ پوجا جاوے پر محبت دنیا میں ان
لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرونگا کہ جو کچھ لیں ناحق پر لیں اور جو کچھ دیں ناحق پر دیں اور جو کچھ رکھ چھوڑیں ناحق پر رکھ چھوڑیں اور تمام شر
انہیں تین کاموں کے تابع ہیں حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تمام دنیا حلال اور بے حساب مجھے عنایت فرمائے
تو جس طرح تم مردار سے ننگ رکھتے ہو اوسی طرح میں اوس سے ننگ و عار رکھوں حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر شام تھے
امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہاں پہونچے تو اونکے گھر میں کچھ نہ دیکھا مگر ایک تلوار ایک سپر ایک رحل فرمایا تمنے
گھر میں ضروری چیزیں کیوں نہ رکھیں کہا جہاں میں جاتا ہوں یعنی قبر میں وہاں یہی کافی ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالیٰ کو خط لکھا کہ وہ دن آیا سمجھ جس دن وہ شخص جسکی موت سب سے اخیر اور بعد لکھی ہے مریگا اس سے
زیادہ اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جس دن آپ کہیں گے دنیا پیدا ہی نہیں ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا
قول ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ کسطرح ہنستا ہے
اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسیکے پاس نہیں ٹھہرتی اوس سے تعجب ہے کہ پھر کس طور سے اوس سے دل لگاتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ روزی کے
ساتھ کیونکر دل مشغول رکھتا ہے حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آدمی توبہ اور طاعت کو دیر پیچھے ڈالتا ہے [illegible] دوست رکھتا ہے کہ
بیکار کر دیتا ہے تاکہ اوسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ تو اوس
سبب سے خوش ہو اور اوسکے پیچھے ایسی کوئی چیز نہ ہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو صاف خوشی تو حق تعالیٰ نے دنیا میں پیدا ہی نہیں کی

حضرت حسن بصری قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتین اوسکا ٹیٹوا دبائے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ جو کچھ اوسنے جمع کیا تھا سیر ہوکر نہ کھایا اور جو امید رکھتا تھا اوس امید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا ویسا نہ کیا حضرت محمد ابن المنکدر قدس سرہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ہر روز روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑہا کرے اور حج اور جہاد کرے اور سب حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اوسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اوس شخص کو کہین گے کہ یہ وہ ہے جسنے اوس چیز کو بڑا جانا جسے حق تعالی نے حقیر کیا تھا اوسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اسکے گناہ بھی بہت ہین اور فرایض مین بھی قصور کرتے ہین مصرع بحیرتم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود ۔ اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سرا ہے ویران ہے اور اوس شخص کا دل اوس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلب دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سرا ہے آباد ہے اور وہ دل اوس سے بھی زیادہ آباد ہے جو طلب بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درم کو دوست رکھتا ہے یا جاگتے مین دینار کو اوسنے کہا کہ جاگتے مین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے تو اوسکو بہت دوست رکھتا ہے حضرت یحیی بن معاذ قدس سرہ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دست بردار ہو جائے قبل اسکے کہ دنیا خود اوس سے دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہ و تعالی کو خوشنود کرے پیش ازینکہ اوسکے دیدار سے مشرف ہو اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اوسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے پھر دنیا کے پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبداللہ قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیا داری کے ساتھ اپنے تئین دنیا سے بے پروا کرے اوسکی مثال اوس آدمی کی ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے اور سوکھی لکڑیان اوسمین ڈالتا جائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھہ چیزون سے عبارت ہے کھانے پینے پہننے سونگھنے سوار ہونے بیٹھنے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منہ سے نکلتا ہے پینے کی چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اوسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی چیزون مین سب سے عمدہ تر حریر ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون ہے سوار ہونے بیٹھنے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے سب مردونکو اوسکی پیٹھ پہ قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت کی خواہش ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ متنا متنی مین جاتا ہے اور عورتین مین جو چیز بہتر ہے وہ اوسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت مین بدتر ہے تو اوسے ڈہونڈہتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالی نے تمہین ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اگر تم اوسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالی نے تمکو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لیجائیگا

دنیاے بد کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جانو کہ اسکی ایک فصل عنوان مسلمانی مین بیان کی ہے یہان اسقدر جاننا چاہیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اوسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اوسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی افسر ہے اے عزیز جانو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم پر ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اوسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ

خداکے واسطے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت وقصد سے گناہ خداکے واسطے نہین ہوجاتے اور مباح چیزون مین
عیش وعشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ چیزین ہین
جو صورت کی روسے تو خداکے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملۂ دنیا ہوجائے وہ تین چیزین ہین فکر و ذکر اور خواہشون کی
مخالفت کہ یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور خداکی محبت کے سبب سے ہون تو گوکہ دنیا مین ہین لیکن خداکے واسطے ہین اور اگر انکا مطلب علم
مقصود ہوناکہ اوس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اوس فکر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جانکر لوگ اوسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ
روکنے مین یہ مطلب ہو کہ لوگ اوسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم اور ملعون ہین اگرچہ صورت کی روسے ایسی معلوم ہوتی ہین
کہ خداہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظ نفس کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خداکیواسطے
ہوجائے دنیا سے نرہے جیسے کھانا کھانا تاکہ اوس سے عبادت کے واسطے قوت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اوس سے فرزند مقصود ہو
اور تھوڑا مال ڈھونڈھنا جبکہ اوس سے فراغت طاعت اور خلق سے بےپروائی مقصود ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا ہے وہ خداکو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق
سے بےنیاز ہوجائے وہ قیامت کے دن جب آئیگا تو اوسکا چہرہ چودہوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہوگا تو دنیا وہ ہے جسمین
فی الحال حظ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اوسکی حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کے واسطے ہوگی تو دنیا سے
نہین جیسا راہ حج مین سواری کے جانور کا چارہ منجملۂ زاد حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اوسے حق تعالی نے ہوا ارشاد کیا ہے جیسا کہ فرمایا
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى دوسری جگہ حق تعالی نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا
وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور جو ہشون کی خوشی اور اپنے تئین آراستہ کرنا اور دوسرون سے
تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال اور اولاد کی زیادتی ڈھونڈھنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین اونکو ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے
زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیۃ یعنی خلق کے دل مین ان سب چیزون کی محبت
آراستہ کردیا ہے جورو لڑکے سونا چاندی گھوڑے کھیتی یعنی گاے بیل اونٹ بکری ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی
برخورداری ہے الغرض جانتو کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کے واسطے ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و
عشرت زائد از قدر کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اسکے اوپر
مقدار زینت اور زیادتی تجمل ہے کچھ انتہاہی نہین رکھتی جسنے ضرورت کی قدر پر قناعت کی وہ جنت مین ہے اور جو تجمل کے درجے پر گیا
وہ دوزخ مین پڑا کہ اوسکی کچھ انتہا ہی نہین جسنے بقدر حاجت پر اقتصار کیا وہ خطر سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک
ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون کنارون کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمال اجتہاد سے
آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہو اوسے حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روز حساب کے خطر مین پڑجائے اور سب
بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے بقدر ضرورت پر قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ

٥١ اور باز رکھا نفس کو خواہش سے بیشک بہشت ہی اوسکا ٹھکانا ہے ١٢

پیشوا اور مقتدا ہین کہ انھون نے اپنے اوپر دنیا کو اسقدر تنگ پکڑا تھا کہ لوگ اونھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ سال سال
دو دو سال تک لوگ اونکی صورت نہ دیکھتے تھے کہ کہان ہین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد تشریف
لاتے تھے رستہ مین چھوہارے کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پا جاتے تو اونکی گٹھلیان خیرات دیتے
نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے کی قدر خرمے مول لیتے گھورون پر سے چیتھڑے چن چن کر دہو دہو کر لباس بناتے
لڑکے پتھر مارتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے وہ فرماتے کہ میان لڑکون چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہو جاؤن
یہی سبب تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر خطاب
رضی اللہ تعالی عنہ کو اونکے حق مین وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو دیکھا
حج مین فرمایا کہ جو شخص عراقی ہے وہ کھڑا ہو جاوے سب عراقی کھڑے ہو گئے فرمایا کہ کوفی ہو بیٹھ جاوے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ
جو قرن کے رہنے والے نہون وہ بھی بیٹھ جاوین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا کہ تو کیا قرن کا باشندہ ہے اوسنے کہا ہان فرمایا
اویس قرنی کو جانتا ہے اوسنے عرض کیا جانتا ہون وہ تو اوس درجہ حقیر ہے کہ اس لائق نہین کہ آپ اوسکی بات پوچھیے کیونکہ ہم لوگون مین
اوس سے زیادہ احمق اور دیوانہ اور محتاج اور ناکس کوئی نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر خطاب نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین
اونھین اسواسطے تلاش کرتا ہون کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ
اوسکی شفاعت سے جنت مین جاوینگے اور ربیعہ اور مضر دو قبیلے تھے کہ کثرت کی وجہ سے لوگ انکے شمار مین نہین آسکتے تھے
حضرت ہرم بن حیان کہتے ہین کہ مین نے جب یہ حال سنا تو کوفہ گیا اور حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتی کہ فرات کے کنارے
وضو کرتے اور کپڑے دہوتے پایا چونکہ اونکی تعریف سن چکا تھا اس سبب مین نے پہچانکر سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور مجھے
دیکھا مین نے چاہا کہ اونکا ہاتھ پکڑلون مگر ہاتھ مجھے نہ دیا مین نے کہا رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا أُوَيْسُ وَغَفَرَ لَكَ تم کیسے ہو یہ کہکر اونکی عاجزی
اور شکستہ حالی دیکھکر مجھے شفقت اور محبت جو اونپر آئی تو مین بے اختیار رونے لگا وہ بھی روئے اور کہا حَيَّاكَ اللّٰهُ يَا هَرِمَ بْنَ حَيَّان
میرے بھائی تم کیسے ہو اور تمھین میرا پتا نشان کسنے بتایا مین نے کہا تمنے میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر پہچانا تمنے مجھے کبھی دیکھا بھی
نہین کہا نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ یعنی اوس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا
کہ مسلمانون کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو
مین نے کہا کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرو تا کہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپکی قدمبوسی سے مشرف نہین ہوا ہون آپکی حدیثین اورون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ محدث
بنون اور محدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے ایسا شغل ہے کہ ان باتون مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف کی
کوئی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپکی زبان سے سن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ مین آپکو
اللہ بہت ہی دوست رکھتا ہون بس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یہ کہکر رونے لگے

پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اوسکا کلام راست اور حق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تک پڑھا اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہوگئے اور کہا اے ابن حیان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہے کہ تو بھی مرجائیگا یا بہشت مین جائیگا یا دوزخ مین تیرے دادا حضرت آدم علیہ السلام مرگئے حضرت حوا علیہا السلام مرگئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مرگئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ مرگئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مرگئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اونکے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی دنیا سے کوچ کیا وا عمراہ وا عمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجھپر رحمت کرے حضرت عمر تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروق مرگئے پھر کہا مین اور تو بھی مردون مین سے ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نرہ جب اپنی قوم کے پاس جا تو اونکو نصیحت کر اور خلق خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعت امت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن نہ ہٹانا ورنہ فوراً بیدین ہوجائیگا اور جانیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے حرم ابن حیان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے مجھکو دعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اس طرف جا مین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت اونکی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رولانے لگے مین اونکے پیچھے دیکھتا تھا حتی کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر اونکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو یاد رکھ کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے اونکی سیرتین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیاء اولیاء علیہم السلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہل احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نرہ کہ قدر حاجت پر اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطر عظیم مین نہ پڑجائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان ہی کرچکے ہین واللہ اعلم

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اوسکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسیطرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ یہ موجب عیش و عشرت بھی ہے اور زاد آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت لباس مسکن ضرور ہے اور یہ بہین مال ہے اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے نپانے مین صبر نہین ہے اور پانی مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اوس سے خوف کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تونگر ہے اوسمین غرور اور تکبر کا خطرہ ہے فقیری کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری

اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیری کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بڑی صفت ہے دوسری دہش اور سخاوت اور دینے والیکی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بد ہے اور دوسری ملی ہوئی ہے اسکا پہچاننا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدہ سے خالی نہین اور دونون کو پہچاننا فرض ہے تاکہ لوگ اوسکی آفت سے حذر کرین اور فائدہ کے موافق اوسے ڈھونڈہین

محبت مال کی کراہیت کا بیان

حق تعالی ارشاد فرماتا ہے لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ یعنی مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے غافل کروے وہ اہل خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال و جاہ کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی جاہ و مال کی محبت مرد مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھائینگے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک پہنینگے اور خوبصورت عورتین رکھینگے اور بیش قیمت گھوڑے باندہینگے تھوڑے مین اونکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت کرینگے اونکی تمام ہمت طلب دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچھ کرینگے دنیا ہی کے واسطے کرینگے مین محمد ہدایت کرتا ہون تمکو میرا حکم ہے کہ تمہاری اولاد مین جو شخص اون لوگون کو پائے اونکو سلام نہ کرے اونکی بیمار پرسی نکرے اونکے جنازے کے ساتھ نجائے اونکی بزرگون کی عزت و حرمت نکرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین اونکا یار و مددگار ہوگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو دنیا دارون کے ساتھ چھوڑ دو کیونکہ جسنے قدر کفایت سے زیادہ اوسمین سے لیا تو وہ اوسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اور کیا ہے کہ تو کھا گیا اور نیست و نابود کردے پہنے اور پرانا کرڈالے یا صدقہ دے اور ہمیشہ کے واسطے چھوڑ جائے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ مین سامان مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اوسنے عرض کیا رکھتا ہون فرمایا کہ اوسے پہلے سے بھیجدے یعنی خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ رہے اور اگر آگے بھیجدیتا ہے تو چاہتا ہے کہ جائے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اوسکے ساتھ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لب گور تک اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک آدمی کے ساتھ جاتا ہے وہ عزیز و قریب ہین اور جو قیامت تک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ اوسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حواریین نے حضرت عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمہارے دلون مین سونا چاندی کیسا ہے اونہون نے عرض کیا اچھا فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالی عنہ کو ستایا اونہون نے کہا کہ بار خدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اوسے عنایت فرما اس دعا کو سب باون مین

بدتر جانا کیونکہ جسکو حق تعالی نے یہ چیزین عطا کین خواہ نخواہ تکبر اور غفلت اوسکو آخرت سے غافل کر کے ہلاک اور تباہ کرینگی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ نے ہتھیلی پر ایک درم رکھکر فرمایا کہ تو وہ چیز ہے کہ جبتک میرے ہاتھ سے نہ نکلیگا تبتک مجھکو کچھ فایدہ نہو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین
کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالی نے اوسے خوار و ذلیل کیا روایت ہے کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم و دینار بنائے ابلیس اوٹھین
اوٹھا لیگیا اور اپنی آنکھون پر ملکر بوسہ دیکر کہا کہ تجھکو جو کوئی دوست رکھیگا وہ سچ یہ ہے کہ وہ میرا بندہ ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ
درم و دینار بچھو ہین جبتک انکا منتر نہ سیکھ لے تبتک انھین ہاتھ نہ لگا ورنہ اونکی زہر سے تو ہلاک ہو جائیگا لوگون نے پوچھا اونکا منتر کیا ہے
کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برمحل ہو مسلمہ ابن عبد الملک خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالی کے پاس اونکی وفات کیوقت گئے اور کہا کہ
یا امیر المومنین تمنے ایسا کام کیا ہے کہ کبھی کسینے نہین کیا تیرہ بیٹے رکھتے ہو اور اونکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نہ چھوڑا کہا مجھے اوٹھا بٹھا دو لوگون نے
بٹھا دیا کہا کہ سنو مین نے نہ تو اونکی کوئی ملک اورونکو دیدی نہ اورون کی کوئی ملک انہین دی میرا بیٹا یا قابل اور مطیع خدا ہوگا یا نا قابل
ہوگا اور جو مطیع اور لائق ہوگا اوسے اللہ بس ہے اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھے کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب القرظی
رحمۃ اللہ تعالی نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کیواسطے چھوڑو کہا نہین مین یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس
چھوڑونگا اور حق تعالی کو اولاد کے واسطے چھوڑ جاونگا تاکہ حق تعالی اونھین اچھا رکھے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالی نے
کہا کہ مالدار کے واسطے مرتے وقت دو مصیبتین ہین کہ اور کسیکو نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اوس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ
کہ تمام مال کے واسطے اوسے ماخوذ کر کے باز پرس کرتے ہین **فصل** اے عزیز جانو کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے برا ہے مگر ایک وجہ
اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین شر بھی ہے خیر بھی ہے اسی وجہ سے حق سبحانہ تعالی نے اوسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا
اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ الآية اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے
اور فرمایا كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا یعنی یہ خوف ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہو جاوے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص
اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہے اور اوسمین جانکنی کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہے اور دنیا مین بہت سی
نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اوس بیچارہ سے کہتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کا یہ کیا عدل و انصاف ہے اور خدا نے کیا تقسیم کی
فاسق کو تو اتنا مال دیا کہ اوسکو معلوم بھی نہین کہ کیا کچھ رکھتا ہون اور کیا کرونگا اور بیچارونکو بھوکا مارتا ہے اور ایک درم نہین دیتا خدا
اگر تیری محتاجی نہین جانتا تو اوسکے علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہے اور دے نہین سکتا تو اوسکی قدرت مین نقصان ہے اور اگر جانتا بھی ہے
اور دے بھی سکتا ہے اور پھر نہین دیتا تو اوسکی بخشش اور رحمت مین قصور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا
اور فاقون کی تکلیف کے بغیر بھی ثواب دے سکتا ہے تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دے سکتا ہے تو اوسکی قدرت کاملہ نہین اگر ان سب
باتون کے ساتھ اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہے اور جواد و کریم ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اوسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت
سے نہین دیتا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجایش پاکر قضاء قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے اوسکو چھیڑتا ہے
تاکہ شاید غصہ اوس مضطر پر غالب ہو جاوے اور آسمان اور زمانہ کو گالیان دینے لگے اور کہہ بیٹھے کہ آسمان احمق ہو گیا اور زمانہ

اوٹھا ہوگیا جو لوگ مستحق نہین ہین انھین تمام نعمت دیے دیتا ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اگر اوس سے کہین کہ یہ آسمان اور
زمانہ قدرت خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کہہ بیٹھے کہ نہین ہے تو کافر ہے اور کہے کہ ہان ہے تو گویا مذمت کلام حق تعالی کو کہے یہ بھی کفر ہے
اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنی زمانہ کو برا نہ کہو زمانہ خدا ہے اسکا مطلب
یہ ہے کہ تم جسپر اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اوسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی بو آتی ہے مگر اوس شخص
کے حق مین نہین جسکا ایمان ایسا غالب اور مضبوط ہو کہ مفلسی مین بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلس ہی رہنے مین میری خیر
ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبہ اور فہم کے نہین ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولیٰ تر ہے تو اسواسطے ایک جہت سے مال اچھی چیز ہے
اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اوس سعادت کو بے تین طرح کی نعمتون کے پہونچنا ممکن نہین
ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت
اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے اونمین
فی نفسہ کوئی فائدہ نہین ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن حواس اوٹھانے کے لیے اور یہ
حواس صیاد عقل کا پھندا بننے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہو تاکہ دل حضرت الہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الٰہی
حاصل کرے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی نہایت حق تعالی ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان سب کی ہستی
اوسیکے سبب سے ہے جسنے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اوسیقدر رکھے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال
اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو قدر کفایت
روزی دے اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوسمین بوے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم ہو
اوسمین بوے گمراہی پائی جاتی ہے اور یہ بھی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ
جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کے لیے طلب کرتا ہے وہ اوسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اوس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے
وہ اندھا اور اوچھی سمجھ کا آدمی ہے اور اوسنے مال کی حقیقت کو نہین پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ یعنی دینار و درہم کا بندہ اوندھا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اوس چیز کا بندہ ہے
اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اوسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا
وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ عرض کیا کہ بارخدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ بزرگون نے
اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان پر بت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بت
یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام والثنا کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ اونھین
بت پرستی کا خوف ہوتا **مال کے فائدون اور آفتون کا بیان** ایعزیز جانو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اوسمین زہر بھی
ہے تریاق بھی جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کرلین تب تک اوسکا تمام بھید ظاہر نہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک

پوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اوسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی
اوسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد کہ
اسمین جو مال صرف کریگا وہ عین عبادت مین صرف ہوا اور سامان عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری
چیزون مین بقدر کفایت صرف ہو کہ اوس سے عبادتون کی قوت اور فرغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت
کرسکتا ہے وہ چیز بھی عین عبادت ہے اور جسکے پاس بقدر کفایت مال نہوگا وہ تمام دن ہاتھ پاؤن اور دل سے اوسکے طلب کرنے مین
مشغول رہیگا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اوس سے محروم رہیگا تو فرغت عبادت کے واسطے جب مال بقدر کفایت ہو
تو وہ عین عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملہ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے
اگر راہ آخرت مین فرغت پانا مقصود دلی ہے تو یہ مال بقدر کفایت زاد راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہ
کی کچھ زمین حلال تھی اوس سے روزی بقدر کفایت ملتی تھی خواجہ عبداللہ فارمدی قدس سرہ نے کہا ہے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اوسکا غلہ
لوگ لائے تھے شیخ ابو القاسم نے اوسمین سے مٹھی بھر اوٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکلون کے توکل سے اسے بدلا نکرونگا فی الحقیقت
یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبہ دل مین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فرغت معاش سالک راہ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم
یہ ہے کہ لوگون کو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت
اور ہمت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی
بھائی اگرچہ مالدار ہون اونکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا رہے اور رسوم بجا لائے
یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت برگزیدہ اخلاق سے ہے
چنانچہ اوسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اوسکے سبب سے اپنی عزت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اوسکے ساتھ
زبان درازی کرینگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکینگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو
لوگون کی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ اون لوگون پر بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بچتا ہے
اگر ایسا نکرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جاوے یہ کام بے مال کے نہین ہوسکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اون
لوگون کو مال دے جو اوسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دھونا جھاڑنا خریدنا پکانا
وغیرہ اوسکا تمام وقت ضائع ہوگا اور اسکے فرض عین کو دوسرا نہین ادا کرسکتا ذکر و فکر فرض عین ہے اور جو کام اسکی طرف سے
دوسرا شخص کرسکتا ہے اوسمین اوقات صرف کرنے سے نقصان ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفر آخرت کی راہ دور و دراز
ہے اوسکا توشہ بہت ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اوسمین مشغول نہونا چاہیے اور بچاؤ بغیر مال کے
نہین بن پڑتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اوسکے کام کرینگے اور اوسکو محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ
سے کرنا موجب ثواب ہے لیکن یہ اوس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص اہل دل ہے

اور ذکر فکر کی لیاقت رکھتا ہے اوسکا کام یہ چاہیئے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادت بدنی سے بہتر ہے اوسمین اوسے فراغت حاصل ہو
تیسری قسم یہ ہے کہ کسی اعانت کرنیوالیکو نہ دے لیکن خیرات عام کرے جیسے پل اور سرا اور مسجد اور دار الشفا اور فقرا پر وقف وغیرہ
کہ یہ عام خیرات ہے اور بہت دنون تک رہتی ہے اور ان چیزون کے سبب سے دعائین اور برکتین اوسکے مرنیکے بعد اوسے پہونچتی
ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہوسکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین
ہین کہ مال کے سبب سے معزز و مکرم ہوتا ہے اور خلق اوسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی او
دوست بنا سکتا ہے سب کے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظر سے کوئی اوسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت دنیوی فائدے ہین
مال کی آفتون کا بیان بعضی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیت کی راہ
آدمی پر مال آسان کردیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیت کی متقاضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا
ایک سبب ہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہوگئی تو اگر مبتلاے گناہ ہو جائیگا تو تباہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج و مصیبت
مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون
سے بچا سکتا ہے جو عیش و عشرت مباح چیزون مین ہوتی ہے اوس سے اپنے تئین نہ بچا سکیگا ایسا کون ہے جو مقدرت رکھے اور جو کی
روٹی چکھے اور موٹا کپڑا پہنے جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی جہان عیش و عشرت مین پڑجاتا ہے
تو بدن اوس عیش و عشرت پر اڑجاتا ہے حتی کہ پھر اوس سے صبر نہین کرسکتا اور دنیا اوسکی بہشت ہوجاتی ہے موت بری معلوم ہوتی
اور عیش و عشرت کا سامان ہمیشہ مال حلال سے ہاتھ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین ہاتھ نہ آئیگا
تو آدمی چکنی چپڑی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگذاری مین پڑجائیگا اور جب بادشاہون کا مقرب ہوگا تو اسکا اندیشہ
پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ ہمسے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرب ہوگیا تو لوگ اسکا حسد کرینگے اور دشمن بنین گے اوسکے
درپے رہین گے اسے ستائین گے تو یہ بھی مکافات کے واسطے اونکی عداوت پر کمر باندھے گا اور آپ بھی اونکے ساتھ جھگڑا اور
حسد کرنے لگے گا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ انکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل و زبان کے سب
گناہ پیدا ہوتے ہین محبت دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اوسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت
ہے نہ دس نہ سو بلکہ بے شمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جیسے دوزخ کا غار جو ان لوگون کے واسطے خدا نے
پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش و عشرت نکرے
اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بنجائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اس مال کا رکھنا تعلق
دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اوسکی عظمت و جلال مین فکر کرنے سے اوسے باز رکھیگا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ
یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہو جائے اور اوسکے ساتھ کمال انس پیدا ہوجائے اور اوسکے سبب ماسوی اللہ سے
مستغنی ہوجائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہو مالدار آدمی کو گر زمین رکھتا ہے تو اکثر اوقات

اوسکی آبادی شہر کا کی خصومت خراج وغیرہ رہا یا سے حساب لینے کے خیال میں رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو شریک کی خصومت اور دریا میں سفر کی تدبیر نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے میں سرگرم رہتا ہے اگر گائے بکری رکھتا ہے تو اوسکا بھی خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ کسی مال میں بے شغلی نہیں ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اوسمین سے بقدر حاجت لے کر خرچ کرتا ہے اور ہمیشہ اوسکی نگہبانی میں اور اس خوف میں مشغول رہتا ہے کہ مبادا اسے کوئی لیجائے یا اسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے دنیا داروں کی فکر کے میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہیں اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں دنیا داری کے ساتھ فارغ البال رہوں وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی میں رہوں اور بھیگوں نہیں مال کے فوائد اور آفات بھی ہیں عقلمندوں نے جب یہ آفتیں دیکھیں تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے واسطے بھی بقدر ضرورت چاہا اور مختصر سی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی چیز لیتا ہے اور نہیں سمجھتا ہے اور مال کو وقفہ لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور حاجت کے وقت دلکو تشویش ہو شرع میں مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا

طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان

ایعزیز جانتو کہ طمع بد اخلاق میں سے ہے اسمین سرد ست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے جب طمع بر نہیں آتی تو بہت سے اخلاق بد اوس سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اوسکے ساتھ چکنی چپڑی باتیں بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت میں ریا کرتا اوسکی تحقیر پر صبر کرتا ہے اوسکی ناحق باتوں میں سہل انکاری کرتا ہے اور حق تعالی نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسپر قناعت نہیں کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہیں چھوٹتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہے گا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دلکو سیر نہیں کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اوسکی توبہ حق تعالی قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزیں بوڑھی ہو جاتی ہیں مگر دو چیزیں جوان ہی ہوتی جاتی ہیں ایک بڑی زندگی کی امید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالی نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اوسنے اوسپر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل میں روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہیں مرتا تا وقتیکہ اوسکی تمام روزی اوسے پہونچ نجائے حق تعالے سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اوسمین مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہہ کے مال سے پرہیز کرتا کہ تو عابد ترین خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالی نے عنایت فرمایا اوسپر قناعت کر تاکہ تو شاکر ترین خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیئے پسند کرتا ہے تاکہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپنے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے عرض کیا کہ ہمنے کیا ایکبار بیعت نہیں کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ کس بات پر بیعت کریں فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچوں نمازیں پڑھا کرو حق تعالی جو کچھ حکم فرمائے اوسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانے کے بعد ان لوگوں کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے

کہین اوٹھاؤ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر کون ہے ارشاد ہوا
کہ وہ جو قناعت کرے اوس چیز پر جو مین اوسے دون عرض کیا کہ عادل تر کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے حضرت
محمد ابن واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا رہتا ہے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے وہ اوس
بہت مال سے بہتر ہے جس سے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت سمیط ابن عجلان رحمۃ اللہ تعالیٰ اسنے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض و
طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین ہے پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ
اے فرزند آدم اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اپنی قوت سے زیادہ اتنے مین تجھے کچھ نصیب نہوگا جب قوت سے زیادہ ندون اور دنیا کے
حساب کا بکھیڑا اوروں پر رکھون تو اس سے زیادہ تیرے اوپر میرا اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اور طمعدار سے زیادہ
کوئی رنج پر صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے
زیادہ کوئی سبکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہوگی حکایت حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ایک شخص نے
ممولا پکڑی اوسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کرکے کھا جاؤن وہ بولی میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی نہوگا
مین تجھے ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدونگی دوسری
بات اوسوقت کہونگی جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگی کہ درخت سے اوڑکر پہاڑ پر جاؤن
اوسنے کہا اچھا پہلی بات تو کہہ بولی جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اوسپر افسوس نہ کیا کریں اوس شخص نے اوسے چھوڑ دیا وہ اوڑکر
درخت پر جا بیٹھی اوس شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولی محال بات باور نہ کیا کر اور اوڑکر پہاڑ پر جا بیٹھی اور خود کہنے لگی کہ اے
بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو امیر ہو جاتا پھر کبھی فقیر ہوتا ہی نہ اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیس بیس مثقال بھر کے ہین اوس
شخص نے دانت کے نیچے اونگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ وہ بولی کہ تو اون دو باتون کو
تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کریگا مین نے تجھسے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ
مین تمام گوشت پوست بال و پر سمیت دس مثقال بھر بھی نہ تھی پھر بھلا میرے پیٹ مین بیس بیس مثقال بھر کے موتی کیونکر ہونگے یہ کہا
اور اوڑ گئی یہ حکایت اسواسطے لکھی گئی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کر لیتا ہے حضرت
ابن سماک رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال تاکہ پاؤن کا پھندا
کٹ جائے

حرص اور طمع کے علاج کا بیان

ایعزیز جاننا تو کہ اسکی دوا وہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل
کی دشواری سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین انہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے
ہوتا ہے ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھا لیا
کیونکہ اسقدر کیواسطے بڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑہائیگا تو قناعت نکر سکیگا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کریگا وہ کبھی محتاج نہوگا
اور فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالی سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کے ساتھ
خرچ کرنا خفگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگذرنا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان چنتے
تھے اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی نگاہ رکھنا عقلمندی اور علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی
کے ساتھ خرچ کریگا حق تعالی اوسے بے پرواہ رکھے گا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حق تعالی اوسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اوسے
دوست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے دوسری چیز یہ کہ جب اوسدن کی کفایت کے قدر
روزی ملگئی تو آیندہ کی فکر نکرے کیونکہ شیطان اوس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نہ ملے آج طلب معاش مین کوشش
کرے آرام طلبی نہ کر جان سے ہو تلاش کر جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَأْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ وہ چاہتا ہے
کہ کل کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سردست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فردا کہ دیدہ شاید کل کا دن ہی
نہ آنے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سردست تو نے اپنے تئین ڈال رکھا ہے اوسکا رنج اس سے زیادہ نہوگا اس سے باین طور
پرہیز ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ جس کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی شعر

پی مگس ہرگز نتاند عنکبوت ٭ رزق را روزی رسان پر میدہد ٭

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
کی طرف گذرے اونھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حق تعالی جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ نخواہ تجھے
پہونچے گا جاننا چاہیے کہ بندے کا رزق اکثر اوس جگہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو شخص پرہیزگار ہوتا ہے اوسکی روزی ایسی جگہ سے
پہونچتی ہے جسکا وہ خیال بھی نرکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار ہو جا کہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا
یعنی حق تعالی خلق کو اوسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اوسکے پاس مال کافی لیجاتی ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ جو کچھ ہے اوسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اورون کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور
اہل زمین کی کوشش سے بھی مجھے نہ ملیگی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھ لے کہ اگر طمع نکریگا اور
صبر کریگا تو رنجیدہ رہے گا اور اگر طمع کریگا اور صبر نکریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرینگے
اور عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت
کے ساتھ جو رنج ہو وہ اوس رنج سے اولی ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پرواہ رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا
محتاج ہے اوسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اوسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پرواہ ہے اوسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے
کہ خیال کرے کہ یہ حرص و طمع کسواسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدھا بیل وغیرہ اوس سے زیادہ کھاتے ہین

اگر شہوت فرج کے واسطے کرتا ہے تو سورا اور بیچ اوس سے زیادہ شہوت رکھتے ہین اگر شان وشوکت اور خوش پوشاکی کے واسطے کرتا ہے تو اس امر مین اکثر یہود اور نصارا کو اپنے سے زیادہ دیکھتا ہے اور اگر طمع دور کرے اور تھوڑے پر قناعت کرے تو انبیا اولیا کے سوا اور کسی کو اپنے مثل نہ دیکھے تو ان بزرگان فرشتہ خصلت کے مانند ہونا اون درندون اور آدمی صورت بہائم کے مثل ہونے سے بہتر ہی ہے پانچوین چیز یہ ہے کہ آفت مال کا خیال کرے کہ دنیا مین جب مال بہت ہوگا تو آفتون کا خطرہ اور خیال بہت ہوگا اور آخرت مین پانسو برس فقیرون کے بعد جنت مین جائیگا چاہیے کہ ہمیشہ ایسے آدمی کے حال پر نظر ہو جو دولت دنیا مین اوس سے کمتر ہو تاکہ شکر کرے اور امیرونکو نہ دیکھے تاکہ حق تعالی نے جو نعمت اوسے عنایت کی وہ اوسکی نگاہ مین حقیر نہ معلوم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوس شخص کے حال پر نظر کرو جو تمسے دولت مین کمتر ہو اور ابلیس ہمیشہ یہی کہا کرتا ہے کہ فلانے فلانے آدمی تو اتنا اتنا مال رکھتے ہین تو کیون قناعت کرتا ہے جب تو پرہیز کرتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ فلانے فلانے عالم اور فلانے فلانے امام تو پرہیز کرتے ہی نہین تھے حرام کا مال کھاتے ہین تو کیون پرہیز کرتا ہے اور دنیا کے امر مین ہمیشہ اوسکو بہتر سے پیش نظر رکھتا ہے جو تجھسے زیادہ ہو اور دین کے باب مین اوسے جو کم ہو اور سعادت اسکے برخلاف ہے کیونکہ دین کے امور مین ہمیشہ بزرگون کے حالات دیکھنا چاہیے تاآدمی اپنے تئین جانے کہ مین قاصر ہون اور دنیا کے امور مین فقیرون محتاجون کو دیکھنا چاہیے تاکہ اپنے تئین سمجھے کہ تونگر ہون **سخاوت کی فضیلت اور ثواب کا بیان** اے عزیز جاننا تو کہ جو شخص مال نہ رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ قناعت اختیار کرے حرص نہ اختیار کرے اور جو مال رکھتا ہو وہ سخاوت اختیار کرے بخل نہ اختیار کرے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت مین ایک درخت ہے اوسکی شاخین دنیا مین لٹکتی ہین جو سخی مرد ہوتا ہے وہ اوسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اوسے بہشت مین لیجاتی ہے اور بخل دوزخ مین ایک درخت ہے اوسکی شاخین دنیا مین ہین جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اوسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اوسے دوزخ مین لیجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ دو خلق ہین کہ اونکو حق تعالی دوست رکھتا ہے ایک سخاوت دوسری نیک عادت اور دو خلق ہین کہ اونکو حق تعالی دشمن رکھتا ہے ایک بخل دوسری خوے بد اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے کوئی ولی نہین پیدا کیا مگر سخی اور نیک خو اور فرمایا ہے کہ سخی کے قصور معاف کردیا کرو کیونکہ جب اوسے عسرت اور تکلیف ہوتی ہے تو حق تعالی اوسکا دستگیر ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو جہاد مین قید کر لیا اور سبکو قتل کر ڈالا مگر ایک آدمی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے سبھون کو قتل کر ڈالا کہ دین ایک گناہ ایک خدا ایک ہے اس ایک آدمی کو کیون نہ قتل کیا فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے آکر مجھسے کہا کہ اسے نہ قتل کرنا کہ وہ سخی ہے اور فرمایا ہے کہ سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری اور فرمایا ہے کہ سخی خدا سے نزدیک بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور بہشت سے دور لوگون سے دور ہے دوزخ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے اور بخل سب بیماریون سے بدتر بیماری ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے ابدال بہشت مین جو گئے تو نہ نماز کے سبب سے گئے نہ روزہ کے باعث سے گئے مگر سخاوت کی بدولت اور پاک دلی اور نصیحت اور شفقت کے سبب جو خلق پر رکھتے تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو

وحی بھیجی کہ سامری کو نہ قتل کر وہ سخی ہے بزرگون کے اقوال اس باب مین یہ ہین کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین
کہ جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو تب بھی تو خرچ کر کہ تجھے پہونچتی جائے اور جب تیری طرف سے منہ پھیرے تب بھی تو خرچ کر کہ باقی نہ رہیگی
ایک شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنا حال لکھکر دیا آپ نے لیا اور فرمایا کہ تیری حاجت روا ہوگئی لوگون نے عرض کیا کہ آپنے
اوسکے کاغذ کو کیون نہ پڑھا فرمایا کہ مین ڈرا کہ اوسکو ذلت کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا رکھون تو حق تعالی مجھسے سوال کریگا حضرت محمد بن المنکدر
رحمہ اللہ تعالی حضرت ام ذرہ خادمہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی ہین کہ ایکبار حضرت ابن زبیر
رضی اللہ تعالی عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ اسی ہزار درہم حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بذریعہ بھیجین حضرت صدیقہ
نے طباق منگا کر سب بانٹ دیا شام کو مجھسے فرمایا کہ کھانا لا کہ مین روزہ کھولون مین روٹی اور روغن زیتون لیگئی کیونکہ گوشت نتھا اور مینے
عرض کیا کہ بی بی صاحب آپنے یہ مال خرچ کر ڈالا اگر ہم لونڈیون کے واسطے ایک درم کا گوشت منگا لیتین تو کیا ہوتا فرمایا کہ ہان اگر تو
یاد دلا دیتی تو مین منگا دیتی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ جب مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت
امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ انھین سلام نکرنا جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ باہر گئے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ مین
قرضدار ہون اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے اور اونسے اپنی قرضداری کا حال بیان فرمایا ایک اونٹ
پیچھے رہگیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ اسپر کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ مال ہے اسی ہزار دینار تھے فرمایا کہ حضرت
امام حسن علیہ السلام کو دیدو کہ اپنا قرض ادا کرین حضرت ابوالحسن مدائنی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر علیہم السلام حج کو جاتے تھے جس اونٹ پر زاد راہ لدا تھا وہ پیچھے رہگیا ایک جگہ بھوک پیاس سے ہوکر ایک بڑھیا
کے پاس گئے اور فرمایا کچھ پینے کو ہے اوسنے عرض کیا ہان ہے ایک بکری تھی اوسکا دودھ دوہکر حاضر کیا اونھون نے پیا پھر پوچھا کہ کچھ
کھانا ہے اوسنے عرض کیا تیار نہین ہے اس بکری کو ذبح کر کے کھا لیجیے اوسے ذبح کر کے کھا لیا اور فرمایا کہ ہم قریش مین سے ہین جب
اس سفر سے پھرینگے تو تو ہمارے پاس آنا ہم تیرے ساتھ سلوک کرینگے یہ کہکر روانہ ہوگئے جب اوس نیکبخت کا شوہر آیا تو خفا ہوکر کہنے لگا
کہ تو نے بکری اون لوگون کو کھلا دی جنکو جانتی بھی نہین کہ کون ہین تھوڑے دن گذر رہے تھے کہ وہ جورو خاوند مفلسی کے سبب سے
مدینہ منورہ مین آپڑے اونٹ کی لینڈیان چن چن کر بیچنے لگے ایک دن بوڑھیا کہین جاتی تھی حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے در دولت پر
کھڑے تھے اوس نیکبخت کو پہچانا اور فرمایا اے بوڑھیا تو مجھے پہچانتی ہے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا مین وہ شخص ہون جو فلانے دن تیرا
مہمان ہوا تھا اوسنے عرض کیا آپ ہی ہین فرمایا ہان بعدہ حکم فرمایا کہ ہزار بکریان مول لیکر اور ہزار دینار اسے دیدو اور اوسے دیدیئے
اور اپنے غلام کو ساتھ کر کے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس اوس نیکبخت کو بھیجدیا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اوسے پوچھا کہ
بھائی صاحب نے تجھے کیا عنایت فرمایا اوسنے عرض کیا کہ ہزار بکریان اور ہزار دینار حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی ہزار بکریان اور
ہزار دینار اوسے مرحمت کیے اور اپنے غلام کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن جعفر علیہ السلام کے پاس بھیجدیا اونھون نے پوچھا کہ اون حضرتون
نے تجھے کیا مرحمت فرمایا اوسنے عرض کیا دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار اونھون نے بھی دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار عطا کیے

اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو ان حضرتون کو رنج مین ڈالتی یعنی مین اسقدر تجھے دیتا کہ وہ نہ دے سکتے وہ بوڑھیا چار ہزار لیکر یہان
اور چار ہزار دینار لیکر اپنے خاوند پاس گئی **حکایت** عرب مین ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اوسکی قبر پر
اوترے اور بھوکے سو رہے اونمین سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اوس شخص نے مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے تو اپنے اس
اونٹ کو میرے نجیب اونٹ کے عوض بیچیگا اوسنے کہا ہان بیچون گا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑکر مرا تھا غرض کہ اوس مسافر نے
اپنے اونٹ کو نجیب کے بدلے بیچا مردے نے اوسکے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا وہ گوشت مین بھر کر
چلے پایا اور پکایا کر خوب کھایا جب وہان سے چلے تو راہ مین ایک قافلہ پیش آیا اوس قافلہ مین سے ایک شخص نے اوس اونٹ کے مالک کو
آواز دی اور اوسکا نام لیکر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب مول لیا ہے اوسنے کہا ہان مگر خواب مین مول لیا ہے
اور تمام قصہ کہہ سنایا اوسنے کہا کہ وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اوس مردے کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے
تو یہ میرا نجیب فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کی ہے کہ مصر مین ایک شخص محتسب نام تھا
فقیرون کو کچھ جمع کر دیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اوسکے پاس کچھ نتھا وہ کہتا ہے کہ مین محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ آیا
اور ہر ایک سے سوال کیا کسینے کچھ ندیا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھکر کہنے لگا کہ اے مردے خدا تجھ پر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا
کہ فقیرون کا رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ اونکو دیا کرتا تھا آج مین نے اس شخص کے لڑکے کیواسطے بڑی کوشش کی کسینے کچھ نہ دیا
یہ کہکر اوٹھا اوسکے پاس ایک دینار تھا اوسکے دو حصے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے مین تجھے یہ قرض دیتا ہون یہ شخص
کہتا ہے کہ مین نے لیا اور لڑکے کے کام مین صرف کیا محتسب نے اوسی رات مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے
سنا لیکن جواب دینے کا ہمین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جاکر میرے لڑکون سے کہہ کہ چولہے کے پاس کھودین سونے کے پانسو دینار
وہان گڑے ہین وہ اوس شخص کو دیدین کہ اوسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اوسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی
کیا پانسو دینار پائے اوسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب حکمی نہین ہے یہ دینار تمھاری ملک ہین تم لے لو اون لڑکون نے کہا سبحان اللہ
جو مردہ ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہوکر بخل کرین اوسطرح لیجاکر اوس حاجتمند کو دیدیے جیسا کہ مردے نے کہا ہے
محتسب اون دینارون کو اوس مردے کے پاس لیگیا اوسنے ایک دینار لیکر دو حصے کیے ایک حصہ سے اوسکا قرض ادا کیا اور کہا
باقی لیجاکر محتاجون کو دیدے مجھے اسیقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور
کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اوس مردہ کا گھر ڈہونڈہا اوسکے لڑکون کو دیکھا تو اونکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے
مجھے یہ آیت یاد آئی وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا العزیز سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہین اور خواب کے
طور پر پہچانی جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور اب تک اونکے مرقد
شریف پر وہ برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی مکہ معظمہ مین پہونچے
[illegible] دس ہزار دینار [illegible] ساتھ [illegible] اور اون دینارون کو چادر پر ڈالدیا جو شخص اونھین سلام کرتا تھا بھر دیتا

حکایت عجیب سخاوت میں مردہ کی مہمانی کا ذکر

حکایت عجیب سخاوت میں مردہ کی سخاوت کا بیان

[illegible]

اوسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑھنے کو چادر جھاڑی تو کچھ باقی نہ تھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی اونکی رکاب پکڑ لی ربیع نے
حکم کیا کہ چار سو دینار اسے دیدے اور عذر خواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکدن رو رہے تھے لوگوں نے عرض کیا
کہ یا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ سات دن گذرے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے
پاس گیا اور کہا کہ میں چار سو درہم کا قرضدار ہوں اوس دوست نے اوسے چار سو درہم دیے اور رونے لگا اوسکی جورو نے کہا کہ
اگر دینا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اوسنے یہ بات کہی کہ ارے ناداں میں اس سبب سے روتا ہوں کہ میں اوس سے غافل ہو گیا اور
اوسے مجھسے مانگنے کی حاجت پڑی **بخل کی مذمت کا بیان** حق تعالیٰ جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ
فَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی جسے حق تعالیٰ نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا
آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ
خدا کی دی ہوئی دولت میں بخل کرتے ہیں یہ اونکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ اونکے واسطے برا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز میں وہ بخل کرتے
ہیں اوسکا طوق بنا کر اونکی گردن میں قیامت کے دن ڈالا جاے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور رہو اسواسطے
کہ جو قوم تمسے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل اونکو اس بات پر لایا کہ انھوں نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے
کہ تین چیزیں مہلکات ہیں ایک بخل اگر تو اوسکی اطاعت کرے اور اوسکی تو مخالفت نہ کرے دوسری وہ خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری
خود پسندی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو شخص آئے اور ایک
اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے عنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شکریہ ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص اس سے زیادہ لیگیا اور شکر نہیں کیا اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص آئے اور الحاح کر کے مجھسے لیجائے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا
کہ اگر آگ ہے تو آپ کیوں دیتے ہیں فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہیں اور حق تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں بخیل ہو جاؤں اور
نہ دوں اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہے حق تعالیٰ
نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت میں جانے ہی نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے
تھے اور ایک شخص غلاف کعبہ کو پکڑے کہہ رہا تھا کہ یا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخشدے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
کہ تیرا گناہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اوسنے
عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے
یا عرش اوسنے عرض کیا میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالیٰ اوسنے کہا کہ حق تعالیٰ تو سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا
کہ اپنا گناہ تو بیان کر اوسنے بیان کیا کہ میں بڑا مالدار ہوں جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو میں جانتا ہوں کہ آگ آتی ہے جو مجھکو
جلادیگی آپ نے فرمایا کہ تو مجھسے دور رہ کہ اپنی آگ میں کیوں مجھکو بھی نہ جلادے قسم اوس خدا کی جسنے مجھکو راہ راست پر بھیجا ہے کہ اگر

اکیسویں روایت

رکن اور مقام کے درمیان میں نو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤں سے نہریں جاری ہو جاویں اور درخت پھل لاویں
اور تو بخیل ہو کر مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہیں تیرا ٹھکانا نہیں خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ میں ہے افسوس تو نے یہ نہیں سنا ہے
کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ اور وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ حضرت
کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہر روز ہر شخص پر دو فرشتے موکل رہتے ہیں اور منادی کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار جو شخص مال کو رکھ
چھوڑے تو اوسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اوسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بخیل کو
عادل نہ کہونگا اور اوسکی گواہی نہ سنونگا کیونکہ بخل اوسے اس بات پر رکھتا ہے کہ وہ تجسس کرکے اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے حضرت یحییٰ
ابن زکریا علیہما السلام نے ابلیس کو دیکھا پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے تو بہت دوست رکھتا ہے
کہا زاہد بخیل کو میں بہت ہی دوست رکھتا ہوں کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اس عبادت کو ضایع کرتا ہے اور فاسق
سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہوں کہ خوب چکھتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالیٰ اوسپر رحم کرے
اور اوسکو توبہ نصیب ہو **ایثار کے ثواب کا بیان** ای عزیز جانو کہ ایثار سخاوت سے بڑھکر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے
کہ جس چیز کی اوسے احتیاج نہو وہ دیوے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اوسے دوسرے کی حاجت میں صرف کرے جیسا
کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیڈالے اسیطرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمیکو جس چیز کی حاجت ہو اوسے خود اپنے
صرف میں نہ لاسکے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اوسکے دل میں آرزوئیں رہیں اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لوں
اپنے مال سے نہ خرچ کرسکے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
بِهِمْ خَصَاصَةٌ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اوسکے دل میں ہو اور اپنی آرزو
باقی رکھکر اوس چیز کو دیڈالے حق تعالیٰ اوسے بخش دیتا ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تین دن آسودہ ہوکر کبھی ہمنے نہیں کھایا اور نہ کھاسکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ایک مہمان آیا گھر میں کچھ نتھا انصار میں سے ایک شخص آیا اور اوس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا
اور کھانا اوسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا منہ چلاتا تھا اور کھانا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تمنے مہمان کے ساتھ کی اوس سے حق تعالیٰ کو تعجب ہوا اور یہ آیت
نازل ہوئی يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ الآیۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ای پروردگار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
منزلت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو اوسے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجوں میں سے
ایک درجہ تجھکو دکھاتا ہوں جب دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اوسکے نور اور عظمت سے بیہوش ہو جائیں حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا خداوندا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ تمام
عمر میں ایکبار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اوس سے حساب کروں اوسکا مقام بہشت میں جہاں چاہے ہے حضرت [illegible]

۵۱ اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا ہے مگر اپنی ہی ذات سے ۱۲

۵۲ ایثار غیر کی منفعت کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا ہے

ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکبار سفر مین تھے خرمے کے ایک باغ مین وارد ہوئے ایک کالا غلام اوس باغ کا نگہبان تھا اوس غلام کے
واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اوسنے ایک روٹی اوس کتے کو ڈالدی اوسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی
ڈالدی کتے نے وہ بھی کھالی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیری روزی کسقدر ہے اوسنے کہا یہی جو تمنے دیکھی
فرمایا کہ پھر تونے کتے کو سب کیون کھلادی اوسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین نے یہ چاہا
کہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھائیگا اوسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب مجھے ملامت کرتے ہین
یہ غلام تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے پھر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور وہ باغ مول لیکر اوس غلام کو دیدیا لا جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ
وآلہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے حذر کرتے تھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہہ پر سو رہے تاکہ اگر
خدا نا کردہ کفار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردون حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت
میکائیل علیہما السلام سے فرمایا کہ تمھارے درمیان مین ہمنے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی
عمر دوسرے کو دیدے اونمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تمنے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علی نے کیا مین نے اوسکو
محمد کے ساتھ برادری دی اوسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہہ پر سو رہا تم دونون جاؤ اور اوسکو دشمن سے
بچاؤ دونون آئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہو اے فرزند ابو طالب
کہ حق تعالیٰ اپنے فرشتون کے ساتھ تیری ذات سے فخر و مباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللّٰهِ الآیہ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اکابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی اونکے یارون مین سے جمع ہوئے
سب کی قدر روٹیان نہ تھین جسقدر تھین اونکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اوٹھا لیگئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے
جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اوسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کے قصد سے کسینے نہ کھایا کہ ہمارا ساتھی کھائے حضرت حذیفہ عدوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ یرموک کے دن بہت لوگ شہید ہوئے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچا زاد بھائی کو ڈھونڈھتا تھا اوسے پایا
تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیئے گا اوسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے
اوسکے پاس لیجا مین اوسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ اونکی روح بدن سے مفارقت کرے
مین نے کہا کہ پانی پیوگے اور کسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اوسے پانی دو مین جب اوسکے پاس پہونچا تو وہ مر چکا تھا پھر
ہشام کے پاس آیا تو اونھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچا زاد بھائی پاس آیا تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہوچکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی
شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ نزع جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا اونکے پاس
ایک پیراہن کے سوا اور کچھ نہ تھا اوتار دیا اور کپڑا عاریت مانگ کر پہنا اور انتقال کیا **سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ**
سخی کون ہے اور بخیل کون ہے شاید تم کہو کہ ہر شخص اپنے تئین سخی جانتا ہے شاید اور لوگ اوسے بخیل جانتے ہون
تو اسکی حقیقت سمجھنا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ اگر کسی کو ہو تو جانے اور اوسکا علاج کرے اور ایسا کوئی نہین کہ لوگ اوس سے

ف آدمیون مین سے کوئی آدمی ایسا ہے کہ بیچتا ہے اپنی ذات کو اللہ کی رضامندی ڈھونڈنے کے واسطے ۱۲

جو کچھ مانگیں وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہو جائیں اسمین بہت سے اقوال ہین اکثر لوگون کا
قول یہ ہے کہ جسپر جو چیز شرعًا دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اوسکا دینا آسان نجانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہین
کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نان بائی کو روٹی اور قسائی کو گوشت پھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جورو لڑکون کو
اسیقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کر دیا ہو اوس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نرکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو
اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اوسے دیکھکر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اوسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت
بخیل لوگ رکھتے ہین جیسا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ تو صحیح یہ ہے کہ بخیل وہ
شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حق تعالی نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے
اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع مین جو جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کی
رو سے جو دینا واجب ہے وہ لوگون کے احوال اور مقدار مال اور بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتین ایسی ہین کہ جب عادت امیرون
سے تو بری معلوم ہوتی ہین اور فقیرون سے بری نہین معلوم ہوتین اہل و عیال کے ساتھ تو بری ہوتی ہین اور اورون کے ساتھ نہین
دوستون کے ساتھ تو بری ہوتی ہین بیگانون کے ساتھ نہین ہمسائی مین بری ہوتی ہین اور ویسی ہی باتین بیع اور معاملات مین بری
نہین ہوتین بوڑہون سے بری ہوتی ہین جوانون سے نہین مردون سے بری ہوتی ہین عورتون سے نہین اسکی حد یہ ہے کہ جب مال
رکھنے چھوڑنا مقصود ہے اور رکھا چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت مین نہ خرچ کرنا بخل ہے اور جب
رکھنا چھوڑنا بہت ضرور ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل و اسراف دونون بد ہین تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا
خیال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس ہند سے کہ مین نہ کوئی دیکھتا ہون مہمان کی مہمانداری نکرنا بری بات ہے اور
بخل ہے اور جب پڑوسی بھوکا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کر چکا
اور مال بہت سا ہے تو خیرات کر کے آخرت کا ثواب ڈہونڈہنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتون اور آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی
ضرور ہے لیکن اسمین ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہین ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر
اکثر فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے پس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات
ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائیگا کہ اوسیر اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اوسیقدر سخاوت
مین اوسکے درجے بھی زیادہ پائیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اوسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب
ہوتا ہے کہ دینا اوسپر شاق نہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہوگا اور اگر کبھی بھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہوگا بلکہ جواد
اور سخی حقیقت مین وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالی ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اور
نیکنامی پر اکتفا کرے تو اوسکو مجازًا سخی کہتے ہین کہ وہ بالفعل کچھ عوض نہین چاہتا دنیا مین تو سخاوت یہ ہے اور دین مین سخاوت یہ ہے کہ
حق تعالی کی محبت مین جان و مال قربان کریں اسے پاک نرکھے اور آخرت مین ثواب پائیگا اسکی امید نرہے فقط حق تعالی کی محبت ہی جان قربان

۹۸ اگر مانگے تم سے مال تمہارا پھر تنگ کرے سوال مین تو بخل کرو گے تم اور ظاہر کرے گا بخل تمہارے کینون کو ۱۲

کرنے کی باعث ہوگا اپنے تئین فدا کرنا ہی اوسکی عین غرض اور عین لذت ہے کیونکہ جب یہ امید رکھیگا تو معاوضہ ہوجائیگا سخاوت کرنیکی

بخل کے علاج کا بیان ایعزیز جاننا چاہئے کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہوکہ پہلے تو بخل کا سبب پہچانے کیونکہ جبتک بیماری کا سبب نہ پہچانیگا اوسکا علاج نکرسکیگا خواہشون کی محبت اوسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہشون کو نہین پہونچ سکتا ہے اسکے ساتھ عمر دراز کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانتا کہ ایکدن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین باقی رہیگی تو اوسکو خرچ کرنا بہت آسان ہوجائیگا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہوکہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اوسکا بخل مضبوط ہوجاتا ہے اسیواسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کبھی قوت مال کی محبت سے بری خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود عین مال ہی اوسکا معشوق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال کہا ہی رہنے دیتا ہے اور اس نقد کے علاوہ اوسکی زمین وغیرہ کی آمدنی اوسکے بعد لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر بیمار ہوتا ہے تو اپنی دوا تک نہین کرتا اور زکوۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا حالانکہ جانتا ہے کہ مین مرہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لیہی جاوینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اوسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے آپ جو تونے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پہ ذرا صبر کرنے سے خواہشون کی محبت کا علاج کرسکیگا تاکہ مال سے بے پرواہ ہوجاوے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے ہمجولیون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعتہ مرگئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے اونکا مال خوش کرکے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جانے کہ جسنے اونہین پیدا کیا ہے اوسنے اونکا رزق بھی اونکے مقدر مین لکھدیا ہے اگر اونکے مقدر مین محتاجی ہی تو اوسکی بخیلی سے تونگر نہو جاوینگے اور وہ مال ضائع کرینگے اور اگر اونکے مقدر مین تونگری ہے تو اونہین اور کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ اونہون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی اور بہتون نے میراث پائی اور ضائع کرڈالی اور یہ جانے کہ اولاد خدا کی فرمان بردار ہوگی تو خدا خود ہی اونکی ضروریات کو کفایت کریگا ورنہ محتاجی ہی اونکے واسطے دین ودنیا مین بہتر ہے تاکہ گناہون مین مال صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی ثنا و صفت مین وارد ہین اونمین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچائے اور بخیلون کے حال مین غور کرے کہ لوگون کے دلون پر کیسے گران ہوتے ہین اور سب اونہین دشمن رکھتے ہین اور اونکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھ لے کہ بخل کرونگا تو مین بھی اسیطرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر ہونگا علمی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج پذیر ہوجائے اور خرچ کرنیکی رغبت اوسکے دل مین پیدا ہو تو چاہیئے کہ عمل مین مشغول ہو پہلے جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا شروع کردے حضرت ابوالحسن ابوشجہ رحمہ اللہ تعالی نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ اپنا پیراہن لیجا اور فلانے فقیر کو دیدے عرض کیا یا شیخ آپ نے باہر نکلنے تک صبر کیون نکیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال جی مین آجائے کہ پیراہن نہ دے

ہے مال خرچ کیسے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوئے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال ہی جدا ہونا
عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشق مال سے نجات پانیکے واسطے آدمی مال کو دریا مین ڈال دے تو بخیل کر کے رکھ چھوڑنے سے
بہتر ہے ایک حیلہ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے کہے کہ خرچ کر تاکہ لوگ مجھے سخی جانین
اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر تعینات کر دے حتی کہ جب حرص مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکے کیکا
دودھ چھڑاتے ہین تو پہلے سے اوسے اوس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تاکہ اوسکے شغل مین وہ دودھ کو بھول
جائے اخلاق خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کر دیا کرین تاکہ جسے مسلط کیا ہے اوسکی تو
سے پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثل ایسی ہے جو خون کپڑے پر سے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اوسے پیشاب سے دہوتین تاکہ
شوریت کے سبب پیشاب اوسے زائل کر دے پھر پیشاب کو پانی سے دہوڈالین جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اوسنے نجاست کو
نجاست سے دہویا لیکن ریا جب اوسکے دل مین قرار نہ پکڑے تو اوسکا فائدہ ہوگا اگرچہ بخل اور اپنی تعریف کا شوق دونون بشریت
سے ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی ہے بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کے واسطے
سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے اور دنیا اور رکھ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت
کے کوچے سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خرچ کرتا ہے
اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا نہ خرچ کرنے سے اور اوس بخل سے جو ریا کے سبب سے ہوا اولی ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین
ہونے سے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج و تکلیف سے دیا حتی کہ عادت ہو جائے اور بعض شیوخ نے اس طور سے
مریدون کا علاج کیا ہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کر دیتے کہ اوس گوشہ کے ساتھ دل لگجائے جب دیکھتے کہ اوسکے ساتھ
دل لگ گیا تو اوسکو دوسرے گوشہ مین بھیجدیتے اور اوسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور
اوسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا
تسمہ ڈالا نماز مین اوسپر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اوسے اپنے پاس سے جدا کر دین اسواسطے کہ جب تک ہاتھ فارغ
نہوگا دل بھی فارغ نہوگا اسی سبب سے محتاج فراغ دل ہوتا ہے اور جب اوسکے پاس مال جمع ہو جاتا ہے تو وہ ننانوے کے پھیر مین پڑکر بخیل
ہو جاتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اوس سے فارغ رہتا ہے **حکایت** کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزہ کا
ایک کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اوسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اوس سے بادشاہ نے پوچھا
کہ تو نے اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اوسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنیکے پہلے
آپ دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کیا کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر
چوری جائے تو دردمندی اور حاجت ہے تاوقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا فرمایا حکیم نے

سچ کہا تھا **مال کے زہر کے منتر کا بیان** اے عزیز جانتو کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ اوسمین زہر بھی ہے
تریاق بھی جیسا ہمنے بیان کیا ہے تو جو شخص منتر نجانے اور اوس پر ہاتھ ڈالے تو وہ ہلاک ہو جائیگا چونکہ مال بالکل برا ہی نہیں ہے اسی سبب سے
صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبد الرحمن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ ایسا امر ہے
جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے
اور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہو جاوے تو مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے
کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے
کہ یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل دل کے لیے تاکہ دل
خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگاوے اور نیک مصارف مین اندازے کے ساتھ
صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہو اور ایسی وجہ سے نہو جو مروت کے برخلاف ہے جیسے رشوت
اور گدائی اور حمامی کی اجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدار مال کو نگاہ رکھے کہ بقدر حاجت سے زیادہ جمع نہونے پائے جو بقدر
حاجت سے زیادہ ہے کہ زاد راہ دین مین اوسکی حاجت نہین اوسی حاجتمند مستحق کا حق جانے اگر کوئی محتاج آوے تو جو کچھ بقدر حاجت سے زیادہ اوسکے پاس ہو
وہ محتاج کو دیدے بچا نرکھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محل حاجت مین صرف کرے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ پر نگاہ رکھے اور اسراف نکرے تھوڑے پر
قناعت کرے نیک کامون مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہی ہے جیسے بری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور
رکھ چھوڑنے مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کماوے عبادت مین فراغت حاصل ہونے کے واسطے کماوے اور جس مال سے دست بردار ہو دنیا کو برا جانکے
اور زہد کے سبب سے دست بردار ہو کر اوسکے خیال سے اپنے دل کو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول رہے اور جو کچھ مال رکھ چھوڑے اوسے اپنی ضروری حاجت کیواسطے
رکھ چھوڑے جو راہ دین اور فراغت راہ دین مین پیش آئیگی اور خرچ کر ڈالنے کے واسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اوس
مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اوسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ اگر کوئی شخص خدا کے تمام روے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ توانگر ترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کر دے اور
للہیت مقصود نہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا
کھاتا ہو یا پاخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہو جاوے اور سب پر ثواب پاوے اسواسطے کہ راہ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک
نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اس سے عاجز ہے اور ان منترون کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لا سکتی تو اولی
یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب نبھی ہو تو آخر درجات آخرت گھٹتا ہی
اور یہ کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا
بعضے صحابہ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑنے کے سبب سے ہمین اونکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم
کیا ڈرتے ہو اونھون نے حلال کا مال حاصل کیا حق اور بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا اونکا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو

پہونچی نہایت غصہ میں باہر نکل آئے اونٹ کی ہڈی ہاتھہ میں لیے حضرت کعب الاحبار کو مارنے کے واسطے ڈہونڈہتے تھے وہ بھاگے
اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں گئے اور اونکی پیٹھہ کے پیچھے پناہ لی حضرت ابوذر بھی اونکے پیچھے پیچھے گئے
اور کہا کہ ہان اے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبد الرحمن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
ایکدن احد کی طرف جاتے تھے اور مین ساتھہ تھا فرمایا کہ ای ابوذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت
مین سب سے کمتر اور آخرت مین ہونگے مگر وہ شخص جو داہنے بائین آگے پیچھے مال پہینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے اے ابوذر مین نہین چاہتا کہ
میرے پاس کوہ احد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ مین صرف کرون اور جسدن مرون تو مجھسے دو قیراط بچ رہین جب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور یہودی بچے تو یون کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کسینے حضرت ابوذر کو کچھ جواب نہ دیا ایکبار
حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کے اونٹونکا لشکر یمن کی تجارت سے آیا مدینہ مین شور اور غلغلہ پڑگیا ام المومنین حضرت
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبد الرحمن کے اونٹ ہین حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبد الرحمن کو پہونچی حضرت صدیقہ کے اس کلمہ سے متفکر ہوکر اوسیوقت
حضرت صدیقہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ یا ام المومنین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جنت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحاب کو مین نے دیکھا کہ دوڑے چلے جاتے ہین اور تونگر صحابی کو نہین دیکھا مگر عبد الرحمن
ابن عوف کو کہ وہ گرتا پڑتا جنت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبد الرحمن نے کہا کہ ان اونٹون کو اور جو مال اونپر ہے مین نے
فی سبیل اللہ کیا اور ان سب غلامون کو آزاد کردیا تاکہ شاید مین بھی اون محتاج اصحاب کے ساتھہ جاسکون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا کہ میری امت کے امیرون مین سب سے پہلے تو جنت مین جائیگا مگر جہد و جہد سے اندر جاسکیگا ایک
بڑے صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے کہ مین نہین چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کرون اور خدا کی راہ مین صرف کرون
اگرچہ اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز نہ رہون لوگون نے کہا کہ موقوف سوال مین خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ ای میرے بندے تو کہان سے
لایا تھا اور کہان خرچ کیا مین سوال اور حساب کی طاقت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائینگے اوسنے وجہ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین اوڑایا ہوگا اوسے دوزخ مین بھیجدینگے دوسرے کو لائینگے
اوسنے وجہ حلال سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین لٹایا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین بھیجدینگے تیسرے کو لائینگے اوسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور حلال مین
خرچ کیا ہوگا اوسے بھی دوزخ مین روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اوسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور حق حلال مین خرچ بھی کیا ہوگا حکم ہوگا
کہ اسے ٹھیراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈھونڈہنے مین اسنے طہارت مین کوئی قصور کیا ہو یا رکوع سجود مین کچھ فتور پیدا ہو یا وقت پر شرط کے ساتھہ
اسنے نماز نہ پڑہی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار مین نے حلال سے کمایا اور سچا اور حق مصرف مین صرف کیا اور کسی فرض مین
قصور نہین کیا اور ہم مال کے سبب سے تفاخر نہین کیا کہین گے شاید گھوڑا اور لباس کلان رکھا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا
کہ بار خدایا مین نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہین کیا ہے کہین گے شاید تو نے کسی یتیم یا مسکین یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق مین تقصیر کی ہو

وہ عرض کریگا کہ بار خدایا مین نے یہ مال حلال سے پیدا کیا اور حق بات مین صرف کیا اور فرائض مین کچھ قصور نہین کیا پھر یہ سب لوگ
آئین گے اور اوسے گھیر لینگے اور عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے اس شخص کو ہمارے بیچ مین مال اور نعمت عنایت کی تھی ہمارے حق کی
نسبت باز پرس کر ایک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ ٹھیرا رہ اب ان نعمتون کا شکر پیش کر
جو لقمہ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اوسکا شکر سامنے لا اسیطرح پوچھین گے اسی سبب سے تھا کہ بزرگون مین سے کوئی شخص تونگری پر
رضی نہوا کہ اگر عذاب نہوگا مگر اس طرح سے ذرہ ذرہ سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو پیشوای امت
تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ امت کو معلوم ہو جاوے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت مین گستاخی حاصل تھی ایکدن آپ نے فرمایا کہ آ فاطمہ رض کی عیادت کو چلین جب اونکے گھر
دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹا کر فرمایا السلام علیکم ہم اندر آئین اونھون نے عرض کیا کہ آئیے فرمایا مین ہون اور ایک شخص میرے ساتھ
ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا نہین ہے آپنے فرمایا
کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے پرانی چادر آپنے پھینک دی
کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا اے فرزند عزیز کیسی ہو اونھون نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند ہون اسکے سوا
اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری مین بھوکی ہون اور کچھ نہین پاتی ہون کہ کھاؤن اب بھوک کی تاب نہین جناب سلطان الانبیا
حضرت محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ واکمل الثنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ ای فاطمہ رض بے صبری نہ کر قسم خدا کی تین دن ہوئے
کہ مین نے بھی کچھ چکھا تک نہین اور حق تعالی کے نزدیک میرا درجہ تجھسے زیادہ ہے اگر مین کچھ مانگتا تو وہ عنایت فرماتا لیکن مین نے دنیا پر
آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دست مبارک اونکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت کی عورتون کی سردار ہے
جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم حضرت عیسی علیہ السلام کی مان کیا ہین فرمایا کہ اونمین سے
ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہین اور تو تمام عالم کی عورتون کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ مکانون مین ہوگی
جسمین نہ غل ہے نہ دکھہ نہ دھندا پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچازاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ مین نے ایسے کے ساتھ تجھے
جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت مین سردار ہے حکایت ایکدن حضرت عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپکی
صحبت مین رہا کرون اور آپکے ساتھ چلا حتی کہ ایک شہر کے کنارے پہونچے تین روٹیان پاس تھین دو کھائین ایک باقی رہی
حضرت عیسی علیہ السلام گئے جب پھر آئے تو روٹی نہ دیکھی فرمایا کون لیگیا اوس شخص نے کہا مین نہین جانتا پھر وہان سے بڑھے ایک ہرنی
دو بچون سمیت آتی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک کو آواز دی وہ آپکے پاس چلا آیا آپ نے اوسے ذبح کیا وہ اوسیوقت بھن گیا
دونون آدمیون نے آسودہ ہو کر کھایا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ زندہ ہوجا حکم الہی سے وہ زندہ ہو کر چلا گیا پھر حضرت
عیسی علیہ السلام نے اوس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا تھا تو وہ روٹی کیا ہوئی اوسنے پھر یہی کہا
مین نہین جانتا وہان سے بڑھے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون آدمی پانی کے اوپر

چل نکلے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اوسنے کہا کہ مین نہین جانتا وہانسے آگے بڑہے ایک جگہ پہونچے وہان ریت بہت تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس ریت کو جمع کیا اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے تو سونا ہوجا وہ ریت سب سونا ہوگئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ تیرا ہے ایک میرا ہے ایک اوس شخص کا ہے جو روٹی لیگیا اوس مردنے سونے کے لالچ کے مارے اقرار کردیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصہ ہے اور اوسکے حوالے کرکے چلے گئے وہ آدمی اوسکے پاس پہونچے چاہا کہ اوسے مارڈالین اور سونا چھین لین اوسنے کہا مجھے قتل نکرو ان تینون حصون مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصہ لیلے پھر ایک آدمی سے کہا کہ جا ہمارے واسطے کھانا مول لے آ وہ گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی مین کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائین مین اس کھانے مین زہر ملادون وہ کھاکر مرجائین اور مین سب سونا لیلون اور ان دونون آدمیون نے آپسمین کہا کہ اوسے سونا کیون دین وہ پھر کر آوے تو اوسے مارڈالین اور سونا اوٹھا لیجائین جب وہ پھر کر آیا ان دونون آدمیون نے اوسے مارڈالا اور اوسکا لایا ہوا کھانا جو کھایا تو خود بھی مرگئے اور سونا اوسیطرح پڑا رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اودہر سے پھرے تو سب سونا وہین پڑا دیکھا اور تین مردے پڑے ہوئے دیکھے فرمایا یارو دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اوس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ اوستاد اور افسون گر ہو اولی یہی ہے کہ مال پر نظر نڈالے اور اوسکے گرد نہ پھٹکے مگر بقدر حاجت اسواسطے کہ سانپ پکڑنیوالیکا آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین اصل محبت جاہ وحشمت کے علاج اور آفات کے بیان مین

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ وحشمت اور نیکنامی اور ثناے خلق کی طلب مین ہلاک ہوگئے ہین اسی سبب سے بہت جھگڑون اور عداوتون اور گناہون مین پڑے ہین جہان یہ خواہش غالب ہوئی بس راہ دین منقطع ہوگئی اور نفاق اور برے اخلاق سے دل بھر گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ ومال کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو اوگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریونکے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسے محبت جاہ ومال مرد مومن کے دل مین تباہی ڈالتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزون نے ہلاک کیا ہوا وہوس کی پیروی نے اور اپنی ثناء وصفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلندنامی اور شہرت نہ چاہے بلکہ اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنی سعادت آخرت اوس شخص کے واسطے ہمنے مقرر کی ہے جو دنیا مین بزرگی اور جاہ نہ ڈہونڈہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنتی ہین جو خاک آلود و پریشان مو کثیف لباس ہون کوئی اونکی قدر ومنزلت نکرتا اگر امیرون کے گھر مین جانیکی اجازت چاہین تو لوگ نجانے دین اگر نکاح کرنا چاہین تو کوئی شخص اونھین اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کرین تو کوئی اونکی بات نہ سنے اونکی آرزوئین انکے سینون مین موج زن رہی ہون قیامت کے دن انکے نور کو تقسیم کیا جاے تو

تو تمام خلق کو پہونچ جائیگا شعر خاکساران جہان را بحقارت منگر ٭ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار
کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلا کر بہشت مانگین تو خدا اونہین عنایت فرماے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ
بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تمسے ایک دینار یا ایک درم یا ایک حبہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنت مانگین تو وہ عنایت کر دے اور اگر
دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور بیقدر ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مسجد مین
حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ ذراسی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالی ایسے چھپے ہوئے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہو جائین تو کوئی
اونہین نہ ڈہونڈہے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے اونکے دل راہ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے
پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرت کو دوست رکھتا ہے وہ خدای پاک کے
دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ چاہے کہ مجھے
کوئی پہچانے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے پیچھے اونکے کئی شاگرد جاتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
نے اونکو دُرّے مارے اونھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث
ذلت ہے اور آگے چلنے والے کے حق مین موجب غرور ونخوت ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو
اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اوسکا دل ٹکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ
اونکے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالی یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے کارہ ہون تو مین اوسکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری
رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو برا جانتے تھے کہ نئے یا پرانے ہونے کے سبب سے جسپر اونگلیان اوٹھین
بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اوسکا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو
دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اوسکا دین تباہ اور وہ رسوا نہو

حقیقت جاہ کا بیان

ایعزیز جانتو کہ جسطرح تونگری
کے یہ معنی ہین کہ مال وزر اوسکی ملک مین ہو اور اوسکے قبض وتصرف مین رہے اوسیطرح حشمت اور صاحب جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون
کے دل اوسکی ملک مین ہون یعنی اوسکے مسخر ہون اور اوسکا تصرف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جیسا آدمی کا دل کسیکا مسخر ہو جاتا
تو بدن اور مال بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسیکے ساتھ نیک اعتقاد نہوے تبتک دل اوسکا مسخر نہین ہوتا چاہیے کہ کسی شخص کی عظمت
آدمی کے دل مین سما جاے کسی کمال کی وجہ سے جو اوس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خلقی یا قوت یا ایسی چیز کے سبب سے
جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخر ہو گیا خوشی اور رغبت سے آدمی اوس شخص کی اطاعت
کرتا ہے اور اپنی زبان اوسکی مدح وثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اوسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ
رہتا ہے جسطرح غلام اپنے آقا کا مسخر رہتا ہے اوسیطرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخر رہتا ہے بلکہ غلام زبردستی
مسخر ہوتا ہے اور یہ اپنی رغبت اور خوشی سے تو مال سے چیزون کی ملکیت مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی تسخیر مقصود ہے اور جاہ [illegible]

جاہ زیادہ پیاری ہوتی ہے اسکے تین سبب ہین ایک سبب تو یہ ہے کہ مال اس سبب سے پیارا ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے سب حاجتین
نکل سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ جو شخص صاحب جاہ ہو اوسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال
کی بدولت جاہ حاصل کرون تو مشکل ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہو جائے یا چور لیجائین یا خرچ
ہو جائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ مال بے رنج تجارت و حرفت زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتی ہے اور
زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جسکا دل تیرے دام عقیدت مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتی کہ اور لوگ بھی
نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جتنا زیادہ مشہور ہوتا ہے اوتنی اوسکی جاہ بھی بڑہتی ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین
تو جاہ و مال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا وسیلہ ہے اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ اون شہرون مین بھی اپنا نام
اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور چاہتا ہے کہ تمام عالم اوسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ
مین اوسکا محتاج نہونگا اور اسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے ہے اور حق سبحانہ تعالی کے کامون مین سے ہے
جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي تو چونکہ حضرت ربوبیت سے آپس مناسبت رکھتا ہے لہذا ربوبیت ڈہونڈہنا
اوسکی طبیعت سے ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین چھپی ہوتی ہے تو ہر شخص بالطبع
ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب وہی ہو اور اسکے ساتھہ کوئی دوسری چیز ہووے ہی نہ کیونکہ جب دوسری
چیز ہوگی تو کمال نرہیگا نقصان ہو جائیگا آفتاب اسی سے کامل ہے کہ ایک ہی ہے اور تمام اوسیکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھہ کوئی دوسرا
ہوتا تو آفتاب ناقص ہو جاتا اور یہ کمال کہ سب وہی ہو جناب احدیت کی خاصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس
اوسکے سوا اور کچھ موجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اوسی کی قدرت کا نور ہے تو اوسکا تابع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا نور آفتاب
تابع آفتاب ہے آفتاب کے مقابلہ مین نور آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا
نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری ہی
ملک مین رہے یعنی اوسیکا مسخر رہے اور اوسی کے تصرف اور ارادہ مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین
ایک قسم وہ ہے کہ اوسپر آدمی کا تصرف نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریاؤن
کے قعر اور پہاڑون کے عمق مین ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے ان چیزون پر مستولی اور محیط ہو جاوے تاکہ سب اوسکے علم کے تصرف
مین آجائین اگرچہ اوسکی قدرت کے تصرف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوت زمین و آسمان اور عجائب بحر و بر سب
اوسے معلوم رہین جیسے جو شخص شطرنج بنانے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اوسے معلوم ہو کہ کیونکر بنائی ہے کیونکہ یہ بھی استیلا کی
ایک قسم ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرف کر سکتا ہے روے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات ہین
آدمی چاہتا ہے کہ سب میری ہی ملک ہو جائین یعنی اوسی کی تصرف مین رہین تاکہ اوسے سب پر کمال قدرت اور کمال استیلا ہو اور
جو کچھ زمین پر ہے اون سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخر رہین اور مین ہی اونپر تصرف کرون

تاکہ ہمیشہ میری ہی یاد میں مشغول رہیں جاہ کے یہی معنی ہیں تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اوسکی نسبت اوسطرف
کھینچتی ہے اور اوسی درگاہ سے آئی ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہیں کہ سب کمال اوسیکو ہو اور کمال استیلا میں ہوتا ہے اور
استیلا علم و قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال و جاہ سے ہوتی ہے تو محبت جاہ و مال کا یہی سبب ہے ۔ فصل
اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمال ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علم و قدرت کے سوا نہیں ہے اور طلب علم
اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلب کمال ہے تو چاہیے کہ طلب مال و جاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلب قدرت ہے اور قدرت
منجملہ کمال ہے اور منجملہ صفات خداے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اوتنا ہی حق تعالی سے نزدیک تر
ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علم و قدرت بھی دو کمال ہیں اور منجملہ صفات ربوبیت ہیں لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کرسکتا ہے
قدرت حقیقی نہیں حاصل کرسکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہوجاے اور اوسکے ساتھ رہے
لیکن قدرت نہیں حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہوگئی پھر اوسکے ساتھ نہیں رہتی کیونکہ قدرت تو مال اور خلق سے علاقہ
رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہوجاتی ہے اور جو چیز مرنے سے زائل ہوجائے وہ منجملہ باقیات صالحات نہیں
ہے اور اوسکی تلاش میں اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اوسیقدر کام آتی ہے جو تحصیل علم کا وسیلہ ہو اور علم کا قیام
دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہیں اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اوسکے ساتھ رہتا ہے
اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے عالم جناب الہی کو دیکھے حتی کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتیں اوسکے سامنے
حقیر اور ناچیز ہوجائیں اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہیں ہے جو موت کے سبب سے زائل ہوجائے کیونکہ علم کو نہ مال سے
علاقہ ہے نہ خلق کے دلوں سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اوسکی حکمت سے جو ملک اور ملکوت میں ہے اور
عجائب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات میں ہیں اور یہ چیزیں ازلی اور ابدی ہیں کیونکہ ہرگز نہیں بدلتیں
اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہیں ہوتا اور محال ہرگز جائز نہیں ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزوں سے علاقہ رکھتا ہے
وہ کسی گنتی میں نہیں مثلاً علم لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اسکی قدر اسوجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے سمجھنے کا
وسیلہ ہے اور قرآن حدیث کو سمجھنا معرفت خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ میں جو گھاٹیاں ہیں اونہیں طے کرنیکا ذریعہ ہے
تو جو چیز متغیر اور فنا ہوجاتی ہے اوسکا علم خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علم ازلیات وہ ہے جو منجملہ
باقیات صالحات ہے وہ جناب الہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے اور تغیر کو اوسمیں دخل نہیں تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیادہ ہو
اوسیقدر وہ حق تعالی سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی نہیں ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی باقیات
صالحات میں سے ہے وہ حریت ہے یعنی خواہشوں کے ہاتھ سے آزاد ہوجانا کیونکہ جو پابند شہوات ہے وہ شہوات کا بندہ
ہے اور اسے جو حاجت ہوتی ہے اوسکے سبب سے اوسکا نقصان ہوتا ہے تو اوس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قادر
ہوجانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالی اور ملائکہ کے صفات سے اس وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دور

رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اوسیقدر ملائکہ کے مانند ہو جاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال وجاہ کمال کہان دنیا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا پس خلق کو طلب کمال ضرور ہے بلکہ خلق اس امر کی مامور ہے مگر کمال حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اوسے کمال جانتی ہے اور سب لوگ اوسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اوسکی طرف پیٹھ کردی ہے تو سب لوگ اپنے نقصان کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ **فصل** اے عزیز جانتو کہ جاہ بھی مال کے مثل ہے جسطرح مال سب برا نہین بلکہ بقدر کفایت زاد راہ آخرت ہے اور کثرت مال مین اگر دل مستغرق ہو جائے تو مال راہ آخرت مین راہزن ہو جاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اوسکی خدمت اور معاونت کرے اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اوسے بچائے اور ضرور ہے کہ ان لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر ومنزلت ہو توان لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہو جائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اسیطرح اگر استاد کے دل مین اوسکی قدر نہوگی تو اوسے تعلیم نہ کریگا اور اگر شاگرد کے دل مین اوسکی منزلت نہوگی تو اوس سے تعلیم نہ سیکھیگا تو طلب جاہ بقدر کفایت مباح ہے جیسے طلب مال بقدر کفایت درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کر سکتا ہے اونمین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین اونمین ایک یہ ہے کہ اپنی عبادت اظہار کرکے طلب کرے کیونکہ یہ حرام ہے اور ریا ہے عبادت فقط خالصاً لخدا ہی کیواسطے ہونا چاہیے اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا سے اور ایسی صفت کے ساتھ موصوف ظاہر کرے جو اوسمین نہو مثلاً یون کہنا کہ مین علوی ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے دغا سے طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلب جاہ کرے جو اوسمین موجود ہو اور وہ چیز عبادت نہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اوسے بادشاہ کے نزدیک جاہ ومرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اوسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے

محبت جاہ کے علاج کا بیان

اے عزیز جانتو کہ محبت جاہ جب دل پر غالب ہو جاتی ہے تو دل کی بیماری ہو جاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے کہ وہ محبت مال کیطرح ضرور بالضرور آدمی کو نفاق ریا جھوٹ فریب عداوت حسد مناقشہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت مال سے بدتر ہے کیونکہ اوسکی زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ ومال اوسیقدر حاصل کرے جسمین اوسکا دین سلامت رہے اور اوس سے زیادہ نچاہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اوسنے حقیقت مین جاہ ومال کو دوست نہین رکھا بلکہ فراغت کار دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اسقدر دوست رکھتا ہے کہ اوسکا تمام خیال خلق ہی کیطرف لگا رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اوسکا دل اسی امر مین لگا رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اوسے اوس بیماری کا علاج فرض ہے اور اسکا علاج علم وعمل سے مرکب ہے

وقسم عصر کی تحقیق کہ آدمی ہر آن میں ہیچ زیان کاری سے کاہستا ہے

علاج علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین اونمین غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالب جاہ ہمیشہ رنج و ذلت اور
خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اوسکے قصد مین
رہتے ہین اسکا حسد کیا کرتے ہین اور ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر
اور خدعے سے امن نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہو وہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو ذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب
ہو تو اوسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی پھر جاتا ہے موج دریا کے مثل
ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آگیا اوسکے سبب سے وہ
عزت بدل جائے خصوصاً وہ شخص جسکی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابل معزولی ہے ایک خطرہ جو والی ملک کے
دل مین آجائے تو اوسکے سبب سے اوسے معزول کر دے اور وہ ذلیل ہووے تو طالب جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت
مین بھی رہیگا یہ بات سب ضعیف العقل نہ سمجھ سکین گے جسے بصیرت کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روی زمین کی سلطنت
مشرق سے مغرب تک اوسے ملجائے اور تمام عالم اوسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مرجائیگا
تو یہ بات جاتی رہے گی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہیگا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوئے بادشاہون کے مثل ہو جائیگا
کہ کوئی اونھین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذت چند روزہ کے پیچھے اوسنے سلطنت ابدی کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس
شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اوسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اوس جہان مین جائے اور خدا کی محبت
کے سوا اور کوئی چیز اوسکے دل پر غالب ہو اوسپر بڑا الیما عذاب ہوگا علاج علمی تو یہ تھا اور دوسرے عملی ہین سے ایک یہ ہے کہ جہان
سے اوسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور ایسی جگہہ جائے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر
اپنے وطن مین عزلت اختیار کریگا اور لوگ جانین گے کہ اوسنے ترک جاہ کیا تو اس بات سے اوسے شہرہ پہنچیگا آپکی علامت یہ ہے
کہ لوگ جب اوسپر قدح کرتے اور کہتے کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بےصبری اور رنج اوسکے دل مین پیدا ہوگا اور اگر لوگ
اوسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگون کا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے اونکا عذر طلب کرے تا کہ خلق اوس سے
بدعقیدہ نہو جائے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ محبت جاہ اوسکے دل مین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیا بنجائے
اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گر جائے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈالتا ہے اور
اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیر شہر اوسکے سلام کو آیا تا کہ اوس سے
برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اوسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا
جب امیر نے اوسے دیکھا تو اوس حرص کے سبب سے اوسکا اعتقاد اوٹھ گیا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت
پیدا ہوئی اور خلق اوسکی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایک دن حمام سے نکلے اور کسیکے اچھے کپڑے پہنکر باہر آگئے اور رستہ مین ٹھہر گئے
حتی کہ لوگون نے اونھین پکڑا اور خوب تھپڑ مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک بزرگ تراب سے ننگا سا

شربت پیالہ مین اونڈیل اونڈیل کر پیتے تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ شراب ہے حرص جاہ توڑنیکا یہ علاج ہے اور مثل اسکے

لوگون کی تعریف کی محبت اور شکایت سے کراہیت کے علاج کا بیان

ایعزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو خلاف شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہوتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کے الم اور لذت کا سبب معلوم ہو تب تک اس بیماری کا علاج نہین معلوم ہوتا ایعزیز جان تو کہ مدح کی لذت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہمنے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور نقصان کو دشمن اور مدح و ثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذت کاملہ حاصل نہین ہوتی جب کسی سے اپنی مدح سنتا ہے تو اپنی کمال کی نسبت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور اوسکے سبب سے چین اور آرام پاتا ہے اور لذت پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جب اپنے بیچ کمال پائی تو آپ مین ربوبیت کی علامت نظر آئی اور طبیعت کو ربوبیت محبوب ہے اور جب مذمت سنتا ہے تو اپنے نقصان پر آگاہی پاتا ہے اس سبب سے رنجور اور ملول ہو جاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہو جیسے اوستاد منصف اور عالم تو خواہ نخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی کہے تو لذت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اوسکے قول سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح و ثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مداح کا دل ممدوح کی ملک ہے اور اوسکا مسخر ہے اور مداح کے دل مین اوسکی بڑی جگہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مداح اگر کوئی مرد محتشم ہو تو اوسکی تعریف سے بہت لذت ہوتی ہے کیونکہ اوسکا دل اپنی ملک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مداح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذت نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگ کے دل بھی اوسکے دام عقیدت مین پھنسینگے کہ جب یہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرتے ہین اسیطرح ہر ایک معتقد ہو جائیگا تو اگر برملا تعریف ہو اور تعریف کرنیوالا ایسا ہو کہ لوگ اوسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذت ہوتی ہے اور مذمت اسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنیوالا اسکی حشمت کے حکم کا مقہور ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگر جانتا ہے کہ تعریف کرنیوالا جو کچھ کہہ رہا ہے اوسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اوسکی حاجتمندی اوس سے تعریف کرواتی ہے تو ہمین اپنی قدرت کا کمال جانتا ہے پس اگر تعریف کرنیوالا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کریگا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے نہ ڈر سے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی ایعزیز اب جو تو نے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لیگا اگر کوشش کریگا تو علاج بھی کرسکیگا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مداح کے کہنے سے اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کر کہ جو صفت جو وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اس صفت پر تیری خوشی اوس خدا کے سبب سے ہونا چاہیے جسنے وہ صفت عطا فرمائی اور اسکے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ ہو جائیگی نہ کم اور اگر تو نگری اور سرداری اور سامان دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کی لائق نہین ہین اور اگر ہین تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمہ کے

خوف سے خوش نہین ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہین معلوم اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جاے تب تک تمام علم و ورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ مین ہوگا اوسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت تجھہ مین نہین ہے جیسے علم و ورع اگر اوسپر خوش ہوگا تو حماقت ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اوس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد عزیز ہے اور اسکی انتڑیان عطر اور مشک سے بھری ہین اور وہ جانتا ہے کہ اسکی انتڑیون مین بالکل گندگی اور نجاست ہے اور پھر اوس جھوٹ سے خوش ہوتا ہو تو یہ خوشی عین جنون ہے لیکن اوسکا سبب حاصل جاہ وحشمت کی محبت ہے اور اوسکا علاج بیان ہو چکا ہے اگر کوئی شخص تیری مذمت کرے تو اوسکے سبب سے رنجیدہ اور خفا ہونا نادانی ہے کیونکہ اگر وہ سچ کہتا ہے تو فرشتہ ہے اور اگر جان بوجھکر جھوٹ بولتا ہے تو شیطان ہے اور اگر یہ نہین جانتا کہ مین جھوٹ بولتا ہون تو گدھا اور بیوقوف ہے اگر حق تعالی کسی کو مسخ کر کے گدھا یا شیطان یا فرشتہ بنا دے تو تجھے کیون رنجیدہ ہونا چاہیے پس اگر مذمت کرنیوالا سچ کہتا ہے تو جو نقصان تجھہ مین ہے اوسکے سبب سے رنجیدہ ہونا چاہیے بشرطیکہ دینی نقصان ہو اوسکے کہنے سے نہ رنجیدہ ہونا چاہیے اور اگر دنیوی نقصان ہے تو وہ خود دینداروں کے نزدیک ہنر ہے عیب نہین دوسرا علاج یہ ہے کہ تو خیال کر کہ اوسنے جو کچھ کہا وہ تین حال سے خالی نہین اگر اوسنے سچ کہا اور مہربانی سے کہا تو اوسکا احسانمند ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجھے خبر کر دے کہ تیرے کپڑے مین سانپ ہے تاکہ تو اوس سے بچے تو اوسکا احسانمند ہوتا ہے اور دین مین جو عیب ہوتا ہے وہ سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ اسمین عاقبت کی ہلاکی ہے اور اگر تو کسی بادشاہ پاس جاتا ہو اور کوئی شخص تجھسے کہے کہ اے ناپاک کپڑون والے پہلے کپڑے پاک کر اور تو دیکھے تو کپڑون مین نجاست بھری دکھائی دے اور اگر اسطرح تو بادشاہ کے سامنے چلا جاتا تو قتل کا خوف تھا تو اوس اطلاع کرنیوالیکا احسان ماننا چاہیے کہ تو اوس خوف سے چھوٹا اور اگر اوسنے عیب جوئی کے قصد سے کہا ہے تو اگر سچ کہا ہے تو تجھے تو فائدہ ہو اور اوسکی عیب جوئی اوسکی بدبینی کی نشانی ہے تو چونکہ تجھے فائدہ ہوا اور اوسے نقصان تو غصہ کرنا لازم نہین ہے لیکن اگر اوسنے جھوٹ کہا تو تجھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر تو اوس عیب سے پاک ہے اور بہت سے عیب رکھتا ہے جو وہ نہین جانتا تو اس امر کا شکر کر کہ حق تعالی نے تیرے اور عیب پوشیدہ رکھے اور اس عیب کرنیوالے نے اپنی نیکیون کی نذر تجھے ہدیہ کر دی اگر وہ تیری تعریف کرتا تو تیرے قتل کرنے کے برابر تھی تو قتل ہونے سے تو کیون خوش ہوتا ہے اور ہدیہ دینے سے کیون ناخوش ہوتا ہے یہ وہ شخص کرتا ہے جو کامون کی صورت دیکھتا ہے معنی اور روح نہین سمجھتا اور بے عقل مین یہی فرق ہے کہ عقلمند کامون کی حقیقت اور روح دیکھتا ہے ظاہر اور صورت نہین دیکھتا غرضکہ جب تک خلق سے طمع منقطع ہوگی تب تک یہ بیماری نہ جائیگی

مدح اور مذمت مین لوگون کے درجون کے تفاوت کا بیان

ای عزیز جان تو کہ لوگ اپنی مدح اور مذمت سننے مین چار درجون مین ہین پہلا درجہ عوام الناس کا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہین اور مذمت پر خفا ہوتے ہین اور بدلا لینے پر مستعد ہوتے ہین یہ بدترین درجات ہے دوسرا درجہ پارسا لوگون کا ہے کہ مدح سے خوش ہوتے ہین اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ مین اظہار نہین کرتے اور مدح کرنیوالے کو ظاہر برابر رکھتے ہین اور دل مین ایک کو دوست رکھتے ہین ایک کو دشمن تیسرا درجہ متقی لوگون کا

کہ دونون کو برابر سمجھنے مین دل سے بھی اور زبان سے بھی اور مذمت سے دل مین کچھ بھی ناراض نہین ہوتے اور تعریف کرنیوالیکو
زیادہ مقبول نہین بناتے کیونکہ ان لوگون کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے نہ مذمت سے یہ بڑا درجہ ہے اور بعضے عابد جانتے ہین
کہ ہم اس درجہ کو پہونچ گئے حالانکہ خطا کرتے ہین اس درجہ پر پہونچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اگر برا کہنے والا اوسکے پاس بہت
بیٹھے تو تعریف کرنیوالے کی نسبت اوسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اوسکی معاونت تعریف کرنیوالیکی
معاونت کے بہ نسبت دشوار نہو اور اگر اوسکی ملاقات کو کتر جائے تو دل جتنا تعریف کرنیوالیکی ملاقات کو چاہتا ہے اوتنا ہی اسکی
ملاقات کو بھی چاہے کم نچاہے اور اگر مر جائے تو اوسکے مرنے کا رنج تعریف کرنیوالیکی موت کے رنج سے کم نہو اور اگر کوئی مذمت
کرنیوالیکو ستائے تو اوتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مادح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مداح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اوسکے دل پر
ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمت کرنیوالے پر مین اسوجہ سے غصہ کرتا ہون
کہ وہ میری اس مذمت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ اسوقت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہ کبیرہ اور اور لوگون کی
مذمت کرتے ہین تو جب اوسنے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصہ نفسانیت کا ہے دینداری کا نہین اور جو عابد
جاہل ہوتا ہے وہ انہی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے چوتھا درجہ صدیقون کا ہے کہ تعریف کرنیوالیکو دشمن ٹھہراتے ہین اور مذمت
کرنیوالیکو دوست رکھتے ہین کیونکہ اوس سے تین فائدے حاصل کرتے ہین ایک تو یہ کہ اوس سے اپنا عیب جانا دوسرا اوسنے اپنی
نیکیان انہین ہدیہ بھیجدین تیسرے اوسنے انہین اس بات پر حریص کیا کہ اوس عیب سے اور جو دوسرا عیب ہو اوس سے پاک ہونیکی
فکر کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجد گذار پر اور اسپر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اوسکا
دل دنیا سے آزاد ہو جائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ
ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ بدل کرے
کیونکہ غالب یہ ہے کہ جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور مادح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص
پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہو گیا ہو وہ جب کسی سے اوسکا عیب سنے گا خوش ہوگا اور
عیب کرنیوالیکی بیرکی اور عقلمندی کا اعتقاد کریگا جیسا کہ کسی سے اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ
اگر کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنیوالا اور مذمت کرنیوالا اوسکے نزدیک برابر ہو جائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچیگا
انتہیٰ جاننا چاہیے کہ اسمین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمت مین فرق پیدا کریگا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کریگی اور آدمی اوسکے
حیلے بنانے لگیگا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھے اور
یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجد گذار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبت دنیا
اور محبت ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائیگی تو آدمی جلدی گناہ مین پڑ جائیگا لیکن مذمت سے کراہت کرنا اور سچی تعریف کو
دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور لوگونکو

اگر گناہ مدح کی محبت اور مذمت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل یہی خیال رہتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی رو داری
کے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہو گیا تو آدمی سے ناشائستہ کام کرائیگا ورنہ لوگونکی دلداری جو ریا کیلیے نہو وہ حرام نہین ہو واللہ اعلم

آٹھوین اصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے
دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین تو چاہین کہ لوگ اس سے مطلع ہون اور انکی پارسائی کا اعتقاد کرین
اور جب عبادت سے اعتقاد مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نرہیگی کیونکہ خلق کی پرستش ہو جائیگی اور اگر لوگون کا اعتقاد
اور حق تعالی کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہو جائیگا عبادت کرنیوالے نے خدا کے ساتھ اور کو بھی عبادت مین شریک
کر لیا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا
یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اوس سے کہدو کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے اور فرماتا ہے
فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ یعنی افسوس ہے اون لوگون پر جو سہو اور ریا
کے ساتھ نماز پڑہتے ہین ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات اور رستگاری کاہے مین
ہے فرمایا کہ نجات اسمین ہے کہ تو حق تعالی کی بندگی کرے اور لوگون کو دکھانے کے واسطے نکرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائین گے اور کہین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین خدا کی کفار سے جہاد مین
مجھے شہید کیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا تاکہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اسے
دوزخ مین لیجاؤ دوسرے شخص کو لائین گے اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہیگا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا
سب خیرات کر دیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے
اسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اور شخص کو لائین گے اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے بڑی محنت سے
علم سیکھا اور قرآن شریف پڑہا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسواسطے پڑہا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین
لیجاؤ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالی ارشاد کریگا کہ ای ریاکارو تم اون لوگون کے پاس جاؤ
جنکے واسطے تمنے عبادت کی تھی اور اون ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جب الحزن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے
کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ جسنے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب
عبادت اوس شریک کو دیدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس عبادت کو قبول نہین فرماتا جسمین

ایک ذرہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ روتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا کہ کیون روتے ہو کہا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن یون پکارینگے او ریاکار او غدار او نابکار تیرا عمل ضائع ہوگیا اور اجر باطل ہوگیا اور اوس شخص سے اجر مانگ جسکے واسطے تونے عمل کیا تھا حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ روتے تھے مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے نہین کہ بت پوجے یا آفتاب یا ماہتاب لیکن عبادت ریا کے ساتھ کرے اور فرمایا ہے کہ جس دن سایہ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا اوسدن عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہو اور چھپایا ہو کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اوسنے دبالیا ملائک نے کہا کہ حق تعالی نے پہاڑ سے زیادہ قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اوسنے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی تر ہے پھر آگ کو پیدا کیا اوسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا کیا اوسنے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو حکم کیا اوسنے پانی کو ایک جگہہ ٹھہرا دیا پس ملائکہ مین اختلاف پڑا اونہون نے کہا کہ ہم حق تعالی سے پوچھتے ہین اور پوچھا کہ یا الہ العالمین تیری مخلوق مین سب سے زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھ سے اسطرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو مین نے اوس سے زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے آسمان پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر تعینات کر دیا او اوس آسمان کی دربانی اوسے دی جنمین سے وہ فرشتے جنکو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اوٹھا لیجاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اوسنے ایسی عبادت کی ہو کہ اوسکا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر تعینات ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اوسی بندہ کے منہ پر دے مارو کہ مین اہل غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اوسکے عمل کو آگے نہ بڑھنے دینا پھر جسنے غیبت نہ کی ہو اوسکا عمل دوسرے آسمان تک لیجاتے ہین اوسپر جو فرشتہ تعینات ہے وہ کہتا ہے کہ یہ عمل لیجاکر اوسکے منہ پر دے مارو کیونکہ اوسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور مجھے حکم ہے کہ اوسکے عمل روکون پھر اور شخص کے عمل لیجاتے ہین اوسمین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اون اعمال کے نور سے تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ متکبرون کے عمل کو منع کرون کہ وہ لوگون کے ساتھ تکبر کرتا ہے پھر اور کسیکے عمل چوتھے آسمان تک لیجاتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اوسی بندہ کے منہ پر پھینک دو مین موکل عجب ہون اس بندہ کا عمل بے عجب نہین ہے مین اوسکے عمل کو آگے نجانے دونگا پھر پانچوین آسمان تک لیجاتے

عمل لیجاتے ہین یہ عمل حسن و جمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری ہوئی دولہن جسے پہلے پہل دولہا کے گھر رخصت کرتے ہین
اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اوسی بندہ کے منہ پہ پھینک مارو اور اوسی کی گردن پر لادو کہ مین حسد پر متعین
ہون جو شخص علم و عمل مین اس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسکے حق مین زبان درازکرتا ہے مجھے حکم ہے
کہ حاسدون کے اعمال کو باز رکھون پھر چھٹے آسمان تک اور کسیکے عمل لیجاتے ہین اونمین نماز روزہ حج زکوٰۃ عمرہ ہوتا ہے اوس
آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اوسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ ایسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج و بلا ہوتی ہے
بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتہ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بیرحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک
اور کسیکے اعمال لیجاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور انکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نور آفتاب
اور بزرگی کے سبب رعد کی گھڑگھڑاہٹ کے مانند اونکا نور آسمانون مین پڑ جاتا ہے اور تین ہزار فرشتے انکے ساتھ پہونچانے
جاتے ہین اور کوئی فرشتہ انہین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال
اوسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اوسکے دل پر قفل لگادو کیونکہ اس عمل سے خدا اوسے مقصود نہ تھا بلکہ علما کے نزدیک اپنی عزت
مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اوسکے اعمال کو راہ نہ دوں اور جو عمل خالصًا خدا کے واسطے
نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالی ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا ہے اور کسیکے اعمال اوٹھاتے ہین اور ساتوین
آسمان کے آگے بڑھا لیجاتے ہین اونمین بالکل خلق نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے
فرشتے پہونچانے جاتے ہین حتی کہ حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال
پاک اور با اخلاص ہین حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اوسکے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اوسکے دل کا نگہبان
ہون اوسنے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اوسپر ہو فرشتے کہتے ہین کہ بار خدایا
تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اوسپر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اوسپر
لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
نے ایک مرد کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہے یعنی مین پارسا ہون فرمایا اے ٹیڑھی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دل مین
ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدہ مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ
یہ تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجھسا نہوتا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین
ہین جب اکیلا ہو تو سست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اوسکی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے جب مذمت کرین
تو عمل بہت کم کرے ایک شخص نے حضرت سعد ابن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیے مال
دے اوسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بھلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اوسے دشمن ٹھہرائے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے
خدا ہی کے واسطے کرے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے اور فرمایا کہ بھائی آ

مجھسے اپنا قصاص لیلے اور مجھے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین آپکی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا
فرمایا یہ بخشنا کام نہین آتا یا فقط میری خاطر سے بخش کرین اوسکا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اوسنے
عرض کیا کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شرکت کے بخشا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام
کرتے تھے اوسمین ریا کرتے تھے اب جو کام نہین کرتے ہین اوسمین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ
بندہ جب ریا کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو تو میرا بندہ مجھسے کیسی ٹھٹھول کرتا ہے جن کامون مین
ریا کرتے ہین اونکا بیان اے عزیز جانتو کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا بتاوے
تاکہ اونکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اونکے دلون مین اچھی جگہہ کرلے تاکہ لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین اور
نیک جانین یہ اسطور سے ہوتا ہے کہ جو چیز دین مین پارسائی اور بزرگی کی دلیل ہے اوسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکہائے
اسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت ہے مثلاً آدمی اپنا چہرہ زرد کرلے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے
اور اپنے تئین دبلا بنائے تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور رونی صورت بنائے رکھے تاکہ لوگون کو معلوم
ہو کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگہی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ اسے اتنی بھی مہلت نہین ہے اور خود فراموش
ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجھین کہ اوسکے دل مین وقار دین ہے اور مرد متدین ہے اور
ہونٹھ خشک رکھے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکھتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پندار کا سبب ہوتی ہین تو انکے ظاہر
کرنے مین حلاوت اور لذت ہوتی ہے اسیواسطے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے بالون مین
کنگہی کرے تیل لگاوے اور ہونٹھون مین تیل ملے تاکہ کوئی اوسے روزہ دار نہ جانے دوسری قسم کپڑے کے سبب سے
ریا ہوتی ہے مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جھوٹا میلا پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اوسے زاہد سمجھین یا نیلا لباس گدڑی
کی صوفیانہ جانماز رکھتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اوسمین کچھ بھی نہو یا پگڑی سر پر اور سے
چادر اوڑھے اور چمڑے کی جرابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر کہنہ
تاکہ لوگ سمجھین کہ عالم ہے اور ہو نہین تو اوس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام الناس کی قبولیت کا
جویا رہتا ہے اور پھٹے پرانے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو نرے خرچ حلال سے اوسے پہنو تو یہ امر
انپر موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے زاہد زہد سے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ کے
نزدیک قبولیت ڈھونڈھتے ہین ان لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوتے ہین
اور اگر لباس فاخرہ پہنتے ہین تو عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ والی لنگیاں
ہاتھ لگین جیسا صالحون اور زاہدون کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اوسکا ظاہر دیکھین اور اوسکی قیمت امیرون کے
لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ حقارت سے نہ دیکھین ان لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ عذر یا توز کا لباس پہنو تو

گوکہ اوسکی قیمت انکی لنگی کی قیمت سے بہت کم ہوتی ہے مگر اوسے مروت کی تختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے
یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام جانینگے کہ زاہد اور پرہیزگار ہی سے وہ پشیمان ہوا اوسے پہن نہین سکتا وہ احمق جب دل مین سمجھتا ہے
کہ یہ لباس حلال ہے اور دینداروں نے اسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اسقدر نہین جانتا
کہ اس فعل سے خلق کو پوجتا ہے اور شاید کہ جانتا ہوگا پاک نہ رکھتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ
یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب ہلائے تو نہو سکے کیونکہ ڈرتا ہے کہ لوگ
نہ جانینگے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے ویسا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین یا
اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علم تصوف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا کر گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے
یا آہ کرتا ہے یا غمگین دکھائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دین اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے
تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم ہے اور اسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دوست
آیا تو اوسکے سامنے اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے سر جھکا کر رکوع سجود لمبے کرتا ہے ادہر اودہر نہین دیکھتا یا لوگون کو جتا کر خیرات دیتا ہے
اور ایسے بہت سے امور ہین اور لوگون کے سامنے چلتے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے
تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلدی جلدی چلتا ہے جب دور سے کوئی نظر آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے
کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید اور شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو آتے ہین اور مجھسے برکت لیجاتے ہین اور
علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اوسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے
کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی حضوری مین
رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور یہی باتین کرتا ہے اور اس سبب سے اپنے اوپر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریاضت
ہی آسان ہے ایک راہب تھا اوسنے اس غرض کے واسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اوسکی تعریف کرتے ہین اس امر کے واسطے
اپنی غذا گھٹاتے گھٹاتے ایک چنے کی غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہار پارسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ
پارسائی خدا ہی کے واسطے کرنا چاہیے لیکن جو کام عبادت نہو اگر اوسکے سبب سے قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہو اسواسطے کہ اگر
کوئی شخص بہت اچھے کپڑے پہنکر اور نہایت آراستہ ہوکر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس جمال سے اپنی مروت ظاہر
کرتا ہے پارسائی نہین بلکہ اگر کوئی شخص علم لغت اور علم نحو اور علم حساب اور علم طب کے سبب سے اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی
چیز کے سبب سے جو نہ علم دین مین سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلب جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان
کرچکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاعت اور عبادت سے نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایکدن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے گھڑے مین دیکھکر آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کرلیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہ تعالی اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے

کہ جب اپنے بھائیون کو دیکھنے جانے لگے تو اونکے واسطے تجمل کرلے اور اپنے تئین سنوار لے ہرچند کہ یہ فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے اصل دین تھا کیونکہ آپ اس بات کے مامور تھے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ رکھین تاکہ آپکی طرف لوگ زیادہ میل کرین اور پیروی کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنت ہے اسکے فائدون مین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے تئین پریشان صورت رکھیگا اور مروت نہ نگاہ رکھیگا تو لوگ اوسکی غیبت کرینگے اور اوس سے نفرت کرینگے اور وہی خود اسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو دو سبب سے حرام ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اسمین دغا ہے کہ لوگون کو دکھاتا ہے کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اوسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص نہین ہے اور اگر لوگ جانینگے کہ یہ ہمارے واسطے کرتا ہے تو اوسے دشمن ٹھہرائینگے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے کہ روزہ و نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالی کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندہ کو ایسے کام مین مقصود رکھا جسمین حق تعالی مقصود اور معبود ہوتا ہے اسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے سامنے خدمت کے واسطے کھڑا ہو اور اوسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکھے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کھڑا ہون اور مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکاپن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اوسکے نزدیک بادشاہ کی خدمت سے زیادہ اہم ہوئی اسیطرح جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور حقیقت مین رکوع سجود اور کسیکے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود اوسکی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اوسکی قبولیت بھی مقصود ہے یعنی کہ خدا کو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ یا شرک خفی ہے شرک جلی نہین

ریا کے درجون کا بیان

ایعزیز جانو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین اصلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے کہ قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے سبب سے بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بھی رکھتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بھی پہلے درجے کے قریب قریب ہے اور خفیف سا قصد اوسے حق تعالی کے غصہ سے نہ بچائیگا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بھی کرتا لیکن اگر کوئی دیکھتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اوسپر آسان تر ہو جاتا ہے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ اسکی عبادت باطل اور ثواب حبط نہو جائے لیکن جسقدر ریا ہوگی اوسقدر عذاب کرینگے یا اوتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین ایک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اس ریا کے سبب سے صحیح سلامت نہ بچ جائیگا بلکہ معذب ہوگا دوسری اصل اوس چیز کا تفاوت ہے جسمین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اوسکے تین درجے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اوسکا انجام کار کافر سے بھی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ منافق باطن مین کافر بھی ہے اور ظاہر مین دغابازی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوگئے ہین اب کم ہوتے ہین مگر اباحتی لوگ اور جو لوگ ملحد ہوگئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکھتے ہین اور ظاہر مین اوسکے خلاف کرتے ہین

یہ بھی ہو چکا یعنی منافقین میں کہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اصل عبادتوں میں ریا ہوتی ہے جیسے کوئی لوگوں کے سامنے پڑھتا ہے
نماز پڑھتا ہے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ایسی نہیں ہے جیسے اصل ایمان میں ریا ہو غرضکہ وہ بھی سبب
خلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکا ایمان ضعیف ہوگا اگر یہ کام نہ ہو جائیگا
لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر میں رہیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض میں ریا نہ کرے مگر سنتیں
کرے مثلاً نماز تہجد پڑھے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جائے اور عرفہ عاشورہ و دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ
رکھے تاکہ لوگ اوسکی مذمت نہ کریں یا اوسکی تعریف کریں اور شاید کہ اسکا کرنا نہ کرنا یکسان ہے کہ یہ جو گمان ہے نہیں ہے اسواسطے
کہ ثواب کی کچھ تمنا نہیں ہے چاہیئے کچھ عذاب بھی نہو اور ایسا نہیں ہے کیونکہ عبادتیں خدا کے واسطے ہیں اونمیں خلق کا کچھ
حصہ نہیں ہے جب خلق کے واسطے کریگا تو ایسی چیز میں جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو فوقیت رکھا اور یہ خدا کے ساتھ
دل لگی بازی ہے اور موجب عذاب ہوگا اگرچہ اوس شدت سے نہو جس شدت سے فرائض میں ریا کرنے سے ہوتا اور چوتھا درجہ یہ ہے
صفات عبادت میں اونمیں ریا کرنا بھی اسیکے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے اور ادھر ادھر
نہیں دیکھتا قرات بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوۃ بہتر مال میں سے دیتا ہے روزہ میں زبان کو
محفوظ رکھتا ہے گوشہ میں بیٹھتا ہے اور تنہائی میں یہ باتیں نہیں کرتا تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو
لابد کوئی غرض ہوگی اسکے بھی تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ اوسسے جاہ مقصود ہو تاکہ اوس جاہ کے سبب کسی فسق اور گناہ کو
پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزوں سے پرہیزگار بنا کر دکھاتا ہے تاکہ اوسے وقف کی چیزوں کا اور قضا
اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کردیں کہ وہ اونمیں خیانت کرے یا زکوۃ اور صدقہ کا مال اوسے دیں کہ
مستحقوں کو بانٹ دے یا راہ حج میں فقیروں پر نفقہ کرے یا صوفیوں کی خانقاہ میں صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور اوسکی
تعمیر میں خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے
کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تاکہ جلد اوسکے ساتھ مل بیٹھے یا کسی مجلس میں جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی لڑکی
یا لونڈے کو گھورے اور مثل اسکے بہت سی نحست اور بد مقصود ہیں کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اوسکے گناہ میں مرتکب ہوا چاہتا ہے
اسیطرح شاید کسیکو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائیں وہ اپنا مال صدقہ دیکر پرہیزگاری جتائے تاکہ اوس تہمت سے بچے
اور لوگ کہیں کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اوروں کے مال کو کیونکر حلال جانیگا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اوسکی
غرض ہو جیسے کوئی وعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھائے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اوسے دیں یا کوئی عورت
اوسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالیٰ کے عتاب میں ہے اگر اسکا گناہ ویسا سخت نہیں جیسا پہلے درجہ والے کا
اسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا جال کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور سعادت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے جب
اوسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اوسکو کسی چیز کی طلب اور خواہش نہو لیکن

اس بات سے عذر کرتا ہے کہ لوگ اوسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً
جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ
دیکھین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ
لوگ یہ کہین کہ بیہودہ پن اسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نہ کرے کہ لوگ کہین گے کہ مسخراپن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے
اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے یا بیہودہ چیزون کے جو درپیش ہین مین غفلت کا
کیا عمل ہے اور حق تعالی اوسکے دل کا دانا ہے حال یہ ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نہ کرتا یا اوسکے سامنے لوگ
کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمی کو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ
لوگ جانین کہ غیبت نہین کرتا یا اور لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑھتے ہین یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین
اور اگر وہ نہ کریگا تو اوسے کاہل جانین گے اس خوف سے اونکی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ رکھے
اور پیاسا ہو کر پانی نہ پیئے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ سمجھین کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کھانا کھا لیجئے تو
کہے مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور ہو نہین یہ ریا اور دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار
نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ
مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر
نہ آسکے اور پانی پیکر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کھلوا دیا الا او
شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ماں کو نہایت ضعف
قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو ماں ہلاک ہوجائے یعنی اپنی ماں کی خاطر کے واسطے روزہ نہین رکھتا یا کہے کہ
آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کرسکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین آتی
ہے تو یہ باتین اور اسکے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی [illegible]
اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا تو آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ
پوشیدہ ہے کہ ہر کسی اور عالم لوگ اوسکے پہچاننے سے عاجز ہین [illegible] ہے مین جو ریا چیونٹی
کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے [illegible] اوسکا بیان اگر چاہو کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص
لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑھے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کی
عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑھے اور پڑھنا بہت آسان اوسپر معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر
ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اسے پہچان سکتے ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے
جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ ہو اور آسان بھی نہ معلوم ہو جسطرح ہر شب نماز پڑھتا تھا ویسا ہی پڑھے

اور فی الحال کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جسطرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اوسطرح دل مین ریا ہوا اور اوسکا اثر اوسوقت ظاہر ہوگا
جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہوا اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس
بات کی دلیل ہے کہ ریا اوسکے باطن مین پوشیدہ ہے اگر فرحت کو انکار اور کراہیت سے دور نہ کریگا تو اس بات کا خوف ہے کہ
کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجائے اور در پردہ چاہے کہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اگر صراحۃً نہ کہے تو
کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کہے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل کمائے تاکہ لوگ جانین کہ
شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے وہ اسطرح پر ہوتی کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے
خوش ہوا اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے نشاط ہے لیکن اگر ریا سے دل خالی نہوگا تو اوسکی علامت یہ ہے کہ اگر
کوئی شخص اوسکے پاس پہونچیگا اور پہلے سلام نہ کریگا تو یہ اپنے دل مین تعجب دیکھیگا اور اگر کوئی شخص اوسکی حرمت اور تعظیم
فرو گذاشت کریگا یا خوشی سے اسکے کام کاج مین مستعد نہ رہیگا یا خرید و فروخت مین اوسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اوسکو
اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین تعجب ہوگا اور انکار رکھیگا اگر وہ عبادت پوشیدہ نہ کی ہوتی تو یہ تعجب نہوتا تو گویا اوسکا
نفس اور عبادت کے سبب عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جبتک عبادت کا ہونا اور نہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہ ہو جائے
تبتک اوسکا دل ریائے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دیگا لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نہ کریگا اور
اپنی عزت اور حرمت کا آرزومند نہوگا اور اس امر کا کرنا نہ کرنا اوسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادت ابدی کو
پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اوسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی امید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو
یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑھے ہوؤن سے
کہین گے کیا تمہارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمہارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے
تمہین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمہارے اعمال کی جزا تھین جو تم حاصل کر چکے اور تمنے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا
ایک شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین
خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہو جائے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ
رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جسطرح فواحش اور برائی کو کیونکہ وہ جانتے تھے
کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی آنکی مثل اوس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ
جنگل مین زر خالص ہی چلیگا اور وہان جان کا خطر ہوگا تو وہ زر خالص صرفی پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہوا اوسے نہین خرچ کر
دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق محتاج نہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص
نہین کرتا تو واسے قیامت کو خراب رہیگا اور کوئی اوسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جبتک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چار پایہ
دیکھتا ہے یا آدمی تبتک ریا سے خالی نہین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہین جو ریا بالکل پوشیدہ اور تو ہو گی

وہ تک شرک ہے یعنی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرتا ہے جب خدای تعالی کے علم کو بس نہ سمجھا تب تو اور کے جاننے سے
اوسکی عبادت مین اثر کیا فصل الغرض جانو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ ریا
سے خالی نہین اور جو خوشی حق پر ہوتی ہے اوسکے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اس خیال سے خوش ہو کہ اوسنے عبادت پوشیدہ
رکھنے کا قصد کیا اور حق تعالی نے اوسکے بے قصد ظاہر کردی اور گناہ وقصور بہت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور
یہ سمجھکر خوش ہوتا ہے کہ اوسپر حق سبحانہ تعالی کا نہایت فضل وکرم ہے کہ اوسکی برائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی
حق سبحانہ تعالی کے فضل وکرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف اور قبولیت کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے
قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی خوش ہو اور سمجھے کہ حق سبحانہ تعالی نے میری برائیان
دنیا مین پوشیدہ رکھی ہین تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بھی پوشیدہ رکھیگا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہ تعالی
ایسا کریم ہے کہ اوس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چھپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے
کہ یہ سمجھکر خوش ہو کہ لوگون نے جب اوسکی عبادت دیکھی تو اوسکی پیروی کرین گے اور سعادت کو پہنچین گے حق کہ اسکے واسطے پوشیدہ کا
ثواب بھی لکھین گے کہ اوسنے پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ بے اوسکے قصد کے عبادت ظاہر ہو گئی
چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اسکی عبادت دیکھی وہ اسکی تعریف کرتا ہے اور اسکے ساتھ حسن عقیدت رکھتا ہے اور وہ
اس تعریف اور عقیدے کے سبب حق سبحانہ تعالی کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی طاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون
کے نزدیک حاصل ہوئی اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطلع ہو تو بھی ایسا ہی خوش ہو اوس ریا کا بیان
جو عمل باطل کر دیتی ہے الغرض جانو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بعد یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیال کہ عبادت
کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب اخلاص باطل ہو جاتا ہے
لیکن اگر ریا اصل عبادت مین نہو مثلاً ریا کے سبب اول وقت آدمی نماز کی جلدی کرے اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور نکرتا تو
اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیے تو باطل نہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہو
مکان مین نماز پڑھے تو فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ گنہگار ہوگا لیکن نفس نماز کے سبب گنہگار نہوگا اسیطرح یہان پر بھی نفس نماز مین
ریاکار نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گذرے اور نماز کا اظہار کرے تو
پڑھی ہوئی نماز باطل نہوگی لیکن اس خیال ریا کے سبب معذب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورۂ بقر پڑھی حضرت
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ عبادت سے اوسکا یہی نصیب تھا یعنی جو اظہار کیا ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدثین نے کہا ہے کہ
اسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تو نے اظہار کیا تو روزہ باطل ہو گیا اور ہمارے نزدیک ظاہر یہ معنی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ اسلیے فرمایا کہ اوسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کے وقت ریا سے یہ خالی نتھا لیکن اگر

خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہو گئی بعد ریا سے اوسکا باطل ہو جانا بعید ہے اور اس حدیث کے یہ معنی بھی کہتے ہین
کہ برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آ گئے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہو جاتی ہے یعنی
مثلاً نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم کی تہی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز
باطل ہوگی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کھڑا رہنا لوگون کے واسطے ہے اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکھنے سے
خوشی پیدا ہوا اور نماز اچھی طور پڑھنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہوگی اگرچہ اس ریا کے سبب سے گنہگار ہوگا لیکن اگر
کوئی شخص اوسکی عبادت دیکھے اور وہ اوسکے سبب سے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اوسکی نماز
باطل ہوگی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تھا اور مجھے ظن غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائیگی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے
کہ کسی نے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ جب اوس سے
واقف ہو جاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے دو اجر ملین گے ایک عبادت پوشیدہ کا اجر
دوسرے علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس سے یہ بات مراد لی ہو کہ فراغت کے بعد عبادت ظاہر ہوا اور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہو جانے سے
حق تعالی کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہمنے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہو سکتے ہین کیونکہ کوئی نکلے گا کہ لوگون کے
مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سبب ہے اگرچہ گناہ کا سبب نہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک معنی ظاہر
یہ ہین کہ جسقدر جو خوشی ہو وہ جب عمل مین زیادتی نہ کرے اور اصل نیت برقرار ہے اور اوس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل
نہوگی ریا کے سبب سے دل کو جو بیماری پیدا ہو جاتی ہے اوسکے علاج کا بیان اب تو جانتا کہ یہ بڑی بیماری
ہے اسکا علاج بھی واجب ہے سب کوشش کامل کے علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ ملی ہوئی
ہے اور دل مین دخیل ہو گئی ہے مشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی صعوبت کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکھتا
کہ لوگ باہم رو و ریا کا لحاظ رکھتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثر دین کے ساتھ انکا بھی شغل
ہوتا ہے تو یہ عبادت بچے کے دل مین اوسنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جبتک عقل کامل ہو جاوے اور وہ
جان لے کہ یہ زیان کاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہو جاتی ہے اسکا دور کرنا مشکل ہو جاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے
خالی نہین ہوتا اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرض عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک یہ کہ اس مادہ کو باطن سے
قطع کرے اور یہ علم و عمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانے کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے اس سبب کرتا ہے کہ اوس
اسوقت کچھ لذت ہو جب یہ جان لیگا کہ انجام کو اسکا ضرر ہے یہ ہے کہ اوسکی طاقت نہین رکھتا تو اوس لذت سے دست بردار
ہو جانا اوسپر آسان ہو جائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے عذر کرنا اوسپر
آسان ہو جائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے عذر کریگا اور اصل یا اگرچہ باطل

تو جاہ و منزلت کی محبت سے نکلتی ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا و صفت کی محبت ہے دوسری جڑ خوف مذمت ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکہنا اسیواسطے تھا کہ اعرابی نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین اوس مرد کے حق مین جو حمیت دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اوسکی مردانگی دیکھین یا اسلیے کہ لوگ اوسکا ذکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے جہاد کرتا ہے کہ کلمہ توحید بلند ہو وہ خدا کی راہ مین ہے یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب نکرے اور مذمت سے نہ ڈرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندہنے کی رسی لینے کی نیت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اوسکے سوا اور جو کچھ اوسے نہ ملیگا تو یہی تین باتین ریا کا سبب ہوتی ہین ثنا و صفت کی حرص باینطور چھوڑنا چاہیے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ برملا یون پکارینگے کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجہے شرم نہ آئی کہ تو نے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے بدلے مین بیچ ڈالی اور دل خلق کی نگاہداشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ کیا اور خلق سے نزدیک ہونے کو خدا سے دوری اختیار کی اور قبولیت خدا سے قبولیت خلق کو بہتر سمجھا اور خلق کی تعریف حاصل کرنیکو خدا کی مذمت پر راضی ہوگیا حق سبحانہ تعالی سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل و خوار تھا کہ تو نے اوسکی رضامندی ڈھونڈہی اور اوسکے غصہ کا اندیشہ نہ رکہا جب عقلمند آدمی اس رسوائی اور فضیحتی کو سوچیگا تو سمجھیگا کہ لوگون کی تعریف ان رسوائیون کے برابر نہین ہو سکتی خصوصًا جب یہ سمجھیگا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بھاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوگی تو اسکے سبب سے گناہ کا پلہ بھاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیا اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون کے ہاتھ پڑا اور شیطان کا ساتھی ہوگیا اور اسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچھ کیا حالانکہ خود ان ہی کی رضامندی حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پھر بالفرض اگر سب تعریف ہی کرین تو اونکے ہاتھ نہ اسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادت دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ فی الحال تو اپنا دل پریشان کرے اور موافقت کو بھی پھر غرض کے واسطے حق تعالی کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیے کہ یہ باتین اور بھی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکہے اور طمع کا علاج اوس طور پر کرے جو محبت مال کے بیان مین ہمنے کہا ہے اور اپنے دل مین یون فرض کرلے کہ شاید یہ طمع و فائدے اور اگر ہے بھی تو منت اور ذلت کے ساتھ اور حق تعالی کی رضامندی دم نقد فوت ہوتی ہے اور خلق کے دل سب حق تعالی کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق کے دلون کو مسخر کردیگا اور نہ حاصل کریگا تو اوسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بھی نفرت کرینگے اور خوف مذمت خلق کا علاج باینطور کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالی کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور معاذ اللہ اگر خدا کے نزدیک برا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا و صفت کچھ فائدہ نہ دیگی اور اگر اخلاص اختیار کریگا

اور پہر اگر بندہ کی خلوت سے دل پاک کریگا تو حق تعالی سب لوگونکو اوسکی دوستی سے آراستہ کردیگا اور اگر ایسا نکریگا تو لوگ خود اوسکے نفاق
اور اوسکی ریا کو پیٹھ پیچھے پہچان لین گے اور جبکہ مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پہر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہو
گئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندہے رہیگا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائیگا اور
انوار الہی اوسکے دل مین بہر جائین گے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اوسکی لذت کی راہ اوسکے لیے
کہل جائیگی اور علاج عملی یہ ہے کہ کار خیرات اور طاعات کو ایسا چہپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چہپاتا ہے تاکہ عبادت مین
خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہوجائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کریگا تو اوسپر آسان ہوجائیگا
مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگیگا اور ایسا ہوجائیگا کہ اگر خلق دیکہے بہی تو وہ خود خلق سے غافل ہو دوسرا مقام تسکین ہے
یعنی جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اوسکو دور کرنا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کرلیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور
ثنا و صفت سے بے طمع ہوگیا ہے اور یہ سب چیزین اوسکی نظر مین حقیر ہوگئین ہین لیکن عبادت مین خطرے اور وسوسے
ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہوگئی ہے یا امید ہے کہ اطلاع ہوجائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت
دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہوجائے کہ لوگون کے نزدیک اوسے منزلت حاصل ہے تیسرا اس رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے
حتی کہ اوسکے تحقیق کرنیکا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین کہے کہ مین خلق کی
اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے اور صحیح اوسکی اطلاع کفایت کرتی ہے میرا کام خلق کے ہاتہ نہین ہے اگر دوسرا خطرہ
قبول خلق کی رغبت مین پیدا ہو تو جو کچہ پہلے فرض کیا تہا اوسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیت حق تعالی کے رد اور غصہ کے ساتھ
کیا فائدہ دیگی تاکہ اوس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اوسے قبول خلق کیطرف بلاتی ہے
یہ کراہت اوس سے منع کریگی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اوسیکا مطیع ہوجاتا ہے تو ان تینون خطرون
کے مقابلہ مین تین کام اور کرے ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی لعنت اور غصہ مین رہیگا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو
تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دل مین کچہ جگہہ باقی نرہے اور معرفت اور
کراہت سامنے بہی نہ آنے پائے اگرچہ اسکے پہلے اپنے دل مین بہت کچہ فرض کرچکا ہو اور جب ایسا ہوجاے تو شیطان کی
جیت ہوتی ہے اوسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے تئین علم اور بردباری پر قائم رکہتا ہے اور غصہ کی آفتین اپنے دل مین خوب
سوچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصہ غالب ہوجائے اور وہ سب بہول جائے اور ایسا بہی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو
اور یہ جانتا ہو کہ یہ ریا ہے لیکن چونکہ خواہش قوی ہو تو کراہت نہ پیدا ہو اور ایسا بہی ہوتا ہے کہ کراہت بہی ہو لیکن اوسکا
خواہش سے نہ بر آئے اور اوسے دفع نکر سکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے لگے اور بہت عالم ایسے ہوتے ہین کہ جانتے ہین
کہ ہم ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان کی بات ہے لیکن کہتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین
تو ریا کو دفع کرنا قوت کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوت کراہت قوت معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوت ایمان

کے قدر ہوتی ہے اور اسکی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہش دنیا کے قدر ہوتی ہے اور اوسکی مدد شیطان
سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل ان دو لشکر متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اوسے ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت
ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اوسکے اکثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اوسکی طرف بہت میل کرتا ہے اور یہ
مناسبت آگے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اوسپر
بہت غالب ہوگئے یا وصف اسکے شیاطین کے اخلاق اوسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت کے
اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اسے ایسی جگہہ کھینچ لیجاتی ہے جو قسمت ازلی سے
اوسکے حصہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا فصل الخیر جب ریا کے متقاضی کے ساتھ تونے
خلاف کیا اور دل سے اوسکے ساتھ کارہ ہوا پھر اگر تجھہ مین اوسکی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اسکے سبب ماخوذ نہوگا کیونکہ
وہ تو آدمی کی طبیعت ہے اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور
مقہور اور زیردست کرے تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اسپر قادر ہوگیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تونے اوسکی تعمیل نہ کی تو
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیردست ہے حکم الہی بجالانے کو اسقدر کافی ہے اور اوس خواہش سے تیری
کراہیت اور مخالفت اون خواہشون کا کفارہ ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے جناب رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین ایسے وسوسے اور خطرے آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے
پھینکدین تو یہ اوس سے بہتر ہے اور ہم اون وسوسون سے کارہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہان تمنے یہ حالت
پائی اونہون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالی کے حق مین گذرتے تھے اونسے کراہت کرنا
صریح ایمان ہے پس جب کراہت اوسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وسواس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق
اولے محو ہو جائیگا لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور شیطان کی قوت پائی تو شیطان
اوسکا قصد کرتا ہے اور اوسے بتاتا ہے کہ اوسکے دین کی بھلائی اسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین
مشغول ہو اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ
شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اوسکی تکذیب کرکے دفع کرے
اور مناجات مین مشغول ہو جاوے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اسمین بھی کچھ وقت
ضائع ہوگا اوسکی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہو جاوے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش
زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصہ آتا ہے اور اوسکی طرف خود التفات بھی نہ کرے اور کاملتر درجہ یہی ہے
کیونکہ شیطان جب اوسکی یہ صفت معلوم کریگا تو اوس سے ناامید ہو جائیگا اسکی مثل اون چار شخصون کی سی ہے جو طلب علم کیلیے شیخ کے پاس
جاتے ہون اور کوئی حاسد انکی راہ مین آکھڑا ہوا ایک یہ کہ اوسکو منع کرے وہ اوسکی ممانعت اور لڑنے کو مستعد ہو جائے اور اوقات ضائع کرے

وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اوسے دفع کرد ے لڑنے پر نہ آمادہ ہوا وتیسیر او دفع کرنیین بہی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی
نکرے اور جسطرح چلتا تہا اوسیطرح چلا جائے تا اوسکی تضیع اوقات نہو اور چوتہا اوسکی طرف التفات بہی کرے اور جلدی جلدی چلنے لگے
تو اس حاسد نے اون دو سے تو کچہ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچہ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتہے سے یا وصف اسکے کہ کچہ مراد
حاصل کی اوسی کو کچہ زیادتی حاصل کرادی اگر اون تینون کے منع کرنے سے وہ حاسد نہ پشیمان ہوگا تو اس چوتہے کے منع کرنے سے
تو پشیمان ہوگا اور کہیگا کہ کاش مین منع نکرتا تو اولی اور انسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسے اور جہگڑے مین
آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے **اظہار طاعت کی اجازت کا بیان** ایفر نیجانیو کہ طاعت کو چہپانے
مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پائے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ خلق اوسکی پیروی کرے اور خلق کو
خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالی نے دونون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ
تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے
ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال چاہیے تہا ایک انصاری تہیلی لے آئے جب اونہین دیکہا تو اور لوگ بہی
مال لانے لگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بہی اوسمین اوسکی متابعت کرین
تو اوسے اپنا بہی ثواب ہوگا اور دوسرون کی موافقت کا بہی اجر پائیگا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانیوالا ہے تو پہلے سے اوسکا
سامان کرے اور باہر نکلے تاکہ لوگون کو بہی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجد کی نماز پڑہتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تاکہ اور لوگ
بہی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے بخوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار فضل ہے اور اگر
شہوت ریا پیدا ہو اور دوسرون کی رغبت نہ پیدا ہو تو اوس شخص کو طاعت پوشیدہ رکہنا اولی ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر
کیا چاہتا ہو اوسے چاہیے کہ ایسی جگہہ ظاہر کرے جہان ممکن ہو کہ لوگ اوسکی پیروی کرین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے
کہ اوسکے اہل وعیال اوسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین کرتے اور کوئی ایسا ہوتا کہ بازاری لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور
لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کا شوق اوسکے دل مین پوشیدہ ہوتا ہے
اور اوسکو دوسرون کی اقتدا کے بہانہ سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تاکہ وہ ہلاک ہو جائے ضعیف کی مثل اوس شخص کی سی ہے جو
پیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوبنے لگے دوسرے کا ہاتہہ پکڑے تاکہ دونون ہلاک ہوجائین اور قوی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص
پیرنے مین اوستاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بہی بچا سکے یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ نچاہیے کہ ہر ایک اسکا غرہ
کرے جو عبادت چہپا سکتا ہے اوسے نہ چہپائے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اوس
کہین کہ تو اپنی عبادت کو پوشیدہ رکہہ تاکہ لوگ اوس دوسرے عابد کی پیروی کرین اور تجہے ویسا اجر ہو جیسا اظہار مین ہے تو
اگر اپنے مین اظہار کی رغبت پائے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈہونڈہتا ہے ثواب آخرت نہین ڈہونڈہتا اور ایک یہ علاج
یہ ہے کہ طاعت سے فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس سے بہی لذت اور حلاوت ہوتی ...

حکایت کرے تو زبان کو نگاہ رکھنا اور اظہار نہ کرنا واجب ہے تا وقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمت اوسکے نزدیک اپنے حق مین برابر ہو جائے اور اونکی رد و قبولیت یکسان ہو جائے پھر جب یہ جان لے کہ کہنے سے اوروں مین رغبت خیر کی تحریک ہوتی ہے تو کہے جو بزرگ اہل قوت تھے اونہون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی نماز ایسی نہین پڑہی جسمین میرے دل نے اس بات کے سوا کہ آخرت مین خدا مجھسے یہ فرمایگا تو مین یہ جواب عرض کرونگا اور کوئی بات کی ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اوسے بالیقین حق جانا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اوٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان مین جان لیتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پہ اوٹھتا ہون نہین چاہتا کہ وہ حال بدل جائے امیر المؤمنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نہ اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نہ گایا نہ جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے مرتے وقت کہا کہ مجھپر نہ روکہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ قضائے الہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گذرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہوتا اور جو کچھ حق سبحانہ تعالی نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا مین اوسی پر خوش رہا یہ سب اہل قوت کی باتین ہین ضعیفون کو اسپر نظرہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے کامون مین ایسی نہین رکھین ہین کہ کوئی اون تھون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شر کے نیچے ایک خیر ہے کہ ہم اوسکی طرف راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خیر ہین اگرچہ اوسمین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریا کی ساتھ اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھکر اونکی پیروی کرتے ہین حکایت کہتے ہین کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جس گلی مین جاتے تھے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اوسکی طرف خلق کی رغبت زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی اون لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑہنا سب چھوڑ دیا اوس کتاب کے سبب سے رغبت مین فتور پڑ گیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب تصنیف کرتا تو ریاکار اوروں پر تصدق ہو جاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے اور اوروں کو نجات کی راہ بتاتا ہے ❁ دو کا پنڈت بڑے مشعلچی ❁ باتین کرے بنائے ❁ اور کو پہچے چاندنی ❁ آپ اندھیرے جائے ❁ (فصل عبادتون کو چھپانے کی اجازت کا بیان) اے عزیز جان تو کہ عبادت کا ظاہر کرنا کبھی ریا ہو جاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ فسق و معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہو اوسے چاہیے کہ اوسپر خدا کا پردہ ڈالے رکھے دوسرا عذر یہ ہے کہ جیسا اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہیگا تو اس امر کی بشارت ہے کہ اوس جہان مین بھی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اوسکے دل کو مشوش کریگی عبادت مین خلل پڑ جائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجور ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت ہے

اور ملامت سے رنجور ہونا اور اوس سے عذر کرنا حرام نہیں ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اس مرتبہ کو
نہیں پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے ثنا اور صفت
نہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اوسکے درپے ہونگے اور اوسے ستائینگے
اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شہر سے عذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ
لوگونسے شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان میں سے ہے اور شرم اور ہے ریا اور ساتوان عذر یہ ہے کہ اپنی اس بات کا خوف ہو کہ اگر میں گناہ کو ظاہر کرونگا
تو فاسق لوگ میری پیروی کرینگے اور گناہ کرنے پر دلیر ہو جائینگے جب ان نیتون سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھیگا
تو معذور ہے اگر اوسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اوسے پرہیزگار جانیں تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اوسکا ظاہر و باطن
یکسان ہے تو یہ صدیقون کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کرے تو
کہتا ہے کہ اوسکو بھی جب خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اوسے خلق بھی جانا کرے یہ کہنا
نچاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہ تعالی کا پردہ اپنے اوپر اور اوروں کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے ریا کے خوف
سے کس جگہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اسکا بیان اے عزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہیں ایک وہ ہے
جو خلق سے علاقہ نرکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت قضارت حکومت
تیسری وہ ہے کہ خلق میں بھی اثر کرے اور عمل کرنیوالے میں بھی جیسے وعظ و نصیحت پہلی قسم مثلاً نماز و روزہ حج بخوف ریا
ہرگز دست بردار ہونا نچاہیے نہ فرض سے نہ سنت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا میں آسکے یا درمیان عبادت میں تو اوسکے
دفع کرنے میں کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کرلینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت میں گھٹا کرے
نہ بڑھائے مگر جہان کہیں عبادت کی نیت مطلق رہی نہو اور بالکل ریا ہی ریا ہو وہان خود عبادت ہی نہیں لیکن جب تک اصل
نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھ کھینچنا نچاہیے حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ خلق کے دیکھنے کے خوف
عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے اے عزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو
عبادت نہ کرے جب اوس سے عاجز آتا ہے تو تجھسے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں اور یہ ریا ہے طاعت نہیں تاکہ یہ فریب دیکر
عبادت سے باز رکھے اگر تو اوسکی بات التفات کریگا اور شتاب لوگون سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائے تو بھی کہے
گا کہ لوگ جانتے ہیں کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہو گیا اور یہ نہیں بلکہ ریا ہے تو اسکا جواب دے کہ خلق کا خیال کرکے اوسکے
سبب عبادت ترک کر دینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا ہی کرتا ہوں اور
سمجھتا ہوں کہ خلق دیکھتی ہی نہیں کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے
اپنے غلام کو گیہون دے وہ صاف نہ کرسکے اور کہے کہ میں ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کرسکتا تو آقا اوس سے کہیگا
کہ اے بیوقوف اتنی تو نے اصل کام ہی نہ کیا اچھی بھی تو صاف کرنا حاصل نہیں ہوتا تو حق تعالی نے بندون کو اخلاص کا حکم کیا

بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلی ہی دست بردار ہوچکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن وہ جو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا تو قرآن شریف کو گردان دیتے یہ نچاہتے کہ یہ شخص دیکھے کہ مین ہر وقت قرآن شریف ہی پڑھا کرتا ہون یہ اس سبب سے ہوگا کہ وہ جانتے تھے کہ جب کوئی شخص آئے تو اوس سے بات کرنا چاہیے اور قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوت قرآن کو پوشیدہ کرنا اولی جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کوئی شخص تھا کہ اوسے رونا آتا تو وہ منہ چھپاتا تاکہ لوگ اوسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ بلا رونے کو تنہائی مین رونے کے ساتھ نگاہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تھا کہ وہ رستہ پر سے اذیت کی چیز اوٹھانا چاہتا اور نہ اوٹھاتا تاکہ خلق اوسے پارسا نجانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہوگا کہ خلق اوسے پارسا جانیگی اور دوسری عبادتین اوسپر بے لطف ہوجائینگی لیکن شہوت ریا کے خوف کے سبب سے اس سے عذر کرنا چاہیے نہین ہونا بلکہ اسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور عذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ نقصان کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے حکومت قضارت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی معصیت ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن نہو کہ مین عدل کرونگا تو اسپر ان کامون کا قبول کرنا حرام ہے کیونکہ انہین بڑی بڑی آفتین ہین نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچھ لذت نہین ہے اسی مین لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکھین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور انہین نفس پر وسعت پاتا ہے تاکہ اوسکی اوس شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہونگا تو بدل جاؤنگا اور معزول ہونیکے خوف سے چکنی چپڑی باتین بناؤنگا تو اس صورت مین علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو اوسپر اعتماد رکھے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس جلد انصاف کرنیکا وعدہ کریگا تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل جائے پس جب پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اوسکے بدل جانیکا ظن غالب ہے تو عذر اولی ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پہ ہو پھر جب اونہون نے خود خلافت قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجھے تو حکومت قبول کرنیکو منع فرمایا تھا اور اب آپنے خلافت قبول کرلی فرمایا مین اب بھی تمہین منع کرتا ہون اوسپر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اوتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بھی اوتر جائیگا تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضارت مین عدل نہ کرسکے گا اور خوشامد لازم ہوگی تو عہدہ قضا اور کوئی حکومت

قبول کرنا نہ چاہیے اگر قبول کریگا تو معزول ہو جانیکا خوف خوشامد کے واسطے عذر نہو گا بلکہ عدل کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ معزول
کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیے تیسری قسم وعظ اور فتوی ہے اور درس دینا اور
حدیث روایت کرنا ہے ان مین بھی بڑی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ ان مین ریا کا دخل ہوتا ہے یہ حکومت کے قریب ہے
ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ و نصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ویسا ہی کہنے والیکو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین
کی طرف بلاتی ہے اور ریا سے باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے سامنے آئے تو وعظ و نصیحت چھوڑ دینے مین
بحث ہے بعضے علما نے اس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے لوگ جب فتوی پوچھتے تو وہ دوسرے
حوالہ کرتے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین حدثنا
کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگان سلف نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے
اور جو شخص حدثنا کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے گویا صدر نشین بناؤ اور مسند پر بٹھاؤ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف ہے
کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھرے کہ تو اوڑکر ثریا پہ پہونچ جائے یعنی تیرا دماغ آسمان پر ہو جائے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالی
علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھہ تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھہ تو باتین کر
ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ ناصح اور محدث اپنے دل پر نظر کرے اگر کچھ نیت طاعت بھی ریا کے ساتھہ ملی ہوئی
رکھتا ہے تو دست بردار نہو اور کہتا رہے اور اس نیت کو اپنے دل مین خوب پرورش کرتا رہے تاکہ قوی ہو جائے اور اس
وعظ و نصیحت کا حکم نماز سنت و نوافل کا سا حکم ہے کہ جب تک اپنے دل مین اصل نیت پاتا ہے تب تک ریا کا خطرہ آنے سے دست بردار
نہو جائے بخلاف حکومت کے کہ اوسمین جب اندیشہ ہو تو اوس سے بھاگنا اولی ہے کیونکہ باطل نیت بہت جلد غالب ہو جاتی ہے
اسیواسطے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی عہدۂ قضا سے دور دور بھاگے عہدۂ قضا اونہین ملتا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے
لائق نہین ہون پوچھا کیون فرمایا کہ اگر مین سچ کہتا ہون کہ اسکے لائق نہین تو واقعی اسکے لائق نہین ہون اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے
لائق نہین ہوتا لاکن امام ممدوح تعلیم سے نہ بھاگے اور تعلیم سے ہاتھہ نہ روکا لیکن اگر دلمین کچھ نیت عبادت نہین پاتا اور ریا بالکل باعث طلب جاہ
وعظ و نصیحت کی باعث ہے تو دست بردار ہونا آدمی پر فرض ہے لیکن اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ مین کیا کرون تو ہم یہ کہینگے کہ اگر تیری
بات سے خلق کو فائدہ نہو جیسے وہ شخص جسکا بیان مسجع مقفا ہو یا بیہودہ باتین اور لطیفے ہون یا ایسی باتین ہون کہ جنکے
وعدے سے خلق کو معصیت پر دلیر کرین جھگڑا اور خلاف اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یہ باتین حسد اور فخر و مباہات کا تخم ڈالتی ہین
اوسکا بیان تو اوسے ہم منع کرینگے اور اوسے ایسے کام سے منع کرنا اوسکے حق مین اور لوگون کے حق مین بڑے خیر کی بات ہے
اور اگر اوسکا کہنا نافع خلق اور شرع کے موافق ہو اور لوگ اوسے مخلص جانین اور اوسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو
اوسے ہم اجازت نہ دینگے کہ ان باتون سے دست بردار ہو جاوے اسواسطے کہ انکا کرنے مین اور نہونے کا نقصان ان سے ہے

اور کہتے ہین فقط اوسکا خسران ہے ہمکین سو آدمیون کی نجات کا خیال رکھنا ایک آدمی کی نجات سے ضرور تر ہے ہم اوسے
اور ون پر سے تصدق کر دینگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی اس دین کی مدد
ایسے لوگون کے ذریعہ سے کریگا جنہین دین مین سے کچھ نصیب نہو اس سے یہی لوگ مراد ہین تو اوس سے اتنی بات سے
زیادہ ہم اور کچھ نہ کہین گے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کرکے ریا سے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین
پہلے تو ہی نصیحت قبول کرکے خدا سے ڈر اکر پھر اور ونکو ڈرایا کر **سوال** اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ واعظ کی نیت
پاک اور درست ہے اور اسکی علامت کیا ہے **جواب** نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ واعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا
انکار کرکے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اوس شفقت کے سبب سے ہو جو خلق پر رکھتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اوسکا وعظ
بہت نافع ہو اور لوگ اوسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اسکے سبب سے خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوین مین
گر پڑا ہو اور کنوین کے منہ پر پتھر اڑا ہو اور ایک آدمی مہربانی سے اوسے نکالا چاہتا ہو اور دوسرا اگر پتھر اوٹھائے اور اوسے
پتھر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اوسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہو اور اپنے مین حسد کا اثر
دیکھے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے
کہ اگر دنیادار اور حاکم مسجد مین آئے تو واعظ کی تقریر نہ بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات
آنے لگے کہ اوسکے سبب سے خلق نعرہ ماریگی اور رونے لگیگی اور اس بات کی کچھ اصل نہو تو اوسے چھوڑ دے یا اور ایسی باتین
اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکھے اور کراہت نہ معلوم ہو تو ریاکار ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو
اس بات کی دلیل ہے کہ اوسکی اور نیت بھی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہو جائے **فصل** بسا اوقات
لوگون کے دیکھنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے ریا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا
راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکھتا ہو اور لوگون کے سبب سے وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہو جائے
مثلاً کوئی شخص اپنے گھر مین ہے اور نماز تہجد اوسپر دشوار ہو کہ اپنی جورو کے ساتھ مشغول رہتا ہے یا باتین کیا کرتا ہے یا چھوٹے
بچے رہتے ہین جب اور کسیکے گھر جائے تو یہ موانع جاتے رہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہو یا اجنبی مکان مین جا پڑے
اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکھے کہ سب نماز پڑھتے ہین اوسے خوشی حاصل ہو اور کہے کہ لاؤ مین بھی انکا
ساتھ دون کہ مین بھی انکی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہہ ہو جہان لوگ روزہ رکھتے ہین یا کھانیکا سامان نہین ہے تو روزہ
شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑھتے دیکھے اور گھر مین سستی کرتا ہے انہین دیکھکر شریک ہونے کے شوق سے سستی
جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ بھی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح پڑھنے لگے ان سب
صورتون مین ممکن ہے کہ ریا نہو اور شیطان اوس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا بھی
ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبت خیر اور زوال موانع کے سبب سے نہین اور شیطان کہے کہ تو یہ عبادت کر یہ رغبت تو

تہجد مین تھی ہی مگر مانع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اوسکی شناخت
یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اوسے نہ دیکھین اور وہ ان لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اسیطرح برقرار رہے
تو رغبت خیر کا سبب ہے اور اگر برقرار نہ رہے تو ریا ہے وست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبت خیر بھی اور محبت ثناے
خلق بھی تو دیکھیے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اوسی پر اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنے
اور لوگون کو روتے دیکھکر خود بھی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہین ہے کیونکہ لوگونکا رونا دل کو رقیق کردیتا ہے
جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اوسے بھی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلانے لگتا ہے اور کبھی اصل رونا تو رقت دل کے
سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم واندوہ کے سبب سے گر پڑے اور فورًا
اوٹھنے کی قدرت حاصل ہو جائے لیکن نہ اوٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچھ اصل نہ تھی تو اصل مین ریاکار نہ تھا
اب ریاکار ہو جائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ نہ کہین
کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اوسے یاد آیا ہو
لوگون کو عبادت مین دیکھکر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبھی ریا کے سبب سے بھی ہوتے ہین تو ان خطرون کو
دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ پائے
تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اوسکی نجاست باطنی پر حق سبحانہ تعالی مطلع ہے اور وہ خدا کے غصہ غضب مین ہے حتی کہ اوس خطرہ کو
اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا ہے نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ خُشُوعِ
النِّفَاقِ یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو **فصل** ایعزیز جاننا کہ جو کام عبادت ہے مثلاً روزہ نماز اوسمین اخلاص
واجب ہے مثلاً کسی مسلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض اور نیت کو درست کرنا چاہیے
اور اوس مسلمان سے کچھ شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نہ رکھے علی ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلاً شاگرد سے
یہ توقع رکھے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے مودب چلے یا میری خدمت کرے تو معلم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائیگا لیکن اگر معلم
خدمت کی کچھ امید نہ رکھے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولی تریہ ہے کہ معلم اوس خدمت کو قبول نکرے اور قبول کریگا تو چونکہ
اوسے خدمت مقصود نتھی تو ظاہرا اوسکا ثواب حبط ہوگا بشرطیکہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اوسکے انکار سے
معلم متعجب نہو لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حتی کہ ایک بزرگ کنوئین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسی
لائے اونہون نے قسم دلائی کہ جسنے مجھسے حدیث سنی اور قرآن پڑہا ہو وہ رسی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے
کہ یہ عوض ثواب کو باطل کردیگا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لیگیا اونھون نے نہ لیا اوس
شخص نے کہا کہ مین نے آپ سے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بھائی نے تو سنی ہے مین ڈرتا ہون کہ مبادا میرا دل
اورون کی بہ نسبت اوسپر زیادہ مہربان ہو جائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیان کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپکے

۵۱ پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے خشوع نفاق سے

معلوم ہے کہ میرا باپ اونکا دوست تھا اور حلال کھاتا تھا اب یہ میراث حلال ہے مجھسے قبول فرمائیے جب قبول کی اور وہ شخص رخصت ہوگیا تو اپنے بیٹے کو اوسکے پیچھے بھیجا اور تھیلیاں پھیر بھیجیں کہ اونہیں یاد آیا کہ اوس شخص کے باپ کے ساتھ دوستی تھی اور نکے بیٹے کہتے ہیں کہ مین جب پھر آیا تو مجھسے صبر نہ تھا مین نے اپنے باپ سے کہا کہ آپکا دل پتھر کا ہے کہ صبر کیا آپ دیکھتے ہین کہ مین عیالدار ہون اور میرے پاس کچھ نہین ہے پر آپ رحم نہین کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیے اور قیامت مین مجھسے بازپرس ہو مجھے یہ طاقت نہین ہے اسیطرح شاگرد کو بھی چاہیے کہ علم سیکھنے سے اوسے فقط رضاے الٰہی مطلوب ہو اور معلم سے کچھ امید نرکھے اور شاید کہ یہ سمجھے کہ اگر معلم سے اپنی اطاعت ظاہر کرونگا تو درست ہے تاکہ وہ تعلیم مین کوشش کرے یہ غلط ہے اونہین رہا ہے بلکہ چاہیے کہ معلم کی خدمت کرنے سے مقصود اوسکے نزدیک منزلت چاہے معلم کے نزدیک نہین اسیطرح مان باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھے اور اپنے تئین اونکے سامنے پارسا بنائے تاکہ اوس سے وہ خوش ہو اسواسطے کہ یہ وہم نقد گناہ ہے غرضکہ جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو اوسے اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے واللہ اعلم

نوین اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان مین

اے عزیز اس بات کو معلوم کر کہ تکبر اور اپنے تئین بزرگ جاننا بری خصلت ہے اور حقیقت مین حق سبحانہ تعالے کے ساتھ خصوصیت ہے کیونکہ بڑائی اور بزرگی اوسیکو سزاوار ہے بس اسیوجہ سے قرآن شریف مین جبار اور متکبر آدمی کی مذمت بتکرار ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا ہے وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ اور فرمایا ہے إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت مین نجائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا نام متکبرون مین لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبرون کو ہوتا ہے وہی اوسے بھی ہوگا حدیث شریف مین ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا کہ باہر نکلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے اونہین لیا اور آسمان تک لیگئی حتی کہ اونہون نے فرشتون کی تسبیح سنی اور وہان سے زمین پر لائی حتی کہ قعر دریا مین پہونچے پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرہ بھی کبر سلیمان کے دل مین ہوتا تو ہوا مین لیجانے کے قبل اونہین زمین کے اندر پہونچا دیتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبر لوگون کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اوس ذلت کے سبب جو اونہین حق تعالی کے سامنے ہوگی لوگون کے پاؤن کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین ایک غار ہے اوسے ہب ہب کہتے ہین حق تعالی گردن کشون اور متکبرون کو اوس غار مین ڈالیگا حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوة والثنا نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا زمین پر لٹکاتا ہے تکبر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالی اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور فرمایا ہو کہ ایکبار

ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین دیکھتا تھا حق سبحانہ تعالی نے اوسے زمین کے اندر دہنسا دیا
اور ابتک دہنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جاویگا آور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے
قدم اوٹھائے وہ حق سبحانہ تعالی کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک بیٹے کو ناز
سے ٹہلتے دیکھا اوسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری ماں کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ
ایسا ہے کہ مسلمانون مین اوسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مہلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے
چلتے ہین کہا اے بندۂ خدا خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا
آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا باربردار ہے **تواضع کی فضیلت کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی کی حق تعالی نے اوسکی عزت بڑہادی آور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اوسکے سر پر ایک لگام
دو فرشتون کے ہاتھ مین نہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اوس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے
سربلند رکھہ اور جب تکبر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے سرنگون رکھہ آور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ
شخص ہے جو عاجز نہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پہ رحم کرے اور
حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابو سلمہ مدینی رحمہ اللہ تعالے اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے
کہ ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرنیکو آپکے
سامنے دودہ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اوسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکہا اور میٹھاپن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے
عرض کیا کہ یا حضرت اسمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھ دیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے
لیکن جو شخص خدا کے واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالی اوسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو حق تعالے
اوسے حقیر کر دیتا ہے اور جو شخص بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالے اوسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے
حق تعالی اوسے محتاج رکھتا ہے اور جو خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالے اوسے دوست رکھتا ہے ایک بار ایک فقیر بیمار
و افکار نے سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ منورہ کے در انور پہ سوال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا نوش
فرماتے تھے اوسے بلا لیا سب لوگون نے اپنے تئین اوس سے سمیٹا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنی ران پہ
بٹھا لیا اور فرمایا کہا و اہل قریش مین سے ایک شخص نے اوسکی تحقیر کی اور کراہت سے اوسکی طرف دیکھا اوسی بیماری مین مبتلا ہو گیا
سردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون خواہ نبی اور بادشاہ
ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست جبرئیل تھے اونکی طرف مین نے دیکھا اونہون نے کہا کہ آپ فروتنی
کیجیے مین نے حق سبحانہ تعالی کی جناب مین عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالی نے حضرت موسی
علیہ السلام پہ وحی بھیجی کہ مین اوس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی کی تواضع کرے اور میرے بندون سے تکبر

تکبر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے اور اپنے تئین بیرے واسطے خواہشون سے باز رکھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقوی مین ہے اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسی علیہ السلام
نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہل تواضع ہین وہ نیکبخت ہین کہ قیامت مین وہ صاحب منبر ہونگے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان
صلح کرین فردوس اونکا مقام ہوگا اور وہ لوگ نیکبخت ہین جنکا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالی کا دیدار انکا ثواب ہے اور رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے نعمت اسلام عنایت فرمائی اور اوسکی صورت اچھی بنائی اور اوسکا حال ایسا
نکیا کہ اوس سے ننگ عار رکھنا چاہیے ہو اور ان نعمتون کو ساتھ اوسکے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے
ایک شخص کے چیچک نکلی تھی وہ آیا لوگ کھانا کھا رہے تھے وہ جس شخص کے پاس بیٹھتا وہ شخص اوسکے پہلو سے اوٹھہ جاتا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے پاس بٹھا لیا اور فرمایا کہ مین ایسے شخصکو نہایت دوست رکھتا ہون جو حاجت کی چیزین
ہاتھہ مین لیکر اپنے گھر جائے تاکہ اوسکے گھر والون کے واسطے روزی ہو اور اپنے ہاتھہ مین لیجانے سے اوس شخص کا کبر ٹوٹے
صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تم مین ایمان کی حلاوت نہین دیکھتا اونہون نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے کہ جب فروتن کو دیکھو تو فروتنی کرو اور جب متکبر کو دیکھو تو
تکبر کرو تاکہ اوسکی حقارت اور ذلت ظاہر ہو تواضع کے باب مین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ فاضلترین عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
کہ تواضع اسکا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا جاہلترین خلق ہو حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھہ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اوس سے مرتبہ مین گھٹا کر رکھے تاکہ وہ معلوم کرے
کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اوسکی کچھہ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھسے زیادہ دنیا رکھتا ہو اوس سے اپنے تئین بالاتر رکھے
تاکہ اوسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اوسکی کچھہ قدر نہین حق سبحانہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام پر
وحی بھیجی کہ اے عیسی مین جب تجھے کوئی نعمت بھیجون تو اگر تو تواضع سے اوسکا استقبال کریگا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت
کرونگا حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالی نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المومنین تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین
تیری بزرگی سے شریفتر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے یا امیر المومنین حق سبحانہ تعالی جسے
مال جمال حشمت عطا فرمائے اور وہ شخص مال مین اونکی غمخواری کرے اور حشمت مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق سبحانہ تعالی
اپنے دفتر مین اوسکا نام خالصون مین لکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید نے قلم دوات منگوا کر یہ لکھہ لیا حضرت سلیمان علی نبینا و
علیہ الصلوۃ والسلام اپنی مملکت مین صبح کو تونگرون کی احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھہ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین
مسکینون کے ساتھہ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند بزرگان دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے
کہ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے اوسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ

اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے کہ اے لوگو تم مین جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو مین سب سے پہلے باہر نکل آونگا
میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہوگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالک کی بزرگی اسی
سے ہے ایک شخص حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اوس سے پوچھا مَا اَنتَ یعنی تو
کیا چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ مین وہ نقطہ ہون جو حرف با کے لگا ہو یعنی اوس سے اوتر کر کوئی چیز نہین حضرت شبلی نے
فرمایا اَبَادَ اللّٰہُ شَاہِدَکَ یعنی خدا تجھے تیرے سامنے سے اوٹھالے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئین اخیر جگہہ پر رکھا ایک بزرگ
نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو خواب مین دیکھا عرض کیا کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا کہ ثواب آخرت کے واسطے
فقیرون کے سامنے امیر کی تواضع کیا اچھی چیز ہوتی ہے اور فضل خدا پر بھروسا کر کے امیرون کے ساتھ فقیرون کا تکبر اوس
سے بھی بہتر ہے حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہوجاتا ہے اور کمینہ اور سفیہ
جب پارسا ہوتا ہے تو اوسمین تکبر پیدا ہوجاتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کہتے ہین کہ بندہ جب تک کسی کو اپنے سے بدتر جانتا
ہے تب تک متکبر ہے حضرت جنید قدس سرہ نے ایک دن جمعہ کی مجلس مین کہا کہ اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ اخیر
زمانہ مین قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو اون سب مین کمتر ہو تو مین مجلس مین تمہارے سامنے وعظ کہنا روا نہ رکھتا حضرت جنید قدس سرہ
کہتے ہین کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اوتارے جب اوتارنے کی حاجت
ہوگی تو جب تک اوتاریگا تب تک آدمی نے اپنے تئین مرتبہ عالی پر رکھا ہوگا جب آندھی آتی یا بادل گرجتا تو حضرت عطاے
سلمی رحمہ اللہ تعالی حاملہ عورت کیطرح اپنا پیٹ پکڑے پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی ہے سب میری شومی
سے ہے کچھ لوگ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے جا کر فخر کرنے لگے اونہون نے فرمایا کہ میری ابتدا تو نطفہ ہے اور انتہا
ایک مردار پھر ترازو کے پاس لیجاوینگے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو مین بزرگ ہون ورنہ ذلیل اور کمتر ہون **تکبر کی
حقیقت اور آفت کا بیان** ایعزیز جاننا چاہئے کہ تکبر برا خلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہوتے ہین لیکن اونکا
اثر ظاہر مین پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے تئین اورون سے فائق اور بہتر جانے اور اس سبب سے خوش
ہو ہوکر پھولے تو جو ہوا اوس سے پھولتی ہے اوسے تکبر کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اَعُوذُ بِکَ مِن نَفخَۃِ الکِبرِ یعنی اے اللہ مین کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہون آدمی مین جب یہ ہوا بھرتی
ہے تو لوگون کو اپنے سے کم جانتا ہے اور اپنا خادم جانکر اونہین دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی
نجانے اور کہے کہ بھلا تو بیچارہ کیا ہے جو میری خدمت کے لائق ہو جیسا کہ شیاطین ہر کسیکے واسطے نہین مانتے
کہ اونکی آستانہ بوسی کرے اور اپنے تئین اونکی طرف اضافت کرکے بندہ کہے مگر بادشاہون کے واسطے مانتے
ہین اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑہ گیا کیونکہ وہ سبکو بندگی اور سجود کے ساتھ قبول
فرماتا ہے اور اگر تکبر مین اس درجے کو نہین پہونچا تو چلنے اور بیٹھنے مین بھی ڈہونڈہتا ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے

اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اوسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اوسکی تعظیم نکیجیے تو غصہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اسطرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کے آگے گردن نرم نرکھے اور لوگون کو چشم حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالی کے درمیان مین بڑی آڑین ہین اس سے سب برے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواجگی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نکریگا یہ شرط ایمان نہین ہے اور کسیکے ساتھ فروتنی نکر سکیگا متقیون کی صفت نہین ہے اور کینے اور حسد سے دست بردار نہوسکیگا غصہ کو نہ روک سکیگا زبان کو غیبت سے نہ بچا سکیگا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نکر سکیگا اسواسطے کہ جو شخص اوسکی تعظیم نکریگا اوسکی طرف سے کچھ نکچھ اپنے دل مین لائیگا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام اپنے پیچھے اور اپنی خود پرستی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہیگا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہوگا تاکہ اپنا کام لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بھی اسلام کی بو نہ سونگھیگا تاوقتیکہ اپنے تئین فراموش کرے بلکہ دنیا کی راحت بھی نہ پائے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر تو بہشت کی خوشبو سونگھا چاہے تو اپنے تئین ہر فرد بشر سے گھٹ کر جان کہ بوے بہشت سونگھے حق سبحانہ تعالی اگر کسیکو بینائی عنایت کرے تاکہ دو متکبرون کے دل جو باہم ملتے ہین اونہین دیکھے تو وہ کسی گھورے مین وہ نجاست اور عفونت نہ دیکھیگا جو اون متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ انکا باطن تو کتون کی صورت ہو گیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوارتے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو انس ہوتا ہے وہ متکبرونکو ہرگز نہین ہوتا بلکہ ایعزیز تو جس شخص کو دیکھیگا تو راحت جب ہی پائیگا کہ تو اوس شخص مین بالکل فنا ہو جائے اور ہمہ تن اوسکی تعظیم ہو جائے تاکہ دوئی اوٹھ جائے اور یگانگی پیدا ہو جائے وہی وہ رہے تو باقی نرہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالی کی ذات مین فنا ہو جائین اور اپنی طرف التفات ہی نکرا اور کمال یہی ہے اور اس یگانگی سے کمال راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہیگی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے

تکبر کے درجون کا بیان ایعزیز جان تو کہ بعض تکبر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور بعض کمتر ہوتا ہے اور یہ کمی اور زیادتی کمتر بیشی تفاوت سے پیدا ہوتا ہے اور تکبر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا درجہ وہ تکبر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود فرعون ابلیس کا تکبر اور اونکا تکبر جنہون نے خدائی کا دعوی کیا اور بندگی سے ننگ و عار کیا اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ یعنی نہ عیسی بندگی سے ننگ و عار رکھتے ہین نہ ملائکہ مقربین دوسرا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تکبر ہے جیسا کفار قریش نے کیا اور کہا کہ ہم اپنے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائینگے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کر کے کیون نہ بھیجا اور مردِ محتشم کو کسواسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ کفار دو گروہ تھے

ایک گروہ کا تکبر تو اونکا حجاب ہوگیا حق کہ اونہوں نے خود تفکر نکیا اور نبوت کو پہچانا ہی نہیں جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبرون کو راہ نہیں دیتا ہون تاکہ وہ آیات حق دیکھیں اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تھا کبر کے سبب سے اقرار کرنے کی طاقت نرکھتا تھا جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبر کرے اور اونہیں چشم حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین اونسے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ اون دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی دو سبب سے برا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار میں اپنا کوئی کام نہیں اوسے کہان سے بزرگی کا دعوی پہونچیگا تاکہ اپنے تئین سمجھے کہ مین کچھ ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانیگا تو خدا کی صفت مین اوسکے ساتھ منازعت اور دعویداری کی ہوگی اوس متکبر کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بیٹھے ایعزیز دیکھ تو کہ وہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَآءُ رِدَآئِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْهِمَا قَصَمْتُهٗ یعنی عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اوسے ہلاک کردیتا ہون چونکہ خالق کے سوا اور کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہیں پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کریگا اوسنے خالق کے ساتھ منازعت کی جیسے کوئی شخص بادشاہ کے خاص غلامونکو ایسے کام کا حکم کرے جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبر اوسکو حق بات قبول کرنے سے آدمیکو باز رکھتا ہے حتی کہ جو لوگ متکبر ہوتے ہین وہ دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تکبر دوسرے سے انکار کرواتا ہے قبول نہیں کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون اور منافقون کی عادت ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کفار کا مقولہ قرآن مین یا ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنی جب اوس سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین بڑا جاننا اور عزت دار سمجھنا اوس سے گناہ پر اصرار کراتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہیں کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایکدن جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھا اوسنے کہا مین نہیں کھا سکتا آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ تکبر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا پس اوسکا ہاتھ پھر اوٹھ نسکا ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط کہانی کے طور پر نہیں فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ تکبر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر ہی کے سبب سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور تکبر نے اوسے اس درجہ پر پہونچادیا کہ اوسنے حکم الہی کی تعمیل نکی اور سجدہ نکیا اور ملعون ابدی ہوگیا

تکبر کے اسباب اور علاج کا بیان ایعزیز جانتو کہ جو کوئی تکبر کرتا ہے اسی سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین کوئی صفت کمال جانتا ہے کہ اوروں مین گویا وہ نہیں ہے اور وہ سات سبب ہین پہلا سبب علم ہے تکبر جو ہے کہ عالم جب اپنے تئین عالم

۵۱ زبرنیہ قرآن کو اور بیہودہ باتیں بکو تم اوسکے سننے میں غالب ہو جاؤ تم ۱۲

۵۲ یعنی بہتر ہون آدم سے کہ پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے اور پیدا کیا اوسکو مٹی سے ۱۲

اور بہت دیکھتا ہے تو اونکو اپنے بہ نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبر اوسپر غالب ہو جاتا ہے اسکا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت
اور مراعات اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہے اور اگر وہ لوگون کی طرف دیکھتا ہے یا کہین دعوت
مین جاتا ہے تو احسان جتاتا ہے اور عاقبت کے کامون مین خدا کے نزدیک اپنے تئین اونسے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی
قوی امید رکھتا ہے اور اون لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے
طفیل مین دوزخ سے نجات پائین گے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفَةُ الْعِلْمِ الْخُيَلَاءُ یعنی اپنے تئین
بڑا جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولیٰ تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطر
آخرت کو معلوم کرے اور صراط مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جسنے اسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اس سے دور اور مقصر جانتا ہے
اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اوسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت
ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑہتا ہے درد و مصیبت بہی بڑہتی ہے لیکن علم سیکہنے سے لوگون کا تکبر
جو بڑہ جاتا ہے اوسکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی جو علم دین ہے اوسے نہین سیکہتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اسکے سبب آدمی
اپنے تئین اور راہ دین اور راہ حق کی گھاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالیٰ سے جو حجاب اور آڑ ہے اوسکو پہچانتا ہے
اور اسکے سبب درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ اور
اختلاف کا علم سیکہتا ہے تو اس سے تکبر ہی بڑہتا ہے قریب ترین علم علم فتاوی ہے اور دنیا سے خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علم دنیا
ہے اگرچہ دین کو اوسکی احتیاج ہے اوس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علم فتاوی پہ آدمی اٹک جاوے اور دوسرے علمون
یعنی علم سلوک و تصوف ترک کر دے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہو جاتا ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ❊ الغرض علمای ظاہر کو
دیکھیے کہ انکا کیا حال ہے اسیطرح طیارات وعظین کا علم اور اون کی مسجع اور بیفائدہ باتین اور اون باتون کی تلاش جنکے سبب سے
خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جنکے سبب سے مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجہین کہ یہ باتین دین کی راہ ہین
یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دل مین بوتے ہین انکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑہتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑہتی ہے دوسرا
سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علم نافع پڑہے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اس قسم کے علوم جو اس کتاب مین
اور احیاء العلوم مین ہمنے بیان کیے اور اوسپر بہی اس سبب سے متکبر ہو کہ درصل اوسکا باطن خبیث ہے اور اخلاق بد رکہتا ہے
اور پڑہنے سے بیان ہی کرنا اوسے مقصود ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے بڑائی حاصل ہو اوسے برتنا اور اوسپر عمل کرنا مقصود نہین تہا
تو جب علم اوسکے باطن مین جاتا ہے اوسکے باطن ہی کی صفت پر ہو جاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے
معدہ کے خلط کی صفت پر ہو جاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جب
نباتات مین پہونچتا ہے اوسکی صفت کو بڑہاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑوی بڑہ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ
ہو جاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن

پڑھتے ہین اور اونکے حلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑھے اور جو کچھ ہم جانتے ہین
وہ کون جانتا ہے یہ فرما کر آپ نے اصحاب کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنی میری امت مین اور سب جہنمی
ہین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم متکبر علما مین سے نہ ہو جاؤ کہ اوس وقت تمہارا علم تمہارے
جہل کو وفا نہ کریگا اور حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تھے حتی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
نے ایک بار امامت کی پھر کہا کہ دوسرا امام ڈھونڈھو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تمسے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے
نہ چھوٹے اور لوگ کیونکر چھوٹ سکین گے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پاوین گے بلکہ ایسا عالم ہی نادر ہے جو اس صفت کو جانے
کہ مذموم ہے اوس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی
کسی لائق نہین جانتا ہون اوسکی کچھ حقیقت نہین سمجھتا بلکہ اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو
اس بات کی آگاہی حاصل ہو تو اوسکو نہایت غنیمت جاننا چاہیے اور اوسکی زیارت بھی عبادت ہے اور اوسکے واسطے سبکو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر حدیث شریف مین
یہ نہ آیا ہوتا کہ ایک زمانہ آئیگا اوس زمانہ مین جو شخص تمہارے اعمال کا دسوان حصہ بھی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو نا امید ہو جانیکا خوف تھا لیکن اس زمانہ مین
تھوڑا بھی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار مددگار نہ پاویگا اور حقائق دین مین [illegible] ہوگئی اور جو شخص راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے یار نہین رکھتا
اوسکا رنج دونا ہوتا ہے [illegible] دوسرا سبب تکبر کا عبادت ہے [illegible] کیونکہ عابد زاہد صوفی پارسا
تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے یہ توقع رکھتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کیا کرین اور ہم اون کے حق مین بہتر سمجھین گویا کہ اپنی عبادت کے
سبب سے لوگون پر احسان رکھتے ہین اور شاید یہ بھی جانتے ہون کہ یہ لوگ تباہ ہو جاوینگے ہمین مغفور اور یہ گنہگار ہم ہی ہین اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اونہین ستاوے اور اتفاقا اوسے کوئی آفت پہنچ جاوے تو کہتے ہین کہ دیکھو یہ ہماری کرامت ہے
ہمارے ساتھ جو بے ادبی کی یہ اوسیکا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہوگئے
وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اوسنے لوگون کو چشم حقارت سے دیکھا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے
اس حقیر جاننے والے مین اور اوس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بھائی سے برکت لے اور اوسے اپنے سے بہتر جانے اور
خدا کے واسطے اوسے دوست رکھے اور اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالی اوس عابد کا درجہ ان لوگون کو دیوے اور عبادت کی
برکت سے اوسے محروم رکھے جیسا کہ بنی اسرائیل مین ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اوس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا اور ایک شخص تھا کہ اوس سے زیادہ
کوئی فاسق نہ تھا وہ عابد بیٹھا تھا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اوسکے سر پر سایہ کیا ایسا فاسق نے یہ جی مین کہا کہ مین بھی جا کر اوس عابد کے
پاس بیٹھون شاید حق تعالی اوسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اوسکے پاس جا کر بیٹھا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرے پاس
بیٹھا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے اوٹھ جا یہ سے فاسق چلا [illegible] اوٹھا اور چل نکلا وہ ابر بھی [illegible] اور اوس زمانہ کے نبی پر
وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سرے سے عمل کرین [illegible] فاسق کے گناہ [illegible]

نیک ایمان کے سبب سے اوسنے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تہی وہ اوسکے تکبر سے ضبط کر لی ایک شخص نے ایک عابد کی
گردن پر پاؤن رکہا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اوٹہا ورنہ قسم خدا کی خدا تجہپر رحمت نکریگا اوس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے
عابد سے کہدو کہ اے شخص تو میرے اوپر قسم کہا کر تحکم کرتا ہے کہ مین اوسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجہی کو نہ بخشونگا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ
جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالی اوس ستانیوالے پر رحمت نکریگا اور شاید کہہ بیٹہے کہ یہ ستانیوالا اب
جلدی اس گستاخی کی سزا پائیگا اور اگر کوئی آفت اوسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تمنے دیکہا اوسپر کیا گذری یعنی یہ میری کرامت
ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالی نے اونسے انتقام نہ لیا اور
بعضون کو دولت اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون
کہ حق تعالی میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پر جو کچہ آفت آتی ہے
تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومی نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے
باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچہا کہ مجہہ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان
پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکہتا ہے
اور اوس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کر لیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اوسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی
وجہ سے ضائع کیا کیونکہ جہل سے بڑہ کر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف
کرتے تہے اتفاقاً وہ بہی وہان آپڑا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہم جس مرد کی تعریف کرتے تہے وہ یہی ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجہے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کہ کبہی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجہسے بہتر
کوئی نہین اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہان آتا ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس خبث کو اوسکے
باطن مین دیکہا اور اوسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے یہ بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجون مین ہین
پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دلکو اس سے پاک نکر سکے مگر کوشش اور تکلف کرکے فروتنی کرتا ہے اور اوس شخص کے ایسے
فعل کرتا ہے جو اورون کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اوسکے قول و فعل سے تکبر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبر کا درخت
اپنے باطن سے نہ اوکہاڑ سکیگا لیکن اوسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکہے تاکہ
کبر اظہار نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اوسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو
اوسکے تکبر باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقام صدر ڈہونڈہتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو
عالم ہو تو ایک ہی طرف اپنا سر رکہتا ہے جیسے لوگون سے ننگ و عار رکہتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑہائے رہتا ہے
گویا لوگون پر غصہ ہو رہے ہین یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم و عمل نہ سر پہیرنے مین ہے نہ تیوری مین بلکہ دل مین ہے

اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اوسکا نور ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم
اور متقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف بے مسکرائے ہوئے اور کشادہ پیشانی کیے ہوئے
نہ دیکھتے تھے حق تعالے نے آپ سے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ
مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمتون
مین سے یہ بھی تمپر ایک رحمت تھی کہ تم سبھون کے ساتھہ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تمسے نفور اور کنارہ کش نہوئے
تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے تکبر اظہار کرکے فخر اور خودستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا
شخص کیا بیچارہ ہے اور اوسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدہر قائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے
وہ ہلاک ہی ہوجاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اوسے دیکھنا تھا دیکھا اوسکا مال اور اولاد سب غارت ہو گیا اور شاید
لڑائی جھگڑا بھی کرے حتی کہ اگر کچھ لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہون تو وہ اونسے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ رکھتے ہون
تو وہ مدت تک بھوکا بیٹھا رہے اور عالم ہے تو یہ کہتا ہے کہ مین اتنے علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اوسکا اوستاد کیا تھا
اور مناظرے مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے
کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور اون مین لوگون پر سبقت کرے اور کبھی عجیب غریب لغت اور
حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ اورون کے سامنے اپنا کمال اور اونکا نقصان ظاہر کرے ایسا عابد اور عالم کون ہے
جو ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سب مین ہین لیکن جب یہ دیکھے سنے گا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے
دل مین ایک حبہ کے برابر تکبر ہے اوسپر جنت حرام ہے تو اوسے خوف اور درد زیادہ ہوگا اور تکبر نکریگا اور سمجھ لیگا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے
بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر رہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر ہے اور جو کوئی
حقائق دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اوسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولی تر ہے تیسرا درجہ نسب کے سبب سے تکبر ہے حتی کہ
جو لوگ علوی ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ اونکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور
عالم ہون تکبر اونکے باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نکرین ان لوگون کو اگر غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہین اور
غصہ قول فعل سے ظاہر ہو جاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھہ بات کرے تو اپنی [illegible]
نہین پہچانتا اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا
یا ابن السودا یعنی او حبشی کے بچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ذر آپے سے باہر نہو کیونکہ کوئی گورے آدمی کا
بچہ کالے آدمی کے بچے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابو ذر کہتے کہ مین لیٹ گیا اور شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منہ پر رکھہ
ایعزیز دیکھہ تو کہ جب اونہین معلوم ہوا یہ کلمہ تکبر کا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اوس سے کبر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی دو آدمیون نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون اور بزرگون کی نو پشتین گن دی تھین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اوس سے کہدو کہ وہ نو تو دوزخ مین ہین اور تو اونکا دسوان ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ مین کوئلا ہو گئے ہین اونپر کبھی فخر کرنے سے دستبردار رہو ورنہ حق تعالیٰ کے نزدیک گونڈ سے بھی بدتر ہو جاؤ گے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگھتا ہے اور چکھتا ہے چوتھا سبب حسن و جمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتون مین اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ تمنے غیبت کی اور یہ اپنے قد پر تکبر ہے کیونکہ اگر وہ خود کوتاہ قد ہوتین تو یہ کلمہ نہ فرماتین پانچوان سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یون کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت ایسی ہے اور ہو تونگر اور مفلس ہے مین اگر چاہون تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لون اور ایسی باتین کہتا ہے اور سورہ کہف مین دو بھائیون کا قصہ جو ہے ایک نے کہا اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب ضعیفون پر تکبر ہوتا ہے ساتوان تابعین اور شاگردون اور غلامون اور نوکرون اور مریدون کے سبب تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اوسکے سبب سے فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہو حتی کہ مخنث بھی اسباب مخنثی کے سبب سے اور مخنثون پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب یہی ہین اور تکبر ظاہر ہونیکا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اوسپر تکبر اور فخر کرے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگون کے سامنے تکبر کرے تاکہ لوگ اوسے تعظیم سے دیکھین حتی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ جانتا ہے کہ طرف ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل مین متواضع رہے فقط ظاہر مین تکبر کرے تاکہ لوگ طرف ثانی کو فاضل نہ جانین اے عزیز اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اوسکا علاج بھی جاننا چاہیے تکبر کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جو بیماری ایک حبہ کی قدر ہو اور راہ سعادت بند کرے اور بہشت سے محجوب رکھے اوسکا علاج فرض عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہین ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل ایک مفصل مجمل علاج علم وعمل کی معجون سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہ تعالیٰ کو پہچانے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اوسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہین اور اپنے تئین پہچانے تاکہ معلوم کرے کہ مجھسے زیادہ حقیر اور ذلیل و خوار اور کمتر کوئی نہین اور یہ مسہل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جاننا چاہے اوسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اوسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ حق سبحانہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی قدرت پہچنوائی اور اوسکے اول اور آخر اور درمیان کا کام اوس سے بیان کردیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ تو آدمی کو چاہیے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہین ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اوسکا نام ونشان کچھ بھی نتھا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردے مین چھپا تھا جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا

حق تعالی نے خاک کو پیدا کیا کہ اوس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور
اوس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اون نجاست سے ہست کیا اور اوسکی اصل ناچیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے
بنائی اور اسکے بعد آدمی پارہ گوشت تھا اوسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نہتی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نہ رکھتا
تھا اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالی نے اوسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاوٴن آنکھہ اور سب اعضا پیدا کیے
چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز نہ تو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اوسمین آمنے عجایب غرایب
چیزین پیدا کین تاکہ اونکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ اونکے سبب سے تکبر کرے کیونکہ اوسنے کچھ اپنی کوشش
سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اوسکے سبب سے تکبر کرے جیسا حق تعالی نے ارشاد کیا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ
بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اے عزیز دیکھہ تو کہ اوسے اب تکبر کی جگہہ ہے یا اپنے سے ننگ و عار رکھنے کی اور اوسکے
درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالی اوسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک رکھا اور یہ قوتین اور اعضا اوسے عنایت کیے
اگر حق تعالے اوسکے کام اوسیکے اختیار مین دیتا اور اوس سے بے پروا کرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ
بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج وہ لاکھہ مختلف بلائین اوسکے سر پر لٹکا رکھی ہین تاکہ کسی ساعت اپنی طرف سے امین نہو
کیونکہ شاید مر جاوے یا اندھا یا بہرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہو جائے یا بھوک پیاس کے مارے مر جائے اور حق سبحانہ تعالی نے
اوسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی تاکہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اوٹھائے اور اوسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا
تاکہ اگر فی الحال لذت پائے تو پھر اوسکا رنج اوٹھائے اور اوسکے کامون مین سے کوئی کام اوسکے ہاتھہ مین نہین دیا حتی کہ جو کچھ وہ چاہے
کہ جانون اوسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اوسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ نہ چیتا
کرون وہ اوسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اوس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف ان عجایب
صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اوسکے واسطے پیدا کیا اوسے ایسا عاجز کر دیا کہ اوس سے زیادہ بدبخت اور کمتر اور عاجز کوئی
چیز نہین اور اوسکا اخیر کا کام یہ ہے کہ مر جاویگا نہ سماعت رہے گی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار
گندہ اور متعفن ہو جاویگا کہ سب لوگ اوس سے اپنی ناک بند کرین گے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین سما
ہو جاویگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہو کر ذلیل و خوار ہوگا اور اسیطرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اوٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا
وہ تو یہ دولت بھی نہ پاویگا بلکہ اوسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتی کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھیگا
اور ستارون کو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور اور پہاڑون کو دھنکی ہوئی روئی کیطرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی
اور دیکھیگا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھہ مین اعمال نامہ
دے رہے ہین حتی کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین آدمی اوسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑھتے ہین
اور نادم ہوتے ہین فرشتے اوس سے کہتے ہین آ جواب کر کہ تو نے کیون کیا کیون کہا کیون بیٹھا کیون اوٹھا کیون دیکھا کیون

خیال کیا اور معاذ اللہ اس سے عہدہ برآ نہو سکیگا تو اوسے دوزخ مین ڈال دینگے اوسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین سؤر یا کتا ہوتا
تا کہ خاک ہو جاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چھوٹے ہوئے ہین تو جس شخص کا حال سؤر اور کتے سے بھی بدتر ہونا ممکن ہو اوسکو تکبر
کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرّے اوسکی مصیبت پر رو دین اور اوسکی فضیحتی اور
رسوائی ہونیکا کاغذ پڑہین تو قاصر رہین ایعزیز بہلا کبہی تو نے دیکہا ہے کہ بادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قیدخانہ مین
بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجہے سولی دینگے یا عذاب کرینگے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبر مین مشغول ہو اور
تمام خلق دنیا مین بادشاہ عالم کے قیدخانے مین ہے اور گناہ بہت رکہتی ہے اور انجام کار نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہہ مین ایسے
حال کے ساتھ فخر اور تکبر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھ پہچانا تو یہ پہچان اوسکا مسہل ہو جائیگی اور اوسکے باطن سے
تکبر کی جڑ بالکل کہود ڈالیگی حتی کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکہیگا بلکہ چاہیگا کہ خاک ہوتا یا چڑیا یا [illegible] کہ اس سخت خطر مین نہوتا اور علاج
عملی یہ ہے کہ سب احوال اور اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کہاتے تکیہ نہ لگاتے اور
فرماتے کہ مین بندہ ہون مین اسطرح کہاتا ہون جسطرح بندے کہاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام سے لوگون نے پوچہا کہ تم نیا کپڑا نہین
پہنتے کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہونگا تو آخرت مین نیا لباس پہنونگا ایعزیز جانتو کہ اسرار نماز مین سے ایک تواضع بہی
ہے کہ رکوع سجود سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزت دار ہے آدمی اوسے خاک پر رکہتا ہے جو سب چیزون
سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبر تہا کہ پیٹہہ نہ جہکاتے تہے تو یہ سجدہ اونپر قہر عظیم تہا پس آدمی کو چاہیے کہ کبر
جو حکم دے اوسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکہہ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات سکنات سے
کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلف کر کے یہ سب سبب دور کرے تا کہ تواضع اوسکی سرشت ہو جائے تکبر کی علامتین بہت ہین
ایک یہ ہے کہ جب تک کوئی دوسرا آدمی اوسکے ساتھہ نہو تب تک اکیلا کہین جانا نچاہیے اس امر سے خذر کرنا چاہیے حضرت
ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھہ زیادہ ہوتے ہین اوتنا ہی تو حق تعالی سے دور رہتا ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تہے کبہی ایسا ہوتا کہ لوگون کو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے
کہ متکبر چاہتا ہے کہ لوگ اوسکے سامنے کہڑے رہین اور اوسکے واسطے سروقد اوٹہہ کہڑے ہوا کرین رسول مقبول صلعم اس امر سے کراہت رکہتے تہے
کہ کوئی آپکے واسطے سروقد اوٹہہ کہڑا ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکہا چاہتا ہو اوس سے کہدو کہ ایسے
آدمیکو دیکہہ لے جو خود تو بیٹہا ہو اور لوگ اوسکے سامنے کہڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر کسیکی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیان ثوری رح
مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت ابراہیم ادہم نے اونکو بلایا کہ یہان آکر مجہسے حدیث روایت کرو حضرت سفیان چلے آئے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا
کہ مین نے چاہا کہ تمہاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر یہ نہین چاہتا کہ فقیر اوسکے پاس بیٹہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کے
ہاتہہ مین اپنا دست مبارک دیتے جبتک وہ نچہوڑتا آپ اوسیطرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اوس سے خذر کرتے آپ اوسکے ساتھ کہانا
نوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر اپنے گہر مین کچہہ کام نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رح نے

ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ مین تیل لے آؤن فرمایا نہین مہمان سے کام کو کہنا مروت سے
بعید ہے مہمان نے کہا غلام کو جگاؤن فرمایا نہین وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اوٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ مین تیل ڈالا مہمان
نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہان جب مین گیا تہا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہون اور ایک علامت
یہ ہے کہ متکبر سودا سلف بازار سے خود اپنے گھر نہین لیجاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکدن کوئی چیز لی تھی اور خود لیے
جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ مین اسے لیلون آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جسکی چیز ہے اوسیکا لیچلنا بہتر ہے حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ لکڑیان پیٹھ پر لادے بازار مین جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو یہ اوسوقت کا ذکر ہے جب وہ امیر تھے امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بائین ہاتھ مین گوشت لٹکائے ہوئے اور داہنے مین درہ لیے ہوئے بازار مین جاتے اور ایک علامت
یہ ہے کہ جبتک اچھے کپڑے نہون تبتک گھر باہر نہین نکلتا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو لوگون نے بازار مین دیکھا
کہ ہاتھ مین درہ لیے ہین اور چودہ پیوند چادر مین سیے ہین اونمین بعضے چمڑے کے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
کوتاہ کپڑا پہنتے تھے لوگون نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہین فقیر خوش ہوتے ہین
حضرت طاوس رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین جب یہ دھوئے ہوئے کپڑے پہنتا ہون تو جبتک یہ پھر میلے نہوجائین تبتک اپنے
دلکو مین پاتا ہی نہین یعنی اپنے دلمین رعونت اور تکبر پاتا ہون خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ کے واسطے خلافت کے پہلے
ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا کہتے کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیے اور خلافت کے بعد پانچ درہم کا کپڑا مول لیتے
اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالی نے مجھے نفس
لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی لذت چکھ چکتا ہے تو اوس سے نہین طلب کرتا ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھ کر کوئی
مرتبہ نہین تو اب بادشاہی ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اوسے ڈھونڈھتا ہے الغرض یہ گمان نکرنا کہ جتنے اچھے کپڑے ہین سب
تکبر ہی کی وجہ سے ہوتے ہین کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز مین اچھائی کو دوست رکھتا ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ خلوت مین بھی اچھے
کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص پرانے کپڑے کے سبب تکبر کرتا ہے کہ اوس سے ہینکڑ اپنے تئین زاہد ظاہر کرتا ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے لوگون سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبون کا لباس پہنے ہو اور باطن کو بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہون کا
لباس پہنو اور خوف خدا سے دلکو نرم کرو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جب ملک شام کو پہونچے تو پرانے کپڑے
پہنے تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہان دشمن لوگ ہین اگر آپ اچھے کپڑے پہنین تو کیا بہتر ہوگا فرمایا کہ حق تعالی
نے مجھے اسلام کے سبب عزت دار کیا ہے اور کسی چیز مین عزت نہ ڈھونڈھونگا غرضکہ جو کوئی تواضع سیکھا چاہے اوسے چاہیے
کہ عادت رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سیرت دریافت کرکے اوس کی پیروی کرے حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانورون کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھتے گھر جھاڑتے بہار سے بکری کا دودھ دوہتے نعلین مبارک
ٹانک لیا کرتے کپڑے مین پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے مین اوسکی اعانت کرتے بازار سے

چادر مین سودا سلف باندہ لاتے امیر فقیر چہوٹے بڑے سبکو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چہوٹے بڑون کے درمیان
دین کے امور مین فرق نہ کرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکہتے جو خاکسار پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کہانا
آپکے سامنے رکہدیا جاتا اگرچہ تہوڑا ہوتا اوسے حقیر نہ جانتے رات کا کہانا صبح کے واسطے نہ رکہتے صبح کا کہانا رات کے واسطے نہ رکہتے
آپ نیک خو تہے کریم الطبع ملنسار شگفتہ رو تہے مسکراتے بے قہقہہ لگائے اندوہگین ہوتے بے تیوری بہون چڑہائے متواضع
تہے بے ذلت با ہیبت تہے بے درشتی و شدت بے اسراف سخی اور کریم تہے سب لوگون پر رحیم تہے آپکا دل بہت نرم تہا
سر جہکائے رہتے تہے مقتضا سے بڑا ہوشیار تہا کسی سے طمع نہ رکہتے تہے جو کوئی اپنی سعادت چاہے آپکی پیروی کرے یہی سبب تہا
کہ حق تعالی نے آپکی تعریف کی اور فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کر کہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے
اگر نسب کے سبب تکبر کرتا ہے تو اپنا نسب جاننا چاہیے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے بَدَأَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ثُمَّ
جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ یعنی تیری اصل خاک سے ہے اور فرع نطفہ سے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے
زیادہ خوار و ذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ ہی تو درمیان مین ہے تو تجہ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ
اور مضغہ اور بہت ناپاکیان اور رسوائیان مین تو اونہین کیون نہین دیکہتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکروبی یا حجامی کرتا تو
تو اوس سے ننگ و عار رکہتا اور کہتا کہ عجب ناپاک ہے کہ خاک و خون مین ہاتہ بہرتا ہے تو بہی تو خاک اور خون ہی سے بنا ہے
پہر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اوس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجہے اور دو گواہ
عادل اسپر گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا لڑکا ہے اور وہ ثابت کردین جب یہ معلوم ہو جائیگا تو پہر تو تکبر نہ کریگا
دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین وہ دوسرے کے سبب سے ناز کرتا ہے اور بزرگی تجہی مین
ہونا چاہیے اسواسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اوسے اوس کیڑے پر جو گہوڑے کے پیشاب سے پیدا ہے
کچہ بزرگی نہین ہوتی دوسرا سبب وہ تکبر ہے جو حسن و جمال کے سبب سے ہو جو شخص اپنے حسن و جمال کے سبب سے فخر کرے اوسے
چاہیے کہ باطن مین دیکہے تاکہ برائیان ظاہر ہون اور فکر کرے کہ اوسکے پیٹ اور مثانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا
مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دو بار اپنے ہاتہ سے ایسی چیز دہوتا ہے جسکی نہ صورت دیکہنا گوارا ہے نہ بو سونگہنا
اور ہمیشہ اوسکا بار بردار اور حمال رہتا ہے پہر یہ سوچے کہ اوسکی پیدایش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہ گذر
سے جسد گذرتا ہے تب عالم وجود مین قدم دہرتا ہے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی علیہ نے ایک شخص کو خرامان دیکہا کہا یہ اوس
شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بہرے ہون اگر آدمی ایکدن اپنی شست و شو نہ کرے تو سب
موریان اور سنڈاس اوس سے پاکیزہ تر ہین کیونکہ گہورون اور سنڈاسون مین اوس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی
جو آدمی کے پیٹ سے نکلتی ہے پہر اوسکا حسن و جمال کچہ اوسکے سبب سے نہین ہے کہ فخر کرے اور بدصورتون کی بدصورتی کچہ اون
اون کے سبب سے نہین ہے کہ اونکا عیب کرے اور اوسکا حسن و جمال اعتماد کے قابل بہی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے

زائل ہو جاتا ہے اور چیچک سب بیماریون سے زیادہ اوسے بدصورت کردیتی ہے غرضکہ یہ چیزین تکبر کے لائق نہین ہین اور
اگر اپنی طاقت کے سبب سے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اگر اوسکے ایک درد ہوتا ہے تو اوس سے زیادہ عاجز کوئی نہین ہوتا
اگر مکھی اوسے ستاتی ہے تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اوسکی ناک مین یا چیونٹی اوسکے کان مین گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہو جاتا ہے اگر
کانٹا اوسکے پاون مین گڑ جاتا ہے تو جگہ سے ہل نہین سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقتور ہے تو بیل گدہا ہاتھی اونٹ اوس سے زیادہ
قوی ہوتے ہین ایسی چیز کے سبب سے فخر کرنا کیا جسمین بیل گدہا اوس سے بڑھ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکرون غلامون کے سبب سے تکبر کرے
یا حکومت اور سرداری کی وجہ سے تو یہ سب چیزین اوسکی ذات سے باہر ہین کیونکہ اگر مال چور لیجاوین یا حکومت سے بادشاہ معزول
کردے تو پھر کیا اوسکے قبضہ مین رہے گا اور اگر مال ہے بھی تو بہتیرے یہودی اوس سے زیادہ مال و دولت رکھتے ہین اور اگر
حکومت پر منصب رہے تو بہتیرے بےعقل مثلاً ترک کرد اجلاف اوسکی حکومت کی دہ گونہ حکومت رکھتے ہین غرضکہ جو چیز تیری
ذات سے نہو وہ تیری ملک نہین اور جو تیری ملک نہو اوسکے سبب سے تکبر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور برا ہے اور انہین سے کوئی چیز تیری
ذات سے نہین ہے اور منجملہ اون اسباب کے جسکے سبب سے تکبر کرسکتے ہین ظاہر اعلم اور عبادت ہے اسکا علاج دشوار ہے کیونکہ کمال اسکی
اور حق تعالی کے نزدیک علم عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالی کی صفتون مین سے ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوگا کہ اپنی نظر
الذات ہی کی کرے اور بیکسی دو طرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ سمجھے کہ جان لے کہ علم کے سبب بڑی گرفت ہوگی اور عالم کا بڑا
خطرہ ہے کیونکہ جاہل سے بہت کام اس طرح بیجا ہونگے اور عالم سے نہ بیجا ہونگے اور عالم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی ہے اور جو احادیث عالم کے بارہ مین وارد
ہوئی ہین اونمین غور و تامل کرنا چاہیے کیونکہ قرآن شریف مین حق سبحانہ تعالی نے اوس عالم کو گدہے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے
علم کے موافق کاربند نہو اسواسطے کہ گدہے کے بوجھ بھر کتابین اوٹھا لے ہے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کمثل الحمار الخ
فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث یعنی جانے خواہ نجانے اپنی طبیعت اور سرشت سے دست بردار نہین ہوتا کتے اور
گدہے سے زیادہ اور کیا خسیس ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت مین نجات نہ پایگا تو سب کا کتہ اور اس سے بھی بدتر ہے فہمل مکلین گے تو حیوانات کا کیا ذکر
اسی سبب سے ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین تنکا ہوتا اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کرکے کھا لیتے اور ایک
صحابی کہتے تھے کہ کاش مین گھاس ہوتا ایسے جسکے دل مین آخرت کا خطرہ جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبر نہین کرتا اگر کسی کو اپنے سے زیادہ جاہل دیکھتا تو کہتا
کہ نادانی سے گناہ مین معذور ہے اور مجھسے بہتر ہے اور اگر کسی کو اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ ہی خبر جانتا ہے جو مین نہین جانتا مجھسے وہ بہتر ہے اور
اگر اپنے سے بڑے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسنے مجھسے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھسے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے
کہ مین نے بہت گناہ کیے اور اس معصوم نے ابھی زمانہ بھی نہین دیکھا یہ مجھسے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبر نہین کرتا
اور کہتا ہے کہ شاید یہ مسلمان ہو جاوے اور اسکی عاقبت بخیر ہو اور مبادا میرا خاتمہ کفر پر ہو کیونکہ بہت سارے اون سے نے اسلام قبول
کرنے سے قبل امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا اور تکبر کیا حق تعالی کے علم مین وہ تکبر خطا تھا تو جب آپکی بزرگی
نجات آخرت مین ہے اور وہ کسی کو معلوم نہین تو چاہیے کہ ہر ایک اوسکے خوف مین رہے تاکہ تکبر نہ کرسکے دوسری طرح یہ ہے کہ یہ سمجھے

اور کبر حق سبحانہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اس امر مین اوس سے جھگڑتا ہے اوسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالیٰ نے
ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اوسوقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ نہ جان سکے
کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالیٰ کا فرمانا یاد رکھکر تکبر نہ کرے اسی سبب سے انبیا علیہم السلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے
تھے کہ حق تعالیٰ تکبر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیے کہ عالم سے عبادت پر تکبر نہ کرے اور سمجھے کہ شاید علم اوسکا شفیع ہو اور
اوسکی برائیون کو محو کردے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی ادنیٰ صحابی پر
اور اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اوسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین کہے کہ شاید یہ جاہل مجھسے زیادہ عابد ہو اور
اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہنا چاہیے کہ شاید مجھسے اوس کے اور خطرے اپنے گناہ مین جو دل ہی سے
ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطنی برائیون کی آدمی گناہ جنسے مین غافل ہون اور میرے
ظاہری عمل اوس سے حبط ہوجائین اور اوسکے باطن مین کوئی نیکی ایسی ہو جو اوسکے ظاہری گناہون کا کفارہ ہوجائے
بلکہ شاید وہ توبہ کرلے اور خاتمہ بخیر اوسے نصیب ہو اور مجھسے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے مرتے وقت ایمان خطرہ مین پڑجائے
غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک اوسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے
عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین عجب اور اوسکی آفت کا بیان اے عزیز جان تو کہ خود پسندی برے اخلاق مین سے

۵۱ عجب یعنی خود پسندی ۱۴

ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خود پسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نکرو
تو بھی مجھے تمسے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خود پسندی ہے حضرت ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خود پسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے
کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ
کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اوٹھون تو اس امر کو مین اس بات سے زیادہ دوست
رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اوسپر خود پسندی کرون حضرت بشر ابن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ ایکدن بڑی لمبی
نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے
مدتون عبادت کی اور اوسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خود پسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین اونمین
ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرونسے بہتر جانے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین
مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکر گذار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکر گذاری سے بے نیاز ہے
اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اوسکے دل سے خوف و ہراس
جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب حق سبحانہ تعالیٰ پر اپنا حق جانتا ہے کہ عبادت

اوسپر خود نعمت الٰہی ہے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور جب اپنے علم مین خود بین ہوتا ہے تو کسی سے
کچھ پوچھتا نہین اور اگر اوس سے اوسکے خلاف اسے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسیکی نصیحت نہین سنتا

عجب اور ادلال کی حقیقت کا بیان ایعزیز جانو کہ حق تعالی نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیق
عبادت وغیرہ اور اوسکے زائل ہو جانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اوس سے پھیر لین وہ خود پسند نہین ہے
اور اگر ڈرتا نہین ہے اور اوس نعمت کے سبب سے بدینوجہ خوش رہے کہ حق تعالی کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اوس شخص کی
صفت ہے تو بھی خود پسند نہوگا اور اسوجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور
اوسکے ہراس سے خالی ہو تو اس صفت سے یہ خوشی خود پسندی ہے اور اگر ساتھ اسکے حقتعالی کے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور
عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو اسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اپنے تئین نازان جانا
اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خود پسند ہے اور اگر اوسکے عوض مین کسی خدمت
اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو اوسے ناز کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ناز کے سبب سے
اوسکی نماز اوسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ اگر تو ہنسے گا اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر ہے کہ روئے
اور اوسے بڑا کام جانے

عجب کے علاج کا بیان ایعزیز جانو عجب بیماری ہے جہل محض اور اسکا سبب ہے تو
اسکا علاج ہے پس جو شخص رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے ہم اوس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عجب اس سبب سے ہے
کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھپر گذرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو راہ گذر یعنی اسکا مظہر ہے یا اس سبب سے عجب ہے
کہ یہ عمل تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلا سبب ہے تو راہ گذر کو خود پسندی نہین پہونچتی
کیونکہ وہ تو مسخر ہے اوس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوت اور قدرت سے ہوتا ہے
کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت اور اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اوسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری
سے یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھین گے کہ بھلا اس خواہش اور داعیہ کو کسنے پیدا کیا اور کسنے تیرے اوپر مسلط کر دیا کہ اوسنے قہر
اور زبردستی کی زنجیر تیری گردن مین ڈالکے تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش اور داعیہ کو مسلط کیا تو اوسکے اوپر گویا ایسا
موکل بھیجا کہ وہ اوسکے خلاف کر ہی نہین سکتا اور داعیہ اوس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اوسنے زبردستی کام مین
رکھا ہے تو سب خدا ہی کی نعمت ہے اور تیری خود پسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو چاہیے
کہ حق تعالی کے فضل و کرم سے تو تعجب کرے کہ اوسنے بہتیرے خلق کو غافل کر دیا اور اونکے داعیہ کو برے کامون مین صرف کیا
اور تجھپر اپنی عنایت کا مینہ برسایا اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کر دیا اور تجھکو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین کھینچا
اگر کوئی بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اون مین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اوسنے پہلے
کی ہو تو اوس غلام کو بادشاہ کی عنایت کے سبب سے تعجب کرنا چاہیے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اوسے خلعت دیا

سرفراز کیا پس اگر وہ غلام کہے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھہ مین استحقاق کی صفت نہین دیکھہ لی خلعت خاص نہین عنایت کیا
تو جواب دینگے کہ بھلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت بھی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجھے خودپسندی کا کچھہ
محل نہین ہے اسکی شکل ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجھے گھوڑا عنایت کرے تو تو تعجب کرے اور اگر بادشاہ تجھے غلام عطا فرمائے تو تو
عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجھے غلام اس سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور دوسرے کے پاس نتھا لیکن چونکہ
گھوڑا بھی اوسنے دیا ہے تو تجھے کچھ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجھے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسیطرح اگر تو
کہے کہ حق تعالی نے مجھے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون تو جواب دینگے کہ بھلا یہ دوستی تیری
دل مین کسنے ڈالی ہے اگر تو کہے کہ مین نے اس سبب سے دوست رکھا کہ اوسے پہچانا اور اوسکا جمال لازوال دیکھا تو جواب دینگے کہ بھلا
یہ پہچان اور یہ دیدار تجھے کسنے دیا پس چونکہ سب چیزین اوسی کی طرف سے ہین تو اوسی کے جود و فضل کے سبب سے عجب کرنا چاہیے
جسنے تجھے پیدا کیا اور تجھہ مین یہ صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو درمیانی تو خود کچھ ہے ہی نہین اور نہ کوئی چیز تیرے
سبب سے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرت حق کا رہگذر اور مظہر ہے **شعر** وہم مین اپنے تھے بہت کچھ ہمکبھی * خوب دیکھا تو کچھ نہین ہین ہم
سوال اگر کوئی شخص کہے کہ جب ہم کچھ کرتے ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی امید کہان سے رکھی جائے اور جبتک
ہمین ثواب اپنے ہی عمل پر ہے جو ہمارے اختیار سے ہے **جواب** تحقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرت الہی کا نفوذ و اظہار
اور رہگذر ہے بس اور اپنی ذات سے تو کچھ ہے ہی نہین وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمنے کیا وہ تمنے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن البتہ چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالی نے
حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ مین ہی نے کیا الغرض یہ بھید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک تھی تو
اسے نہ سمجھہ سکیگا انشاء اللہ العزیز توکل اور توحید کے بیان مین اسکا کچھ اشارہ کیا جائیگا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچھ سمجھہ لے
اور یہ فرض کر لے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت اور ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی بھی تین
صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اوسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون
اور تو اونہین لینے سے عاجز ہو اوسکی کنجی تیرے پاس نہو اور خزانچی تجھے کنجی دیدے اور تو اوس خزانہ پر ہاتھہ مارے اور دولت
لے تو اس دولت کو اوس پر حوالہ کریگا جسنے وہ کنجی تجھے دی یا اپنے ہاتھہ کی طرف کہ تو نے ہاتھہ سے دولت اوٹھائی ہے
اور تو جانتا ہے کہ جب اوسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت کا اوٹھا لینا بیقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اوسنے تجھے کنجی دیدی
تو دولت اوسی کی طرف سے ہوگی پس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اوسکے سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوئے ہین
تو اوسکے فضل سے تو تعجب کر کہ اوسنے عبادت کی کنجی تجھے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکھا اور گناہون کی کنجی اورون کو
دیکر عبادت کے خزانہ کو اونکے واسطے بند رکھا اونکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکھا بلکہ بمقتضاے عقل بند رکھا اور تجھکو کسی
خدمت کی وجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو حقیقتاً پہچانا اوسے ہرگز عجب نہین ہوتا اور عجب یہ ہے

کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجب کرے کہ حق تعالی جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھا اسقدر نہین جانتا کہ عقل سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اوسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے محروم رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اوسکے مال سے بدل لے تو کبھی بدلیگا اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھکر کہے یا الہی یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تونے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اوسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولت حسن مجھے عنایت فرمائی وہ اوس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اوسی کو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اسکی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحب اسپ تعجب کرکے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس تھا بادشاہ نے غلام اوسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ا... نہ ایک روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داؤد اگر مین توفیق نہ دیتا تو انہین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب بخدا مین تجھے تیری رای پہ چھوڑتا ہون جب حق تعالی نے اونہین اونکی رائے پر چھوڑ دیا تو اونسے ایسی چوک ہوگئی کہ تمام عمر اوسکی حسرت اور ندامت مین رہے حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوة والسلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تونے یہ سب بلا مجھپر ڈالی اور مین نے ذرہ بھی اپنی خواہش تیری خواہش اور مراد پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرہ بھی بے صبری نہین کی بس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اور اوس مین سے دس ہزار آواز دلت کے ساتھ ندا سنی کہ اے ایوب تیرا وہ صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السلام متنبہ ہوئے اور تھوڑی سی خاک سر پہ ڈالکر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بار خدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حقتعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اگر میرا فضل نہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اوسکا کام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوة والثنا نے اسی سبب سے ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات نہ پائیگا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہ پائینگے آپنے فرمایا ہان مین بھی نہ پاؤنگا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ امر جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خودپسندی نہین کرتا فصل الغرض جانو کہ بعضے آدمی ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خودپسندی کرتے ہین جو انکے سبب سے نہین ہوتی اور انکی قدرت سے کچھ علاقہ بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حسن و جمال اور نسب اور یہ خودپسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اوسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظالمون اور بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر ان ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کس حالت اور صفت مین رہتے ہین اور قیامت کے دن انکے دشمن انپر کیا کیا استخفاف کرینگے اور کیسا کیسا ہنسین گے تو انسے ننگ و عار رکھتے بلکہ جناب

سید الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے کوئی نسب شریف نہین ہے اوسپر بھی غرہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو یہ غرور
غرور ہوتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نکریگا اونکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے
کہ جب اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو اونکے ساتھہ نسب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اونکے باپ دادا پرہیزگاری او
فروتنی ہی مین شرف اور عزت سمجھے تھے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ اونکے اجداد مین ایسے لوگ تھے جو دوزخی ہین
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنیکو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہین
اور حضرت آدم خاک سے بنے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جب اذان دیتے تو بزرگان قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو
یہ بیہودہ سیر دیکھنیکا کیا محل ہے تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور جب یہ آیہ نازل ہوئی وَاَنْذِرْ
عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا
کہ اے محمد کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فردائے قیامت کو مجھسے کچھ فائدہ نہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے
محمد کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہونگا اگر آپ کے عزیزون کو آپ کی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا
کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پرہیزگاری کے رنج وتکلیف سے چھوڑ دیتے تاکہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور
دونون جہان اونھین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ
شفاعت کے لائق نہون جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اور شفاعت کی امید پر
کاہلی کرنا اور من مانے کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے بھولکر پرہیز نکرے اور سب چیزین کھانے لگے کہ میرا طبیب
طبیب کامل ہے اوس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر نہین ہوتی اور طبیب کا کمال
اور استادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہوجاتا ہے کہ طبیب اوسکی مدد کرسکے اور نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ
کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہرحال مین شفاعت کرسکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اوسکے حق مین شفاعت
نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالی کی ناخوشی کا سبب نہو سکے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے گناہ مین
اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو تو بہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہوجائے جیسا ارشاد فرمایا ہے
وَتَحْسَبُوْنَہٗ ہَیِّنًا وَّہُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ یعنی تم اوسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے
ف اور سب نادانون کو شفاعت کی امید ہے اور شفاعت کی امید پر عقلمندون کے دل سے ہراس نہین جاتا اور ہراس کے ساتھہ غرور اور خودپسندی جمع نہین ہوتی

دسوین اصل غفلت اور گمراہی اور غرور کا علاج کرنیمین

واضح ہو اے عزیز جان اس بات کو کہ جو شخص سعادت آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نچلا اور جو شخص نہ چلا
وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اوسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو بھی گمراہ ہوسکا اور جو شخص راہ نچلسکا وہ اس سبب سے نچلسکا کہ خواہش

گرفتار تھا اور اوسنے جو نہ آیا اور جسنے راہ جانی ہی نہین اسکا سبب تھا کہ وہ غافل رہا اور بیخبر ہو گیا یا راہ بھولا یا راہ مین اگر اولٹی
سمجھ کے سبب سے بہک گیا راہ نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اوسے ہم مفصل بیان کر چکے ہین اور جو شقاوت
نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اوسے یہان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے اونکی مثل
ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑہائیان دشوار گذار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے
گذر نہ سکیگا اور راہ دین کی گھاٹیان مثلاً خواہش مال و جاہ شہوت فرج و شکم ہین ان گھاٹیون مین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی طے
کرتا ہے دوسری مین عاجز ہو کر رہ جاتا ہے کوئی دو طے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جبتک سب گھاٹیون کو طے
کر کے پس پشت نہ چھوڑے منزل مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک
غفلت اور بیخبری ہے کہ اوسے نادانی کہتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سر راہ پڑا سوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے
اور اگر کوئی اوسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہو جائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اسے گمراہی کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی
منزل مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منہ اوٹھائے چلا جائے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزل مقصود سے دور پڑیگا اسکو ضلال بعید
یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ بھٹک کر داہنے بائین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلال بعید نہین تیسری قسم غرور ہے
اسے فریفتگی اور اولٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کو جانیوالا ہو اوسے جنگل مین زر خالص کی حاجت ہوگی
اور جو اوسکے پاس ہے اوسے بیچکر نقدی کیے لیتا ہے لیکن زر نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہو نہ پہچانتا ہے
اور سمجھتا ہے کہ زاد راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیگا اور جب جنگل مین پہونچے اور زر نقد پیش کرے تو کوئی
اوسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اوس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالے نے
فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ
يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنی قیامت کے دن اون لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنھون نے رنج و محنت
اوٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہمنے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا قصور یہ ہے کہ
اوسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زر نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی
صراف سے زر نقد پرکھوا لیا ہوتا اگر یہ بھی نہ کر سکتا تھا سنگ زر حاصل کیا ہوتا صراف پیر اور اوستاد کے مثل ہے تو آدمی کو
چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اوس سے عرض کیا کرے کہ اگر ان دونون
باتون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ سنگ زر حاصل کرے سنگ زر اوسکی خواہش ہے جس کام کی طرف اوسکی خواہش اور طبیعت میل
کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اسمین بھی خطا ہو جاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ راے صواب پر ہوتی ہے تو شقاوت کی
نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے
پھر راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہو گئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسیقدر

اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اوسکی پیروی نصیب کر بس یہ جو مذکور
ہوچکا ہے اونمین راہ نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین **غفلت اور نادانی کے**
علاج کا بیان ایعزیز جانتو کہ اکثر خلق جناب احدیت سے آڑ مین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑ مین ہے تلو مین سونا ہو کر
آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کار آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر نکرتے
اسواسطے کہ حق تعالی نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اوس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج و
تکلیف بہت اوٹھانا پڑے اور خطر کار آخرت یا نور نبوت سے آدمی دیکھ سکتا ہے یا منادی نبوت سے سن سکتا ہو جو دوسرونکو
پہونچے یا علما جو انبیا کے وارث ہین اونکی منادی سے اور جو شخص سر راہ سورہا ہو اوسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی
مہربان دوست جو بیدار ہو اوسکے پاس جاکر اوسے جگادے اور یہ بیدار مشفق جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
ہین اور اونکے نائب جو علماء دین ہین اور حق سبحانہ تعالی نے سب انبیا کو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ
قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ
یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تمھین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خواب غفلت سے بیدار کردو اور سبھون کو گوشگذار
کردو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اوسکی
خواہش کی مثل اوس پرانی چٹائی کی ایسی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر چلیگا خواہ نخواہ غار مین گر پڑیگا اور جسنے
اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہوا خواہش کی مثل جنت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اوس سے گذرا خواہ نخواہ
جنت مین پہونچا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ
تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ انمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہین
کہ انہین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بیخبر ہین اسی سبب سے راہ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین
وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ اونمین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ
الْكُفُوْرِ اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان عالم واعظ جو منبر پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرے نہین ہے یا اوس شہر کے
عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت و مصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہے گا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خواب خرگوش
مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالم شہر منبر پر بیٹھا ہے اور مجلس وعظ ہوتی ہے اور ناصحان بیہودہ کی طرح تقریر مسجع اور واہیات
خرافات باتین اور نکتے بیان کرتا ہے اور رحمت الہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگون کو گمان ہو کہ ہم
کو یہ صفت ہے جون رحمت الہی ہمارے شامل حال ہوگی تو ان لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور انکی مثل اوس شخص کی سی ہے

جو بہر راہ سوتا ہو اور کوئی اوسے جگا کر ایسی شراب پلا دے کہ اوس سے متوالا ہو کر گر پڑے تو یہ کمبخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک کی
آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اوٹھتا اب ایسا ہو گیا کہ اگر سچاپس لاتین اوسکے سر پر باجی جائین تو بہی خبر تک نہو اور جاہل ان مجلسون
مین بیٹھتا ہے وہ اس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اوسکے دل مین آتے بہی نہین اور جو کچہ تو اوس سے کہے وہ یہی جواب
دیگا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اوسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اوسکی جنت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب سے اور جو کو
مجہ ایسے گنہگار ہین اونکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیال خام اوسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور جو واعظ لوگون مین بیٹھ
اس قسم کی باتین کرے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کہونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اوس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو
کہ حرارت کے سبب سے مشرف بموت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اوس بیمار کے واسطے ہے
جسکی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیات کلام اللہ اور احادیث جناب رسالت پناہ جو رجا اور امید رحمت خدا کے بارہ مین ہین وہ
شفا تو ہین لیکن دو ہی بیمارون کے حق مین ایک تو اوس مبتلاے مرض عصیان کے حق مین جسنے اسقدر گناہ کیے ہون کہ رحمت
الہی سے نا امید ہو گیا ہو اور نا امیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ ہرگز نہ قبول کریگا تو یہ آیت اور احادیث
اوسکے حق مین باعث شفا ہین قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اس آیت سے ملا کر پڑہتا ہے وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ
مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم نا امید نہو کیونکہ
حق تعالی سب گناہونکو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اوسکی طرف پھرو اور احکام الہی کی اتباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر
ایسا خوف خدا غالب ہو جاتے کہ عبادت سے کبہی خود آسودہ ہی نہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے
اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ اوسنے خواب و خور بالکل چہوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اوسکے زخم دل کا مرہم ہین مگر
ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑہے گا تو گویا زخم پر نمک چہڑکا جسنے اونکی بیماری
بڑہ جائیگی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خون ناحق سے اپنا ہاتہ بہرتا ہے ایسا ہی یہ عالم
بہی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوست شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے
وہان شیطان کے جانے کی کچہ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اوسکا نائب مستقل ہے اور اگر واعظ کا بیان اشرع کے موافق ہے
اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے لیکن اگر اوسکی خصلت اوسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اوسکے کہنے سے اور
لوگون کی غفلت دور نہوگی اسواسطے کہ اوسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکہے ہوئے بڑے لالچ سے
کہا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پہٹکنا کیونکہ یہ زہر آلود ہے تو ایسی بات سنکر لوگ اوس
لوزینہ کے نہایت حریص ہونگے اور اپنے جی مین کہین گے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کہا جائے
اور کوئی اوسکے پاس نجائے لیکن اگر اوسکا قول و فعل دونون موافق شرع ہین اور وہ قولاً اور فعلاً اگلے بزرگون کے قدم بقدم ہے

تو غافل لوگ اوسکے کہنے کے سبب سے خواب غفلت سے بیدار ہونگے بشرطیکہ وہ مقبول خلق ہو اور اگر اوسے مقبولیت نہ حاصل ہو
اور یہ لوگ اوسکی بات سنتے ہین کچھ سننے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اوسپر واجب ہے کہ جہانتک ہوسکے ادن لوگون کے
درپے ہو اونکے گھرون مین جائے اور اونکو خدا کی طرف دعوت کرے پس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین نوسو ننانوے
آدمیون پہ غفلت کا پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے
جبکہ غافل کو اپنی غفلت کی خبر ہی نہوگی تو اوسکا علاج کیونکر ڈھونڈھ سکے گا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتھ سے جیسا کہ لڑکے
ماں باپ اور معلم کے کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑھے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین
چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پھیل گئی اور خلق پر پردہ پڑ گیا اگر آخرت کی بات کہتے بھی ہین تو
رسم کے طور پر زبانی کہتے ہین اونکا دل اس مصیبت کے درد سے اور اس ہراس کے خطرے سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے
کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت اور گمراہی اور اوسکے علاج کا بیان** ایعزیز جانتو کہ بعض لوگ آخرت سے
غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل کرکے راہ حق سے بھٹک گئے ہین یہی گمراہی انکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اسکی پانچ مثالین
ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم ہوجائے پہلی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہوکر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی
جب مرجاتا ہے تو نیست ونابود ہوجاتا ہے جیسے گھاس کہ خشک ہوجاتی ہے اور چراغ کہ گل ہوجاتا ہے اسی سبب سے تقوے کی
لگام اوتار کر مطلق العنان ہوکر عیش وعشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام نے جو ہدایت اور نصیحت
فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا ہی جانتے ہین
کہ یہ منکر ہین صاف کہہ بیٹھتے ہین کہ دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر کتب خانہ نہ جائیگا تو تجھے چوہون کے
بل مین ڈال دینگے یہ کمبخت اگر اس مثال مین نظر کرے تو معلوم کرے کہ لڑکا کتب خانہ مین نجانے کے سبب سے جس بدبختی مین پڑیگا
وہ چوہون کے بل سے بدتر ہے جیسا کہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالی سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے
وہ دوزخ سے بدتر ہے اور شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن انکی انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین بہتیری
خلق کے دلون پر یہ انکار غالب ہوگئی اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بھی پوشیدہ رکھتے ہین لیکن
انکے معاملات اس انکار پر دلیل ہین اسواسطے کہ انکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنیوالا ہے اوسکے خوف سے
سروست بہت رنج کھینچتے ہین تو اگر عاقبت مین کسی خطر کا اعتقاد رکھتے ہوتے تو اوسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے
کہ حقیقت آخرت اوس منکر کو معلوم ہوجائے اسکے تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار مردون کا
حال مشاہدہ مین دیکھتے یہ نظر انبیا اولیا کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اوس فنا اور
بیخودی کی حالت مین جو انپر طاری ہوتی ہے اوس جہان کا احوال مشاہدہ کرلیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات
نفسانی کا اشتغال اس مشاہدہ سے حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کرآئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت نادر ہے

جو شخص آخرت ہی کا ایمان نرکھتا ہوگا وہ اوسکا ایمان کب لائیگا اور اسکی طلب کہان سے پائیگا اور اگر طلب کرے بھی تو اس مرتبہ کو
کیونکر پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک جوہر
اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پروا ہے یہ قالب اوسکی سواری اور آلہ ہے اوسکا قوام نہین قالب کی
نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہوجاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن وہ بھی نادر اور مشکل ہے جو علما کہ علم مین راسخ
ہین یہ طریقہ انکی راہ ہے عنوان کتاب مین اسکا بھی اشارہ ہوچکا ہے تیسرا طریقہ جو عموم خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیا اولیا اور
علمار راسخ سے اس معرفت کا نور اون لوگون مین سرایت کرے جو انکی زیارت کرتے ہین اور انکی صحبت سے حصول سعادت کرکے
اسے ایمان سیکھتے ہین پیر کامل اور عالم پرہیزگار کی صحبت جسکی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ
بزرگ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ آپکی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تھے
پھر صحابہ رض کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تھے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ
الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکھے کہ جہان سانپ کو دیکھتا ہے وہان سے بھاگتا ہو
اور سانپ کے سبب سے اپنا گھر تک چھوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے اگر یہ دیکھا ہو تو اس بات کا ایمان اوسے ضرور بالضرور حاصل
ہو جائیگا کہ سانپ برا جانور ہے اوس سے بھاگنا ہی چاہیے حتی کہ اوس لڑکے کی طبیعت بھی ایسی ہی ہو جائیگی کہ جہان سانپ
دیکھیگا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بھاگ جائیگا اور شاید کہ فقط سنا ہی ہو کہ سانپ مین زہر
ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اوسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اوس سے پیدا ہو جائے انبیا علیہم السلام
کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکھین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مرگیا پھر اور کسیکو کاٹا وہ بھی مرگیا اور اس طرح سے
سانپ کا ضرر معلوم ہو جائے اور یہ یقین کا منتہا ہے اور علمار راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹنے سے آدمی کا
مرجانا آنکھ سے تو نہ دیکھا ہو لیکن کسیطرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جانکر یہ سمجھ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہے تو اس سبب سے
بھی یقین آجاتا ہے لیکن ویسا یقین نہین آتا جیسا مشاہدہ سے آتا ہے علماے راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علما اور بزرگون
کی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج بیمار سے بہت ہی قریب ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو
نہین ہین اور آخرت کے نہ آنیکا اعتقاد کامل نہین رکھتے مگر اوسمین متحیر رہتے ہین اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم
ہوسکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کر دیتا ہے حتی کہ یہ کہنے لگے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور
یقینی چیز کو وہمی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اور اسکا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والون کے نزدیک
آخرت ہی یقینی ہے اس تحیر کا علاج یہ ہے کہ لوگ کہین کہ دوا کی تلخی تو یقینی ہے اور شفا وہمی اور مشکوک اور سفر دریا کا خطر
تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص تجھسے یہ بات کہتا ہے کہ یہ پانی نہ پینا اسمین سانپ نے

ع [illegible]

سرڈالا تھا تو پانی پینے کی لذت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پھر تو پانی کیون ہاتھ سے رکھ دیتا ہے
اگر تو کہے کہ یہ یقین جاتا ہے تو چندان نقصان نہین اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اوسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اٹھا سکتی
ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذت بھی تو سو برس سے زیادہ نہین ہے جب گذر گئی تو خواب و خیال تھی
اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اوٹھہ سکتی اگر یہ بات جھوٹ ہے تو تو سمجھ لے کہ مین دنیا مین چند روز نہ تھا
جیسا کہ ازل مین نہ تھا اور ابد مین نہو نگا اور اگر سچ تو ہمیشہ کے عذاب سے چھوٹا اسی سبب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے
ایک ملحد سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو سبھون نے چھٹکارا پایا والا ہم چھوٹے اور تو عذاب مین پڑ اتیسری
مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے
اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے
چنانچہ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہ بھی منجملہ ضلال و گمراہی ہے چوتھی مثال کچھ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکھتے
ہین لیکن چونکہ اس جہان مین اونکے حسب لخواہ اونکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکھتے تو کہتے ہین کہ
جسطرح یہان ہم ناز و نعمت مین ہین اسیطرح وہان بھی رہین گے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے
کہ ہمین دوست رکھتا ہے اور فردا ے قیامت کو بھی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بھائی جنکا قصہ سورۂ کہف مین ہے کہ اوس ایک بالدار
نے کہا وَلَئِنْ رُدِدْتُ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا دوسرے نے کہا اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى اسکا علاج یہ ہے
کہ یہ سمجھ لے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور غلام کو ذلیل وہ فرزند کو تمام دن مکتب خانہ مین معلم کی قمچی کے نیچے رکھتا ہے اور
غلام کو اوسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اوسکی بدبختی کی
کچھ پروا نہین رکھتا تو اگر غلام سمجھے کہ یہ میری دوستی کے سبب مجھسے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجھے اپنے فرزند سے
زیادہ چاہتا ہے تو یہ اوس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہ تعالی کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے سے
دریغ رکھتا ہے اور اپنے دشمنونکو دنیا ریل پیل دیتا ہے اوسکی آسایش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اوس شخص کی راحت جو کاہلی
اور سستی کرکے کھیت نہ بوئے تو وہ یقینا کھیت کاٹنے کا بھی نہین پانچوین مثال کچھ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دینے
مین کسی سے دریغ نہ رکھیگا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجھے اوسکے اسباب حکمت فرماتا ہے
کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالدے تاکہ سات سو دانے کاٹے اور تھوڑی مدت عبادت کرے اور ابد الآباد کے واسطے سلطنت کی نہایت
کے مرتبہ کو پہونچ جائے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ تو بے بوئے کاٹ لے تو حفاظت اور تجارت اور طلب معاش کیون نہین
صبر کرا در بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گھاس پیدا کرتا ہے جب باوصف اسکے کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا تو اوسکے اس کرم اور رحم کا ایمان نہین رکھتا پھر آخرت کے باب مین یہ
اعتقاد رکھتا ہے باوصف اسکے کہ وہ خود فرماتا ہے وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ اور مثلاً کوئی شخص بے نکاح اور جماع کیے یا جماع کرکے انزال سے بچے ہوئے فرزند کی امید رکھے تو باوصف اسکے کہ خداے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر اس امید رکھنے مین وہ امید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کرکے بیج جائے اور امیدوار ہو رہے کہ حق تعالی آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علی ہذا القیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان تو لائے مگر نیک عمل نہ کرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالی نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اوس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھے گا وہ خود رحیم و کریم ہے وہ خدا پر غرہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت ادہار اور مشکوک وہ دنیا کے ہوے ہین اور حق تعالی نے ان دونون باتون سے حذر کرنیکا حکم فرمایا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ یعنی اے لوگو مین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کام کریگا نیک اجر پائیگا اور جو برے کام کریگا بری سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگاکر سنو تاکہ دنیا پر بہولو نہ حق تعالی پر غرہ کرو پندار اور

اوسکے علاج کا بیان ایعزیز جانو کہ پندار والے لوگ دہوکے مین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اپنی طرف اور اپنے عملون کی طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اوسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کہوٹے کہرے مین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ اونہون نے معرفت کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ صورت پر دہوکا کہاتے ہین اور جو لوگ علم و عمل مین مشغول ہین اور غفلت و ضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اونھین سے تہوڑے نادان لوگ دہوکے مین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذریت مین سے دوزخیون کو چہانٹ دو عرض کرینگے کہ بارخدایا کتنون مین سے کتنون کو چہانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہینگے لیکن انہین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہل غفلت ہونگے بعضے اہل ضلال بعضے اہل غرور بعضے اہل عجز کہ اپنی خواہشون مین پہنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصر ہین اور اہل پندار بہت ہین انکے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عباد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہل پندار سے علما ہین کہ بعضے انہین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گنواتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن معاملہ اور عمل مین قصور کرتے ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ہم ایسون کو عذاب ہووے ہی گا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائیگی ان علما کی مثل اوس بیمار کی سی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑہے اور رات بہر مباحثہ اور تکرار کرے نسخہ خوب لکہے دوا اور بیماری کما حقہ جانے اور خود ہرگز ٹہنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو انہین ٹہنڈائی کی صفت بار بار پڑہنا اوسے کیا فائدہ کریگی اور حق تعالی فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی یعنی نجات وہی پائیگا جو پاک صاف ہو جاے نہ وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکھ لے اور فرمایا ہے
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی بہشت مین وہی جایگا جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف کرے
نہ وہ جو فقط جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اس سادہ دل کو اگر یہ پندار او سمجھ نہ ہو اور ان حدیثون سے پیدا ہوئی ہو
جو علم کی فضیلت مین آئی ہین تو اون احادیث اور آیات کو کیون نہین پڑہتا جو علماء بے عمل کے حق مین وارد ہوتی ہین
کیونکہ قرآن شریف مین حق تعالی نے ایسے عالم کی مثال اوس گدہے کے ساتھ دی ہے جسکی پیٹھ پر کتابین لدی ہون اور
ایسا عالم پتھر کے مثل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عالم بے عمل کو اسطرح دوزخ مین ڈالینگے کہ اوسکی
گردن اور پیٹھ ٹوٹ جائیگی اور آگ اوسے اسطرح گھمائیگی جیسے گدہا چکی گھماتا ہے سب دوزخی اوسکے گرد جمع ہو جائینگے
اور کہینگے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب ہے وہ بولیگا بھلائیون مین وہ ہون کہ اورون کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن اوس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو شخص جاہل ہو اوسپر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالم بے عمل پر سات بار
افسوس ہے یعنی علم اوسپر حجت اور دلیل پکڑا جائیگا کہ تو نے جان بوجھ کر گناہ کیا اور بعضے علما نے علم و عمل دونون مین قصور نہین کیا
لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل ہے باطن سے برے اخلاق نہین دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلب جاہ
لوگون کی بدخواہی اونکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور ان حدیثون سے غافل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ذرہ سی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دل مین ایک ذرہ بھی تکبر ہے وہ جنت مین نہ جایگا اور ایمان کو حسد ایسا تباہ
کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہین دیکھتے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی تمہاری صورت کو نہین دیکھتا
تمہارے دلون کو دیکھتا ہے پس ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسنے کھیتی کی ہو اور وہان کانٹا اوگے اور گھانس نکل آئی
تو اوسے ضرور ہے کہ کانٹے گھانس کو جڑ سے کھود پھینکے تاکہ کھیت زور پکڑے وہ اوپر اوپر سے گھانس کاٹتا ہے اور اوسکی جڑ
زمین مین باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اوسیقدر زیادہ گھانس بڑہتی ہے برے اخلاق برے کامون کی جڑ ہین
انہین کو اوکھاڑنا اور دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکھتا ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے سنڈاس
کہ باہر سے قلعی کی ہوئی سراپا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر مین آراستہ ہے اور اوسکے اندر
مردار مردہ ہے یا جیسے اندہیرا مکان ہے کہ اوسکی دیوار کے پیچھے چراغان ہے حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام نے عالم بے عمل کی
اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چھلنی کے مانند مت رہو کہ اوسمین سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور بھوسی رہ جاتی ہے تم بھی علم او
حکمت کی باتین تو کہہ ڈالتے ہو جو بری بات ہے وہ تم مین رہ جاتی ہے اور بعضے علما جانتے ہین کہ یہ برے اخلاق ہین انسے
حذر کرنا چاہیے دل پاک رکھنا چاہیے مگر جانتے ہین کہ ہمارا دل تو خود ان اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ اونسے بڑہ کر ہین جنسے
یہ امور سرزد ہون کیونکہ یہ سب سے زیادہ اسکی برائی جانتے ہین لیکن انہین جب تکبر کا اثر پیدا ہوتا ہے تو شیطان انسے کہدیتا ہے

کہ یہ تکبر نہین ہے دین کی عزت اور عظمت چاہتا ہے اگر تو ہی عزت دار نہ ہوگا تو اسلام بے عزت ہو جائیگا ایسا شخص اگر اچھے کپڑے
پہنتا ہے اور گھوڑا اور سازو سامان اور تجمل کرتا ہے تو شیطان کہدیتا ہے کہ یہ رعونت اور سرکشی نہین ہے بلکہ دشمنان دین کی شکست
اور خفت ہے کیونکہ اہل بدعت علما کے باشان و شوکت ہونے سے مغلوب ہوتے ہین یہ علما جناب سید المرسلین اور خلفاء راشدین
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کی سیرت بھولکر سمجھتے ہین کہ ان حضرات علیہم السلام والصلوۃ کے افعال و اطوار معاذ اللہ اسلام کی
خواری اور ذلت تھے اب ہماری شان و شوکت سے اسلام عزت پائیگا اور اگر انہین حسد پیدا ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ دین کی غمخواری
ہے اگر ریا پیدا ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ خلق کے ساتھہ نیکی ہے کہ ہماری عبادت دیکھین اور ہماری پیروی کرین اور جب بادشاہون کے
دربار مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ظالم کے ساتھہ فروتنی نہین کہ یہ تو حرام ہے بلکہ یہ درباداری مسلمانون کی سعی سفارش کی غرض سے
اور انکی خیرخواہی کے لیے ہے اور اگر حرام کا مال لیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ حرام کا مال نہین ہے لاوارث ہے اسے لیکر دین کے کام مین
صرف کرنا چاہیے اور دین کے کام ہمسے متعلق ہین یہ عالم اگر اپنے دل مین انصاف کرے اور حساب لگائے تو جان جائے کہ دین کو تو اسکے
اس امر سے بہتر کوئی صلاح نہین ہے کہ خلق دنیا سے منہ پھیر لے اور جو لوگ اوسکے سبب سے دنیا کی رغبت کرتے ہین وہ اون لوگون سے
زیادہ ہین جو دنیا سے اعراض کرتے ہین تو اسلام ایسے عالم کی نیست و نابود ہونے کے ساتھہ وابستہ ہے اور اسلام کی بہبود اور مصلحت
اسی مین ہے کہ ایسے علما بد باطن ہو دین ہی نہین اور ایسے پندار پر غلط اور خیالات خام بہت ہین انکا علاج اور انکی حقیقت اون
اصلون مین ہم بیان کر چکے ہین جو اوپر مذکور ہوئین مکرر بیان کرنا تطویل لاطائل ہے اور بعضے علما نے خود نفس علم مین غلطی کی ہے
اور جو علم بہت ضروری ہے جیسے تفسیر حدیث تصوف علم اخلاق اور طریق ریاضت اور جو کچھہ اس کتاب مین بیان ہے اور علم راہ آخرت
اور راہ دین کی آفتین اور مراقبہ دل کا طریقہ کہ یہ سب فرض عین ہے انہین نہ حاصل کیا ہو اور جانتے بھی نہین کہ یہ منجملہ علوم ہے اور
جدل و مناظرہ مین یا تعصب مذہب مین یا فتاوی خصومات خلق مین یا اور علمون مین جو اوسے دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص
سے قناعت کی طرف اور ریا سے اخلاص کی جانب اور غفلت و اپنی سے خوف اور پرہیزگاری کی جانب نہین بلاتے تمام عمر ضایع
کرتے ہین اور جانتے ہین کہ علم یہی ہین اور جو کوئی علوم باطنی کی طرف متوجہ ہو اوسے کہتے ہین کہ یہ علم سے منکر اور مہجور ہے ان پندارون
پر اعتبار کی تفصیل دراز ہے احیاء العلوم کی کتاب الغرور مین مذکور ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی گنجایش نہین رکھتی اور بعضے علما علم وعظ
مین مشغول ہوتے ہین اور انکی بات مسجع اور نکات اور مضامین واہیات ہوتی ہے اور انکی عبارتین ڈھونڈھ لیتی ہی انکا مقصد یہی ہوتا ہے
کہ خلق انکا کلام سنکر نعرہ مارے اور تعریف کرے وہ اسقدر نہین جانتے کہ اصل نصیحت یہ ہے کہ ایسی آتش مصیبت دل مین پیدا ہو جائے
کہ آدمی کار آخرت کے خطرہ دیکھنے لگے پھر اس مصیبت کی نوحہ گری مین مشغول ہو اور وعظ و نصیحت اس مصیبت کا نوحہ ہے مگر جو نوحہ کہ
آتش مصیبت مین نہ سلگا ہوگا وہ جو بات کہیگا وہ مانگے آگی ہوگی کسیکے دل مین کچھہ بھی اثر نہ کریگی ان لوگونکی بھی بہت مغروری ہے
اسکی تفصیل بھی طولانی ہے اور بعضے علما نے ظاہری فقہ مین اوقات بسر کرتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ فقہ کی تعریف اس سے زیادہ
نہین ہے کہ علم قانون ہے بادشاہ خلق کو سیاست کرے اوسکے یاد رکھنا اور جو چیز راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اوسکا علم ہی اور ہے

یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین سہی اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ کا
مال ختم سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بیچڈالے اور اسکا مال مول لیلے تو ظاہری فتوی یہ ہے کہ اوسکے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی یعنی بادشاہ
کی طرف سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اوسکو یہ نہین پہونچتا کہ اوس شخص سے زکوٰۃ طلب کرے کیونکہ اوسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور
سال تمام ہونے سے پہلے ملک منقطع ہو گئی اور شاید یہ فقیہ یہی فتوی دیوے اور اسقدر جانتے بھی نہین کہ جو شخص زکوٰۃ ساقط ہو جانے کے واسطے
قصدًا ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غصہ مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی حق تعالیٰ کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوٰۃ دیوے ہی نہین کیونکہ بخل
مہلک ہے اور زکوٰۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی
اطاعت ہے پھر جب حیلہ کے سبب سے بخل کی اطاعت ہوئی تو ہلاکت پوری ہو چکی پھر وہ حیلہ کرنیوالا کیونکر نجات پائیگا علیٰ ہذا القیاس
جو شخص اپنی جورو کے ساتھ بدخوئی کرے اور ارادہ اسکا یہ ہو کہ وہ خلع کرکے مہر پھیر دیوے تو ظاہری فتوے کی رو سے یہ درست ہے
کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوگا علیٰ ہذا القیاس
کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز بیلا مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدیوے تو ظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ مصادرہ یعنی
زبردستی لینا ہے اسواسطے کہ ظاہر لاٹھی مارکر زبردستی لیتے ہین اور شرم کا کوڑا مارکر لیتے ہین کچھ فرق نہین ایسی بہت باتین ہین اور
جو شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہ اسی خیال مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا وہ مغرور ہے فرقہ ایسا ہے
لوگ ہین انھین بھی اہل شبہ بہت ہین لیکن وہ متنبہ نہین کہ فضائل کے سبب سے فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین ایسا
وسوسہ رہے کہ نماز بیوقت پڑھتا ہے اور ان پاک چیز کو نجس کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان بعید اوسکے نزدیک قریب
ہو گیا ہے اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی حذر نہین کرتا کہ کس شخص کے
پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کھاجاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت بھولا رہتا ہے کہ امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنیکے خوف سے ستر طرح کے حلال ہم نے چھوڑ دیے اور باینہمہ
ترسا عورت کے برتن سے آپ نے طہارت کی ہے پس جو موٹے موٹے کے بابت زیادہ احتیاط لقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پہن لے تو جانتے ہین کہ اسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ
الصلوٰۃ والثنا کے واسطے کفار جو کپڑا بنکر بھیجتے تھے آپ اوسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ عنہم جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے
بے تکلف پہن لیتے کسی نے یہ روایت نہین کی کہ اوسے دھو کر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتھیار کمر مین باندھ کر نماز پڑھتے یہ کوئی نکتا
کہ جو پانی لوٹے کو دیا ہو یا لایا ہو جو شخص وغیرہ مین بھرا ہو یا چیرا ہوا ہو مٹکا ہو شاید ناپاک ہوگا پس جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن
وغیرہ کے بارہ مین تو احتیاط نکرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب احتیاطین اگر آدمی بجا لاوے
اور پانی بہانے مین اسراف نکرے یا نماز اول وقت نہ پڑھے تو بھی مغرور ہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کر چکے
ہین اور بعضے عابد ایسے ہین کہ انہین نماز کی نیت مین وسوسہ غالب ہوتا ہے حتی کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین

اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہو جاتی ہو اسقدر نہین جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی
بھی نیت ہے اور ان لوگون مین سے نیت مین وسواس کے سبب نہ کوئی دوبارہ قرض ادا کرتا ہے نہ زکوۃ دیتا ہے اور بعضون کو سورۂ
فاتحہ کے حروف ادا کرنے مین وسواس ہوتا ہے حتی کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہین اور نماز مین بالکل دل اسی مین لگائے رہتے ہین
کہ حروف مخرج سے نکلین نمازی کو قرآن کے معنون مین دل لگانا چاہیئے تا کہ الحمد کہتے وقت ہمہ تن شکر ہو جائے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ
نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہو جائے اور اِہْدِنَا کہتے وقت تضرع اور زاری مین ڈوب جائے اور وہ دل سے
بالکل حق سبحانہ کی طرف ہو اگر ایاک مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا
اور کہے یَا اَیُّہَا الْاَمِیْر اور پھر ہی کہے پھر ہی کہے تا کہ ایہا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کما حقہ ادا ہو تو وہ شخص
بیشک خفیف ہونے اور مورد عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بہت جلد جلد
پڑھتے ہین زبان کے بل دوڑتے ہین اور دل غافل رہتا ہے انکی ہمت یہی ہوتی کہ ایک ختم اونکے واسطے گنتی مین آ جائے تا کہ
کہتے پھرین کہ ہم نے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلون مین سے آج اتنی منزلین پڑھے ہین یہ جلد باز اتنا نہین جانتے کہ قرآن شریف
کی ہر آیہ ایک ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندون کو لکھا ہے اوسمین امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا
ڈرانا سبھی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیئے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہو جائے اور وعدہ کے مقام پر سراپا خوشی بن جائے
مثل کے محل پر بالکل اعتبار ہو جائے وعظ کے مقام پر ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ہراس مین ڈوب جائے
یہ سب کیفیتین دل کی حالتین ہین پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اوس آدمی کی سی ہے جسے
بادشاہ نامہ لکھے اوس نامہ مین احکام ہون وہ مکتوب الیہ بیٹھ کر اوس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اوسکے مضمون سے غافل ہو
اور بعضے آدمی حج کو جا کر کعبہ شریف کے مجاور ہو کر بیٹھ رہتے ہین روزے رکھتے ہین اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزے کا
حق ادا کرتے ہین نہ پاس حرمت کرکے مکہ معظمہ کا حق بجا لاتے ہین نہ زاد حلال تلاش کر کے راہ کا حق ادا کرتے ہین اور ہمیشہ انکا دل
خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق کہین کہ یہ شریف کا مجاور ہے اور خود کہتے ہین کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوئے ہین
اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہین یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ اپنے گھر مین کعبہ شریف کا مشتاق رہنا اس سے بہتر ہے
کہ آدمی کعبہ شریف مین ہو اور اپنے گھر کا مشتاق رہے اور ہر امر کا مشتاق رہے کہ خلق اوسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اوسے
کوئی کچھ دے اور جو لقمہ وہ اوٹھاتا ہے اوسمین بخل پیدا ہو جاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اوس سے لے لے یا مانگ بیٹھے اور بعضے
لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہین تھوڑا سا کھانا کھاتے ہین مال مین تو زاہد ہین جاہ و قبول مین زاہد نہین کہ
خلق انسے برکت لیتی ہے اس امر سے خوش ہوتے ہین خلق کی نظر مین اپنا حال آراستہ رکھتے ہین اتنا نہین جانتے کہ مال سے
زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی ہوس سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہے زاہد
وہ ہے جو ترک جاہ کرسکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس بیچارہ زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہین لیتا کہ مبادا لوگ اپنے جی مین کہین

کہ یہ زاہد نہیں ہے اگر اوس سے کہیں کہ تو ظاہر میں پہلے چھپا کر مستحق فقیر کو دیدیتا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اوسپر شاق ہوتا ہے
اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہیں لیتا کہ میں لونگا تو لوگ کہیں گے کہ یہ زاہد نہیں ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیروں کی نسبت
امیروں کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور انکی مراعات بہت کرتا ہے یہ سب باتیں غرور اور نادانی ہیں اور بعضے آدمی سب
نیک عمل کرتے ہیں مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کئی ہزار تسبیح پڑھتے ہیں شب بیدار رہتے ہیں ہر روز روزہ دار رہتے ہیں لیکن دل کی
مراعات نہیں کرتے کہ برے اخلاق سے پاک ہو جاوے انکا باطن حسد ریا کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر زاہد اور مغرور ہوتے ہیں
بندگان خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہیں گویا ہر ایک سے لڑتے روٹھے رہتے ہیں اتنا نہیں جانتے کہ خوے بد تمام عبادت کو
حبط کر دیتی ہے اور خلق نیک سب عبادتوں کا افسر ہے کیونکہ گویا عبادت کرکے خلق خدا پر احسان کرتا ہے اور سب لوگوں کو حقارت
کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئیں خاص اللہ سے کھینچے اور سمیٹے رہتا ہے کہ کوئی اوس سے چھو نجاوے اتنا نہیں سمجھتا کہ جناب سرور کائنات
علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات سب عابدوں زاہدوں کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ منکسر اور بالانکسار تھے جو شخص ابتدا پہلے
ہوتا کوئی اوس سے پہلے سلام نہ کر سکتا جو نہیں بیٹھے اوسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور مصافحہ کے واسطے دست مبارک دیتے اوس کیفیت سے
زیادہ کوئی شخص ہو تو نہیں چاہئے اوستاد سے بھی اونچی دکان جاوے یعنی مرشد پیر حق سے بڑھ جانیکا خیال خام دل میں لائے
یہ بیچارے سادہ لوگ سلطان الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا تو دم بھرتے ہیں اور آپکی عادت اور اخلاق
کے خلاف کرتے ہیں تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہوگی تیسرا طبقہ صوفی لوگ ہیں جتنا غرور اور پندار ان لوگوں میں ہوتا ہے اوتنا کسی
فرقے میں نہیں ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اوسیقدر شبہے اور دھوکے زیادہ پڑتے ہیں راہ تصوف کا
پہلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کرلیے ہیں ایک یہ کہ اوسکا نفس مقہور اور مغلوب ہوگیا ہو نہ اوسمیں خواہش باقی رہی ہو
نہ غصہ یہ نہیں کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہوگیا بلکہ ایسا مغلوب ہوگیا ہو کہ بے حکم شرع اوسمیں کچھ تصرف نہ کرسکے جسطرح جو قلعہ
فتح ہوجاتا ہے اوس قلعہ کے لوگوں کو فتح کرنے والے مار نہیں ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہوجاتے ہیں اسیطرح سالک کے سینہ کا قلعہ حاکم
شرع کے ہاتھ فتح ہوگیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونوں جہان سالک کے سامنے سے گم ہوگئے ہوں اسکے یہ معنی ہیں کہ حس اور خیال کے
عالم سے وہ گذر گیا ہو اسواسطے جو چیز حس اور خیال میں آتی ہے اوسمیں بہائم بھی شریک ہیں اور وہ چیز آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا
حصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہیں ہے اور جو چیز جہت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اوس سے سروکار ہوتا ہے
وہ اوسکے نزدیک ایسی حقیر ہوگئی ہو جیسے اوس شخص کے نزدیک گھاس ہوجاتی ہے جسنے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جان چکا
ہو کہ جو چیز خیال میں آسکے وہ مقید اور محدود ہے اور وہ سادہ لوحوں کو نصیب ہوگی واکثر اھل الجنۃ البلہ تیسرا درجہ یہ ہے
کہ سالک کو جناب احدیت سے محبت ہو اور اوسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ جنت مکان حس خیال کو اوس سے کچھ سروکار ہی نہ رہا ہو
بلکہ حس اور خیال اور جو علم ان دونوں سے پیدا ہوتا ہے اسکا حال سالک کے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکھ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگوں کے
ساتھ حال ہے یعنی اوس سے بیخبر ہونا ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہونچا تو کوچہ تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجوں کے

علاوہ بہت احوال حق سبحانہ تعالی کے ساتھ ہوتے ہین کہ اوسکا بیان ہین آنا دشوار ہے حتی کہ بعضون نے اوسے یگانگی اور اتحاد کے
ساتھ تعبیر کیا اور بعضون نے حلول کے ساتھ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہوا اور یہ حال اوسپر طاری ہوجائے تو وہ بخوبی بیان نہین کرسکتا
جو کچھ کہنے لگتا ہے صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اوسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوتی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا
ایک شایبہ ہے اے عزیز اب تو دیکھہ کہ نام کے صوفی کس اولٹی سمجھہ اور دہوکے مین گرفتار ہین انہین سے کچھ لوگون نے تو سجادہ اور گدڑی
اور نقلی باتون کے سوا نہ کچھ دیکھا نہ سنا اسے اختیار کرکے کچھ صوفیون کا لباس اختیار کرکے اونکی ظاہری وضع بنالی اونکی طرح
سجادہ پہ بیٹھہ کر گردن جھکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال انہین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے
ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بوڑہیا جو سر پہ ٹوپی رکہے جھلکین پہنے ہتیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی لڑائی
اور رجز خوانیکا انداز سیکہہ لے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکہوانیکے واسطے
بادشاہ کے سامنے جائزے مین جاے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پہ نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اوسے ننگا کرنیکا
حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھ لڑنے کا اور دیکہکر کہ یہ ایک ضعیفہ بوڑہیا ہے حکم فرمائے کہ اسے ہاتھی کے پاؤن کے تلے ڈالدو
تاکہ کسی دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی لچر حرکت کرنے کی جرات نہ پڑے اور انہین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون کا
بہی قاصر ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پہٹے ہوئے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان باریک سرمہ لنگیان حاصل
کرکے جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصہ تمام ہوگیا تصوف کا اختتام ہوگیا یہ نہین جانتے کہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین
اگر کپڑے لباس اسواسطے رنگتے تہے کہ ہر وقت دہونے کی حاجت نہو اور شاید اسواسطے رنگتے تہے کہ دین کی مصیبت مین تہے
وہ رنگ اونکے حال کے موافق تہا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دہوسکے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ ماتمی
کپڑے پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا پہٹ جاے پیوند لگائے تاکہ گدڑی ہوجاے بلکہ نئے نئے کپڑے قصدا پہاڑتا ہے
کہ گدڑی بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بہی صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالی عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پوش
جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تہے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تہے اونمین سے بعضے پیوند چمڑے کے تہے
اور انہین سے بعضے ایسے بہی ہوتے ہین کہ جسطرح چہوٹا اور پہٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اوسیطرح اوامر فرائض اور ترک معاصی
کے بہی متحمل نہین ہوتے اوسپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عجز وقصور کے معترف بہی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کے ہاتہ مین
پہنسے ہین بلکہ انکا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکہنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حق تعالی اسکے ساتھ
راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچہ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم اون ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہین
ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین دہ در دہ حوض کے مانند ہوگیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابدونکو
دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ بیگاری ہین جب علما کو دیکہتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پہنسے پڑے ہین راہ حقیقت جانتے
ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین انکا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد

جو فقیر ضرورت نماز روزہ اور عبادت کا محتاج نہ جانے اور عالمون پر طعن وتشنیع کرے وہ قابل قتل ہے اوسکا خون بالاجماع مباح ہے ۱۲

ہوتے ہیں اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان و مال ان حضرات پر سے تصدق کر دے اور اپنے تئیں انکے عشق میں بالکل [illegible]
پھر جب کوئی انکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور انہیں اپنا مطیع کر لے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اوسکی عزت اور حرمت کریں اور
جہاں سے پاوے حرام حلال کا مال لے آوے اور اونہیں دے تاکہ اوسکی سرداری بازاری نہو اور یہ نہ سمجھے کہ یہ فریب ہے آور بعضے اوگ ایسے ہیں کہ
اونہوں نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کر کے اپنے تئیں بالکل خدا ہی کے سپرد کر دیا اور گوشہ میں
بیٹھے ہوئے ذکر کیا کرتے ہیں انہیں کشف ہونے لگتا ہے حتی کہ جس چیز کی چاہتے ہیں خبر پاتے ہیں اگر کوئی قصد کرے [illegible]
تو تنبیہ ہو جاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبروں اور فرشتوں کو شکلوں میں اور اچھی اچھی صورتوں میں دیکھنے لگیں اور اپنے تئیں [illegible]
میں دیکھیں اور اسکی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتوں کے خیال میں آتا ہے اور یہ [illegible]
خیال میں آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہو کر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتوں زمین و آسمان میں ہے بارہا میرے سامنے پیش کیا
ہیں اور سمجھتا ہے کہ اولیا کا اخیر کام یہی ہے حالانکہ آفرینش میں حق تعالیٰ کی جو عجیب عجیب نشانیاں ہیں اونمیں سے ایک بھی سمجھ میں
نہیں جاتا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو میں نے دیکھا جب یہ حال پیدا ہو جاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ میں کمال کے درجہ کو
پہونچ گیا اور اس بات کی خوشی میں مشغول ہو کر طلب میں قاصر ہو جاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہو گیا تھا پھر قوت و
زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ میں ایسی ایسی چیزیں دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہو گیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا یہ ارادہ ہوگا ہوگا کہ
اسپر کچھ اعتماد نہیں اعتماد اسپر ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا تابعدار بن جائے کہ کسی طرح اوسمیں
تصرف اور قصور باقی نرہے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا میں اوڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت
نہیں ہے بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الہی ہو جائے یعنی دل و جان تن و مال سے حکم شرع کی تابعداری کرنے لگے کہ حکم کے
خلاف کوئی بات اوس سے سرزد ہی نہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے اور پانی پر چلنا ہوا پر اوڑنا غیب کی خبر دینا ایسی باتیں
ممکن ہیں کہ شیطان کی طرف سے ہوں کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتوں کی خبر دیتے
ہیں اور عجیب غریب کام اونسے وقوع میں آتے ہیں اعتماد اسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش کم ہو جاوے اور اسکے بدلے
اتباع شریعت قرار پکڑ لے پھر اگر تو شیر پر نہ سوار ہو سکیگا تو کچھ پروا نہیں کیونکہ جب غیظ و غضب کے کتے کو جو تیرے سینہ میں ہے
تو نے پامال کر ڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کر لیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکیگا تو کچھ پروا نہ کر
اسواسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اوسکی آفت اور مکاری سے آگاہ ہو گیا تو تیرا ایسا ہی غیب
ہے جب جانا تو غیب دان ہو چکا اگر پانی پر تو نہ چل سکیگا ہوا میں نہ اوڑ سکیگا تو کچھ پروا نہ رکھ اسلیے کہ جب حس خیال کے باہر
تجھے کوئی مقام کھلا اور راہ میں تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اوڑ چکا اور اگر ایک شب میں تو جنگل اور صحرا طے نہ کرے تو کچھ پاک
نہ کر اسواسطے کہ جب دنیا کے جھگڑوں اور بیہودوں سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا دشوار گذار جنگل اور بڑا میدان
طے کر آیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شہوت کے ایک درہم پر لات ماردی تو گویا

سے گزر آیا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن شریف مین اسے گہاٹی اور دشوار گذار مقام ارشاد فرمایا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ
ان لوگون کے غرور اور دہوکون کے بیشمار اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتہا طبقہ امیر اور مالدار لوگ ہین انہین
بہی دہوکے اور الٹی سمجھ بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین
اور شاید وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو اونپر یہ فرض تہا کہ مالک کو مال واپس کر دیتے اونہون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کر کے
صرف کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہوجاے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگون کو
دکہانا انہین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتہر پر اپنا نام کہود کر وہان لگا دین اگر انسے کہے
کہ اپنے نام کا پتہر نہ لگا یا اور کسی کے نام سے لگا دے کہ عالم الغیب تو بنوانے والے کو جانتا ہی ہے تو وہ یہ نہین کر سکتا اس ریا کی
علامت یہ ہے کہ اوسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال انہین دینا افضل ہے
اور وہ انہین نہین دے سکتا کیونکہ پتہر پر یہ عبارت کہود کر انکی پیشانی مین تہوڑے لگا سکیگا کہ بَنَاهُ الشَّيْخُ فُلَانٌ طَالَ بَقَاهُ
اور بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت
نیک کام ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگون کا دل اون نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے
محروم رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسے ہی نقش و نگار اپنے گہرون مین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا انکی نگاہون مین آراستہ
پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجد مین نقش لگا
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑہاؤ تو تمپر افسوس ہے مسجد کی آبادی اون دلون کے سبب ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگون کے دلون سے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ دکہاے وہ
مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اس کمبخت نے نقش و نگار بنوا کر مسجد کو ویران کر دیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچہا کام کیا اور بعضے امیر اپنے
دروازے پر فقیرون کے جمع ہونیکو دوست رکہتے ہین تاکہ شہر مین اونکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو صدقہ دیتے ہین جو کستان اور
نامور ہون یا جو قافلے حج کو جاتے ہین اونپر خرچ کرتے ہین یا اون لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ
جانین اور احسان مانین اگر انسے کہیے کہ یہ چہپا کر یتیمون کو دے کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو نہین دے سکتا کہ اوسے لوگون
سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا مزہ اور شوق ہے اور جانتا ہے کہ مین بڑے خیر کا کام کرتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ سے
ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درہم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا کہ تو تماشا دیکہنے جائیگا یا حق تعالی کی رضامندی
ڈہونڈہنے عرض کیا کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جا کر دس محتاجون کا قرض ادا کر دے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی
عیالدار کو دے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اوس شخص نے عرض کیا کہ مین اپنے دل مین
حج کی بہت رغبت دیکہتا ہون فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ مال تو نے بیوجہ پیدا کیا ہے جب تک بیراہ نہ خرچ کریگا تیرے دل کو
قرار نہ آئیگا اور بعضے مالدار ایسے ہوتے ہین کہ زکوۃ کے سوا ایک کوڑی بہی نہین دیتے اور زکوۃ اور عشر بہی ایسے لوگونکو دیتے ہین

جو انکے کاروبار میں رہتے ہوں جیسے معلم اور شاگرد تاکہ ان لوگوں کے جمع رہنے سے ان امیروں کی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے
وہ مدرس جو اپنے طالب علموں کو زکوۃ دے جب وہ اس سے پڑہنا موقوف کر دیں تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود
جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے میں دیتا ہوں اور یہ جانتا ہے کہ زکوۃ دی اور کبھی ایسے لوگوں کو دیتا ہے جو بزرگوں کی خدمت
میں رہتے ہیں اور انکی سعی سے اور لوگوں کو دیتا ہے تاکہ اونپر احسان ہو اور انہی سی زکوۃ دیکر کبھی مطلب نکالا چاہتا ہے اور
کبھی شکر وثنا کی بھی امید رکھتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ میں نے زکوۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہیں کہ زکوۃ بھی نہیں
دیتے مال جمع کرتے ہیں اور پارسائی کا دعوی کرنے پر مرتے ہیں صائم الدہر اور قائم اللیل ہوتے ہیں انکی مثال اوس شخص کی
ایسی ہے جیسے درد سر ہو اور پاؤں میں دوا لگاتے ہیں کمبخت نہیں جانتا کہ اوسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کہانے سے
نہیں تو بہت خرچ کرنا اسکا علاج ہے بہوکون مرنا اسکی دوا نہیں ہے مالداروں کو ایسے دہوکے بہت ہوتے ہیں کسی قسم کا او
اس سے نہیں بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب میں ہے تاکہ عبادت کی آفتیں اور نفس کا فریب اور شیطان کا مکر
پہچان سکے پھر حق تعالی اجل جلالہ وجل شانہ کی اسپر محبت غالب ہوتی ہے اور دنیا اسکے سامنے سے گم ہوجاتی ہے مگر بقدر ضرورت
رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیش نظر رکھتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتیں اوسی پر آسان ہوجاتی ہیں جسپر
خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۞

حق تعالی کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت کے تیسرے رکن سے
فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا اسمین بیان عقبات تھا انشاء اللہ تعالی
اب چوتھے رکن کی ابتدا ہے جس افادہ
و استفادہ راہی وہ ربع منجیات ہے
اوسمیں بیان طریقہ
نجات ہے

بعون صانع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان
الشہدا
مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو مقبول جہان ہوا
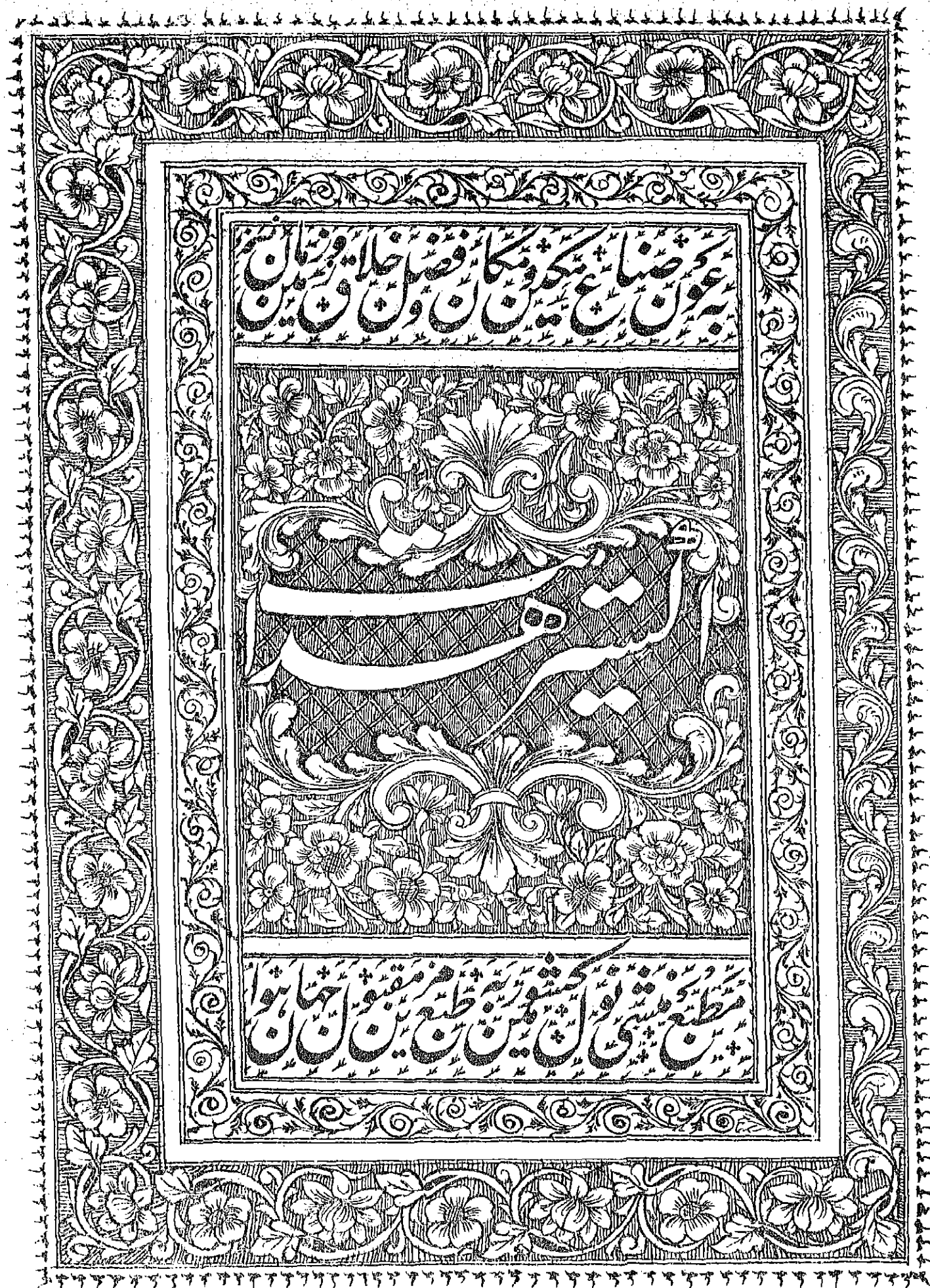
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر و شکر کے بیان مین تیسری اصل خوف و رجا
کے بیان مین چوتھی اصل فقر و زہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیان مین چھٹی اصل
محاسبہ اور مراقبے کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین
نوین اصل شوق اور محبت کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ توبہ کرنا اور حق تعالی کی طرف پھرنا مریدون کا پہلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی
کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتدا پیدائش سے انتہاے عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے
اور تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہو کر توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑ کر شاہراہ عبادت
پر قدم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کر کے پچھلے گناہون کی تلافی کی اوسنے حضرت آدم
علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اپنی نسبت درست کر لی اور جسنے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اوسنے اپنی
نسبت کو شیطان کے ساتھ مضبوط کر لیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالے
نے اوسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہش نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اوسیکو آدمی پر مسلط
کر دیا اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اوسکے بعد پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو تب تک آدمی پر

خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ بخوبی اپنے قبضے مین کرلیا اور نفس بھی اوسکے ساتھ خوگر اور مالوف ہوگیا تو پھر جب
عقل پیدا ہوتی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوتی تاکہ اس قلعے کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے
قبضے سے چھوڑا لے تو توبہ آدمیون کو ضرور ہے اور سالکون کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے
آدمی کی آنکھین کھلین اور راہ گمراہ مین تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھ فرض نہین پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے
یہی معنی ہین کہ آدمی ضلالت کا بیہڑ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرے پر آجاوے

توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
یعنی جو کوئی فلاح کی امید رکھتا ہے اوسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ
جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اوسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے
اور فرمایا ہے کہ راستی مین لاف زنی کی جگہہ نہ ٹھہرے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہان کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص
اودھر سے گذرے اوسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہان پر آپہونچتی ہے اوسکے ساتھ بری بری باتین کرتا ہے
وہان سے نہین ہٹتا تاوقتیکہ اوسپر دوزخ واجب نہو جاے مگر یہ کہ توبہ کرلے اور فرمایا ہے کہ مین ہر روز ستر بار
توبہ اور استغفار کرتا ہون اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالی اوسکے گناہ فرشتون کو بھلا دیتا ہے
جنہون نے وہ گناہ لکہا تھا اور اوسکے ہاتھہ پاؤن کو بھلا دیتا ہے جسنے وہ گناہ کیا تھا اور اوس جگہہ کو بھلا دیتا ہے
جہان وہ گناہ سرزد ہوا تھا تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اوسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور
فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم مین جان آکے اور گھرانے لگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالی اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے
اور فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھہ پھیلاتے ہوے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ
وہ رات کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون اور اوس شخص کے واسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ
کرے اور مین قبول کرلون یہ دست شفقت پھیلا رہیگا تاوقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیر المؤمنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین دن مین
مین سو بار توبہ کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی وہ نہین ہے جو گنہگار نہو
مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگارون سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اوسکے
مثل ہے جسنے کبھی گناہ کیا ہی نہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ پھر اوس گناہ کے
قریب بھی نہ جاے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہ یہ جو حق تعالی نے ارشاد کیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا
شِيَعًا اس سے اہل بدعت مراد ہین ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہین قبول ہوتی مین انسے بیزار ہون
یہ سمجھیے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے تو اونھون نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت سے

زنا کرتا ہے اسکے واسطے بد دعا کی حتی کی وہ ہلاک ہو گئے پہر دوسرے کو دیکھا گناہ کرتا ہے اوسکے واسطے
بھی بد دعا کی وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم میرے بندون سے درگذر کر کیونکہ ان تین امرون مین سے کوئی ایک امر تو ہوگا یا
تو وہ توبہ کرینگے اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدونگا یا اونکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی
کریگی اے ابراہیم تجھے نہین معلوم کہ میرا نام صبور ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی
ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جس بندے کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے اوسے
بخشش چاہنے سے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے
اوسکی چوڑان ستر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جسدن سے زمین و آسمان پیدا ہوا اوسدن سے وہ دروازہ توبہ
کے واسطے کھلا ہوا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلیگا تب تک وہ دروازہ بند نہوگا اور فرمایا ہے کہ
دوشنبہ اور جمعرات کو بندون کے اعمال عرض کیے جاتے ہین جسنے توبہ کی ہوگی اوسکی توبہ قبول ہوتی ہے
اور جسنے بخشش چاہی ہوگی اوسکی مغفرت ہو جاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ بھرا رکھتے ہین وہ اوسیطرح گناہگار
چھوڑ دیے جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ حق تعالی بندے کی توبہ سے اوس اعرابی کی بہ نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے
جو خونخوار جنگل مین اونگھ جاتے اور اوسکا ایک اونٹ زاد راہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا ہو جب چونکے تو اوس اونٹ
کو نہ پاتے اور گھبرا کر اوٹھے اور سرگرم تلاش ہوا اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہ حال ہو جاتے کہ اب بھوک پیاس کے
مارے مرجائیگا اپنی جان سے بیزار ہوکر دل مین کہے کہ اپنی جگہہ پر چلکر پڑ رہے اوسی مقام پر پھر آتے اور مرنے
کے قصد سے بانہہ پر سر رکھکر سو جاتے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اوسیطرح لدا پھندا اوسکے سرہانے
کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے
مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھایا پینا
مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اس سے زیادہ حق تعالی اپنے بندون کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے
توبہ کی حقیقت کا بیان ایعزیز جانو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اوس
نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھا چکا ہون
اور قریب ہے کہ ہلاک ہوجاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اوسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جسنے
زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اوس پشیمانی کے سبب سے حلق مین اونگلی ڈالکر
قے کرتا ہے اور اوسی ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کرچکا ہے وہ
جاتا رہے اسیطرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہریلی ہوئی شہد کی مثل تھی
کہ اوسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گذشتہ کو گناہون

پشیمان ہوتا ہے اور اوسکی جان میں خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اوسمین خواہش اور گناہ
کی جو حرص ہے وہ اس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بجھتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد
کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آیندہ کبھی اوس گناہ کے قریب نجائے لباس جفا اوتار کر بساط وفا بچھائے
اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جسطرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرت زدہ
ہوجائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا تھا اب اہل معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے
اور اوسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اوسکی فرع حالات کا بدل ڈالنا اور معصیت و مخالفت سے طاعت اور
موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ واجب ہونیکا بیان** ایعزیز ہر شخص پر توبہ واجب
ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے
اور اگر مسلمان ہے اور اوسکا اسلام محض اپنے ماں باپ کی تقلید اور پیروی سے ہے زبان سے کلمہ کہتا ہے اور دل سے
غافل ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوس غفلت سے توبہ کرے اور ایسی کوشش کرے کہ اوسکا دل حقیقت ایمان سے آگاہ
اور خبردار ہوجائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر
واجب نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطان ایمان اوسکے تختگاہ دل پر قاہر اور غالب ہوجاوے حتی کہ فقط اوسکی
حکومت رہے اور اوسکی حکومت اوسوقت ہوگی کہ جو کچھ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطان ایمان ہی کے حکم سے
ہو شیطان کے حکم سے کچھ نہونے پاوے جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے
آپکا مقصود یہ نہین کہ اوسوقت وہ کافر ہو جاتا ہے لیکن ایمان کی شاخین اور ٹہنیاں بہت سی ہین اون شاخون مین
سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جانے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص زہر کو زہر جانکر نہین کھاتا تو زنا کرتے
وقت سلطان شہوت نے اوسکے اس ایمان کو کہ زنا مہلک ہے شکست دیدی ہوگی یا اوسکی غفلت کے سبب سے
ایمان غائب ہوگیا ہوگا یا نور ایمان ظلمت شہوت کے دہوین مین چھپ گیا ہوگا پس ایعزیز یہ تو تو نے جان لیا کہ
پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اس سے
بھی توبہ کی تو غالب ہے کہ گناہ سے خالی نہ رہیگا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون
سے پاک کیا تو اوسکا باطن ان گناہون کے تخم سے خالی نہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ
و مال کی محبت اور جیسے کبر یا وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین گناہون کی جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اونمین
سے ہر ایک کو حد اعتدال پر رکھے اور ان خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کرلے یہ بات بڑے مجاہدہ اور
ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور خیالات باطل

خالی نہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرنے سے
نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ تعالی کو بھول جانا اگرچہ بحظہ ہی بھر ہو سب قصوروں اور نقصانوں کی
جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہوگیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر سے غافل نہین ہوتا
تو اوسکے واسطے مختلف درجے ہین اونمین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے درجے کی بہ نسبت
سافل اور ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجہ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجہ ناقص پر قناعت کرکے
ٹھہر جاوے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مین دن بھر مین ستر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی اور زیادتی پکڑنا آپکا کام تھا تو جس
قدمگاہ پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اوسکی بہ نسبت ناقص ہو جاتا تو اوس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار
کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کرسکتا ہے تو ایک درم حاصل کرکے خوش ہوتا ہے
اور اگر جاوے کہ مین دینار حاصل کرسکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوہگین ہوتا ہے اور اپنی تقصیر پر
پشیمان ہوتا ہے حتی کہ جب دینار حاصل کرلیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھکر کچھ نہین ہے
پھر جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کرسکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہوکر توبہ کرتا ہے اسیواسطے
بزرگون نے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے
کہ وہ اوس سے استغفار کرتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات
بزرگ حاصل کرنے مین قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملہ فضائل ہی فرض نہین پھر نہ کیون کہا کہ اوس سے توبہ کرنا واجب ہے
جواب ہم کہینگے کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسنے ظاہر فتوی مین درجہ عوام خلق کے موافق بقدر
کفایت ہین کہ اگر خلق اوسمین مشغول ہو تو عالم ویران نہونے پاوے اور معیشت دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب
خلق کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام الناس اوسکی طاقت نہین رکھتے جو اوسپر قائم نہ رہیگا
وہ عذاب دوزخ سے تو چھوٹ رہیگا مگر مرتبہ بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک
گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھیگا جیسے آسمان کے تارون کو دیکھتا ہے تو وہ غبن اور حسرت جو ناقص رہجانے
کے سبب سے اپنے مین پائیگا وہ بھی ایک عذاب ہوگا اس توبہ کو جو ہمنے واجب کہا تو اس حسرت کے عذاب
سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسیکے ہمسر کو جاہ اور مدارج مین زیادتی حاصل ہو تو
دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اوسکی جان سلگتی ہے اگرچہ لاٹھیان کھانے
کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہوتا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو یوم التغابن کہتے ہین
اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتاوے گا کہ ہاے کیون نکی اور جسنے کی ہو

بعض واسطے اور تقریر مین خطا واقع ہونا غبن مزید از غبن مین نقصان اوٹھانا ۱۲

وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اوس سے باز نہین ہے
اور کہا کہ فردای قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلواۃ والثنا
اپنے شکم پر قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہین ہے حتی کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی
عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپ کے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان
آپ پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہوکر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پہلے سے جا چکے
ہین بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پا چکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصہ پاؤن تو اونکے درجون سے
میرا مرتبہ گھٹ جاوے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت
عیسی علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپنے دنیا ترک کی تھی اب پچھتائے فرمایا مین نے
کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھکر استراحت کی آپنے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے
تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا
چونکہ آپکی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المومنین حضرت ابی بکر
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دودہ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودہ مین شبہہ معلوم ہوا حلق مین اونگلی
ڈال ڈالکر اسقدر قی کی کہ دودہ کے ساتھ آپکی جان نکلنے کا خوف تھا بھلا یہان پر معترض کیا کہیگا اونھین
معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قی کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتوی اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور
ہی اوسے بھلا اس سے کیا نسبت خلق خدا مین بڑے خداشناس اور نگہ پہچاننے والے اور راہ خدا کے خطر
جاننے والے یہی حضرات تھے ایعزیز یہ گمان نہ کر کہ ان حضرات سے لغو حکمتین پیفائدہ اپنے اوپر لا دلی ہین اور
پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ؏ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند
پس اس تمام تقریر سے یہ تو تونے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت
ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پر نہ روے فقط اوس ملنے ہی پر روے جو اتنا اوسنے ضائع
کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اوسکے واسطے بہت ہے پس اوسکا حال تو کیا پوچھنا ہے جو زمانہ گذشتہ کے
مانند زمانہ آیندہ بھی رائگان کرتا ہے ایعزیز جانتو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اوس سے ضائع ہو جاے
تو اوسے رونے کا محل ہے اور اگر ضائع ہو جانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب ہے تو اسکا
بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُر دانہ ہے کہ اوسکے سبب سے سعادت ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے
جو شخص اپنے گناہون مین صرف کریگا اور وہ اوسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہو اگر اوسے اس مصیبت کی خبر ہو
تو اوسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اوسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سود مند نہو

یہ جو حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے۔ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو اوسکے دل مین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی کچھ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی تو کرلون ملک الموت فرماتے ہین کہ اے شخص تو بہت دنون کی مہلت پاچکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن نہین باقی رہا وقت موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ ناامید ہوجاتا ہے تو اوسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اوسکی شقاوت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو وہ شک اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اوسکی سعادت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو اوسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھ حق سبحانہ تعالی کے دو راز ہین ایک اوسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے مین نے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت کے وقت یہ امانت توکیسے واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے اوس امانت مین تو نے کیا کیا اگر اوسکی اچھی طرح حفاظت کی ہے تو ہمارے خیر پائیگا اور اگر اوسے رایگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ۔ قبول توبہ کا بیان العزیز جانیو کہ توبہ جب اپنی شرطون کے ساتھ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کر تو اوسکے قبول ہونے مین شک نکیا کر اس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی کہ کیا ہے اور اوسے بدن کے ساتھ علاقہ کسطرح ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ مناسبت کیونکر ہے اور جناب الٰہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہوجاتا ہے اوسے اس امر مین کچھ شک نہین رہتا کہ گناہ تو سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اوٹھ جانیکا سبب ہوتی ہے توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آئینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے زنگ لگے صاف شفاف جائے تو حضرت الٰہیت اوسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اوسکے سبب سے ایک ظلمت اوسکی آئینہ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ کو دور کردیتا ہے ہمیشہ انوار عبادت اور ظلمت معصیت کے آثار آئینہ دل پر پے در پے آیا کرتے ہین جب ظلمت بہت ہوجاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوار طاعت اوس ظلمت کو دور کردیتے ہین دل اپنی پاکی

اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی نے گناہون پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جوہر دل مین پہونچ گیا ہو اور ایسا پیوست
ہو گیا ہو کہ علاج قبول نکرے سے جیسے وہ آینہ جسکے اندر زنگ سرایت کر گیا ہو ایسا دل توبہ کر ہی نہین سکتا مگر آدمی زبان سے
کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی جسطرح میلا کپڑا صابون لگا کر دہونے سے صاف ہو جاتا ہے اوسیطرح دل بھی
انوار عبادت کے سبب سے ظلمت معاصی سے پاک ہو جاتا ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی اوس بدی کو محو کر دے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان
تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت
مین جاویگا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا اسطرح کہ وہ گناہ کرکے اوس سے پشیمان ہوا اور وہ
بہشت تک اوسکے پیش نظر رہے بعض بزرگون نے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے
کہ کاش مین اسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکیان برائیون کو
اسطرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اے
اللہ قسم ہے تیری عزت کی جب تک آدمی کی جان بدن سے نہ نکل جائیگی تب تک مین بھی اوسکے دل سے نہ نکلونگا
حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اوسکے بدن مین رہیگی مین
بھی توبہ کا دروازہ اوسکے واسطے نہ بند کرونگا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت
سراپا رحمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول
ہوگی فرمایا ہان قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جا کر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت گناہ کرتا تھا
تو کیا اوسوقت حق تعالی مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا حبشی ایک نعرہ مار کر گر پڑا اور مر گیا حضرت فضیل رحمہ
اللہ تعالی کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگارون کو خوشخبری دے دے کہ اگر تم
توبہ کروگے تو مین قبول کرلونگا اور صدیقون کو ڈرا دے کہ اگر تمہارے ساتھ از راہ انصاف معاملہ کرونگا تو تم
سب کو عذاب مین مبتلا کردونگا طلق ابن حبیب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کے حقوق اس قدر
بڑھکر ہین کہ آدمی اونپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اوٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھ سونا چاہیئے
حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جائینگے ایک گناہ کو دیکھکر
کہیگا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھ سے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا حکایت بنی اسرائیل مین
ایک شخص بڑا گنہگار تھا اوسنے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون نے اوسے ایک
بڑے عابد کا پتا بتادیا اوس شخص نے وہان جا کر اوس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہون ننانوے آدمیون
کو مین نے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اوس عابد نے کہا کہ نہین اوس شخص نے اوس عابد کو

قتل کر کے سو پورے کر لیے پھر لوگون سے اوسنے ایک بڑے عالم کا پتہ پایا اوسنے اوس عالم سے جا کر پوچھا کہ میری
توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکل جا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جا وہان صالح لوگ
رہتے ہین وہ چلا اور وسط راہ مین مرگیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری
ولایت مین ہے ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ اس مین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر پہنچا تھا
بس رحمت کے فرشتے اوسکی روح کو لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون
کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے کہ اوسکے سبب سے نجات
حاصل ہو جائیگی **گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان** اے عزیز جانو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اوسیقدر
آسانی سے بشرطیکہ آدمی اوسپر اصرار اور ہمیشگی نکرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نماز مین گناہ کبیرہ کے سوا
اور سب گناہون کا کفارہ ہو جاتی ہین اور گناہ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہوتے ہین
اون سبکا کفارہ جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنی اگر گناہ کبیرہ سے تم دست بردار
ہو تو تمہارے گناہ صغیرہ مین معاف کر دونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہ کبیرہ کون کون گناہ ہین اس مین صحابہ
رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہے
ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ سات
ہین اونھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستر کے قریب ہین ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے احادیث
اور صحابہ کے اقوال سے قوت القلوب (نام کتاب کا ۱۲) مین جمع کیا ہے سترہ گناہ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا
گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگر وہ صغیرہ ہو مثلا کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اوس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین
رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے ناامید ہو جانا اسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غضب سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع
رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اوس سے کسیکا حق باطل ہو جاتا
دوسرا محصن کو زنا کی تہمت لگانا کہ اوسپر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اوسکے سبب سے کسیکا مال یا حق چھن
جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہ کبیرہ پیٹ سے
علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور ہر چیز نشہ لاوے دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا سود کھانا اور دو گناہ کبیرہ فرج سے
تعلق رکھتے ہین ایک زنا دوسرا لواطت اور دو گناہ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا
جس سے حد واجب ہو جاتی ہے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافرون کی صف جنگ سے بھاگنا ہے جیسا
کہ ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جاوے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونے سے زیادہ
ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ ماں باپ کو رنج دینا ہے اے عزیز جانو

کی تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوتی ہے کہ اسمین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف
مین بہت تہدید آئی ہے اور اوسکی تفصیل مین پیچ ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہو سکتی اسکے
جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے ای عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہ
کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہ صغیرہ کا کفارہ ہو جاتی ہین مگر اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی
اگر ایک دانگ مظلمہ اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اوسکا کفارہ نہین ہے جب تک اوسے ادا نہ کریگا اوس سے
عہدہ برا نہوگی غرض کہ جو گناہ حق تعالی ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اوس گناہ کی نسبت جو خلق کے مظلمو سے تعلق رکھتا ہے بخشش
کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشے ہی نجائینگے
وہ گناہ شرک ہے ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخش دیے جائینگے کہ وہ حق تعالی اور بندہ کے درمیان مین
ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جنسے رہائی کی امید نہین وہ بندون کے مظلمون کا دفتر ہے ای عزیز جانتو کہ جسطرح کسی
مسلمان کو رنج پہنچے وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھہ ہو خواہ مال کے ساتھہ خواہ تہمت
اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلاوے تاکہ اوسکا دین لے لے
یا کوئی شخص مجلس کے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہو جاتین جن سببون سے گناہ
صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتے ہین اونکا بیان ای عزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ مین امید رہتی ہے کہ غفور الرحیم
معاف کر دے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور اوسکا بڑا خطر ہو جاتا ہے وہ سبب چھ ہین
پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا
[illegible] گانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اوس سے دل تاریک کر دینے مین بڑا اثر ہوتا ہے
اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کار خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے
گو کہ قلیل ہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اوس پتھر مین سوراخ
کر دیگا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایکہی دفعہ اوس پتھر پر بہا دیا جاوے تو اوسمین کچھ بھی اثر نکریگا پس جو شخص
گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اوسے چاہیے کہ استغفار سے اوسکا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے
اور عزم بالجزم رکھے کہ بار دگر یہ گناہ نکرونگا شعر درد مندان گنہ را روز و شب ¤ شربتی بہتر ز استغفار
نیست ¤ حتی کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا
دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی گناہ صغیرہ کبیرہ ہو جائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانے گا تو وہ کم
ہو جائیگا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمت گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے
کہ اوسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھہ الفت کے سبب سے ہوتا

یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کر لی بہرحال کام دل ہی سے رہتا ہے
جو بات دل میں بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ
سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہو مجھ پر پھٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اوسکی ناک پر
بیٹھتی اور اوڑ جاتی ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ جو گناہ نہیں بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی میں کہے
کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی
خردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالی کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اوسکی عدول حکمی کی بندہ جسقدر حق تعالی کا جلال زیادہ
پہچانتا ہے اوسیقدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو
جیسے بال برابر جانتے ہو اور میں اونمیں سے ہر ایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہوں غرضکہ گناہوں میں حق تعالی
کا غصہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اوسی گناہ میں ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ چھوٹا گناہ بڑا ہو جائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کر کے خوش ہو
اوسے غنیمت اور فتوح جانے اوسکے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلی کرے کہ کہے میں نے فلانے آدمی کو
فریب دیدیا اور خوب اتارا اور اوسکا مال چھین لیا اور گالیاں دیں اور چھپا دیا اور مناظرہ میں اوسے ہرا دیا
یا اور ایسی واہیات باتیں کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکا دل سیاہ
ہو گیا ہے یہی اسکی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالی تو اوسکی پردہ پوشی کرے اور
وہ یہ سمجھے کہ یہ میرے اوپر عنایت ہے اس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالی نے مجھے مہلت دی ہو اور
میرے واسطے آسانی کی ہو کہ میں بالکل تباہ اور ہلاک ہو جاؤں پانچواں سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کرے
اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اوٹھا دے کہ شاید اور لوگ بھی اوسکے سبب سے اوس گناہ کی رغبت
کریں اور اون لوگوں کی معصیت اور رغبت کا وبال اوسے حاصل ہو اور اگر کسیکو صریح ترغیب دیگا اور گناہ کے
اسباب مہیا کریگا تاوہ سیکھ جاوے تو دونا وبال ہوگا بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی خیانت
نہیں ہے کہ مسلمان کی نظر میں گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کر دے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہو کر گناہ
کرے اور اوسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہو جائیں اور کہیں کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی
تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہوں کا مال
لیا کرے مناظرہ میں سفاہت کی باتیں کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرت مال و جاہ کے
سبب سے فخر کرے تو اوسکے سب شاگرد بھی ان باتوں میں اوسکی پیروی کرینگے اور اوستاد ہی کے
مشغول ہو جائیں گے پھر شاگردوں کے شاگرد اونکی اقتدا کرینگے اور ہر ایک کے سبب سے ایک بستی کی تباہ

اور خراب ہو جائیگی اسواسطے کہ ہر ہر شہر کے لوگ انمین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ مخواہ سبھون کا وبال
مقتدی کے نامہ اعمال مین لکھا جائیگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے جو مرے
اور اوسکے گناہ بھی اوسکے ساتھ مر جائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اوسکے بعد ہزار برس تک اوسکے گناہ
باقی رہتے ہین علماء بنی اسرائیل مین سے ایک عالم نے توبہ کی اوس زمانہ مین جو رسول تھے اونپر وحی نازل ہوئی
کہ اوس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے ہی تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے
توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کر چکا ہے اور وہ ویسے ہی گناہگار ہین تو اونھین کیا کریگا اسیواسطے علما بڑے خطر مین
ہین کہ انکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر
ہے اسواسطے کہ اونکو اون لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو انکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر
واجب ہے کہ گناہ کرے ہی نہین اگر احیاناً کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب
سے از راہ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہو جائیگی اوس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ہم آگے
ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہو گئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی نا روا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ
ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہو جاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور
عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے سچی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان ایعزیز جانتو کہ توبہ کی اصل
پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنیوالا ہمیشہ اندوہ و حسرت
مین رہے گریہ و زاری اور تضرع اوسکا کام ہو جاوے اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ
اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسیکا لڑکا بیمار ہوا اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پر خطر ہے اس سے
ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کسقدر اندوہ و غم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے
کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا و رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچے ہین اور ہلاکت
آخرت کا خوف خوف مرگ سے بڑھ کر ہے اور خدا کے غصہ پر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے
اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف و حسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین
لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اوسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرتے ہین اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے
کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینہ دل پر جو زنگ لگجاتا ہے اور جو تاریکی چھا جاتی ہے حسرت
ندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اوسے دور نہین کرتے اور اوسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور
رقیق ہو جاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنیوالون کے ساتھ بیٹھو کہ انکا دل بہت رقیق ہوتا ہو اور دل
جتنا رقیق ہوتا ہو اوتنا ہی گناہ سے نفرت کرتا ہو اور دل کی گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السلام نے

بنی اسرائیل کے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالی کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی وحی نازل ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت کی کہ اگر سب آسمانون کے فرشتے اسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اسکے دل مین گناہ کی حلاوت باقی رہیگی اسکی توبہ نہ قبول کرونگا اے عزیز جان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب اور مطبوع ہوتا ہے لیکن توبہ کرنیوالے کے حق مین اسکی مثال زہر ملے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایکبار کھایا اور اوس سے بڑا رنج اور صدمہ اوٹھایا یا وہ دوبارہ جب اوسے دیکھنے کا بھی خیال کریگا تو اوسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاینگے اور اوسکی حلاوت کی خواہش اوسکے نقصان کے خوف مین دب رہیگی ایک گناہ پر موقوف نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پائیگا اسواسطے کہ وہ جو گناہ اوسنے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اوسمین حق تعالی کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا بھی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون سے علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کردے اور جو کچھ اوسپر فرض ہے اوس مین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے صبر کرونگا اور ظاہر و باطن مین حق سبحانہ تعالی سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤنگا اور فرض چیزون مین قصور نہ کرونگا جیسے جو بیمار یہ جانکر کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز نہ کھاؤنگا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمہ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو یا اوسکے حاصل کرنے پر قادر ہو جب تک شبہہ کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑے گا شبہہ کی چیزین نہ چھوڑ سکیگا بزرگون نے کہا ہے کہ جسپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اوٹھا کر اور تکلیف کرکے سات بار اوس سے ہاتھ روکے پھر اوسکے اوپر اوس چیز کا ترک کردینا آسان ہو جائے گا اور زمانہ ماضی سے ارادہ اصلاح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہ تعالی اور بندون کے کن کن حقوق مین مین نے قصور کیا حق تعالی کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض کے بارہ مین یہ چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اوس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر نماز فوت ہوگئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اوسکی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اوسکو اصل اعتقاد ہی مین کچھ خیال اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوتی ہین سبکی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اوس تاریخ سے جسقدر زکوۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ ہوا لڑکی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھکر اونکی زکوۃ نہ دی ہو سب کا حساب کرکے زکوۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزہ مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اوسکی شرط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقینا جانتا ہے اوسے قضا کرے جسمین شک

رکھتا ہے اوسمین جسطرف ظن غالب ہو اوسے اختیار کرے اور غور و تامل کر کے جسقدر یقینی معلوم ہو اوسے محسوب کر کے
باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جسمین ظن غالب ہے اوسے بھی محسوب کریگا تو بھی درست ہے اور گناہونکو
ابتدا سے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھ کان ہاتھ زبان معدہ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہ کبیرہ کیے
ہین جیسے زنا لواطت چوری شراب خواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر فرمائی ہوئی حد واجب آتی ہے
اوس سے توبہ کرے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جا کر اقرار کرے تاکہ وہ اوسپر حد جاری کرے
بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرت عبادت سے اوسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلاً
اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماع رود سنا ہو تو جو
کام ان گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کرے کہ ان گناہون کا کفارہ ہو کرے تاکہ وہ کام ان گناہون کو مٹا دین حق تعالی
فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ مگر جو نیک کام گناہ کا ضد ہو اوسکا اثر بھی زیادہ ہو سماع رود کا کفارہ قرآن شریف
سنکر اور علم کی مجلس مین جا کر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور
قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفارہ ویسکی کثرت تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفارہ اسطرح کرے
جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اوسے نہ پیے اور صدقہ مین دے تاکہ اون گناہون سے
جو ظلمت حاصل ہوئی اوسکے مقابلہ مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہو کر ان ظلمتون کو دل سے دور کر دے بلکہ
دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوئی ہے اوسکا کفارہ یہ ہے کہ ہر ایک خوشی کے مقابلہ مین دنیا سے ایک ایک رنج
کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اوسکے
سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان
کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اوسکے بدن مین چبھ جاوے تو وہ اوسکے گناہون کا کفارہ ہوتا ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اوسکا کفارہ نہین ہوتی
اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہ عیال اور رنج معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفارہ نہین ہوتی ام المؤمنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ جب بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ
وہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جاوے تو حق سبحانہ تعالی اوس بندے کے دل مین رنج پیدا کر دیتا ہے کہ اوس گناہ کا کفارہ
ہو جاوے الغرض اگر تو کہے کہ یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کامون
اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود خطا ہے خطا کا کفارہ کیونکر ہوگا ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین
دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہوا سوا اسکے کہ اگر اس اندوہ کے
بدلے ہزار برس کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو اپنی بہشت سمجھتا حضرت یوسف نے حضرت جبریل علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام

سے پوچھا کہ تمنے اون اندوہگین بڑے میان کو کیونکر چھوڑا یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا اتنے رنج مین چھوڑا ہے
جتنا رنج اون ستّر ماؤن مشفقہ کو ہو جنکے لڑکے مارے گیے ہون پوچھا کہ اونہین اس رنج کے عوض مین کیا ملیگا کہا ستّر شہیدون
کا ثواب اور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ اپنے معاملہ کا حساب کرے بلکہ پاس
بیٹھنے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اوسپر جس کسیکا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اسنے اوسے رنج دیا ہو یا اوسکی
غیبت کی ہو تو اوس حق سے عہدہ برائی ہو جاسکے جو کچھ اوسنے چھینا ہے پھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کرا لینے
کے لائق ہو معاف کرا لے اگر کسیکو قتل کر ڈالے تو اپنے تئین اوسکے وارث کے حوالے کر دے تاکہ وہ قصاص
لیلے یا عفو کر دے اور اگر کسیکا دام درم اوسکے ذمہ قرض ہو تو اوسے دنیا مین تلاش کر کے ادا کر دے اگر اوسے
نہ پائے تو اوسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ انکے
معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے
اون سب کو نہین تلاش کر سکتے کہ اوسے معاف کرا لین جب اس امر سے آدمی متعذر رہا تو سوا اسکی عہدہ برائی کا
اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتی کہ اسقدر عبادت جمع ہو جاے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق
اوسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اوسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے **فصل** توبہ کی مداومت کے بیان
مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتے اوسے چاہیے کہ اوس گناہ کے تدارک اور کفارے مین چھٹ پٹ مشغول
ہو جاتے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چار دل
مین ہین ایک توبہ یا توبہ کا قصد اور اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرونگا اور اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھپر
عذاب ہوگا اور عفو کی امید اور چار بدن مین ہین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑھے بعد اوسکے ستّر بار استغفار کرے
سو بار کہے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے اور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ
خوب طہارت کرکے مسجد مین جا کر دو رکعت پڑھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تو نے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر
عبادت کر تاکہ اوس گناہ کا کفارہ ہو جاے اور آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جانو کہ زبانی استغفار
جسمین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت مین
برابر زاری و تضرع ہو خجالت اور ندامت سے خالی نہو جب یہ حالت پیدا ہوتی تو گو کہ توبہ کرنیکا مصمم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی
بخشے جانیکا امیدوار رہتا ہے بہرحال غفلت دل کے ساتھ زبانی استغفار بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ زبان
کو بیہودہ باتون سے روکیگا اور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو
لغو اور بیہودہ بات وغیرہ کی نسبت استغفار کی عادت بہتر ہوگی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالی سے اونکے
ایک مرید نے کہا کہ بعض وقت بیدلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک

عضو کو تو جن نے اپنے کام مین لگایا الغرض اس امر مین شیطان بڑا دھوکا دیتا ہے تجھسے کہتا ہے کہ زبان بند کر دل ہی حاضر نہین تجھ فقط
زبانی ذکر بے ادبی ہے شیطان کو جواب دینے مین لوگون کے تین گروہ ہین ایک گروہ سابق اور بہتر ہی شیطان کو جواب دیتا ہے
کہ تو نے سچ کہا اچھا مین تیرے جلانے کے واسطے خواہ مخواہ دل ہی حاضر کرتا ہون یہ شخص شیطان کے زخم پر نمک چھڑکتا ہے
دوسرا گروہ ظالم ہے وہ شیطان سے کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا واقعی زبان ہلانے مین کیا فائدہ اور چپ رہتا ہے جانتا ہے کہ
مین نے زیرکی کی اور حقیقت مین شیطان کے ساتھ محبت اور موافقت کرنے لگا تیسرا قسم گروہ مقتصد ہے یہ کہتا ہے کہ اگرچہ مین دل
نہین حاضر کر سکتا مگر زبان کو ذکر مین مشغول رکھنا چپ رہنے سے تو بہتر ہے گو کہ دل سے ذکر کرنا فقط زبانی ذکر کرنے سے
بہتر ہے جیسے کہ بادشاہی صرافی سے اور صرافی خاکروبی سے بہتر ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو کوئی بادشاہی سے عاجز
ہو جاوے وہ صرافی سے بھی دست بردار ہو کر خاکروبی کرنے لگے توبہ کی تدبیر کا بیان الغرض جاننا کہ جو لوگ توبہ نہین کرتے
اونکا علاج یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ کس سبب سے گناہ پر اصرار کرتے ہین اور توبہ نہین کرتے وہ پانچ سبب ہین ہر ایک
کا علاج جدا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی آخرت کا ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا آخرت مین اوسے شک ہو اسکا علاج غرور کے
ذکر مین جو آخر مہلکات مین تھا ہم بیان کر چکے ہین دوسرا سبب یہ ہے کہ خواہش اسقدر غالب آگئی ہو کہ آدمی گناہ ترک کرنے کی طاقت
نہین رکھتا اور دنیا کی لذتون نے ایسا گھیر لیا ہو کہ کار آخرت کے خطرے سے اوسے غافل رکھتی ہین اکثر خلق کو خواہش کا حجاب
ہوتی ہے اسی واسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو
حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ دیکھو اونھون نے دوزخ کو دیکھکر عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت کی کوئی ایسا نہوگا کہ اسکی کیفیت سنکر
ادھر آوے پھر حق سبحانہ تعالی نے دوزخ کے گرد اگرد شہوتون کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اب دیکھو حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا
کہ کوئی نہ باقی رہیگا کہ دوزخ مین نہ پڑے پھر حق سبحانہ تعالی نے بہشت کو پیدا کر کے فرمایا کہ دیکھو حضرت جبرئیل نے عرض کیا
مین نے دیکھا جو شخص اسکی صفت سنیگا بے اختیار اسکی طرف دوڑ پڑیگا پھر حق تعالی نے مکروہات کو اور اون تلخ کامون کو
جو راہ بہشت مین ہین بہشت کے آس پاس پیدا کر کے فرمایا کہ اب تو دیکھو حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ اب تو مجھے یہ خوف ہے کہ بہشت کی راہ
مین چونکہ رنج و تکالیف بہت ہین تو کوئی شخص بہشت مین نہ جاویگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آخرت کا تو ابھی وعدہ ہی وعدہ ہے اور دنیا دم نقد موجود ہے
اور آدمی کی طبیعت نقد مال کی طرف بہت مائل ہوتی ہے اور جو اودھار چیز اوسکی آنکھ سے دور ہوتی ہے اوسکے دل سے بھی دور ہوا کرتی ہے
چوتھا سبب یہ ہے کہ جو مسلمان ہے وہ دن پھر توبہ کا قصد کرتا ہی لیکن پھر دوسرے دن پر اوٹھا رکھتا ہے اور جو خواہش سامنے آتی ہے کہتا ہے
اسے تو کر لون اور کچھ نہ کرونگا شعر روز میگوئیم کہ فردا ترک این سودا کنم * باز چون فردا شود امروز را فردا کنم * پانچوان سبب یہ ہے کہ آدمی یہ خیال
کرتا ہے کہ یہ کچھ واجب نہین ہے کہ گناہ دوزخ مین لیجاوے بلکہ عفو ممکن ہے اور آدمی کو اپنے نصیب کے حق مین نیک گمان
ہوا کرتا ہے جب کوئی خواہش غالب آتی ہے کہتا ہے کہ حق تعالی معاف کر دیگا اور رحمت کی امید رکھتا ہے پہلے سبب یعنی
آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا علاج ہم بیان کر چکے ہین لیکن جو شخص آخرت کو اودھار جانتا ہے اور دنیا جو نقد ہے اوسے ترک نہین کرتا اور

اور آخرت جو آنکھ سے جو اوٹ ہے اوسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ لے کہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے
اوسے آئی ہوئی سمجھ لے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مر گیا آخرت نقد ہو گئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ اودھار اسی دم نقد ہو جاوے
اور وہ نقد گئی گذری ہو اور خواب و خیال ہو جاوے شعر وا اسے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اور وہ شخص جو ترک لذت نہیں کر سکتا اوسکو یہ جاننا چاہیے کہ جب اوس لذت سے
دم بھر صبر نہیں کر سکتا تو آتش دوزخ کا کیونکر متحمل ہوگا اور بہشت کی لذتوں سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے
پانی سے زیادہ کوئی چیز نہیں اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اوس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی امید پر
کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا رسول کے قول سے سلطنت ابدیت کی جو امید ہے وہ اولیٰ تر ہے کہ ترک شہوت کی سبب ہو
اور وہ شخص جو توبہ کرنے مین تاخیر کرتا ہے اوس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بہلاوے بھولا ہے توبہ کرنے مین کل تک کی کیا دیر لگا رکھی
ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آوے تو آج ہی ہلاک ہو جائے شعر آئے نہ آئے دم کا کسے اعتبار ہے + ناپائدار زندگی مستعار
ہے + اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرینگے اور اوس سے یہ کہنا چاہیے
کہ توبہ کرنے مین تو آج کیون دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترک شہوت دشوار ہے کل آسان ہو جائیگا تو یہ خیال محال
اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالی نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہیں کیا
جس دن ترک شہوت آسان ہوا اور تیری مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کرین کہ اس درخت کو جڑ سے اوکھاڑ ڈال اور وہ
کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور مین ضعیف ہون جس دن توقف کرون اگلے سال اوکھاڑ ڈالونگا تو اوسے یہی جواب دیگو
کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیگا اور تو اور بھی ضعیف ہو جائیگا اسیطرح خواہشون کا درخت بھی
روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اوسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اوسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے
تو جتنا جلدی اوسے اوکھاڑیگا اوتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ مین مسلمان ہون اور حق تعالی
مسلمانون کو معاف ہی فرمائیگا اوس سے ہم کہتے ہین کہ شاید حق تعالی نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے
ایمان کا درخت کمزور ہو جاوے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے مین اوکھڑ جاوے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے
کہ عبادت ہی کے پانی سے سینچا جاتا ہے جب اوس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہو رہا ہو تو اوسکا خطرہ مین رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص
نے بہت گناہ کیے ہون اور عبادت نہ کی ہو اوسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جسکی بیماری بڑھ گئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے
کہ کہین ہلاک ہو جاوے پھر وہ شخص ایمان سلامت بھی لیجاوے تو دونون امر ممکن ہین حق سبحانہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سے چاہے
اوسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اوس بیوقوف کی
ایسی ہے جو اپنی تمام ہستی ضائع کرکے اپنے جورو لڑکون کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید یہ کسی ویرانہ مین جائین
اور وہان خزانہ پائین یا اسکی مثل اوس نادان کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر مین رہتا ہو اوسے ظالم لوگ لوٹتے آتین وہ اپنا

مال نہ چھپائے اوسیطرح گھر مین چھوڑ کر بھاگ جائے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر مین پہونچکر جائین یا غافل ہین یا اندھے
ہوجائین میرے گھر مین دیکھ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایساہی حق تعالی کا بخشدینا بھی ممکن ہے مگر اس ممکن
پر اعتماد کرکے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے **فصل** العزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص بعضے گناہون سے توبہ کرے
سب گناہون سے نہ کرے توبہ درست ہے یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی
شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھکر زنا سے توبہ کرتا ہے
تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے
حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے
کہ آدمی زنا کو شرابخواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شرابخواری سے توبہ کرے کہ شراب
زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور برے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہ کرے
او رکہے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شرابخواری سے نہ توبہ کرے فقط
کثرت شرابخواری سے توبہ کرے اور کہے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اوسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش
سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑ دون بہت پینے سے بر آسکتا ہون اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ شیطان
جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کر دے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون
یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ اور حق تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ
یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ ظاہرا یہ محبت کا مرتبہ اوسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے نہ یہ کہ بعضے
گناہون سے توبہ درست نہین اوسکا یہی مطلب ہو ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہوجاتی ہے
اور وہ گناہ نیست نابود ہوجاتا ہے سب گناہون سے ایکہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے
اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اوسیقدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہوسکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی بے
صبر کیے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے
فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے
کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اوسی صبر پر موقوف
رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا اور اجر بے نہایت و بے حساب کو صبر پر حوالہ فرمایا ہے
اور ارشاد کیا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور صابرون سے وعدہ کیا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اور فرمایا

واللہ مع الصابرین اور درود اور رحمت و ہدایت تینوں نعمتیں اکٹھا کسیکو نہیں مرحمت کین مگر صبر کرنے والون کو اور فرمایا اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولٰئک ہم المہتدون صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالی اوسے عزیز رکھتا ہے اور ہر ایک کو صبر نہین عنایت فرماتا مگر اپنے دوستون کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اقل ما اوتیتم الیقین وعزیمۃ الصبر یعنی جو چیزین حق تعالی نے تمھین عنایت فرمائین اونمین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو یہ دونون نعمتین مرحمت کی ہین اوس سے کہدو کہ تو کچھ پروا نرکھے گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اور ہمارے میرے اصحاب جس امر پر آج تم قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اس سے پھر نہ جاؤ تو اوسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت کرے جتنی سبھون نے کی ہو مگر مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تمپر دنیا کی راہ کھلے حتی کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہل ایمان تمسے منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کرے ثواب کا امیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا رہیگی اور حق تعالی کے پاس ثواب باقی رہیگا یہ فرما کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑہی ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق ولنجزین الذین صبروا اجرہم باحسن ما کانوا یعملون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والون کو حق تعالی دوست رکھتا ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جبتک تم اپنی نامرادی پر صبر نکروگے تب تک اپنی مراد کو نپہونچوگے جناب سلطان الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو اونھون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا کہ اسکی دلیل کیا ہے اونھون عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین مصیبت پر صبر کرتے ہین قضای الہی سے خوش رہتے ہین فرمایا مؤمنون ورب الکعبۃ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم پکے مسلمان ہو امیر المومنین شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھہ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھہ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسے صبر نہین ایمان نہین ❊

صبر کی حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ صبر آدمی ہی کے واسطے خاص ہے اس واسطے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ نہایت ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اس لیے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور مسخر ہین اور اونمین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جناب الہی کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین انہین اوس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اوسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالی نے پہلے تو بہائم کی صفت پر پیدا کیا اور کھانے کپڑے زیب و زینت لہو و لعب کی خواہش اوسپر مسلط کی پھر جوانی کے وقت انوار ملائکہ مین سے ایک نور اوسمین پیدا ہوتا ہے کہ اوس نور سے انجام کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالی نے دو فرشتون کو آدمی پر موکل کر دیا ہے بہائم اونسے محروم ہین ایک فرشتہ تو اوسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے بایںطور کہ اوس فرشتے کے انوار مین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اوس [illegible] سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتی کہ اوس نور سے اپنے تئین

اور حق تعالی کو جانتا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی
ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اوسکا رنج مدت تک رہتا ہو پھر بہائم کو یہ ہدایت
نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسیقدر جانیگا کہ خواہشین اوسکے حق مین باعث نقصان ہین اور اوسے
دفع کرنے کی قدرت نہ رکھیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اوسکے حق مین باعث نقصان ہے مگر اوسے
دفع کرنیکی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالی نے اوس دوسرے فرشتے کو آدمی پر اسواسطے تعینات کیا ہے کہ اوسے قوت اور قدرت
دے اور اوسکی تائید کرکے سد باب کردے حتی کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعث نقصان جانا ہے
اوس سے دست بردار ہوجاوے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوت ضروری
ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اونکے ضرر سے رہائی پاوے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکر مین
سے ہے اور وہ شہوت پرستی کی قوت شیطان کے لشکر مین سے اس مخالفت شہوت کی قوت کو ہم باعث دینی کہتے
ہین اور اوس شہوتون کی قوت کو باعث ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکر ملائکہ
تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نکر اور لشکر شیطان کہتا ہے کہ کر بیچ وہ بیچارہ اس دو عملہ مین حیران ہے کسکی بات مانے
اور کسکی نہ مانے اگر باعث ہوا کے ساتھ جنگ مقابلہ کرنے مین باعث دین ثابت قدم رہے اور جگہ نہ چھوڑے تو اوسکے
ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعث ہوا کو مغلوب کرکے اور بھگا دے تو اوسکے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین
اور جب تک باعث ہوا کے ساتھہ کارزار مین ہے اسے جہاد نفس کہتے ہین پس باعث ہوا کے مقابلہ مین باعث دین کا قائم
رہنا یہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سبب سے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین
ہے اور بہائم اور بچون کو صبر کی قوت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ یہ جو دو فرشتے ہمنے کہے ہین کراما کاتبین یہی ہین اور جسکے
واسطے حق تعالی نے فکر و تامل اور استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اوسکا کوئی سبب ہوتا ہے
جب مختلف دو چیزین ہونگی تو اونکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بہائم کو اور ابتدا مین بچون کو نہ ہدایت
ہوتی ہے نہ معرفت کہ اونکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوت ہوتی ہے جوانی کے قریب یہ دونون
چیزین پیدا ہوتی ہین کہ اونکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون سے عبارت ہین اور یہ بھی
جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اوسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے
کے سبب سے ہدایت ہوتی وہ بہت معزز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھہ کو اسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہے اسواسطے
کہ یہ فرشتے تجھپر موکل ہین تو وہ داہنے ہاتھہ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت اور معرفت حاصل کرنے
کے واسطے اوسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا ہے کہ گویا تو نے اوسپر احسان کیا کہ اوسے بیکار نہین رکھا
اور یہ بات تیرے نامۂ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر تو اوس سے انکار کریگا اور اوسے بیکار کردیگا تاکہ بہائم اور

لشکرون کی طرح انجام کار کی ہدایت سے محروم رہے تو یہ ایک تقصیر ہے کہ تو نے اپنے اور اوسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائیگی اسیطرح وہ قوت جو تو نے اس فرشتے سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جائینگی نامۂ اعمال مین لکھی گئی ہین مگر تیرے دل سے پوشیدہ رہینگی یہ دونون فرشتے اور انکی کتابین عالم شہادت سے نہین ہین انھین ان آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا جب موت آئیگی اور یہ آنکھ گذر جائیگی اور دوسری آنکھ جس سے عالم ملکوت دیکھ سکتا ہے کھلیگی تب تو ان کتابون کو اپنے ساتھ پائیگا اور دیکھ سکیگا اور قیامت صغری سے آگاہی پائیگا مگر اسکی تفصیل قیامت کبری یعنی حشر کے دن دیکھیگا قیامت صغری تو موت ہی کے وقت ہو جاتی ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَن مَاتَ فَقَد قَامَت قِیَامَتُہٗ جو کچھ قیامت کبری مین ہے اوسکا شابہ اس قیامت صغری مین بھی ہے اسکی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یاد رکھ جان سے لیکر یہان ہوتا ہے یہان لڑائی ہوا اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکر ہون اور ان دونون لشکرون مین سے ایک تو ملائکہ کا لشکر ہے ایک شیاطین کا آدمی کے سینے مین یہ دونون جمع ہین تو اس لڑائی مین مشغول ہونا راہ دین کا پہلا قدم ہے اسواسطے کہ بچپن سے سینہ کے میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کر لیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جبتک شہوتون کے لشکر کو مقہور نکریگا سعادت کو نہ پہونچیگا اور جبتک جنگ نکریگا اور جنگ مین صبر نکریگا تب تک اوسے مقہور نکر سکیگا جو شخص اس جنگ مین مشغول نہین ہوا اوسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کر دی اور جسنے اپنی خواہشون کو زیر دست کر لیا وہ خود شریعت کا مطیع ہو گیا اور میدان مار لیا جیسا کہ جناب سلطان المجاہدین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے وَلٰکِنَّ اللہَ اَعَانَنِی عَلٰی شَیطَانِی فَاَسلَمَ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا ہے شہوت نفسانی قبضہ کر لیتی ہے گاہے گاہے باعث دین بغیر صبر اور ثابت قدمی کے ہوئے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا

اصل اس کا بیان کہ صبر نصف ایمان اور روزہ نصف صبر کیون ہے

اے عزیز جانتو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اسکی بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستر اور کئی باب ہین لا الہ الا اللہ سب سے بزرگ اور راہ سے پتھر کا اوٹھا لینا کہ کسیکو تکلیف نہو سب سے کمتر ہے ہر چند کہ ایمان کے اقسام اور اوسکی شاخین بہت ہین لیکن اصلین تین ہی ہین جس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اسکی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اوسکی فرع یہ ہے کہ آدمی گناہ سے دست بردار ہو کر عبادت مین مصروف رہے پس حالت اور معرفت اور عمل سب منجملہ ایمان ہے اور ایمان تینون چیز سے عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنہ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزین ہین دیدار اور کردار کردار بے صبر کے

ممکن نہیں تو صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزہ میں جنس
شہوت سے صبر ہوتا ہے پس روزہ نصف صبر ہے دوسرے اس وجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی میں نظر کر اور ایمان
اوسی سے مراد لے تو رنج ومحنت میں مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز ونعمت میں شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا
اور حدیث میں آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی کو تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے
زیادہ کوئی امر مشکل نہیں اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپنے فرمایا صبر یعنی ایمان میں صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ حج ہے
یعنی عرفہ کے سبب سے خطر ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہوجاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہیں ہوتا ہر وقت
صبر کی حاجت ہونیکا بیان اے عزیز جانتو کہ بندہ کسیوقت ایسی چیز سے خالی نہیں رہتا جو اوسکی خواہش کے موافق یا مخالف
ہو ہر حال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی جورو لڑکے وغیرہ جو چیز حسب خواہ
ہو ایسی چیزوں میں صبر کرنا اور سب چیزوں میں صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئیں نہ روکے سکیگا اور ناز ونعمت
میں کھل کھیلیگا اور دل بہلا کر ایک سے ہیگا تو اوسمیں غرور اور سرکشی پیدا ہوجاتیگی بزرگوں کا قول ہے کہ رنج ومحنت پر تو سبھی صبر کرتے
ہیں مگر خیر عافیت پر صدیقوں کے سوا کوئی صبر نہیں کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہوجاتا نعمت
بہت بڑھجاتی تو فرماتے کہ ہم جب تک رنج ومحنت میں رہے خوب صبر کرسکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہیں کرسکتے
اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ غرضکہ قدرت کی حالت میں صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاکدامنی
یہی ہے کہ حق سبحانہ تعالے کی نعمت دیوے سو ہی نہیں نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اوسکے ساتھ دل نہ لگاتے اور اوسکے
سبب سے بہت خوشیاں نہ منائے اوسے عاریت جانے اور سمجھے رہے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھسے لیلیجائیگی بلکہ اوسے نعمت ہی
نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اوسکے درجات میں نقصان کا سبب ہو پس اوسکے شکر میں مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی
پا اور جو کچھ رکھتا ہے اوسمیں سے حق تعالی کا حق ادا ہوجاتے اور اونمیں سے ہر ایک میں صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش
کے موافق نہوں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو آدمی کے اختیار میں ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کردینا دوسری جو اوسکے
اختیار میں نہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جسکی اصل تو اوسکے اختیار میں نہو مگر اوس سے دفع کرنا اور اوسکا بدلا لینا اوسکے اختیار میں ہو
جیسے لوگوں کا اوسے رنج دینا پہلی قسم جو اوسکے اختیار میں ہو جیسے عبادت کرنا اوسمیں صبر کرنیکی احتیاج ہے اسواسطے کہ بعضی
عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہوجاتی ہیں جیسے نماز اور بعضی بخل کی سبب سے مشکل ہوجاتی ہیں جیسے زکوۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونوں کے سبب سے دشوار
ہوجاتی ہیں جیسے حج یہ عبادتیں بے صبر کے ممکن نہیں ہوتیں اور ہر عبادتمیں صبر کی حاجت ہے اول میں بھی درمیان میں بھی آخر میں بھی اول میں
اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت میں خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان میں یوں
صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا لوث نہونے پائے مثلاً اگر نماز کو

تو اوسکے درمیان مین ادھر اودھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے اور کہتے پھرنے سے اور اوسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جسقدر خواہش زیادہ اور گناہ آسان ہوتا ہے اوسیقدر اوس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور شرت ہو جاتی ہے اور یہ بات بھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے غیبت جھوٹ اپنی تعریف اور رون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان براق ہوتی ہے جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور جسے پسند کرینگے بڑا رنج کھینچکر اوس بات سے کہنے والے کو صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے بچ سکتا ہے دوسری قسم جسمین آدمی کے لیے اختیار ہے جیسے لوگون کا اوسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اوسکا بدلا لینے مین اوسے اختیار ہے اسمین صبر کامل کی حاجت ہے تاکہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھجائے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب تک ایمان کے ساتھ لوگون کے دیے ہوے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہو تب تک ہم ایمان کو ایمان نہین جانتے اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے دَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمھین ستاتے ہین تم اس سے درگذر کرکے توکل بخدا کرو اور فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمھین کہتے ہین اوسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ اونسے جدائی اختیار کرو اور فرمایا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ مال تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپ کو پہونچی چہرۂ نورانی سرخ ہو گیا اور ملول ہو کر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالے میرے بھائی موسیٰ پر رحمت کرے اونہین اوس سے زیادہ لوگون نے رنج دیے اور اونھون نے صبر کیا اور حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ یعنی اگر تمکو کچھ اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اتنا ہی عوض لو جتنی تمھین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل مین مین نے (یعنی امام صاحب نے) لکھا دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا میرے پہلے آئے اونھون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالو مین اونکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ برائی کا بدلا برائی نہ کیا کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمھارے داہنے گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اوسکیطرف کردو کہ بھائی ادھر بھی طمانچہ مار لے اور اگر کوئی تمھاری پگڑی چھین لے تو تم اپنا پیراہن بھی اوسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمھین اپنے ساتھ بیگار لیجائے تو تم دو میل اوسکے ساتھ جاؤ اور جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھین محروم رکھے تو تم اوسے عطیہ دو اور جو شخص تمھارے

۵ واضح ہو کہ ایذا کی تقسیم مین یہ دوسری قسم تھی جو کہ اصل کتاب مین بیان نہین کی ہے مترجم نے بھی اوسکو یہی کی اور جو دوسری قسم تھی وہ بیان تیسری قسم مین لکھی

برائی کرے تم اوسکے ساتھ بھلائی کرو ایسا صبر صدیقون کا درجہ ہے تیسری قسم جسکا اول اور آخر اختیار سے علاوہ نہین
رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مرجانا مال کا ضائع ہوجانا عضو کا بیکار ہوجانا جیسے آنکھ کان پھوٹ جانا
اور سب آسمانی بلائین اس مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی صبر مین ثواب اور فضیلت نہین ہے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین صبر تین طرح پر ہے ایک تو عبادت مین صبر ہے اوسکا ثواب تین سو
درجہ ہے دوسرا حرام چیز سے صبر اوسکا ثواب چھ سو درجہ ہے تیسرا ابتداے مصیبت مین صبر اوسکا ثواب نو سو درجے ہے
اے عزیز جانتو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقون کا درجہ ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مین فرمایا
کہ بار خدایا ہمین اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتین ہم پر آسان ہوجائین اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے کہ جس بندہ پر مین بیماری بھیجتا ہون اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگون سے میرا گلہ اور شکوہ نہین کرتا
تو اگر مین اوسے صحت دیتا ہون تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہون اور اگر دنیا سے لیجاتا ہون تو اپنی رحمت کے
ساتھ لیجاتا ہون حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بار خدایا جو شخص مصیبت مین خاص تیرے ہی واسطے
صبر کرے اوسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اوسکی جزا یہ ہے کہ مین اوسے ایمان کا خلعت پنہاؤن گا اور ہرگز پھیر لون جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغ بالی کا انتظار کرنا عبادت ہے
اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا
حق تعالے اوسکی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت جبریل علیہ السلام
سے ارشاد فرمایا کہ اے جبریل تو جانتا ہے کہ مین جسکی آنکھون کی بینائی سلب لیتا ہون اوسکی جزا کیا ہے اوسکی جزا یہ ہے کہ
مین اپنا دیدار اوسے کرامت فرماؤنگا ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالے نے ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا
جب اون بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اوس کاغذ کو جیب سے نکالکر پڑھ لیا کرتے فتح موصلی کی جورو رحمہا اللہ تعالے گر پڑین
اور ناخون ٹوٹ گیا ہنسنے لگین پوچھا کہ بی بی کیا تمہارا ناخن درد نہین کرتا بولین ثواب کی خوشی مین مجھے درد کی کچھ
خبر نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی کی بزرگداشت مین سے ایک یہ ہے کہ بیماری مین تو شکوہ
نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک راوی کہتا ہے کہ سالم مولاے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مین نے دیکھا کہ رن
مین زخمی پڑا ہے مین نے پوچھا تجھے پانی چاہیے کہا میری ٹانگ پکڑ کر کھینچو اور مجھے دشمن کے قریب تر کردے اور پانی میرے
سپر مین بھر دے کہ مین روزہ دار ہون اگر رات تک جیون گا تو پیون گا اے عزیز جانتو کہ لوگ روتے اور اندوہگین ہوتے ہین
اوسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہین جاتی بلکہ جیبین پارہ کرنے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب
جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے جب
انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہین یہ رونا

تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا ہے اوسی پر حق تعالے رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جسپر مصیبت پڑے لوگ
اور ون سے اوسے تمیز نکرین لیس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخین مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹ لینا
پگڑی چھوٹی کر دینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے بیٹا تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور تیرے سے لے لیا
جیسا کہ رمیضا ام سلیم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہما کی جورو نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضائے الہی سے
میرا بیٹا مر گیا مین نے اوسپر ایک کپڑا اوڑھا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی نسبت
آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار
کیا حتی کہ میرے شوہر نے مجھہ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی
جب پھیر مانگی تو اوسنے بڑی آہ و فریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پڑوسی بڑا احمق
آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالی کا ایک بچہ اور عاریت تھا اب حق تعالی نے
اپنی وہ عاریت پھیر لی اوسنے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ رات
کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالی کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت
مین گیا تو وہان رمیضا ابو طلحہ کی جورو کو دیکھا اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسیوقت مین صبر سے
بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب خواہشون سے چھٹکارا پا جاوے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھ وسوسے اور طرح
طرح کے خیالات اوسکے دلمین پیدا ہونگے اور اوسے یاد الہی سے باز رکھینگے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے
ہون مگر چونکہ اوسکے وقت اور اوسکی عمر کہ جو اوسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے
کہ آدمی اپنے تئین اوراد مین مشغول رکھے اور غار مین ایسا ہو تو اوسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون
اور خیالات سے آدمی جب ہی چھوٹیگا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اوسکے دلکو کھینچکر اپنی طرف لگائے حدیث شریف مین
ہے کہ بیفکرے جوان کو حق تعالے دشمن جانتا ہے اسیواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہو وسوسے سے
فارغ البال نہین ہوتا شیطان اوسکے قریب رہتا ہے اوسکے دل مین وسواس اپنا گھر کر لیتے ہین اگر یاد خدا سے اوسے
دفع نکرسکے تو کسی پیشہ یا خدمت مین مشغول ہوتا کہ وہ اوسے وسواس سے چھوڑا لے ایسے آدمی کو خلوت مین بیٹھنا نہ چاہیے
بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہو اوسے اپنا بدن کام مین لگائے رہنا چاہیے

صبر کرنے کے علاج کا بیان

اے عزیز جانتو کہ صبر کا باب ایک ہی نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی دقت اور دشواری ہوتی
ہے اسلئے ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہر چند کہ معجون علم و عمل سبکا علاج ہے اور جو کچھ ربع مہلکات مین ہم نے بیان کیا ہے وہ سب صبر کے
حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن بیان تمثیلاً ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور ونکو اسی پر قیاس کر سکے آدمی
دریافت کرلیا کرے اے عزیز جانتو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعث شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے
ہین

اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ انمین سے ایک غالب آجاے تو اوسکی تدبیر یہ ہوتی ہے
کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اوسے قوت اور مدد دیتا ہے اور دوسری کو ضعیف کرتا ہے اور اوسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر
کسیکو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہوگئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہوسکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور
باز نہین رکھہ سکتا اور صبر نہین کرسکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعث شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے
ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اوسکی مدد چھین لے اور روزے
رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوی کھانا ہرگز نہ کھاے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت
کی آگ بھڑکتی ہے اونکا سدباب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے
اور آنکھ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعل مباح سے تسکین دے تاکہ
اوسکے سبب سے شہوت حرام سے رہائی پاے یہ سکون شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے
ہوے شہوت حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپایہ کی سی ہے وہ اسطرح پر دھیرا کیا جاتا ہے کہ یا تو اوسکا
دانہ چارہ موقوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جاے یا یہ کہ دانہ چارا اوسکے سامنے سے دور کرتے ہین تاکہ وہ دیکھے ہی نہین
یا جسقدر دانے چارے سے اوسکی تسکین ہو اوسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعث شہوت
کا ضعیف کرنا ہے اور باعث دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اوسے شہوت کے ساتھہ کشتی لڑنے کے
فائدے کا لالچ دے یا اون حدیثون مین غور و تامل کرے جنمین شہوت سے صبر کرنے والون کا ثواب مذکور ہے جب اس بات پر
ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنت ابد مدت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعث دین بھی اسی ایمان کی
قوت کے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعث دین کو مخالفت شہوات کا بتدریج عادی کرے حتی کہ وہ دلیر ہو جاے
اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اوسے چاہیے کہ قوت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زورآوری
کا کام کرنا شروع کرے اور ذرہ ذرہ بڑھاتا جاے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھہ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اوسے
چاہیے کہ پہلے اون لوگون سے کشتی لڑے جو بہت کم زور ہون اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ
ہوتی ہے اسیوجہ سے جو لوگ سخت کام کرتے ہین اونکو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کامون مین صبر حاصل کرنیکی یہی تدبیر ہے
شکر کی فضیلت اور حقیقت کا بیان اے عزیز جانتو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اوسکا مرتبہ بلند ہے ہر ایک
اوس تک نہین پہونچ سکتا اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے وَقَلِیلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُورُ اور ابلیس نے آدمی پر طعن
کرکے کہا لَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شٰکِرِیْنَ یعنی انمین سے اکثر شاکر نہین ہین اے عزیز جانتو کہ ہمنے جن صفات کو منجیات کہا ہے اونکی
دو قسمین ہین ایک قسم راہ دین کے مقدمات مین سے ہے فی نفسہ مقصود نہین ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد
فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ ہین جو اسکے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہین یہ فی نفسہ مقصود

ہین دوسرے کام کا وسیلہ ہونے کے واسطے نہین ہین جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی ان ہی مین سے ہے اور جو چیز فی نفسہ مقصود ہوتی ہے وہی آخرت مین باقی رہیگی شکر بھی وہی ہے اور داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے وَآخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو شکر کو آخر کتاب مین بیان کرنا واجب تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اسواسطے بیان بیان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسے اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر ذکر کیا اور فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شاکر ہے اوسکا درجہ اوس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ لِیَقُمِ الْحَمَّادُوْنَ تو کوئی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جو ہر حال مین خدا کا شکر بجا لایا ہو جب مال جمع کرنیکی ممانعت مین یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآیۃ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال مین سے کیا جمع کرین فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا مین سے ان ہی تین چیزون پر قناعت کر کہ خدا کے ذکر اور شکر کی فراغت حاصل کرنے مین نیک جورو یار و مددگار رہتی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ شکر نصف ایمان ہے حضرت عطا رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت سراپا عصمت مین مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المومنین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین کے عجائب حالات مین سے کچھ ارشاد کیجیے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کونسا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگین کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے کے واسطے میرے اوڑھنے بچھونے مین آکر لیٹے حتی کہ آپکا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپ نے فرمایا اے عائشہ مجھے چھوڑ دے تاکہ مین جا کر اپنے خدا کی عبادت کرون مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین چاہتی ہون کہ آپ کے پاس رہون لیکن بسم اللہ آپ تشریف لیجائیں پس آپ نے اوٹھکر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بہایا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کے واسطے تشریف لیجائیں مین نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپکے تمام گناہ حق تعالی بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین شکرگذار بندہ نہ ہون مین کیونکر نہ روؤن کہ یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور زمین آسمان کے عجائب ملکوت کو نظر فکر سے دیکھتے ہین اور رونا یہ پانے کی خوشی سے روتے ہین خوف سے نہین جیسا کہ لوگون نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف گذرے اوس مین سے بہت پانی بہ رہا تھا اونھین تعجب آیا حق سبحانہ تعالی نے اوس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے مین نے یہ خبر سنی ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے مین اسیطرح رو رہا ہون اون پیغمبر صاحب نے دعا کی اور عرض کیا کہ بار خدایا اس پتھر کو خوف سے بیخوف کر دے اونکی دعا قبول ہوگئی پھر جو اوسکی طرف گذرے تو پھر اوسیطرح

پانی بہتے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیوں روتا ہے اوسنے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے یہی آدمی کے دل کی
مثال ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے
تاکہ اوسکا دل نرم ہو جاوے **شکر کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ یہ تو ہم کہہ چکے ہیں کہ دین کے سب مدارج اور مقامات
کی تین ہی اصلیں ہیں علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے
اسیطرح نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اوس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اوس
نعمت سے منعم حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اوس کام میں لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلق رکھتا ہے زبان سے
بھی بدن سے بھی جب تک یہ سب نہ معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت
تجھے ملی ہے وہ حق تعالی ہی نے دی ہے اوس نعمت کے دینے میں خدا کا کوئی شریک نہیں جب تک تو کسی درمیانی سبب کو
دیکھتا ہے اور اوسکی طرف ٹکٹکی باندھے ہے اور جانتا ہے کہ نعمت دینے میں اسے بھی کچھ دخل ہے تبتک یہ معرفت
اور شکر ناقص اور ناتمام ہے اگر بادشاہ تجھے خلعت دے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر بادشاہی
کے واسطے نہوگا بلکہ کچھ وزیر کے واسطے ہوگا اور تیری خوشی بالکل بادشاہ ہی سے نہوگی لیکن اگر تو یہ جانیگا کہ حکم سلطانی سے
تجھے خلعت ملا اور حکم قلم اور کاغذ کے ذریعہ سے ہوا تو یہ جاننا شکر میں کچھ نقصان نہیں لاتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہے کہ قلم اور کاغذ مسخر ہیں خلعت
دینے میں انہیں کچھ بھی دخل نہیں بلکہ اگر تو جانیگا کہ خزانچی نے تجھے خلعت پہونچایا ہے تو بھی شکر میں کچھ نقصان نہوگا کیونکہ خزانچی کو
کچھ اختیار نہیں ہوتا وہ مسخر ہوتا ہے بادشاہ جب اوسے حکم دیتا ہے تو وہ خلاف نہیں کرسکتا اگر حکم نہیں دیتا ہے تو وہ کچھ
دے بھی نہیں سکتا خزانچی بھی قلم کے مانند ہے علی ہذا القیاس اگر وہی زمین کی نعمت کو تو مینہ کے سبب سے جانے اور مینہ کو بدلی
کے باعث سے جانے اور کشتی میں نجات باد موافق کے سبب سے تو سمجھا اور درست شکر تجھ سے نہ ادا ہوگا لیکن
اگر تو یہ سمجھیگا کہ ابر مینہ ہوا آفتاب ماہتاب ستارے اور جو کچھ ہے سب خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں اسیطرح مسخر ہیں جیسے
لکھنے والے کے ہاتھہ میں قلم کیونکہ قلم خود کچھ نہیں کرسکتا تو یہ سمجھنا شکر میں کچھ نقصان نہیں لاتا اگر تجھے کوئی نعمت آدمی کے
ہاتھوں پہونچے اور تو اوسی آدمی کو خداوند نعمت جانے تو یہ حماقت ہے اور شکر کے مرتبے سے حجاب اور بعد کی علامت
ہے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اوس آدمی نے اس سبب سے تجھے نعمت دی کہ حق سبحانہ تعالی نے اوسپر ایک سزاول
بھیجا اوس سزاول نے زبردستی اوس سے وہ نعمت تجھے دلوائی اوسنے ہرچند چاہا کہ اوس سزاول کے خلاف کرے مگر نکرسکا
اور اگر اوسکے خلاف کرسکتا تو ایک حبہ تجھے نہ دیتا سزاول وہ قصد ہے جو حق تعالی نے اوسکے دل میں پیدا کرکے یہ امر
اوسکے پیش نظر کردیا کہ تیری سعادت دارین اسی میں ہے کہ یہ نعمت تو اوسے دیدے حتی کہ اوسنے اس طمع سے کہ دنیا یا عقبی
میں اپنی مراد کو پہونچیگا وہ نعمت تجھے دیدی اور حقیقت میں اوسنے وہ نعمت اپنے ہی تئیں دی ہے کیونکہ اوسے اپنی
مراد بر آنے کا وسیلہ کیا اور تجھے خدا ہی نے وہ نعمت دی کہ اوسپر ایسا سزاول تعینات کردیا اور اوسے اسکے عوض میں

کوئی قدرت نہیں رکھتا ہے جس نے بسبب حقیقت یہ جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہیں اور خزانچی اسباب درمیانی ہیں
قلم کے مانند ہے اور کسی کے قبضۂ قدرت میں کچھ بھی نہیں ہے مگر خدا ہی زبردستی اونہیں حکم فرماتا ہے تب تو اوس
نعمت کے سبب سے حق تعالی کا شکر کر سکیگا بلکہ یہ سمجھنا ہی شکر ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے مناجات میں عرض
کیا کہ بار خدایا حضرت آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کر کے اونکے تئین یہ نعمتیں عنایت فرمائیں اونہوں نے
کس طرح تیرا شکر ادا کیا ارشاد ہوا کہ آدم نے یہ جانا کہ وہ نعمتیں سب میری ہی جانب سے ہیں اونکا یہ جاننا ہی شکر تھا الغرض
جاننا کہ معرفت ایمان کی بہت سی راہیں ہیں پہلی راہ تقدیس ہے کہ تو یہ جان لے کہ مخلوقات کی سب صفتوں سے اور جو کچھ
وہم و خیال میں آتا ہے اوس سے حق سبحانہ تعالی پاک اور منزہ ہے اسکو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہیں دوسری توحید ہے
کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہ تعالی اس پاکی کے ساتھ یگانہ ہے کوئی اوسکا شریک نہیں ہے اسکو لا الہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہیں
تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے سب اوسی سے ہے اور اوسیکی نعمت ہے اسکو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہیں یہ
ان دونوں سے بڑھکر ہے کہ وہ دونوں معرفتیں اسکے تحت میں ہیں اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سبحان اللہ دس حسنات ہیں اور لا الہ الا اللہ بیس اور الحمد للہ تیس اور یہ حسنات یہ کلمات نہیں ہیں جو زبان سے نکلتے
ہیں بلکہ وہ معرفتیں ہیں جنسے یہ کلمات عبارت ہیں علم شکر کے یہی معنی ہیں اور حال شکر وہ فرحت ہے جو اس معرفت سے
دل میں پیدا ہو اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اوس سے خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہو سکتی ہے ایک یہ
کہ نعمت پانیوالا اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے اس نعمت کی حاجت تھی اور نعمت پانے سے اوسے اعانت ملی یہ شکر نہیں ہے
کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت کرے اگر یہ نوکر اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے گھوڑے کی
حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا میں پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے
یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھپر عنایت فرمائی یہ سمجھکر اور نعمتوں کا امیدوار ہے اگر یہ گھوڑا صحرا
میں پاتا تو یہ خوشی نہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہیں ہے بلکہ امید انعام کے لیے ہی یہ منجملہ
شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بادشاہ کے حضور میں جا سکیگا تاکہ اوسکی
زیارت کرے اسکے سوا اور کچھ نہیں چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسیطرح جس شخص کو حق تعالی
نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اوس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہیں تو یہ شکر نہوگا اور اگر منعم کے سبب سے
تو خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمت دینا اوسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو
کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتی کہ وہ علم اور عبادت میں مشغول ہوگا اور منعم حقیقی کا قرب ڈھونڈھیگا تو یہ کمال شکر ہے
اسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اوسے اون عادتوں سے باز رکھے اوسکے سبب سے اندوہگین رہے اوسے نعمت ہی نہ سمجھے
بلکہ اوس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھکر اوسپر شکر کرے ہیں جو چیز راہ دین میں اوسکی یار و مددگار نہو اوسکے سبب سے خوش نہو

اسیواسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز مین مزہ نہ ہو
جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین مزہ ہو اوس سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین پس دوسرے درجے سے تو کم رہے اسواسطے کہ پہلا درجہ
تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت
دیکھکر حسد نکرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ بہر حال شکر کرے اور الحمد للہ کہے اور منعم کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ بخیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات تجھسے سننا چاہتا تھا
اگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے اونکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کے ساتھ ہوتا کہ کہنے والا اور سننے والا
دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار رہیگا کیونکہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا بری بات
ہوگی کہ بندہ ناچیز خداوند عالم کا شکوہ دوسرے بندہ عاجز سے کرے جسے ذرہ بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی
کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اوسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نہ کر سکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون
عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالی کی طرف سے نعمت ہین اونہین اوسکے کام مین مصروف رکھے جسکے واسطے حق تعالی نے
اونہین پیدا کیا سب اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھسے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو
آخرت کے کامون مین مشغول رہ جب تو نے اس نعمت کو اوسکے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو باوصف
اسکے کہ اوسے اس کام مین کچھ حظ اور حصہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے مگر تو نے اوسکا شکر ادا کیا
اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظر عنایت ہوا اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو بادشاہ
اوسکے واسطے گھوڑا اور زاد راہ بھیجے تاکہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہو اور مقرب ہوکر عزت و حشمت حاصل کرے
اور بلند مرتبہ پاوے بادشاہ کو اوس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اوسکی مملکت مین اوس غلام کے
آنے سے نہ کچھ بڑھجائیگا نہ نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا مگر یہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اوسکی بھلائی ہو کیونکہ
جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہنا خلق کے واسطے ہوتا ہے
اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہوکر در دولت کی طرف متوجہ ہوا اور زاد راہ خرچ کرے تو اوسنے گھوڑے
اور زاد راہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھکر در دولت کی طرف پیٹھ کر لے حتی کہ اور بھی دور ہو جاوے تو اوسنے
کفران نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زاد راہ کو بیکار چھوڑ دے نہ در دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفران نعمت ہوگا
مگر اوسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملک کی نعمت کو بندہ اگر اوسکی عبادت مین صرف کریگا تا اوسکے درجۂ قرب سے سرفراز
ہو تو وہ شکر گذار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تاکہ اوس سے اور زیادہ دور ہوجائے تو کفران نعمت کریگا اور اگر مباح عیش و
عشرت مین صرف کریگا تاکہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفران نعمت کریگا اگرچہ اوسقدر نہو تب یہ معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر
یہی ہے کہ بندہ اوسے حق تعالی کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کر سکتا مگر وہ شخص جو حق تعالی

سکے محبوب و مرغوب کامون کو اون کامون سے تمیز کر سکے جو خداوند کریم کے نزدیک مکروہ اور برے ہین یہ بہت باریک علم ہے جبتک ہر چیز مین آدمی یہ پہچانیگا کہ اسکے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے تب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالون مین اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہین اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم مین ڈہونڈہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ کی گنجائش نہین **کفران نعمت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اوسے اوسکی حکمت کی راہ سے پھیر دین اور جس کام کے واسطے حق تعالی نے اوس نعمت کو پیدا کیا ہے اوس کام مین اوسکو نہ صرف کرین اے عزیز جانتو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اوسمین صرف کرنا کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصل نہین پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو اوسکی عبادت ہی مین صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہل بصیرت ہین اونکے واسطے ایک راہ ہے اوس راہ سے بطریق نظر و استدلال اور بسبیل الہام کامون کی حکمت کو پہچانتے ہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان لے کہ ابر پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ مینہ برسے اور مینہ برسنے مین یہ حکمت ہے کہ گھانس اوگے اور گھانس اوگنے مین یہ حکمت ہے کہ جانورون کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ دن رات ظاہر ہون تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے رہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کے لیے رہے یہ باتین یا اور جو ایسی باتین ہین اونکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب مین اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتین ہین کہ اونہین ہر ایک نہین پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہین کہ ہر ایک نہین جانتا کہ اونکے پیدا کرنے مین کیا حکمت الہی ہے جیسا کہ ہر ایک تو جانتا ہی کہ ہمارے اعضا مین سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاون چلنے کے لیے آنکھ دیکھنے کے واسطے اور ممکن ہے کہ یہ نجانے کہ جگر اور تلی کسواسطے ہے اور آنکھ مین دس تہہ کیون پیدا کیے ہین پہر ان حکمتون مین سے بعضی باریک ہوتی ہین بعضی باریکتر کہ خاص لوگون کے سوا اور کوئی نہین جانتا اسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کے واسطے پیدا کیا ہے دنیا کے لیے نہین اور آدمی کا حصہ دنیا مین اسواسطے پیدا کیا ہی تاکہ راہ آخرت مین اوسکا توشہ ہو اور یہ گمان نکرنا چاہیے کہ ہر چیز آدمی کے واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز مین اپنا فائدہ نہ دیکھے کہہ بیٹھے کہ خدا نے یہ چیز کیون پیدا کی ہے مثلاً یون کہہ بیٹھے کہ خدا نے مکھی اور چیونٹی کیون پیدا کی ہین اور سانپ کو کیون پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجب کرتی ہو کہ حق تعالی نے آدمی کو کیون پیدا کیا ہی کہ بسبب اپنے پاؤن کے تلے دبا کر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجب ہے ویسا اوسے بھی تعجب ہی بلکہ حق سبحانہ تعالی کے فیض اتم کو یہ لازم ہے کہ جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ مین سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر جسے جسقدر اپنی ضرورت کے موافق درجات اور زینت اور آرائش چاہیے سو پیدا کیجائے اسواسطے کہ اوسکی سرکار ابد قرار مبدء فیوض ہے وہان منع اور بخل کو گنجائش نہین اور جو کمال اور زینت و جمال پیدا نہین ہوتا وہ اسوجہ سے نہین ہوتا کہ محل اوسکے قابل نہین اوسکی ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہین کہ آگ پانی کی سردی اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہین قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہے اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود ہے کہ اوسے اوسکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت مین جس

رطوبت ہی غذا اوسکی ہے پیدا کیا ہی اوس سے پیدا کیا ہے کہ مکھی اوس رطوبت سے کامل ہی جو رطوبت اس کمال کے قابل تھی وہی اس کمال سے باز نہیں رکھا گیا یہ باز رکھنا منجملہ بخل ہوتا مکھی رطوبت
سے بایں وجہ کامل ہے کہ اوسمین حیات و قدرت اور حس و حرکت اور اشکال عجیب اور اعضا غریب ہیں کہ اوس رطوبت میں یہ کچھ نہ تھا اوس رطوبت
آدمی کو اسواسطے نہیں بنایا کہ اوس رطوبت میں آدمی کی خلقت کی گنجائش اور قابلیت نہ تھی اسواسطے کہ اوس رطوبت میں ایسی صفتیں تھیں جو اون
صفات کی ضد ہیں جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہیں اور مکھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی اون چیزوں سے اوسے باز نہیں رکھا وہ چیزیں
یہ ہیں پر بال ہاتھ پاؤں آنکھ منہ سر پیٹ وہ جگہ جہان غذا جاکے ٹھکانا جہان غذا ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام یہان سے
غذا باہر نکلے اور جو کچھ تنگی لطافت سبکی اوسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب وہی عنایت فرمائی چونکہ اوسے دیدار کی حاجت تھی اور اوسکا سر چھوٹا
تھا پلکدار آنکھ کی گنجایش نہ تھی تو بے پلک کے دو نگینے پیدا کیے تاکہ اوسمین صورتین دکھائی دیں اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھ
پر پڑے اوسے صاف کرے اور صیقل آئینے کے مانند ہے اور مکھی کے پلک نہ تھی تو اوسکے عوض میں دو ہاتھ زیادہ پیدا کر دیئے تاکہ ہر وقت
اون دونوں ہاتھوں سے اون دونوں نگینوں کو صاف اور پاک کرتی رہتی ہے پھر دونوں ہاتھ ملا لیتی ہے تاکہ ہاتھ سے گرد جھڑ جاوے اور یہاں اسکو بیان کرنے
سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جاوے کہ حق سبحانہ تعالی کی عنایت اور مہربانی عام ہر آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہیں اسواسطے کہ ہر کیڑے مکوڑے
کو جو کچھ چاہیے تھا سب تمام و کمال عنایت فرمایا ہے حتی کہ مچھر کی بھی وہی صورت کی جو ہاتھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے
نہیں پیدا کیے ہیں ہر ایک کو اوسی کے واسطے پیدا کیا ہے جسطرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل کوئی وسیلہ اور قرابت
نہیں رکھتا تھا کہ اوسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اور چیزیں یہ وسیلہ نہیں رکھتی تھیں تو بخشش الٰہی اور اوسکے فیض نامتناہی کا دریا جیسا
اونمین بھی چیزیں ہیں اونمیں ایک تو ہے ایک چیونٹی ہے ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علی ہذا القیاس انہیں جو ناقص ہے اوسے
کامل پیدا کر دیا ہے جو کچھ پیدا ہوا ہے اون سب میں آدمی کا اشرف ہے تو خواہ نخواہ اکثر چیزیں اوسکی غذا ہیں لیکن وہی تجھے اور فقط دریا
میں ایسی بہت چیزیں ہیں جنمیں آدمی کا کچھ حصہ نہیں مگر اونکے ساتھ بھی خلقت ظاہری اور باطنی میں وہی عنایت اور مہربانی فرمائی ہے تماشا
اونکے ظاہر و باطن میں اتنے نقش و نگار بنائے ہیں کہ آدمی اوسکے سمجھنے سے عاجز آجاتے ہیں یہ جاننا اون علوم کے دریاؤں سے علاوہ رکھتا ہے
اکثر علما بھی جانتے ہیں اسکی تفصیل بیان کرنے میں طوالت ہے مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین برگزیدگان جناب الٰہی میں سے شمار
کرنا چاہیے تھی کہ سبکو اپنے واسطے ٹھہرالے اور جس چیز میں تجھے فائدہ نہیں ہے اوسے کہنے لگے کہ اسے کیوں پیدا کیا اسمیں کچھ بھی
حکمت نہیں ہے جب تجھے نے یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہیں پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان سکے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتوں سبکو
بھی تیرے واسطے نہیں پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے انمیں سے بعض کے سبب سے نفع ہے جسطرح مکھی کو تیرے واسطے نہیں پیدا کیا اگرچہ اوس سے
تیرا فائدہ ہے کیونکہ اوسے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ جس چیز میں بدبو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اوسے کھائے تاکہ بدبو کم ہو جائے اور قصائی کی
دکان کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے اگرچہ قصائی سے کیوں کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان کہ آفتاب میرے ہی واسطے نکلتا ہے ایسا ہے جیسے
مکھی کا یہ گمان کہ قصائی روز میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہے کہ وہ اوسکی دکان میں خون اور نجاست خوب چاٹکر کھاتی ہے اسیطرح قصائی اور تمام
کام کی طرف متوجہ رہتا ہے مکھی کے کام کا اوسے خیال بھی نہیں آتا اگرچہ قصائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہیں اسیطرح

آفتاب بھی اپنے طواف اور اپنی گردش میں جناب الٰہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ ہے تجھے یاد بھی نہیں کرتا اگرچہ اوسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہو جاتی
اور اوسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے حتی کہ روئیدگی جو تیری غذا ہے وہ اوگتی ہے تو جو چیزیں تجھسے علاقہ نہیں رکھتیں شکر کے معنی
بیان کرنے میں اوسکی خلقت کی حکمت بیان کرنا ہمارے کچھ کار آمد نہ آئیگا اور جو چیزیں تجھسے علاقہ رکھتی ہیں وہ بھی بہت ہیں سب نہیں بیان کر سکتے چند
مثالیں بیان کرتے ہیں ایک یہ کہ تیری آنکھ دو کاموں کے واسطے پیدا کی ہے ایک تو یہ کہ تو اس جہان میں اپنی حاجتوں کی راہ جانے دوسرے یہ کہ تو حق تعالے
کی عجیب صنعتوں کا نظارہ کرے اور اونکے سبب سے اوسکی عظمت پہچانے جب کسی نامحرم کو دیکھیگا تو آنکھ کی نعمت کا کفران کیا بلکہ
آنکھ کی نعمت آفتاب کے بغیر ناتمام ہے کیونکہ بے نور آفتاب کے تو نہیں دیکھتا اور زمین و آسمان بغیر آفتاب ممکن نہیں کیونکہ
رات دن آسمان کے سبب ظاہر ہوتے ہیں تو نامحرم کو دیکھنے سے آنکھ اور آفتاب کی نعمت کیا بلکہ آسمان زمین کی نعمت کا کفران ہے
اسی سبب سے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے زمین و آسمان اوسپر لعنت کرتے ہیں اور تجھے حق تعالی نے ہاتھ اسواسطے عنایت کیے ہیں
تاکہ تو اونکے ذریعہ سے اپنا کام راست و درست کرے کھانا کھاوے طہارت وغیرہ بجا لاوے جب ہاتھ سے تو گناہ کریگا تو کفران نعمت کیا اور مثلاً اگر داہنے ہاتھ سے استنجا کریگا اور
بائیں ہاتھ سے قرآن شریف لیگا تو بھی کفران نعمت کیا اسواسطے کہ حق تعالی کی حکمت و مرضی کا عدل سے تو باہر ہو گیا اسلیے کہ حق تعالی کو عدل منظور ہے اور عدل یہ ہے کہ شریف
شریف کام کیواسطے ہو اور حقیر حقیر کیواسطے اور دونوں ہاتھوں میں اکثر آدمیوں کا ایک ہاتھ زور آور ہے ایک ضعیف ہے اور تیرے کام دو قسم پر ہیں بعضے حقیر ہیں اور بعضے شریف ہیں
جو کام شریف ہو اوسکو داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے جو کام حقیر ہو اوسکو بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ عدل حاصل ہو ورنہ بہائم کی طرح حکمت اور عدل کو تو اوٹھا دیگا اور اگر قبلہ کیطرف
منہ کرکے تھوکیگا تو قبلہ اور چاروں طرف کی نعمت کا کفران کریگا کہ چاروں سمت برابر نہیں ہیں حق سبحانہ تعالی نے تیری ہی صلاح کے واسطے
ایک سمت کو بزرگ کیا ہے تاکہ عبادت میں تو اوسطرف منہ کرے اور وہ تیری تسلی و چین کا باعث ہو اوسطرف جو گھر بنایا اوسے اپنی طرف منسوب کیا
اور تیرے واسطے حقیر کام بھی ہیں جیسے پاخانہ جانا تھوکنا اور شریف کام بھی ہیں جیسے وضو کرنا نماز پڑھنا اگر سب کاموں کو برابر جانکر کریگا تو
بہائم کے مانند زندگی کی ہوگی اور نعمت عقل جو عدل و حکمت ظاہر ہونے کی جگہ ہے اوسکا حق اور نعمت قبلہ کا حق باطل کیا ہوگا اور اگر مثلاً
کسی درخت کی شاخ یا کلی بے حاجت کے توڑیگا تو ہاتھ اور درخت کی نعمت باطل کی ہوگی اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوس شاخ کو پیدا کیا
اور اوسمیں رگیں اور ریشے بنائے ہیں تاکہ وہ شاخ اپنی غذا اور اوسمیں غذا کھانے کی قوت اور اور قوتیں بھی کسی کام کو پیدا کی ہیں کہ جب وہ شاخ کمال کو پہونچتی
ہے تو اوس کام کی ہوتی ہے جب تو نے اوسکی راہ زنی کی تو ناشکرگزاری کی مگر جب تجھے اپنا کمال حاصل کرنیکو اوسکی حاجت ہو تو اوسکا کمال تیرے کمال
پر صدقے ہے اسواسطے کہ ناقص کا کامل پر تصدق ہو جانا بھی عدل ہے اور اگر دوسرے کی ملک میں سے توڑیگا تو گو کہ تجھے حاجت بھی ہو مگر
تو نے کفران نعمت کیا کیونکہ مالک کی حاجت تیری حاجت سے مقدم اور اولی ہے ہرچند کہ حقیقت میں کوئی چیز بندہ کی ملک نہیں ہے مگر دنیا
کی مثل ایسی ہے جیسے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور دنیا کی نعمتیں ایسی ہیں جیسے دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے اور خدا کے بندے گویا اوس
دسترخوان پر مہمان بیٹھے ہیں کہ اونمیں سے کوئی کچھ ملک نہیں رکھتا لیکن چونکہ ہر ایک لقمہ سبکو کفایت نہیں کرتا تو ایک مہمان نے
جو کچھ ہاتھ میں اوٹھا لیا یا منہ میں رکھ لیا تو وہ دوسرے مہمان کو نہیں پہونچتا کہ اوس سے چھین لے بندے بس اتنی ہی چیز کے مالک ہیں
اور جسطرح مہمانوں کو یہ نہیں پہونچتا کہ کھانا اوٹھا کر ایسی جگہ رکھدیں جہاں کسیکا ہاتھ نہ پہونچے اوسیطرح یہ امر بھی کسیکو لائق نہیں

ہے کہ دنیا کا مال اپنی حاجت سے زیادہ رکھ چھوڑے اور خزانے مین داخل کرے اور محتاجون کو نہ دے مگر ظاہری فتوی مین
یہ حکم نہین ہے اسواسطے کہ کسیکی حاجت معلوم نہین ہوتی اگر ہم یہ راز کھولدین تو ہر ایک دوسرے کا مال چھین لے اور کہے کہ اوسکو اسکی
حاجت نہین ہے تو یہ حکم بضرورت ہمنے چھوڑ دیا ہے لیکن حکمت کے برخلاف ہے اسیواسطے مال جمع کرنے کے بارے مین نہی آئی ہے
خصوصًا غلہ جمع کرنے کے باب مین کہ وہ خلق کی غذا ہے اور جو شخص اس نیت سے جمع کریگا کہ غلہ گران ہو لے تو مہنگا بیچون وہ خدا کی
لعنت مین گرفتار ہوگا بلکہ جو اوسکی سوداگری کرکے غلہ کو غلہ کے بدلے سود کے طور پر بیچے جیسے ڈیوڑھی وغیرہ لینے کی رسم ہے وہ ملعون
ہے اسواسطے کہ غلہ خلق کی غذا ہے جب اوسکی تجارت کرینگے تو وہ قید مین پڑجائیگا محتاجون کو جلدی نہ پہونچیگا سونے چاندی
مین بھی یہ امر حرام ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے دو حکمتون کے واسطے سونا چاندی پیدا کیا ہے ایک یہ کہ مال کی قیمت اوس سے
ظاہر ہوتی ہے اسواسطے کہ یہ کوئی نہین جانتا کہ ایک گھوڑا کئی غلامون کے عوض اور ایک غلام کے کپڑون کے بدلے بکیگا اور یہ
چیزین ایک کو دوسرے کے ہاتھہ بیچنا ضرور ہے تو ایسی چیز کی حاجت پڑی کہ سب چیزون کو اوسپر قیاس کرکے سمجھ لین اسیواسطے
سونا چاندی پیدا کیا تاکہ اوس حاکم کے مثل ہو جو ہر چیز کی مقدار ظاہر کر دیتا ہے جو شخص سونے چاندی کو خزانے مین رکھ چھوڑیگا
وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو قید کیا اور جو شخص سونے چاندی کا لوٹا کٹورا بناتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو
اوٹھا کر اور جولاہا بنا دیا کر اسکا حکم ہو اسواسطے کہ لوٹا اسواسطے ہوتا ہے کہ پانی کو محفوظ رکھے یہ کام مٹی اور تانبے سے بھی ہو سکتا ہے دوسری
حکمت یہ ہے کہ سونا چاندی خود کچھ غرض نہین لیکن اونکے سبب سے ہر چیز ہاتھہ آتی ہے اور سب لوگ اسکی رغبت کرتے ہین کیونکہ جو شخص سونا چاندی
رکھتا ہو وہ سب کچھ رکھتا ہے شاید کسی کے پاس کپڑا ہو اور غلہ کی حاجت رکھتا ہو اور جسکے پاس غلہ ہو اوسکو کپڑے کی حاجت نہو کپڑے کو
بدلے غلہ نہ بیچے اسواسطے حق تعالی نے سونے چاندی کو پیدا کیا اور ہر دل عزیز کر دیا تاکہ اوسکے سبب سے دنیا کے معاملے جاری ہین
اور سونا چاندی جو فی الحقیقت محتاج الیہ نہین ہے اوس سے حاجت کی سب چیزین حاصل ہون تو سبب اوسکے بدلے سونا چاندی کے
عوض چاندی لوگ نفع سے بیچنے لگین تو دونون ایک دوسرے سے اٹک کر قید مین پڑجائینگے اور کام نکلنے کا وسیلہ نہین رہیگا تو یہ گمان نکرنا
چاہیے کہ شرع مین کوئی چیز حکمت اور عقل سے باہر ہے بلکہ جو چیز ہے وہ جیسی چاہیے ویسی ہی ہے لیکن بعضی حکمتین ایسی باریک ہین کہ پیغمبرون کے
سوا کوئی نہین جانتا اور بعض حکمتین ایسی ہین کہ بڑے بڑے عالمون کے سوا کوئی نہین پہچانتا جس عالم نے تقلیدًا کام اختیار کیے ہون وہ
ناقص ہوتا ہے اور عوام الناس کے قریب قریب ہوتا ہے عالم جب یہ حکمتین پہچان جاتا ہے تو جس چیز کو وہ مکروہ جانتے ہین اوسی کو حرام جانتا ہے
حتی کہ ایک بزرگ زاہد ہوکے سے بایان پاؤن پہلے جوتی مین ڈالدیا گیہون کے کئی گٹھے اس خطا کے کفارے مین دیے کوئی حاجی اگر
کسی درخت کی شاخ توڑ لے یا قبلہ کیطرف تھوکے یا بائین ہاتھہ سے قرآن شریف لے تو اوسپر اسقدر ہم اعتراض نکرینگے جسقدر خاص
لوگون پر کرتے ہین عامی سے جو ایسی بے ادبی ہوتی ہے تو اوسکے ناقص ہونے کے سبب ہوتی ہے کیونکہ وہ بہائم کے قریب قریب
ہے ان باتون کی تمیز نہین رکھتا اسواسطے کہ اوسکا احوال حکمت سے اتنی دور ہوتا ہے کہ ان دقائق کو وہ کچھہ بھی نہین جانتا کیونکہ اگر جاہل
آدمی جمعہ کی اذان کے وقت کبھی آزاد کو بیچے تو اوسپر عتاب نکرینگے کہ اسوقت بیع مکروہ ہے اس لیے کہ آزاد کو بیچنے کا گناہ اسکا

کراہت کو چھپا لیگا اگر معاذ اللہ کوئی جاہل مسجد کی محراب مین قبلہ کی طرف بیٹھ کر کے قضاے حاجت کرے تو قبلہ کیطرف بیٹھ جو کی اس سبب سے
اوسپر عتاب کرنیکا محل نہین رہا اسواسطے کہ وہ گناہ بڑا ہے کہ یہ ذرہ سی خطا اوسمین پوشیدہ رہیگی اسواسطے عوام الناس کے ساتھ سہل انکاری
کیجاتی ہے اور ظاہری فتوی عوام ہی کے واسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی ان دقائق کا لحاظ رکھے تاکہ
عدل حکمت مین ملائکہ کے قریب ہوجاے ورنہ سہل کرے مین عوام الناس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہوجائیگا۔ **نعمت کی حقیقت**
کا بیان اے عزیز جانتو کہ جو چیز حق سبحانہ تعالی نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق مین چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت
دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خلق درحقیقت اس جہان مین یہی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہان مین نقصان کا سبب ہو
جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت مین بلا یہی ہے تیسری قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین راحت ہو اور اوس جہان مین رنج جیسے نعمت دنیا کی
کثرت اور آدمی کا اوس سے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے اسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پاجاے اور اوسمین زہر ملا ہوا گر احمق ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اوسے نعمت جانیگا اگر عقلمند ہوگا تو اوسے
بلا سمجھیگا چوتھی قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین رنج و اذیت ہو اور اوس جہان مین عیش و راحت ہو وہ ریاضت اور نفس و شہوت کی مخالفت
ہے عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ دنیا
اکثر اسباب ایسے ہوتے ہین انمین بعضے بعضی جگہ مین بعضے بعض مین ضرر سے زیادہ جسکی منفعت ہو وہی نعمت ہے یہ کیفیت لوگون کے حال کے ساتھ
بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدر کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق مین اوسکا نفع زائد از مضرت ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا کہ
ذرا سا مال بھی اوسے نقصان کرتا ہے کہ اسکے سبب سے اوسکی حرص زیادہ ہوجاتی ہے اگر کچھ بھی مال نہ رکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور
کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا کہ بہت مال بھی اوسے ضرر نہین کرتا حاجتمندون کو بقدر الحاجت دیسکتا ہے پس اسی سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک
چیز کا ایک آدمی کے حق مین نعمت ہونا اور اوسی چیز کا دوسرے کے حق مین بلا ہونا روا ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہین وہ تین
حال سے خالی نہین یا فی الحال خوش آتی ہے یا آیندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہے اور جس چیز کو بری جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آیندہ مضر
ہوگی یا فی نفسہ بری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتین پائی جائین خوش بھی آئے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے
مگر علم و حکمت اسکے مقابلہ مین جہل کمال درجہ بری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے برا بھی ہے اے عزیز جانتو کہ علم سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے مگر اوسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہو اور جہل فی الحال کھ دینے والا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہو اور
چاہے کہ جانون تو اوسوقت اپنی جاہلی کو دیکھ درد سے پیچ جاتا ہے اور جہل برا ہے مگر کھلی ہوئی برائی اوسمین نہین ہے لیکن برائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دل کی صورت
بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی برائی سے کبھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھ ضائع ہوجانے کے
خوف سے اونگلی کاٹ ڈالنا اور وہ چیز ایک جہت سے مفید ہوتی ہے ایک جہت سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے
کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینکدے **فصل** لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذتون کے
تین درجے ہین ایک وہ جو نہایت بدتر اور خسیس ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذت ہے اکثر خلق اسی لذت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول رہتی

اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسیواسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے برتر ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمین شریک ہین اور اس بات مین آدمی سے بڑھے ہوئے ہین اسواسطے کہ حیوانات کی خورش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکھی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذت مین آدمی کے شریک ہین جب کوئی اپنے تئین بالکل اسی لذت کے حوالہ کردے تو اوسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست اور دوسرون پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصہ غضب کی قوت ہے یہ اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بری چیز ہے کیونکہ اس بات مین بعضے حیوانات آدمی کے شریک ہین جیسے شیر چیتا انھین غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالی کی معرفت اور عجیب عجیب صنعتون کے پہچاننے کی لذت ہے یہ لذت بہت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہین ہوتی یہ ملایکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالی کی صفتون مین سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزون مین لذت ہے اسکو سوا اور کسی چیز مین لذت نہین وہ کامل ہے اور جسے ان چیزون مین کچھ بھی لذت نہین وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی دو قسمون کے ہوتے ہین بلکہ ان چیزون کی لذت بھی پاتے ہین اور اور چیزون کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذت مگر جس شخص پہ معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذت اوسمین پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجہ کمال سے نزدیکتر ہوتا ہے اور جسپر دوسری لذت غالب ہوتی ہے اور یہ تکلیف سے ہوتی ہے وہ اگر اس لذت کو غالب ہوجانے کی کوشش کرے تو درجہ نقصان سے نزدیکتر ہوتا ہے نیکیون کا پلہ بھاری ہوجانے کے یہی معنے ہین

نعمت کے سب اقسام اور درجات کا بیان ایعزیز جانو کہ نعمت حقیقی سعادت آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذات مطلوب ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہین یہ چار چیزین ہین ایک وہ بقا جسمین فنا کو دخل ہی نہو دوسری ایسی خوشی جسمے رنج سے کچھ لوث نہو تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جس مین فقر اور محتاجی کی گنجایش ہی نہو ان چارون چیزون کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جناب الٰہی کے جمال بیمثال کی لذت اسطرح مدام حاصل رہے کہ ملال اور زوال کو اوسمین دخل ہی نہ پاسکے نعمت حقیقی بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا مین نعمت جانتے ہین تو اسی واسطے جانتے ہین کہ وہ سعادت آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہ مطلوب نہین ہے اور پوری نعمت وہی ہے جس سے سعادت آخرت ڈھونڈہین اور کچھ نہین اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ ایکبار نہایت رنج اور سختی کے وقت آپنے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے اپنے تئین تسکین دین اور ایک مرتبہ نہایت خوشی کے وقت حج وداع مین کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپسے حج کے مسائل پوچھتے تھے جب آپ نے اس کمال دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا تا آپ کا دل حق منزل لذت دنیا کی طرف نگاہ نکرے ایک شخص نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت مین جائے اور جو نعمتین دنیا مین ہوتی ہین اونمین سے جو وسیلہ آخرت نہین ہے وہ حقیقت مین نعمت نہین ہے اور جو وسیلہ آخرت ہے وہ سولہ چیزین ہین چار دل مین چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنے مین چار جو دل مین ہین وہ علم مکاشفہ علم معاملہ عفت عدل ہے علم مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کو اور اوسکی صفتون کو اور اوسکے فرشتون اور رسولون کو پہچانے اور علم معاملہ وہ ہے جو اس کتاب مین ہمنے بیان کیا کہ راہ دین کی گھاٹیان ہین جیسا رکن مہلکات مین ہمنے بیان کیا اور زاد راہ ہے

۱۵ آخرت ہی کی عیش عیش ہے ۹۲ ای الہٰ مانگتا ہون مین تجھسے پوری نعمت ۱۲

جیسا کہ رکن عبادات اور معاملات میں مذکور ہوا اور منازل راہ ہیں جو اس رکن منجیات میں بیان ہو رہا ہے آدمی ان سب کو بخوبی جان لیوے
اور عفت یہ ہے کہ آدمی خواہش اور غصہ کی قوت کو توڑ کر پورا حسن خلق حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصہ کو درمیان سے بالکل اوٹھا
نہ دے کیونکہ یہ نقصان اور خسران ہے اور بالکل بے لگام بھی نہ کر دے کہ حد سے گزر جاویں اسواسطے کہ یہ طوفان اور طغیان ہے بلکہ راستی اور اعتدال کی
ترازو میں تولنا ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ یہ چاروں چیزیں تمام نہیں
ہوتیں مگر اون نعمتوں کے سبب سے جو بدن میں ہیں وہ چار قسمیں ہیں تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت
آخرت کی حاجت کچھ چھپی نہیں اسواسطے کہ علم و عمل اور خلق نیک اور وہ فضائل جو آدمی کے دل میں ہیں سمجھے گئے ہیں بے انکے تمام و کمال حاصل نہیں
ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک تو یہ کہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ و مال کے مثل ہے اور
جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورت میں کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتوں میں کام آتی ہے اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتیں نکلتی رہنا امور آخرت میں
خاطر جمعی کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرع آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہر کی خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے کیونکہ یہ ایک عنایتی
نور ہے کہ پیدا ہوتے ہی ساتھ ہی آدمی میں چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالی نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کر دیا تو باطن بھی نیک
اخلاق سے آراستہ کر دیتا ہے اسی سبب سے بزرگوں نے کہا ہے کہ ہر آدمی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خوبصورت لوگوں سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے
جب کہیں ایلچی بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہے جب نماز میں امامت کرنیوالے علم قرات قرآن اور
پرہیزگاری کی صفت میں برابر ہوں تو اون میں جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کے واسطے اولی تر ہے الغرض جاننا چاہیے کہ اس خوبصورتی سے وہ نہیں
مراد ہے جو شہوت بھڑکاتی ہے اسواسطے کہ وہ عورتوں کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت جسمیہ متناسب الاعضا ہو کہ لوگوں کے دیدہ و دل
اوس سے نفرت نکریں یہ جو قسمیں ہیں کچھ باہر کی ہیں اور بدن کی اونکی حاجت ہے وہ یہ ہیں مال و جاہ زن فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت
اسوجہ سے ہے کہ جو شخص نادار ہوگا تمام دن روزی کی تلاش میں مشغول رہیگا علم و عمل میں بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی
نعمت ہے اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ و منزلت نہیں رکھتا وہ لوگوں کی نظروں میں ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہے دشمنوں سے
امن نہیں رہتا مگر جاہ و مال کی زیادتی میں بہت سی آفتیں ہیں اسواسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو اوٹھے
اور تندرست اور امن ہو اور اوس دن کی قوت اوسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اوسکو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ و مال
کے مہیا نہیں ہو سکتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَى التَّقْوَى الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری میں کیا اچھا
مددگار ہے اور زن و فرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہیں کہ بیہودہ بہت شغلوں سے فراغت حاصل ہونیکا سبب ہوتی ہے اور شہوت سے خوف
کرتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور میں بڑی مددگار ہوتی ہے حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ نے جب پوچھا کیا کہ مال دنیا میں سے ہم کیا جمع کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت
مومنہ اور فرزند [illegible] کے مرنے کے بعد دعاے خیر کا باعث ہوتا ہے اور زندگی میں یار و مددگار رہتا ہے نیک اولاد مرد کے واسطے

ہاتھ پاؤں پر عیال کے مشکل ہوتی ہے کیونکہ اوس سے بہت کام نکلتے ہیں یہ بات بڑی نعمت ہے بشرطیکہ آدمی انکی آفت سے حذر کرتا رہے کہ انکے سبب سے تمام ہمت دنیا ہی کی طرف نہ مصروف کر دے اور شرافت نسب بھی نعمت ہے کیونکہ امامت نسب قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ فَإِنَّ الْعِرْقَ نَزَّاعٌ اِیَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنی پاکیزہ جگہ میں نطفہ بو اور گھور پر کے سبزہ سے اوس سے پرہیز کرو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھور کا سبزہ کیا چیز ہے فرمایا خوبصورت عورت جو کم ذات ہو اے عزیز جانتو کہ اس نسب سے دنیا کی سرداری مقصود نہیں ہے بلکہ دینی نسب مراد ہے جو صالح اور عالم لوگون سے ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک نعمت ہے آدمی میں اکثر اخلاق آبا اور اجداد سے سرایت کرتے ہیں جڑ کا اچھا ہونا شاخون کے اچھے ہونے پر دلیل ہوتا ہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَكَانَ اَبُوهُمَا صَالِحًا اور یہ چار نعمتیں جو ان بارہ نعمتوں کو جمع کرتی ہیں ہدایت رشد تائید تسدید ہے کہ ان سبکو توفیق کہتے ہیں سب توفیق سے کوئی نعمت نعمت ہی نہیں توفیق کے یہ معنی ہیں کہ قضاء الہی اور ارادہ عبد میں موافقت ہو جانا یہ بات خیر و شر دونون میں ہوتی ہے مگر بمقتضای عادت توفیق خاص اسی سے عبارت ہو گئی ہے کہ ارادہ بندہ قضاء الہی کے ساتھ کار خیر میں جمع ہو جاوے اور توفیق کی تکمیل چار چیزون سے ہوتی ہے ایک ہدایت کہ کوئی شخص اس سے مستغنی نہیں ہے کیونکہ اگر شخص سعادت آخرت کا طالب ہے اور اوسکی راہ نہ جانے تو بے راہی کو راہ سمجھے تو کیا فائدہ ہے بغیر ہدایت کے اسباب پیدا کرنا کچھ کام نہیں آتا اسواسطے حق تعالی نے دونون چیزون کے سبب سے احسان جتایا اور فرمایا رَبُّنَا الَّذِي اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى اور فرمایا وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى اے عزیز جانتو کہ اس ہدایت کے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی خیر و شر میں فرق کرے یہ درجہ سب عقلمندون کو حق تعالی نے عنایت فرمایا ہے بعضون کو عقل کے سبب سے بعضون کو پیغمبرون کی زبانی حق تعالی نے یہ جو فرمایا ہے وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ اوس سے یہی مراد ہے کہ ہمنے عقل کے ذریعہ سے خیر و شر کی راہ آدمی کو بتائی اور نیز حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى اس سے وہ ہدایت مراد ہے جو پیغمبر کی زبانی فرمائی جو شخص اس ہدایت سے محروم ہے وہ یا حسد اور تکبر کے سبب سے محروم ہے یا شغل دنیا کے سبب سے کہ انبیا اور علما کی بات نہیں سنتا اور نہ کوئی عقلمند یہ ہدایت پانے سے عاجز نہیں ہے دوسرا درجہ خاص ہدایت ہے جو مجاہدہ اور معاملہ میں تھوڑی تھوڑی حاصل ہوتی ہے اور حکمت کی راہ کھلتی جاتی ہے یہ ہدایت مجاہدہ کا نتیجہ ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی بندے جب ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں تو ہم اونہیں اپنی راہ ہدایت فرماتے ہیں یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ ہم خود بخود ہدایت کرتے ہیں اور یہ جو حق تعالی جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى اس سے بھی ہدایت خاص مراد ہے تیسرا درجہ خاص الخاص ہدایت ہے نبوت اور ولایت کے عالم میں یہ نور پیدا ہوتا ہے یہ ہدایت حق تعالی کی ذات کی طرف ہوتی ہے اوسکی اور کی طرف نہیں ہوتی یہ ہدایت اسطرح پر ہوتی ہے کہ عقل کی یہ مجال نہیں کہ خود بخود دیکھ پا جاتے یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدَى اوس سے بھی خاص الخاص ہدایت مقصود ہے کیونکہ ہدایت مطلق یہی ہے حق تعالی نے اس ہدایت کا حیات نام رکھا ہے اور فرمایا ہے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ اور رشد کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کو ہدایت سے جو راہ معلوم ہوئی ہے اوس پر چلنے کی خواہش پیدا ہو جیسا حق تعالی

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ جو لڑکا جوان ہوا اور جانے کہ اسطرح مال کی حفاظت کرتے ہین اور نہ کرے تو اوسے رشید نہین کہتے گو کہ حفاظت مال کی ہدایت پا چکا ہو اور تسدید کے یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے ہلائے تاکہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جاوے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت مین اور رشد کا نتیجہ خواہش اور ارادے مین اور تسدید کا مال قدرت اور آلات حرکت مین ہے اور تائید مدد غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیزی بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچتی ہے جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور عصمت اس سے بہت ہی قریب ہے عصمت یہ ہے کہ آدمی کے باطن مین گناہ اور شرک کی راہ سے باز رکھنے والا پیدا ہو جاوے اور وہ اوس باز رکھنے والے کو بخوبی نجانے کہ کہان سے آیا جیسا حق تعالی نے فرمایا وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ دنیا کی یہ نعمتین آخرت کی زاد راہ ہین ان نعمتون کو اور سببون کو اون سببون کو اور سببون کی حاجت ہے حتی کہ بندہ آخر کو اوس تک پہونچ جاتا ہے جو حیرت زدون کا رہنما اور رب الارباب اور مسبب الاسباب ہے سلسلۂ اسباب کی کڑیون کی تفصیل بہت طولانی ہے یہان اسیقدر بس ہے **شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان** الیعزیز جانتو کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک حق سبحانہ تعالی کی نعمتون کی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حق تعالی کی نعمتون کا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اوس نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا حق تعالی کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانا کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی ہین تاکہ آدمی اوسپر قیاس کر کے سمجھ لے کہ اوسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالی کی جو نعمت عام ہے آدمی اوسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اوسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوا ہی لطیف جسے دم لینے مین آدمی کھینچتا ہے۔ یہ روح حیوانی جسکا معدن دل ہے اوسکی مدد کرتی ہے اور دل کی گرمی کو معتدل کر دیتی ہے اگر ایک دم موقوف ہو تو آدمی ہلاک ہو جاوے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کنوین مین جاوے کہ اوسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کرے یا گرم حمام مین اوسے قید کرین کہ اوسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان مقید رہنے دین تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جبتک آشوب چشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اوس غلام کی ایسی ہے جسے جبتک مار نہ پڑے تب تک نہ مار پڑنے کی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پیٹین تو اوسمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالی کی نعمتون کو آدمی اپنے دل مین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوتی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی دار الشفا اور قید خانے مین اور قبرستان مین جایا کرے تاکہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اوس وقت شاید شکر الہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جاوے تو جان لے کہ یہ سب مردے ایکدن کے واسطے دوبارہ زندگی پانے کی آرزو مین ہین تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کر لین اور نہین پاتے اور یہ عجب زندہ ہے کہ اسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور اونکی قدر نہین جانتا اور جو عام نعمت ہے بندے اوسکا شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشم بینا اور مال کو اور جو نعمت اوسکے ساتھ خاص ہے اوسیکو نعمت جانتا ہے اوسکو جاننا چاہیے کہ یہ اوسکی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین

[حاشیہ:] ف ۱ ہر آئینہ دیا ہمنے ابراہیم کو رشد اوس کا پہلے سے ۱۲

[حاشیہ:] ف ۲ اور مدد کی ہمنے اوسکی روح القدس سے ۱۲

بھی بہت سی اوسے حاصل ہین اسواسطے کوئی شخص ایسا نہین جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسیکو عقل نہین اور میرے خلق کا سا
کسی مین خلق نہین اسی گمان کے سبب اوروں کو احمق اور بدخو جانتا ہے اور اپنے تئین نہین جانتا تو یہ گمان کر کے اپنی عقلمندی اور خوش خلقی
کا شکر کیا کرے اور اوروں کی عیب بینی مین نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہین جسمین عیب نہون کہ اون عیبون کو وہی شخص جانتا ہے
اور کوئی نہین جانتا کیونکہ حق تعالی نے اون عیبون پر پردہ ڈال رکھا ہی بلکہ آدمی کو خطرے اور خیال آتے ہین اگر وہی لوگون کو معلوم
ہوجائین تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ بات ہر ایک کے حق مین خاص نعمت ہی چاہیے کہ اسکا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اوسی نعمت کا دھیان رکھا کرے
جس سے محروم ہے کہ شکر سے بھی محروم رہے بلکہ اون نعمتون کو دیکھا کرے جو حق تعالی نے بلا استحقاق اوسے عنایت فرمائی ہین ایک
شخص کسی بزرگ کے پاس جا کر اپنی مفلسی کی شکایت کرنے لگا اون بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جائے اور
دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا کان اور ہاتھ پاون جا کر دس ہزار درم ملین اوسنے کہا نہین فرمایا بھلا عقل جا کر ملین
اوسنے عرض کیا نہین فرمایا پھر تیرے پاس پچاس ہزار درم کا مال تو موجود ہے تو شکایت کیون کرتا ہے بلکہ اے عزیز اگر تو اکثر لوگون سے
پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو نہ بدلین گے تو جب حق تعالی نے جو کچھ اونہین دیا ہے اکثر لوگون کو
نہین عنایت کیا ہے تو شکر کرنیکا محل ہے فصل اے عزیز جانو کہ مصیبت اور بلا مین بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے
سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہین جسمین کچھ بھلائی نہ ہو کہ تو اوسے نہین جانتا اور حق تعالی تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک بلا
مین ان پانچ قسمون سے ایک قسم کا شکر واجب ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے کام مین مصیبت ہو تو یہ شکر کرنا چاہیے کہ دین کے
کام مین نہین ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ چور میرے گھر مین آکر سب مال لیگئے فرمایا کہ اگر شیطان
تیرے دل مین گھس کر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی بلا اور بیماری ایسی نہین ہے جس سے سخت تر دوسری
نہ ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اس سے سخت تر بلا نہین آئی جو شخص ہزار لاٹھیان مارنے کے قابل ہو اگر اوسے سو لاٹھیان مارین
تو شکر کرنیکی جگہ ہے ایک صوفی رحمہ اللہ تعالی کے سر پر طشت بھرا راکھ کسی نے کوٹھے سے ڈالدی اونہون نے شکر کیا اور کہنے لگے کہ جو شخص
مین آگ کا مستحق تھا اور میرے اوپر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہین کہ آخرت پر اوٹھا
رہتی تو اوس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی مین مصیبت گئی اور عذاب آخرت سے چھٹنے کا سبب ہوئی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالی جسپر دنیا مین سختی کرلی اوسپر آخرت مین نکریگا کیونکہ بلا گناہون کا کفارہ
ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہوگیا تو عذاب کیا اسیطرح طبیب تجھکو کڑوی دوا پلاتا اور تیری فصد کھلواتا تو اگرچہ اسمین رنج ہوتا ہے
مگر شکر کرنیکا مقام ہے کہ بیماری کے بڑی رنج و عذاب سے چھوٹا چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت تو لوح محفوظ مین تیرے
واسطے لکھی تھی اور خواہ نخواہ پیش آنیوالی تھی جب آچکی تو شکر کرے شیخ ابو سعید قدس سرہ گدہے پر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگون
نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ نے یہ کیون کہا فرمایا اگر گدہے پر سے گرنے کی آفت کو مین ٹلا کر آیا یعنی اس بلا کا مجھپر آنا واجب تھا کیونکہ ازل مین
اسکا حکم ہوچکا تھا پانچوین قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کے سبب سے آخرت مین وہ ثواب حاصل ہوتا ہی جیسا احادیث مین آیا ہے

دوسرے یہ کہ سبب گناہون کی سردار دنیا کی الفت ہے کہ دنیا تیری بہشت ہوجاتی ہے اور جناب الٰہی مین جانا گویا تیرے نزدیک قید خانہ مین جانا ہوجاتا ہے جسے حق تعالی دنیا مین مبتلاے بلا کرتا ہے اوسکا دل دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور دنیا اوسکے نزدیک قید خانہ ہوجاتی ہے اور موت اوس قید خانے سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہین جو حق تعالی کی طرف سے تنبیہ اور تادیب نہو اگر لڑکے کو عقل ہوتی تو جب باپ اوسکا اوسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسطرح تم کھانے پینے کی پرہیز سے بیمار کی خبر گیری کرتے ہو ویسے حق تعالی مصیبت اور بلا سے اپنے دوستون کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ چور میرا مال لیگئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن نہ بیمار ہو اوس مین خیر نہین ہے حق تعالی جب بندے کو دوست رکھتا ہے تب ہی اوسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جنت مین بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ بندہ اپنی محنت اور کوشش سے وہان تک نہین پہونچ سکتا اور حق تعالی بلا مین گرفتار کرکے اوسے وہان پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق مین ہے اوس سے مین تعجب مین ہوں اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو بھی خوش راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خوش راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا مین صبر کرے اور نعمت مین شکر دونون مین اوسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا مین تندرستی و عافیت سے رہے وہ قیامت مین مصیبت زدون کے بڑے بڑے درجے دیکھکر چاہینگے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا مین قینچی سے کترا گیا ہوتا ایک پیغمبر علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب خدایا تو کافرون کو پہل پہل نعمت دیتا ہے اور مومنون پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے ارشاد ہوا کہ بندے اور نعمت اور بلا سب ہمارے ہی ملک ہین مومن کے گناہ دیکھکر مین چاہتا ہون کہ مرتے وقت گناہون سے پاک صاف ہو کہ میری حضور مین حاضر ہو اس جہان کی بلا سے اوسکے گناہون کا کفارہ کردیتا ہون اور کافر کی جو نیکیاں ہوتی ہین دنیا مین نعمت دیکر اونکا بدلا کردیتا ہون کہ جب میرے دربار مین حاضر ہو تو اوسکا کچھ حق باقی نہو تاکہ بخوبی اوسپر عذاب کرسکون جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ومن یعمل سوء یجز بہ یعنی جو برائی کریگا اوسکی جزا دیکھے گا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پائینگے آپنے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہین ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ نہایت مغموم ہوئے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر اونکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ مین نے زمین مین بیج بویا تھا اس دوسرے نے روند ڈالا اور ضائع کردیا دوسرے نے کہا تو نے شاہراہ مین بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائین راہ نہ تھی مین نے روند ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والون سے راہ خالی نہین رہتی شاہراہ مین کیون بیج بویا تھا اوسنے جواب دیا آپنے نہ سمجھا کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپنے ماتمی لباس کیون پہنا ہے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھکر کہا کہ بیٹا اگر تو پہلے جائے تاکہ میری ترازو مین ہو تو اسی مین اس امر سے بہت دوست رکھتا ہون کہ مین تیری ترازو مین ہون بیٹے نے عرض کیا کہ بابا جان جو بات آپ بہت دوست رکھتے ہین وہی مین بھی چاہتا ہون حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کو لوگون نے خبر دی کہ آپ کی بیٹی مر گئی

انا اللہ وانا الیہ راجعون سترہ ہزار کی خرچ کم ہوگیا ثواب الحمد ہوگیا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور کہا حق تعالی نے یون ہی فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی دونون بہا الا ماتم ایسم پسراللہ تعالی نے کہا ہے کہ قیامت کو دن چار شخص پنا ہی چار گروہ کو حق تعالی الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السلام سے غلامون کو حضرت عیسی علیہ السلام درویشون کو حضرت ایوب علیہ السلام سے اون لوگون کو جو بلا پر صابر رہے علم شکر کا اسیقدر بیان یہان کافی ہے واللہ علم

تیسری اصل خوف ورجا کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ خوف ورجا سالک کے واسطے دو بازو ون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچنا ہی اون کی زور سے اوڑکر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت اونچے اونچے کرارے جناب الہیت ہو سد راہ ہوتے ہین جب تک امید صادق نہو اور جناب الہی کے جمال بیمثال کی لذت ہو آنکھ پر نہ ہو تب تک اون کرارون کو سالک طے نہین کر سکتا اور شہوت نفسانی ہو دنیا کی اوپر بڑی غالب ہے فریب دینے والی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور اونکے پھندے بڑے پھانسنے والی اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف و ہراس دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی اون سے نہین بچ سکتا اسی سبب سے خوف ورجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مہار کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے بندہ آگے کھچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اوسکے باعث بندہ آگے بڑھتا ہے پہلا ہم رجا کا بیان کرتے ہین پہر خوف کا رجا کی فضیلت کا بیان ایعزیز جانو کہ خدا کی عبادت اوسکے فضل و کرم کی امید پر اوس عبادت سے بہتر ہو جو عذاب کے خوف سے ہو اسواسطے کہ امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ یعنی تم مین ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہو کر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین وہین ہون جہان ہو بندہ میرا گمان کرے میرے بندے سے کہدے کہ تو جو گمان چاہے میرے ساتھ رکھ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص سے اوسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اور اوسکی رحمت کا امیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جسکے دل مین یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالی اوسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اوسکی امید برلاتا ہی حق سبحانہ تعالی نے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہا اے یعقوب تو جانتا ہی کہ مین نے یوسف کو تجھسے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تو نے اپنے اور بیٹون سے کہا تھا واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اوسکو کہا جائے اور تم اوس سے غافل رہو اور تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجہسے کیون نہ امید رکھی یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دھیان نہ کیا شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے ناامید ہے فرمایا اے شخص ناامید نہو ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہے جناب محمد صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی بندے سے ارشاد کریگا کہ اورون کو گناہ کرتے دیکھکر تو نے

اصحاب سے کیون منہ کیا اگر حق تعالی اوسکی زبان کو توفیق دیگا اور وہ یون عرض کریگا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا
امیدوار رہا تو ارحم الراحمین اوسپر رحم فرمائیگا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ایکدن فرمایا کہ اے لوگو جو
کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جانو تو بہت رو و تھوڑا ہنسو صحرا مین جا کر سینہ کوبی کرکے نالہ وزاری کیا کرو پھر حضرت جبریل
امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ آپ میری بندون کو کیون ناامید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم
علیہ الصلوۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور لوگون کو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب امیدین دین حق سبحانہ تعالی نے حضرت
داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی مجھکو دوست کر داؤد نے عرض کیا
کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کر دون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم اونہین یاد دلا کہ اونھون نے نیکی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہین
دیکھا ہے کسی نے یحیی ابن اکثم رحمۃ اللہ تعالی کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھکو موقف سوال مین ٹھہرا کر ارشاد ہوا
فرمایا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے حتی کہ مجھپر بڑا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھکو تیری طرف سے
ایسی خبر نہین دی گئی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی گئی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھکو خبر دی تھی اور معمر نے زہری سے اور زہری نے
انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت نے جبریل علیہ السلام سے جبریل نے تجھسے کہ تو نے ارشاد فرمایا ہے
کہ مین اپنے بندے کیساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کچھ وہ مجھسے گمان اور امید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو مجھپر رحم کریگا ارشاد
ہوا جبریل نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا اے یحیی
جنت کی خوشخبری تجھے ہو اسکے بعد کرامت کا خلعت پہنایا اور لڑکے جنت کے خادم میرے آگے چلتے تھے پھر مجھے ایسی خوشی حاصل ہے کہ
کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا اور اونکے ساتھ سختی کیا
کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالی اوس سے کہیگا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے ناامید کرتا تھا اسیطرح آج مین اپنی رحمت
سے تجھکو ناامید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر کہیگا یا حنان یا منان حق سبحانہ تعالی جبریل
کو حکم فرمائیگا کہ جاؤ میرے اس بندے کو لے آؤ وہ لے آئینگے حق تعالی اوس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ
عرض کریگا کہ سب جگہون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لیجاؤ جب لیجائینگے تو وہ پھر پھر کر دیکھیگا حق تعالی ارشاد فرمائیگا
کہ تو کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجیگا
پس ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس امید کے سبب سے نجات پائیگا رجا کی حقیقت کا بیان بعضے جاہل لوگ
آئندہ مین بھلائی کی امید رکھنے کو رجا کہتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ الٹی امید رکھتے ہین یا غرور اور حماقت مین احمق لوگ
انہین فرق نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ یہ سب امید ہی اور رجا سے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈہ کر
نرم زمین مین بوئے اور اوس مین گھاس کانٹے سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا امیدوار ہو کہ اگر حق تعالی
آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اس آس کو امید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گلا بیج ہو یا سخت زمین مین پتھر اور زمین کو

کانٹون سے صاف نکرے یا بیج نہین ڈالے اور جمع کی امید رکھے تو اسے غرور اور حماقت کہتے ہین رجا نہین کہتے اور اگر مگر ابیج صاف ستھری زمین مین
بوئے لیکن سینچے نہین اور مینہ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہین برستا لیکن برسنا محال بھی نہین تو اسے آرزو اور تمنا کہتے ہین
اسیطرح جو شخص درست ایمان کا بیج سینے کے میدان مین بوتے اور سینہ کو اخلاق بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کر کرکے ایمان کے
درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتون سے بچائے اور مرتے دم تک یہ شخص یعنی ایمان ہی خبرگیر رہے اور ایمان سلامت
لیجائے تو اسے امید اور رجا کہتے ہین اسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ مین جو نیکی ممکن ہو اوسمین کچھ قصور نہ کرے اور خبرگیری نہ چھوڑ دے اسواسطے
کہ کھیت کی خبرگیری چھوڑ دینا نا امیدی کی نشانی ہے امید کی نشانی نہین ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑ اگلا ہو یعنی یقین کامل نہو یا یقین کامل ہو مگر اخلاق بد سے سینے کو
پاک نکرے اور عبادت سے پانی نہ دے تو رحمت کی آس لگانا حماقت ہے امید و رجا نہین جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ
مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ہَوَاہَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ یعنی وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا
امیدوار رہتا ہے بلکہ خود حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ہٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ
سَیُغْفَرُ لَنَا یعنی حق سبحانہ تعالیٰ اون لوگون کی مذمت کرتا ہے جنھین انبیا علیہم السلام کے بعد علم حاصل ہوا مگر دنیا کے ساتھ مشغول رہے
اور کہا کیے کہ ہم امید رکھتے ہین کہ حق تعالیٰ ہمپر رحمت کریگا پس جس چیز کے اسباب بندے کے اختیار سے علاقہ رکھتے ہین جبکہ اسباب
تمام کمال مہیا کرے تو اوس چیز کی چشمداشت رجا ہے اور جب اسباب ویران اور برباد ہون تو چشمداشت حماقت اور غرور ہے اور اگر نہ ویران
ہون نہ آباد تو اوس چیز کی چشمداشت آرزو ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَیْسَ الدِّیْنُ بِالتَّمَنِّیْ دین کا کام آرزو سے
راست نہین آتا تو جسنے توبہ کی اوسے قبول ہو جانے کی امید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی مگر اپنے گناہون کے سبب ملول و رنجیدہ
رہا اور امیدوار ہے کہ خدا مجھے توبہ نصیب کریگا تو یہ رجا ہے اسواسطے کہ اوسکا ملول رہنا توبہ نصیب ہونے کا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہین رہتا
اور پھر توبہ کی امید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے علی ہذا القیاس اگر بے توبہ کیے مغفرت کی امید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور او حماقت ہے اگرچہ
احمق لوگون نے اسکا بھی امید نام رکھا ہے حالانکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجٰہَدُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر مین چھوڑ کر مسافرت
اختیار کی اور کافرون کے ساتھ جہاد کیا اونھین ہی رحمت کی امید رکھنا بجا ہے یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اس سے زیادہ کوئی
حماقت نہین کہ آدمی دوزخ کا تخم بوتا رہے اور جنت کی امید رکھے نیکون کا مقام ڈھونڈھتا ہے اور گنہگارون کے کام کرے بغیر نیک کام کیے
ہوے ثواب ڈھونڈھتا ہے ایک شخص تھا لوگ اوسے زید الخیل کہا کرتے تھے وہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا
اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین آپ سے یہ پوچھنے حاضر ہوا ہون کہ اسکی کیا علامت ہے کہ حق تعالیٰ اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے
اور اوس شخص کے ساتھ بھلائی نہین چاہتا آپ نے فرمایا کہ ہر روز تو جو اوٹھتا ہے تیرا کیا حال ہوتا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا حال یہ ہوتا ہے
کہ نیک کامون اور نیک لوگون کو دوست رکھتا ہون اگر کوئی نیک کام پیش آتا جلدی سے کر لیتا ہون اور اوسکے ثواب کو یقین جانتا ہون
اگر نیکی فوت ہو جاتی ہے تو غمگین ہوتا ہون اور اوسکا آرزومند رہتا ہون فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالیٰ نے تیرے

ساتھ بھلائی چاہی اگر برائی چاہتا تو تجھے اوسی مین مشغول کرتا پھر اسکی کچھ پروا نہ کرتا کہ دوزخ کے کس وادی مین تجھے ہلاک کرے رجا حاصل
کرنیکی تدبیر کا بیان الغرض جانو کہ دو بیمارون کے سوا اور کسیکو اس دوا کی حاجت نہین ایک وہ بیمار جو کثرت گناہ کے سبب سے ناامید ہو کر توبہ
نہین کرتا اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی دوسرا وہ جو ریاضت اور عبادت کی کثرت سے اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے اور اپنی طاقت
سے زیادہ رنج و محنت اوٹھاتا ہے ان دونون بیمارون کو البتہ اس دوا کی حاجت ہے غافلون کے حق مین یہ دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے اور
دو سبب سے امید غالب ہو جاتی ہے ایک یہ کہ آدمی عبرت لے دنیا کے عجائبات اور نباتات حیوانات انواع نعمات کی خلقت مین غور و تامل کرے
جیسا کہ شکر کے بیان مین ہم کہہ آئے ہین تا کہ حق تعالی کی ایسی ایسی رحمت اور عنایت اور مہربانی نظر آوے کہ اوس سے بڑھکر ہو ہی نہین سکتی
اسواسطے کہ آدمی اپنی ذات مین نظر کرے کہ جو کچھ اوسے چاہیے تھا اسے کس خوبصورتی سے حق تعالی نے پیدا کیا جس چیز کی آدمی کو ضرورت
تھی جیسے سر اور دل یا فقط حاجت تھی ضرورت نہ تھی جیسے ہاتھ پاون یا نہ ضرورت تھی نہ حاجت تھی اون چیزون کے سبب سے آدمی کی فقط
زیب و زینت تھی جیسے لبون کی سرخی بھوون کا خم آنکھون کی سیاہی پلکون کا سیدھا پن یہ چیزین کیا کیا خوب پیدا کی ہین اور سب حیوانات کو
رحمت فرمائی ہے حتی کہ مکھی کی خلقت مین کیا پاکیزہ صنعت کی ہے نقش کیا خوب بنائی صورت کیسی مناسب دی ہے پھر صنعت سکھائی
کہ اوسے اپنا گھر بنانے کی راہ بتائی کیا خوب گھر بناتی ہے کس انداز سے اوس مین شہد جمع کرتی ہے اپنی بادشاہ کی کیسی اطاعت کرتی ہے اور
بادشاہ اونہین کیا خوب سیاست کرتا ہے جو شخص ایسے عجائبات مین جو اوسکے ظاہر و باطن مین اور تمام مخلوقات مین ہین غور و تامل کرے
تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ ارحم الراحمین کی رحمت مین مایوسی اور غلبہ خوف کی گنجائش ہی نہین بلکہ چاہیے کہ خوف و رجا دونون برابر ہین اگر رجا
غالب ہو جاوے تو بجا ہے پھر خدا کی رحمت اور مہربانی جو بندون کے شامل حال ہے وہ نہایت ہے حتی کہ ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ
قرآن شریف مین آیت مداینت سے زیادہ کوئی آیت امید دینے والی اور تسلی بخش نہین ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین یہ ایک لمبی
آیت بھیجی ہے تا کہ جب ہم کسیکو قرض دین تو وہ ہمارا مال حفاظت سے رکھے ضائع نہ ہونے دے پھر ایسی عنایت ہی عنایت کے ساتھ ہم گنہگارون
کی بخشش مین کیا کمی کریگا کہ ہم سب دوزخ مین جائین رجا حاصل کرنے کے واسطے یہ ایک بہت بڑا علاج ہے اسکی منفعت بے نہایت ہے
مگر ہر ایک اس درجہ کو نہین پہونچتا دوسرا سبب یہ ہے کہ جو آیات اور احادیث رجا کے باب مین آتی ہین اونہین آدمی غور و تامل کرے یہ آیتین اور
حدیثین حد سے زیادہ ہین جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی تم کوئی رحمت سے
ناامید نہو اور فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ فرشتے تم لوگون کی آمرزش چاہتے ہین اور ارشاد کیا ہے ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ
یعنی دوزخ اسواسطے ہے کہ کفار کو اوس مین ڈالے اور مسلمانون کو اوس سے ڈراتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بخشش چاہتے
کبھی سودہ نہین ہوئے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ اور جب آیت نازل ہوئی وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ
رَبُّكَ فَتَرْضٰى تو جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ جب تک میری امت کا ایک گنہگار بھی دوزخ مین رہیگا
تب تک مین راضی نہونگا اور اسطرح کی بہت سی آیتین ہین اور حدیثین یہ ہین کہ جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
کہ میری امت امت مرحومہ ہے اسکا عذاب دنیا ہی مین فتنہ اور زلزلہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کے ہاتھ مین ایک

۵۷ یعنی یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین آخر تک ۱۲

کافر کو دیکر کہینگے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تپ دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بارخدایا میری امت کا حساب میرے ساتھ کرتا کہ کوئی امت اوسکی برابر نہ دکھائی دے ارشاد ہوا
کہ اے محمد یہ لوگ تمہاری امت ہین اور میرے بندے ہین مین انپر سب سے زیادہ رحیم ہون نہین چاہتا کہ کوئی کسی امت کو انکے برابر دیکھے نہ تم نہ
اور کوئی آور فرمایا ہے کہ میری زندگی بھی تمہاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمہاری بھلائی ہے مین اگر زندہ ہون تو تمہین شریعت سکھاتا ہون
اگر مرجاؤنگا تو تمہارے اعمال مجھپر عرض کیے جاینگے اونمین جو نیک عمل ہونگے اونپر حمد وشکر کرونگا جو برے ہونگے اونکی آمرزش چاہونگا
ایکدن جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا یا کریم العفو حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہین اسکے کیا معنی ہین یہ معنی ہین
کہ خداوند کریم برائی کو عفو کرتا ہے اور نیکی کے ساتھ بدل دیتا ہے آور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کرکے استغفار
کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اوسکا کوئی مالک ہے کہ گناہ کے سبب سے
پکڑیگا اور بخشدیگا تمہین مین نے گواہ کیا کہ مین نے اوسے بخشدیا اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتی کہ
آسمان بھر جاتے اور پھر امیدوار ہوکر استغفار کرتا ہے تو بھی مین اوسے بخشدیتا ہون اور اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو مین بھی اوسکے واسطے
زمین بھر رحمت رکھتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کے نام پر گناہ نہین لکھتا جبتک چھ ساعت
نہ گذرجائین اس عرصہ مین اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز لکھتا ہی نہین اور اگر توبہ نکرے کوئی طاعت کرے تو داہنے ہاتھ کا
فرشتہ دوسرے فرشتے سے کہتا ہے کہ تو اوس گناہ کو اسکے نامۂ اعمال سے حذف کردے تاکہ مین بھی اسکے عوض ایک نیکی نہ لکھون اور ہر نیکی جو چند
ہوتی ہے تو جسمے نیکی اوس گنہگار کے واسطے باقی رہجاتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو اوسکے
نام پر لکھ لیتے ہین ایک اعرابی نے عرض کیا کہ اگر بندہ توبہ کرے آپنے فرمایا تو محو کردیتے ہین عرض کیا کہ اگر پھر گناہ کرے فرمایا اوسی لکھ لینگے
عرض کیا کہ اگر توبہ کرے فرمایا تو مٹا دینگے عرض کیا کب تک یہ صورت رہیگی فرمایا جب تک بندہ استغفار کیے جاتے جب تک بندہ استغفار
سے ملول نہین ہوتا تب تک غفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہین ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل ازین کہ بندہ نیکی کرے فرشتہ
نیکی لکھ لیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیان لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے
تو فرشتہ نہین لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفو خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا رحمت مین عرض کیا کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون اور پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اس سے زیادہ
عبادت نہین کرتا زکوۃ اور حج میرے اوپر فرض ہی نہین اسواسطے کہ مین مالدار نہین ہون یا رسول اللہ فردای قیامت کو مین کہان ہونگا
آپنے ہنسکر فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا بشرطیکہ کپٹ اور حسد سے دلکو محفوظ رکھے اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچاتے رکھے
اور نامحرم کیطرف دیکھنے سے اور خلق خدا کی طرف نظر حقارت کرنے سے آنکھ کو نگاہ رکھے تو تو میرے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا
مین اپنی اس ہتھیلی پر جیسے عزیز رکھونگا ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فردای قیامت
کو خلق کا حساب کون کریگا آپنے فرمایا حق تعالی اوسنے عرض کیا کہ حق تعالی خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہان اعرابی ہنس پڑا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی تو ہنستا ہے اوسنے عرض کیا کہ ہان مین اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہے تو قصور
معاف فرماتا ہے اور جب حساب لیتا ہے تو آسانی کردیتا ہے آپ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالیٰ
سے زیادہ کریم نہین پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہے پھر فرمایا کہ حق تعالی نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اوسے مسمار
کرڈالے اور پتھر کو پتھر سے جدا کرکے جلا دے تو اوسکا گناہ اتنا بڑا نہین ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہے اعرابی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہین سنا کہ حق تعالی فرماتا ہے
اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے
تاکہ وہ مجھسے فائدہ اوٹھائین اسواسطے نہین پیدا کیا کہ مین اونسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق کو پیدا کرنے کے
قبل اپنے اوپر لکھ لیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور جسکا آخر
کلمہ یہ ہوگا آتش دوزخ اوسکو دیکھیگی بھی نہین اور جو شخص بے شرک اوس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر
تم لوگ گناہ نکرو تو حق تعالی اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تاکہ حق تعالی و نہین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ہے
مادر مشفقہ جسقدر اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ارحم الراحمین اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن غفور
ایسی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نہ گذری ہوگی کہ ابلیس رحمت کی امید پر گردن اوٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی
کی رحمتین ہین ننانوے قیامت کے واسطے رکھ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت سے زیادہ نہین ظاہر کی اوسی ایک رحمت
کی بدولت سب دل رحیم ہین حتی کہ مان کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچہ پر اوسی ایک رحمت سے ہے اور قیامت کے دن اس
رحمت کو بھی اون ننانوے رحمتون کے ساتھ اکٹھا کرکے خلق پر پھیلائیگا ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی طبقون کے
برابر ہوگی اوسدن کوئی ہلاک اور تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک اور تباہ ہوچکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین جو اہل کبائر
ہین اونکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھ چھوڑی ہے تم سمجھے ہوگے کہ مطیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہے ایسا نہین
بلکہ گنہگارون اور بدکارون کے واسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالینگے
حق تعالی اونسے فرمائیگا تمنے جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہین کرتا اور فرمائیگا کہ انھین پھر دوزخ
مین لیجاؤ ایک زنجیر مین پھنسے ہوئے جلدی جلدی چلیگا اور دوسرا ٹھہر ٹھہر کر حق تعالی دونون کو پھر بلاکر پوچھیگا کہ تمنے کیون ایسا
کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض کریگا کہ بار خدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیل حکم مین قصور کرہی
نہین سکتا اور دوسرا عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو پھر
نہ بھیجیگا اس دریای رحمت موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجدیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین
نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے امت محمد مین نے اپنا حق تمھین چھوڑ دیا تمھارے حقوق ایک دوسرے پر باقی
رہگئے تم اونھین آپس مین معاف کرکے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن

خلائق کے سامنے حاضر کرکے گناہوں کے ننانوے مکتوب دفتر اسکے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہاں تک نگاہ کام کرے
وہی مکتوب نظر آوے پھر حق تعالی فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہوں میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے میں فرشتون نے
کچھ ظلم اور زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہین
اور یقین کریگا کہ اب دوزخ میں جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیرا ایک نیکی ہے میں تجھپر ظلم نہ کرونگا پھر ایک پرچہ لائینگے
اوس میں لکھا ہوا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے اتنے بڑے
ننانوے مکتوبوں کو مقابلہ میں کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ اے بندے میں تجھپر ظلم نہیں کرتا اون سب مکتوبوں کو ایک پلہ میں رکھینگے اور
اوس پرچہ کو دوسرے پلہ میں وہ پرچہ سب کو سبک کرکے خود سب سے گران ہوجائیگا اسواسطے کہ حق تعالی کی توحید کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں
ٹھہر سکتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی فرشتون سے فرمائیگا کہ جسکے دل میں ایک مثقال خیر ہو اوسے دوزخ
سے نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نہین باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے
دل میں نصف مثقال خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ یہ بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی شخص دوزخ
میں نہین باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل میں ایک ذرہ خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ
میں ایسا کوئی نہین باقی رہا جسکے دل میں ذرہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبروں کی شفاعت فرشتون کی شفاعت مسلمانون کی شفاعت
سب ہو چکی اور مقبول بھی ہوتی اب میری رحمت کاملہ کے سوا اور کچھ نہین باقی بس دست رحمت بڑھا کر ایسے لوگون کو مٹھی بھر نکالیگا جنہون
نے ہرگز ذرہ برابر بھی نیکی نکی ہو وہ سب جلکر کوئلے کیطرح سیاہ ہوگئے ہونگے اونہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں جسے نہر الحیوۃ
کہتے ہیں ڈالدینگے پھر وہ وہان سے اسطرح پاک صاف ہوکر باہر نکلینگے جسطرح سیلاب سے سبزہ نکلتا ہے اور گوہر تابان کے سے انکی گردنوں کے
گلے میں ہونگے اہل بہشت سبھوں کو پہچانینگے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالی کے آزاد کیے ہوئے ہیں کہ انہوں نے ہرگز کچھ نیکی نہیں کی پھر ارشاد
کریگا کہ تم بہشت میں جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمہارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے ہمارے تئیں وہ کچھ عنایت فرمایا
جو عالم بھر میں کسیکو نہیں مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمہارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الراحمین
اس سے بہتر اور کیا ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ میں تمسے ایسا خوش ہوں کہ کبھی ناخوش نہوں یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں
میں مذکور ہے حضرت عمر ابن حزم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تین دن غائب
رہے نماز فرض کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لاتے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھسے وعدہ کیا ہے
کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائینگے میں ان تین دن کے عرصے میں اور زیادہ چاہتا تھا میں نے حق تعالی کو بڑا
کریم پایا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور مجھے مرحمت فرمائے میں نے عرض کیا کہ بار خدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد
ہوا کہ اعرابیوں کو ملاکر یہ عدد پورے کرلینا روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی میں اسیر کرکے قید میں رکھا تھا ایک دن بڑی
شدت کی دہوپ تھی خیمہ سے ایک عورت کی آنکھ اوس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہوکر دوڑی خیمے کے اور لوگ بھی اوس عورت کے پیچھے

دوڑے حتی کہ اوس عورت نے اوس لڑکے کو اوٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور اپنا سایہ اوسپر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اور کہنے لگی کہ یہ میرا بیٹا ہے لوگون نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اوس عورت کی شفقت بغایت دیکھکر متحیر ہوے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصہ آپسے عرض کیا آپ اوس عورت کی شفقت اور اون لوگون کی گریہ وزاری سے خوش ہوے اور فرمایا کہ تم لوگون کو اس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کیا ہان یا رسول فرمایا جتنی یہ عورت اپنے بیٹے پر رحیم ہے اوس سے زیادہ ارحم الراحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہوگئے ایسی خوشی مسلمانون کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور پانی برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بار خدایا مجھے گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نکرون خانہ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے بھی یہی چاہتے ہین اگر سبکو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کسپر ظاہر کرون اے عزیز جانتو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس شخص پر خوف غالب ہوا اوسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہوا اوسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے ساتھ یہ بات بھی معلوم ہے کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلیگا اور اگر بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جاے جب ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہوسکے کوشش کرکے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہو جاے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے اگر دنیا کی سب لذتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کردے تو بجا ہے غرضکہ خوف ورجا برابر ہونا چاہیے جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردای قیامت کو ندا کرینگے کہ جنت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا نہ جائیگا تو مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائیگا تو مین ڈرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون **خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان** اے عزیز جانتو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اوسکی فضیلت اوسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اوسکا سبب ہے جیسا کہ اسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَاْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ اور پاکدامنی اور ورع وتقوی خوف کے ثمرات ہین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ بغیر ترک شہوات اور بغیر اوسپر صبر کیے ہوے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا آتش خوف شہوات کو جلا کر شکستہ کردیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت علم رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا ہُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلَّذِیْنَ ہُمْ لِرَبِّہِمْ یَرْہَبُوْنَ اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ اور تقوی جو خوف کا ثمرہ ہے اوسے حق تعالی نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جسدن میدان قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے انہین حکم کریگا کہ سب دور ونزدیک سُن لینگے اور فرمائیگا کہ اے لوگو جسدن سے مین نے تمھین پیدا کیا اوسدن سے آج تک مین نے تمھاری باتین سنین اب آج تم میری

بات کان لگا کر سنو کہ تمھارے اعمال تمھارے سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تمنے مقرر کیا اور ایک نسب مینے ٹھہرایا تمنے اپنے مقرر کیے ہوئے نسب کو بالا کیا اور میرے ٹھہرائے ہوئے نسب کو دیا رکھا مینے کہا تھا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰکُمۡ یعنی تم مین سب سے بزرگ تر وہ ہے جو بہت پرہیزگار ہے اور تمنے کہا کہ بزرگتر وہ ہے جو فلان ابن فلان ہے آج مین اپنے مقرر کیے ہوئے نسب کو بالا کرتا ہون اور تمھارے ٹھہرائے ہوئے نسب کو پست کیے دیتا ہون اَیۡنَ الۡمُتَّقُوۡنَ کہان ہین پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استادہ کرکے آگے آگے لیجائینگے اور پرہیزگار لوگ اوسکے پیچھے پیچھے چلینگے حتی کہ سب پرہیزگار بیحساب بہشت مین داخل ہو جائینگے اسی سبب سے ڈرنے والون کا ثواب دونا ہے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ دو خوف اور دو امن ایک بندے مین مین نہین جمع کرتا اگر دنیا مین بندہ مجھسے ڈریگا تو آخرت مین اوسے بیخوف رکھونگا اور اگر دنیا مین بیخوف رہیگا تو آخرت مین اوسے خوف مین رکھونگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اوس سے سب چیزین ڈرتی ہین اور جو خدا سے نہین ڈرتا اوسے خدا سب چیزون سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم مین پکا عقلمند وہ ہے جو تم مین سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اوسکے منہ پر آجائے اوسکے منہ پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا کے خوف سے بندے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین اور وہ اندیشہ کرتا ہے تو اوسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا وہ آتش دوزخ مین نہ جلایا جائیگا جسطرح جو دودھ پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان مین نہین جاتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے کوئی شخص بیحساب جنت مین جائیگا آپنے فرمایا ہان جو شخص اپنے گناہ یاد کرکے رویگا وہ بیحساب جنت مین داخل ہوئیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوف خدا سے نکلا یا خون کا قطرہ راہ خدا مین گرے اوس سے زیادہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہین اور فرماتا ہے کہ سات آدمی خدا کے سائے مین ہین کہ اونمین سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی مین خدا کو یاد کرے اور اوسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سراپا موعظت مین مین حاضر تھا آپ ہم لوگون کو نصیحتین فرما رہے تھے دلون پر خوف غالب ہوا آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے پھر مین گھبرایا میری اہلیہ مجھسے باتین کرنے لگی مین دنیا کی باتون مین پڑ گیا پھر مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اور اپنا رونا یاد آیا مین باہر نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہو گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میرے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ منافق نہین ہوا مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہو گیا آپنے فرمایا کَلَّا لَمۡ یُنَافِقۡ حَنۡظَلَةُ پھر مینے یہ حال عرض کیا فرمایا اے حنظلہ جس حال پر تم میرے سامنے رہتے ہو اگر اوسی حال پر رہو تو فرشتے راہون اور گھرون مین تمسے مصافحہ کیا کرین لیکن اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگون کے اقوال ہین حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ مجھپر خوف غالب ہوا ہو اور اوسیدن حکمت اور عبرت کا دروازہ میرے دل پر نکھلا ہو حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ خوف عمرت اور امید

ف۔ ہرگز نہین منافق ہوا حنظلہ

سکے درمیان ہین مسلمان کا گناہ اسطرح ہوتا ہی جیسے دو شیرون مین ایک روباہ آوے اون ہی نے یہ بھی کہا ہی کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا مفلسی سے ڈرتا ہے تو بیشک جنتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فردای قیامت کو کون شخص بہت امن مین ہیگا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے بارے مین آپ کیا کہتے ہین جو ہمکو اتنا ڈراتے ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوے جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین ڈراتے ہین اور فردای قیامت کو بیخوف رہو یہ اس سے بہتر ہی کہ آج ایسے لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین بیخوف رکھین اور فردای قیامت کو مبتلای خوف ہو جاؤ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ جو قرآن شریف مین ہی وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپنے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہی کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نہ قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسو منہ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتش دوزخ مین نہین جلتا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ روؤ اگر نہ رو سکو تو تکلف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرے پر آجاتین اس امر کو مین ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** ایعزیز جانتو کہ خوف دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہی وہ ایک آگ ہی کہ دلمین ظاہر ہوتی ہے اوسکا سبب بھی ہے ثمرہ بھی اوسکا علم و معرفت ہی آدمی جب خطر کار آخرت دیکھتا ہے اور اپنی ہلاکت اور تباہی کے اسباب حاضر اور غالب دیکھتا ہی تو خواہ نخواہ یہ آگ اوسکی جان کے درمیان پیدا ہو جاتی ہی اور یہ صفت دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہی کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور غلطیون کو اور عبادت کی آفتون اور اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور ان تقصیرون کے ساتھہ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اس آدمی کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ سی بہت خلعت اور نعمت پا رہا ہو پھر اوسکی حرم سرا اور خزانے مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جانے کہ بادشاہ اوسے خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہی اور کسیکو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور شفیع جانے اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنے کام کا خطر دیکھیگا تو خواہ نخواہ اوس شخص کے دل مین خوف کی آگ پیدا ہو جاتیگی دوسری معرفت یہ ہی کہ اس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتش خوف نہ پیدا ہو بلکہ اوسکی قدرت اور بیباکی کی وجہ سی پیدا ہو کہ یہ شخص اوس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کے جنگل مین پھنس جاوے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا اس سبب سی ڈریگا کہ شیر کی صفت جانتا ہی کہ اوس شخص کا ہلاک کر ڈالنا شیر کا مقتضای طبع ہے اور اوس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین رکھتا یہ خوف تمامتر اور فاضلتر ہوتا ہی اور جس شخص نے حق تعالی کی صفتون کو پہچانا اور اوسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اوسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہوگی اور جس صفت کو رقت اور شفقت کہتے ہین اوسکی حقیقت سے اوسکی ذات منزہ ہے جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہی گو کہ وہ

یہ جانتے ہیں کہ ہم گناہوں سے معصوم ہیں جو شخص زیادہ عارف خدا ہوتا ہے وہ زیادہ ڈرتا بھی ہے اسی واسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے
فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ عارف ہوں اور تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اسی واسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے انما یخشی اللہ
من عبادہ العلمٰٓؤا اور جو شخص خدا سے جاہل ہوتا ہے وہ بے خوف ہوتا ہے حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے
داؤد مجھ سے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا ثمرہ دل اور بدن اور جوارح میں ہوتا ہے
دل میں یہ ہوتا ہے کہ دل میں دنیا کی خواہشیں بری معلوم ہوں اور خواہشوں کی کچھ پروا نہ ہو اسواسطے کہ اگر کسیکو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے
وہ جب شیر کے چنگل میں پھنس جاتا ہے یا بادشاہ قاہر کے قید خانے میں قید ہو جاتا ہے تو اوسے اوس خواہش کی کچھ پروا نہیں رہتی بلکہ خوف
میں دل کا حال بالکل خشوع وخضوع اور خواری وخاکساری ہوجاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہوجاتا ہے نہ تکبر رہتا ہے
نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن میں خوف کا ثمرہ شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح میں خوف کا ثمرہ یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے
پاک رکھنا اور عبادت میں باادب رکھنا اور خوف کے سبب سے متفاوت ہوتے ہیں خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اوسکا نام عفت ہے اگر حرام سے
باز رکھے تو اسکا نام ورع ہے اگر شبہوں سے یا ایسے حلال سے جسمیں حرام کا شبہہ ہو باز رکھے تو اوسکا نام تقویٰ ہے اگر زاد راہ کے سوا ہر چیز سے
باز رکھے تو اسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقویٰ کے ماتحت ہیں اور یہ سب صدق کے نیچے ہیں اور یہ حالت جو آنسو نکال دیتی ہے اور آدمی آنسو
پونچھکر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہکر پھر غفلت میں پڑ جاتا ہے اسے زنانی رقت کہتے ہیں یہ خوف نہیں اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے
اوس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین میں کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہیں کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکر چپ
ہو رہے بلکہ اوسے اپنی آستین سے گرا دیگا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگوں نے پوچھا کہ بندہ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ
جو اپنی تئیں اوس بیمار کیطرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشوں سے حذر کرتا ہے درجات خوف الغرض جاننا چاہیے کہ خوف کے
تین درجے ہیں ضعیف قوی معتدل انمیں معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتوں کی رقت قوی وہ ہے جو حد سے
ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونوں مذموم ہیں اسواسطے کہ خوف میں فی نفسہ کچھ کمال نہیں ہے خوف توحید اور معرفت اور
محبت کی مثل نہیں ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات میں خوف کا ہونا درست نہیں بلکہ جہل اور عجز کے خوف ہوتا ہے نہیں اسواسطے
کہ جب تک عاقبت نامعلوم ہوگی اور خطرے سے حذر کرنے میں عجز ہوگا تب تک خوف بھی ہوگا گویا غافلوں کے حق میں البتہ خوف کمال ہے
اسواسطے کہ خوف اوس تازیانے کے مانند ہے جو لڑکوں کو پڑھنے میں لگاتے اور جانور کو راہ پر چلاتے جب تازیانہ ایسا کم زور ہو کہ چوٹ
نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے میں لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائیگا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا ہاتھ پاؤں
ٹوٹ جائیں تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تا کہ گناہوں سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہے اوسکا خوف
بھی زیادہ معتدل ہوتا ہے اسواسطے کہ اوسکا خوف جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ اسباب رجا کا خیال کرتا ہے اور جب گھٹ جاتا ہے تو [illegible] کام کے
خطر کا اندیشہ کرتا ہے اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئیں عالم کہے وہ عالم نہیں اسواسطے کہ [illegible]
علم نہیں ہے جیسے بازاری قال [illegible] اسواسطے کہ اول [illegible] کہ آدمی [illegible]

اور حق تعالی کو پہچاننے اپنی تئین عجیب تقصیر کے ساتھ اور حق تعالی کو جلال عظمت اور عالم کو ہلاک کرڈالنے مین بیباک ہونے کے ساتھ ان دونون
معرفتون سے خوف کے سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اسواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا اَوَّلُ العِلمِ
مَعرِفَۃُ الجَبَّارِ وَاٰخِرُ العِلمِ تَفوِیضُ الاَمرِ اِلَیہِ یعنی اول علم یہ ہے کہ حق تعالی کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچانے اور آخر علم یہ ہے کہ اپنے کام
بندہ وار اوسپر چھوڑ دے اور جان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب سے کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور
نہ ڈرے **انواع خوف کا بیان** اے عزیز جانو کہ خطرہ پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہے کسیکو دوزخ
کا خطرہ پیش آتا ہے اس سبب اوسے خوف ہوتا ہے اور کسیکو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہے کہ مبادا بے توبہ مر جاوے یا ڈرتا ہے
کہ توبہ کرکے پھر گناہ مین پڑ جاوے یا اوسکے دل مین سختی اور غفلت پیدا ہو جاوے یا عادت اوسے پھر گناہ کی طرف لیجاوے یا نعمت کے سبب سے اوسکے دل مین
غرور غالب ہو جاوے یا قیامت کے دن لوگون کے مظلمون مین گرفتار ہو جاوے یا اوسکی فضیحتیان اور برائیان ظاہر ہو جائین اور رسوا
اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اوسے کچھ خیال آوے کہ خدا اوسے دیکھتا اور جانتا ہو اور وہ ناپسندیدہ ہو ہر ایک کا فائدہ یہ ہے کہ جس امر سے
ڈرتا ہے اوس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اوسے گناہ کی طرف لیجائیگی تو اوس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیال آوے
ناپسندیدہ ہے حق تعالی کے واقف ہونے سے ڈرتا تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے اکثر ہے جو خاتمہ کا ڈر ہوتا ہے
اونکے دلون پر غالب اور عاقبت کا خوف غالب آتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجائین اس سے سابق کا خوف کامل تر ہے کہ ازل مین
اوسکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہوا اسواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہے کہ ایک دن جناب رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منبر فرمایا کہ حق تعالی نے ایک کتاب لکھی ہے اوسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلا دیا
اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اوسمین دوزخیون کے نام نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ اسمین کچھ بڑھنا
نہ گھٹنا ہے اہل سعادت شاید اہل شقاوت کے کام کرے حتی کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین سے ہے پھر حق تعالی ایک ساعت موت کے پہلے
اوسے راہ شقاوت سے پھیرکر راہ سعادت کی طرف لے آوے سعید وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہو چکا ہے اور شقی وہی ہے
جسکی شقاوت کا حکم ازل مین ہو چکا ہے تو خاتمہ کا اعتبار ہے انجام خیر درکار ہے اسواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کامل تر ہے
جیسا کہ حق تعالی کی صفت جلال سے بندے کا خوف اوس خوف سے جو اپنے گناہ کے سبب ہو کامل تر ہے اسواسطے کہ جلال الٰہی سے
ہرگز خوف جاتا ہی نہین اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کرکے مغرور ہو جاوے اور کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے
ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والثنا اعلی علیین مین ہین گے اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حق تعالی نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے
کہ حضرت کی طرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتادی اور حق تعالی نے ہی آپ کو اسکی لازم کر دیا کیونکہ آپ کے
داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ مشکل ہی تھا کہ جو کچھ حق تعالی نے آپ کو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اوسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کر لیتے اور یہ
بھی محال تھا کہ جو آپ پر قاتل سمجھے اوس سے آور ابوجہل پر حق تعالی نے راہ بصیرت بند کردی وہ قدرت ہی نہ تھی کہ وہ دیکھ سکتا

ہو

اور جب نہ دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہو سکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ والثنا
اور ابوجہل دونون ازل مین مجبور تھے جیسا حق تعالی نے چاہا ویسا کیا ابوجہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے دوزخ مین دوڑا دیا اور
جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کو محض اپنے فضل و کرم سے سعادت کا حکم فرماکر بہشت اعلی علیین مین پہونچا دیا
جو بے نیاز ہے کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسیکی کچھ پروا نہین رکھتا اوس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے
حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غران سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک
کرڈالنے مین کچھ باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کے سبب سے نہین بلکہ اوسکے شیر ہونے کا غلبہ ہلاک کرڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے
اور اگر شیر تجھسے دست بردار ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھ نہین رکھتا کہ اوسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہے بلکہ تجھے
بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جسنے خدا کی یہ صفتین جانا ہین ممکن نہین کہ وہ بیخوف رہے سوم خاتمہ کا بیان اے عزیز
جانو کہ بہت ڈرنیوالے تو خاتمہ سے ڈرتے ہین اسواسطے کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور
یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جاے چنانچہ ایک عارف نے کہا ہے کہ اگر کسیکو پچاس برس تک مین موحد جانا ہو اگر مجھسے اسقدر
غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہو جاے تو پھر اوسکے موحد رہنے پر مین گواہی نہ دونگا کیونکہ دل کا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا
کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھسے پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسیکے ایمان پر مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے
یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہے یا نہ رہے
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قسم کھا کر کہا کرتے کہ موت کے وقت ایمان چھن جانے سے کوئی شخص نڈر نہین حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ صدیق لوگ ہر دم بری خاتمے سے ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہو کر
روتے لوگون نے کہا رو نہین خدا کی بخشش تمہارے گناہ سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ موحد مرونگا تو کچھ باک نہین
رکھتا گو کہ کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ نے وصیت کی اور کچھ مال کہ رکھتا تھا وہ ایک شخص کے سپرد کرکے کہا کہ میرے
مرنے کی فلانی علامت ہے اگر وہ علامت تم دیکھنا تو اس مال سے شکر اور بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے
شخص کا عرس ہے جو دنیا سے با ایمان گیا اگر وہ علامت نہ دیکھنا تو لوگون سے کہدینا کہ مجھ پر نماز نہ پڑھین اور میرے ساتھ دغا نہ کھائین تاکہ
مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہون حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مرید کو یہ خوف ہے کہ گناہ مین پڑجائے اور مرشد عارف کو
یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک زنار دیکھتا ہون اسواسطے
کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد جاؤن ایسا نہو کہ مجھے کلیسا لیجائین ہر روز پانچ بار میری یہی حالت ہوتی ہے حضرت عیسی
علیہ السلام نے حواریون سے فرمایا کہ تم لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون بھوکے ننگے
پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین عرض کی حکم آیا کہ تیرے دل کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اس بات سے
کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے تو عرض کیا کہ یارب خدایا مین نے توبہ کی اور خوش ہوا الٰہی اس سوال کی ندامت سے اپنے سر پر خاک ڈالی

خاتمہ بد ہونے کی علامتوں میں ہی ایک نفاق ہے اسواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم ہمیشہ نفاق سے ڈرتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ اگر میں
جانتا کہ مجھ میں نفاق نہیں ہے تو جو کچھ دنیا میں ہے اوس سب سے میں اس امر کو زیادہ دوست رکھتا ہوں اور کہا ہے کہ ظاہر و باطن اور دل و زبان کا اختلاف
بھی نفاق ہے فصل الغرض جاننا چاہئے کہ سوء خاتمہ جس سے بزرگ ڈرے ہیں اس عبارت سے کہ موت کے وقت بندے کا ایمان چھین لیں اسکے بہت سے
سبب ہیں اور انکا علم پوشیدہ ہے لیکن اکثر دو سبب سے ایمان میں خلل واقع ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص کسی بدعت باطل کا اعتقاد کرکے تمام عمر اوسی میں
بسر کرے اور خیال تک نہ کرے کہ یہ عقیدہ بیجا ہے موت کے وقت شاید اسکی خطا اسپر حق تعالی کھولدے اسوجہ سے اور اعتقادات جو رکھتا تھا اون میں
بھی شک واقع ہو جائے اور اون عقائد کی مضبوطی جاتی رہے اور اسی شک میں مر جاتے بدعتی کو بھی یہ خطر لگا ہوا ہے اور اوسی بھی جو متکلم ہو اور
عقائد میں بحث اور دلیل کی راہ چلے گو کہ با ورع اور پارسا ہو لیکن وہ بھولے لوگ جنکا ایمان ظاہر قرآن و حدیث کے موافق ہے وہ اس خطر سے
بیخوف ہیں اسی سے جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَائِزِ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ - اسیواسطے اگلے بزرگ علم
کلام اور بحث کرکے حقیقت امور دریافت کرنیکو منع کرتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ ہر ایک اسکی طاقت نہیں رکھتا کسی نہ کسی بدعت
میں گرفتار ہو جائیگا سوء خاتمہ کا دوسرا سبب اکثر یہ ہے کہ اصل میں ایمان ضعیف ہو اور دنیا کی محبت غالب ہو حق تعالی کی محبت ضعیف ہو
تو موت کے وقت جب یہ دیکھتا ہے کہ خواہش کی سب چیزیں اوس سے چھینتے لیتے ہیں اور دنیا سے جبرًا قہرًا ایسی جگہ نکالے لیے جاتے ہیں جہاں جانا
نہیں منظور اس سبب سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ وہ ضعیف سی دوستی جو تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے مثلاً جیسے کوئی شخص اپنے
فرزند کو کچھ دوست رکھتا ہے تو وہ شخص جس چیز کو معشوق رکھتا ہے اور فرزند سے زیادہ دوست رکھتا ہے اوس چیز کو جب فرزند چھین لے
تو وہ شخص فرزند کو دشمن ٹھہرالیتا ہے اور ذرہ سی دوستی جو فرزند کے ساتھ تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے اسیواسطے شہادت کا بڑا درجہ ہے
کہ اوسوقت دنیا کو سامنے سے دور کر دیتے ہیں اور خدا کی محبت دل میں غالب ہوتی ہے اور مرنے پر دل سے مستعد ہوتے ہیں ایسے وقت
موت کا آنا بہت غنیمت ہے اسواسطے کہ یہ حال بہت جلد جاتا رہتا ہے اور دل اس صفت پر نہیں رہتا تو جس شخص کے دل میں خدا کی
محبت سب چیزوں کی محبت سے زیادہ ہو تو اس بات سے حق تعالی نے اوسے ضرور باز رکھا ہوگا کہ وہ اپنے تئیں بالکل دنیا کے حوالے کردے
ایسا شخص اس خطر سے بہت امن میں ہوتا ہے جب موت کا وقت آپہونچتا ہے اور وہ شخص جانتا ہے کہ دوست کے دیدار کا وقت آگیا تو موت سے
کراہت نہیں کرتا اور خدا کی محبت اوسکے دل میں غالب ہو جاتی ہے اور دنیا کی دوستی زائل اور معدوم ہو جاتی ہے خاتمہ بخیر ہونیکی یہی
علامت ہے پس جو شخص اس خطر سے بہت دور رہنا چاہے اوسے چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے اوسکا
ایمان لائے جو کچھ جانے اوسے قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اوسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا رہے کہ حق تعالی
کی محبت اوسکے دل پر غالب ہو جائے اور دنیا کی محبت ضعیف ہو جائے اور دنیا کی محبت بایں طور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدوں میں نگاہ رکھے
تاکہ شرع اوسپر دنیا کو تنگ کردے اور وہ دنیا سے متنفر ہو جائے اور اس سبب سے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی
کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستوں کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستوں کے ساتھ صحبت نہ رکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہے
تو ایمان محل خطر میں ہے جیسا قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اوسے تم حق تعالی سے زیادہ

(حاشیہ: بہتر ہے عوام کو دین عجائز کا اختیار کرنا لازم ہے اور متکلمین کی راہ پر نہ چلے)

دوست

وہ سکتی ہو تو آمادہ رہو کہ حکم خدا آ جائے فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ کے یہی معنی ہین

خوف حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان

العزیز جانو کہ دین کے مقامات مین پہلا مقام یقین اور معرفت ہے پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ اور زہد و توبہ سے اخلاص اور مداومت ذکر و فکر پیدا ہوتی ہے اور اوس سے انس محبت پیدا ہوتی ہے محبت مقامات کی نہایت ہے اور تسلیم رضا اور شوق تبع محبت ہے پس یقین اور معرفت کے بعد خوف کیمیای سعادت ہے اور جو صفتین خوف کے بعد ہین وہ خوف کے راستے ہین اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے جب اپنے تئین اور خدا کو پہچان لیا تو خواہ نخواہ ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے چنگل مین پھنستا ہے اور شیر کو پہچانتا ہے اوسے شیر سے ڈرنے کے واسطے کسی تدبیر کی حاجت نہین بلکہ وہ شخص خود بخود ہمہ تن خوف ہو جاتا ہے اور جس شخص نے حق تعالی کو کمال جلال قدرت کمال و بے نیازی کے ساتھ پہچانا اور اپنے تئین نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اوسنے درحقیقت اپنے تئین شیر کے چنگل مین دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط حکم خدا کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت تک ہوگا اوسکا وہ حکم کر چکا ہے بعضون کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضون کو بے خطا حکم شقاوت دیا ہے جیسا چاہا ویسا کیا ہے اور وہ حکم ہرگز بدل نہین سکتا وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حضرت موسی نے حضرت آدم علیہما السلام سے اعتراض کیا اور حضرت آدم نے بھی حضرت موسی علیہ السلام سے دلیل کی حضرت موسی نے کہا کہ اے آدم حق تعالی نے تمھین بہشت مین اوتارا اور تمھارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہو گئے کہ اپنے تئین اور ہم سب کو بلا مین مبتلا کیا حضرت آدم نے فرمایا کہ اے موسی بھلا وہ معصیت ازل مین میرے نام لکھی تھی یا نہین جواب دیا ہان لکھی تھی حضرت آدم نے فرمایا کہ بھلا مین حکم خدا کے خلاف کر سکتا تھا حضرت موسی نے کہا نہین پس حضرت آدم نے حضرت موسی کی اعتراض کو اوٹھا دیا اور حضرت موسی لاجواب ہو گئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اوسکے بہت سے ابواب ہین جو شخص بڑا عارف ہے وہ بہت خائف ہے حتی کہ احادیث مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دونون روتے تھے اونپر وحی آئی کہ ہم نے تمھین بیخوف کیا ہے تم کیون روتے ہو عرض کیا کہ بار خدایا ہم تیرے مکر سے بیخوف نہین ہین ارشاد ہوا کہ یون ہی سمجھے رہو یہ اونکا کمال معرفت تھا کہ اپنے جی مین کہا کہ بیخوف رہنا نہ چاہیے یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بیخوف رہو شاید یہ آزمائش ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ جس سے ہم بیخبر ہون جنگ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہو گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈر کر فرمایا کہ بار خدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہو جائینگے تو روی زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہین وہ تو آپ کی فتح کا وعدہ کر ہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچا کریگا اوسوقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدہ کرم پر اونہین اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا یہ مقام تھا کہ آپ کو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کامل ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانا کہ خدا کے کامون کے بھید اور تدبیر مملکت مین اوسکی مصلحت اور اوسکی مقدر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہین جانتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آئے تو اہل خوف کے ساتھ صحبت رکھے تا کہ اون لوگون کا خوف اسمین سرایت کرے اور اہل غفلت سے

دور رہے اس طریق سے بھی خوف پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ تقلیدی ہے اور ایسا ہے جیسے سانپ سے اوس لڑکے کا خوف جسنے اپنے باپ کو سانپ
سے بھاگتے دیکھا ہو تو وہ لڑکا بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے گو کہ سانپ کا موذی ہونا نہ جانتا ہو جاننے والے کے خوف سے یہ درجہ بہت
ضعیف ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر لڑکا چند بار منتر پڑھنے والے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جسطرح تقلید سے ڈرتا ہے اوسیطرح تقلید سے ایمن
بھی ہو جائیگا اور سانپ پر ہاتھ ڈالیگا اور جو شخص سانپ کا موذی پن جانتا ہے وہ اس تقلید سے ایمن ہوتا ہے تو عقلا کو چاہیے کہ جہلا
اور غافلون کی صحبت سے حذر کرنا چاہیے خصوصاً اوس غافل سے جو بصورت عالم ہو تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پاسکے
تو اونکی صحبت اوٹھا نہ سکے کیونکہ اس زمانے مین یہ لوگ کمتر ہین تو انکا حال سنے اور انکی کتابین پڑھے اسی سبب سے بعض انبیا اور اولیا کے
خوف کا حال ہم بیان کرتے ہین تاکہ جو شخص ذرہ بھی عقل رکھتا ہو وہ جان سکے کہ یہ حضرات تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف
اور متقی تھے یہ جب اسقدر ڈرتے ہین تو اورون کو بطریق اولیٰ ڈرنا چاہیے انبیا اور ملائکہ کی حکایتین روایت ہے کہ جب
ابلیس ملعون ہوا تو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہمیشہ رویا کرتے تھے حق تعالیٰ نے انپر وحی کی کہ تم کیون روتے
ہو عرض کیا کہ بار خدایا تیرے غضب اور مکر سے ہم ایمن نہین ہین ارشاد ہوا کہ ایسا ہی چاہیے ایمن نہ رہنا حضرت ابن المنکدر
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام ملائکہ رویا کرتے تھے جب حق تعالیٰ نے آدمیونکو
کو پیدا کیا تو چپ ہو رہے اسواسطے کہ جان گئے کہ دوزخ ہمارے واسطے نہین پیدا ہوئی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حضرت جبرئیل امین جب میرے پاس آئے تو خوف خدا سے لرزان اور سراپا ہراسان تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل کو مین ہنستے نہین دیکھتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ
نے جب سے آتش دوزخ پیدا کی تب سے میکائیل نہین ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز مین مشغول ہوتے تو ایک میل سے
اونکے دل کا جوش سنائی دیتا حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدے مین پڑے رہے یہانتک
حتی کہ اونکے آنسوؤن سے گھاس اوگ آئی ندا آئی کہ اے داؤد کیون روتا ہے اگر ننگا بھوکا پیاسا ہو تو عرض کر تاکہ کھانا پانی کپڑا تجھے دیا جاوے
بس ایسا آہ نالہ اور زاری کیا کہ اونکی سانس کی گرمی سے لکڑی مین آگ لگ گئی تب حق تعالیٰ نے اونکی توبہ قبول فرمائی عرض کیا کہ
بار خدایا میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش کر دے تاکہ مین کبھی نہ بھولون حق تعالیٰ نے اونکی عرض قبول فرمائی جب وہ کھانے پانی کے
واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اوس نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کاسہ اونہین دیتے تو وہ آپ کے آنسو سے
پر ہو جاتا روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسقدر روئے کہ اونکی طاقت زائل ہو گئی عرض کیا کہ یا ارحم الراحمین میرے رونے پر تو رحم
نہین فرماتا وحی آئی کہ داؤد تو رونے کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کیا کہ بار خدایا گناہ کیونکر بھولونگا کہ پہلے
جب مین زبور پڑھتا تھا تو بہتا پانی ٹھہر جاتا چلتی ہوئی ہوا رک جاتی اوڑتے ہوے جانور میرے سر پر جمع ہو جاتے وحشی جانور میرے
محراب مین چلے آتے اب یہ کوئی بات نہین ہے بار خدایا یہ کیا وحشت ہے کیسی نفرت ہے ارشاد ہوا کہ اے داؤد وہ انس طاعت کا تھا یہ وحشت
معصیت کی اے داؤد آدم میرا بندہ تھا اوسے مین نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اوس مین روح پھونکی ملائکہ کو اوسکو

سجدہ

سجدہ ہو کا حکم کیا خلعت کرامت اوسے پہنایا تاج وقار اوسکے سر پر رکھا اور اپنی تنہائی کا گلہ کیا حوا کو بھی اوسنے پیدا کیا اور دونوں کو بہشت میں
رکھا اوسنے ایک گناہ کیا میں نے اوسکو ذلیل کر کے اوسے اپنی درگاہ سے نکالدیا اے داؤد تو سن اور حق جان کہ تو ہماری طاعت کرتا تھا
ہم تیری طاعت کرتے تھے جو کچھ تو نے سوال کیا وہ ہم نے تجھے دیا تو نے گناہ کیا ہم نے مہلت دی با اینہمہ اب بھی توبہ کریگا اگر تو ہماری طرف
رجوع کریگا تو ہم قبول کرینگے یحییٰ ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کیا چاہتے تو سات دن
تک کچھ نہ کھاتے اور نہ پانی پیتے عورتوں کے پاس نہ جاتے پھر صحرا میں تشریف لاتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرماتے کہ ندا کرو وہ ندا کرتے
کہ اے بندگان خدا جو داؤد کا نوحہ سنا چاہے وہ آئے بستیوں سے آدمی آشیانوں سے پرند بیابانوں اور پہاڑوں سے وحوش و درند
وہان آتے حضرت داؤد پہلے حق تعالی کی ثنا فرماتے تمام خلق آہ و فریاد کرتی پھر جنت اور دوزخ کا حال بیان کرتے پھر اپنے گناہ پر نوحہ
کرتے حتی کہ بہتیری خلق خوف و ہراس سے مرجاتی تب حضرت سلیمان اونکے کان کے پاس آکر عرض کرتے کہ بابا جان بس کیجئے کہ بہت سی
خلق ہلاک ہوگئی اور ندا کرتے کہ اپنے اپنے مردے اوٹھا لیجاؤ لوگ اوٹھا لیجاتے حتی کہ ایکدن چالیس ہزار خلق جو اوس مجلس میں جمع تھی
اوس میں سے بیس ہزار مرگئے حضرت داؤد علیہ السلام کی دو لونڈیاں تھیں اونکا یہی کام تھا کہ خوف کے وقت حضرت داؤد کو پکڑے رہتیں اور
بچاتیں کہتیں تاکہ آپ کے اعضا جو کانپتے تھے وہ اوکھڑ نہ جائیں حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام جب لڑکے تھے تو بیت المقدس میں عبادت
کیا کرتے تھے لڑکے اونھیں کھیلنے کے واسطے بلاتے تو فرماتے کہ مجھے خدا نے کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے جب پندرہ برس کا
سن ہوا تو خلق سے کنارہ کر صحرا میں چلے گئے ایکدن اونکے والد حضرت زکریا علیہ السلام اونکے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے دیکھا پانی میں پاؤں لٹکائے
کھڑے ہیں اور پیاس کے مارے قریب بہلاکت ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ اے رب العزت قسم ہے تیری عزت
کی جبتک مجھے یہ معلوم ہونے لگا کہ تیرے نزدیک میرا کیا مرتبہ اور مقام ہے تب تک میں پانی نہ پیونگا اور اسقدر
روتے تھے کہ اونکے رخسار پر گوشت نہ باقی رہا تھا دانت کھل آئے تھے نمدے کے دو ٹکڑے اونکے رخسار پر رکھدیتے تھے تاکہ خلق
پر ظاہر نہ ہو کہ انبیا علیہم السلام کے احوال ایسے ہی اور بہت حکایتیں ہیں صحابہ اور اگلے بزرگوں کی حکایتیں
حضرت صدیق اکبر با این ہمہ صدق و بزرگی جب کسی پرند کو دیکھتے تو فرماتے کاش میں بھی تجھسا ہوتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ
تعالی عنہ کہتے کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ کاش میرا نام و نشان کچھ نہ ہوتا
امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا کبھی یہ حال ہوتا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنکر گر پڑتے اور بیہوش ہو جاتے اور چند روز تک
لوگ اونکی عیادت کے واسطے آیا کرتے بہت رونے کے سبب اونکے رخسار پر کالی دو لکیریں پڑ گئیں تھیں فرمایا کرتے کہ کاش عمر اپنی ماں
کے پیٹ سے پیدا ہی نہ ہوا ہوتا ایکدن کسی دروازے پر آپکا گذر ہوا ایک شخص قرآن شریف پڑھتا تھا اس آیت پر پہونچا ان عذاب ربک لواقع
ماله من دافع آپ اوسکے سنتے ہی گھوڑے سے اوتر پڑے اور اتنی دیر تک ایک دیوار سے ٹیک لگائے رہے بیماری کی وجہ سے آپ کو لوگ گھر میں اوٹھا لیگئے مہینا بھر تک آپ بیمار
رہے کوئی آپکی اوس بیماری کا سبب نہ جانتا علی ابن الحسین علیہ السلام جب وضو کرتے تو اونکا چہرہ مبارک زرد ہوجاتا لوگ عرض کرتے
یہ کیا ہے فرماتے تم نہیں جانتے ہو کہ میں کسکے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہوں حضرت مسور ابن مخرمہ رحمہ اللہ تعالی قرآن مجید سننے کی طاقت

نر کھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی میں یہ آیت پڑھی یَوۡمَ نَحۡشُرُ الۡمُتَّقِیۡنَ اِلَی الرَّحۡمٰنِ وَفۡدًا وَّ نَسُوۡقُ الۡمُجۡرِمِیۡنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرۡدًا اونہوں نے کہا میں مجرموں میں سے ہوں متقیوں میں سے نہیں ایک بار اور پڑھو اوس ناواقف نے پھر یہ آیت پڑھی پس اونہوں نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوئے حضرت حاتم اثم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ بھائی اچھی جگہہ کے سبب سے مغرور نہو اسواسطے کہ بہشت سے بہتر کوئی جگہہ نہیں دیکھو تو حضرت آدم نے وہاں کیا دیکھا اور کثرت عبادت کے سبب سے مغرور نہو کیونکہ تو جانتا ہے کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور بہت علم کے سبب سے گھمنڈ نکر اس لیے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالی کا اسم اعظم جانتا تھا اور اوسکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الۡكَلۡبِ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَیۡهِ یَلۡهَثۡ اَوۡ تَتۡرُكۡهُ یَلۡهَثۡ اور نیک لوگوں کی زیارت کے سبب سے تکبر نکر اسواسطے کہ جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے عزیزوں کو آپکی صحبت اور زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نہ لائے حضرت عطا سلمی چالیس برس تک نہ ہنسے نہ آسمان کی طرف دیکھا ایکبار آسمان کی طرف دیکھا تو خوف کے مارے گر پڑے اور رات میں کئی بار اپنے تئین ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مسخ تو نہیں ہو گیا ہوں جب قحط یا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر میں مر جاؤن تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے تھے کہ میں ہر روز اپنی ناک پر نظر کرتا ہوں اپنے جی میں کہتا ہوں کہ شاید میرا منھ کالا ہو گیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میں نے دعا مانگی کہ خوف کا ایک دروازہ مجھپر کھلے دعا قبول ہو گئی میں ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر میں نے عرض کی کہ یا رب خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر پس میرا دل ٹھہر گیا ایک عابد کو لوگوں نے دیکھا کہ رو رہا ہے پوچھا کیوں روتا ہے کہا اوس گھڑی کے خوف سے جب منادی کرینگے کہ خلق کو اونکے اعمال کا بدلا قیامت کے دن دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے پوچھا آپکا کیا حال ہے کہا اوسکا کیا حال ہوتا ہے جو دریا میں ہو اور کشتی ٹوٹ جاوے اور ہر شخص ایک ایک تختے پر رہجاوے اوس شخص نے کہا سخت مشکل ہوگا کہا میرا بھی ویسا ہی حال ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالینگے یہ کہکر کہا کہ کاش وہ میں ہی ہوں یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ بخیر ہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ میں رہنے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کی ایک کنیزک تھی ایکدن سو اوٹھی اور عرض کرنے لگی کہ یا امیر المومنین میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پل صراط اوسپر رکھا گیا اور خلیفوں کو فرشتے لائے پہلے خلیفہ عبد الملک مروان کو دیکھا کہ فرشتے لائے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ میں گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اوسکے بیٹے ولید ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ میں گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا دیکھا کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ میں گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیر المومنین پھر آپکو لائے اوس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ آپ سلامت گزر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤں دے دے مارتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سالہا سال میں ہنسے لوگوں نے ہمیشہ اونہیں اوس کیفیت پر دیکھا جس کیفیت میں وہ قیدی ہوتا ہے جسکو گردن مارنے کے واسطے مقتل میں لائے ہوں لوگ کہتے کہ باوجود عبادت و ریاضت آپ اسقدر کیوں سلگتے ہیں وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف

یعنی ہانکینگے پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمانوں کی طرح اور ہانکینگے گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ۱۲

کہ حق تعالی نے کوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھے دشمن ٹھہرالیا ہو اور فرمائے کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ میں تو تجھ پر رحمت ہی نکرونگا اور میں بیفائدہ اپنی جان
گنواتا ہوں اور ایسی بہت سی کتابیں ہیں اے عزیز اب غور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو بیخوف ہے اونکا خوف اور تیری بیخوفی یا اس وجہ سے
ہے کہ اونکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہیں ہیں یا اس سبب سے ہے کہ اونہیں معرفت بہت تھی اور تجھے نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ باوجود کثرت گناہ تو
حماقت اور غفلت کی وجہ سے بیخوف ہے اور باوصف کثرت طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے فصل
شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا دونوں کی فضیلت میں بہت بہت سی حدیثیں وارد ہیں ان دونوں میں کون افضل ہے کہ اوسکا غالب رہنا چاہیے
اے عزیز جان تو کہ خوف و رجا دو دوائیں ہیں دوا کے حق میں فضیلت نہیں کہتے بلکہ منفعت کہتے ہیں اسواسطے کہ خوف و رجا صفات نفس سے
ہیں جیسا ہمنے بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی محبت میں ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اوسے بالکل گھیر لیا ہو اپنے آغاز و انجام کا کچھ خیال
نرکھے بلکہ وقت کو دیکھتا رہے اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کی طرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب
ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک ہوا اوسپر رجا غالب کرنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ
کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جاتا ہے چاہیے کہ خدا کی محبت کے ساتھ ہو تا کہ خدا کی ملاقات اوس شخص کی سعادت ہو جاے اسواسطے
کہ محبوب ہی کی ملاقات میں مزہ ہوتا ہے مگر ابتدا اوقات میں اگر آدمی اہل غفلت ہو تو اوسپر خوف غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ جو نا اہل ہے اوسکی
حق میں غلبہ رجا زہر قاتل ہے اور اگر اہل تقوی ہے اور اوسکا حال مہذب ہے تو خوف و رجا معتدل اور برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت
اور طاعت میں ہو تو رجا غالب رہنا چاہیے اسواسطے کہ رجا بات میں محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کے سبب سے حاصل ہوتی ہے
اور گناہ کے وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہل عادت سے ہو تو مباح کاموں کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے
ورنہ گناہ میں مبتلا ہو جائیگا تو خوف و رجا ایسی دوا ہے کہ اوسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہو سکیگا واللہ اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان میں

اے عزیز اس بات کو یاد رکھ کہ اون چار اصلوں پر راہ دین کا مدار ہے جو عنوان مسلمانی میں ہم بیان کر چکے ہیں ایک یہ کہ نفس دشمن
حق تعالی کا ہے دنیا چوتھی آخرت ان چاروں میں سے دو قابل ترک ہیں دو لائق طلب یعنی اپنے نفس سے حق تعالی کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے
اور دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف
دوڑنا چاہیے اور خوف صبر توبہ اسکے مقدمات ہیں اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اوسکا علاج بیان کر چکے ہیں اور دنیا کی
دشمنی اور اوس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد ایسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور
فضیلت پہچاننا چاہیے فقر و زہد کی حقیقت اے عزیز جان تو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نرکھتا ہو اور اوسپر قادر ہو اور
آدمی کو پہلے تو اپنی ہستی کی حاجت ہے پھر اپنی بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزوں کی حاجت ہے اور انمیں سے کوئی چیز اوسکے اختیار
میں نہیں اور وہ ان سبکا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو وہ جناب احدیت ہے اسکے سوا کوئی نہیں اور جو کچھ جن و انس
اور ملائکہ اور شیاطین موجود ہیں انکی ہستی اور بقا انکے اپنے سے نہیں ہے حقیقت میں [illegible] حق سبحانہ تعالی سے

ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت عیسی علیہ السلام نے فقیر کے یہی معنی بیان
کئے ہین اور فرمایا ہے کہ اَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِيْ وَالْاَمْرُ بِيَدِ غَيْرِيْ فَلَا فَقِيْرَ اَفْقَرُ مِنِّيْ یعنی مین اپنے کردار مین گرو ہوا ہون اور کام دوسرے کے ہاتھ مین ہے تو
مجھسے زیادہ محتاج کون ہے بلکہ حق تعالی نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ
مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ یعنی غنی وہ ہے کہ اگر چاہے تو سبکو ہلاک کرے اور یہی مخلوق پیدا کر دے تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوف کے محاورہ
مین فقیر اوسکو کہتے ہین کہ جو اپنے تئین اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اوسپر غالب ہے کہ وہ جانتا ہو کہ مین کچھ نہین رکھتا اور دونون
جہان مین کوئی چیز میرے اختیار مین نہین ہے نہ اصل آفرینش مین نہ دوام آفرینش مین اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہین کہ آدمی فقیر اوسوقت ہوتا ہے
کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اوسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اوسوقت اوسکے واسطے ایک چیز ہو جائیگی فقیر نہوگا
یہ کہنا ملحدین اور زندیقین کا تخم ہے کہ شیطان نے اون لوگون کے دلون مین بو دیا ہے اور جو احمق زیرکی کا دعوی کرتے ہین انہین اسیطرح شیطان راہ سے
بہکا دیتا ہے کیونکہ نیک لفظ مین بری معنی چھپا دیتا ہے تاکہ احمق اوسکے سبب سے دہوکا کھائین کہ یہی معنی سمجھنا زیرکی ہے یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی
کہے کہ جو خدا رکھتا ہو وہ سب کچھ رکھتا ہے چاہیے کہ خدا سے بیزار ہو تاکہ فقیر ہو جاوے بلکہ فقیر وہی ہے جو طاعت کرتا ہے جیسا حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہین اور میرے اختیار مین نہین ہے مین ہون طاعت ہون غرضکہ جسکے معنی فقیر کہتے ہین اوسکا بیان یہان مقصود
ہے نہ سب چیزون مین آدمی کے فقر کو بیان کرنیکا ارادہ ہے بلکہ مال کی رو سے جو فقیر ہوتا ہے اوسے ہم بیان کرینگے اور لاکھ حاجتین جو آدمی کو
رہا کرتی ہین اور وہ سب فقر ہین اون مین سے ایک مال بھی ہے پس اے عزیز جانتو کہ مال پاس اس سبب سے نہین ہوتا کہ آدمی اوس سے قصداً دست بردار
ہو جاوے یا مال ہاتھہ ہی نہ آئے جو قصداً دست بردار ہو جاوے اوسے زاہد کہتے ہین جسکے ہاتھ مال نہ آئے اوسے فقیر کہتے ہین اور فقیر کی تین حالتین ہین ایک یہ کہ مال نہین
رکھتا مگر جہان تک ہوسکتا ہے تلاش کرتا ہے ایسے فقیر کو حریص کہتے ہین دوسرا درجہ یہ ہے کہ تلاش نکرے اور اگر اوسے دیوے تو نہ لیوے اور مال سے کراہت کرے اسکو زاہد کہتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے
کہ نہ تلاش مین کد کرے نہ آئے ہوئے مال کو رد کرے اگر دین تو لیلے نہ دین تو بھی خوش رہے ایسے فقیر کو قانع کہتے ہین ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان
کرتے ہین پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہونے مین بھی فضیلت ہے **محتاجی کی فضیلت** اے عزیز جانتو حق تعالی نے
ارشاد فرمایا ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درویش کثیر العیال اور
پارسا ہو اوسے حق تعالی دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ اے بلال تو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جاوے تو درویش ہو تونگر نہین اور فرمایا ہے
کہ میری امت کے محتاج لوگ تونگرون سے پانسو برس پہلے جنت مین جائینگے اور ایک روایت مین ہے کہ امیرون سے چالیس برس پہلے فقیر جنت
مین جائینگے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور اوس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری مین خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین فقیر
لوگ سب سے بہتر ہین اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت مین پھرنے لگینگے اور فرمایا ہے کہ میرے دو پیشے ہین جو ان دونون پیشون کو
دوست رکھیگا اوسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب محبوب خدا
علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالی آپکو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ روی زمین کے
پہاڑون کو سونے کا کر دون تاکہ جہان تم جاؤ وہ ساتھ حاضر ہون فرمایا کہ اے جبرئیل مین نہین چاہتا اسواسطے کہ دنیا بے گھرون کا گھر ہے اوس

بیالون کا مال ہے دنیا مین مال جمع کرنا بیعقلونکا کام ہی حضرت جبرئیل نے کہا ای محمد ثبتک اللہ بالقول الثابت حضرت عیسی علیہ السلام ایک سوتے
آدمی کیطرف گذرے اور کہا اوٹھ خدا کو یاد کر اوسنے عرض کیا کہ اے عیسی آپ مجھسے کیا چاہتے ہین مین نے تو دنیا کو دنیادارون کے واسطے
چھوڑ دیا فرمایا پھر سو اے دوست اور خوب سو حضرت موسی علیہ السلام ایک شخص کی طرف گذرے وہ سر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا
اور ایک کملی کے سوا اور کچھ اوسکے پاس نتھا حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہی کہ کچھ بھی نہین رکھتا وحی آئی کہ ای
موسی تم نہین جانتے کہ مین جسکی طرف خوب متوجہ ہوتا ہون اوسے دنیا سے باز رکھتا ہون حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ
جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پاس ایک مہمان آیا اوسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھ سے فرمایا
کہ فلانے یہودی پاس جاکر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے مین نے جاکر اوس یہودی سے کہا اوس نے
قسم کھا کر جواب دیا کہ مین نہ دونگا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپ نے فرمایا
کہ قسم خدا کی مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون جو یہودی اگر قرض دیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا گرو کر لا مین
گرو کر لایا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کیواسطے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نچاہیے کہ دنیا اور دنیادار دین تم کنکھیون
سے دیکھو کہ یہ سب انکے واسطے فتنہ ہے اور جو چیز تمہارے واسطے خدا کے پاس رکھی ہے وہ بہتر اور دیرپا ہی حضرت کعب الاحبار رضی اللہ
تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ جب تجھ پر درویشی آئے تو کہہ مرحبا اے شعار صالحین جناب سلطان الانبیا
علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ بہشت مجھے دکھائی گئی اہل بہشت اکثر درویش تھے اور دوزخ مجھے دکھائی گئی اہل دوزخ اکثر تونگر تھے اور
فرمایا کہ مین نے بہشت مین عورتون کو بہت کم دیکھکر پوچھا کہان ہین بولے شَغَلَهُنَّ الْأَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالزَّعْفَرَانُ یعنی زیور اور
رنگین کپڑے اونھین قید کیے ہوے ہین روایت ہی کہ دریا کے کنارے ایک پیغمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے خدا
کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نپھنسی دوسرے ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیان پھنسین اون پیغمبر نے عرض
کیا کہ بارخدایا یہ سب تیرا ہی حکم ہے مگر اسمین کیا حکمت ہی حق تعالی نے فرشتون کو حکم کیا کہ دونون ماہی گیرون کی جگہ بہشت
اور دوزخ مین اس پیغمبر کو دکھا دو جب جگہ دیکھی تو عرض کیا کہ بارخدایا مین راضی ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ پیغمبرون مین جو تونگری کے سبب سبکے بعد جنت مین جائینگے وہ سلیمان بن داود علیہما السلام ہین اور میرے اصحاب مین جو
تونگری کے سبب سب کے بعد بہشت مین جائیگا وہ عبدالرحمن بن عوف ہی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہی کہ تونگر بہت دشواری سے
جنت مین جائیگا اور حضرت سرور انبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہی کہ حق سبحانہ تعالی جب بندہ کو دوست رکھتا ہی تو اوسکو مبتلا
آفات کرتا ہی اور اگر بڑی محبت کاملہ کرتا ہی تو اقتنا کرتا ہی صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اقتنا کیا چیز ہی فرمایا کہ اقتنا یہ ہی کہ نہ اوس بندہ کا
مال باقی رہے نہ اہل وعیال حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق مین کون لوگ تیرے دوست ہین کہ مین بھی اونکو دوست
رکھون ارشاد ہوا کہ [illegible] فقیر ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہی کہ [illegible]

درویش کو لائینگے تو جسطرح آدمی ایک دوسرے سے عذرخواہی کرینگے اوسطرح حق تعالی اون درویشون سے عذر بیان فرمائیگا اور ارشاد
کریگا کہ اے میرے بندے دنیا کو جو مین نے تجھسے باز رکھا یہ امر تیری ذلت و خواری کی وجہ سے نہ تھا اس سبب سے تھا کہ تو خلعت اور بزرگیان
میری سرکار سے پائے خلائق کی ان صفون مین جا اور جسنے تجھے میرے واسطے کسیدن کھانا یا کپڑا دیا ہے اوسکا ہاتھ پکڑ لے مین نے اوسے
تیرے سپرد کیا اوسدن خلق پسینے مین غرق ہوگی یہ صفون مین گھس جائیگا اور جسنے اوسکے ساتھ دنیا مین نیکی کی ہوگی اوسکا ہاتھ پکڑکر
نکال لائیگا اور فرمایا ہے کہ تم فقیرون کے ساتھ دوستی رکھو اور اونکے ساتھ احسان کرو اسواسطے کہ راہ مین اونکے واسطے دولت مہیا ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیرون سے حکم ہوگا کہ جسنے تمھین ٹکڑا روٹی
یا گھونٹ بھر پانی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اوسکا ہاتھ پکڑکر بہشت مین لیجاؤ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہین کہ جناب
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور عمارت بنانے مین متوجہ ہوگی اور فقیرون کو دشمن جانیگی تب حق سبحانہ
تعالی اونسے چار بلاؤن مین مبتلا کریگا ۔ قحط زمان مین جور سلاطین قاضیون کی خیانت مین کافرون اور دشمنون کی شوکت و قوت
مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ وہ شخص ملعون ہے جو محتاجی کے سبب سے کسیکو خوار و ذلیل جانے اور تونگری
کی وجہ سے کسیکو معزز و ممتاز سمجھے بزرگون نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کی مجلس سے زیادہ کہین خوار و ذلیل
نہوتے تھے کیونکہ اونھین آگے نہ آنے دیتے تھے پچھلی ہی صف مین بٹھلائے رہتے تھے اور محتاجون کو اپنے قریب بٹھلاتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے
سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو اوسے حقیر نہ جاننا اسواسطے کہ تیرا اور اوسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحیی
ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونون سے بیخوف رہتا اور اگر
بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونون ملتین اور اگر دلمین خدا کا ایسا ڈر ہوتا جیسا ظاہر مین خلق سے ڈرتا ہے تو دونون
جہان مین نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے نہ لیے اوسنے بہت منت و خوشامد
کی کہا اے شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر مین اپنا نام فقیرون کی فہرست سے نکلوا ڈالون مین ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت مین میرے ساتھ رہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور
امیرون کے ساتھ مل بیٹھنے سے دور رہو اور جب تک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی کپڑا نہ اوتارو **درویش قانع کی فضیلت** رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالی نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت
کیا اور اوسنے اسپر قناعت کی اور فرمایا ہے کہ فقیرو تہ دل سے محتاجی پر راضی رہو تاکہ فقر کا ثواب پاؤ ورنہ ثواب نہ پاؤگے یہ اسواسطے ارشاد ہوا
ہے کہ فقیر حریص کو ثواب نہ ملیگا مگر اور حدیثون مین صراحۃً وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے فقرا صابر کی صحبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے
کہ سب بندون سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اوسپر قانع ہے جسقدر اوسکے پاس کھانا ہے اور حق تعالی جو روزی اوسے عنایت
فرماتا ہے اوسمین خدا سے وہ خوش اور راضی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی امیر و فقیر ایسا نہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو

کہ دنیا مین قوت کی قدر سے زیادہ ہم نہ پاتے حق تعالی نے حضرت اسمعیل علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ای اسمعیل مجھے شکستہ دلون کے پاس
ڈہونڈہ عرض کیا کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ فقراء صادق جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن حق تعالی
فرمائیگا کہ میرے خاص مقبول بندے کہان ہین فرشتے عرض کرینگے کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوگا کہ وہ مسلمان فقیر جو میری عطا پر راضی
تھے سبکو بہشت مین لیجاؤ وہ سب بہشت مین چلے جائین گے اور ہنوز تمام خلق حساب مین ہوگی حضرت ابو الدردا رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ جو شخص دنیا زیادہ ہونے پر خوش ہو اور عمر جو ہمیشہ کم ہوتی جاتی ہے اوسکے سبب سے اندوہگین نہو اوسکی عقل مین نقصان ہے سبحان اللہ اس بات
مین کیا بھلائی ہوگی کہ دنیا تو زیادہ ہو اور عمر کم ہوتی جاتی ہے حضرت عامر بن عبد قیس کی طرف ایک شخص گذرا وہ روٹی ساگ کہاتے
تھے کہنے لگا ای عامر دنیا مین تمنے اسقدر پر قناعت کی جواب دیا کہ مین ایسے آدمیون کو جانتا ہون جنہون نے اس سے بھی بدتر اور کمتر
پر قناعت کی ہی اوس شخص نے پوچھا ای عامر وہ کون لوگ ہین کہا جو دنیا کو آخرت کے بدلے لیتا ہی اوسنے اس سے بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہوگی حضرت ابو ذر
رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن لوگون سے بیٹھے باتین کر رہے تھے اونکی اہلیہ آئین اور کہا تم یہان بیٹھے ہو قسم خدا کی گہر مین کچھ نہین اونہون نے کہا ای عورت ایک بڑی سخت
گہاٹی مجھے در پیش ہی اوس سے کوئی نہ پار ہوگا مگر وہی جو سبکبار ہوگا وہ نیکبخت خوش ہوکر چلی گئی فصل ای عزیز جانتو کہ اس بات مین علما کا
اختلاف ہی کہ درویش صابر بہتر ہے یا تونگر شاکر مگر صحیح یہی ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یہ حدیثین جو ہمنے بیان کین سب اسی بات کی دلیل
ہین لیکن اگر تو اسکا بہید جاننا چاہے تو حقیقت حال یہ ہی کہ جو چیز بندے کو خدا کی یاد اور محبت سے باز رکھے وہ بری ہی کوئی تو ایسا ہوتا ہے
کہ درویشی اوسے باز رکھتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسے تونگری باز رکھتی ہے تفصیل اسکی یہ ہی کہ بقدر کفایت کا ہونا نہونے سے
بہتر ہی کہ اسقدر دنیا سے نہین بلکہ راہ آخرت ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہی کہ اے پروردگار آل محمد کو بقدر کفایت
قوت دیا کر اور جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوسکا نہونا ہونے سے اولی ہے یہ بات جب ہی کہ حرص و قناعت مین دونون کا حال یکسان
ہو اسواسطے کہ فقیر حریص اور امیر حریص دونون مال مین لگے ہوئے ہین اور اونکے دل مال مین اٹکے ہوئے ہین مگر فقیر کی صفات بشریت ٹوٹ
جاتی ہین اور جو رنج وہ دیکھتا ہی دنیا سے متنفر ہوتا جاتا ہی اور مسلمان کو جسقدر دنیا کی دوستی کم ہوتی ہے اوسیقدر خدا کی محبت بڑھتی
جب دنیا اوسکا قیدخانہ ہے تو گو کہ وہ اس بات سے کارہ ہی مگر مرتے دم اوسکا دل دنیا کی طرف بہت کم التفات کریگا اور امیر دنیا سے برخورداری
حاصل کر سکے اوس سے انس و محبت پیدا کر لیتا ہی تو مرتے دم دنیا کا چھوٹنا اوسپر بہت دشوار ہوتا ہی تو ان دونون مین بڑا فرق
ہوتا ہے بلکہ عبادت اور مناجات مین بھی ایسا ہی فرق ہے اسواسطے کہ مناجات اور عبادت مین فقیر جو لذت پاتا ہی امیر ہرگز نہین پاتا
امیر کا ذکر فقط زبان کی نوک اور ظاہر دل سے ہوتا ہی اور جبتک دل زخمی اور کوفتہ نہو اور آتش رنج واندوہ سے سوختہ نہو تبتک
لذت ذکر اوسکے اندر رہ نہین آتی اسیطرح اگر قناعت مین فقیر امیر دونون برابر ہین تو بھی فقیر امیر سے افضل ہے لیکن اگر فقیر حریص
ہو اور امیر شاکر اور قانع ہو کہ اگر وہ مال اوس سے چھوٹ جاتے تو وہ چندان ملول نہین ہوتا اور اوسکے شکر مین قائم رہتا ہی اور اوسکا
دل شکر و قناعت کے سبب سے طہارت پاتا ہے اور دنیا کی راحت و نعمتین آلودہ نہین ہوتا اور فقیر حریص کا دل حرص مین آلودہ
رہتا ہی مگر حسد اور رنج واندوہ کے باعث سے طہارت پاتا ہی یہ دونون آپس مین قریب قریب ہین اور حقیقت مین خدا سے ہر ایک

کی دوری اور نزدیکی دنیا سے نفرت اور محبت کی قدر ہوتی ہے لیکن اگر امیر ایسا ہو کہ اوسکے نزدیک مال کا ہونا نہ ہونا دونوں یکسان ہوں اور
مال سے فارغ البال ہو جو کچھ رکھتا ہو حاجت خلق کے واسطے رکھتا ہو جیسا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حال تھا کہ ایک دن لاکھ درم
خرچ کر ڈالا اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت بھی نہ مول لیا کہ اوس سے روزہ افطار کرتیں یہ درجہ اوس فقیر کے درجے کو پہونچیگا اور اس صفت پر نہو بہت بلند
مگر جب دونوں کے احوال برابر فرض کیے تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیر کا بہت بڑا کام یہی ہے کہ صدقہ دیوے اور خیر کرے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ فقیروں نے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ یا رسول اللہ دین و دنیا کی نیکی تو امیروں ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوٰۃ دیتے ہیں
حج اور جہاد کرتے ہیں اور ہم یہ نہیں کر سکتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیروں کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا
مرحبا بک تو ہیں جنکے تئیں ہم تو ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہے کہ میں اونہیں دوست رکھتا ہوں تو اونسے کہدے کہ جسنے خدا کے
واسطے فقیری پر صبر کیا اوسکے واسطے تین درجے ایسے ہیں کہ امیروں کے لیے نہیں ایک یہ کہ بہشت میں ایسے دریچے ہیں اہل بہشت کو وہ ایسے
معلوم ہونگے جیسے اہل دنیا کو ستارے اور وہ اور کسی کو نہیں ملینگے مگر پیغمبر یا فقیر یا شہید کو دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیروں کے
جنت میں جاوینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر ایکبار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہے اور امیر بھی کہتا ہے تو امیر فقیر کے درجے
کو نہیں پہونچتا اگرچہ اس کہنے کے ساتھ دس ہزار درم صدقہ بھی دے فقیروں نے کہا رضینا رضینا ہم راضی اور خوش ہوئے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ ذکر ایسا بیج ہے کہ جسکے دل کو بیج دنیا سے فارغ اور اندوہگین اور شکستہ پاتا ہے تو اوسمیں
بڑا اثر کرتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اوس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت پتھر سے پانی کی چھینٹیں اڑ جاتی ہیں
پس جب ہر ایک کا درجہ حق تعالی کی نزدیکی اور اوسکے ذکر کے ساتھ محبت اور مشغولی کی قدر ہے اور وہ مشغولی اوسیقدر ہوتی ہے جسقدر
اور چیز کی محبت سے فارغ البالی ہو اور امیر کا دل محبت دنیا سے فارغ نہیں ہوتا تو فقیر اور امیر کیونکر برابر ہوگا مگر شاید امیر اپنی طرف گمان
کرے کہ میں درمیان مال ہوں اور مال سے فارغ البال ہوں اور یہ دھوکا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی علامت وہی ہے جو
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کیا کہ لاکھ درم مٹی کے برابر جانکر خرچ کر ڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال
رہکر مال جمع کر رکھنا ممکن ہوتا تو پیغمبر علیہم السلام اوس سے اتنا حذر کیوں کرتے اور دوسروں کو حذر کرنیکا حکم کیوں فرماتے حتی کہ جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آتی تھی اور اپنے تئیں پیش کرنے لگی تھی تو آپنے فرمایا میرے پاس سے دور ہو میرے
پاس سے دور ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دنیاداروں کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اوسکا بریق حلاوت ایمان کو تم سے لیتا ہے
یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ حلاوت دل میں پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اسلیے کہ دو حلاوتیں ایک دل میں نہیں
آتیں اور عالم وجود میں دو ہی چیزیں ہیں ایک حق ایک غیر حق غیر حق سے جسقدر تو دل لگاویگا اوسیقدر حق تعالی سے دل اوٹھ جاویگا
اور جسقدر غیر حق سے دل ٹوٹیگا اوسیقدر حق تعالی کی قربت کے مزے لوٹیگا پس دنیا اور غیر حق ایسے ہیں جیسے دو سوکنیں دل چاہے
میکشی بہ جانفزا ستی خطا باطل ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو میں جس سے عاجز ہو ایک دم
سرد جو بھرتا ہے وہ تونگر کی اوس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس وہ کرتا ہے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے

عیالدار ہون اور بالکل ناچار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب دیا جسوقت تیرے اہل و عیال کہین کہ کھانا پانی نہین ہے اور تو اوسکے
مہیا کرنے سے عاجز ہے اور اہل و عیال کا درد تیرے دل مین ہو اوسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اوسوقت کی تیری دعا میری دعا سے
افضل ہے حالت محتاجی مین درویشی کے آداب الغرض جانو کہ باطن مین بھی آداب درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا
اور درویشی کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالی
کی سچی عنایت ہے کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ خوش نہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہو اگرچہ
درویشی بری معلوم ہے جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اوسکا درد بڑا معلوم ہوتا ہے مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے
یہ بھی بڑی بات ہے تیسری حالت یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالی سے ناراض ہو یہ امر حرام ہے اور ثواب فقر کو کھو دیتا ہے بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد
رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی وہی کرتا ہے جو کرنا چاہیے اور کیسا ہی اوسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ
نکرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب
ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضا الٰہی پر جھنجلانا اور ناخوش ہونا اوسکی علامت ہے اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نکرنا
اور شکر بجالانا اوسکی علامت ہے حدیث شریف مین ہے کہ اپنی محتاجی اور درویشی کو پوشیدہ رکھنا بھرا ہوا خزانہ ہے اور آداب یہ ہین کہ تونگرون
سے مخالطت اور فروتنی نکرے اور اونکی حق مین چکنی چپڑی باتین نہ بنائے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر جب
امیر کے گرد رہے تو جان لینا چاہیے کہ ریاکار ہے اور جب بادشاہ کے گرد رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چوٹا ہے دوسرا آداب یہ ہے
کہ بعض اوقات جو کچھ ہوسکے اپنا خرچ کرکے صدقہ دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت
لیجاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کس شکل پر ہوتا ہے فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نرکھتا ہو اور ایک دیدے
تو یہ ایک اوس سے افضل ہے کہ آدمی کثرت سے مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دے کسیکی عطا لینے کے آداب یہ ہین کہ جو چیز بے خواہش
ملی ہو اوسے نہ لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ بھی نہ لے لیکن اگر درویشون کی خدمتگزاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدر حاجت سے
زیادہ علانیہ لیکر فقیرون کو خفیہ دیگا تو یہ صدیقون کا درجہ ہے اور اگر اس امر کی طاقت نہ رکھے تو نہ لے تاکہ مالک یا آپ ہی مستحقون
کو پہونچا دے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اوسکا
قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی چیزین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین
احسان نہو وہ سیقدر لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص گھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپنے بکرا پھیر دیا اور گھی
پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کوئی دے
اور وہ رد کرے تو اوسنے خدا پر رد کی ہو کہ ایک درم اوٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے بھی یہی [illegible]
روایت کی کہ ایک دن کوئی شخص چاندی بھری ہوئی تھیلی اور ریشمی عمدہ عمدہ کپڑے اونکے پاس لایا اوسے قبول نکیا اور کہا کہ جو
شخص مجلس کرتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھیگا اور خدا کے پاس اوسکا کچھ حصہ نہوگا یہ

اسوجہ سے نہ قبول کیا ہوگا کہ مجلس سے ثواب آخرت اونھین مقصود ہوگا اور جانا ہوگا کہ اوسکا یہ عطیہ مجلس کے سبب سے ہے یہ نہ چاہا کہ خلوص
نیت باطل ہو جاسے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اوسنے کہا کہ ٹھہر جاؤ دیکھہ تو اگر قبول کرنے سے میری قدر تیری دل مین
زیادہ ہو تو مین قبول کرون حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کسی سے کچہ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر مین جانتا کہ زبان پر نہ لائیگا
تو لے لیا کرتا یعنی اگر مین لیلونگا تو یہ ڈینگ ہانکیگا اور احسان جتائیگا اور کوئی بزرگ تھے کہ وہ خاص دوستون سے لیتے اورون سے نہ لیتے اور سب
بزرگ احسان سے حذر کرتے تھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے کسی سے سوال نہین کیا مگر سری سقطی سے کہ اونکا زہد
جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہین کہ کوئی چیز اونکے ہاتھہ سے نکل جائے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے
ایک بزرگ نے کوئی چیز پھیر دی لوگون نے اونپر غصہ کیا اون بزرگ نے کہا کہ دینے والون پر مین نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز پھیر دی
اسواسطے کہ وہ کہتے پھرتے اونکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقہ کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل
نہو تو نہ لے اور اگر محتاج ہو تو پھیرنا نہ چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ جسے بے سوال کیے لوگون نے کچہ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا
رزق ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسے کچہ دین اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا مین مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے دین اور
وہ نہین دیتے حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالی کے واسطے ہمیشہ کچہ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سری سقطی
کہتے کہ ای احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کر ایکبار اونھون نے فرمایا کیا کہا پھر تو کہو حضرت سری سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے
حذر کر پھر سوچکر جواب دیا کہ اچھا اسے رکھہ چھوڑو ایک مہینے کا خرچ میرے پاس ہے وہ ہو جائیگا تو مین لیلونگا ۔ بلا ضرورت سوال
حرام ہونیکا بیان ای عزیز جانتو کہ سوال منجملہ فواحش ہے یعنی برا کام ہے اور فواحش بلا ضرورت حلال نہین ہوتے ۔ سوال منجملہ
فواحش اس سبب سے ہے کہ اوس مین تین برائیان ہین ایک یہ کہ مفلسی بیان کرنا خدا کی شکایت ہے اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچہ مانگے
تو اوسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اسکا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنی تئین ذلیل کرنا
اور مسلمان کو یہ لازم نہین کہ حق تعالی کے سوا اور کسیکے سامنے اپنے تئین ذلیل کرے ذلت سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ جب تک
ہو سکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اوسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اوسکے سامنے
ذلیل نہ ہو اگر یہ نہو سکے تو بلا ضرورت شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری برائی یہ ہے کہ دوسرے کو رنج دینا ہے کہ شاید جس سے سوال
کرے وہ جو کچہ دے بخوف ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دے اگر یون دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا
تو شرم و ملامت کی رنج مین گرفتار ہوگا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ صراحۃ نہ کہے کنایۃ کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہے وہ اگر تجاہل عارفانہ
کرنا چاہے تو کر سکے اور اگر صراحۃ کہے تو ایک شخص کا تعین نہ کرے بلکہ سبھون سے کہے لیکن اگر ایک ہی امیر آدمی وہان ہو جسپر کہ سب
اوس سے امیدوار ہون اور اگر وہ نہ دیگا تو اوسے ملامت کرینگے تو یہ بھی تعین کے مانند ہے اور اگر مستحق زکوۃ کے واسطے اوس شخص سے
کہیگا جسپر زکوۃ واجب ہے تو درست ہے کیونکہ اوسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحق زکوۃ ہے تو بھی درست ہے اور جو کچہ خوف ملامت یا شرم
سے کوئی شخص دے اوسکا لینا حرام ہے کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتوے دینے مین فقط زبان دیکھتے ہین اور

یہ فتوی اسی جہان مین کام آتا ہی اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہون کا قانون ہے اور اوس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب
دل یہ گواہی دیتا ہی کہ یہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہی تو اوسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ سوال حرام ہی مگر ضرورت
یا شدید حاجت کے واسطے درست ہی لیکن شان و شوکت بڑہانے کے واسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے
سوال کرنا نہ چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے جو عاجز ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نکر سکتا ہو یا کمائی تو کر سکتا ہو
لیکن طلب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب کرنا
واجب ہی اور اگر قوت کا محتاج ہی اور ایسی کتاب ملک مین رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جا نماز گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت
سے زیادہ رکھتا ہے تو اوسپر سوال کرنا حرام ہے اوسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے آپنے تئین یا اپنے اہل و
عیال کو مرفہ حال اور باشوکت و جلال رکھنے کے واسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اوسکے چہرہ پر بالکل ہڈیان رہی
ہڈیان ہونگی گوشت بالکل اُتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے
وہ دوزخ کی آگ ہی بہت لے خواہ کم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسقدر مال پاس رکھتا ہو
تو اوسے سوال کرنا نہ چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو
یہ جو آپنے فرمایا ہی کہ پچاس درم رکھتا ہو اسکے یہ معنی ہین کہ ایک آدمی کے پاس چاندی کے پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے
خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر نہ رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موسم ہو اور وہ اگر نہ مانگیگا تو تمام سال
محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہی اور صبح شام کا کھانا اوس شخص کے حق مین آپنے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کر سکتا ہو
تو ہر روز اسکے حق مین ایسا ہے جیسا اوسکے حق مین سال یہ حکم مدت کی نسبت ہی لیکن جنس حاجت کی تین اصلین ہین اول روٹی
کپڑا مسکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا جو اوسکی پیٹھ سیدہی
رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن جو اوسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت
بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نمدہ اور رزائی رکھتا ہو تو کمل اور شطرنجی کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی بدہنی رکھتا
تو آفتابہ کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورتین متفاوت ہین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت
نہو تب تک سوال نکرے کہ یہ بُری بات ہے فصل الغرض جانو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجہ کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلی علیین مین روحانیون
کے ساتھ رہین گے دوسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہینگے
تیسرے اس درجے کے فقیر ہین کہ مانگین مگر بضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ
تعالی نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرون کو تمنے کس حال پر چھوڑا جواب دیا کہ بہت اچھے حال پر اگر پاتے ہین تو شکر

کرتے ہین نہین پاتی ہین تو صبر کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ اسی حال پر تو مین نے بلخ کے کتون کو چھوڑا ہی شفیق نے پوچھا
کہ فقیر تمہارے نزدیک کیسی ہوتی ہین کہا نہین پاتی ہین تو شکر کرتی ہین پاتی ہین تو اپنا خرچ کرکے اورون کو دیدیتے ہین شفیق نے حضرت ابراہیم رحمہما اللہ
تعالی کے سر پر بوسہ دیا اور کہا حقیقت یہی ہی ایک شخص کہتا ہی کہ مین نے حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ تعالی کو دیکھا کہ ہاتھ پھیلا کر
سوال کرتے ہین مجھے تعجب معلوم ہوا حضرت جنید قدس سرہ سے ذکر کیا اونھون نے فرمایا کہ تو یہ نسمجھنا کہ اونھون نے خلق سے کچھ ملنے کو
ہاتھ پھیلایا ہوگا بلکہ خلق کے حق مین دعای خیر و ثواب مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا تاکہ خلق کا بھلا ہو اور اونکا کچھ نقصان نہو پھر کہا کہ
حضرت جنید نے حکم کیا کہ ایک ترازو لاؤ مین لایا سو درم تولکر ایک آنجورا بھر اور بیحساب اوس مین ڈالدیے اور فرمایا کہ یہ نوری پاس لیجا مجھے تعجب آیا
کہ تول تو اسواسطے ہوتی ہے تاکہ مقدار معلوم ہو اور پھر اور کیون ملادیے مین حضرت ابوالحسن نوری کے پاس لیگیا اونھون نے بھی ترازو
منگائی اور سو درم تولکر کہا کہ یہ پھیر کر اونہی کو دیدو اور باقی لیلیے اور فرمایا ہان جنید مرد حکیم ہے جانتا ہی کہ دونون طرف سے رسی بچا کے
رکھی ہین اس امر سے بہت متعجب ہوا پھر وہ سو درم جو پھیر دیے تھے حضرت جنید کے پاس مین لیگیا اور یہ ماجرا بیان کیا فرمایا اللہ غنی جو درم
اونکے واسطے تھے وہی لیے اور جو میرے لیے تھے وہی پھیر دیے مین نے عرض کیا کہ یہ کیا اسرار ہی فرمایا کہ یہ سو درم ثواب آخرت کے واسطے تھے
اور وہ جو زیادہ تھے خدا کے واسطے تھے جو خدا کے واسطے تھے وہ قبول کیے اور اپنے واسطے جو مین نے دیے تھے وہ پھیر دیے اوس زمانے
مین ایسے ایسے فقیر کامل ہوتے تھے اور اونکے دل سقدر صاف ہوتے تھے کہ بے کہے ہوسے دوسرے کے دل کی بات سے خبر رکھتے تھے اگر کوئی
شخص اس صفت پر نہو تو بارے اس درجے تو کم نہو کہ اس صفت کی آرزو مین ہی اگر یہ بھی نہو تو بھلا ان باتون کا ایمان تو لاوے زہد
کی **حقیقت اور فضیلت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ جو شخص گرمی کے وقت یخ رکھتا ہی اور اوسکا لالچی ہوتا ہی کہ جب پیاسا ہوگا
تو پانی اس مین ٹھنڈا کرکے پیونگا اور دوسرا آدمی آکر برابر سونا دیکر اوس یخ کو مول لینے کا ارادہ کرتا ہی تو اوس شخص کو یخ کا لالچ جاتا ہے اور
اپنے جی مین کہتا ہی کہ اگر آج گرم پانی پیکر صبر کرتا اور یہ سونا تمام عمر میرے پاس ہی تو یخ رکھ چھوڑنے سے یہ بہتر ہی کیونکہ یخ ٹھہرتی نہین
رات کو پگھل جائیگی تو بہتر چیز یعنی سونے کے مقابلے مین یخ کی خواہش باقی رہنے کو زہد کہتے ہین کہ یخ کے باب مین زہد حاصل ہوا دنیا
کے باب مین عارف کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہی کہ اوسنے دنیا کو دیکھا کہ یہ روان ہے اور ہمیشہ گھٹتی ہی جاتی ہی اور موت کے وقت تمام ہوجاتی
اور جب آخرت کو دیکھتا ہی تو صاف اور باقی پاتا ہے کہ ہرگز تمام ہی نہوگی تو آخرت کے سامنے دنیا اوسکی نظر مین حقیر معلوم ہوتی ہے
دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈالتا ہی اور دنیا ترک کرکے آخرت اختیار کرتا ہی کہ آخرت دنیا سے بہتر ہی اس حالت کو زہد کہتے ہین بشرطیکہ دنیا کی
مباح چیزون مین یہ زہد ہو اسواسطے کہ ممنوعات شرعی سے حذر کرنا تو تمام خلق پر فرض ہی ہے اور شرط یہ ہی کہ قدرت کے ساتھ دنیا سے بیزار
ہونا چاہیے اگر کوئی شخص دنیا پر قادر ہی نہین تو اوس سے زہد ہو ہی نسکیگا مگر یہ کہ ایسا ہو کہ اگر اوسے دنیا دین تو نلے یہ بات جب تک آزمائین
تب تک نہین معلوم ہوسکتی اسواسطے کہ آدمی کو جب قدرت حاصل ہوتی ہے تو نفس اور ہی صفت پر ہوجاتا ہی اور یہ جو اوسنے فریب کے
رکھا تھا جاتا رہتا ہی اور شرط یہ ہی کہ مال و جاہ کو ترک کردے اونکی حفاظت نکرے اسواسطے کہ زاہد مطلق وہی ہے جو دنیا کی سب لذتون کو
بالای طاق رکھے اور لذت آخرت کے ساتھ بدلا کرے یہ ایک معاملہ و بیع ہی اور اوس بیع مین بڑا نفع ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ پھر فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ یعنی حق تعالیٰ نے مسلمانون کا جان و مال بہشت کے بدلے مول لیا اور فرمایا یہ بیع تمھین مبارک ہوا ور تم خوش ہو کہ اس بیع سے تمھین بڑا نفع ہوا یعنی جانتو کہ جو شخص اظہار سخاوت کے واسطے یا طلب اجرت کے سوا اور کسی سبب سے دنیا ترک کرے وہ زاہد نہین ہوتا اور جانتو کہ دنیا کو آخرت کے عوض بیچنا یہ بھی عارفون کے نزدیک ایک ضعیف ساز ہد ہے بلکہ عارف وہی ہے جو دنیا کی طرح آخرت سے بھی سروکار نہ رکھے اسواسطے کہ بہشت بھی آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا حصہ ہے بلکہ ان سبکو چشم حقارت سے دیکھے اور جن چیزون مین شہوات کی رو سے بہائم شریک ہین اونکی طرف التفات نہ کرکے اپنی بزرگی کیلیے رہے بلکہ دنیا اور آخرت سے خدا کے سوا اور کچھ نہ چاہے اور اسکی معرفت اور مشاہدے پر قناعت کرے اوسکے سوا اور جو کچھ ہے سب اوسکی نظر مین حقیر ہو جائے یہ عارفون کا زہد ہے اور یہ درست ہے کہ یہ عارف مال سے گریز اور عذر نہ کرے بلکہ لیکر بجا صرف کرے اور مستحقون کو دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام روی زمین کا مال ونکے ہاتھ تھا اور وہ اوس سے فارغ البال تھے بلکہ جیسے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایکدن لاکھ درم صرف کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت نہ مول لیا پس عارف کے ہاتھ مین اگر لاکھ درم ہون تو بھی وہ زاہد ہوتا ہے اور کسیکے پاس ایک درم بھی نہ ہوتا ہم وہ زاہد نہین ہوتا بلکہ کمال اس بات مین ہے کہ دنیا سے دل ٹوٹ گیا ہو نہ دنیا کی تلاش ہو نہ اوس سے بھاگے نہ اوسکے ساتھ جنگ کرے نہ صلح نہ اوسے دوست رکھے نہ دشمن اسواسطے کہ جو شخص جس چیز کو دشمن رکھتا ہے تو دوست رکھنے والے کیطرح وہ دشمن رکھنے والا بھی اوس چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے اور کمال اسی بات مین ہے کہ آدمی ماسوی اللہ سے بالکل فارغ البال ہو دنیا کا مال اوسکے نزدیک آب دریا کے مثل ہو اور اپنا ہاتھ خزانہ خدا کے مانند وہ زیادہ ہو یا کم آئے یا جائے نہ پروا ہو یہی فارغ البالی ہے کمال بھی ہے مگر احمقون کے دھوکا کھانیکا محل ہے اسواسطے کہ جو شخص مال کو نہین چھوڑ سکتا وہ اپنے تئین یہ دھوکا دینے لگتا ہے کہ مین اس مال سے فارغ البال ہون اگر کوئی مستحق اوسکا یا اور کسیکا مال یا دریا کا پانی لے اور وہ ان چیزون مین فرق کرے تو وہ دھوکے مین ہے اور اوسکے دل مین مال کی محبت ہے پس اصل یہی ہے کہ آدمی قدرت رکھکر مال سے دست بردار ہو اور بھاگے تاکہ اوسکے جادو سے چھوٹے حضرت عبد اللہ مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص نے کہا یا زاہد اونھون نے فرمایا کہ عمر ابن عبد العزیز زاہد ہے کہ دنیا کا مال اوسکے ہاتھ مین ہے اور باوصف اسکے اوس مال پر قادر ہے اوس مال مین زہد اختیار کیے ہوے ہے اور مین تو کچھ رکھتا ہی نہین مجھے کیا زاہد ہو سکیگا ابن لیلیٰ نے ابن شبرمہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ ابو حنیفہ جولاہے کا لڑکا میرے فتوی کو رد کرتا ہے اونھون نے فرمایا کہ مین یہ نہین جانتا کہ وہ جولاہے کا فرزند ہے یا کیا ہے مگر یہ جانتا ہون کہ دنیا اوسکی طرف متوجہ ہے اور وہ اوس سے بھاگتا ہے اور ہماری طرف سے دنیا منہ پھیرے ہوے ہے اور ہم دنیا کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب تک آیت نہین نازل ہوئی مِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ تب تک مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ ہم لوگون مین ایسا بھی کوئی ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور جب مسلمانون نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ کس کام مین خدا کی محبت ہے تو سب وہی کام کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا عَلَیْھِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِیَارِکُمْ مَّا فَعَلُوْہُ اِلَّا قَلِیْلٌ مِّنْھُمْ العزیز جانتو کہ شیخ کو موت سے بہتر کچھ بڑی بات نہین اسواسطے کہ ہر عقلمند کہہ سکتا ہے اور دنیا کی نسبت آخرت کے ساتھ اوس نسبت سے بہت ہی کم ہے جو شیخ کو موت کے ساتھ ہے لیکن خلق تین سبب سے یہ بات نہین جانتی

ایک ضعف ایمان کے سبب سے دوسرے غلبۂ شہوت کے سبب سے جو فی الحال ہو تیسرے سستی اور آج کل کرنے کے سبب سے اور پانچ تین وعدہ وغیرہ کی وجہ سے کہ اسکے بعد کرینگے اکثر غلبۂ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ سرمست آدمی اوس سے باز نہین آتا دم نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے

زہد کی فضیلت کا بیان

اے عزیز جانو کہ جو کچھ محبت دنیا کی مذمت مین ہم نے بیان کیا وہ فضیلت زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی دوستی منجملہ مہلکات ہے اور اوسکی دشمنی منجملہ منجیات ہے دنیا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات و احادیث وارد ہین انمین ہم یہان بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اوسے حق تعالی نے اہل علم کے ساتھ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ قارون جب جاہ و حشم فوج و خدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو ہر ایک تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ و حشمت مجھے ملتی وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہل علم تھے اونھون نے یہ کہا کہ ثواب اس سب سے بہتر ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین چالیس دن زاہد رہتا ہے اوسکے دل مین حکمت کی نہرین جاری ہو جاتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھے دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ بحق مین مومن ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ میرا دل دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک پتھر اور سونا دونون برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پانا تھا وہ پاچکا اوسکی حفاظت کر پھر فرمایا عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهُ یعنی یہ بندہ ہے کہ حق تعالی نے اسکا دل روشن کردیا اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَّهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکے سبب سے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ اس سرای فانی سے دل اچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہو موت سے پہلے سامان موت مہیا کرنے لگے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شرم رکھنے کا حق ہے ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے نہ کھا سکوگے اور ایسی جگہہ گھر کیون بناتے ہو جہان نہ رہوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ سلامتی سے لاوے اسکے کہ اور کسی چیز سے ملا نہ اوسکے واسطے بہشت ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوس چیز کی تفسیر کیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا کی محبت اور تلاش ہے جسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین اور انکے افعال جبارون کے سے ہوتے ہین جو شخص اس حالت سے لا الہ الا اللہ سلام لائیگا اور یہ بات اوس مین نہ ملائیگا بہشت اوسکی جگہہ ہوگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اوسکے دل پر حق تعالی حکمت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اوسکی زبان کو حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے اور دنیا کی آفت اور بیماری اور دارو اور درمان اوسے بتادیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ اوسے جنت مین لیجاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن صحابہ کے ساتھ اونٹون کے گلے کی طرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کا بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ مالیت بھی ہوتی ہے اور دودھ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپ نے اوس طرف سے منہ پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالی نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الآیہ حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو ہم آپ کے
واسطے گھر بنائین کہ آپ اوس مین عبادت کیا کرین فرمایا کہ جاکر پانی پر گھر بناؤ عرض کیا کہ بھلا پانی پر کیونکر مکان بنا سکین گے فرمایا کہ محبت دنیا کے
ساتھہ کوئی عبادت کسطرح کر سکیگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ اگر تو چاہتا ہی کہ خدا تجھے دوست رکھے
تو دنیا سے دست بردار ہو جا اور اگر تو یہ چاہتا ہی کہ لوگ تجھے دوست رکھین تو جو کچھ اونکے پاس ہی اوس سے ہاتھہ کھینچ رہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنے والد
ماجد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ غنیمت کا مال جب شہرون سے آیا کرے تو اس کپڑون سے بہتر لباس اور اس کھانے سے خوشتر طعام پکوایا کیجیے اور اپنے رفقا
کے ساتھہ بیٹھکر کھایا کیجیے فرمایا کہ اے حفصہ شوہر کا حال جورو سے زیادہ کوئی نہین جانتا تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
حال خوب جانتی ہو تمھین قسم ہی خدا کی بیان تو کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی برس نبوت مین گذرے کہ آپ اور آپکے گھر والے جب صبح
کو سیر ہو کر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے جب رات کو آسودہ ہو کر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمھین قسم ہی خدا کی کہ فتح خیبر کے دن تک
کتنی برس آپ کو پیٹ بھر خرمے نہین ملے اور تمھین قسم خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایکدن خوان مین آپکے سامنے کھانا رکھا آپکو یہ ایسا برا معلوم
ہوا کہ چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا تھی کہ آپکے فرمانے کے بموجب زمین پر کھانا رکھدیا گیا اور تمھین قسم خدا کی کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ
سوتے تو کملی کی دو تہین کر کے اوسپر سوتے ایکدن چارتہ کر کے کملی بچھائی وہ زیادہ نرم ہو گئی دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے
نماز شب سے مجھے باز رکھا جسطرح بچھایا کرتے تھے اسیطرح دو تہین کر کے بچھایا کرو دو سے زیادہ تہین نہ کیا کرو اور تمھین قسم خدا
کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دہوتے بلال اذان کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک نہ ہو جاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے کہ آپ دوسرا
کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ قبیلہ بنی ظفر کی ایک عورت آپکا تہبند اور چادر بنتی تھی دونون کپڑے نہین بنے ہوے
تھے اوس نے ایک ہی آپکے پاس بھیجدیا آپ اسطرح اوسے باندہی اور اوڑہی ہوی باہر تشریف لائے کہ آگے کیطرف گرہ لگی تھی
اور پشت مبارک پر بھی اوسکو ڈالے ہوے تھے اسکے سوا دوسرا کپڑا حضرت پاس تھا حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا
کہ ہان مین یہ سب حال جانتی ہون سچ ہے پھر حضرت عمر اور حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما دونون اتنا
روئے کہ بیہوش ہو گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی محمدؐ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ چل بسے مین اگر انکی راہ پر چلونگا تو اونکے پاس پہونچونگا ورنہ مجھے اور ہی راہ لیجائین گے مجھے
چاہیے کہ اونکی طرح مین بھی صعوبت کے ساتھہ بسر کرون تاکہ اونکے ساتھہ راحت جاوید پاؤن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ایک صحابی نے پہلے طبقہ کے تابعین سے کہا کہ تمھاری عبادت تو صحابہ کی عبادت سے زیادہ ہی مگر صحابہ تمسے بہتر تھے
اسواسطے کہ دنیا کے بارہ مین وہ تمسے زیادہ زاہد تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے
کہ زہد دنیا مین راحت دل بھی ہی اور راحت تن بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہی کہ جو شخص دنیا کی بابت مین
زاہد ہو اوسکی دو رکعت نماز سب عابدون کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ عبادت
خلوص کے ساتھہ جب ہوتی ہے کہ آدمی چار چیزون سے نہ ڈرے گرسنگی سے برہنگی سے درویشی سے خواری سے

زہد کے درجون کا بیان اے عزیز جانو کہ زہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھ تو کھینچ لے مگر دل دنیا مین لگا ہے لیکن مجاہدہ اور صبر کرتا ہے ایسے آدمی کو متزہد کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اوسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو مگر اپنے زہد کا اوسے خیال رہتا ہے اور اپنے زہد کو بڑا کام جانتا ہے ایسا آدمی زاہد تو ہے مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اوسے اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اوسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو وزارت کا امیدوار ہو کر کسی بادشاہ کے در دولت پہ جا کر دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اوسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اوس کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈالدے تاکہ وہ کتا اوس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھوڑا کر حضور بادشاہ سے سرفراز ہوا اور عہدہ نیابت سے ممتاز ہو تو یہ ممکن ہی نہین کہ اس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے اے عزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہے اور شیطان ایک کتا کہ در دولت پر بھونکتا ہے جب اوس لقمے کو اس کتے کے سامنے پھینک دے یا تو تجھ سے باز رہیگا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اوس سے بھی زیادہ کم حقیقت ہے جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدۂ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہے اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور دنیا کی نہایت ہے اور نہایت والی چیز کو بے نہایت شی سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ سے عرض کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد عرض کیا کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اوس مین زہد کرسکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تاکہ آدمی اوس مین زہد کرسکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اوسکے لحاظ سے زہد کو تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی اسواسطے زاہد ہو کہ عذاب آخرت سے فقط نجات پائے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی نے ایک دن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالی سے بڑی دلیری کی کہ اوس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہے کہ ثواب آخرت کے واسطے زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہے اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہے یہ راجیون یعنی امیدوارون کا زہد ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی امید بلکہ خود محبت الٰہی نے دنیا و آخرت دونون اوسکے دل سے بھلا دی ہون خدا کے سوا جو کچھ ہے اوسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے جنت کا ذکر کیا فرمایا الجار ثم الدار یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہے شعر وعدۂ دیدار چون در جنت آمد لاجرم عاشقان جنت برای دوست میدارند دوست ✽ جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اوسے بہشت کی لذت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی کرنے کی لذت کے مقابلے مین لڑکون کو چڑیا سے کھیلنے کی لذت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بادشاہی کی لذت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسیطرح جناب الٰہی کے مشاہدے کے سوا جس شخص کا اور کچھ مقصود ہے وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کرکے زہد کرتے ہین اوسکے لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہے مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین آدمی کے نفس کو کچھ بھی حظ ہے اور اوس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور راہ دین مین اوسکی کچھ حاجت نہین اوسے ترک کرے کیونکہ مال

جاہ کھانے پہننے کہنے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتی ہین
دنیا ان سے عبارت ہے اور جو کچھ شرف نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے
سے فقط یہی مقصود ہے کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے
ہین کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت اقوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اوسی ترک کردے
اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی سے لوگون نے پوچھا کہ حق تعالی
جو فرماتا ہے کہ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ تو کونسا دل سلیم ہے فرمایا کہ سلیم وہ دل ہے جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہو حضرت
یحیی ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظ نفس ہے حتی کہ
ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہو ہو گئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے از راہ شفقت ارشاد فرمایا کہ بیٹا پشمینہ
کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہ اے یحیی تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ
پہن لیا اے عزیز جان تو کہ یہ نہایت درجے کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اوسیقدر ہوتا ہے
جسقدر اوس نے ترک لذات کیا اور جسطرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہے اوسیطرح بعضے حظوظ نفس مین زہد بھی درست ہے
درست ہونیکے یہ معنی ہین کہ بے ثواب اور بیفائدہ نہوگا مگر تائب اور زاہد کے واسطے جن مقامون کا آخرت مین وعدہ ہے
وہ اوسی زاہد اور تائب کے واسطے ہین جو سب لذتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے **زاہد کو دنیا
مین جن جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے اوسکا مفصل بیان** اے عزیز جان تو کہ خلق قیدخانہ دنیا مین آ پڑی
اور اس قیدخانہ کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورد و نوش پوشش گھر اثاث البیت
جورو جاہ و مال پہلی قسم طعام ہے اسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنی درجہ وہ چیز ہے
جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جو اور باجرہ اور ساتین کی روٹی ہے اور اعلی درجہ گیہون کے
بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اوسکا کھانا ہوا لا زہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہو گیا اور مقدار مین
ادنی درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھا من اور نہایت درجہ ایک مد ہے شرع مین درویش کے واسطے یہی مقدار مقرر
ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہیگا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھہ چھوڑنے مین اعلی درجہ یہ ہے
کہ جسقدر سے ایک وقت بھوک جاتی رہے اوس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی
امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھہ چھوڑے اور
کمترین درجہ یہ ہے کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھہ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھہ چھوڑیگا تو زہد سے محروم رہیگا اسواسطے
کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھیگا اوس سے زہد راست نہ آئیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت
یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ بھوک پر صبر نہین کرسکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نان خورش مین

ادنی درجہ سرکہ اور ساگ ہے اور متوسط درجہ روغن ہے اور جو کچھ روغن سے بناتین اور اعلی درجہ گوشت ہے اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا
کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر مین دو ایکبار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل نکل جائیگا اور کھانے کے
وقت مین یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر مین ایکبار سے زیادہ نہ کھاتے اگر دو دن مین ایکبار کھاتے تو یہ پورا زہد ہے اگر
ایکدن مین دو مرتبہ کھائیگا تو یہ زہد نہین جو شخص زہد کو جاننا چاہے اوسے چاہیے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوة
اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جان لے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس
شب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچھ غذا نہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ جو شخص جنت طلب کرتا ہے اوسکے واسطے جو کی روٹی کھانا اور کتّون کے ساتھ گھور پر سونا بس ہے اور حوارین سے فرمایا
کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہون کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اوسکے شکر پر نہ قائم رہ سکوگے دوسری مہم لباس ہے
زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتی کہ جب وس کپڑے کو دہوتے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد
نہین ہے کمتر لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس مین ٹاٹ ادنی ہے
اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلی ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہوگا جناب سلطان الانبیا
علیہ افضل الصلوة والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک کملی اور ایک
موٹا تہبند لائین اور فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے
جسمین شہرت ہو تو جب تک وہ اوس لباس کو اوتار نڈالے تب تک خدا اوس سے خفا رہتا ہے اگرچہ وہ اوسکے نزدیک دوست ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کپڑون یعنی کمل اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک
ایسی میلی ہو جاتی تہ لوگون کو روغنگر کے کپڑون کا دہوکا ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایکبار ایک کپڑا ہدیہ آیا
اوس مین بوٹے بنے تھے آپ نے پہنا پھر اوتار دیا اور فرمایا کہ اسے ابوجہیم پاس لیجاؤ اور اوسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے
نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کرلیا ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین مین نیا پٹا لگایا تھا فرمایا کہ وہی پرانا پٹا
ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز مین اسپر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپنے منبر پر اونگلی سے مہر کی انگوٹھی نکال ڈالدی اس لیے
کہ آپ کی نظر اوسپر پڑی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اوسپر اور ایک نظر تمپر پڑنا مناسب نہین ایکبار آپ کے واسطے نئی نعلین شریفین لاتے
آپ نے حق تعالی کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اوسے آپنے وہ نعلین عنایت فرمائین اور ارشاد کیا کہ یہ میری
نگاہ مین اچھی معلوم ہوئین مین ڈرا کہ مبادا حق تعالی مجھے دشمن ٹھہرا لے اسیواسطے مین نے سجدہ کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر فردای قیامت کو تم مجھسے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زاد سفر کی
قدر پر قناعت کرو اور جبتک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اوتارو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے
پر چودہ پیوند لگے ہوے لوگون نے گنے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے مین تین درم کا

پیراہن مول لیا اور آستینین جسقدر ہاتھہ سے لمبی تھین پھاڑ ڈالین اور فرمایا کہ اوس خدا کا شکر جسنے یہ خلعت عنایت فرمایا ایک بزرگ کہتے ہین
کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے جوتی سمیت جب ہم نے آنکے تو ایک درہم اور چار دانگ سے زیادہ قیمت نہ اوٹھی حدیث شریف
مین ہے کہ جو شخص لباس فاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہو اور فروتنی کی راہ سے سادہ لباس پہنے بہشت مین داخل ہو تو حق تعالی پر اوسکا حق
ہوجاتا ہے کہ اسکے بدلے جنت کی عجیب و غریب پوشاک یاقوت کی کشتیون مین رکھکر اوسے عنایت فرمائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ائمہ ہدی سے عہد لیا ہے کہ اونکا لباس ادنی لوگون کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ اونکی پیروی کرین اور فقیر
لوگ شکستہ دل نہون فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی امیر مصر تھے لوگون نے اونہین دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوے ننگے پاون پھرتے ہین
کہا تم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیر شہر ہو اونھون نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناز و تنعم سے ہمین منع فرمایا ہے
اور ارشاد کیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاون بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی جامہ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے اونھون نے
پوچھا کہ تمنے صوف کیون پہنا ہے یہ چپ رہے پھر کہا کہ جواب کیون نہین دیتے بولے اگر یہ کہتا ہون کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اس مین
اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہون کہ مفلسی کے سبب سے پہنا ہے تو اس مین حق تعالی کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون
نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیون نہین پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑون سے کیا کام اگر کل آزاد ہو جاونگا تو اچھے کپڑون سے محروم نہ ہونگا
خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس ٹاٹ تھا رات کو نماز پڑھتے وقت اوسے پہن لیتے دن کو نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن
بصری رحمہ اللہ تعالی نے فرقد سنجی سے کہا کہ یہ کمل جو تم اوڑھے ہوے ہو اسکے سبب سے سمجھتے ہو گے کہ تمھین اورون پر بزرگی ہے مین نے سنا ہے کہ اکثر
کمل پوش دوزخی ہونگے تیسری مہم مسکن ہے اسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کے واسطے آدمی مقرر نکرے بلکہ مسجد یا مسافر خانہ کے کونے
پر قناعت کرے اور اعلی درجہ یہ ہے کہ ایک کوٹھری مول لیکر یا بطور کرایہ اپنے قبضے مین رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اوسپر نقش و
نگار ہون اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایۂ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے
کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئین بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگون نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
پہلا طول امل جو دنیا مین پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگون نے گچ کیے ہوے مکان کی بنا ڈالی اور کپڑے مین متعدد چاک کرکے سینے لگے پہننے
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ایک چاک سے زیادہ کپڑے مین نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک
اونچا خانہ بنایا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اوسے منہدم کر دیا ایکدن کسی بلند گنبد کیطرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا گذر ہوا پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگون نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اوسکی طرف نظر نہین
کی اوسنے جب اس خفگی کا سبب پوچھا لوگون نے بیان کیا تو اوسنے اوس گنبد کو مسمار کر ڈالا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس سے
خوش ہوے اور اوسکے حق مین دعاے خیر فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تمام عمر نہ تو اینٹ پر اینٹ جمائی نہ لکڑی پر لکڑی باندھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی خرابی چاہتا ہے
اوسکا مال پانی اور مٹی مین برباد کرتا ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے

پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کرتے ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ نرکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہو گیا ہم اوسے درست کرتے ہین فرمایا کہ کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سر پر کھڑی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائیگا قیامت کے دن اوسے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سر پر اوٹھائے اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اوسے ثواب ملیگا مگر جو کچھ خاک پانی مین صرف کرتا ہے اوسے اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے نرکل کا گھر بنایا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹون کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اوسے یہ بھی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت مین اوسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جس مین گرمی سردی سے امن ہو وبال نہوگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے شام کو راستے مین ایک اونچی عمارت پختہ اینٹون کی بنی ہوئی دیکھکر فرمایا کہ مین ہرگز نجانتا تھا کہ اس امت مین لوگ ایسی عمارت بنائینگے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی خواہش فرعون نے کی تھی اور کہا تھا فَاَوْقِدْ لِیْ یَا ہَامَانُ عَلَی الطِّیْنِ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ جب چھہ گز سے اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکارا کرتا ہے کہ او گنہگارون کے سردار تو کہان چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا چاہیے آسمان کی طرف کیون چلا آتا ہے حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھرون کی چھت مین ہاتھہ لگ جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب نہین کہ مکان بنا کر چھوڑ جاے اوس شخص سے البتہ تعجب ہے جو یہ امر دیکھے اور عبرت نہ لے چوتھی مہم گھر کا اسباب ہے اس باب مین حضرت عیسی علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجہ اعلی ہے کہ وہ کنگھی اور پیالے کے سوا اور کچھہ اسباب خانگی نہ رکھتے تھے کسیکو دیکھا کہ انگلیون سے داڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینک دی ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینک دیا اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیزین رکھے مٹی کی ہون خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے برتن رکھیگا تو زہد نہ رہیگا اگلے بزرگون نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کئی کامون مین استعمال کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوی مبارک مین کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھکر بہت روئے آپ نے فرمایا کیون روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین یہ روتا ہون کہ قیصر وکسری وغیرہ دشمنان خدا اون نعمتون مین ہین اور خدا کا رسول اور دوستان مصیبتون مین فرمایا ای عمر تو اس بات سے خوش نہین ہوتا کہ اونھین دولت دنیا نصیب ہوئی اور ہمین نعمت آخرت عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین خوش ہون فرمایا کہ ای عمر تو جان لے کہ جیسا مین نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گیا اونکے گھر بھر مین کچھہ نتھا اوس شخص نے کہا کہ ابوذر تمہارے گھر مین کچھہ نہین جواب دیا کہ میرا ایک اور گھر ہے جو کچھہ میرے ہاتھہ لگتا ہے مین وہان بھیجدیتا ہون یعنی دار آخرت مین اوس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر مین رہو گا تبتک کچھہ اثاث البیت ضرور ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالی مجھے یہان نہ رہنے دیگا جب عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے پوچھا کہ متاع دنیا سے تمہارے پاس

کیا کیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اوسپر سہارا کرتا ہون اپر اوس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان
ہے اوس مین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اوس مین کھانا کھاتا ہون اور اوسی سے سر اور کپڑا دہوتا ہون اور ایک لوٹا ہے
اوسی مین پانی پیتا ہون اور اوسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل مین اور جو اسباب دنیوی میرے پاس ہے وہ انکی فرع ہے جناب سلطان الانبیا
علیہ الصلوۃ والثنا ایکبار سفر سے جناب سیدۃ النسا حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائے دروازہ پر پردہ پڑا دیکھا
اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھون مین چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر برا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جب یہ دریافت ہوا
کہ آپ اس وجہ سے پھر گئے تو اون دونون کڑون کے تین ڈیرہ درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب
سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے خوشدل ہوے اور فرمایا تمنے اچھا کام کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے
گھر مین ایک پردہ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجا کر
فلانے آدمی کو دیدو ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبکو دوہری
کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ و تاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے
میری نیند اچاٹ دی حضرت صدیقہ نے وہی کملی پھر بچھادی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجت مین ایکبار لوگ مال لائے
آپ نے سب بانٹ دیا چھ دینار باقی رکھے تمام شب آپ کو نیند نہ آئی حتی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسیکو دیدیے تب آرام سے نیند آئی اور سوئے
فرمایا کہ اگر مین مر جاتا اور چھ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ستر صحابہ کو مین نے
اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنتے تھے اوسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے نہ بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اوس
کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان عیینہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین زہد نہین ہے
اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بی بیون کو دوست رکھتے تھے اور آپکے نو محل تھے امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ باین زہد چار زن منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے الغرض جانو کہ اس سے ان حضرات کا یہ مقصود ہے کہ
یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دست بردار ہو جائے کہ اوسے لذت مباشرت نہ حاصل ہونے پائے اسلیے
کہ نکاح کے سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقای نسل کے ساتھ اور بہت سے فائدے ہین نکاح نکرنا ایسا ہے جیسے کوئی
شخص کھانا پینا چھوڑ دیتا کہ اوسے کچھ لذت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہو جائیگا اور اوسکے سبب سے نسل منقطع ہو جائے گی
اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کریگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھ نکاح کی خواہش
کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی کا نکاح خوبصورت عورت کے
ساتھ لوگون نے ٹھرا کر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے اونہون نے اوس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب
دیدیا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید مبتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچاتے رہے
کسب اور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی اون ہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے اسواسطے کہ [illegible]

خیال بٹ جاتا ہی اور کبھی نہین ہوتی تھی مہم جاہ و مال ہے ربع مہلکات مین ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ دونون زہر ہین مگر اسمین سے بقدر
حاجت تھا اتفاق ہو منجملہ دنیا نہین بلکہ جو چیزین کہ دین مین ضرور ہین وہ بھی اون مین سے ہین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی وقت
کسی سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل مین تیرا دوست ہون تو نے مجھسے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بار خدایا مین سمجھا تا کہ دنیا کو
تو دشمن رکھتا ہی تجھسے دنیا مانگتے ڈرا حکم آیا کہ ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا مین سے نہین غرضکہ آدمی نے خواہشون اور بقدر حاجت سے
زیادہ چیزون کو جب خیال آخرت سے چھوڑ دیا اور جاہ و مال سے بقدر ضرورت پر اکتفا کی تو اوسکا دل جاہ و مال سے الگ ہٹتا ہی اور وہ دنیا
کو دوست نہین رکھتا اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اوس جہان مین جائیگا تو اوسکا سر نیچے اور منہ پیچھے نہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر
نہ دیکھیگا دنیا کو وہی پھر پھر کر دیکھتا ہی جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہ جانتا ہی اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کی مثل ہوتی ہی یعنی وقت
حاجت کے سوا کبھی اوسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکر جب اس حاجت سے چھوٹا تو دنیا کی طرف کب التفات کرتا ہی اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہی
اوسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی شخص کسی جگہہ ہنس پائیگا اور اوس جگہہ اپنی گردن زنجیرون سے مضبوط باندھی یا اپنے سر کے بالون سے اوس جگہہ پر مضبوط گرہ لگائے
حتی کہ اوسے جب اوس جگہہ سے اوٹھائین تو سر کے بالون کے سبب سے لٹکا ہی جب تک سر کے سب بال نہ اوکھڑ جائین تب تک اوس جگہہ سے
نہ چھوٹے جب اس جگہہ سے پاین کشاکش چھوٹے تو وہ سر کے بال اوکھڑنے کا زخم اوسکے ساتھ رہی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا اور مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہین خوش ہوتی ہو وہ اگر تمہین دیکھتے
تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم اونھین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اسوجہ سے بلا اور مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے
بر خاستہ خاطر رہین اور مرتے وقت کسی چیز مین اونکا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم ؛

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

ای عزیز از جان اس بات کو جان کہ اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور
تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہی اور صدق و اخلاص
نیت ہی مین ہوتا ہی جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کی معنی اور دوسرے
باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقت صدق بیان کرتے ہین پہلا باب نیت کے بیان مین ای عزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت
جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہی اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالی عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی تمہارے اعمال کو نہین دیکھتا تمہارے دل اور کردار کو دیکھتا ہی دل کو اسیواسطے دیکھتا ہی کہ وہ محل
نیت ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت
رکھتا ہی جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی پر یا حج کو خدا کے واسطے جاتے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے ہی اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے
کہ مال ہاتھ آئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے نہین بلکہ جو اوسکی نیت ہی اوسی کی ہجرت ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت کے بہت سے شہید تکیہ بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے

ہین کہ اونکی نیت خدا خوب جانتا ہی اور فرمایا ہی کہ بندہ بہت نیک کام ایسی کرتا ہی کہ ملائکہ اون کاموں کو بلند کرتے ہین اور حق تعالی فرماتا ہی کہ ان کاموں کو اوسکے نامۂ اعمال سے نکال ڈالو کیونکہ لوسنی میرے واسطے نہین کیے ہین اور فلانا فلانا عمل اسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے ہین کہ بار خدایا اوس نے تو یہ عمل نہین کیے ارشاد ہوتا ہی کہ ان عملون کی نیت کی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لوگ چار طرح کے ہین ایک گروہ مال رکھتا ہی اور بمقتضای علم خرچ کرتا ہی دوسرا گروہ کہتا ہی کہ اگر مین بھی مالدار ہوتا تو یون ہی خرچ کرتا یہ دونون گروہ اجر مین برابر ہین تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ کرتا ہی چوتھا گروہ کہتا ہی کہ اگر مین مالدار ہوتا تو یون ہی بیجا خرچ کرتا یہ دونون گروہ گناہ مین برابر ہین یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جسکے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ مین بہت لوگ ایسے ہین کہ سفر اور بھوک کے سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہین اسمین وہ لوگ شریک ہین ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیونکر شریک ہین وہ لوگ تو اس رنج سفر سے محروم ہین فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر اونکی نیت تو ایسی ہی جیسے ہماری نیت بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا بالو کے ٹیلے پر اوسکا گذر ہوا اوس زمانے مین قحط تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہون مجھے میسر ہوتے تو سب فقیرون کو دیدیتا اوس وقت مین جو رسول تھے اونپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہون کا ہوتا اور خیرات کرتا تو اتنا ہی ثواب دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسکی نیت اور ہمت دنیا ہوگی ہمیشہ اوسکی آنکھون کے سامنے فقر و افلاس پھرا کریگا اور دنیا سے عشق دنیا مین گرفتار جائیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہوگی حق تعالی اوسکا دل غنی رکھیگا اور وہ دنیا سے زاہد جائیگا اور فرمایا ہی کہ مسلمان جب معرکۂ جنگ مین کفار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہین تو فرشتے اونکے نام لکھ لیتے ہین کہ فلانا مسلمان تعصب سے لڑتا ہی فلانا حمیت سے لڑتا ہوا خیر کو کہتے ہین کہ فلانا فلانا مسلمان راہ خدا مین شہید ہوا جو مسلمان کلمۂ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہ خدا مین ہی اور فرمایا ہی کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہی اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہ کریگا وہ چور ہے علما نے کہا ہی کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے نیک عمل سکھا دو تاکہ رات دن اس مین مشغول ہون خیر سے کبھی خالی نہ رہا کرون لوگون نے اوسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہین کر سکتا تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کرتا کہ اوس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے کہ قیامت کے دن خلق کو اونکی نیتون پر حشر کرینگے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ بہشت دائمی اس عمل چند روزہ سے نہ ملیگی نیک نیت کی بدولت ملیگی اسواسطے کہ نیت کی انتہا نہین حقیقت نیت العزیز جانو کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہین ہوتی تا وقتیکہ اوسکے پہلے تین چیزین جمع نہون علم ارادہ قدرت یعنی بوجھ چاہ سکت مثلاً آدمی جب کھانا نہین دیکھتا نہین کھاتا جب دیکھا تو اگر اوسکی چاہ نہوگی تو بھی نہ کھائیگا اور اگر اوسکی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نکر سکے تو بھی نہ کھائیگا اسواسطے کہ سکت نہین ہے کھاتا تو یہ تینون جمع ہون ہر حرکت کو آگے آگے چلتی ہین مگر حرکت قدرت کی تابع ہی اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام مین لگاتا ہی اور ارادہ علم کا تابع نہین ہی اسواسطے کہ آدمی بہت چیزین دیکھتا ہی اور اوسکا ارادہ اور خواہش نہین کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ

اور خواہش کرنا محال ہے اسواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہوگی اوسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کریگا اور ان تینون حاجتون مین سے ارادہ کا
نام نیت ہے نیت علم و قدرت سے نہین عبارت ہے اور ارادہ وہ ہے جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اوس کام مین لگائے رکھے اسی غرض اور قصد
اور نیت بھی کہتے ہین تو ان تینون لفظون سے کہ ایک ہی معنی ہین تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہے اور کام مین لگائے رکھتی ہے وہ کبھی ایک
ہوتی ہے کبھی دو غرضین ایک چیز مین جمع ہو جاتی ہین اگر ایک ہی غرض ہو تو اوسی خالص کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہے
اور شیر اوسکے مار ڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اوٹھکر بھاگے تو اوس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہے یعنی بھاگ جانا اسیطرح
جو شخص کسی عزیز اور محتشم آدمی کے آنے سے سرو قد کھڑا ہو جاتا ہے تو اعزاز و اکرام کے سوا اوسکی اور کچھ غرض نہین تو یہ غرض خالص ہے
اور ایک کام مین دو غرضین جمع ہونے کی تین قسم پر ہوتی ہین ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی ہی غرض ہوتی تو بھی اوس کام مین مصروف کرتی
جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور اوسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھکر آدمی درم دیتا ہے اور اپنے جی مین جانتا ہے کہ اگر یہ محتاج نہوتا
تو بھی عزیز ہونے کے سبب درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہوتا تو بھی درم دیتا تو یہ دو غرضین ہین اور نیت مشترک ہے دوسری قسم یہ ہے کہ درم
دینے والا اپنے جی مین جانتا ہے کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج نہوتا یا محتاج ہوتا عزیز نہوتا تو مین درم نہ دیتا جب یہ دونون باتین
جمع ہین تب مجھکو درم دینا پڑا پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ دو آدمی ملکر پتھر اوٹھاتے ہین اور ہر ایک تنہا پتھر اوٹھانے پر قادر ہے اور دوسری قسم کی مثال
ایسی ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کے بدون دو ضعیف آدمی ایک پتھر اوٹھاتے ہین ہر ایک تنہا وہ پتھر اوٹھانے سے عاجز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دو غرضون مین سے
ایک غرض ضعیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام مین نہ لگاتی اور دوسری غرض شدید ہو کہ اکیلی کام مین مشغول کر دیتی مگر اس غرض سے کام بہت
آسان ہو جاتا جیسا کہ کوئی شخص تہجد کی نماز اکیلا پڑھتا ہے مگر جب کچھ جمع ہوتے ہین تو نماز پڑھنا اوسپر بہت آسان ہو جاتا ہے اور بہت خوشی
سے نماز پڑھتا ہے لیکن اگر ثواب کی امید نہوتی تو ان لوگون کو دکھانے کے واسطے نہ پڑھتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی زوردار آدمی ایک پتھر
اوٹھا سکتا ہے اور کوئی کمزور بھی اوسکی مدد کرے تو پتھر اوٹھانا اوس زوردار پر بہت آسان ہو جاتا ہے ان اقسام مین سے ہر ایک کا حکم جدا ہے
جیسا کہ اخلاص مین بیان ہوگا بیان اقسام مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی ہین اور یہ کبھی خالص
ہوتی ہین کبھی دو سے ملے فصل اے عزیز جانو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیۃ المومن خیر من عملہ یعنی مومن کی نیت
اوسکے عمل اور کردار سے بہتر ہے اس سے آپکا یہ مقصود نہین کہ نیت بے کردار کردار بے نیت سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل بے نیت کے
عبادت نہین اور نیت بے عمل کے عبادت ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزین ہین
ان دونون مین سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہے اور اسکے بہتر ہونے کا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی
صفت بدل جائے اور نیت عمل دل ہے اس سے مقصود نہین کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہین کہ عمل کے واسطے نیت چاہیے اور حقیقت
یہ ہے کہ نیت کے لیے عمل چاہیے کیونکہ سب کا مقصود دل کا پھرنا ہے اسواسطے کہ اوس جہان مین دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کو شقاوت اور سعادت
اور بدن اگرچہ درمیان مین ہوگا لیکن دل کا تابع ہے اور دل کا پھرنا ایک ہی ہے
وہ یہ کہ دنیا کی طرف سے منہ پھیر کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جائے ... حق تعالی کی طرف متوجہ ہو جائے

اور دل کی خواہش اور ارادہ بھی ہو دل ہی جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہے تو دل کا منہ دنیا کی طرف ہوتا ہے اور دنیا کے ساتھ علاقہ
رکھنا دل کی خواہش ہو ابتدائے خلقت میں دل کا یہی حال ہوتا ہے جب عبادات اور دیدار آخرت کی خواہش غالب ہوتی ہے تو دل کی صفت
بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہے سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے
زمین میں لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل کی صفت بدل جائے تکبر سے فروتنی کی طرف دل پھر جائے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہیں کہ
زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جائے اور دل پر حق تعالیٰ ہی کی عظمت طاری ہو جائے اور حج میں پتھر پھینکنے
سے یہ مقصود نہیں کہ ایک جگہ بہت سے سنگریزے جمع ہو جائیں یا ہاتھ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل طاعت اور بندگی پر راست ہو کر
ٹھہر جائے اور خواہش نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالائے طاق رکھ دے اور حکم الٰہی کا تابع ہو جائے اپنی باگ اپنے ہاتھ سے
چھوڑ کر فرمان الٰہی کے ہاتھ میں دیدے جیسا کہ کہا ہے لبیک بحجۃ حقا تعبدا ورقا اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہیں کہ بکری کی جان جائے
بلکہ یہ مقصود ہے کہ بری صفتوں سے نجاست نکل جاتی رہے اور جانوروں پر بمقتضائے طبع تو شفقت نہ کرے حکم الٰہی سے شفقت رکھے جب
حکم ہوا کہ ذبح کر تو یہ نہ کہے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہے اور مصیبت اور ہلاکت میں کیوں ڈالا گیا غرض اپنا تمام اختیار چھوڑ دے
اور حقیقت میں نیست ہو جائے کیونکہ تو خود نیست ہے اس واسطے کہ بندہ اپنے حق میں نیست ہے اور حقیقت میں خداوند عالم ہست ہے اور
سب عبادتوں کا یہی حال ہے مگر حق تعالیٰ نے دل کو ایسا پیدا کیا ہے کہ جب کوئی ارادہ اور خواہش اس میں پیدا ہوتی ہے اور بدن اس کے
موافق حرکت کرتا ہے تو وہ صفت دل میں بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلاً جب دل میں یتیم پر رحم آتا ہے تو اگر اس کے سر پر آدمی ہاتھ پھیرنے
لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور سبب فروتنی کی صفت دل میں پیدا ہوتی ہے
تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگا دے تو وہ فروتنی دل میں جم جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ عبادتوں کی بہت [illegible] آدمی [illegible]
ہو آخرت کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس میں عمل کرنا اس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہے تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے
تو کہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہے جب یہ حال ہے تو اس نیت کا عمل سے بہتر ہونا [illegible] اس واسطے کہ نیت کا عمل [illegible] اور عمل
دوسری جگہ سے دل میں سرایت کریگا اگر دل میں عمل سرایت کرتا ہے تو کام آتا ہے اور اگر نہیں سرایت کرتا ہو اور غفلت کے ساتھ سرزد ہوتا
تو حبط اور اکارت ہو جاتا ہے اسی سبب سے نیت بے عمل حبط نہیں ہوتی کہ وہ نفس دل میں ہوتی ہے بخلاف غفلت کے اس میں عمل ہی نہیں ہے
ایسی ہے جیسے معدہ میں درد ہو تو جب آدمی دوا کھاتا ہے تو وہاں پہونچتی ہے اور اگر پیٹ پر لیپ کرتا کہ معدہ میں اثر پہونچے تو بھی
فائدہ کریگی مگر جو دوا معدہ کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ مخواہ اوپر دوا کی بہ نسبت فائدہ میں بہتر ہوتی ہے اور دوا سے یہ مقصود
بلکہ معدہ مقصود ہے تو جب پیٹ سے معدہ میں دوا سرایت نہ کرے تو رائگان ہے اور جو دوا معدہ میں پہونچ جاوے وہ اگر ضعیف بھی ہوگی
کی تو رائگان نہیں

جو خیالات نفسانی اور وسواس معاف ہیں اور جو معاف نہیں ان کا بیان

جانو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے میری امت کو دل کے خیالات نفسانی معاف کئے ہیں اور
حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں ہے کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نہ کرے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ یہ گناہ اور

نامۂ اعمال مین نہ لکھو اور اگر وہ گناہ کرے تو ایک ہی گناہ لکھو اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے تو ایک نیکی لکھ لو گو کہ وہ شخص پھر وہ نیکی نہ کرے اور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیان لکھو اور بعضی حدیثون مین ہے کہ سات سو نیکیون تک فرشتے بڑھاتے جاتے ہین اس جگہ سے ایک گروہ یہ بات سمجھا ہے کہ قصداً اور سوچ سے جو کچھ دل مین آئے اوس سے آدمی ماخوذ ہوگا حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ ہم بیان کر چکے ہین کہ دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ یعنی جو تمہارے دلون مین ہے اوسے ظاہر کرو یا چھپاؤ حق تعالی تمسے اوسکا حساب کریگا اور فرمایا ہے إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا یعنی کان آنکھ دل تینون سے سوال کیا جائیگا اور فرمایا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ یعنی لغو قسم سے زبان نہ پکڑی جائیگی بلکہ قصد کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا اور اسبات پر سبکا اتفاق ہے کہ کبر نفاق عجب ریا حسد کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اور یہ دل کے کام ہین پس اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ دل مین گذرتا ہے وہ چار طور پر ہے دو مین آدمی کا اختیار نہین اونکے سبب سے ماخوذ نہوگا اور دو مین اختیار ہے اونکے سبب سے ماخوذ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ تو راہ جاتا ہے اور کوئی عورت تیرے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دل مین آئے کہ مین اگر پھر کر دیکھون تو یہ عورت مجھے دکھائی دے تو اس خطرہ کو حدیث نفس کہتے ہین دوسری صورت یہ ہے کہ تیری طبیعت مین پھر کر دیکھنے کی رغبت پیدا ہو اسے میل طبع کہتے ہین اور یہ رغبت پیدا ہونا شہوت سے ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل حکم کرے کہ پھر کر دیکھنا چاہیے یہ حکم ایسی جگہ ہوتا ہے جہان کوئی ڈر اور شرم مانع نہو اسواسطے کہ ضرور نہین کہ شہوت جس بات کی متقاضی ہو دل بھی حکم کرے کہ یہ بات کرنا چاہیے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل حکم کرتا ہے کہ یہ بات نکرنا چاہیے اسکا نام حکم دل ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ پھر کر دیکھنے کا قصد کرے تو اگر خدا سے یا بندون سے ڈر کر اس حکم دل کو رد نکریگا یا اوس حکم باطل نکریگا تو وہ قصد جھٹ پٹ مصمم ہو جائیگا تو پہلی دو حالتون یعنی حدیث نفس اور میل طبع کے سبب سے بندہ ماخوذ نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ بندے کے اختیار مین نہین اور حق تعالی فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور یہ حدیث نفس ایسی ہوتی ہے جیسے عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ میرا نفس مجھسے کہتا ہے کہ اپنے تئین خصی کر ڈال تاکہ شہوت نکاح سے چھوٹ جا آپ نے فرمایا کہ ایسا نکرنا کیونکہ میری امت مین روزہ رکھنا اپنے تئین خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ جورو کو طلاق دیدے فرمایا تیزی نکر اسواسطے کہ نکاح میری سنت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ راہبون کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ فرمایا یہ نکرنا اسلیے کہ حج اور جہاد کرنا میری امت کی رہبانیت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نکھا فرمایا نہ اسواسطے کہ مین گوشت کو دوست رکھتا ہون اگر مین گوشت پاتا تو کھاتا اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا پس اعتراض نہین ہے یہ خطرے جو آئے تھے سب حدیث نفس ہین اور معاف ہین اسواسطے کہ یہ کام کرنے کا قصد نہین کیا تھا فقط اپنے دل سے مشورہ تھا اور وہ دو حالتین جو آدمی کے اختیار سے دل مین پیدا ہوتی ہین ایک حکم دل ہے دوسرے اسطرف طبیعت کا میل کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے اور وہ کام کرنیکی طرف دل کا قصد ان دونون حالتون کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اگرچہ شرم و خوف یا اور کسی مانع کے سبب سے اوس کام کو نکرسے خدا کے واسطے اوس میل کو

ترک نکیا ہو اور بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کیسیکو اوسپر غصہ آئی اور اب وس گناہ کے عوض اوس شخص پر سختی کری اسواسطے کہ جناب الٰہی غصہ کرنے اور بدلا لینے سے منزہ ہی مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اوسنے یہ جو قصد کیا اسکے سبب سے اوسکے دل مین ایسی صفت پیدا کی کہ جناب الٰہی سے دور ہوگیا یہی اوسکی شقاوت ہی اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہی کہ اپنی طرف سے اور دنیا کی جانب سے منہ پھیر کر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوجاے خواہش اور علاقہ یہی اوسکا منہ ہی اسواسطے کہ وہ جو ایسی خواہش اور ایسا قصد کرتا ہی کہ دنیا سے تعلق رکھی تو دنیا کے ساتھ اوسکا علاقہ بہت مستحکم ہوجاتا ہی اور جو چیز اوسی حاصل ہونا چاہیے اوس سے بہت دور ہوجاتا ہی اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہوگیا یہ کام اوسی سے ہوا اور اوسی کے ساتھ ہی اور اوسی مین ہے نہ کیسیکو اوسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اوسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہی کہ اوس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص یہ اسرار سمجھا ہی اس بات مین کچھ شک و شبہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہی اسپر بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچین اور ایک مارڈالا جاے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کرسکتا تو قتل کرڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہی اور وہ موافق شرع بیجا مین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دل مین کہتا ہی کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پاوے اور یہ خیال کرکے کہ یہ میری جورو نہین ہی اوسکے ساتھ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اوسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑھے اور حقیقت مین بے وضو ہو تو اوسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑھی تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اوسے یاد آوے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا مرتکب نہو تو اوسکے واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہی اور طبیعت کے برخلاف کسی کام سے دست بردار ہونا مجاہدہ ہی کہ اوس قصد کو دل تاریک کرنے مین جتنا اثر ہی اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اوس سے زیادہ اثر ہی نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اوس حدیث کا یہی مطلب ہی اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کرکے عاجزی کے سبب سے اوس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اوس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اوس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہوجائے جو عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین اونکا بیان

اے عزیز جانتو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات مباحات معاصی یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہوجاتی ہی یہ سمجھنا خطا معصیت جو ایک قسم عمل ہے اس پر اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بری نیت اوسی اور بھی بدتر کردیتی ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کیسیکا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد یا مدرسہ بناوے اور سمجھے میری نیت بخیر ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ برائی مین اچھی نیت کرنا دوسری برائی ہی اور اگر اوس برائی کو برائی جانتا ہی تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہی کہ یہ کار خیر ہی تو بھی فاسق ہے

اسواسطے کہ طلب علم فرض ہی اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک اور تباہ ہوتی ہی اسیواسطے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ جہل سے
بڑھ کر کوئی گناہ نہین ہے اور اپنے جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہی اس لیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ مین جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھے گا
اور یہ جہل اوسکے حق مین حجاب اور آڑ ہوجائیگا اسیطرح ایسے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہی جسے عہدۂ قضا اور وقف چیزون اور یتیمون کے اموال
اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی بڑائی جتانی مباحثہ اور مناقشہ کرنے مین مشغول ہو اگر مدرس کہے کہ میری نیت یہی ہی
کہ علم شرع پھیلے شاگرد اگر برائی مین علم صرف کریگا تو کرے مین تو اپنی نیت پر اجر پاؤنگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہی اوس مدرس کی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دے ڈالے جو رہزنی کریگا ایسے کو انگور دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے سخاوت مقصود ہی اسواسطے کہ
حق تعالی سخی سے زیادہ کسیکو دوست نہین رکھتا یہ اوسکی نادانی ہے بلکہ جب جانتا ہے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اوسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے
دوسری تلوار اوسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہی اور جب شاگرد مین گناہ کا اثر دیکھا اوسے
دور کیا حتی کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اوسنے اپنے گھر کی دیوار مین باہر سے
کہگل کی تھی اور فرمایا کہ تو نے کہگل کرکے مسلمانون کی شاہراہ مین سے ناخون بھر زمین دبالی جا تجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر سے
خیر نہین ہوجاتے بلکہ خیر رہی سہے جسکا حکم ہوا۔ اعمال کی دوسری قسم طاعات ہی اس مین دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک یہ کہ اصل
عمل نیت سے درست ہوتا ہی دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب المضاعف ہوتا ہی اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے
ایک طاعت مین دس نیک نیتین کر سکتا ہی تا کہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہوجاے مثلاً جب کوئی شخص مسجد مین اعتکاف
بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانۂ خدا ہی جو مسجد مین جاتا ہی وہ حق تعالی کی زیارت کو جاتا ہی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہی اوسپر لازم ہوجاتا ہی کہ زائر کی تکریم کرے دوسری
نیت یہ ہی کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہی اور حدیث شریف مین ہی کہ جو شخص نماز کا منتظر ہی وہ نماز مین ہی تیسری نیت یہ ہی کہ اعتکاف اوس
کے سبب سے آنکھ کان زبان ہاتھ پاون کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہی اسواسطے کہ حدیث شریف مین
آیا ہی کہ مسجد مین بیٹھنا میری امت کی رہبانیت ہی چوتھی نیت یہ ہی کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے
حوالے کردے اور ذکر اور فکر اور مناجات مین مشغول ہی پانچوین نیت یہ ہی کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچونگا چھٹی
نیت یہ ہی کہ اگر مسجد مین کوئی بری بات دیکھونگا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بری طرح نماز پڑھیگا تو
اوسے سکھا دونگا ساتوین نیت یہ ہی کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہوجاے کہ اوسکے ساتھ دین مین برادری کرے
اسواسطے کہ مسجد دینداروں کے آرام لینے کی جگہ ہے آٹھوین نیت یہ ہی کہ حق تعالی کے گھر مین گناہ کرتے ہوے یا گناہ کا خیال کرتے ہوے
اوس سے شرم رکھے اے عزیز اسی پر ہر طاعت کو قیاس کر لے کہ ہر ایک مین بہت سی نیتین آدمی کر سکتا ہی تا کہ ثواب المضاعف ہوجاے اعمال
کی تیسری قسم مباحات ہی کوئی آدمی ایسا نہو کہ بہائم کی طرح مباحات مین غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل رہے کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہی
اسواسطے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بری نیت ہوگی تو اوسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی

نیت ہو گی تو اوسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہو گی تو سراسر نقصان ہی کہ اپنی اوقات ضائع کی کہ بے نیت بخیر کیے ہوے اوس کام مین وقت
صرف کیا اور اوس سے کچھ فائدہ نہ لیا اور اس آیۃ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی دنیا گذرنے والی ہی تو اپنا
حصہ اوس سے لیلے تاکہ وہ تیری ساتھ رہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بندے سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اوسنے دنیا مین
کیا ہو حتی کہ سرمہ جو آنکھ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھ مین ملا ہو یا ہاتھ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت
کا علم بھی بہت بڑا علم ہے اوسے سیکھنا چاہیے اسکی مثال ایسی ہی کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہی ممکن ہی کہ کوئی شخص جمعے کو دن خوشبو
استعمال کرے اور تونگری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا بری خیال سے غیر عورتون کے دل مین جگہ
کرنا اوسی مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانہ خدا کی تعظیم و تکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے
کہ میری خوشبو کی سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے
اپنے بدن سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگون کو تکلیف نہ پہونچے اور میری غیبت کرکے مرتکب گناہ نہو جائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ
کو قوت دیتا ہون کہ صاف ہو کر ذکر و فکر پر زیادہ قادر ہون اور ایسی نیک نیتین اوسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب
ہو اور انہین سے ہر ایک نیت ذریعہ قربت جناب احدیت ہوتی ہی اگلے بزرگون کا یہی حال تھا حتی کہ وہ کھانا کھانے پاخانے جانے
جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سبب خیر ہو آدمی جب کار خیر کا قصد کرتا ہی تو اوسے ثواب حاصل ہوتا ہی مثلا جورو کے
ساتھ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو
راحت پہونچاوے اور اپنے تئین گناہ سے بچانے کی نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے ایکدن اُلٹا کپڑا پہنا لوگون
نے کہا کہ ہاتھ پھیلائیے تو ہم کپڑے کو سیدھا کردین اونھون نے ہاتھ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ الٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہی اوسکے
لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السلام کہین مزدوری کو تشریف لیگئے تھے لوگ اونکے پاس حاضر ہوے وہ کھانا کھا رہے تھے اون
لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاؤ جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھ سے پوری محنت نہو سکتی کام
کرنے مین تھک جاتا اور ہمت و سخاوت کی سبب سے ادای فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کھانا کھا رہے تھے
ایک شخص اونکے سامنے سے گذرا اوس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھالو جب کھا چکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہوتا تو مین بیشک تجھے
کھانیکو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانے کا حکم کرے اور دل مین اوسکو کھلانے سے راضی نہو تو اگر اوسنے نکھایا تو بلانیوالے پر ایک ہی گناہ ہوا
یعنی نفاق اور اگر اوسنے کھانا کھا لیا تو بلانیوالے پر دو گناہ ہوے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اوسنے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو
نہ کھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہی** اے عزیز جانو کہ جب سلیم دل سنیگا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہی تو شاید دل
یا زبان سے کہے کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسہ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان
سے کہنا نیت ہی حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہی اسواسطے کہ نیت ایک شوق اور رغبت ہے جو دل مین پیدا ہوتی ہی تاکہ آدمی کو کام مین
لگائے جیسا کوئی متقاضی الحاح کرے تاکہ بدن اوسکا کہا مانکر وہ کام کرنے لگے یہ بات اوسوقت پیدا ہوتی ہی کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہو جائے

جبتک متقاضی نہوگا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا رہون یا بی پروا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے
کہ فلانے آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علی ہذا القیاس جو شخص شہوت کو مارے جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کے واسطے
جماع کرنے کی نیت کی ہے یہ بیہودہ بات ہے اسیطرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ادای سنت کے واسطے نکاح کیا ہے
تو یہ بھی بیہودہ بات ہے بلکہ پہلے شرع کے ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونے کے واسطے نکاح کرنے کے ثواب کے باب مین جو حدیثین آئی ہین
اون مین آدمی غور و تامل کرے تاکہ اوسکے دل مین اوس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اوس سے نکاح کرائے اوسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے
کہے خود ادای سنت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرص فرمانبرداری نے آمادہ کرکے نماز کے واسطے قائم کیا تو تعمیل حکم الٰہی خود اوسکی نیت ہے
اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی ہے بے سود ہے جیسا کہ بھوکے آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانیکی نیت کی ہے فائدہ ہے اسواسطے
کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا ناچار خود بھوک ہی کے واسطے ہے اور جہان حظ نفس پیدا ہو وہان نیت آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ آخرت
فی الجملہ غالب پڑا ہو پس مقصود یہ ہے کہ ایعزیز تو جان سلے کہ نیت وہ چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اوس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے
کام مین رکھے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نچاہے
نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہوجائے کہ تیری غرض
اس جہان مین یا اوس جہان مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اوسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ بھید جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہوجاتا ہے
اسواسطے کہ اوسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور کہا کہ مین نیت نہین پاتا حضرت
سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازہ کی نماز کیون نہین پڑھتے وہ تو علماء کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ
اگر نیت ہوتی تو نماز پڑھتا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے دعا کی خواہش کی اونھون نے کہا کہ جبتک نیت پیدا ہو تبتک توقف کر
لوگ جب اونسے روایت حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نکرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون
ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا فلانے مریض کی عیادت کو جانیکے واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوئی غرضکہ آدمی پر جبتک
حرص دنیا غالب رہتی ہے تبتک کسی عبادت مین اوسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے
کہ آدمی جب آتش دوزخ کا اندیشہ نکرے اور اپنے تئین اوس سے نہ ڈرائے تبتک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچان
لیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑکر مباحات مین مشغول ہوجاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت
پائے اور معاف کردینے مین نہ پائے تو اوسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ
سو رہون تاکہ صبح کی نماز کے واسطے سویرے اوٹھون تو اوسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول اور پریشان ہو اور جانے
کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کرے گا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت و انبساط اوسے پھر حاصل ہوگا اور عبادت مین دل
لگے گا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اوس بیدلی کی عبادت سے اوسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے
ہین کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو و لعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادت حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فرماتی ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین تو جبرًا دل لگائیگا تو دل اندھا ہو جائیگا یہ امر ایسا ہی جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوی گو کہ اوس بیمار کو حرارت
ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اس بیمار کی قوت اصلی پھر آ جاوے اور دوا کھانے کی طاقت پاوے کوئی شخص ایسا ہوتا ہی کہ صف جنگ
سے بھاگ جاوے تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اوس پر حملہ کرے اوستادون نے ایسے بہت حیلے کیے ہین اور راہ دین بھی بالکل نفس اور
شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہی اور اسمین ترقی اور حیلہ کی حاجتین ہین اور ترقی و حیلہ بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہی اگرچہ
علماء ناقص کو اس بات کی راہ نہین معلوم **فصل** اے عزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سے عمل ہوتا ہی اوسے نیت کہتے ہین تو اب یہ جان کہ
کوئی شخص خوف دوزخ کے باعث سے عبادت کرتا ہی اور کوئی نعمت بہشت کے باعث سے جو شخص بہشت کے واسطے عبادت کرے وہ پیٹ اور
فرج کا بندہ ہی اسواسطے کوشش کرتا ہی کہ ایسی مقام مین جا پہونچے جہان اوسکے پیٹ اور فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوف دوزخ سے عبادت
کرتا ہی وہ بد ذات غلام کے مانند ہی کہ بے لاٹھی سے دھمکائے کام نہین کرتا ان دونون کو حق تعالی سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے
کہ جو کچھ کرے خدا ہی کے واسطے کرے نہ بہشت مین جانے کے واسطے کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندہ کی مثل ایسی ہی جیسے
جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہی وہ معشوق ہی کے واسطے دیکھتا ہی اسواسطے نہین دیکھتا کہ معشوق اوسے سونا چاندی دے اور جو شخص سیم و زر کے
واسطے دیکھتا ہی تو سیم و زر ہی اوسکا معشوق ہی پس جمال و جلال جناب الٰہی جسکا محبوب و معشوق نہین ہی اوس سے ایسی نیت نہو سکیگی
اور جسے یہ نیت حاصل ہو گئی اوسکی عبادت بالکل جمال الٰہی مین تفکر اور اوسکے ساتھ مناجات ہوتی ہی اگر بدن سے عبادت کرتا ہی تو اسواسطے
کرتا ہی کہ محبوب کی فرمانبرداری کو بھی دوست رکھتا ہی اور چاہتا ہی کہ بدن کو بھی ریاضت دے اور حتی المقدور درگاہ محبوب کی بندگی اور خادمی
کی طرف کھینچے تاکہ اوس جمال بے مثال کے نظارے سے اپنے دلکو باز نرکھے اور اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہی تو اسواسطے ہوتا ہی کہ مشاہدہ
اور مناجات کی لذت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آڑ ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہی احمد ابن خضرویہ
رحمہ اللہ تعالی نے حق سبحانہ تعالی کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہی کہ سب لوگ مجھسے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھے طلب کرتا ہی حضرت شبلی قدس سرہ
کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالی نے مجھپر عتاب کیا اسواسطے
کہ ایکبار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہو جانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہی حق تعالی نے فرمایا کہ یہ نہین بلکہ میرا دیدار
فوت ہونے سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاءاللہ تعالی اس دوستی اور لذت کی حقیقت اصل محبت مین بیان کیجائیگی دوسرا باب
اخلاص اور اوسکی فضیلت اور حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلت اخلاص** اے عزیز جان تو کہ حق تعالی فرماتا ہی وَمَا أُمِرُوا
إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ یعنی خلق مامور ہی کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا ہی أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ
یعنی خالص دین خدا ہی کے واسطے ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ اخلاص میرے بھیدون مین سے
ایک بھید ہی جس بندے کو مین دوست رکھتا ہون اوسکے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کر تاکہ تھوڑا ہی عمل تجھے کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کر چکے ہین وہ سب اخلاص کی تعریف
ہی کیونکہ نظر خلق بھی اون سببون مین سے ایک سبب ہی جنکے باعث سے اخلاص جاتا رہتا ہی اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت معروف کرخی

رحمہ اللہ تعالی اپنی تحسین کو ترہو ہمارستے اور کہتے یا نفس اخلاص کر تو خلاصی پاوے حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ وہ شخص نیک بخت ہے
جسنے تمام عمر میں ایک قدم اخلاص سے چلا ہو کہ خدا کی سوا اور کچھ اوس میں نہ چاہا ہو ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ نیت میں
اخلاص اصل نیت ہی زیادہ دشوار ہی کسی نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ
جو کچھ میں نے خدا کے واسطے کیا تھا اوسے نیکیوں کے پلے میں دیکھا حتی کہ ایک انار کا دانہ جو راہ میں پڑا تھا اور میں نے اوٹھا لیا
تھا اور ایک بلی جو میری گھر میں مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی میں تھا اوسے برائیوں کے پلے میں پایا اور میں نے ایک گدہا
سو دینار کو لیا تھا اوسے نیکیوں کے پلے میں دیکھا میں نے کہا سبحان اللہ بلی تو حسنات کے پلے میں ہوا اور گدہا نہو جواب ملا کہ
جہاں تو نے بھیجا وہاں پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدہا مر گیا تو کہا تھا الی لعنۃ اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدہے کو حسنات کے
کے پلے میں پاتا اور ایکبار میں نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اوسوقت لوگ دیکھ رہے تھے اونکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اوس صدقے
سے نہ مجھے نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے یہ سنکر کہا کہ اونے بڑی دولت پائی کہ اوس صدقے نے اوسے ضرر نہ پہونچایا
ایک شخص نے کہا ہی کہ میں کشتی میں سوار جہاد کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی توبرہ بیچنے لگا میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں مول لیکر کام میں لاؤن
فلانے شہر میں بیچ ڈالونگا تاکہ نفع ہو اوسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اوترے ایک نے کہا غازیوں کے نام لکھ
اور یہ بھی لکھ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریا کی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ لکھ اسے کہ فلانا تجارت کو آیا ہی
میں نے کہا خدا خدا کرو میرا حال دیکھو کہ میں کوئی چیز نہیں رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہون میں خدا کے واسطے آیا ہون اوسنے کہا ای شیخ تو نے
وہ توبرہ نفع کے واسطے نہیں مول لیا اوسنے یہ جو کہا تو میں رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ میں سوداگر نہیں ہون دوسرے نے کہا کہ یون لکھ
فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ میں نفع حاصل کرنیکو ایک توبرہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہوگا اوسکی نسبت حکم فرمائیگا اسیواسطے
بزرگوں نے کہا ہی کہ ایک ساعت کا اخلاص ہمیشہ کی نجات ہی مگر اخلاص بہت عزیز الوجود ہی اور کہا ہی علم تخم ہی اور عمل زراعت اور اخلاص
پانی بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا لوگوں نے اوس سے کہا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہی لوگ اوسکی پرستش کرتے ہیں اور خدا جانتے ہیں
عابد غصے میں آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھکر چلا کہ اوس درخت کو کاٹ ڈالے راہ میں ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے
پوچھا تو کہاں جاتا ہی کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت میں مشغول رہ کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہی عابد نے
کہا کہ میں ہرگز نہ پلٹ جاونگا یہی میری عبادت ہی ابلیس نے کہا کہ میں ہرگز آگے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے مارا
اور اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں ایک بات کہتا ہون عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا ای عابد خدا کی ہزارون
پیغمبر ہیں اگر حق تعالی کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو اون میں سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بھی کچھ حکم نہیں کیا ہی تو یہ کام نکر عابد نے کہا
کہ میں خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ میں تجھے نہ جانے دونگا پھر پکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے
کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں اور ایک بات تجھسے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آوے تو جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا
ای عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگاری کرتے ہیں اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدون کو دیوے تو درخت کاٹنے

سے یہ تیری حق میں بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اوس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اوسکی پرستش کرنیوالون کا کچھ نقصان نہوگا وہ دوسرا درخت لگالینگے تو اس خیال ہی باز آ میں ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھدیا کرونگا عابد اپنے دل میں سوچکر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار میں صدقہ دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام میں خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھے خدا نے حکم بھی نہیں کیا ہے اور میں کچھ پیغمبر بھی نہیں ہون کہ یہ درخت کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال میں عابد اپنے گھر پھر آیا ایکدن دو دینار پائے اوٹھا لیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے اپنے جی میں کہا خوب ہوا جو میں نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچھ نہ پایا پھر غصے میں آکر تبر اوٹھایا اور چل نکلا ابلیس پھر سامنے آیا پوچھنے لگا کہاں کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکیگا پھر لڑائی ہونے لگی اب ابلیس نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھ میں عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجے میں چڑیا ابلیس نے کہا کہ پھر جا ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے حلال کرڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دے میں پلٹ جاؤن لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دو بار میں کیون غالب آیا اور ابکی مرتبہ تو کیون غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصے میں آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کردیا اسواسطے کہ جو شخص خالصاً للہ کچھ کام کرتا ہے مجھکو اوسپر غلبہ نہیں ہوتا اور ابکی مرتبہ اپنی اور خدا کے واسطے تو غصے میں آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجھسے سر نہیں ہوتا

حقیقت اخلاص اے عزیز جانتو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعث عمل اور متقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہے تو اوسی کو خالص کہتے ہیں اور اگر دو متقاضی ہیں تو اوس میں شرکت ہوگئی اوسی خالص نہیں کہتے شرکت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے سے پرہیز کرنا بھی اوسی اسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہو جائے یا وہ کہ اپنے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اوس میں مشغول ہو یا یہ کہ جاگتا رہے اور کچھ کام کرسکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اوسکے خرچ اور اوسکی بدخوئی سے بچے یا حج کرے اسواسطے جائے تاکہ تبدیل آب و ہوا سے قوت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور اونکے نان و نفقہ کی فکر سے چھٹی آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا ہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اوسکے واسطے روزی حاصل کرسکے یا مال و متاع اور اراضی و باغات کا انتظام کرسکے یا لوگون کی نظرون میں معزز و ممتاز رہے یا جلسہ درس کرے تاکہ چپ رہنے کے رنج سے چھوٹے اور دلگیر نہو یا مصحف لکھے تاکہ اوسکا خط صاف اور پختہ ہو جائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن میں بدبو نہ آئے یا مسجد میں اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو خیرات دے تاکہ اوسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیر کو اسواسطے کچھ دے کہ اوسی ناکام پھیر دینے سے شرم آتی ہے یا کسی بیمار کو دیکھنے جائے تاکہ جب خود بیمار ہو تو اور لوگ اسکی عیادت کو آئین یا اسے ملامت و عتاب نکرین اور دامنگیر نہون یا اور کوئی نیک کام کرے تا کہ صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا ہیں اور ریا کا حکم ہم بیان کرچکے ہیں اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت اخلاص کو باطل کردیتے ہیں بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچھ فائدہ اور حصہ نہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اَن تَقُولَ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہی ہے پھر راہ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا ہے آدمی جب تک صفات بشری

نہ چھوٹیگا تب تک یہ امر اوسپر سخت دشوار ہوگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہیں ہے اگر تمام عمر میں
ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ہو تو بھی نجات کی امید ہے فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور غرضون سے ایک کام کو خالص اور
صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون میں سے دودہ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا
سَائِغًا لِلشَّارِبِيْنَ پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی کا دل دنیا سے ٹوٹ جائے تاکہ محبت آلہی غالب ہو جاوے اور آدمی عاشق کے مثل ہو جاوے کہ جو کچھ کام
کرے اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہے یا پاخانہ پھرنے جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اسمیں بھی اخلاص کی نیت کر سکے
اور جس شخص پر محبت دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ میں بھی اوسسے اخلاص ہونا دشوار ہے اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہیں اور
جدہر دل راغب ہوتا ہے اوسطرف میل کرتے ہیں جس شخص پر محبت جاہ غالب ہوتی ہے اوسکے سب کام خلق کو دکھائی کے واسطے ہوتے
ہیں حتی کہ صبح کو منہ دہونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہے اور مجلس اور درس اور روایت حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ
رکھتے ہیں اونسے زیادہ کسی کام میں اخلاص مشکل نہیں اسواسطے اکثر ایسے کامون کا باعث فقط خواہش قبول خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرب خالق کے
ساتھ ملی ہوتی ہے اس صورت میں قبول خلق کا قصد یا تقرب خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اوس سے زیادہ یا کم یعنی آمیزش ضرور ہوگی اور نیت کو
قصد قبول خلق سے پاک رکھنا اکثر علما سے بھی نہیں ہو سکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہیں وہ دھوکا کھاتے ہیں اپنا عیب نہیں
پہچانتے بلکہ بہت زیرک لوگ اس باب میں عاجز اور حیران ہیں ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تیس برس کی نماز جو پہلی صف میں میں نے پڑہی تھی میں نے
قضا کی اسواسطے کہ ایک دن میں دیر کو آیا اخیر صف میں جگہ ملی تو میں نے اپنے دل میں لوگون سے خجالت پائی کہ کہیں گے دیر کو آیا تب
مجھے معلوم ہوا کہ تمام خوشی اسی بات سے تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف میں دیکھیں پس اخلاص ایسی صفت ہے جسکا جاننا دشوار ہے اور اوسکا کرنا
اور بھی دشوار ہے اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہیں ہوتا فضل بزرگون نے کہا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر
کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل اپنے عمل کی آفتون کو نہیں پہچانتا اور اغراض سے عمل کی آمیزش کو نہیں جانتا اور سب اعمال خالص
ہی سمجھتا ہے اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹا پن زر کے کھوٹے پن کا سا ہے کہ کبھی صراف بھی زر پرکھنے میں خطا کرتا ہے مگر جو صراف کامل ہو وہ
البتہ اوسے پرکھ سکتا ہے اور سب جاہل بھی جانتے ہیں کہ سونا وہی ہے جو زرد ہو زر دسونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹا پن جسکے سبب سے
اخلاص جاتا رہتا ہے اوسکے چار درجے ہیں بعضے انمیں سے بہت پوشیدہ ہوتے ہیں ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہیں
تاکہ انکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ نماز پڑہتا ہے اور لوگ آجائیں شیطان اوس سے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑہ تاکہ یہ لوگ ملامت نکرین
یہ تو خود ظاہر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ نمازی اس فریب شیطانی کو پہچانکر اس سے حذر کرے شیطان اسطرح دھوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز ادا
کر تاکہ یہ لوگ تیری اقتدا کریں اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کھا جائے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا
اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اوسکے خشوع کا نور اوروں میں سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہو اور مقتدی لوگ اوسے خاشع جانیں تو انہیں
ثواب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ خلوت میں برملا نماز پڑہنے کے برخلاف نماز پڑہنا نفاق
ہے اور خلوت میں اچھی طرح نماز پڑہنے کی کوشش کرے تا لوگون کے سامنے بھی اوسیطرح پڑہ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہے اور ریا بھی ہے مگر یہ

اوسکا ثواب مخلص کیسے ثواب کی برابر نہو مگر چونکہ اوسکا اصلی قصد صحیح ہی اور ارادہ تجارت اوسکا تابع ہو تو اوسکا ثواب بالکل حبط نہو گا مگر ناقص ہو جائیگا اور اگر کوئی شخص غازی اسواسطے جہاد کیا چاہتا ہو اور دو طرف جہاد کو جاسکتا ہی ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مال غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کی طرف جائے تو اوسکے جہاد کا تمام ثواب حبط ہو گا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین آدمی فرق کرتا ہی ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پاوے اور اگر جہاد اسکا انکی نیت بشرط جہاد ہو تو ثواب باقی ہے مگر اندیشہ ہی اسواسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصاً مجلس درس تصنیف اور جو اعمال خلائق سے علاقہ رکھتے ہین کیونکہ جب تک آدمی کو دفعۃً خودی سے خدا نہ نکالے تب تک ایسے خیال خالی نہین ہوتا مثلاً اوسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف اضافت کرین اور اوسکے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہو جاوے تو اگرچہ یہ آگاہی اوسے بُری معلوم ہو لیکن اگر خودی اور نفسانیت اوسمین باقی ہو گی تو اوسے اسکا خیال ہو گا اور دوسری کی طرف اضافت اور نسبت کرنیکا ملال ہو گا **تیسرا باب صدق کے بیان مین** ایعزیز جانتو کہ صدق اخلاص سے قریب ہی اور صدق کا بڑا درجہ ہی جو شخص کمال صدق کو پہونچتا ہی اوسے صدیق کہتے ہین حق تعالی نے قرآن شریف مین اسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا کمال کس بات مین ہی فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی پہچاننا آدمی کو ضرور ہی صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھہ چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی اون چھہ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدیق ہے پہلا صدق زبان مین ہی کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے گذشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال نہ بات کہنے مین نہ آیندہ کے واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ زبان سے دل صفت حاصل کرتا ہی ٹیڑہی بات کہنے سے کج ہو جاتا ہی اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہی دو چیزون کے سبب سے صدق کا کمال ہوتا ہی ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایۃً ایسی مجمل بات نکہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اوس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے جہان سچ بولنا مصلحت نہین مثلاً جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کے درمیان صلح کرانے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہی مگر کمال صدق یہ ہی کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہو سکے تعریض کرے اور صراحۃً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر طرف ثانی اوسکا مطلب اپنے موافق بغلط سمجھ لے اور اگر سچا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہیگا تو اگر خدا کے واسطے مصلحت خلق کے خیال سے کہیگا تو درجہ صدق سے نگریگا دوسرا کمال یہ ہی کہ حق تعالی سے مناجات کرنے مین سچا رہی جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے اور اوسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور تیری بندگی کرتا ہون اور اوسوقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اوسکی زیردست نہون بلکہ وہ خود خواہشون کا زیردست ہو تو اوسنے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اوسی چیز کا بندہ ہی جسکی قید مین پھنسا ہی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّينَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہو جاوے تب تک حق تعالی کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہے کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اوسیطرح آپ سے بھی آزاد ہو جاوے

اور

اور خودی باقی ہی نرہی حتی کہ اوسی کچھ ارادہ ہی نرہی بلکہ خدا کی سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نکرے اور حق تعالی جو کچھ اوسکے ساتھ کرے اوسپر
راضی ہو بندگی مین کمال صدق یہی ہے جسے یہ درجہ نہین حاصل ہے اوسی صدیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق
نیت مین ہوتا ہے کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کرے اوس مین خدا کے سوا اور کچھ مقصود نہو اوسکے ساتھ اور کسی چیز
کو شریک نکرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بھی صدق کہتے ہین اسواسطے کہ اوسکے دل مین تقرب الہی کے سوا جب اور کچھ خیال بھی ہوگا تو
جو عبادت وہ کرتا ہے اوس مین کاذب ہے تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہے کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر
مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس تدریس مین مجسے اولی ہوگا اوسی حوالہ کردونگا یہ عزم
کبھی تو قوی اور بالجزم ہوتا ہے اور کبھی اوس مین ضعف اور تردد ہوتا ہے وہ جو قوی اور بے تردد ہوتا ہے اوسے صدق عزم کہتے ہین جیسا کہتے ہین یہ شخص
کاذب ہے یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہے یعنی قوی ہے اور صدیق وہ شخص ہے جو اپنے دل مین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے
جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا کہ لوگ اگر مجھے لیجا کر میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سے زیادہ دوست
رکھتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدیق موجود ہون اوسکا مین امیر ہون جناب فاروق نے یہ اسواسطے کہا کہ اپنے قتل پر صبر کرنیکا
عزم قوی اپنے دل مین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر اوسے اوسکے اور حضرت ابوبکر صدیق کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو
دوست رکھے تو اس شخص مین اور حضرت عمر فاروق مین جنہون نے حضرت ابوبکر صدیق پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنے
قتل کو دوست رکھا کتنا فرق ہوگا چوتھا صدق عزم پورا کرنے مین ہوتا ہے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ قصد قوی کہ جنگ مین جانبازی کرونگا اور جب کوئی پیشوا پیدا ہوگا
تو حکومت اوسی حوالہ کردونگا مگر جس وقت آپہونچتا ہے تو ایفا سے عزم مین نفس تندہی نہین کرتا اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے رِجَالٌ صَدَقُوا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنی اون لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنیکا عزم کرکے وفا
نکیا اونکے حق مین حق تعالی نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ
وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ تک یعنی ان لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدہ کے جھوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہے کہ آدمی کا باطن جس صفت سے
موصوف ہو وہی اوسکے عمل مین ظاہر ہو مثلا آدمی کے باطن مین وقار نہو اور ظاہر مین آہستہ آہستہ چلے تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن
کو یکسان اور ٹھیک کرنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہے یہ بات اوسی مین ہوتی ہے جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کے مثل ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بارخدایا میرے ظاہر کو بہتر کردے اور میرے باطن کو ظاہر سے بھی زیادہ نیک کردے جو شخص اس صفت پر نہو اور کہے کہ میرا
ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے وہ اس قول مین جھوٹا ہے اور درجہ صدق سے وہ گرا ہوا ہے گو کہ اوس سے ریا مقصود نہو چھٹا صدق یہ ہے کہ آدمی مقامات
دین کی حقیقتین اپنے دل سے طلب کرے فقط اونکے اوائل اور ظواہر پر قناعت نکرے مثلا زہد توکل خوف رجا رضا شوق کہ ہر
مسلمان کو یہ حال تھوڑے تھوڑے ہوتے ہین مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہے جیسا حق تعالی نے
ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ پس حق تعالی نے اوسکو صادق فرمایا ہے جسکا ایمان کامل ہو اوسکی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے

ڈرتا ہے تو اوسکی علامت یہ ہے کہ وہ کانپے اور اوسکا چہرہ زرد ہو گیا اور کھانا پینا نہ کھا پی سکے بیقرار رہے اگر حق تعالی سے کوئی اسطرح ڈرے
تو کہنے لگیں کہ اسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ میں گناہ سے ڈرتا ہوں اور گناہ سے باز نہ رہے تو اوسے کہتے ہیں کہ جھوٹا ہے اسیطرح سب مقامات
میں بڑا فرق ہے جیسے کہ مختصر اسکا بیان ہم نے کیا ہے ان سب مقامات میں جب اول وہ ہوتا ہے اوسکا صدق کامل ہوتا ہے اور اوسے صدیق کہتے ہیں اور بعض
ان میں سے ہر مقام میں صادق ہوتا ہے اور بعض نہیں ہے کہ جسقدر اوسکا صدق ہے اوسیقدر اوسکا درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب ◆

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان میں

اے عزیز واضح ہو کہ معلوم کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیامة فلا تظلم نفس شیئا یعنی
قیامت کے دن ہم ترازوئیں رکھینگے اور کسی پر ظلم نہ کرینگے جیسے ایک ذرہ برابر بھی نیکی بدی کی ہوگی اوسے ترازو میں تولینگے اور خلائق
کا حساب کرنیکو ہم کافی ہیں جب یہ وعدہ کیا تو لوگوں کو حکم فرمایا ولتنظر نفس ما قدمت لغد یعنی اسجہان میں اپنے حساب کو دیکھے رہیں
اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ شخص عاقل ہے جو چار ساعتیں رکھتا ہو ایک ساعت میں اپنا حساب ایک میں خدا سے مناجات ایک میں تدبیر
معاش کیا کرے ایک میں اون چیزوں سے آرام لیا کرے جو دنیا میں اوسکے واسطے مباح ہیں امیرالمومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی
عنہ کا قول ہے حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا یعنی تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل اسکے کہ تمھارا حساب کیا جاوے اور حق سبحانہ تعالی
نے ارشاد کیا یا ایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الآیہ فا کے یہ معنی ہیں کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش
کے ساتھ خوب جہاد کرو تا کہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رابطوا کے یہ معنی ہیں کہ اس جہاد میں ثابت قدم ہو پس اہل بصیرت اور بزرگان
دین سمجھے کہ اس جہان میں سوداگری کو آئے ہیں اور نفس کے ساتھ انکا معاملہ ہے اس معاملہ کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہے بلکہ سعادت و شقاوت
ابدی ہے تو ان حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہیں پھر اوسکی باتوں کی خبر دار رہتے ہیں
پھر اوس سے حساب کرتے ہیں اور اگر اوس نے خیانت کی ہو تو اوسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہیں اوسیطرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے
ساتھ چھ مقام مقرر کیے مشارطہ مراقبہ محاسبہ معاقبہ مجاہدہ معاتبہ پہلا مقام مشارطہ ہے اے عزیز جانو کہ جس شریک کو مال دیتے
ہیں وہ نفع حاصل ہونے میں مددگار ہے مگر شاید بر رغبت خیانت سے دشمن ہو جاوے اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اوسکی باتوں
سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے میں مبالغہ کرنا چاہیے اسیطرح نفس کے ساتھ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ ان معاملات
کا نفع ابد تک باقی رہیگا اور معاملات دنیوی کا نفع چندروزہ ہے اور جو چیز باقی نہ رہے وہ عقلمندوں کے نزدیک بے حقیقت ہوتی ہے بلکہ عقلمندوں
نے کہا ہے کہ جو شر باقی رہے وہ اوس خیر سے بہتر ہے جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاس عمر میں سے ہر ایک نفس ایک گوہر نفیس ہے کہ اوس گوہر کے سبب سے ایک
خزانہ پس انداز کر سکتے ہیں تو اس گوہر میں جدو کد اور حساب کتاب کرنا اولی ہے پس عقلمند وہی ہے جو فجر کی نماز کے بعد ساعت بھر اسی کام
میں دل لگاوے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہیں اور جو دم گذر گیا اوسکا بدلا نہیں ہو سکتا کہ انفاس خدا کے
علم میں معدود اور مقرر ہیں ہرگز زیادہ نہونگے اور جب عمر گذر گئی تو تجارت کرنا محال ہے جو کام کرنا ہے ابھی کر لے کہ مدت زندگی تنگ ہے اور
آخرت جو زمانہ وسیع ہے وہاں کچھ کام نہیں حق تعالی نے آج نئے سر سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے میں مرجاتا تو یہی آرزو رہتی

کہ

کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کر لیتا اور خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی عنایت کی ہے ای نفس کہان اس سرمایۂ زندگی کو غنیمت جان خدا نہ
نکرے فردا کہ دیدا ایسا نہو کہ کل کی مہلت نہ ملا اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ لے کہ تو نے مر کر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حق تعالی نے
مہلت دی اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضییع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنے سے محروم رہے حدیث شریف میں ہے کہ فردا ے
قیامت کو ہر روز و شب کہ چوبیس ۲۴ ساعت کے ہوتے ہین اونکے عوض چوبیس ۲۴ خزانے بندے کے سامنے رکھکر ایک خزانے کا دروازہ کھولینگے
بندے نے اوس ساعت مین جو نیکیان کی ہین اونکے سبب سے اوس خزانے کو پر نور دیکھے گا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت
اوسکے دلکو حاصل ہوگی کہ اگر اوس مین سے دوزخیون کو بانٹ دین تو وہ آتش دوزخ سے بیخبر ہو جائین وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی بندہ جانیگا
گا کہ یہ انوار خدا کے نزدیک اوسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگے پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اوس مین سے ایسی بدبو
آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کر لین گے وہ خزانہ ساعت معصیت ہے اوسے دیکھکر ایسی ہیبت و خجالت اوسکے دل مین پیدا ہوگی کہ اگر جنتیون
پر تقسیم کیجائے تو سب کو بہشت تلخ ہو جائے پھر ایک خزانے کا اور دروازہ کھولین گے وہ خالی ہوگا نہ اوس مین نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ
ساعت ہے جس مین بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہے نہ عبادت اوسوقت بندے کے دل مین ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص
بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر ہو اور اوسکی قدر نہ جانے حتی کہ وہ ضائع ہو جائے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسیطرح بندے کے سامنے
پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ اے نفس حق تعالی نے ایسے چوبیس ۲۴ خزانے تیرے سامنے رکھے ہین خبردار کسیکو خالی نہ چھوڑنا اسواسطے
کہ تو اوسکی حسرت کی تاب نلا سکیگا اور بعض بزرگون نے کہا ہے کہ تو فرض کر کہ حق تعالی تجھے بخشدیگا لیکن صالحون کا ثواب اور درجہ تجھکو نملیگا اور تو اس نقصان
کے غم مین رہیگا پس چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اوسکے سپرد کرکے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسیطرح ہفت اندام
کے بارے مین تاکید کرے کہ انکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہین وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہین کہ ہر ایک
عضو کے گناہ کی پاداش مین دوزخ مین جانا پڑیگا پس ان اعضا کے معاصی یاد کرکے اعضا کو اونسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و وظائف
اوس دن کر سکتا ہے وہ یاد کرکے اونکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کریگا تو مین تجھے
سزا دونگا تکلیف دونگا اسواسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہے مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت اسمین اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ
کہ عمل کے پہلے ہوتا ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ [1] اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہی ہے جو اپنا حساب کرتا ہے اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آئے اور فرمایا ہے کہ جو کام پیش آئے اوس مین
غور کر اگر راہ ہے تو کر اگر بیراہ ہے تو اوس سے دور رہ پس ہر روز صبح کو نفس کے تئین ایسی شرطون کی حاجت ہے مگر وہ شخص جو ثابت
قدم ہو گیا اوسے بھی ہر روز ایک کام ایسا پیش آئیگا جسمین نفس کے ساتھ شرط کرنے کی حاجت پڑے دوسرا مقام مراقبہ ہے پاسبانی اور
نگہبانی کرنا مراقبے کے معنی ہین جسطرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کرکے اوس سے شرط کر لیتے ہین تو شریک سے غافل نہین رہتے اوسکی
باتون سے خبردار رہتے ہین اسیطرح ہر وقت نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہے اگر اوس سے غافل رہیگا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے
سبب سے پھر اپنی طبیعت پر آ جائیگا اور سرکشی کریگا اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کر لے کہ حق تعالی کو میرے افعال اور خیالات

ف ۱ اور جانو تم کہ بیشک اللہ جانتا ہے اوس چیز کو جو تمہارے دلون مین ہے پس ڈرو تم اوس سے ۱۲

کی اطلاع ہے خلق تو فقط ظاہری دیکھتی ہے اور حق تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں دیکھتا ہے جب یہ سمجھا اور یہ سمجھ اوسکے دل پر غالب ہو گئی اوسکا ظاہر و باطن
دونوں ادب سے آراستہ ہو جاتین گے اسواسطے کہ اگر آدمی اسکا ایمان نرکھیگا تو کافر ہے اور اگر ایمان رکھیگا تو اسکے خلاف کرنا بڑی دلیری
اور بڑا ڈھیٹ پن ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ یعنی بندہ کیا یہ نہین جانتا کہ حق تعالیٰ اوسے دیکھ رہا ہے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول
ہوگی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب مین گناہ کرتا تھا اوسوقت کیا حق تعالیٰ دیکھ رہا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اوس حبشی نے
ایک آہ کی اور چیخ مار کر جان بحق تسلیم ہو گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی بندگی اسطرح کر کہ تو اوسے دیکھ رہا ہے
اگر تو اوسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اے عزیز جب تک تو یہ نجانیگا کہ حق تعالیٰ ہر وقت ساتھ ہے اور ہر حال مین دانا بینا ہے تب تک
کام راست و درست نہوگا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا بلکہ کمال یہ ہے کہ تو ہمیشہ شاہد ہے یعنی ہے اور حق تعالیٰ کو
دیکھا کرے حکایت ایک پیر صاحب کا کوئی شخص چہیتا پیر صاحب کا اور مریدون سے زیادہ اوسکی رعایت تھی اور مریدون کو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید
کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید تنہائی جگہ جا کر اوسے ذبح کر لایا مگر وہ مرید اوس چڑیا کو
زندہ پھیر لایا اور عرض کرنے لگا مجھے ایسی جگہ کہین نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالیٰ سب جگہ دیکھتا ہے تب پیر صاحب نے
اور مریدون سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کر لو کہ یہ ہمیشہ مشاہدہ مین رہتا ہے خدا کے سوا اور کسیکی طرف التفات ہی
نہین کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت مین اپنی طرف بلایا تو جس بت کی پرستش کرتی تھین پہلے اوسکے منہ پر پردہ
ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہے مین کیا اوس سے شرم نہین رکھتا جو ساتون آسمان و زمین
کا خالق ہے اور دیکھ رہا ہے حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہین بچا سکتا کیونکر بچاؤن فرمایا
اسطرح کہ تو یہ یقین کر لے کہ جسقدر تو کسیکو دیکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالیٰ تیرے تئین دیکھتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ بہشت عدن اون لوگون کے واسطے ہے جو کسی گناہ کا قصد کرین اور میری عظمت یاد کر کے شرماتین اور اوس گناہ سے باز رہین
حضرت عبداللہ ابن دینار کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ کی راہ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہ ہم اوترے ایک چرواہے
کا غلام پہاڑ پر سے بکریان اوتار لایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچڈال اوسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون یہ بکریان
میری ملک نہین ہین آپنے امتحاناً فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا اوسے کیا معلوم ہوگا اوسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانے گا
خدا تو جانتا ہے یہ سن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رونے لگے اور اوسکے مالک کو بلا کر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اسے
غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان مین بھی آزاد ہوا اور اوس جہان مین بھی آزاد ہو جائیگا فصل اے عزیز جان تو کہ مراقبہ کے دو درجے ہین
پہلا درجہ صدیقون کا مراقبہ ہے کہ اونکا دل خدا کی عظمت مین مستغرق اور اونکی ہیبت سے چور رہتا ہے اوس مین ماسوا اللہ کی طرف التفات
کرنے کی گنجائش ہی نہین ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہے کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اور اعضا تو اوسکے تابع ہوتے ہی ہین مباحات سے باز رہنے لگے
گناہ تو درکنار کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقب کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہین ہوتی یہ فہمی باشد ہمہ

جو

جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَصْبَحَ وَهُمُومُهُ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هُمُومَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یعنی جو شخص صبح کو ایک ہمت والا
ہو کر اوٹھے حق تعالی دونوں جہان میں اوسکی کارروائی کرتا ہے اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اگر اوس سے بات کہیں تو نہ سنے اور جو کوئی
اوسکے سامنے جائے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اوسے نہ دیکھے حضرت عبد الواحد ابن زید رحمہ اللہ تعالی سے لوگوں نے پوچھا کہ تم ایسے کسی
شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہو کر اپنے ہی حال میں مشغول ہو گیا ہو کہا ہاں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ ابھی آتا ہے حضرت عتبۃ الغلام
رحمہ اللہ آئے پوچھا کہ تم نے کسی راہ میں دیکھا کہا کسیکو بھی نہیں دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہو کر آئے تھے حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام
ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مار کر اوسپر گر پڑے لوگوں نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ میں سمجھا دیوار ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ میں
ایک قوم کی طرف گذرا وہ لوگ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص اون سے بہت دور بیٹھا تھا میں نے چاہا کہ اوس سے بات کروں
اوس نے کہا کہ یاد خدا بہتر ہے میں نے کہا اے شخص تو اکیلا ہے بولا نہیں حق تعالی اور دو فرشتے میرے ساتھ ہیں میں نے کہا
کہ اس قوم میں کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا میں نے کہا راہ کدہر سے ہے پس آسمان کی طرف منہ کر کے اوٹھ کھڑا
ہوا اور چلدیا اور بولا کہ یارخدایا تیرے بہت سے مخلوق تجھسے باز رکھنے والے ہیں حضرت شبلی حضرت نوری رحمہما اللہ تعالی کے پاس گئے
اونہیں مراقبہ میں ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ اونکے بدن کا رونگٹا بھی نہیں ہلتا تھا پوچھا کہ یہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تم نے کس سے سیکھا
بولے بلی سے کیونکہ میں نے اوسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار میں اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبد اللہ ابن حنیف رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہیں کہ لوگوں سے مجھے خبر ہوئی کہ شہر صور میں ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبہ میں بیٹھے رہتے ہیں میں وہاں گیا دونوں شخصوں کو
دیکھا قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے میں نے تین بار سلام کیا اونہوں نے جواب نہ دیا میں نے کہا کہ تمہیں قسم خدا کی کہ سلام کا جواب دو
جوان نے سر اوٹھا کر کہا کہ اے ابن حنیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اوس تھوڑی میں سے تھوڑی سی ہی باقی ہے اوس تھوڑی میں سے بہت سا حصہ لیلے اے
ابن حنیف تو بڑا غافل اور فارغ ہے کہ ہمارے سلام میں لگا ہے یہ کہکر پھر گردن جھکالی میں بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا اون دونوں
بزرگوں نے مجھے بالکل از خود رفتہ کر لیا میں کھڑا رہا اور اونکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑہی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا اے
ابن حنیف ہم مصیبت زدہ ہیں ہماری زبان ہی نہیں کہ تجھے نصیحت کرسکیں تین دن میں وہیں کھڑا رہا اونہوں نے اور نہ
نہ کچھ کہا اور نہ کوئی سویا میں نے اپنے جی میں کہا کہ انہیں خدا کی قسم دلاؤں کہ مجھے کچھ نصیحت کریں اوسی جوان نے پھر سر اوٹھا کر
کہا کہ ایسے شخص کو ڈہونڈہ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آئے اور اوسکی ہیبت تیرے دل میں سما جائے اور وہ شخص بزبان حال تجھے نصیحت کرے کہ
زبان قال سے نہیں مقربوں کے مراقبہ کا یہی حال ہے یعنی یہ کہ وہ بالکل حق تعالی ہی میں مستغرق ہو جاتے ہیں دوسرا درجہ پارساؤں
اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہے یہ لوگ جانتے ہیں کہ حق تعالی انکے احوال سے مطلع ہے اور حق تعالی سے شرم کرتے ہیں مگر اوسکی عظمت
وجلال میں بیہوش اور مستغرق نہیں ہوتے بلکہ اپنے اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہیں ان لوگوں کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی
شخص تنہا ایک کام کرتا ہے یا برہنہ ہے اور کوئی لڑکا آجاتا ہے وہ شخص اوس لڑکے سے شرم کر کے اپنے اختیار سے اپنے تئیں چھپاتا ہے
اور اوس دوسرے کی مثل ایسی ہے جیسے ناگاہ بادشاہ کسیکے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور بیہوش ہو جائے

پس جو شخص اس درجہ پر پہونچا اوسکو اپنے احوال اور خطرون اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دہیان کرنا چاہیے اور وہ جو کام کیا چاہتا ہی اوسے
دو نظرون سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے کے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اوسکے دل مین آتے اوسیکو دیکھے بلکہ ہمیشہ دلکا مراقبہ کرتا رہے
کہ دل مین کیا خیال پیدا ہوتا ہی اور جو خیال آتے اوسے دیکھے اگر خدا کے واسطے ہے تو اوسے تمام کرے اور اگر خواہش نفسانی سے ہی تو باز
رہے اور حق تعالی سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دل مین کیون پیدا ہوئی اوسکا انجام اور رسوائی اپنے
دل مین ٹھہرالے اور سب خیالات کو پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہی کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے
کرتا ہی اوس مین تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیون کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیون کیا کے یہ معنی ہین کہ اوس بندے سے
کہین گے کہ تجہپر لازم تہا کہ خدا کے واسطے کرتا شہوت نفسانی اور موافقت شیطانی کے واسطے کیون کیا اگر اس مواخذہ سے بندہ بچا
اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تہا تو اوس سے پوچہین گے کہ تو نے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کار خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہے
یہ کام جو تو نے کیا آیا علم کے موافق کیا ہی یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجہا اگر اس مواخذہ سے بہی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام
کیا تہا تو پوچہین گے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تہا یعنی تجہپر واجب تہا کہ اخلاص کے ساتہ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے
واسطے تو نے یہ کام کیا ہی تاکہ اجر پائے یا ریا کے واسطے کیا ہی تاکہ خلق سے اجر مانگے کہ تجہکو اجر ملیگا اگر خدا کے واسطے کیا ہی تاکہ ثواب جیدا
ہو جا اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہی تو خالق کے غصہ اور عذاب مین تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ تجہسے کہدیا تہا الا للہ الدین الخالص
اور کہدیا تہا ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم جو شخص مضمون سمجہیگا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبہ سے
غافل نہ رہیگا اصل یہ ہی کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اوس خطرہ کو دور نہ کیگا تو اوس سے رغبت پیدا ہوگی پہر نیت ہو جائیگی اوسکے
بعد قصد ہوکر اعضا سے صادر ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اتق اللہ عند ہمک اذا ہممت یعنی جس وقت کسی
تیرے کام کی ہمت پیدا ہو تو حق تعالی سے ڈر العزیز جانتو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہی کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہی اور کون
خواہش نفسانی کے لیے ہے جسمین شناخت کی قوت اور قدرت نہو اوسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت مین بیٹہے تاکہ اوسکی
صحبت کا نور اسکو دل مین سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہین
حق تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بہیجی کہ اے داود جس عالم کو محبت دنیا نے مست کردیا ہو اوس سے کچہہ نہ پوچہہ کہ وہ تجہے میری
محبت سے محروم کردیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندون کے حق مین راہزن ہین اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ حق تعالی اوس شخص کو دوست رکہتا ہی جو شبہ کی چیزمین تیز بین اور دور اندیش ہو اور غلبہ شہوت کے وقت اوسکی عقل
کامل ہو انہی دو باتون مین آدمی کا کمال ہی کہ حقیقت حال کو بصیرت نقاد سے پہچانے شہوت کو عقل کامل سے دفع کرے یہ دونون
باتین باہم ملی ہوئی ہین جسمین عقل دافع شہوات نہین ہوئی اوسے بصیرت ناقد شبہات بہی نہین ہوئی اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی عقل اوس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پہر نہین آتی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہی کہ کام
تین قسم پر ہین ایک صاف حق اسے بجالا ایک صاف باطل اسے چہوڑدے ایک مشتبہ اسکو کسی عالم سے پوچہہ دوسری نظر وہ مراقبہ ہی جو کام کرتے

وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہین یا طاعت ہوگا یا معصیت یا مباح طاعت مین مراقبہ کی یہ صورت ہے کہ اوسے اخلاص کے ساتھ کرے اور اوس مین
حضور قلب سے سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اوس سے باز نہ رہے اور معصیت مین مراقبہ کی یہ شکل ہے کہ خدا سے شرم رکھے اور
توبہ کرے کفارہ دے مباح مین مراقبہ کا یہ انداز ہے کہ باادب رہے خدا کی نعمت مین منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت اوسکی درگاہ مین حاضر ہے مثلاً اگر بیٹھے تو ادب سے
بیٹھے اگر سوئے تو داہنی کروٹ اور قبلہ رو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہو اسواسطے کہ تفکر سب اعمال سے افضل ہے کیونکہ ہر ایک
طعام کی صورت اور رنگ بو اور مزہ اور شکل مین کتنی عجیب عجیب صنعتین ہین علی ہذا القیاس آدمی کے اعضا مین جو اوس طعام کو
کام مین لاتے ہین جیسے اونگلیان منہ دانت حلق معدہ جگر مثانہ اور جو اعضا قبول طعام کے واسطے ہین اور جو اعضا اوسکی حفاظت
کے واسطے ہین تاکہ ہضم ہو جائے اور جو عضو بھوک دور کرنے کے واسطے ہے یہ سب عجائب صنع الٰہی ہین ایسی چیزون مین تفکر کرنا بڑی
عبادت ہے یہ درجہ علما کا ہے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جب عجیب عجیب صنعتین دیکھتے ہین تو عظمت صانع کی طرف ترقی کرتے ہین اور
اوسکی جلال اور جمال اور کمال مین مستغرق ہو جاتے ہین یہ موحدون اور صدیقون کا درجہ ہے اور بعضے لوگ کھانیکو غصہ کی نظر سے دیکھکر
برخلاف خواہش مکروہ جانتے ہین اور بقدر ضرورت کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کاش ہمین اسکی بھی حاجت نہوتی اور یہ جو کھانے کی
ضرورت ہے اسمین تفکر کرتے ہین یہ زاہدون کا درجہ ہے اور بعضے لالچی لوگ نظر شوق سے کھانیکو دیکھتے ہین اور اسی خیال مین رہتے ہین
کہ کیونکر پکاتے ہین کہ بہتر اور خوش مزہ پکے جو بہت سا چکھہ جاتے ہین پھر پکوان اور پکانے والے اور کھانے اور میوے کا عیب بھی کرتے ہین اتنا نہین
جانتے کہ یہ سب چیزین خدا کی صنعت ہین اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہل غفلت کا درجہ ہے سب مباحات مین اسطرح کے درجے پیش آتے
ہین تیسرا مقام وہ محاسبہ جو عمل کے بعد کرتے ہین چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھ کرے تاکہ معلوم ہے
کہ سرمایہ مین کسقدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہے اور نوافل اوسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے مین مبالغہ کرتے ہین
کہ نقصان نہو جاوے اوسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا طرار اور مکار اور حیلہ انگیز ہے اور اپنی غرض کو تیرے سامنے طاعت کے
حساب مین گنتا ہے تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات مین نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تو نے
یہ کیون کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھ قصور دیکھے تو اوس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اوس سے تاوان مانگے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے
اونھون نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس ہوئے اونکا حساب کیا تو اکیس ہزار چھہ سو دن ہوئے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے
تو اکیس ہزار چھہ سو گناہ ہوئے ہین کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہو جسمین ہزار گناہ سرزد ہوئی ہون پس ایک چیخ مارکر گر پڑے
لوگون نے دیکھا تو مردہ پڑے ہین مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہین کرتا جو گناہ وہ کرتا ہے اوس مین ہر گناہ پر اگر ایک ایک پتھر
کسی گھر مین ڈالے تو تھوڑے سے عرصے مین وہ گھر پتھرون سے بھر جاوے اگر کراماً کاتبین اس کے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگتے تو اسکا سب مال خرچ
ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہے تو تسبیح ہاتھ مین لیکر گنتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے سو بار کہا اور تمام دن بیہودہ
بکا کرتا ہے اوسکی گنتی کے واسطے کوئی چیز ہاتھ مین نہین رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتین ہزار سے زیادہ بکین پھر یہ جو امید رکھے کہ نیکی کا پلہ بھاری
ہو گیا تو یہ اوسکی حماقت ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ قبل اسکے کہ تمہارے اعمال تولے جائین

تم خود اپنے اعمال کو تولو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے پاؤن پر درہ مارتے اور کہتے کہ آج تو نے
کیا کیا ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت
فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین پھر فرمایا کہ اے عائشہ مین نے کیا کہا بیٹی نے کہا کہ حضرت صدیق آپ نے فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین فرمایا نہ عمر سے زیادہ کوئی
مجھے عزیز نہین ہے جناب صدیق نے اتنی ہی بات کا حساب کیا چونکہ راست نہ تھی فورًا اوسکا تدارک کر لیا ابن سلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے
لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے آپ کہتے
تھے کہ واہ واہ لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اوسکے عذاب مین مبتلا ہونے پر تیار ہے حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا
ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت
کرتا ہے تو گذشتہ کامون کا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام معاقبہ نفس ہے اے عزیز جانو کہ جب حساب نفس سے تو غافل
رہیگا اور قصور کریگا اور اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اوسے روکنا مشکل ہوگا بلکہ جو برا کام
اوسنے کیا ہو اوسپر اوسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اوسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اوسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اوسنے دیکھا ہو تو
نہ دیکھنے اور آنکھ بند رکھنے سے اوسے سزا دے اسیطرح سب اعضا کو حرکات سیئات کو قیاس کر لے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک
عابد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا مدت تک صومعہ مین رہا ایک عورت
نے اپنی تئین اوس عابد کے سامنے پیش کیا اوسکے پاس آنے کے واسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی
اور چاہا کہ صومعہ مین پھر جاوے تب اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاؤن جو گناہ کے واسطے باہر نکلا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پاوے اوس پاؤن
کو باہر رہنے دیا حتی کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دھوپ سے وہ پاؤن خراب ہو گیا اور گلکر اوسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہ
کہتے ہین کہ ابن الکرینبی کہتے تھے کہ ایک رات مجھے احتلام ہو گیا مین نے چاہا کہ اوسوقت غسل کرون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے
غسل کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نکر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جا کر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل
کرونگا اور کپڑون کو اوسیطرح بھیگا رہنے دونگا ہرگز نہ نچوڑونگا حتی کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین اور ایسا ہی کیا اور کہا کہ اوس نفس
کی یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین قصور کرے ایک شخص نے کسی لڑکی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہو کر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ ہرگز
ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور ہمیشہ گرم پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ایک منظر کیطرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس سے
کہا کہ جس چیز سے تجھکو کچھ سروکار نہین اوسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزہ رکھکر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اوڑی اوسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہو گئی
رکعتون کی گنتی بھول گئے تمام نخلستان کو صدقہ مین دیدیا مالک ابن ضیغم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمہ اللہ تعالیٰ
آئے اور میرے باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور پھر چلے مین بھی اونکے

پیچھے

پیچھے پیچھے چلا وہ اپنے نفس سے کہتے جاتے تھے کہ اے فضول تو کہتا ہے کہ سوئیگا یہ کون وقت ہے تجھے اس کہنے سے کیا کام مین نے عہد کیا ہے کہ سال بھر
تک تجھے تکیے پر سر رکھنے دونگا یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تمیم داری قدس سرہ ایک
رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہو گئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوؤنگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے
ہین کہ ایک شخص ننگے بدن ہو کر گرم بالو اور پتھر پر لوٹتا تھا اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ اے رات کے مردار دن کے کاہل تیرا ظلم کب تک
سہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے فرمایا اے شخص تو یہ امر کیون کرتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھپر غلبہ کرتا ہے
فرمایا کہ اس ساعت آسمانون کے دروازے تیرے واسطے کھولے ہین اور تیری سبب سے حق تعالی فرشتون پر فخر ومباہات کرتا ہے پھر صحابہ سے
فرمایا کہ اپنا توشہ اوس شخص سے لیلو سب صحابہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کر اوسنے دعا کی کہ بار خدایا تقوی کو انکے واسطے زاد راہ کر اور سبھون
کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا اسے رد کے یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اسکی زبان پر جاری کر
تب وہ شخص یہ دعا کرنے لگا کہ بار خدایا بہشت کو انکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے اونہون نے ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک
عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کی طرف بھی نہ دیکھونگا حضرت احنف ابن قیس رحمہ اللہ تعالی رات کو چراغ لیتے اور ہر گھڑی چراغ
کی تپش پر انگلی رکھتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ فلانے فلانا کام تو نے کیون کیا اور فلانی چیز کیون کھائی غرضکہ احتیاط والے لوگ ایسے تھے
اسواسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہو جائینگے نفس پر ہمیشہ سیاست
کیا کرتے تھے پانچوان مقام مجاہدہ ہے اے عزیز جانتو کہ بعضے بزرگون نے جب اپنے نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اسطرح اوسے سزا دی کہ
تنبیہ اور سیاست کے واسطے بہت سی عبادت اوسپر لازم کر دی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب
اونکی ایک نماز فوت ہو جاتی تو ایک شب بیدار رہتے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک نماز جماعت فوت ہو گئی اوسکے کفارہ
مین ایسی زمین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اوسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مغرب کی نماز مین تاخیر ہو گئی حتی کہ دو تارے
نکل آئے اسکے کفارے مین اونہون نے دو بندے آزاد کیے اور ایسی بہت سی حکایتین ہین جب عبادت مین نفس تندہی نہ کرے تو اوسکا علاج
یہ ہے کہ آدمی کسی صاحب ریاضت کی خدمت مین رہے تاکہ اوسکی ریاضت دیکھ دیکھکر اسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین جب
ریاضت مین کاہل ہو جاتا ہون تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہون اونھین دیکھنے سے میرے دل مین ہفتے بھر رغبت عبادت باقی
رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنیوالون کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضونکا تھوڑا سا
حال یہان لکھتے ہین حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی مین آٹا گھولکر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھولکر پی
لینے مین روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتین پڑھ سکے پھر مین اتنا وقت کیون ضائع کرون ایک
شخص نے اونسے پوچھا کہ تمھاری چھت مین یہ دھنی کب سے ٹوٹی ہے کہا تیس برس سے مین یہان رہتا ہون مگر چھت کی طرف نہین
دیکھا بیفائدہ کسیطرف دیکھنے کو بزرگون نے مکروہ جانا ہے احمد ابن رزین رحمہ اللہ تعالی فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے

اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالی نے آنکھین اسواسطے دی ہین کہ بندہ اوسکی
عجیب عجیب صنعتون اور قدرتون کو دیکھا کرے اور جو شخص ان چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھیگا اوسکے نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابو الدردا
رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ فقط تین چیزون کے واسطے زندگی کو مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتون مین سجدے
کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑے بڑے دنون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین
پاکیزہ اور سراپا حکمت ہین حضرت علقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا
اوسکی دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھ رکھتا ہون اوسے عذاب دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین
ہین کہا جو کچھ ہوسکتا ہے کرتا ہون تاکہ فردا ے قیامت کو کچھ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہ فرماتے ہین کہ
سری سقطی رحمہ اللہ تعالی سے زیادہ کسی کو مین نے عجیب بات نہین دیکھی کہ اونکی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کبھی کسی نے اونکا پہلو زمین پر
نہین دیکھا مگر مرتے وقت حضرت ابو محمد جریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے نہ رات کو سوتے نہ پیٹھ لگائی نہ پاؤن پھیلائے حضرت ابوبکر
کتانی قدس سرہ نے اونسے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کرسکے کہا کہ اوس سمجھ کی بدولت جو مجھے صدق باطن سے حاصل ہوا اوسنے
میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے انکے آنسو خون آمیز
روان ہو رہے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب ان آنسوون پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون
روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے اونھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اوس گریہ و زاری
کے سبب سے حق تعالی نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گذرے کہ فرشتے جو تیرا نامہ اعمال
لاتے اوس مین کوئی خطا نہ تھی حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ڈاڑھی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی
کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہو جاؤن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے راتون کو عبادت کے واسطے تقسیم کیا تھا
فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہے اور ایک ہی رکوع مین صبح کردیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہے اور ایک ہی سجدے مین صبح کردیتے حضرت
عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی کثرت ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے اونکی مان نے براہ شفقت مادری کہا کہ بیٹا
اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ اے مادر مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابدالآباد خدا کی رحمت و راحت
مین رہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے
جب نماز سے فارغ ہوے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو انکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اوسیطرح بیٹھے رہے
جگہ سے نہ اوٹھے حتی کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اوسوقت اونکی آنکھ ذرا جھپک گئی جب
نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ بار خدایا مین بہت سونے والی آنکھ اور بہت کھانیوالے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین
کہا کہ مجھے یہی کافی ہے پھر مین نے کچھ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابوبکر عباس نے چالیس برس زمین پر پہلو نہین رکھا پھر اونکی آنکھون
مین سیاہ پانی اوتر آیا بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روزانہ اونکا ورد تھا اور جوانی مین ہر روز تیس ہزار بار قل ہو اللہ

پڑھا کرتے تھے کرز ابن وبرہ رحمہ اللہ تعالی ایک ابدال تھے اونکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے اونسے کہا کہ آپ نے بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن کتنا بڑا ہی لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس کہنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش پا سکے کے واسطے سات دن رنج نہ کھینچے یعنی اگر مین سات ہزار برس جیون اور رنفقط قیامت کے ایکدن کے واسطے محنت اور ریاضت کرون تو بھی کم ہی تو مدت ابد کا کیا ذکر جو نہایت ہی نہین رکھتی خصوصًا میری اس تھوڑی سی عمر کی نسبت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اوس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز پڑھتا رہا پھر مین نے اونسے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اوسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اسطرح شکر کرنا چاہیے کہ کل ہم روزہ رکھین محنت و ریاضت کرنیوالون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ اونہین نقل کرنا موجب طول ہے ہم احیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کر سکے بارے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو سمجھا کرے اور رغبت خیر اوس مین پیدا ہو اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کر سکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اوسے جھڑکنا ہے العزیز جانتو کہ حق تعالی نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہے کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہے شہوت رانی اور کاہلی کرنا اوسکی طبیعت اور خاصیت ہے اور تجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ نفس کی عادت چھوڑا اور بیراہی سے اوسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہو سکتی ہے کبھی نرمی سے کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اوسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہے تو اوس کام کا قصد کرتا ہے اگرچہ اوس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اوس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہے لیکن اکثر جہل و غفلت اوسکو واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اوسے خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے اور صاف آئینہ اوسکے سامنے دھرتا ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ آدمی کا نفس بھی اوروں کے نفس کے مثل ہے کہ پند و نصیحت اوس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اوسے نصیحت اور عتاب کرنا چاہیے بلکہ کسیوقت اوسپر عتاب کرنا موقوف ہی نکرے اور اوس سے کہتا رہے کہ اے نفس تو زیرکی کا دعوے کرتا ہے اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہے تو تو برا مانتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور تجھسے زیادہ کوئی احمق نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر در شہر پر ٹھہرا ہو اور اوس شخص کو پکڑلانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اوسے اپنے ساتھ لیجا کر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اوس سے زیادہ کوئی احمق نہین اے نفس مردون کا لشکر در شہر پر تیرا منتظر ہے اور اونہوں نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیلینگے تب تک کوچ نہ کرینگے اور جنت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو ایک نہ ایکدن ضرور ساتھ لیگا تو سمجھ ادر ہو نہ ہو الا سب ہے اور یہی تو سمجھ اسواسطے کہ موت نے کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین ٹھہرایا ہے کہ یہ معلوم ہو کہ جاڑے گرمی یا دن یا رات کو آویگی یا جلدی آویگی یا دیر کو جب انکے پہونچنے کا وقت آوے گا تو اچانک ہی آ دبالے گی اور ایسے وقت موت آتی ہے جبکہ آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہے پھر اگر تو مرنے کے لیے تیار نہین ہوتا تو اس سے زیادہ کیا حماقت ہے اے نفس افسوس کی بات ہے کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہے اگر تو یہ جانتا ہے کہ حق تعالی تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہے تو تو بڑا ڈھیٹ اور بیحیا ہے کہ اوسکی مطلع

۵ اور نصیحت کرنا تنفس کو نصیحت نفع دیتی ہے

ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا اے نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اوسپر کسقدر غصہ آتا ہے پھر حق تعالی کو غصے
سے تو کس بات پر مطمین اور امین ہے اگر تو اس بھولا مین بھولا ہے کہ مین عذاب الٰہی سہنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہون تو ذرہ اپنی انگلی
چراغ پر رکھ کے یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھکر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تا کہ تجھے اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جائے اور اگر
تو یہ سمجھا ہے کہ جو کچھ مین کرتا ہون اسکے مواخذے مین نہ پکڑا جاؤنگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا منکر ہے اور سبکو جھوٹا
جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ یعنی جو برا کام کریگا بری سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ کہے کہ خدا کریم
و رحیم ہے مجھپر عذاب نکریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہے بیمار کیون
ڈالتا ہے خدا کریم و رحیم ہے تو آدمی بے بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا تو کریم و رحیم ہے پھر جب تجھے خواہش ہوتی ہے
تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اوسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہے مین
تکلیف نکرون وہ خود میرے کام بنا دیگا اے نفس تجھکو کہ ہے تیری اوقات پر ایسے تو یہی کہیگا کہ ہان مین ہارا تم جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی ہے
مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا ہون او بے وقوف تو اتنا نہین جانتا ہے کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اوٹھا
سکتا اوسپر ذرہ سا رنج اور ذرہ سی تکلیف سہنا فرض ہے تاکہ فردای قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص
رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب آج تو اتنا سا رنج اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فردای قیامت کو عذاب دوزخ
اور ذلت و خواری اور دوت دیک لعنت ملامت کر اتنے بڑے رنج کی تاب کیونکر لائیگا او بیچارہ زر و مال کی تلاش مین تو اس
کثرت سے رنج و ذلت کھینچتا ہے اور تندرست ہونے کے واسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہے
تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی و بیماری سے زیادہ سخت ہے اور مدت آخرت عمر دنیا سے زیادہ دراز ہے پھر شاید تم یہ کہو کہ مین اس
خیال مین ہون کہ توبہ کرونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگون گا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جب تک تو توبہ کرے تب تک ناگاہ
موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہے کہ آج کی بہ نسبت کل توبہ کرنا مجھپر بہت آسان ہوگا
تو تیری جہالت اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اوسیقدر توبہ کرنا تجھپر دشوار ہوگا پھر جب موت قریب آجائے گی تو اوسوقت توبہ کرنا ایسا
ہے جیسے چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اوسے جو کھلائے جاتے تو اوسے
طاقت ہوتی وقت پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی اے نفس اس صورت مین تیری مثل اوس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے
اور سستی کرے کہ جسدن اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگون گا تو محنت کر کے علم سیکھ لون گا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے
او نفس پر خباثت اسیطرح تجھکو بھی زمانہ دراز تک محنت اور ریاضت کی گھریا مین اوٹنا چاہیے تاکہ پاک صاف ہو کر انس و محبت اور معرفت الٰہی
کے درجے کو پہونچے اور راہ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گذر گئی اور ضائع ہو چکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر
کر سکیگا پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہین
غنیمت جانتا او نفس بھلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جڑاول تو کیون بنا رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا

آخر یہ مہر یہ دوزخ کی سردی جاڑے کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جیٹھ بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہے ہونہو اسکا یہی سبب ہے کہ تو آخرت اور روز قیامت کا ایمان ہی نہین رکھتا اور یہ کفر و انکار اپنے باطن مین رکھتا ہے اور اپنے اوپر بھی پوشیدہ کرتا ہے اے ناوان یہ تیری ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا اے نفس شن جو تو یہ سمجھتا ہے کہ نور معرفت سے جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنے کے بعد آتش شہوت میری جان مین نہ لگیگی اوسکی مثل اوس شخص کی سی ہے جو سمجھے کہ مین جبّہ نہ پہنونگا تو بھی خدا کے فضل سے چلّے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچیگی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہے کہ اسقدر نہین سمجھتا کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اوسسے جبّہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جبّے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جبّے کے بغیر سردی نہ معلوم ہو اے نفس خبردار یہ گمان نکرنا کہ گناہ کے سبب سے تجھپر اسواسطے عذاب ہوگا کہ حق تعالی کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا تاکہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالی کا کیا نقصان ہے اسلیے کہ عذاب ہوگا بلکہ تیری شہوت ہی تیرے لیے آتش دوزخ پیدا ہوتی ہے جیسے زہر یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہے کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھسے خفا ہوتا ہے اسوجہ سے تجھمین بیماری پیدا ہو جاتی ہے او نفس تھوک ہے تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس رہا اور اوسپر دل سے عاشق ہو گیا اسواسطے کہ اسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا ارے کمبخت اگر بہشت دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بھلا موت کا ایمان تو رکھتا ہے کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھسے چھن جائینگی اور اونکے فراق کی آگ مین جلا کریگا تجہا سمجھانا ہمارا کام ہے آگو تجھے اختیار ہے دنیا کی جتنی محبت چاہے اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اوسیقدر فراق مین اذیت ہوتی ہے اے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہے اگر مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تجھے ملجائے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جائینگے اور جسطرح اگلے بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت جاودان کو اوسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اے نفس سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کوئی مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول لے جو ہمیشہ رہیگا تو اوس شخص پر تو کیسا ہنستا ہے دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعۃً یہ پیالی تیرے ہاتھ سے چھوٹ کر ٹوٹ جائیگی اگر اسے اختیار کیا تو اوس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ ملیگا اور جان لے کہ اسکے چھوٹنے اور اوسکے نہ ملنے کا افسوس اور عذاب ہی باقی رہیگا آدمی کو چاہیے کہ اس اس طرح سے عتاب نفس پر پیہم کرتا رہے تاکہ اپنے حق سے ادا ہو جائے اور پھر اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکر کے بیان مین

الغرض عزیز از جان اس بات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ سَنَۃٍ یعنی ایک ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالی نے بہت جگہ تفکر تدبّر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے یہ سب تفکر مین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانے گا اور یہ نہ جان لیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہے اور اسکا

کیا فائدہ ہو تب تک اوسکی فضیلت نہ جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا ضرور ہے ہم پہلے اوسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے پھر جس واسطے تفکر ہوتا ہو اوسے ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہو اوسے لکھینگے **فضیلت تفکر** العزیز جانتو کہ گھڑی بھر جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اوسکا بڑا درجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کچہ لوگ حق تعالے کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تم اوسکی خلق مین تفکر کیا کرو اوسکی ذات مین تفکر نکیا کرو کیونکہ تم اوسکی تاب نہ لاسکوگے اور اوسکی قدر نہ پہچان سکوگے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی نے آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن مجہ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو یہ آیت پڑھے اور ان چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روی زمین پر اور کوئی بھی آپکے مثل ہے فرمایا ہان ہے جس شخص کا کلام بالکل ذکر ہو اور خاموشی بالکل فکر ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میری مثل ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر فرمایا اسطرح کہ مصحف مین دیکھکر کلام اللہ پڑھا کرو اور اوسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اوسکے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہو اور آخرت مین تفکر کرنیکا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی ایک رات چھت پر چڑھے ہوئے ملکوت آسمان مین تفکر کرتے سو رہے تھے روتے روتے پڑوسی کے گھر مین گر پڑے پڑوسی فورا اوٹھکر تلوار سنبھالی اور سمجھا کہ چور کو وا جب دیکھا کہ حضرت داؤد طائی ہین تو پوچھنے لگا کہ آپکو کسنے گرا دیا فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** العزیز جانتو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اوسکو طلب کرنا چاہیے اور اوسے جاننا اور دریافت کرلینا ممکن نہین مگر اسطرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جسطرح نر مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہو وہ دونون معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھ جمع کرین تاکہ اوس سے چوتھی معرفت پیدا ہو اوسیطرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسل علوم کو بے نہایت بڑھانا ہو جو شخص اس طریقے سے علوم نہین حاصل کرسکتا اسکا سبب یہ ہوتا ہو کہ جو علوم اصل ہین اونکی طرف وہ راہ نہین پاتا اوسکی مثل ایسی ہوتی ہو جیسے کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کریگا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہو مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھ جمع کرنا نہین جانتا اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہو مگر سوداگری نہین کرسکتا اسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہو اس کا ایک مثال مین ہم بیان کرتے ہین کہ مثلا کوئی شخص جاننا چاہتا ہو کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تاوقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جانے کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جان لے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہو گئین تو یہ تیسرا

علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے خواہ نخواہ اوس سے پیدا ہو جائیگا اس پیدا ہونے سے ہم وہ مضمون مراد نہین لیتے جو معتزلہ کا مقصود ہے
اس بات کی بھی تفصیل دراز ہے تو سب تفکرات کی حقیقت اوس علم کی طلب ہے جو دو علمون کو دل مین حاضر کرنے سے پیدا ہوتا ہے مگر جسطرح
گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہین پیدا ہوتی اسیطرح دو علمون سے جو علم تو چاہیگا وہ نہ پیدا ہو جائیگا بلکہ ہر نوع علم کی جدا جدا دو دو
اصلین ہین اون دونون اصلون کو اپنے دل مین جب تک توجمع نکریگا تب تک وہ فرع نہ ظاہر ہوگی **اس بات کا بیان کہ کس**
واسطے تفکر کرنا چاہیے اے عزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی کو ظلمت اور جہل مین پیدا کیا ہے اوسے ایک نور کی حاجت ہے
تاکہ اوس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا چاہیے اور کس طرف سے چلنا چاہیے دنیا کی طرف سے یا آخرت
کی طرف سے اور اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا خدا کے ساتھ اور یہ نہین معلوم ہوتا مگر نور معرفت سے اور نور معرفت نہین پیدا ہوتا
مگر تفکر سے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے خَلَقَ الْخَلْقَ فِی ظُلْمَةٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَیْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ جسطرح کوئی شخص تاریکی مین عاجز ہوتا ہے اور راہ نہین
چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اوس سے آگ چمکے اور اوس آگ سے وہ اپنا چراغ جلالے تو اس چراغ کے سبب سے اوسکا حال بدل
جاتا ہے حتی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بیراہی سے تمیز کر لیتا ہے اور چل نکلتا ہے اسیطرح ان دونون علمون کی مثل ہے جو اصل ہین
ان دونون علمون کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہے جیسے پتھر اور لوہا اور تفکر کی مثل ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر
مارنا اور معرفت کی مثل ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے تاکہ اوس سے دل کی حالت بدل جاتی
اور جب حال دل بدل جاتا ہے تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہے مثلاً جب یہ معلوم کیا کہ آخرت بہتر ہے تو دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ
ہوگا پس تفکر سے تین چیزین پیدا ہوتی ہین معرفت حالت عمل مگر عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت
تفکر کی تابع ہے پس تفکر سب نیکیون کی اصل اور کنجی ہے اسی بات سے تفکر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے **میدان تفکر کا بیان**
کہ تفکر کس چیز مین ہوتی ہے اور کہان جاتی ہے اے عزیز جانتو کہ تفکر کے جولان گاہ اور میدان کی نہایت نہین اسواسطے
علم کی انتہا نہین ہے اور سب چیزون مین تفکر جاری ہے مگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہین رکھتی اوسکی شرح کرنا ہمین مقصود نہین اور جو
چیز راہ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اوسکی تفصیل نہایت ہے لیکن مجملاً اوسکے اجناس کا بیان ہو سکتا ہے اے عزیز اب جانتو
کہ راہ دین سے ہم وہ معاملہ مراد لیتے ہین جو بندہ اور خدا کے درمیان ہے اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اوسی کے سبب سے
بندہ خدا کو پہونچتا ہے اور بندے کا تفکر یا اپنے مین ہوتا ہے یا حق تعالی مین اگر حق تعالی مین ہوتا ہے تو یا اوسکی ذات مین ہوتا
یا صفات مین یا اوسکے افعال مین اور عجایب مصنوعات مین اگر اپنے مین بندہ تفکر کرتا ہے تو وہ تفکر یا ان صفتون مین ہوتا ہے
جو حق تعالی کو ناپسند ہین اور وہ صفتین بندے کو حق تعالی سے دور کرتی ہین وہ صفتین معاصی اور مہلکات ہین یا وہ تفکر ان
صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالی کو محبوب اور مرغوب ہین اور بندے کو حق تعالی سے نزدیک کر دیتی ہین وہ صفتین طاعات و منجیات
ہین یہی چار میدان ہین اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اوسے معشوق کے سوا اور کسی طرف خیال جاتا ہی نہین اور اگر
اور کسی طرف خیال جاوے تو اوسکا عشق تمام اور ناقص ہے اسواسطے کہ عشق کامل یہی ہے کہ معشوق کے سوا دل عاشق

مین اور کسی چیز کی گنجایش ہی نہین رکھی ہو پس عاشق کو معشوق کے حسن و جمال کا خیال ہوتا ہی یا اوسکے اخلاق و افعال کا شعر ہر چہ آید
در دلم غیر تو نیست ۞ یا توئی یا بوی تو یا خوی تو ۞ اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو یا ایسی بات مین فکر کرتا ہی
جو اوسکی مقبولیت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اوس بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہی جو معشوق کو بری معلوم ہو تاکہ
اوس بات سے حذر کرے اور جو خیال عشق کی سبب سے ہوتا ہی وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشق دین اور محبت حق تعالے کا
خیال ایسا ہی ہوتا ہی پہلا میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے کہ میری بری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ اونسے اپنے تئین
پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین اسواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے
علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پاؤن وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور
انھین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین
ہوتی فکر سے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس بھی آسانی سے
نہین معلوم ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اوس صفت ذمیمہ سے موصوف ہو تو اوس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو
آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے اون ظاہری گناہ مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس
بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہوجاؤن اسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسیطرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ
حرام مین مبتلا ہوجاؤنگا تو اوس سے بچنے کی تدبیرین سوچے علی ہذا القیاس اپنے اعضا کے بارے مین تفحص کرے اور سب طاعات
مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین سوچ کرے تاکہ سب بجالاوے مثلاً اپنے جی مین کہے کہ یہ زبان ذکر
خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کر سکتا ہون اور فلانے شخص کی آسایش کے واسطے فلانی اچھی بات
کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اوس سے ہمای سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظر
تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ
دون اور اپنی کام کا خرچ کرکے اوسے اور دون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکی مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین
اسے ایسا خطرہ آوے کہ جو تمام عمر گناہ سے بچاوے اسیواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر
باقی رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی برے
اخلاق میرے باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنی نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ اونھین حاصل کرون
اسکی تفصیل بھی دراز ہی مگر اصل مہلکات دس ہین بخل تکبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ
انمین نجات یا ہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بالقضا شکر نعمت خوف
رجا زہد یعنی ترک دنیا طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھ خلق نیک محبت الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی
بڑی گنجایش ہے یہ راہ اوسی شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ذکر کیا ہے پہچانتے اور مرید کو چاہیے

کہ ان صفات کی ایک فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا ہو تو اوسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت مین مشغول ہوا کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات مین سے بعض تفکر کسیکو بہت ضرور رہے اوسواسطے کہ وہ کسی بُری صفت مین پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم پارسا اور سب اچھے اخلاق سے لیکن چھوٹا ہو مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہو اور علم ظاہر کرکے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہو خلق کی نگاہ مین اپنی عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہو قبول خلق سے خوش ہوتا ہو اگر کوئی شخص اوسپر طعن کرتا ہے تو وہ اوس شخص کے ساتھ اپنے دل مین کینہ رکھتا ہو اور بدلا لینے کی تاک مین لگا رہتا ہو یہ سب باتین بہت چھپی ہوئی خباثت ہین اور دین مین خلل انداز ہین سو چاہیے کہ یہ عالم ہر روز فکر کیا کرے کہ اس بُری بات سے کیونکر بھاگ سکون اور خلق کا ہونا نہونا میرے نزدیک کسطرح برابر ہوجاوے تا کہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے اس باب مین فکر کی بڑی گنجائش ہے اب اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی صفات مہلکات و منجیات مین فکر کرتا ہو اوسکی کچھ نہایت نہین اور اوسکی تفصیل بیان کرنا ممکن نہین والسلام دوسرا میدان اوس تفکر مین ہے جو حق تعالی مین ہو یہ تفکر یا حق تعالی کی ذات اور صفات مین ہوتا ہے یا اوسکے افعال اور مصنوعات مین جو تفکر اوسکی ذات اور صفات مین ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اوس تفکر کی طاقت نہین رکھتی اور وہان تک عقل کی رسائی نہین ہوتی لہذا شارع نے منع کیا اور فرمایا کہ حق تعالے مین تفکر نکرو فانکم لن تقدروا قدرہ یعنی تمھین اوسکی قدر جاننے کی قدرت نہین اور یہ دشواری اس سبب سے نہین کہ اوسکا جلال پوشیدہ ہو بلکہ اوسکی روشنی کی وجہ سے ہو کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہو اوسکی طاقت نہین رکھتی بلکہ آدمی اوس مین مدہوش اور متحیر ہوجاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہین اوڑتا کہ اوسکی بینائی ضعیف ہو نور آفتاب کی تاب نہین لاسکتی آفتاب کی تیزی دنکو وہ نہین دیکھتا شام کو جب تھوڑا سا نور آفتاب رہتا ہو تو دیکھتا ہو عوام الناس کی یہی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی طاقت رکھتے ہین لیکن ہمیشہ نہین کیونکہ یہ طاقت ہو جائین جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہو لیکن ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھا ہو جانیکا خوف ہے اسیطرح اس نظر مین دیوانہ اور بیہوش ہو جانیکا خوف ہو پس حقائق صفات حق تعالی سے جو کچھ بزرگ لوگ جانتے ہین وہ بھی خلق سے بیان کرنے کی اجازت نہین مگر اون الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہون مثلاً تو یون کہے کہ حق تعالی عالم اور مرید اور متکلم ہو کہ خلق ان الفاظ سے اپنی ہی صفتون کی جنس سے کچھ سمجھے یہ ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اوسکا کلام تمہارے کلام کا سا نہین کہ حرف و صوت ہو اور اوس مین پیوستگی اور گسستگی ہو جب تو یہ کہیگا تو شاید خلق اسکے سمجھنے کی طاقت نرکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بیحرف و صوت کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالی کی ذات تیری ذات کی سی نہین اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہو نہ عرض نہ جگہ مین نہ جگہ پر نہ جہت مین نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم کے باہر ہے نہ عالم کے اندر تو شاید اسکی بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہین اس سبب سے کہ حق تعالی کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اس سے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت دیکھی ہوگی وہ عظمت سلطان ہو کہ وہ ایک تخت پر بیٹھتا ہو اور اوسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہین پس اسیطرح حق تعالی کے حق مین بھی خیال محال کرے حتی کہ کہنے لگے کہ بالضرور حق تعالی کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ منہ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتون مین یہ سب اعضا دیکھے تو سمجھیگی کہ اگر حق تعالی کی ذات مین یہ اعضا نہون تو یہ نقصان کی بات ہو اگر مکھی کو بھی ان عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ بیشک میرے خالق کے بھی پر و بال ہونگے

اسواسطے کہ یہہ محال ہو کہ جو میری قوت و توانائی کی چیز میرے پاس ہو اور اوسکی پاس ہو پس اسیطرح آدمی بھی سب کامون کو اپنے اوپر قیاس
کرتا ہی اسی سبب سے حق تعالی کی ذات و صفات مین تفکر کرنیکی شرع مین ممانعت ہی اور بزرگان سلف نے اسمین کلام کرنے سے منع
کیا ہی اور صاف صاف یہ کہنا کہ وہ نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم کے باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے روا نہین رکھا ہی بلکہ اسی پر
قناعت کی ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنی نہ وہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مثل ہے یہ بات مجمل کہی اسکی تفصیل نہین کی تفصیل کرنے
کو بدعت سمجھا اس سبب سے کہ اکثر خلق کی عقل مین اسکی تفصیل نہین آسکتی ہی اسواسطے بعض انبیا علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی کہ میری بندون
سے میری صفتون کا حال نہ کہو کہ وہ انکار کرینگے اون سے ایسی بات کہو جو اونکی عقل مین آئے پس دلیل یہ ہی کہ اس باب مین نہ گفتگو
کرین نہ تفکر مگر جو کوئی کامل ہو پھر وہ بھی دہشت اور حیرت مین پڑجاتا ہی پس چاہیے کہ اوسکی عظمت اوسکی عجائب صنعت سے معلوم کرین
اسواسطے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ سب اوسکے انوار عظمت و قدرت مین سے ایک نور ہے اگر کوئی شخص آفتاب کے دیکھنے کی طاقت
نہین رکھتا وہ اسکی طاقت تو رکھتا ہی کہ نور آفتاب جو زمین پر پھیلا ہے اوسے دیکھے تیسرا میدان عجائب خلق خدا مین تفکر کا بیان
ای عزیز جانو کہ جو کچھ عالم مین موجود ہی وہ سب اوسی کی صنعت ہی اور سب عجیب غریب ہی اور زمین و آسمان کے ذرون مین ہر ایک ذرہ
زبان حال سے اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس اور قدرت کاملہ اور علم بیحد بیان کرتا ہی اور یہ عجائب اس کثرت سے ہین کہ انکی تفصیل نہین
ہوسکتی بلکہ اگر سب دریا سیاہی ہون اور سب درخت قلم بنین اور تمام مخلوقات کاتب ہون اور مدت دراز تک لکھا کرین تو بھی جو کچھ
حقیقت مین ہی اوس مین سے تھوڑا ہی سا لکھین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہی قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا اگر ای عزیز اسقدر سمجھ جان لے کہ مخلوقات دو قسم پر ہی ایک قسم کی تو ہمین
خبر ہی نہین اوس مین تفکر کیا کر سکین گے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ
الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ایک قسم کی ہمین خبر ہے جسکی ہمین خبر ہی وہ بھی دو قسم پر ہی ایک وہ جنہین آنکھ سے
نہین دیکھ سکتے جیسے عرش کرسی فرشتے دیو پری انمین تفکر کرنے کے اطوار اس مختصر کتاب مین بیان کرنا دشوار ہے پس جو چیزین دیکھنے
کی ہین اون ہی پر ہم اکتفا کرتے ہین وہ آسمان آفتاب ماہتاب تارے زمین ہی اور جو کچھ زمین پر ہی جیسے پہاڑ جنگل دریا شہر اور جو جواہر و معادن
پہاڑون مین ہین اور جو انواع نباتات روی زمین پر ہین اور آدمی کے سوا جو انواع حیوانات بر و بحر مین ہین حتی کہ تفکر کرتا ہوا آدمی تک
پہونچے آدمی تو سب سے زیادہ عجیب ہی اور جو کچھ زمین و آسمان کے بیچ مین ہے جیسے ابر باران اولا رعد برق قوس قزح اور جو علامات
ہوا مین پیدا ہوتے ہین پس یہ چیزین سب کا خلاصہ ہین اور ہر ایک مین تفکر کی گنجایش ہے اور سب عجائب صنع الٰہی ہین پس انمین سے
بعضون کا ہم مختصر بیان کرینگے یہ سب حق تعالی کی نشانیان ہین کہ تجھے انمین نظر و تفکر کرنیکا حکم فرمایا ہی جیسا کہ ارشاد کیا ہی وَكَأَيِّنْ
مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ اور فرمایا ہے أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ اور فرمایا ہے إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ
اور ایسی بہت سی نشانیان ہین پس ای عزیز ان نشانیون مین فکر کیا کر پہلی جو نشانی تجھسے بہت ہی نزدیک ہی تو ہی ہے روی [illegible] ہین

ہین تجھسے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالی کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
یعنی اے آدمی تو اپنی ذات مین تامل کر تاکہ ہماری قدرت و عظمت تجھپر ظاہر ہو اے عزیز پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہان سے آیا ہے کیونکہ
حق تعالی نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اوسے پہلے باپ کی پیٹھ مین اور مان کی چھاتی مین جگہ دی پھر اوسے تیری پیدایش کا تخم
کیا اور مان باپ پر شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہ دان کو زمین بنا یا مردون کے آب پشت کو بیج ٹھہرایا شہوت کو مرد و عورت
پر تعینات کر دیا حتی کہ زمین مین بیج پڑا پھر خون حیض سے اوس تخم کو سینچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اوس خون کو
تھکا کر دیا اوسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کر دیا اوسے مضغہ کہتے ہین پھر اوس مین جان ڈالی پھر اوس ایک طرح کے لہو پانی
سے تجھ مین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ پٹھ اور استخوان پھر اون سب سے تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول
کیا ہاتھ پاون لمبے لمبے بنائے اونکے سرون پر پانچ پانچ انگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھ ناک کان منہ زبان اور اور اعضا
پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردی تلی پتا رحم مثانہ آنتریان پیدا کین ہر ایک کو اوسی شکل اور وہی صفت اور وہی مقدار پر
پیدا کیا پھر اون مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر اونگلی کی تین تین پورین کین ہر عضو کو گوشت و پوست رگ پٹھ
اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھ جو مقدار جوز سے زیادہ نہین اوسکے سات طبقے بنائے ہر طبقہ اوسی صفت پر ہے اگر اونمین
سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھے نظر نہ آئے اگر فقط آنکھ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سے اوراق
سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت اور مضبوط جسم بنایا اون مین سے ہر جوڑ اور ٹکڑا
اوسی شکل و مقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لمبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کر دیا
اور ہر ایک کی مقدار اور شکل و صورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کر کے اوسی
پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک سخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھ سیدھی نہ رکھ سکتا اور پاون
پر زور دیکر کھڑا نہو سکتا تو اوسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملا کر رگ پٹھے لپیٹکر اوسے
مضبوط کر دیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور ہر مہرے مین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اور اوسکے نیچے چار سوراخ
گڑھون کے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے اون گڑھون مین جم بیٹھین اور مہرون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکلا رکھا
تاکہ پٹھے جو مضبوطی کے واسطے اونپر لپیٹے ہین اون مین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو پچپن ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک
درزون سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو
پیدا کیا بعضون کا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضی کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانے کی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے کر کے گویا چکی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مہرون سے بنائی اور رگ پٹھے لپیٹکر اوسے مضبوط کر دیا اور سر کو اوسکے
ساتھ ترکیب دی اور پیٹھ کو چوبیس مہرون سے پیدا کیا اور اوسپر گردن رکھ دی پھر سینے کی ہڈیان اون مہرون کی چوڑائی [illegible]
بنائین اسیطرح اور ہڈیان پیدا کین اسکی تفصیل دراز ہے غرضکہ تیرے بدن مین دو سو چھتالیس ہڈیان پیدا کین ہر ایک اوسی

حکمت کے واسطے ہے تاکہ تیرا کام بنا رہے اور ان سبکو ایک نحیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیون مین سے ایک بھی کم ہوجاے تو تو کام
سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہوجاے تو تیرے آرام مین خلل آوے اور چونکہ تجھے ان ہڈیون اور اعضا کے ہلانے کی حاجت
تھی تیرے سب اعضا مین پانسو ستائیس عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت بیچ مین گندہ کنارے باریک ہین بعضے
چھوٹے ہین بعضے بڑے ہر ایک گوشت اور پٹھے اور پردے سے مرکب ہے پردہ غلاف کی طرح اوپر چڑھا ہوتا ہے انمین چوبیس فقط
اسواسطے ہوتے ہین کہ ہر طرف سے تو آنکھ اور پلک ہلا سکے اور ون کو بھی اسی پر قیاس کر لے اسواسطے کہ اسکی بھی تفصیل دراز ہے
پھر تیرے بدن مین تین حوض بنا کر اونسے تمام جسم مین نہرین جاری کین ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھون کی نہرین نکلکر
تمام بدن مین پہونچتی ہین تاکہ بدن مین حس و حرکت کی قدرت پیدا ہو اور اوس سے ایک نہر پٹھہ کے مہرون کے اندر رکھی تاکہ پٹھے
مغز سے دور نہون کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہوجاتے دوسرا حوض جگر ہے اوس سے ہفت اندام مین رگین پھیلائین تاکہ
اونمین غذا پہونچے تیسرا حوض دل ہے اوس سے تمام بدن مین رگین پہونچائین تاکہ اونمین روح روان ہو اور دل سے ہفت اندام
مین پہونچتی ہے پس اے عزیز اپنے ایک ایک عضو مین تفکر کر کہ حق تعالی نے ہر ایک عضو کو کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقون
سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اوس سے بہتر ہونا ممکن نہین پلک کے پپوٹون کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ گرد و غبار سے
آنکھ کو بچاتے اور مژگان سیدھی اور سیاہ حسن صورت اور قوت ابصار کے واسطے پیدا کین تاکہ جب غبار ہو تو اونھین بند کر لے تاکہ آنکھون مین
گرد نہ پڑنے پاوے اور اونکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس و خاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہوجائین
اور ان سب صنعتون سے زیادہ عجیب قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہے اوس مین زمین و آسمان کی اتنی بڑی
صورت نظر آتی ہے حتی کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بعد کے فورا آسمان نظر آتا ہے اگر تو نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کے عجائبات
اور جو کچھ اوس مین چھوٹا موٹا نظر آتا ہے اوسکی کیفیت بیان کیجاوے تو دفتر کے دفتر ہوجائین پھر کان کو پیدا کر کے کڑوا میل اوس
مین پیدا کر دیا تا کوئی کیڑا اوس مین نہ گھس جاوے پھر کان کا گھونگھا بنایا تاکہ آواز کو جمع کر کے کان کے پردے مین پہونچاوے اور کان کے اندر
پیچ در پیچ اسواسطے بنایا تاکہ جب تو سو جاوے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اوسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھاوے حتی کہ
تو چونک پڑے اگر منہ اور ناک اور اور اعضا کا مفصل حال بیان کرون تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے راہ معلوم
ہوجاوے اور ہر ایک عضو مین فکر کیا کر کہ یہ عضو کسواسطے ہے اور اوسکے سبب سے خالق کی حکمت و عظمت لطف و رحمت علم و قدرت سے
آگاہ ہوتا رہے کہ تیرے سر سے پاؤن تک سب عجائب ہین اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتین جو اوسمین رکھی ہین
سب سے زیادہ عجیب ہین بلکہ جو کچھ سینہ اور پیٹ مین ہے وہ بھی عجیب تر ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے معدے کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ
جوش کھاتا رہتا ہے حتی کہ کھانا اوسمین پک جاتا ہے اور جگر اوس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اوس خون کو ہفت اندام
مین پہونچا دیتی ہین اور پتا اوس خون کے پھین کو جسے صفرا کہتے ہین لے لیتا ہے اور تلی اوس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے
لی لیتی ہے اور گردے اوس خون سے پانی کو جدا کر کے مثانے کی طرف بہا دیتے ہین علی ہذا القیاس بچہ دان اور آلات ولادت کی

عجائب بھی ایسی ہی ہین اور ظاہری باطنی قوتین اور حواس جیسے بصارت سماعت عقل علم جو آدمی کو مرحمت فرمائے عجیب و غریب
ہین سبحان اللہ العزیز اگر کوئی مصور کسی دیوار پر ایک اچھی سی صورت بناتا ہے تو اوسکی اوستادی سے تو تعجب مین رہتا ہے اور اوسکی
بہت تعریف کرتا ہے اور خالق برحق صانع مطلق کی صنعت تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ پر یہ نقش ظاہر و باطن مین پیدا
کرتا ہے یہان نہ قلم نظر آتا ہے نہ نقاش اور ایسے نقاش حقیقی کی عظمت سے تو تعجب اور حیرت مین نہین رہتا اور ایسے صانع
باکمال کی قدرت کاملہ اور علم اتم سے تو بیخود اور مدہوش نہین ہو جاتا اور ایسے خالق برحق کی شفقت و عنایت اور رحمت بے نہایت
سے تو تعجب نہین کرتا کہ جب رحم مین غذا کا تو محتاج تھا تب وہان اگر تو منہ پھیلاتا تو اندازہ سے زیادہ خون حیض تیرے معدہ
مین چلا جاتا اور تو ہلاک ہوتا لہذا ناف کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر کیا پھر جب تو بچہ وہان سے باہر آیا تو ناف کا راستہ بند کر کے
تیرا منہ کھولدیا اسواسطے کہ اب مان اپنے اندازہ کے موافق تجھے غذا دے سکتی ہے پھر چونکہ اوسوقت تیرا بدن ضعیف اور نازک تھا ثقیل
کھانون کی قوت نرکھتا تھا لہذا شیر مادر جو لطیف ہوتا ہے اوس سے تیری غذا بنائی اور مان کے سینہ مین چھاتیان پیدا کین اوسکی چھاتیون
کی بھٹنی تیرے منہ کی قدر بنائی تاکہ دودھ تیرے منہ مین نچوڑے اور مان کے سینے مین ایک قدرتی دھوبی بٹھادیا تاکہ خون سرخ جو
سینے مین آتا ہے اوسے دھو کر سفید دودھ کر دے اور پاک صاف کر کے تیرے پاس بھیجے اور تیرے مان پر شفقت مادری کو مسلط کر دیا
کہ اگر دم بھر تو بھوکا ہوتا ہے تو وہ بیقرار اور بیچین ہو جاتی ہے چونکہ دودھ پینے مین دانتون کی حاجت نہ تھی لہذا پہلے دانت نہین پیدا
کیے تاکہ اپنی مان کی چھاتیونکو تو زخمی نکرڈالے جب کھانا کھانے کی قوت پیدا ہوئی تو اوسی وقت پر دانت پیدا کیے تاکہ کھانے کی سخت
چیز پر تو قادر ہو اندھا وہی شخص ہے جو یہ سب صنعتین اور خلقتین دیکھے اور اونکے صانع اور خالق کی عظمت سے دنگ اور مدہوش اور اوسکے کمال
لطف و شفقت سے متحیر اور اسکے جلال و جمال پر عاشق نہو جاوے وہ آدمی صورت بہائم سیرت بڑا ہی غافل ہے جو ان عجائب مین تفکر نہ کرے اور
اپنے بدن کا خیال نکرے اور جو عقل کہ اوسے عنایت ہوئی اور بہترین اشیا ہے اوسے ضائع کرے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے کہ جب
بھوکا ہو کھانا کھاوے جب غصہ آوے تو کسی سے بگڑ جاوے اور بوستان معرفت الٰہی کی سیر سے بہائم کی طرح محروم رہے آدمی کی تنبیہ کے واسطے
اتنا بیان یہان کافی ہے تیری عجائب خلقت مین سے یہ تو لاکھ مین سے ایک بھی نہین ہے اگرچہ یہ عجائب سب حیوانون مین بھی مچھر سے
لیکر ہاتھی تک موجود ہین اسکی تفصیل دراز ہے دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ زمین کے اوپر اور اندر ہے العزیز اگر تو چاہتا ہے
کہ اپنے بدن کے عجائبات معلوم کرکے آگے بڑھے تو زمین کا خیال کر کہ حق تعالی نے کسطرح اسکو تیرا بچھونا بنایا اور ایسی
وسعت اوسے دی کہ تو اوسکے کنارے تک نہین پہنچ سکتا اور اوسپر پہاڑون کی میخین گاڑ دین تاکہ تیرے
قدم کے نیچے ٹھہرے جنبش نکرے اور سخت پتھرون کے نیچے سے پانی نکالا تاکہ تھوڑا تھوڑا نکلکر روی زمین پر جاری
ہو اگر سخت پتھر اس پانی کو روکے نہ رہتا تو پانی دفعۃً نکلکر دنیا کو ڈبو دیتا یا تھوڑی تھوڑی [illegible] پہلے ہی سوکھ جاتا اور موسم بہار کا
خیال کر کہ تمام روی زمین جو ایک خاک ہوتی ہے جب مینہ برستا ہے تو کیسی تر و تازہ ہو کر گل بوٹون کی بہار سے اطلس ہفت رنگ کیا بلکہ
ہزار رنگ ہو جاتی ہے اور جو سبزہ اوگتا ہے اوسمین فکر کر کہ اون مین کتنے پھول کتنی [illegible] کلیان [illegible] ہوتی ہین ہر گل و شگوفہ کی

رنگت جدا جدا صورت علیحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہے پھر میوے اور درختون مین فکر کر اونکی خوبصورتی اور ذائقہ اور بو باس
اور فائدے کو دیکھ بلکہ ہزار ہا بوٹیان جنکا نام و نشان بھی تجھے نہین معلوم اوگا کر اون مین فوائد نادرہ رکھے کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی
ترش کسیکی خاصیت یہ ہے کہ بیمار کردیتی ہے کسیکی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہے ایک جان بچاتی ہے ایک زہر ہے کہ اوسکے سبب سے جان جاتی
ہی بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اوسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگون کے اندر سے نکالتی ہے ایک
سودا کو اوبھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک ایسا
ہے دل کو فرحت دیتا ہے ایک ایسی ہے کہ دل مین رنج و کلفت پیدا کرے کوئی آدمیون کی غذا ہے کوئی جانورون کی چری ہے کوئی چڑیون
کا دانہ ہے الغرض خیال تو کر کہ یہ ہزارون ہی ہین اور اون مین ہزارون ہی عجائبات ہین تا کہ تجھے ایسی قدرت کاملہ نظر آئے کہ تمام خلق
کی عقلون کا دنگ ہو جاتا ہے یہ چیزین بھی بے نہایت ہین تیسری نشانی وہ نفیس اور بے بہا کانین ہین جنہین حق تعالی نے
پہاڑون مین پوشیدہ رکھا اوسے کہان کہتے ہین بعض انہین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ
یاقوت ابشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض انہین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض انہین سے متفرق
کامون کے لیے ہین جیسے نمک گندھک نفط قیر ان مین سب سے کمتر نمک ہے جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر کرتے
تو وہان کے سبب کھانے خراب اور بدمزہ ہو جائین لوگ بیمار پڑجاتین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف و کرم کو دیکھ کہ تیرا
کھانا اگرچہ تجھے غذا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اوسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی
اور برسات کے پاک پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہوکر نمک بنجاتا ہے یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چوتھی نشانی حیوانات
روے زمین ہین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اڑتے ہین بعضے دو پاؤن سے چلتے ہین بعضے چار پاؤن سے بعضے پیٹ کے بل بعضے
بہت پاؤن سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین فکر و تامل کر کہ ہر ایک کی شکل و صورت جدا ہے اور ایک دوسرے سے
اچھا ہے ہر ایک جانور کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یون اپنے غذا حاصل کرتے
ہین یون اپنے بچون کی پرورش کرتے ہین تا کہ وہ بڑے ہون اسطرح اپنا گھونسلا بناتے ہین الغرض چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا
کیونکر جمع کرتی ہے گیہون پاتی ہے تو یہ سمجھکر کہ اگر ثابت رکھونگی تو خراب ہوجائینگے اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہے تا کہ کیڑا نہ لگے اور
اگر دھنیا ثابت رہے تو خراب ہوجاتا ہے یہ سمجھکر دھنیا کو ثابت رکھ چھوڑتی ہے اور الغرض مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے
بنا مین جو اندازہ کام آتا ہے اوسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھکر ایک طرف [illegible]
جماتی اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس حکمت سے تانا تن چکتی ہے تو بانا بننے لگتی ہے اور تارون کا بیچ برابر رکھتی ہے تا کہ کوئی تار دور اور کوئی
نزدیک نہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تا کہ اپنی غذا حاصل کرے پھر
جب کوئی مکھی اولجھتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اوسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اوسکے ہاتھ پاؤن مین لپیٹ دیتی ہے تا کہ اوسکے
اوڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اوس مکھی کو رکھ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور الغرض مکھی کو دیکھ کہ اپنا

گھر مسدس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بناتے اور اوسکی شکل تو گول ہو تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہین اور اگر گول بناتے
تو جب مدورات کو ملا کر رکھتے ہین تو اونکے بیچ مین بیکار جگہ چھوٹتی ہے اور سب شکلون مین مسدس سے زیادہ مدور سکے قریب
کوئی شکل نہین ہے یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت و مہربانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کتنی عنایت
رکھتا ہے کہ اوسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہے اور مچھر کو الہام کرتا ہے کہ خون تیری غذا ہے اور اوسکے واسطے ایک سونڈ تیز و باریک اندر سے
خالی پیدا کی تاکہ اوسے آدمی کے بدن مین چبھو کر خون کھینچے اور اوسے ادراک عنایت فرمایا کہ جب اوسے پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے اور اوڑ جاتا ہے
اور اوسے ہلکے ہلکے دو پر دیئے کہ اونکے زور سے اوڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فورًا پھر آئے اگر اوسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے
خالق کا اتنا شکر بجا لاتا کہ سب آدمی تعجب مین رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر و تسبیح ہے مگر ہم لوگ نہین سمجھتے جیسا
حق تعالی فرماتا ہے وَلٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ اس قسم کے عجائب کی بھی نہایت نہین بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب مین
سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے اے عزیز اب تو کیا کہتا ہے کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلون طرفہ رنگون عمدہ صورتون سڈول
اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوے ہین آیا انھون نے خود اپنی تئین پیدا کیا یا تو نے اونھین پیدا کیا سبحان اللہ کیا اوسکی شان ہے
کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھون کو اندھا کر سکتا ہے تاکہ نہ دیکھین اور دلونکو غافل کر سکتا ہے تاکہ نہ سوچین بہت لوگ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہین اور دل
کی آنکھ سے دیکھکر عبرت نہین لیتے جو بات سُنا چاہیے اوسکے سننے سے اونکے کان بہرے ہین حتی کہ بہائم کیطرح آواز کے سوا
اور کچھ نہین سنتے چڑیون کی بولی جسمین حرف و صوت کو دخل نہین نہین سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے اوسکے دیکھنے سے انکی آنکھین
اندھی ہین حتی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف و رقوم سے ہوا اوسیکو دیکھتے ہین اور یہ خط الٰہی جو نہ حروف ہو نہ رقم تمام عالم کے
ذرون پر قلم قدرت سے لکھا ہوا اسے نہین دیکھ سکتے اے عزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرے کے سر کے برابر ہوتا ہے اوسمین غور کر اور کان
لگا کر سن کہ کیا کہتا ہے زبان فصیح سے پکار پکار کہہ رہا ہے کہ او سادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے
تو تو اوسکی نقاشی اور اوستادی سے تعجب مین رہتا ہے آ مجھ کو دیکھ تاکہ خدا کی نقاشی اور مصوری تجھے نظر آئے کہ مین ایک ذرے سے
زیادہ نہین ہون اور نقاش ازل ابتدای خلقت مین مجھسے چیونٹی بنائیگا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تاکہ مجھسے دل
سر ہاتھ پاؤن اور اعضا بنائے اور میرے سر و دماغ مین کئی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک مین چکھنے کی قوت ایک مین سونگھنے
کی قوت ایک مین سننے کی قوت رکھی اور میرے سر کے باہر کتنے پیالے رکھکر اوپر نگینے بنائے ناک اور منہ جو کھانا اوتر نے کی راہ ہے
بنائی اور ہاتھ پاؤن مجھسے نکالے اور باطن مین ایسی جگہ رکھی جہان کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسا مقام بنائے جہان سے غذا نکل
جائے اور اوسکے سب آلات پیدا کرے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کو تین درجے بناکر ایک کو دوسرے سے
ملائے اور چوکی پھرے والون کی طرح میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھکر کالی قبا پہنائی اور یہ عالم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل
میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم مین ظاہر کرے تاکہ تیری [illegible] میں [illegible] پاؤن پھر دن بلکہ تجھے میرا [illegible] کرے
تاکہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آبپاشی زمین کی درستی کرے اور [illegible] جو اناج [illegible] حاصل کرکے جہان [illegible]

چھپا کر رکھتا ہو حق تعالی مجھ نا چیز چیونٹی کو اوس کی راہ بتاتا ہو حتی کہ مین اپنی گھر کے اندر زمین کے نیچے اوسکی بو سونگھ کر یہان آ پہونچتی ہون اور تو باین ہمہ رنج و محنت شاید سال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھ احتیاط سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکو اپنی غذا اپنی میدان مین لاتی ہون تو مینہ برسنی کے قبل حق تعالی مجھے الہام فرماتا ہو مین وہان سے اوٹھا کر ایسی جگہہ لیجاتی ہون جہان مینہ کچھ نقصان نہ پہونچا سکے اور اگر تو نے میدان مین خرمن لگایا ہو اور سیل و باران آیا ہو تو تجھے اوسکی خبر بھی نہین ہوتی حتی کہ تمام خرمن ضائع ہو جاتا ہے پس مین اوس خدا کا شکر کیونکر بجا لاؤن جسنے مجھے ایک ذری سے اس بینائی اور چستی اور چالاکی کے ساتھہ پیدا کیا اور تجھہ ایسے کو باین بزرگی میرا خدمتگار بنایا حتی کہ تو میری غذا جوتتا بوتا اور کاٹتا پٹیتا ہی اور رنج و محنت کھینچتا ہی اور مین چین سے کھاتی ہون اور کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبان حال سے خالق کے جلال کی یہ ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرہ اگرچہ جماد ہے مگر ثنا خوان رب العباد ہی لیکن آدمی اونکی آواز اور ندا سننے سے غافل ہے جیسا حق تعالی فرماتا ہے اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ اور وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور اس عالم عجائبات کی بھی انتہا نہین اسے تفصیلوار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریا جو روی زمین پر جاری ہین دریا سے محیط جو زمین کو گھیرے ہوے ہے ہر ایک دریا اوسیکا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے چند جزیرون سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ زمین دریا مین ایسی ہی جیسے زمین مین چند اصطبل اے عزیز جب تو خشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہو اسواسطے کہ دریا جسقدر زمین سے بڑا ہے اوسیقدر اوسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہی دریا مین بھی اوسکا نظیر موجود ہی اور بہتیرے جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین ہوتی ہین اون جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے کوئی جانور ایسا چھوٹا ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اوسکی پیٹھ پر آجاتا ہی تو لوگ جانتے ہین کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو شاید وہ جانور آگاہ ہو کر جنبش کرتا ہی تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی پیٹھہ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اوسکی تفصیل ہو سکی اے عزیز دیکھہ تو سہی کہ حق تعالی نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا پوست سیپی ہے اور اوسے الہام فرمایا کہ مینہ برستے وقت دریا کے کنارے آکر منہ کھولتا ہے تاکہ مینہ کے جو بوند شیرین ہین آب دریا کے مانند شور نہین وہ اوسکے اندر پڑ جاتی اور منہ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہی اور اون قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہی جیسے رحم مین نطفہ اور اون مین پرورش کرتا ہی اور اوس جوہر صدف کو حق تعالی نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہی اور یہ قوت مدت دراز مین اوسے حاصل ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہو جاتے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اوس سے زیور بناتے اور آرائش کرے اور دریا کے اندر پتھر سے ایک سرخ درخت پیدا کیا کہ اوسکی صورت درخت کی سی ہے اور اوسکا جوہر پتھر کا جوہر ہی اوس درخت کو مرجان یعنی مونگا کہتے ہین اور اوسکے کف سے ایک چیز بنام عنبر پیدا ہوتی ہے اور جو کچھ بہت ادنی جواہر کے عجائب ہیں حیران کر رہا ہر

بھی بہت ہیں اور روی دریا پر کشتی چلانا اور کشتی کو ایسی شکل پہ بنانا کہ دریا میں غرق نہو اور کشتی بانوں کو یہ ہدایت فرمانا کہ موافق
اور مخالف ہوا کو پہچانیں اور ستاروں کا پیدا کرنا تاکہ جہاں پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہو وہاں راہ پاتی سب سے زیادہ عجیب بات
ہے بلکہ پانی کی صورت اُس لطافت اور صفائی اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات
کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے اے عزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پائے تو اوسکے واسطے تمام روی زمین کا
مال دے ڈالتا ہے اور اگر وہ چلو بھر پانی تیرے مثانے میں رک جاوے اور تو اوسے باہر نہ نکال سکے تو بھی اوس سے نجات پانے کے واسطے
جو کچھ مال و دولت تیرے پاس ہو اوسے خرچ کر ڈالتا ہے غرضکہ پانی اور دریا کے عجائب بھی بے نہایت ہیں پانچویں نشانی ہوا ہے
اور جو چیزیں ہوا میں ہیں ہوا بھی ایک دریا موجزن ہے ہوا کا چلنا بھی موج مارتا ہے اے عزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آئے اور دیکھنے
میں آڑ نہو وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے کی تو دن بھر میں ایک ہی بار حاجت ہوتی ہے اور اگر ساعت بھر تو سانس
نہ لے اور غذا ہوا تیرے باطن میں نہ پہونچے تو تو ہلاک ہو جاوے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ کشتیاں اوس میں
تھمی رہتی ہیں کیونکہ ہوا کشتی کو پانی میں ڈوبنے نہیں دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے اے عزیز آسمان تو پچھلا درجہ ہے پہلے تو ہوا کو
دیکھ کہ اسمیں حق تعالی نے کیا کیا چیزیں بنائیں جیسے مینہ بدلی رعد بجلی برف اور اس ابر غلیظ کو دیکھ کہ دفعتہً ہوائے لطیف
میں پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی بھاپ ہو کر اوٹھتا ہے یا بخار کے طور پر پہاڑوں سے یا نفس ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور جو مقام پہاڑ
ور دریا چشموں سے دور ہیں وہاں قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہے جو قطرہ آتا ہے ایک خط مستقیم پر آتا ہے اور تقدیر الٰہی میں جو جگہ اوسکے
واسطے مقرر ہے اوسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کیڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہو جاوے اور فلانا سبزہ جو خشک ہوا جاتا ہے تر ہو جاوے اور
فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اوسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سوکھا جاتا ہے کہ پانی اوس درخت کی
جڑ میں پہونچکر اوسکے اندر سرایت کرے اور اون رگوں کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہیں جا کر اوس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ
تر و تازہ ہو جاوے اور تو خدا کی رحمت اور مہربانی سے غافل ہو کر اوسے کھاتا ہے اور مینہ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہے کہ فلانی جگہ
گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہو کر چاہے کہ قطروں کا حساب معلوم کرے تو یہ نا ممکن ہے پھر
اگر پانی دفعتہً آکر برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالی نے فصل سرما کو اوسپر مسلط کیا تاکہ پانی کو برف
کر دے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح تہ بہ تہ گرتی ہے اور پہاڑوں کو برفخانہ مقرر کیا کہ وہاں جمع ہوتی ہے چونکہ وہاں
کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے برف جلدی نہیں پگھل جاتی جب فصل بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے
اوس سے بقدر حاجت نہریں جاری ہوتی ہیں تاکہ گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتوں میں صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینہ برسا کرتا
تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف میں یہ لطف حکمت الٰہی ہے اور
برف پر کیا موقوف ہر ایک چیز میں خدا کی رحمت ہے بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالی نے حق اور عدل اور حکمت
کے ساتھ پیدا کیا اسواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی نہین آسمان کو اور جو کچھ اون مین ہے اوسے کھیل کے طور سے باطل نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے
یعنی جیسا چاہیے تھا ویسا ہی پیدا کیا چھٹی نشانی آسمانون اور تارون کی مملکت ہے اور اونکے عجائبات اسواسطے کہ زمین اور جو کچھ وہی ہیز
پر ہے اونکے مقابلے مین بہت کم اور مختصر ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن
مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ اور فرمایا ہے
لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ پس العزیز حق تعالیٰ نے یہ جو حکم فرمایا ہے
کہ ملکوت آسمان مین تم تفکر کرو تو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی نیلاہٹ اور تارون کی سپیدی کو دیکھو اسواسطے کہ اسطرح تو سب بہائم
بھی دیکھتے ہین لیکن اپنے تئین اور اپنے عجائب کو جو تجھسے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کی عجائب کے ساتھ ذرہ برابر بھی نہین ہین جب تو پہچانے گا
تو ملکوت آسمان کے عجائب کو کیا جانیگا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات
اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور اونکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرش رب العالمین کو پھر عالم اجسام سے
نکلکر عالم ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور اونکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان
اور ستارون مین اور اونکی حرکت اور گردش مین اور اونکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوے
ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھ کہ گو اونکی تعداد کوئی نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیماب
کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر اونکے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے کوئی بکری کی صورت پر ہے کوئی بیل کی شکل پر کوئی بچھو کی ہیئت پر اور
شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے بلکہ جو جو صورتین زمین پر نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود
ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس
مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت نہ آجاتی تو چھتیس چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین
اور اونکے عجائب علوم کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا
تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت کے قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ
سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر
آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین
کی ایک سو ساٹھ مسافتون کے برابر اوس ساعت مین قطع کر کے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیل نے کہا لا نعم یعنی نہین ہان آپ نے
فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور ایک
ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے الغرض جب ایک ستارے کا یہ حال ہے تو تمام
آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ مین نظر آتی ہے تاکہ اوس سے

۱ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت نگاہ رکھی گئی اور وہ لوگ اوسکی نشانیون سے انکار کرتے ہین ۱۲

۲ البتہ پیدا کرنا آسمان اور زمین کی بہت بڑی ہے پیدا کرنے آدمیون سے اور لیکن اکثر لوگ نہین جانتے ہین ۱۲

حق

حق تعالی کی قدرت اور عظمت تو پہچانے پس ہر ایک ستارہ مین ایک حکمت ہے اور اوسکے ثبات و سیر رجوع و استقامت طلوع و غروب
مین حکمتین ہین آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت ہے کہ حق تعالی نے اوسکو فلک البروج کے ساتھ ایک میل عنایت فرمایا
ہے حتی کہ ایک فصل مین تیری سر سے نزدیک ہو اور ایک فصل مین دور ہو جاتا ہے تاکہ اسکے سبب سے ہوا کی کیفیت بدلتی رہے کبھی سرد
کبھی گرم کبھی معتدل ہو جائے اور اسی وجہ سے دن رات مین تفاوت اور اختلاف رہتا ہے کبھی بڑے ہو جاتے ہین کبھی چھوٹے
یہ حال تمام و کمال لکھا جائے تو بڑی طوالت ہو اور حق تعالی نے اس تھوڑی سی عمر مین جو علوم ہمین عنایت فرمائے اگر اونہین
ہم بیان کرین تو ایک مدت صرف ہو اور ہمارا علم انبیا اولیا کے علم کی بہ نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیا کا علم تفصیل خلقت
کے باب مین انبیا کے علم سے کمتر ہے اور انبیا کا علم مقرب فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہے اور ان سبکا علم حق سبحانہ تعالی کے
علم کے سامنے ایسا ناچیز ہے کہ اونکے علم کو علم کہنا نہین سزاوار ہے سبحان اللہ اوسکی کیا شان ہے کہ باوصف اسکے کہ بندون کو علم
سے بہرہ مند کرکے نادانی کا داغ اون مین لگا دیا اور فرمایا وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ایعزیز تفکر کے اطوار کے باب مین
جو بیان کیا گیا یہ ایک نمونہ ہے تاکہ اوسکے سبب سے تو اپنی غفلت معلوم کرے اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے
جو نقش و نگار اور گچ سے آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اوسکی تعریف کرتا ہے اور دنگ رہتا ہے اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے
مگر کچھ بھی تعجب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اسکا فرش ہے اور آسمان اسکی چھت ہے اتنی بڑی چھت کا بے ستون
قائم رہنا بڑی تعجب کی بات ہے اوسکا خزانہ پہاڑ ہین اور گنجینہ دریا ہین حیوانات اور نباتات اثاث البیت ہین چاند اوس گھر
کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین ہین اور فرشتے مشعلچی مگر اوس گھر کے عجائبات سے غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر
بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اوس چیونٹی کے مانند ہے جو بادشاہ کے مکان عالیشان
مین سوراخ کرکے رہتی ہے اپنے گھر اور غذا اور اپنی یارون کے سوا اوسے کچھ خبر نہین ہوتی اور قصر شاہی کی رونق و زینت اور غلامون
کی کثرت اور تخت سلطنت سے بالکل بیخبر رہتی ہے اگر چیونٹی کے درجے پر تو رہنا چاہتا ہے تو رہ حالانکہ معرفت الٰہی
کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتائی ہے باہر نکلکر آنکھ تو کھول تا عجائب صنعت تجھے نظر آوین اور تو مدہوش و متحیر ہو جا واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

ایعزیز ازجان اس بات کو جان کہ توکل جسکا نام ہے وہ مقربون کے مقامات مین سے ایک مقام ہے اور اوسکا بڑا درجہ ہے مگر توکل کا
علم فی نفسہ باریک اور مشکل ہے اور اوسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اسوجہ سے ہے کہ جو شخص سمجھے کہ کامون مین خدا کے
سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکا موحد نہین اور اگر سب اسباب کو درمیان سے اوٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہری
کا بھی کوئی سبب نہ دیکھیگا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھیگا تو شاید اسباب ظاہری مین سے کسی سبب پر توکل کرے اور اوسکو
موحد ہونے مین نقصان آجائے پس توکل کا ایسا بیان جیسا عقل اور شرع اور توحید کو چاہئے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو
بہت دقیق علم ہے اور ہر ایک نہین جان سکتا پہلے تو ہم توکل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت کا بیان کرینگے

پھر اوسکے احوال اور اعمال مین لگے

توکل کی فضیلت کا بیان

العزیز جانتو کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ یعنی حق تعالی نے سب کو توکل کا حکم فرمایا اور اوسکو شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ یعنی حق تعالی متوکلون کو دوست رکھتا ہی اور فرمایا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ یعنی جو شخص اللہ تعالی پر توکل کرتا ہی اوسکے واسطے اللہ بس ہے اور فرماتا ہی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی اپنے بندیکے واسطے اللہ کیا بس نہین ہی اور توکل کی فضیلت مین ایسی بہت سی آیتین ہین اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہی کہ حق تعالی نے میرے سامنے امتین پیش کین مین نے اپنی امت کو دیکھا کہ کوہ و بیابان مین بھری ہے اوسکی کثرت دیکھکر مین متعجب ہوا اور خوش ہوا حق تعالی نے مجھسے پوچھا کہ تم خوش ہوے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ با این ہمہ ستر ہزار آدمی بے حساب جنت مین جائینگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ حق تعالی مجھے بھی اون ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بار خدایا اسے اونھین مین سے کر پھر ایک صحابی نے اوٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر تم لوگ حق تعالی پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنیکا حق ہے تو حق تعالی تمھین اسطرح روزی پہونچاوے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے ہوتے ہین اور شام کو شکم سیر آتے ہین اور فرمایا ہی کہ جو شخص حق تعالی کی پناہ چاہتا ہی حق تعالی اوسکے سب کامون کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہو جاتا ہے اور ایسی جگہ سے اوسے روزی پہونچاتا ہے جو اوسکے خیال مین بھی نہ آوے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالی اوسے دنیا کے ساتھ چھوڑ دیتا ہی جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جبکہ فرعون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جب حضرت ابراہیم ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہی فرمایا تمسے کچھ حاجت نہین یہ اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اوسے وفا کرین اسیواسطے حق تعالی نے دنیا کے ساتھ اونکی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سبکو چھوڑ کر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہی تو گو کہ تمام آسمان و زمین مکر و فریب اوسکی مخالفت کرین مگر مین اوسکی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مجھے بچھونے کاٹا میری ماں نے قسم دیکر مجھسے کہا کہ ہاتھ پھیلا تا کہ لوگ منتر پڑھین دوسرا ہاتھ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلا دیا اسواسطے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مین سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکل نہین اور حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایک راہب سے مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینیوالے سے پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جب تو ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہی تو روزی کہانسے کھاتا ہی اوس نے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنی جسنے یہ چکی پیدا کی وہ اناج بھی بھیجتا ہی حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی

رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا کہ مین کس ملک مین ٹھہرون کہا شام مین پوچھا وہان روزی کیونکر ملیگی کہا اُف لہذا القلوب قد خالطہا الشک و لا تنفعہا الموعظۃ یعنی افسوس ہے ایسے دلون پر کہ شک اونپر غالب ہے اور نصیحت انھین سودمند نہین ہوتی **حقیقت توحید کی جو بنا ہی توکل ہے** اے عزیز جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور وہ ایمان کا ثمرہ ہے اور ایمان کے ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکل کی بنا ہے ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمال لطف و رحمت پر مگر توحید کی تفصیل دراز ہے اور اوسکا علم علیحدہ کا منتہا ہے مگر جسقدر پر بنا ہی توکل ہے اوسیقدر ہم بیان کرتے ہین اے عزیز جانتو کہ توحید کے چار درجے ہین اور توحید کا ایک مغز ہے اور اوس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہے اور اوس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہے تو توحید دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اوسکی مثال کچا اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اوسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کلمے کے معنی کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام الناس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی مشاہدہ سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کامون کا ایک ہی فاعل ہے اور کوئی کچھ کر ہی نہین سکتا یہ ایک نور ہے کہ دل مین پیدا ہوتا ہے اسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے کہ اونکا اعتقاد ایک گرہ ہے کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگا لے اور یہ مشاہدہ دل کا کھل جانا ہے یہ سب گرہون کو کھول اور قیدون کو اوٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسیکے کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس کی تقلید کی مثال ہے کہ اونھون نے اپنے مان باپ سے سنا اور دوسرا شخص دروازے پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اونھون نے دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اوس سردار کو گھر مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور اگرچہ اس توحید کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اس درجے پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہے کہ خلق خالق سے ہے تو اس درجے کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جبتک دو دیکھتا ہے تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہے جمع نہین ہوتا یہ کمال توحید نہین چوتھا درجہ یہ ہے کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدے مین تفرقہ کو کچھ دخل نہین ہوتا صوفی لوگ اس درجے کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیسا کہ حسین حلاج نے خواص رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا کہ بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تمنے اپنی عمر تو آبادانی باطن مین گذاری بھلا نیستی سے توحید کے مقام کو کب پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحید منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہے اے عزیز جسطرح اخروٹ کا اوپر والا چھلکا اگر تو کھائے تو کڑوا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اوسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو برا ہے اگر اوسے تو جلائے تو دھوان ہوتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے اگر تو اوسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ جلد خشک ہو جاتی ہے وہ وہ تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چند روز اوسے اخروٹ پر لگا رہنے دین تاکہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھے

ف توحید کے چار درجے ہین ۱۲

ف فنا فی التوحید ۱۲

اور آفتون سے بچا رکھے اسیطرح توحید منافق بھی اور کسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہی اور منافق
کا پوست اوسکا بدن ہی اوسنی توحید زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل نکیا گیا مگر جب بدن گیا گذرا اور
جان رہگئی یعنی وہ موا تو وہ توحید زبانی کچہ کام نہین آتی اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل نہین ہوتا اسی کام
کا ہوتا ہی کہ اوسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اوسکی حفاظت اور حمایت مین رہی خراب نہونے پائے اور یہ چھلکا مغز کی بہ نسبت
ناچیز اور حقیر ہوتا ہی اسیطرح عوام الناس اور متکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اوسکے مغز کو یعنی اوسکی جان کو آتش دوزخ سے محفوظ
رکھے یہ توحید اگرچہ اس کام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اوسمین کہان پایئے اور جسطرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے
مگر جب روغن کے ساتھہ تو اسکا مقابلہ کریگا تو یہ ثقل اور بھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمال صفا کو نہین پہونچا ہی پس توحید کا تیسرا
درجہ بھی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجے کی توحید کمال مرتبہ صاف ہی اسواسطے کہ اوس مین فقط حق ہی
حق رہتا ہے اس درجے کا موحد ایک کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہی جسطرح اور چیزین اوسکے دیکھنے مین
نیست ہوگئی ہین اوسیطرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین نیست ہوجاتا ہے یعنی خدا کے سوا اپنے تئین دیکھتا ہی نہ اور کسیکو **فصل** الیعزیز غالبًا
تو کہیگا کہ توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سبکو ایک ہی سے کیونکر دیکھو تہین
و بہت سے اسباب دیکھتا ہون سبکو ایکسطرح دیکھہ سکون اور آسمان و زمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین الیعزیز جانتو
کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمون کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمون کی توحید کو
تو سمجھہ سکتا ہی مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا تجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجے کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجے کی توحید
کافی ہے اور چوتھے درجے کی توحید کو اوس سے مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اس درجے کو نہ پہونچا ہو لیکن الیعزیز اسقدر سمجھا تو جانلے
کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور اون چیزون مین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ اوس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک ہی ہوجائین چونکہ عارف کو
اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پاؤن
جگر معدہ وغیرہ مگر فی المعنی آدمی ایک ہی چیز ہے حتی کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اوسکے اعضا کی
تفصیل اوسکے خیال مین نہو تو اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچہ نہین دیکھا
یعنی ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے
سوچ مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس الیعزیز جانتو کہ معرفت مین ایک مقام ہی جو کوئی اوس مقام پر
پہونچتا ہی وہ حقیقت مین دیکھتا ہی کہ جو کچہ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھہ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند
ہین اور آسمان مین ستارے وغیرہ اجزای عالم کو باہم ایسی نسبت ہی جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم
کو اپنے مدبر کے ساتھہ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہی جیسی حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھہ کہ یہ مدبر بدن مین عالم اصغر
ہین سب وجہون سے ایسی نسبت نہین جیسی نسبت بدن مین اور عقل و روح مین ہے اور تا وقتیکہ آدمی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ

نہ جان لیگا یہ باریک مضمون بھی اوسکی فہم مین نہ آئیگا عنوان کتاب مین ہمنے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہو اس باب مین خاموش ہی رہنا اولیٰ
اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سرود یاد دلاتی اور ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتی ہو شعر دم بخود ہو رہیے کچھ
کہیے نہ بات * حق کہا جسنے وہی مارا گیا * اور تیسری توحید جسے توحید فعلی کہتے ہین اوسکا بیان احیاء العلوم مین مفصل لکھا گیا ہو اگر استعداد
رکھتا ہو تو اوس مین دیکھ لے اور جسقدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اوسیقدر جاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے
ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنھین تو اسباب سمجھتا ہو یہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتھ مین قلم اسواسطے کہ انمین سے کوئی بھی آپ سے
جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انہر کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو
قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہو کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا ہے
حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہو اسواسطے کہ آدمی فی نفسہ مجبور و مضطر ہو جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اوسکا کام وابستہ قدرت ہو اور قدرت ارادہ
کی مسخر ہی حتی کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالی ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نکوئی بات چاہتا ہے
پس جب قدرت ارادہ کی مسخر ہوئی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اوسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبور محض ہو اے عزیز
یہ حال تجھے بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہو تو پانی
پر پاؤن رکھتا ہو تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اوسنے پانی کو چیر کر اوسکے ایک جز کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے
فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی سانس لیتا ہو اسے فعل ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات
کہکر چلدیا اسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہوتا کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا
تو خواہ نخواہ اوسکی گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہ فعل اوسکے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایسا ہی ہوگا
بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائیگا اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری ہین
ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر غور کیا جائے تو اوسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین
روک سکتا کیونکہ اوسے ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہوتا ہو اور جب کوئی شخص چاہتا ہو
کہ دور سے کسی آدمی کی آنکھ مین سوئی پھینک مارے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو یہ
اوس سے نہین ہو سکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوئی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہو جاتا ہے جیسے کہ اوسکی
خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جائے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہو گئی مگر فعل
اختیاری جیسے چلنا اور کہنا انمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر اے عزیز تو یہ جان لے کہ آدمی
کسی کام کا ارادہ اوسوقت کرتا ہے جب اوسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اس مین غور و تامل کی حاجت
نہین ہوتی جیسے سوئی پھینکتے وقت عقل نے حکم کر دیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اوسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتا ہے اور آدمی آنکھ
اندھا کر جھپکا لیتا ہے جیسے دور سے سوئی پھینکتے وقت پلک جھپکا لینا اگرچہ کہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور پیدا ہے معلوم ہو

کہ سوئی کے سبب سے آنکھ کو نقصان ہوگا اور پلک بند کر لینے میں بھلائی ہے لہذا اس میں کچھ سوچ تامل کی حاجت نہیں ہوتی اسواسطے
کہ وہ جو تامل سمجھتا ہو کہ آنکھ بند کر لینے میں بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اوس میں ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ کے سبب سے قدرت
بالضرور کام میں آتی ہے اس جگہ جب تامل کر چکا تو اوسی صفت پر ہو گیا جس صفت پر اوس جگہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے
اسواسطے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اوٹھاتا ہے تو وہ آدمی بالطبع بھاگتا ہے حتی کہ اگر کسی چھت کے کنارے پہونچتا ہے
اور جانتا ہو کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے آسان ہے تو کود پڑتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھکر ہے تو خواہ مخواہ
پاؤں ٹھہر جاتا ہے اور کود پڑنے کی طاقت نہیں رکھتا اسواسطے کہ پاؤں کی حرکت ارادہ کی قید میں ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع
ہے کہ عقل کہے کہ یہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسیواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی
رکھتا ہے اور چھری بھی مگر نہیں قتل کر سکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادہ کی مقید ہے اور ارادہ اس بات کا مقید ہے
کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام بہتر ہے حق میں بھلا اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف
ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتا ہے اوسکی صورت عقل میں آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہیں ہوتا اوسکی صورت بھی آئینہ عقل میں نہیں ظاہر ہوتی
مگر اوسوقت کہ آدمی کسی ایسی بلا میں ہو جسکا متحمل نہیں اور اپنے تئیں قتل کر ڈالنا اوس بلا سے بہتر جانتا ہو پس اسی فعل اختیاری
اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اوسکی بھلائی ظاہر میں نہیں آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینا اور آنکھ بند کر لینے کی ضرورت
کی مثل ہو گیا اور اسی طرح جتنے حرکات ہیں انکی ضرورتیں ڈوب جانے کی ضرورت کی مثل ہیں اور یہ اسباب ایک دوسرے سے پیوستہ اور ملے ہوئے ہیں اسباب کے حلقے بہت ہیں کہ اسباب
اور اعمال عالم میں اسکی تفصیل لکھ رہے ہیں اور حق تعالی نے قدرت جو آدمی میں پیدا کی ہے یہ اوس سلسلہ کے حلقوں میں سے ایک حلقہ
ہے جاہل آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا خطائے محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اوس سے فقط اتنا ہی علاقہ
کہ آدمی اون چیزوں کا گذرگاہ ہے پس آدمی اختیار اور قدرت کا محل اور ظرف ہے کہ حق تعالی اوس میں پیدا کر دیتا ہے جیسے کہ درخت ہوا کے
سبب سے ہلتا ہے اور اوس میں حق تعالی نے قدرت اور ارادہ کچھ نہیں پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت و ارادہ نہ سمجھا
پس اس طرح کا نام اضطرار محض ہے اور چونکہ حق سبحانہ تعالی جو کچھ کرتا ہے اوسکی قدرت اوسکو سوا اور کسی چیز کی مقید نہیں
تو اوسے اختراع کہتے ہیں اور چونکہ آدمی ایسا نہیں ہے بلکہ ایسا اسواسطے کہ اوسکی قدرت اور ارادہ اور یہی اسباب سے تعلق رکھتا
جو اوسکا اختیار ہے وہ نہیں تو اوسکا فعل حق تعالی کے فعل کے مانند ہوتا ہے کہ اوسے خلق و اختراع کہیں اور چونکہ آدمی
محل قدرت و ارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالی اوس میں بالضرور قدرت و ارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہ ہوگا کہ اوسکے
فعل کو اضطرار محض کہیں بلکہ ایک تیسری قسم ہوتی ہے لہذا اوسکے لیے اور نام تلاش کیا اوسے کسب کہتے ہیں اس سب بیان سے
معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار میں ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس اختیار میں مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ مخواہ
تو حقیقت اوسکے اختیار میں کچھ نہیں **فصل** اگر پوچھا گیا تو کہیگا کہ اگر یہی بات ہے تو ثواب عذاب کیوں ہے اور شریعت کس واسطے
ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہیں اگر پوچھا تو کہ یہ مقام ہے جسمیں توحید و شرع اور شرع و توحید کہتے ہیں اس جگہ

عمیق ہین اکثر ضعیف الایمان غرق ہوتے ہین جو اس بھنور سے اوسکا بیڑا پار ہوتا ہو جو پانی پہ چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا
پیر ہی سکے بہت لوگ تو یون ڈوبنے سے بچکر اس دریا مین پیر ہی نہ رکھا تا کہ غرق نہ ہو جائین اور عوام الناس یہ جانتے ہی نہین انکو حال پر
بھی مہربانی ہے کہ انہین اس دریا کے کنارے آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریائی توحید مین پاؤن
رکھا اون مین سے اکثر اس سبب ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور شاید کہ وہ نہین پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہین ہوتی یا خود اپنے اوپر
مغرور ہوکر اوسکا طلب نہین کرتے اور بس دریا مین ڈوب جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھ بھی نہین خدا ہی
سب کچھ کرتا ہے اور جانتے ہین کہ ازل مین جسکی نسبت شقاوت کا حکم کر چکا وہ کوشش کرے اوس سے پھر نہین سکتا اور جسکی نسبت
سعادت کا حکم ہو چکا ہے جو وہ کوشش کرے نیکی چاہتے ہی نہین یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل اور ضلالت ہے اور سبب ہلاکت ہے اور ہم تو
کہ ان امور کی حقیقت کتاب مین لکھنا نہ چاہتے تھے لیکن جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا تو کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے الغرض یہ جو تو نے
کہا کہ ثواب و عقاب کیون ہے جان تو کہ عقاب اس وجہ سے نہین ہے کہ تو نے برا کام کیا اور حق تعالی تجھ پر خفا ہوکر اوسکے عوض
مین عقوبت کرتا ہے اور ثواب اس وجہ سے نہین ہے کہ تو نے اچھا کام کیا اور وہ تجھ سے خوش ہوکر اوسکے صلے مین تجھے خلعت
عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہ باتین حق سبحانہ تعالی کی شان عزت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب تیرے بدن
مین غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اوسے بیماری کہتے ہین اور جب دوا اور کا اثر غالب ہوتا ہے تو اوس
ایک حالت پیدا ہوتی ہے اوسے صحت کہتے ہین اسیطرح جب خواہش اور غصہ تجھ پر غالب ہوتا ہے اور تو اونکا قیدی ہو جاتا ہے
تو اوس سے ایک آگ پیدا ہوکر جان مین لگتی ہے اور اوس سے تیری ہلاکت ہوا اسواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے
الغضب قطعة من النار یعنی غصہ کو تو نے اپنا اوپر مسلط کر لیا وہ غصہ نہین بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جسطرح نور عقل کا
قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اسیطرح نور ایمان دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے جز یا مؤمن فان
نورک اطفأ ناری یعنی ائے ایمان دار دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے بات یہ ہے درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو یہ نور دیکھنے کی
طاقت نہین ہوتی اسطرح بھاگنے لگتی ہے جیسے بجھ جاوے سے بھاگ جاتا ہے اور خواہش کی آگ بھی نور عقل کے سامنے
سے بھاگ جاتی ہے پس الغرض تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہین لاتے تیری ہی چیز تجھے دینگے انما ہی اعمالکم
ترد الیکم پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن مین موجود ہے اگر تجھ
علم الیقین ہوتا تو البتہ اوسے دیکھتا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم یعنی
الغرض جانو کہ جسطرح زہر کھانا آدمی کو بیمار کر دیتا ہے اور بیماری آدمی کو تیرے حوالے ہے اسیطرح زہر کا غصہ ہے
و انتقام اسیطرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کرتی ہے اور وہ بیماری تیری آگ ہو جاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ
کی جنس سے ہے اس جہان کی آگ کی جنس سے نہین اور جسطرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسیطرح
دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس مین کسیکے غصے کو دخل نہین اور ثواب کا حال بھی ایسا ہی سمجھ لے اسواسطے کہ

بیان ہو جسپر دلالت ہوگا یہ تو اوس اعتراض کا جواب ہے جو تو نے کیا تھا کہ ثواب عقاب کیون ہے اور یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت کسواسطے مقرر ہوئی رسولون کو کس لیے بھیجا اوسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکومت اور زبردستی ہے تا کہ خلق کو جبرًا قہرًا زنجیر مین باندھکر بہشت مین لیجاوے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ یُقَادُوْنَ اِلَی الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ اور تا کہ کمند قہر مین اٹکا کر دوزخ مین نہ جانے دے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمْ تَتَهَافَتُوْنَ عَلَی النَّارِ وَاَنَا آخِذٌ بِحُجَزِکُمْ یعنی پرواز کی طرح تم اپنی تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمہاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہین دیتا پس ای عزیز جان تو کہ پیغمبرون کی بات حق تعالی کی جباری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اوس سے تجھے سمجھ پیدا ہو تا کہ راہ کو براہی سے تو پہچان لے اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت وہراس آئینہ عقل پر سے غبار دور کرے تا کہ یہ بات کہ راہ دنیا کی راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینہ عقل مین نظر آوے اور یہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار کرنیکا ارادہ تجھمین پیدا ہو اور ارادے کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادے کے تابع ہین اور اس تدبیر مین تجھے باندھکر جبرًا قہرًا دوزخ سے بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہ السلام کی مثال اوس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اوسکو داہنی پر ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اوس مین بہت سے بھیڑیئے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہو کر لاٹھی ہلاتا ہے تا کہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اوس غار کیطرف نہ آئین چراگاہ کیطرف چلی جائین پیغمبرون کے بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور ای عزیز یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ اگر روز ازل مین بندہ کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط ہے صحیح یہ بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جس کسیکی نسبت شقاوت کا حکم ہو چکا ہے اوسکی علامت یہی ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالے تا کہ وہ کوشش سے باز رہے تخم بونے نہ کھیت کاٹے اور حق تعالی نے کسیکی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوک کے مارے مرجاوے اسکی علامت یہی ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالدے کہ ازل مین جب یہی حکم ہو چکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاوینگا تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگاویگا اور روٹی نہ کھانے کا حتی کہ بالضرور مرجائیگا اور کہیگا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھکر نہ بوئے گا حتی کہ کھیت بھی نہ کاٹیگا اور حق تعالی نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اوسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اوسے اسباب تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہو یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھاوے پس یہ حکم بیہودہ نہین بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالی نے جنکے جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اوسے اوس کام کے اسباب مہیا کر دیتا ہے یہ نہین کہ بیٹھ رہے اور وہ کام آپ سے آپ ہوجاوے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ای عزیز جو اعمال و احوال حق تعالی تجھسے جبرًا قہرًا سرزد کراتا ہو اونسے تو اپنی عاقبت کی بشارت معلوم کر جب علم پڑھنے مین جد و تکرار تجھپر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھکو سعادت علما کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سستی چھوڑ دے اگر بیکاری اور سستی تجھپر غالب ہو تو یہ بیہودہ بات

تیرے دل مین ڈالی ہے کہ اگر روز ازل مین تیری جہالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکمنامہ
پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اس بات کی علامت ہی کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچیگا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون
پر قیاس کر لے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور فرمایا ہی سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ
ایعزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لیگا تو یہ تینون اشکال اوٹھ جائینگے اور توحید ثابت ہو جائیگی اور معلوم ہو جائیگا کہ
شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے نزدیک کچھ تناقض نہین اس سے زیادہ ہم نہین بیان کر سکتے کہ اس کتاب مین ایسی
باتون کی گنجائش نہین **دوسرا ایمان جو بنای توکل ہے اوسکا بیان** ایعزیز جان تو کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین
کہ توکل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو یہ ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنیوالا ہے
اور سب اوسکے سبب سے ہے اور وہ سب کے ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اوسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چیونٹی
اور مچھر سے لیکر آدمی تک کے حق مین ماں کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون
حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سبکو حق تعالی نے کمال و جمال اور لطف اور حکمت سے
اسطور پر پیدا کیا ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالی کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم
نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روی زمین کے عقلمند جمع ہون اور آپس مین
کمال عقل و تدبیر کی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کچھ کمی ہو اور پوشیدہ اس اندازہ پر ہو کہ ایسا ہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے
تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائینگے اور جان لینگے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہی جو چیز بہت بری ہے اوسکا کمال
اسی مین ہے کہ بری ہو اگر بری نہوتی تو ناقص ہوتی اور حکمت فوت ہو جاتی اسواسطے کہ مثلا اگر کوئی چیز بری نہوتی تو اچھی
چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اور اوس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہوتی تو کامل بھی نہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے
لذت نہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص کو باہم نسبت دیکھ پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ ہوگا بیٹا ہوگا اور جب بیٹا نہوگا باپ
بھی نہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دوئی اوٹھ جائے تو دو چیزین
ایک ہو جائین مقابلہ اور جو چیز مقابلہ پر موقوف ہو باطل ہو جائے اور معلوم کر لے کہ جائز ہے کہ کامون کی حکمت کو حق تعالی نے
بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کامون مین جو حق تعالی نے حکم کیا ہے اسی مین خیریت ہے اور ایسا ہی
ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت اور نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین
حق تعالی نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسے محتاج بنایا اسی سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین
اوسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہو جاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اوسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریای توحید کے
مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے کہ اوسے ظاہر کرنے کی اجازت نہین اگر
اس دریا مین غوض کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدمی کے تمام ایمان کا بھید ہے اور توکل کو بھی اسکی حاجت ہے توکل کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جانو کہ توکل دل کی حالتوں میں سے ایک حالت ہے اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانیکا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہیں کہ وکیل حقیقی کارساز پر دل سے اعتماد کرنا اور اوس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اوسکے سبب سے آرام لینا تاکہ روزی میں خلل اگر اور اسباب ظاہر میں خلل پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہو بلکہ حق تعالی پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچائیگا اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اوس آدمی کو وکیل کی تین صفتوں پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اوسکا دل اعتماد کریگا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتیں خوب جانتا ہو دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ وکیل اوسکے اظہار کی دو طور سے قدرت رکھتا ہو ایک دلیری کی وجہ سے دوسرے لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات جانتا ہے مگر بزدلی یا کند زبانی کی وجہ سے اظہار نہیں کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھپر نہایت مہربان ہے حتی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینوں اعتقاد رکھیگا تو اپنا دل مطمئن رکھیگا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اوس مقدمے میں حیلہ و تدبیر نکریگا اسیطرح جو شخص نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کے معنی سمجھ لے یعنی سمجھا اور ایمان لایا کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اور اوسکے سبب ہے اوسکے سوا اور کوئی فاعل نہیں اور یہ اوسکے علم اور اوسکی قدرت میں کچھ نقصان نہیں اور اوسکی رحمت و عنایت ایسی نہایت ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال ہے تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کریگا اور سمجھیگا کہ روزی مقدر ہے اپنے وقت پر مجھے پہونچیگی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائینگے اور ممکن ہے کہ اون صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اوسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہے حالانکہ یقینا جانتا ہے کہ وہ وہم غلط ہے مثلا کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اوسے نجاست کے ساتھ تشبیہ دے تو اوس کھانے والے کی طبیعت میں ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہیں کھا سکتا حالانکہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ جھوٹ ہے اور آدمی اگر چاہے کہ مردے کے ساتھ گھر میں اکیلا سوئے تو نہیں سو سکتا اگرچہ یقینا جانتا ہے کہ مردہ کنکر پتھر کے مثل ہے اوٹھتا نہیں تو توکل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتماد کامل اور آرام تمام حاصل تب تک آدمی متوکل نہیں ہوتا کیونکہ توکل کے معنی یہی ہیں کہ کاموں میں حق تعالی پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یقین حاصل تھا اور ایمان کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہوں کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جاوے اسواسطے کہ ابتدای حال میں دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہو جاتا ہے پھر مشاہدہ ظاہری کی اوسے حاجت نہیں رہتی

توکل کے درجوں کا بیان اے عزیز جانو کہ توکل کے تین درجے ہیں ایک یہ کہ متوکل کا حال اوس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے میں ایک وکیل چاہتا ہے کہ نہایت فصیح دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اوسپر مطمئن رہتا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال بچے کے مثل ہو جو ہر آفت میں اپنی ماں کو سوا اور کسیکو جانتا ہی نہیں جب

بھوکا ہوتا ہے تو اپنی مان ہی کو پکارتا ہے جب ڈرتا ہے تو اپنی مان ہی کی پناہ لیتا ہے یہ بچہ کی سرشت ہے تکلف کو اسمین دخل ہی نہین یہ متوکل اپنے
وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اسے خود اپنے توکل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجہ والے کو اپنے توکل کی خبر تھی کلفت اور اختیار سے
اپنے تئین توکل کی صفت پر لایا تھا تیسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کے سامنے مردہ کا حال ہوتا ہے اور اپنے تئین مردہ سمجھ جانے
کہ مین قدرت ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہے اور اگر کوئی کام آوے
درپیش ہو تو اوس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی مان کو پکارتا ہے بلکہ اوس لڑکے کے مانند ہو جاوے
جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی مان کو نہ پکارون مان تو میرے حال سے خوب واقف ہے وہ خود میری تدبیر کریگی پس تیسرے درجے مین
متوکل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجہ مین کچھ اختیار نہین رہتا لیکن عاجزی اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا
اور پہلے درجے مین اختیار ہوتا ہے مگر اونہی اسباب کی تدبیرین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوئی ہون مثلا جب
جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہے کہ جب تک موکل حاضر نہو اور سجل حاضر نکرے وہ روبکاری نہین کرتا تو لابد یہ سبب بجا لائیگا
پھر یہ تن انتظار ہو جائیگا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اوسے وکیل ہی کیطرف سے جانیگا سجل حاضر کرنا بھی اوسی کی طرف سے
سمجھیگا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اوسنے مہیا کی پس جو شخص توکل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت
اور اسباب ظاہری جنپر عادۃ اللہ جاری ہے اوس سے دست بردار نہوگا مگر باوصف اس دست بردار نہونے کے وہ متوکل ہے
اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالی کے فضل و کرم پر اعتماد رکھتا ہے کہ اوسی نے جسطرح حرکات
اور اسباب زراعت مجھے عطا اور مہیا کروائے ہین اور یہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اوسیطرح تجارت اور زراعت سے وہی مقصود کو بھی
پہونچائیگا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اوسے خدا ہی کیطرف سے دیکھتا ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی اور لاحول
ولا قوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اسواسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین قوت قدرت کو پس بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت میری طرف
سے نہین بلکہ خدا ہی کے سبب سے ہے جو کچھ دیکھتا ہے اوسی کی طرف سے دیکھتا ہے انتہا اصل جب کامون کو
اسباب کو سپرد کرنا آدمی کی نظر سے اوٹھ گیا حتی کہ سب کامون کو خدا ہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیر خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ
متوکل ہے مگر متوکل کا بہت بلند مقام یہی ہے جو حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے حضرت ابو موسی دیلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین
کہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی سے مین نے پوچھا کہ توکل کیا ہے اونھون نے کہا کہ تم کسے توکل کہتے ہو مین نے کہا کہ مشائخ
نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اگر تیرے داہنے بائین سانپ ہی سانپ اور اژدہے ہون تو بھی تیرے دل مین ہرگز جنبش اور گھبراہٹ
نہ پیدا ہو حضرت ابو یزید نے کہا یہ تو سہل بات ہے مگر میرے نزدیک توکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہل دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہل جنت کو
نعمتون مین دیکھے اور دل سے ان دونون مین فرق کرے تو وہ متوکل نہین ہے غرض جو حضرت ابو موسی نے کہا وہی توکل کا بہت بلند مقام ہے
اور یہ ضرور نہین کہ متوکل حذر نکرے اسواسطے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ غار مین گئے تو سانپ کے بل مین اپنی ایڑی اڑا دی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے اونھین سانپ کا خوف نہ تھا بلکہ سانپ کے

خالق سے ڈرتھا کہ سانپ کو قوت اور حرکت دیدے ایسا متوکل سب چیزون مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہی اور حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ تعالی کے قول مین اوس ایمان کیطرف اشارہ ہے جو اصل توکل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیزالوجود ہی حق تعالی کے حکمت و عدل رحمت و فضل پر وہ ایمان ہوتا ہی کہ بندہ جانتا ہی کہ حق تعالی جو کچھ کرتا ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب اور نعمت مین فرق نہین کرتا

اعمال توکل کا بیان

ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا علم پر حال پر عمل پر توکل کا علم اور حال تو بیان ہوچکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرط توکل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خدا ہی پر چھوڑ دے اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نکرے حتی کہ کسب بھی نکرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھو اور سانپ بچھو شیر سے نہ بھاگے اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین خطا ہین اسواسطے کہ خلاف شرع ہین اور توکل کی بنا شرع پر کی ہے پس مخالف شرع کیونکر ہوگا بلکہ آدمی کا اختیار یا اوس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اوسکے پاس نہین ہے یا اوس مال کی حفاظت کرنے مین جو اوسکے پاس ہے یا اوس ضرر سے بچنے مین جو اوسے نہ پہونچا ہو یا اوس ضرر کے زائل کرنے مین جو اوسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر ہر بات مین توکل کا جدا جدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنے مین ہی یہ تین درجون پر ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین سے کوئی عادت معلوم ہے کہ اوسکے بغیر کام نہو یا یقین ہے اوسے ترک کرنا دیوانہ پن ہی توکل نہین مثلا کوئی شخص کہانے مین ہاتھہ نہ ڈالے اور نوالہ بناکر منہ مین نرکھے کہ خدا خود اوسکا پیٹ بھر دیگا یا کہانے کو بلادیگا کہ وہ خود بخود اوسکے منہ مین چلا جاسکے یا کوئی شخص نکاح اور جماع نکرے کہ اوسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہی بلکہ جو سبب یقینی ہے اوسمین عمل اور سکر وا سے توکل نہین ہے علم اور حالت ہے علم یہ ہی کہ آدمی جان سکے کہ ہاتھہ کہانا قدرت حرکت منہ دانت سب خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اوسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھہ پر نہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ ہاتھہ فی الحال شل ہوجائے اور کوئی کھانا چھین لے پس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اوسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے پر آدمی کی نظر ہی کہ اوسنے کھانا پیدا کرکے محفوظ رکھا اپنے قوت بازو پر نظر نہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہون مگر اکثر اونکے بغیر مطلب حاصل ہوتا ہو لیکن شاذ و نادر اونکے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زادراہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی شرط توکل نہین اسواسطے کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اگلے بزرگون کی عادت ہی مگر وہی شخص متوکل ہے جسکے دلکو زادراہ پر بھروسا نہو کیونکہ شاید یہ زادراہ چھین جائے بلکہ اس زادراہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو لیکن اگر بےزادراہ لیے ہوے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمال توکل ہی یہہ کھانا نہ کھانے کے مانند نہین اسواسطے کہ وہ توکل نہین ہے مگر یہ اوس مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس پات کھاکر مدت تک زندگی بسر کرسکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے جہان سے اوسکے گمان مین بھی نہو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ متوکل تھے اور اونمین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین تنہا بےزادراہ جاتے مگر سوئی اور قینچی اور ڈول رسی اونکے ساتھہ ہوتا تھا

اسواسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈول رسی کے بغیر کوین سے پانی نہین نکلتا اور جنگل بیابان ہین ڈول رسی کمان اور جب
کپڑا پھٹ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے نہین سیا جاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہین بلکہ انہین باین طور توکل ہوتا ہے
کہ فضل خدا پر بھروسا ہو ان اسباب پر نہین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین بیٹھ رہے کہ ادھر سے کوئی آتا جاتا نہو اور وہان گھاس
بھی نہو اور کہے کہ مین توکل کرتا ہون تو یہ حرام ہے اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور عادۃ اللہ وہ نہ جانتا ہوگا اسکی مثال اوس کی
کی سی ہے جو وکیل کے پاس سجل نہ لیجاسکے حالانکہ وکیل کی عادت جانتا ہو کہ وہ بے سجل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین
ایک زاہد شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکل کیا تا کہ اوسکا رزق اوسے پہونچے ایک ہفتہ گذرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہونچا
اور کوئی چیز اوسے نہ ملی اوس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اوس زاہد سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ
جب تک تو شہر مین پھر نہ آئیگا اور خلق مین نہ بیٹھیگا تب تک مین تجھے روزی نہ دونگا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے
لگین اور اوسکے دل مین کچھ اندیشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تو نے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کردے تو نہ سمجھا
کہ اپنے بندے کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دست قدرت سے دون
اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کرلے اور توکل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا
نہ چاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکل کرکے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اوسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے
کہ کوئی کچھ لاتے اور اوسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوئے عبادت مین مشغول رہے اور اسکی
تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اوسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہیگا اس جگہ وہ بات صادق آئی جو بزرگون
نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اوسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالی سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے
روزی نہ دینا تو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی نہ دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہوگا یہ
توکل باینطور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب سے کنارہ نکرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نچاہے بلکہ مسبب الاسباب کی طرف دیکھے کہ سب بندے خدا کی ہی روزی
کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلت سے اور بعضے انتظار کی رنج و تکلیف سے جیسے سوداگر اور بعضے کوشش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا
ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز اونکو پہونچتی ہے حق تعالی ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے
تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہون اور اونکی حاجت بھی کثر ہوتی ہو بلکہ اونہین منجملہ حیلہ و جستجو جانتے ہون کہ سبکے ساتھ ان اسباب
کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور داغ کی نسبت ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم نے متوکلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور داغ نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے
نکلکر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ
نے کیا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زاد راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی
بھوکا رہے یا گھاس پات کھالے اگر یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اوسکے دل مین نہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے

اسواسطے کہ جو شخص زادراہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اوس سے چور چرا لیجائین اور وہ شخص جاتے راہ مین ہمیشہ احتمال نادر ہوا کرتے ہین اوس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہا ہے مگر لوگون سے امیدوار نہین رہتا بلکہ حق تعالیٰ کے فضل کی امید رکھتا ہے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے مگر سبب اور آداب شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہو چکا ہے اونکے موافق کسب کرے اور حیلہ و جستجو اور بڑی تدبیرون اور چالاکی کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اوس شخص کے مانند ہو جائیگا جو منتر اور داغ کرتا ہے توکل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرط توکل نہین ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو متوکل تھے اور توکل کا کوئی دقیقہ اونسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوے کپڑون کا بقچہ اوٹھا کر تجارت کیواسطے بازار جایا کرتے لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفہ عہد خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو بہت جلد ضائع کرونگا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کر دی تب سے آپ بدلجمعی تمام ہر وقت خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکل یہ تھا کہ مال و زر کی حرص نکرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اوسے اپنی پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نہ رکھتے حاصل کلام یہ ہے کہ توکل بے زہد کے نہین ہو سکتا پس زہد شرط توکل ہے اگرچہ توکل شرط زہد نہین حضرت ابو جعفر حداد خواجہ جنید رحمہما اللہ تعالیٰ کے پیر مرد متوکل تھے اونھون نے فرمایا ہے کہ بیس برس تک مین نے اپنے توکل کو پوشیدہ رکھا بازار مین جا کر ہر روز ایک دینار کماتا اور اوس مین سے ایک قیراط و یکر حمام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کر دیتا حضرت جنید اونکے سامنے توکل کا ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو اونہی کا مقام ہے اور وہ صوفی جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوتے ہین اور اونکے خادم کسب کے واسطے باہر جاتے ہین اونکا توکل ایسا ضعیف ہے جیسے کسب کرنیوالے کا توکل اور توکل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی امید پر بیٹھا رہے تو یہ توکل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اسکی طرف دل ملتفت نہو تو وہ توکل کسب کرنیوالے کے توکل کے مانند ہوگا اس باب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نہ رکھے اور کسی سبب پر بھروسا نکرے مسبب الاسباب ہی پر اعتماد رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر وہ راضی تھے مگر مین نے اونھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل اونپر بھروسا کرے اونکے سبب سے آرام پاے اور میرا توکل ناقص ہو جاے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مزدور لگایا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور نے قبول نہ کیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے لیجا شاید لیلے شاگرد نے کہا کیون فرمایا کہ اوسوقت اوسنے اپنے دل مین اسکی طمع دیکھی ہوگی اسوجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے

غرضکہ کسب کرنیوالے کا توکل یہی ہے کہ پونجی پر دل سے اعتماد نکرے اسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جاتے تو اوسکا دل
مکدر نہو اور رزق سے نا امید نہو جائے جب فضل الٰہی کا بھروسا رکھتا ہے تو سمجھ لے کہ خدا اوسکی روزی ایسی جگہ
سے پہونچائیگا جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچائے تو سمجھ لے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت
پیدا کرنے کی تدبیر العزیز جانتو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جاتے یا ضائع
ہو جاتے تو اوسکا دل برقرار رہے پراگندہ نہونے پائے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت باینطور حاصل
ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالیٰ کے کمال فضل و رحمت اور کمال قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہانتک کہ جان لے
کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جنکے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جاتے
پس اوس پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ
رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جس مین اوسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہ تعالیٰ عرش کے پر سے بنظر عنایت اوسکی طرف
دیکھتا ہے اور اوسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اوٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا
اور کیون بگاڑا اور اوسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچا زاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمت خدا اوسکے
شامل حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا
کہ صبح کو فقیر اوٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمیکو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ محتاجی کا خوف
اور گمان بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ اور خدا کی نظر عنایت پر اعتماد رکھنا
کمال معرفت سے ہے خصوصًا یہ بات جان لے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین اون پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور
اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نکرے بلکہ مسبب الاسباب کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے
کئی بار اوس سے کہا کہ تو بالکل نادار ہے اگر کچھ کسب کرے تو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانے
کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نکرنا روا ہے عابد بولا اے جوانمرد اولےٰ یہ ہے کہ تو امامت نکیا کر اسواسطے
کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو روٹی
کہانسے کھاتا ہے اوسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نمازین تیرے پیچھے پڑھی ہین اونھین قضا کرلون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان
نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے اونھون نے ایسی جگہہ سے فتوحین دیکھین ہین جہان سے امید نرکھتے
تھے یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہو گیا تھا
حضرت حذیفہ غشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالیٰ سے تمنے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تمنے
اونکی خدمت کی ہے اونھون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دو تین آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے
تو اوسکا اثر مجھ مین پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہو گیا مین نے کہا ہان کہا

قلم دوات اور کاغذ لا مین لایا اونھون نے اوس مین یہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اسے وہ کہ ہر حال مین تو ہی مقصود ہے اور
سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر ننگا بھوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور ذکر اور
شکر جو تیرا حق ہے انکا مین ضامن ہون اور وہ تین چیزین یعنی کھانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اوسکا ضامن ہو یہ لکھکر
رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور دل کسی سے نہ لگا پہلے جسے دیکھنا اوسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر چلا آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر
سوار دیکھا رقعہ اوسے دیدیا رقعہ پڑھکر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعہ کا لکھنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اونے
یہ سو دینار کی تھیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اونھون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت
ابراہیم ادہم کی خدمت مین جاکر مین نے سب ماجرا بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ اس تھیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم بھر مین اس تھیلی
کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فورًا وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دیکر ایمان سے مشرف ہوا اور حضرت ابو یعقوب
بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بھوکا رہا آخر بیتاب ہوکر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہون کہ زمین پر
ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اسے اوٹھالون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بھوکا ہے آخر سڑا ہوا
شلغم تجھے نصیب ہوا پس مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آ پہونچا اور پٹاری بھر روغنی ٹکیان اور شکر اور بادام
لاکر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تھا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچونگا تو یہ چیزین
اوس درویش کو دونگا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخش دیا پھر
مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکھ تو خدا کیا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا تیری روزی کا بندوبست کرنیکا حکم فرمایا اور تو اور راہ
جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے **عیالدار کے توکل کا بیان**
العزیز جانو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دستبردار ہوکر جنگل بیابان مین پھرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکل وہی ہے جو تیسرے
درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنیوالے کا توکل ہے جیسا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کرتے تھے اسواسطے
کہ توکل اوسی کو لائق ہے جسمین وہ صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بھوک پر صبر کرسکے اور جسقدر میسر ہو اوسپر قناعت کرسکے
اگرچہ وہ گھاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکھتا ہو کہ شاید بھوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین میری
بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکھہ سکتا بلکہ حقیقت مین اوسکا نفس بھی اوسکے عیال کا حکم رکھتا ہے
اگر بھوک پر صبر کی طاقت نہین رکھتا اور مضطرب ہوجائیگا تو اوس شخص کو کسب چھوڑکر توکل نکرنا چاہیے اور اگر عیال بھی
صبر کی طاقت رکھے اور توکل کی اجازت دے تو کسب نہ کرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبرًا قہرًا بھوکا رکھنا
درست ہے اور عیال کو بھوکا رکھنا درست نہین اور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقوی اور پرہیزگاری مین
مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نکرے مگر اوسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیا ہوجاتے ہین جیسے وہ بچہ جو ماں
کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالی اوسے اوسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلتا ہے

تو حق تعالی مان کی چھاتیون سے رزق پہونچاتا ہے جب اوسکا کھانا کھا سکتا ہے تو وقت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر مان باپ جاتے رہین اور بچہ یتیم رہجاتا ہے تو جسطرح مان پر شفقت کو مسلط کر دیا تھا کہ اوسے اچھی طرح رکھتی تھی اوسیطرح شفقت کو اورون پر مسلط کر دیتا ہے حتی کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادر مشفقہ تھی اور ورون نے بچہ کو اوسی پر چھوڑ دیا تھا جب مان گذر گئی تو ہزار آدمیون کو اوسپر شفقت کرنے کے واسطے اوٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا اوسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اوسپر مسلط کر دی تاکہ جو شفقت اوسپر تعینات کر دی ہے اوسکے سبب سے وہ اوسیطرح اپنی اب غمخواری کرے جسطرح مادر مشفقہ اپنی شفقت سے اوسکی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہش کسب کو حق تعالی اوس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہو کر زہد و تقوی کی طرف متوجہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلون کو اوسپر شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے حتی کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو وہ اسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی شفقت کرتا تھا اب تمام خلق اوسپر یتیم کیطرح شفقت کرنے لگتی ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگون کے دلون مین نہین پیدا ہوتی اوسے توکل اور ترک کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اوسے اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اوسوقت حق تعالے خلق کے دلون کو اوسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسینے کوئی متقی ہرگز نہین دیکھا کہ بھوک کی مارے مر گیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوند عالم نے ملک و ملکوت کے کامون کی کیسی تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تام رکھا ہے تو ضرور بالضرور اوسے اس آیۂ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائیگا وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور سمجھ لیگا کہ خداوند عالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد نہ رہے مگر نادر اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے وہ دستبردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسینے بہت سا مال کسب کیا ہو اوسکا بھی تباہ اور خراب ہونا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے چونکہ یہ حال مشاہدے سے دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بصری کے سب لوگ میری عیال ہون اور گیہون کا ایک ایک دانہ ایک ایک دینار کو ہو جاوے حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ اگر آسمان لوہے کا اور زمین تانبہ کی ہو اور مین اپنے دل مین اپنی روزی کا رنج دیکھون تو ڈرتا ہون کہ مشرک ہو جاؤن اور حق تعالے نے رزق کو آسمان پر حوالہ کیا ہے تاکہ لوگ جانین کہ کسیکو اوسپر دسترس نہین لوگون کی ایک جماعت حضرت جنید قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہان ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمہین بھول گیا ہے تو اوسے یاد دلاؤ کہا توکل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے طور پر توکل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دستبردار ہونا پس درحقیقت رزق کے بارے مین رزاق مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اوسیکی طرف متوجہ ہو جاوے دوسرا مقام توکل مین ذخیرہ جمع کرنا ہے

ط
اور نہیں ہے کوئی چارپایہ زمین پر مگر اللہی پر ہے رزق اوسکا ۱۲

الغرض جانتو کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجہ توکل سے گر گیا اسواسطے اوسنے اسباب خفی چھوڑ کر اسباب ظاہری پر بھروسا کیا کیونکہ ہر سال بکر رہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے پر جس سے پیٹ بھر جاوے اور ضرورت قدر کپڑے پر جس سے بدن ڈھپ جاتے قناعت کی اسنے توکل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھیگا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ اوس کا توکل باطل نہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو باطل ہو جائیگا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسیقدر بہو ذخیرہ کرنا توکل باطل کر دیتا ہے اور ابو طالب مکی قدس سرہ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بھی توکل باطل نہین ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نکرے حسین مغازلی رحمہ اللہ تعالی حضرت بشر حافی قدس سرہ کے مرید تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایکدن ایک ادھیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت مین آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی مین نے یہ بات اونسے نہ سنی تھی مین کھانا لایا اونھون نے اوس آدمی کے ساتھہ کھایا حالانکہ مینے کبھی اونھین کسی کے ساتھہ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھاچکے تو اوسمین سے بہت سا کھانا بچ رہا بس وہ ادھیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اوٹھا لیگیا مجھے تعجب ہوا کہ بے اجازت اوسنے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجب آیا مین نے کہا ہان فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر موصل سے میری ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اوٹھا لے گئے تاکہ مجھے تعلیم کر دین کہ جب توکل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا نقصان نہین رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی امید توکل کی اصل ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نکرے پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھہ مین مال کو ایسا جانے جیسا خزانہ خدا مین اور اوسپر بھروسا نکرے تو توکل باطل نہین ہوتا یہ جو ہمنے کہا یہ مرد مجرد کا حکم ہے اور عیالدار اگر خرچ یکسالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اوسکا توکل باطل نہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھیگا تو البتہ توکل جاتا رہیگا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے اونکے ضعف دل کے سبب سے قوت یکسالہ رکھتے تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھہ چھوڑتے تو آپکے توکل مین کچھ نقصان نکرتا اسواسطے کہ اوسکا آپکے ہاتھہ مین ہونا اور غیر کے ہاتھہ مین ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اوسکے درجہ ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرما دیا حدیث شریف مین ہے کہ اصحاب صفہ مین ایک صحابی نے انتقال کیا اونکے کپڑے مین لوگون نے دو دینار پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اونکی دغا سے اپنے تئین مجرد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہون دوسری یہ کہ اوسنے دغا نہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے سے اوسکے درجے کو اوس جہان مین گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال مین نقصان آجاتا ہے جیسا کہ دوسرے درویش کے حق مین فرمایا تھا یعنی جب اوسنے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کا سا ہوگا اور اگر ایک خصلت اس مین نہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک جڑاول دوسرے جاڑون تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھہ چھوڑتا تھا اور فرمایا

کہ

کہ یقین و صبر سب چیزون سے کم تمھین ملے ہین یعنی کپڑا رکھ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب ہی ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ دسترخوان کھڑا لوٹا کٹورا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین اُنکا رکھ چھوڑنا درست ہے اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ روئی کپڑا ہر سال اور یہی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور اونکا رکھ چھوڑنا ضعف یقین سے ہوتا ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نکر رکھیگا تو اوسکا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے امیدوار رہیگا ایسے آدمی کو ذخیرہ کر رکھنا اولیٰ ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر و فکر مین مشغول نہو سکے مگر بقدر کفایت زمین رکھنے سے مطمئن اور مشغول ہو تو اوسے یہی اولیٰ ہے کہ بقدر کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے تاکہ حق تعالیٰ کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا اونھین یاد خدا سے باز رکھتا ہے اور مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدر کفایت کے بغیر اوسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولیٰ ہے لیکن اگر تجمل اور شان و شوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو تسکین نہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اوسکا کچھ حساب نہین **تیسرا مقام** اون اسباب کا بیان جنسے رفع ضرر ہو اے عزیز جانتو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اوس سے حذر کرنا شرط توکل نہین ہے بلکہ متوکل اگر دروازہ بند کرکے قفل لگادے تاکہ چور مال نہ لیجاوے تو توکل باطل نہوگا اور ہتھیار سنبھالکر دشمن سے بچے تو بھی توکل نہ باطل ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تاکہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکل باطل نہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہوکر کھانا کھاوے تاکہ حرارت درونی غالب ہو جاے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور نشتر مگر جو چیز اسباب ظاہر مین سے ہے اوس سے دست بردار ہونا شرط توکل نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اوسے چھوڑ دیا اور توکل کیا فرمایا اوسے باندھ اور توکل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اوسکا متحمل ہونا اور اوسے دفع نکرنا منجملہ توکل ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَدَعْ أَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ لیکن اگر سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا وہ باین طور متوکل ہوتا ہے کہ اپنے قوت بازو اور ہتھیار پر بھروسا نکرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو قفل پر بھروسا نکرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل چور کو دفع نہین کرتے اور متوکل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جاوے اور چور مال لے گیا ہو تو قضاء الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہو بلکہ جب باہر جانے لگے تو زبان حال سے کہے کہ اے اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیت اور قضا کو دفع کرون اسلیے لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت کرون اگر اس مال پر تو کسیکو مسلط کردیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ مال اوسکی

ہرانہ صبر کیا ہے اور یہ وہ تکلیف دی رنج نہین اور قضاء الٰہی پر جاتے کہ توکل کی ہزار توکل کے دیکھو صفحہ ۹۳

روزی کے واسطے تو نے پیدا کر کے عاریۃً مجھے سپرد کیا ہے یا میری ہی روزی کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ بند کر جائے
اور پھر اگر مال کو گھر مین نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اسکا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکل درست نہین توکل کا جو خیال آیا تھا
یہ نفس نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ نکرے تو بارے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور
کی تلاشی مین کد کریگا تو صبر کے مرتبے سے بھی گر گیا اور جان لے کہ مین نہ صابرون مین سے ہون نہ متوکلون مین سے
تاکہ صبر و توکل کا دعوی تو بالای طاق رکھے غیر اوسے چور سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج نہوتا
تو دروازہ نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نہ کرتا جب اوسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چورا
لیگئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ نہو جواب یہ ہے کہ اسطرح ممکن ہے کہ جبتک وہ مال خدا نے اوسے دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی مین
ہے کہ میرے پاس ہے اور اس بھلائی کی علامت یہ ہے کہ خدا نے وہ مال اوسے دیا تھا اب اوسکی بھلائی اسی مین ہے کہ اوسکے پاس
نرہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اوس سے لے لیا پس دونون حالتون مین اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش ہے
اور اس بات کا ایمان لائے کہ حق تعالی اوسکے حق مین وہی کرتا ہے جس مین اوسکی بھلائی ہے وہ اپنی بھلائی نہین جانتا خدا ہی
خوب جانتا ہے اسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے جسکا پدر مشفق طبیب ہو اگر اوس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار
خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مین میری تندرستی کے آثار نہوتے تو یہ کھانے کو نہ دیتا اور اگر گوشت اوسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہے
تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق مین مضر نہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جبتک یہ ایمان
نہو تب تک اوس سے توکل نہوگا توکل کا دعوی بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکل کے آداب** ایعزیز جانتو کہ جب مال چوری
جاتے تو متوکل کو چاہیے کہ چھ آداب بجا لاوے پہلا ادب یہ ہے کہ دروازہ بند کرنے مین بہت مبالغہ اور اصرار نکرے اور
بہت سی زنجیرین اور قفل نہ لگاوے اور پڑوسیون سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ
تعالی گھر کے دروازے پر تاگا باندھتے اور کہتے کہ اگر کتے کے آنیکا اندیشہ نہوتا تو مین تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے
کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اسکے لالچ مین آئیگا اوسے گھر مین نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی
ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک دینار قدس سرہ کو ایک کوزہ کا مال بھیجا اونھون نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال
پھیر بھیجا کہ اپنا مال لیلو اسواسطے کہ شیطان میرے دل مین وسواس ڈالتا ہے کہ چور لیجائیگا اونھون نے یہ نہ چاہا کہ میرے
دل مین وسواس رہے اور چور گناہ مین مبتلا ہو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیون
کی بزدلی ہے مالک دینار دنیا کے باب مین زاہد ہین اونھین اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال کا مال ہے تیسرا ادب یہ ہے
کہ جب باہر نکلے تو نیت کرلے کہ اگر میرا مال چور لیجائیگا تو اوسے مبارک ہو اوسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج
ہو اور اوسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چرائے اور اس شخص کا مال
اور مسلمانون پر سے صدقہ ہوجائے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان بھائیون پر بھی اور یہ جان لے کہ اس نیت سے

ابن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ مدت کے بعد حق تعالی نے وہ کرامت پھر مجھے عنایت فرمائی یہ بیان کہ بعضے
احوال میں دوا نہ کھانا اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل کے مخالف نہیں اگر یہ جانتو کہ اکثر بزرگوں
نے علاج نہیں کیا شاید کوئی شخص اعتراض کرے کہ اگر علاج نہ کرنے میں کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بھی دوا نہ کیا کرتے اگر یہ اعتراض بایں طور ادا ہو جائیگا کہ تو بیان کرے کہ دوا نہ کھانیکے چھ سبب ہوتے ہیں پہلا سبب یہ ہے
کہ وہ شخص صاحب کشف ہو اور اوسے معلوم ہو گیا ہو کہ موت آپہونچی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی
عنہ سے لوگوں نے جب کہا کہ اگر طبیب کو بلا لیجئے تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھ چکا ہے کہ انّی
فعّال لما ارید یعنی میں جو چاہتا ہوں وہی کرتا ہوں دوسرا سبب یہ ہے کہ بیمار خوف آخرت میں مشغول ہو اور اوسکے دل میں
علاج کا خیال ہی نہ آئے جیسا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے بیماری کی حالت میں لوگوں نے پوچھا کہ تم کس
سبب سے نالاں ہو کہا گناہوں کے سبب سے پوچھا کس چیز کی آرزو رکھتے ہو کہا رحمت خدا کی پوچھا طبیب کو بلائیں کہا
مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کو درد چشم تھا لوگوں نے کہا تم علاج کیوں نہیں کرتے
جواب دیا کہ میں علاج سے بڑھکر ایک شغل رکھتا ہوں اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسیکو بادشاہ کے پاس لیے جاتے ہیں تاکہ
بادشاہ اسے سیاست کرے اور کوئی شخص اوس سے کہے کہ تو روٹی نہیں کھاتا اور وہ جواب دے کہ بھوک کی کیا پروا ہے
تو اوسکا یہ کہنا روٹی کھانیوالے پر طعن نہیں ہوتا اور اس کہنے میں روٹی کھانیوالے کی مخالفت نہیں ہوتی اور یہ مستغرق
آدمی ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت سہل رحمہ اللہ تعالی سے لوگوں نے پوچھا کہ قوت کیا ہے کہا حی قیوم کا ذکر کہا ہم قوام
کو پوچھتے ہیں جواب دیا کہ قوام علم ہے کہا کہ ہم غذا پوچھتے ہیں جواب دیا کہ غذا ذکر ہے کہا کہ ہم طعام بدن
کو پوچھتے ہیں فرمایا کہ بدن سے دست بردار ہو اور اوسے صانع کے سپرد کرو تیسرا سبب یہ ہے کہ وہ بیماری
دیرپا ہو اور بیمار کے نزدیک اوسکا علاج افسون کے مثل ہو یعنی اوسکی منفعت نادر ہو جو شخص طب نہیں جانتا وہ اکثر دوا
کو ایسا ہی سمجھتا ہے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ اپنی بیماری کی دوا کروں پھر میں نے
خیال کیا کہ عاد اور ثمود اور جو لوگ گذر گئے ہیں اونمیں بہتیرے طبیب تھے باایں ہمہ وہ سب مر گئے اور طب سے کچھ فائدہ
نہوا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ طب کو وہ اسباب ظاہر سے نہ سمجھے تھے چوتھا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ نہ چاہے کہ میری بیماری جاتی
رہے تاکہ اوسے بیماری کا ثواب حاصل ہوا کرے اور اپنے صبر کی آزمائش کیا کرے اسواسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ
حق تعالی بندے کو بلا سے اسطرح آزماتا ہے جیسے سونے کو آگ سے آزماتے ہیں کوئی سونا تو خالص نکلتا ہے اور
کوئی خراب حضرت سہل رحمہ اللہ تعالی اوروں کو دوا کا حکم کرتے اور خود ایک بیماری میں مبتلا تھے اوسکی دوا نکرتے
اور کہتے کہ بیماری پر راضی ہوکر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا تندرستی کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے افضل ہے پانچواں
سبب یہ ہے کہ بیمار بہت گناہ رکھتا ہو اور چاہے کہ بیماری اون گناہوں کا کفارہ ہو جائے اسواسطے کہ حدیث شریف

نے فرمایا کہ یہ نہ کھانا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کا کہ جو کے ساتھ پکا کر اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالی عنہ سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو اونھون نے مزاحاً عرض کیا یا رسول اللہ
جدھر کی آنکھ مین درد ہے اودھر کے کلے سے نہین کھاتا دوسرے کلے سے کھاتا ہون آپ ہنس دیے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہین کہ آپ ہر شب چشم مبارک مین سرمہ لگاتے اور ہر مہینے مین پچھنے لگواتے اور ہر سال مین دارو نوش
فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک مین درد ہونے لگتا آپ مہندی لگا لیتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک مین زخم
ہو جاتا تو آپ وہان پر مہندی رکھ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علما نے جمع کی ہے حضرت موسی
علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اوسکی دوا ہے فرمایا کہ مین دوا نہ کرونگا تاکہ شافی مطلق خود
شفا عطا فرماتے وہ بیماری بڑھی لوگون نے کہا کہ اسکی دوا مشہور اور مجرب ہے اوسکے استعمال سے آدمی فوراً اچھا ہو جاتا
فرمایا مجھے نہین منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسی مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھاوے
گا صحت نہ دونگا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل مین کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسی تو نے کیا چاہا تھا
کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کردے دواؤن مین میرے سوا اور کسنے منفعتین رکھی ہین ایک نبی علیہ السلام نے
اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھا دودھ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کی بدصورتی
ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ ان لوگون سے کہدو کہ انکی عورتین ایام حمل مین بہی کھائین تو اونکی اولاد خوبصورت ہوا کریگی
عورتین ایام حمل مین بہی اور ایام نفاس مین رطب کھانے لگین پس ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ جسطرح کھانا پانی [illegible]
سیری ہے اوسیطرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف [illegible]
موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کسکے سبب سے ہے اور شفا کسکے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونون میرے حکم سے
ہین عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعے سے روزی کھائین اور میرے
بندون کو خوشدل رکھین پس علاج کے باب مین بھی توکل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا
پر نہین اسواسطے کہ بہتون نے دوا کھائی اور ہلاک ہوگئے فصل اے عزیز جانتو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بھی بعضون
کی عادت ہے لیکن یہ فعل کرنا درجہ توکل سے آدمی کو گرا دیتا ہے بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور منتر کی ممانعت نہین ہے
اسواسطے کہ آگ سے جلانے مین زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کرجانے مین خوف ہے یہ فصد اور پچھنے کے مانند
نہین اور اوسکا نفع بھی فصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہین ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بھی اوسکی عوض ہو سکتا ہے حضرت عمر
ابن الحصین رحمہ اللہ تعالی کو کوئی بیماری ہوئی لوگون نے کہا کہ داغ لیجیے اونھون نے نہ دا غا لوگون نے جب بہت منت
وسماجت کی تو اونھون نے داغ لیا بعدہ کہتے تھے کہ قبل ازین مین ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ
مجھسے سلام علیک کیا کرتے تھے جیسے مین نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتین جاتی رہین پھر توبہ اور استغفار کی پھر معرفت

لوگ بد دعا کرنے لگے فرمایا کہ بد دعا نکرو اسواسطے کہ مین نے اوسے مباح اور بحل کردیا اور اوسے صدقہ مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون
نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کیجیے فرمایا کہ اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھپر نہین اوسے وہی شر کفایت کرتا ہے مین زیادہ
بار شرار و پر نہین رکھتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کرتا ہے اور برا کہتا ہے حتی کہ اپنے حق کا پورا
قصاص لیلیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اوسپر باقی رہجاتا ہے اوسیواسطے کہ چور کے واسطے از راہ مہربانی
رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اوس سے گناہ سرزد ہوگیا اور وہ اوسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین
اور وہ نقصان مال ہی مین ہوا دین مین نہین ہوا اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ نہو جو گناہ کو
حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت او شفقت سے دست بردار ہوگیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہا اللہ تعالی کو دیکھا
کہ اونکا مال چور چرا لیگئے تھے اور وہ رو رہے ہین پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین بلکہ اوس غریب مسکین
کے حال پر روتا ہون جسنے ایسا برا کام کیا اور قیامت مین اوسے عذر و حجت کا محل نہوگا چوتھا مقام بیماری کے علاج
مین اور جو ضرر حاصل ہوا ہو اوسکے دفع کرنے کے بیان مین الغرض جانو کہ علاج کے تین درجے ہین ایک یقینی جیسے روٹی
سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ کہین لگی ہو پانی ڈالکر بجھانا اوسکا علاج ایسے علاجون سے دست بردار ہونا منجملہ توکل نہین
بلکہ حرام ہے دوسرا درجہ یہ کہ علاج یقینی ہو نہ ظنی مگر احتمال ہو کہ اکثر کرتے ہین جیسے منتر داغ فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکل ہے جیسا کہ حدیث
شریف مین ہے کہ ایسی چیزین کرنا اسباب مین مبالغہ کرنے اور ان چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہے اور انمین سب سے بڑھکر
داغ ہے پھر منتر اور سب سے کمتر فال ہے کہ اوسے طیرہ کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے
کہ یقینی تو نہو مگر ظن غالب ہو جیسے فصد کھلوانا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا
علاج کرنا اس سے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرط توکل ہین بعض اوقات انکا کرنا نہ کرنے سے اولی تر ہوتا ہے اور بعض
اوقات نہ کرنا کرنے سے اولی تر ہوتا ہے انکا ترک شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ
قول و فعل ہین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا دارو کا استعمال رکھو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی
نہین جسکی دوا نہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دارو اور منتر کیا تقدیر الہی
کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الہی ہین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اوس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے
کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ سترہوین اور انیسوین اور اکیسوین تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہو کہ غلبہ خون تمہین ہلاک کرے اور فرمایا ہے
کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہو اور بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ لگی ہوئی بجھانے
مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اور انکا ترک کرنا شرط توکل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترہوین تاریخ
پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد
ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو فصد کھلوانیکا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ مین درد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے سبب سے خدا کی مشیت نہین بدل جاتی چور چورا لیجاتے خواہ نہ چورا لیجاتے اوسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درم کے
عوض سات سو درم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کر چکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرنے مین
عزل نکریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اوسکے واسطے ایسے ایک غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین
جنگ کرے حتی کہ کفار اوسے شہید کر ڈالین یہ ثواب اسواسطے ہے کہ جو کام اوسکے ذمے تھا اوسنے توادا کیا اگر فرزند
ہوتا تو اوسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اوس شخص کے اختیار مین نہ تھا اوسکا ثواب و عذاب اوسکے افعال پر ہوتا جو تھا ادب یہ ہے
کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہو اور جان لے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لیجائین اور اگر کہہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے
فی سبیل اللہ کیا تو اوسے تلاش نکرے اور اگر اوسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اوسی کا مال ہے فقط نیت کرنے
سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ایک اونٹ
چور چورا لیگئے آپ نے اوسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتی کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد
مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جگہ ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن
ڈالا اور استغفر اللہ کہکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اوسکے قریب بھی نہ جاؤنگا ایک بزرگ
کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک مسلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم
میری ساتھ رہیگا اسواسطے کہ علیین مین ایسے مقامات بلند مجھے دکھاتے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین نے خوش
ہو کر اون مقامات کا قصد کیا ندا آئی کہ اس شخص کو نکال دو کیونکہ یہ مقامات اون لوگون کے واسطے ہین جنہون نے سبیل جاری کی تھی تو نے سبیل
جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اوسکا نباہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا
ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھے دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار جو ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی کھوئی گئی
تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اوسے اوسکی تہمت لگائی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لیجا کر پوچھا کہ ہمیانی مین کتنا روپیہ
تھا اوسنے جسقدر بتایا عابد نے اوسقدر اوسے دیا وہ جب روپیہ لیکر باہر آیا تو سنا کہ اوسکے کسی یار نے دلگی سے اوسکی
ہمیانی لے لی ہے وہ پھر اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لیگیا ہر چند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ کیا اور کہا کہ مین نے
اپنی نیت مین اس روپیہ کو فی سبیل اللہ کر دیا ہے آخر کو کہا کہ اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا جائے وہ روپیہ سب درویشون
کو دیدیا اسیطرح مثلا اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لیگیا اور فقیر چلدیا تو بزرگان سلف نے اوس روٹی کو گھر پھیر لیجا کر کھانا مکروہ
جانا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دیدی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور کے واسطے بددعا نکرے کیونکہ اس سے
توکل بھی باطل ہو جاتا ہے زہد بھی اس لیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت ربیع ابن خثیم قدس سرہ کا ایک
گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لیگئے حضرت ربیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے
کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اوسے گھوڑے سے زیادہ دوست رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے

مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اوسے گناہ سے پاک کر دے حتی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین باقی رہتا جسطرح
اولے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور مال کی مصیبت مین کفارہ معاصی
کی امید پر خوش نرہے وہ عالم نہین حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بیمار کو دیکھکر جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بار خدایا اسپر
رحم کر ارشاد ہوا کہ اور کیونکر اسپر رحم کرون مین تو اسی بیماری کے سبب سے اسپر رحم کر رہا ہون اسواسطے کہ اوسکے گناہون کا کفارہ
اور اوسکی ترقی مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور سرکشی کا
سبب ہوتی ہے اور چاہیے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پاوے اور حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسے بلا بیماری
کے سبب سے ہمیشہ متنبہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی
بیماری ذلت سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قید خانہ ہے
اپنی قیدی اور اپنے قید خانے مین اوسکو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس چونکہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے
تو بیماری ہی مین خیریت ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کچھ لوگون کو آراستہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون
نے کہا کہ آج انکی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نکرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا
کہ کیسے ہو اوسنے جواب دیا بخیریت ہون کہا جسدن تم گناہ نہین کرتے اوسدن بخیریت رہتے ہو اور اگر گناہ کرتے ہو تو اوس سے
زیادہ سخت اور کون بیماری ہے بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعوی کیا کہ چارسو برس جیا
اور اوسے نہ درد سر ہوا نہ تپ آئی اگر اوسے ساعت بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعوی باطل نکرتا بزرگون نے
کہا ہے کہ بندہ جب ایکدن بیمار ہوتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہین کہ او غافل کئی بار
مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ فائدہ نہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ نہ چاہیے کہ بندۂ مومن چالیس دن
رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی رہے جناب رسول کریم علیہ الصلوة والتسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا
لوگون عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسے کبھی بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہے آپ نے فرمایا تو مجھے اوسکی خواہش نہین
ایکدن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی کوئی بیماری
نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اوس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوة سے پوچھا کہ یا رسول اللہ
کسیکو شہید کا درجہ بھی ہوتا ہے فرمایا ہان اوس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اسمین کچھ شک نہین کہ
بیمار بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا غرضکہ اسباب ظاہری حذر کرنا
خلاف توکل نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ایک شام کو جاتے تھے آپکو خبر پہونچی کہ وہان طاعون کی

شدت سے ہے بعض لوگون نے کہا کہ وہان ہم نہ جائین گے بعضون نے کہا کہ قضا و قدر سے ہم حذر نہ کرینگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کیطرف بھاگین گے اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کسی ایک شخص کے دو وادی ہون ایک ہرا بھرا ایک خشک تو چرواہا بکریون کو جس وادی مین لیجائے وہ تقدیر الٰہی سے ہے پھر حضرت عمر نے حضرت عبد الرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب مین کیا کہتے ہین اونہون نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہان نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہان وبا موجود ہو تو وہان سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میری راے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس بات پر متفق ہوئے مگر جہان وبا ہو وہان سے نکلجانے کی جو ممانعت ہوئی اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائینگے تو بیمار خراب پڑے رہین گے اور ہوا جب باطن مین اثر کر گئی تو باہر نکلجانا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث مین یون آیا ہے کہ محل وبا سے بھاگجانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد مین کافر سے بھاگجائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جسطرح جہاد سے بھاگنے مین بقیہ مجاہدین اور زخمیون کا دل ٹوٹ جاتا ہے اوسیطرح یہان بیمارون کا جی چھوٹ جاتا ہے اور بھاگ جانے کی صورت مین ایسا کوئی نہ رہیگا کہ بیمارون کو کھانا پانی دے اور اونکی بیمار داری کرے تو وہ یقیناً ہلاک ہوجائینگے اور بھاگنے والیکا بھاگ بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** ایعزیز جانتو کہ بیماری کا چھپانا شرط توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہین مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے آپ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اچھے ہین بخیریت ہین فرمایا نہین لوگون نے تعجب کیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا جناب امیر نے فرمایا کہ کیا حق تعالےٰ کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کرون یہ بات اون ہی کو زیبا تھی کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یارب مجھے صبر عطا کر اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی عذر ہو تو بسبیل شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولیٰ تر ہے اسواسطے کہ شاید کیفیت واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہوجائے اور لوگون کو شکوے کا گمان ہو علما نے کہا ہے کہ بیماری مین واویلا اور نالہ وزاری نکرنا چاہیے کہ اس مین اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی امر نہین پایا حضرت فضیل عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کرلیتے تاکہ کسیکو بیماری کی اطلاع نہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہین کہ اسطرح بیمار ہون کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نوین اصل محبت اور شوق و رضا کے بیان مین

اسے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالیٰ کی محبت اعلیٰ ترین مقامات سے ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود

ہے کیونکہ ربع مہلکات اسواسطے ہے کہ جو چیز محبت آلہی سے باز رکھتی ہے اوس سے آدمی کا دل پاک ہو اور تمام منجیات جو
قبل ازین ہم بیان کر چکے ہین وہ اسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف ورجا وغیرہ اور جو بعد اسکے بیان ہے
وہ اسیکا ثمرہ اور اسیکا تابع ہے جیسے شوق ورضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالی کی محبت اوسکے دل پہ
ایسی غالب ہو جاوے کہ اوسے بالکل گھیرے اگر بالکل نہ گھیرے تو بھلا اور چیزون کی محبت کی بہ نسبت غالب تو ہو اور محبت
آلہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کر کے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہو
آدمی اوسے دوست نہین رکھہ سکتا اور محبت خدا فقط اوسکی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے
خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبت آلہی کی ثابت کرنیوالی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین
پھر محبت کی حقیقت اور احکام بیان کرینگے محبت آلہی کی فضیلت ایعزیز جانتو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین
کہ حق تعالی کی محبت فرض ہے اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ اور جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا
فرماتے ہین کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب تک اوسکا ایمان درست نہین
لوگون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا رسول کو اور
سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک بندہ خدا و رسول کو
اہل وعیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہین اور حق تعالی نے بھی تہدید کی
ہے اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ یعنی اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے
ہو اوسے خدا رسول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو مہیا رہو حتی کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اوسنے عرض کیا کہ خدا کو دوست
رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی روح
قبض کرنے لگے تو جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ کبھی تمنے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان لے وحی آئی کہ کبھی تو نے
دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیل اب جان نکال لو مین نے
اجازت دی اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ
وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ عطا کر مجھے اپنی محبت
اور اپنے محبون کی محبت اور اوس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے اور اپنی محبت کو مجھپر اوس سے زیادہ
غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اوس دن کے واسطے تو نے کیا رکھا ہے
اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا و رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا فردا می قیامت کو

تو اوسکے ساتھ ہوگا جسسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبت خالص کا مزہ
چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہوگیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا
وہ اوس سے دوست رکھتا ہے اور جسنے دنیا کو پہچانا وہ اوسے دشمن رکھتا ہے اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک
خوش نہین ہوتا اسواسطے کہ جب اندیشہ کریگا تو غمگین ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام ایک قوم کی طرف گذرے اوسے نزار اور ضعیف
دیکھا پوچھا تمھین کیا آفت پہونچی ہے اونھون نے عرض کیا کہ عذاب الہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا
حق ہے کہ تمھین عذاب سے بیخوف کردے اور ایک قوم کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ہوا وہ اس قسم سے بھی زیادہ نزار
اور ضعیف تھی اوس سے پوچھا کہ تمپر کیا بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق
ہے کہ تمھاری آرزو برلائے اور ایک قوم کی طرف گذر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار اور ضعیف تھی اسکے چہرے
آئینے کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ اونکے پاس
بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فردای
قیامت کو ہر ایک گروہ کو انبیا کے نام کے ساتھ پکارینگے اور کہین گے یا امت موسی یا امت عیسی یا امت محمد مگر خدا کے
دوستون کو اسواسطے کہ انھین یون پکارینگے کہ اے اولیاء اللہ تعالی کے پاس آؤ بس انکے دل خوشی سے بھر جائینگے
بعض کتب انبیا علیہم السلام مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اوس حق کے سبب جو تجھپر ہے کہ
تو بھی مجھے دوست رکھتا ہے **محبت الٰہی کی حقیقت** العزیز جانتو کہ محبت الٰہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے
انکار کرکے کہا کہ حق تعالی کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اسکی شرح اور
تفصیل بیان کرنا ضرور ہے مثالون مین اسکی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے العزیز
جانتو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جانتو کہ جو چیز اچھی معلوم ہو اوسکی طرف طبیعت کی رغبت کو محبت کہتے
ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اوسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بری معلوم ہو اوس سے طبیعت کی نفرت کو عداوت کہتے ہین
اور جہان اچھائی اور برائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی العزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی
ہے جانتو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی
ہین بلکہ طبیعت خود اونکی خواہش کرتی ہے اوس موافق کو اچھی چیز کہتے ہین اور بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناسازگار
ہوتی ہین اور خواہش طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اوس ناموافق کو بری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ ناموافق طبع اوسے
نہ اچھی کہتے ہین نہ بری العزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بری نہین معلوم ہوتی تا وقتیکہ تو اوس سے پہلے
آگاہ نہو لے اور چیزون سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حاسہ کے واسطے
ایک لذت ہے اوس لذت کے سبب سے آدمی اوس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اوسکی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی

لذت اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سامعہ کی لذت اچھی آوازون مین ہے اور شامہ کی لذت خوشبویون مین ہے اور ذائقہ کی لذت خوش مزہ کھانون مین ہے اور لامسہ کی لذت نرم اور ملائم چیزون کے چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب و مرغوب ہین یعنی طبیعت کو اونکی طرف رغبت ہے اور یہ سب لذتین جانورون کو بھی حاصل ہین ا‍ے عزیز اب جانتو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے اوسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہے اوس کو تعبیر کر اوسی کے سبب سے آدمی جانور سے ممتاز ہے اوسکے بھی مدرکات ہین کہ وہ اوسے اچھے معلوم ہوتے ہین جسطرح وہ لذتین اون حواس کی محبوب و مرغوب ہوتی ہین اوسیطرح ان مدرکات کی لذت اسکے نزدیک مرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے مجھے دنیا سے تین چیزین محبوب و مرغوب کر دی ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑھا دیا پس جو آدمی صورت بہائم سیرت دل سے بیخبر ہوتا ہے جو اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر عقل غالب ہوتی ہے اور صفات بہائم سے دورتر ہوتا ہے وہ جناب الٰہی کے جمال او‍ر اوسکی عجائب مصنوعات اور اوسکی ذات و صفات کے جلال و کمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آب رو‍ان مین چشم ظاہر سے نظارہ کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمال الٰہی اوسے مکشوف ہوتا ہے تو یہ سب لذتین اوسکی نگاہ مین حقیر ہو جاتی ہین

اسباب محبت کا بیان تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حق تعالی کے سوا اور کوئی قابل محبت نہین ا‍ے عزیز جانتو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اوسکا عدم بے رنج و الم ہو اور کیونکر دوست نرکھے اسواسطے کہ جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہے تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمال صفات سے زیادہ کیا چیز اوسکے موافق اور سازگار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمال صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اوسکے مخالف اور ناسازگار ہوگی پس اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اوسکی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور چونکہ آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اوسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اوسے بھی دوست رکھتا ہے اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بقا کی صفات مین وہ اوسکا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اونھین اپنے پر و بال اور قوت بازو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انکے سبب سے مجھے کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھہ نیکی کرتا ہے اوسے آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ یارب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھپر احسان کرے اسواسطے کہ اوسوقت میرا دل اوسے دوست رکھیگا یعنی یہ بات آدمی کی طبیعت سے نکل نہین سکتی پھر اسکی حقیقت بھی یہی ہے کہ اوسنے اپنے تئین دو

سبب آدمی بندہ ہے احسان کا ۱۲

رکھتا ہے اسواسطے کہ احسان اوسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھ ایسا کام کرے جو اوس آدمی کی زندگی یا اوسکی
صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو بیجہ دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہیں دوست نہ رکھتا اور طبیب کو تندرستی
کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسیطرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہین رکھتا اور جسنے اوسکے ساتھ احسان کیا اوسے
احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اوسنے اسکے
ساتھ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اوسکے
سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اوسکی طبیعت اوس بادشاہ کی محبت کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ نہ مین
مغرب مین جاؤنگا نہ اوس بادشاہ کا احسان اوٹھاؤنگا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اوسے
دوست رکھتا ہے تو اوسے اسواسطے نہین دوست رکھتا کہ اوس سے کچھ حاصل کرے فقط اوسی کی ذات کو دوست رکھتا
ہے اسواسطے کہ حسن و جمال فی نفسہ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلاشہوت دوست رکھنا
ممکن ہے جسطرح کہ آدمی سبزہ اور آب روان کو دوست رکھتا ہے اسواسطے نہین کہ اوسے کھاوے پیے مگر اوسکے دیکھنے سے
آنکھ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن و جمال محبوب ہے تو اگر حق تعالی کا جمال بے مثال آدمی کو معلوم ہو جاوے
تو ممکن ہے کہ اوسے دوست رکھ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہونگے پانچوان سبب وہ مناسبت ہے جو طبیعتون مین
پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ
اوسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لڑکے کو لڑکے سے انس ہوتا ہے اور بازاری کو بازاری
سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسباب
سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین اون مین مناسبت واقع ہوتی ہو کہ کسیکو اوسکی طرف راہ نہو
جیسا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے اوس سے تعبیر کرکے فرمایا کہ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ
فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْھَا اِخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی
بھی جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم الفت کرتی ہین یہ آشنائی اوسی مناسبت سے عبارت ہے جسے ہم کہہ چکے ہین کہ
اوسکی تفصیل مین آدمی راہ نہین پا سکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ جو شخص مرتبہ مین بہائم کے
قریب قریب ہوا اور فقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہیگا کہ اعضا کی سرخی اور سپیدی اور تناسب اعضا کے سوا
حسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حسن و خوبی صورت اور رنگ ہی مین حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا
ہو اوس مین حسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہے آواز خوب
ہے کپڑا خوب ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہے شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اوس
چیز کے لائق ہو وہ اوس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے

کہ اوسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اسمین کچھ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے جسکی بنا چہرہ کی صورت پر موقوف نہین اگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہو جاوے مگر کہے کہ جس چیز کو آنکھ سے نہین دیکھ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خلق اچھے رکھتا ہے اور مروت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم یا ورع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت یا سخاوت بہت ہی خوب صفت ہے اور پرہیزگاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور انمین سے کسی چیز کو بصارت چشم سے نہین دیکھ سکتے بلکہ بصیرت عقل سے دریافت کرسکتے ہین ریاضت نفس کے ذکر مین ہمنے بیان کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خلق نیک صورت باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ کوئی شخص امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کو دوست رکھے تو کچھ محال نہین اور کیونکر محال ہوگا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبت مین اپنا جان و دل نثار کرتے ہین اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب سے نہین ہوتی اسواسطے کہ اونھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور ان حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہوگئی بلکہ یہ دوستی ان حضرات کی صورت باطن کے جمال کے سبب سے ہے وہ علم اور پرہیزگاری اور سیاست وغیرہ ہے اسیطرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھے اوسکو نہین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اوسمین اوس صفت کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدیق ہین صدیق کی قوم اسی ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اوس چیز کو جزو لایتجزی کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو بشکل اور بیرنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچھ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ جمال باطن کا منکر نہوگا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمال باطن کو دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو دوست رکھے ان دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے ہین کہ چھوٹا لڑکا کسیکو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان و چشم و ابرو سے اوسکی تعریف نہین کرتے سخاوت اور علم و قدرت سے اوسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسیکو دشمن ٹھہرائے تو لڑکے کے سامنے اوسکی بدباطنی کا ذکر کرتے ہین بدصورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے مسلمان لوگ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو دوست اور ابوجہل کو دشمن رکھتے ہین پس یہ ظاہر ہوگیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی کی طرح صورت باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص فی الحقیقت عقل رکھتا ہے اوسے خوبصورتی سے زیادہ مرغوب ہوتا ہے اس بات کا بیان کہ فقط اللہ ہی محبت کے قابل ہے الغرض جب تو سمجھ گیا تو حقیقت مین حق تعالے کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوی اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالی کو نہین پہچانا

کہ جو شخص کسیکو دوست رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکے رسول اور محبوب کو
بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی منجملہ محبت خدا ہے یہ بات بانظر معلوم ہوگی کہ آدمی اسباب محبت کو
دیکھے پہلا سبب یہ ہی کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اسی دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالی
کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اوسکے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اوس کا
فضل و کرم نہوتا تو یہ بیچارہ عدم سے عالم وجود مین نہ آتا اور اگر اوسکا فضل نہوتا تو پیدا وسکی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اوسکا
کرم نہوتا تو اسکے اعضا اور اوصاف کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہوتا پس بڑے تعجب کی بات ہو کہ کوئی شخص
دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سایہ کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نرکھے جس کے سبب سے سایہ کا قیام ہے
اور آدمی جانتا ہے کہ جسطرح سایہ کا قیام درخت کے سبب سے ہے اوسکی ذات اور اوسکی صفات کا قیام حق تعالی کے
سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالی کو دوست نہ رکھیگا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالی
کو نہین دوست رکھتا اسواسطے کہ اوسکی محبت اوسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کہاں دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے
کو دوست رکھتا ہے جو اوسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سی اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھے گا تو بڑا نادان ہے اسواسطے
کہ اوسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کر سکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالی نے اور حق تعالی کے احسانات جو بندون
کے شامل حال ہین اونہین کوئی شمار نہین کر سکتا جیسا کہ شکر اور تفکر کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے مگر اگر تو یہ وہ احسان کسی
دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تاوقتیکہ حق تعالی اوسپر سزاول زبردست
نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اوس سزاول کے خلاف نہین کر سکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالی اوسکے دل مین ڈالدیتا ہے کہ
اوسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اوس نے
وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اوسنے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامی دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کر لیا مگر درحقیقت
وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بیغرض اوسپر سزاول کیا اور اوسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اوس نے وہ چیز
تجھے حوالے کردی یہ مضمون فصل شکر مین ہمنے بیان کیا ہے تیسرا سبب یہ ہو کہ کوئی شخص نیکی کرنیوالے کو دوست رکھتا ہے
اگرچہ اوسنے اسکے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو شخص سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ
محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اوسکی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور
اوس شخص کی طبیعت اوس بادشاہ کو دوست رکھے گی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اوس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھونگا اور اوس سے مجھے بھلائی
نہ پہونچیگی اس سبب سے ماسوے اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اوسکے سوا اور کسیکی طرف سے
نہین اور دنیا مین جو کوئی احسان کرتا ہے اوسکے حکم محکم اور اوسکی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کسقدر ہے

احسان یہ ہے کہ حق تعالی نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا حتی کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت بھی نہ تھی مگر اوس چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اسطرح معلوم ہوگی کہ ملکوت زمین و آسمان اور نباتات و حیوانات مین غور و تامل کرے تا عجائبات اور احسان و انعام بے نہایت نظر آئین چوتھا سبب یہ ہے کہ آدمی کسیکو حسن و جمال کے سبب سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب سے جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کو دوست رکھتا ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سبکو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبرون کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا حسن و جمال باطنی اور انکے صفات ذاتی اس محبت کا سبب ہین اے عزیز جب تو نگاہ کریگا تو یہ معلوم ہوجائیگا کہ اس حسن و جمال باطنی کا حاصل تین چیزین ہین ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور عالم اسواسطے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہے اور جسقدر علم زیادہ اور معلوم شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب علمون سے زیادہ اشرف حق تعالی کی معرفت ہے اور اوسکی درگاہ کی معرفت جو فرشتون اور کتابون اور رسولون اور انبیا کی شریعتون پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت کی تدبیرون پر شامل ہے اور صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہین کہ اونکو ان علوم مین کمال ہے دوسری قدرت کی خوبی جیسے انسان کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور اونکی سیاست پر اور مملکت ظاہر اور حقیقت دین مین انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنی عیب و نقصان اور خباثت اخلاق باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی خوبی آدمی سے یہی صفتین محبوب ہوتی ہین افعال نہین محبوب ہوتے اسواسطے کہ جو فعل ان صفتون کے سبب سے نہو وہ محمود نہین مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھہ پس جو شخص ان صفات مین کامل تر ہوتا ہے اوسکی محبت زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو مثلاً امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی سے زیادہ دوست رکھتے ہین اور پیغمبرون کو حضرت صدیق اکبر سے زیادہ دوست رکھتے ہین اے عزیز اب تو ان تینون صفتون کو دیکھہ تاکہ معلوم ہو جاسے کہ حق تعالی مستحق محبت ہے اور اوس مین یہ صفتین ہین کیونکہ کوئی سادہ دل ایسا نہین جو نہ جانتا ہو کہ فرشتون اور آدمیون مین سے اولین و آخرین کا علم حقتعالی کے علم کے سامنے ناچیز ہے اور حق تعالی نے سبکو فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی خلقت جو عجائب علم الہی اور اوسکی حکمت ہے اوسے تمام و کمال جان لے تو نہین جان سکتا اور جسقدر کہ جانتے ہین وہ بھی خدا ہی کیطرف سے جانتے ہین اسواسطے کہ اوسنے انہین یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ پھر تمام خلق کے علوم متناہی ہین اور جس چیز کیطرف نسبت ہو حق تعالی کا علم بے نہایت ہے اور خلق کا علم بھی اوسی سے ہے پس سب اوسیکا علم ہے اور اوسکا علم خلق سے نہین اور اے عزیز اگر قدرت کو دیکھیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ قدرت بھی محبوب و مرغوب ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علی مرتضی کی شجاعت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی سیاست

۵ اور نہین دیا گیا ہے تم کو علم مین سے مگر تھوڑا سا ۱۲
۶ پیدا کیا انسان کو سکھایا اوسکو بیان کرنا ۱۲

لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق کی قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اوتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے اونہین عنایت فرمائی کہ جسکے سبب انکی کوئی چیز کہا جاتی ہے تو اوس سے نہین پھر لے سکتے حق تعالی نے انہین کیسا عاجز کر دیا ہے پس خدا ہی کی قدرت کاملہ بے نہایت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن و بشر اور حیوانات و نباتات اوس مین ہے اوسکی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے اور ایسی چیزین الی غیر النہایۃ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہوگا کہ قدرت کے سبب سے خدا کے سوا اور کسیکو لوگ دوست رکہین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہو سکتی اوسکا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بندہ ہے اور اوسکی ہستی خود اوسکے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچیگا اسواسطے کہ اگر اوسکے دماغ مین ایک رگ ٹیڑھی ہو جائے تو دیوانہ اور مجنون ہو جاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی دوا سامنے رکھی ہوتی ہے اور اوسے معلوم بھی نہین ہوتی الغرض اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو ایک ذرہ سی قدرت اور ذرہ سا علم جو وہ رکھتا ہے وہ اوس عجز و جہل مین نیست و نابود ہو جاے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے جسکے علم کی نہایت نہین اور جس مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جسکی قدرت بدرجہ کمال ہے اسواسطے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین اوسکے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے تو اوسکی بزرگی اور پادشاہی مین کچھ کمی نہو جائیگی اور اگر لاکھ عالم اور لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کر سکتا ہے اور اس سبب سے اوسکی عظمت ایک ذرہ بھی بڑھ نہ جائیگی اسلیے کہ بڑھنے کو اوس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی اوسکی ذات اور صفات کی طرف راہ نہین پا سکتی بلکہ نقصان خود اوسکی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اوسے دوست نرکھے اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اوس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اوس محبت سے زیادہ کامل ہوتی ہے جو احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور جب حق تعالی کی بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہر حال اوسکا عشق کامل ہوتا ہے اسواسطے حق تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نکرے بلکہ بندگی کرے کہ میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اوس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالی کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیۃ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھسے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اوسے

مین اپنا دوست بناؤن جب اوسے مین نے اپنا دوست بنا لیا تو مین ہی اوسکا کان ہوتا ہون مین ہی اوسکی آنکھہ ہوتا ہون مین ہی
اوسکی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي يَا مُوسٰى یعنی اے موسی مین بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہ آیا
موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا
اگر تو نے اوسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب الٰہی کے ساتھ صورت آدم کی مناسبت کی حدیث
کا تھوڑا سا بیان عنوان کتاب مین ہمنے کیا ہے اور ایسی بہت مضامین ہین کہ کتابون مین اونکا بیان کرنا مناسب نہین عام
کے فہم اونکے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اونکے منہ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے
اونکی سمجھہ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے تو اس
بات کا سمجھنا مشکل ہے اے عزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب ہمارا یہ محبت کو تو نے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبت الٰہی
کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسیکو دوست رکھنا حماقت ہے اور متکلم نے یہ جو کہا ہے
کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھہ سکین گے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اوسے دوست رکھنا محال ہے پس محبت
الٰہی سے اوسکی فرمانبرداری مراد ہے اے عزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اوس
شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھہ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ شہوت مجانست کو چاہتا
ہے مگر یہ محبت جو ہمنے بیان کی جمال وکمال باطنی کو چاہتی ہے مجانست صوری کو نہین چاہتی اسواسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست
رکھتا ہے تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اس شخص کی مثل سر منہ ہاتھہ پاؤن رکھتا ہے بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ پیغمبر اسکے ساتھہ مناسبت
باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنیوالا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات
مین کامل تر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین بے نہایت فرق ہے اور زیادتی کمال کے سبب سے
جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اوسکی اصل کو منقطع نہین کرتی
اور سب لوگ اسقدر مناسبت کو مقر ہین اور اسقدر مناسبت کو سمجھتے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو
نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسیکی خبر ہے یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین
اے عزیز جان تو کہ یہ سب مسلمانون کا مذہب زبانی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق
کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہو اور شکل اور رنگ نہ رکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ اونھین نہ معلوم ہوگا مگر اس
خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن انکے دل مین کچھہ شوق نہوگا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا ہی
نہین اوسکا مشتاق کیونکر ہوگا ہرچند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرہ اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین
اے عزیز جان تو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہے ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہے دوسری یہ کہ
معرفت خدا معرفت غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو علم اور معرفت مین بے انتہا لذت اور خوشی ہے بغیر اس بات کے کہ آنکھ اور

بدن کا اوس مین حصہ ہو چوتھی یہ کہ جو خوشی دل کی خاصیت ہو وہ اون خوشیون سے جو آنکھ کان اور دوسرے حواس کا حصہ ہین خوشتر اور غالبتر اور قویتر ہوتی ہے پس آدمی جب یہ چارون اصلین جان لیگا تو اوسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ حق تعالی کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز خوشتر نہین ہے پہلی اصل اس بیان مین کہ معرفت مین دل کو راحت ہو اور بے شرکت بدن اوس مین دلکو لذت ہے ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوت کو ایک ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اوسکی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسکی طبیعت کی مقتضی ہین اوسکی لذت ہو جیسا کہ قوت غضب کو غلبہ اور انتظام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اوسکی لذت ہو اور قوت شہوت کو غذا حاصل کرنیکے لیے پیدا کیا اوسکی لذت اسی مین ہو قوت سمع اور قوت بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کرلے اور ہر ایک قوت اور ہی لذت رکھتی ہے یہ لذتین مختلف ہین اسواسطے کہ جماع کی لذت غصہ کرنیکی لذت کی مخالف ہو ان لذتون مین قوت کی روسے فرق ہو بعضی قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذت چشم جو اچھی صورتین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذت جو خوشبو سونگھنے سے حاصل ہوتی غالبتر ہے اور حق تعالی نے آدمی کے دل مین ایک قوت پیدا کی ہے جسکا نام عقل و نور ہے اور آدمی اون چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسے اسی مین لذت ہو کہ آدمی اوسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اوسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ حاجت ہو اور اسیطرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اوسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال اور حس مین نہین آتین اور اسی قوت سے نازک علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضع لغت اور تصنیف کتاب اور ہندسہ کا وضع کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے سبب سے اسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہو اسواسطے کہ علم کو اپنا کمال جانتا ہو بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اس سے کہدین کہ چال نہ بتانا اور اس سے بہت سی شرطین کرلین تو بھی ہرگز چپ نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذت سے بیتاب ہو کر چاہتا ہے کہ اوسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو علم خوش نہ آئے اور اوسکے سبب سے تفاخر نکرے اسواسطے کہ علم حق تعالی کی صفت ہو اور آدمی کے نزدیک اوسکے کمال سے زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اوس کمال سے بڑھکر اور کون کمال ہوگا جو حق تعالی کی صفات سے حاصل ہو پس ایعزیز اس اصل سے تو نے یہ جانا کہ بہر حال دلکو معرفت سے لذت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اوس مین دخل ہو دوسری اصل اس بیان مین کہ دلکو علم و معرفت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ لذت محسوسات اور لذت شہوت سے قوی تر ہے ایعزیز جانتو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اوس سے کہین کہ کھانا کھالے تو نہین مانتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور بات کرنے کی لذت کھانا کھانے کی لذت سے قوی تر ہے اسواسطے کہ اوسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوت لذت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون

تو ایک کو مقدم رکھیگا پس جو شخص کہ عقلمند ہوگا باطن کی قوتون کی لذت اوسے بہت پسند آنیکی ہو اسواسطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم
اختیار دین کہ چاہے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ کھانے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ایک ریاست اوسکے ہاتھ آئے تو وہ
ریاست اور فتحمندی کو اختیار کریگا مگر یہ کہ اوسکی عقل کامل نہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے معتوہ یعنی کچا سڑی تو انکی
بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جسمین کھانیکا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ و ریاست ہی کی
خواہش کو اختیار کریگا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون سے بہتر ہے اسیطرح وہ عالم
جو مثلاً علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ پڑھتا ہو تو اسمین اوسے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اگر وہ
اوس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذت سب لذتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست و حکومت پر بھی وہ اسے ترجیح
دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہو اور اوسکی لذتین خوب نہ حاصل ہوئی ہون تو اوسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم
ہوا کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون پر کہین فائق ہے مگر اوسیکے واسطے جو علم و معرفت مین ناقص نہو اور اوسمین
حق تعالی نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہون اسواسطے کہ لڑکا اگرچہ پیدا ہو جانے کی لذت کو مباشرت اور ریاست کی لذت پر
مقدم رکھے تو ہمارے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اوسکے نقصان کے سبب سے ہے اسواسطے کہ اوسکو
مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس مثال سے کہ جب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور
ریاست ہی کی خواہش مقدم ہوتی ہے تیسری اصل اس بیان مین کہ حق تعالی کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے
ای عزیز جب تجھے یہ معلوم ہو چکا کہ علم و معرفت خوشتر ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہی اسواسطے
کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہی اوسکا علم بھی اشرف ہوتا ہی کیونکہ شطرنج وضع کرنیکا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہی اور درزی
کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائق شرع اور اوسکے اسرار کا علم علم نجوم اور علم لغت سے افضل ہے
اور وزارت مین وزارت کے اسرار یا بازاریون کے بھید جاننے سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے
پس معلوم جسقدر شریف تر ہوگا اسیقدر اوسکا علم بھی لذیذ تر ہوگا اے عزیز اب ذرا غور کر کہ خداوند عالم سے زیادہ کس کا کمال و جمال اکمل و اعلی ہے
اوس سے زیادہ دنیا مین کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کامل تر ہے اور کسی بادشاہ کی تدبیر ہو اوسکی بادشاہت مین ہو وہ خدا
کی تدبیر کے مانند ہی جو آسمان و زمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور کوئی بھی دربار اوسکی درگاہ سے بہتر
اور کامل تر ہی جسکسیکو حضرت الہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوتی اور اوسکی حکمت کو اسرار کو اس مملکت کا اسرار سمجھا
وہ حق ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اوس حضرت کا نظارہ چھوڑ کر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پھر ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالی
کی ذات و صفات اور اوسکی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہی اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ آگے
شریف تر کہنا بھی خطا ہی اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اوسکی طرف اضافت کریگا تو اوس چیز کو شریف کہا جائیگا لائق نہین کہ اوس
حضرت کو شریف تر کیونکر کہیگا پس عارف اسی جہان کو اور ایسی بہشت مین ہے ... جسکی یہ صفت ہے حق تعالی فرماتا ہے

عرضہا

کعرض السماء والارض بلکہ اس سے بھی زیادہ اوسکی وسعت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین کی چوڑائی کی حد ہے اور میدان معرفت
زمین اور آسمان کی چوڑائی کی برابر ہے ۱۲
کی نہایت ہی نہین اور وہ باغ جو عارف کا تماشاگاہ ہے اوسکا کنارہ ہی نہین اور آسمان و زمین کا کنارہ ہے اور اس باغ کے میوے
نہ ٹوٹتے ہین نہ کوئی اوسکو مانع ہے بلکہ ہمیشہ رہتے ہین جیسا حق تعالی فرماتا ہے قطوفها دانية اسواسطے کہ جو چیز عارف کو دل مین
ہو اوس سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت مین مزاحمت ممانعت کینہ حسد کا دخل نہین اسواسطے کہ جتنا زیادہ عارف
ہوتا ہے اوتنا ہی زیادہ انس حاصل ہوتا ہے اور یہ بہشت ایسی ہے کہ رہنے والون کی کثرت کے سبب سے تنگ نہین ہوتی بلکہ
اسکی وسعت بڑھتی ہی جاتی ہے چوتھی اصل اس بیان مین کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہے اے عزیز جانتو کہ جاننا
دو قسم پر ہے ایک وہ جو خیال مین آوے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل مین آوے خیال مین نہ آوے جیسے حق تعالی اور اوسکی
صفتین بلکہ تیری بھی بعضی صفتین خیال مین نہین آتین جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطے کہ ان کو چگونگی نہین ہے
اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی چگونگی سے دور ہے ان سبکو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال مین آتی ہے
اوسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال مین ہو جیسے گویا کہ اوسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے
دوسرا یہ کہ وہ نظر آوے یہ پہلے سے کامل ہے اسواسطے دیدار معشوق کی لذت اوسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہین
ہے کہ دیدار مین اور صورت ہوتی ہے صورت خیالی کے مخالف یا صورت خیالی سے بہتر بلکہ وہی ایک صورت ہوتی مگر دیدار مین
روشن تر معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اگر اپنے معشوق کو عاشق دن چڑھے دیکھتا ہو تو آفتاب نکلتے وقت دیکھنے سے زیادہ لذت پاتا ہے
اسکا سبب یہ نہین ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہے کہ دن چڑھے صورت زیادہ روشن ہو گئی اسیطرح جو چیز خیال مین نہین آتی
اور عقل اوسے ادراک کرتی ہے اسکی بھی دو مرتبے ہین ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھکر ایک درجہ ہے اوسے رویت اور
مشاہدہ کہتے ہین اور کمال انکشاف مین اسکی نسبت معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جسطرح
پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور خیال کو نہین منع کرتا اور جب تک یہ حجاب اوٹھ نہین جاتا آنکھ نہ کھلے تب تک دیدار نہین حاصل
ہوتا اسیطرح اس بدن کے ساتھ حجاب بنا ہے آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشون کے ساتھ اوسکا مشغول رہنا مشاہدہ
کے واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہین کرتا جب تک یہ علاقہ نہین چھوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہے اسی واسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے
فرمایا لن ترانی پھر جب مشاہدہ روشن اور کامل تر ہے تو ضرور اوسکی لذت بھی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ خیال کی نسبت دیدار مین زیادہ ہوتی ہے
اے عزیز جانتو کہ حقیقت بات یہ ہے کہ جسطرح نطفہ آدمی ہو جاتا ہے اور تخم کا بیج درخت ہو جاتا ہے اوسیطرح یہ معرفت فردای قیامت کو
اور ہی صفت پر ہو جاویگی کہ اپنی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رکھیگی اور درجہ کمال کو پہنچ جاویگی اور اس گردش سے نہایت روشن
ہو جاویگی اوسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہین اسواسطے کہ دیدار کمال ادراک سے عبارت ہے اور یہ مشاہدہ اسی ادراک کا کمال
درجہ ہے اسواسطے جسطرح اس جہان مین معرفت جبتک نہین حاصل ہوتی اسیطرح یہ مشاہدہ بھی جبتک نہ حاصل ہوگا پس معرفت دیدار کا
تخم ہے جسے معرفت حاصل نہین ہے وہ دیدار الہی سے ابدالآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہین بوتا اوسکو زراعت کیونکر

اسواسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دل مین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کی صفت ابتدا مین
نہین واقع ہوئی کہ لذت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اوسمین پیدا کردی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذت ہوتی ہر
اسکے اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اوسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہر
چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ کر کھیلنے دوڑا جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اوسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش
اور لذت اوسمے پیدا ہوتی ہے حتی کہ اوسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتون کی خواہش
اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے حتی کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کردیتا ہے اور جب بیس برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست
تفاخر بیہتی اور طلب جاہ کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذات دنیا کا آخری درجہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے
إِنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ پس جب بیس برس ہو چکتا ہے
تو اگر دنیا نے اوسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اوسکے دل کو بیمار نہین کردیا ہے تو عالم اور آفریدگار عالم اور اسرار ملک و ملکوت کو
پہچاننے کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے اور جسطرح بعد والی ہر لذت مین اوسکی پہلے والی لذت ناچیز اور حقیر ہو جاتی ہے اوسیطرح یہ
لذت بھی اس معرفت مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے اور بہشت کی لذت پیٹ فرج آنکھ کی لذت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین
سیر کر رہا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب رواں اور اونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے اور یہ خواہش
اس جہان مین بھی ریاست اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے پھر معرفت کی لذت کے سامنے
بطریق اولی ناچیز اور حقیر ہو جائیگی کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قیدخانہ بناتا ہے اور ہر روز ایسے بقدر جو سے زیادہ
کھانا نہین کھاتا ہے تاکہ خلائق مین مقبولیت کا درجہ حاصل کرے پس راہب تو جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذت سے زیادہ عزیز
رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ فرج آنکھ کو حظ حاصل ہو پھر لذت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذتونکو
حقیر اور ناچیز کردیا وہ لذت معرفت مین فنا ہو جاتی ہے اے عزیز تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے
اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اوس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے
تو یہ مشکل ہے اسیطرح تجھ اندھے کو معرفت کی لذت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایہ عقل پیدا کریگا غور تامل
کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نرہیگی تیسری تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال معلوم کیا کر اور انکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ
شہوت مباشرت اور اوسکی لذت سے بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی پونجی اس فرج کے پیچھے تباہ اور برباد
کرتے ہین تو انہین خواہ نخواہ یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ انہین ایک بڑی شہوت اور لذت حاصل ہے کہ ہمین وہ نصیب نہین
حضرت رابعہ جو ایک پارسا بی بی تہین اونکے سامنے لوگون نے جنت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ پہلے صاحب خانہ پھر گھر
حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ اونہین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یاد الہی سے باز نہین رکھتی
پھر دنیا اونہین یاد الہی سے کیونکر باز رکھیگی حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے اونکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تمہین کس چیز نے دنیا سے بیزار کرکے عبادت اور خلوت مین مشغول کیا

مشغول کیا کیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا بہشت کی امید نے مشغول کیا ہے فرمایا اوس کی کیا حقیقت
ہے جس بادشاہ کے دست قدرت میں یہ سب ہیں اگر تو اوسکے ساتھ محبت کرے تو ان سب کو بھول جاوے اور اگر تجھے اوسکے ساتھ معرفت اور
آشنائی پیدا ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے خواب میں پوچھا کہ ابو نصر تمار اور
عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اس وقت بہشت میں کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمہارا کیا حال ہے جواب دیا کہ حق تعالی
نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین
کہ مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے اونکے منہ مین ڈالتے جاتے تھے
ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین اپنی آنکھین لگائے ہوئے مبہوت کی طرح دیکھ رہا ہے مین نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے
کہا معروف کرخی ہے انہون نے خوف دوزخ سے عبادت کی تھی نہ امید بہشت پر اسکے واسطے حق تعالی نے دیدار مباح کر دیا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی
قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھ مشغول ہے وہ فردا بے قیامت کو بھی یون ہی رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھ مشغول
ہے وہ فردا بے قیامت کو بھی یون ہی ہوگا حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو
دیکھا عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اوٹھائے ہوئے دونون پاؤن کی اونگلیون پر مبہوت کی طرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کر کے
دیر تک پڑے رہے اور سر اوٹھا کر مناجات کی کہ بارخدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اور تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ
لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اوڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے
اور ایک گروہ کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوئے
اور مین ان سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون بعدہ پھر کے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحیی تم یہان ہو مین نے کہا ہان اے میرے سید
فرمایا کب سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھسے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھسے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالی
نے مجھے ملکوت اعلی اور ملکوت اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین جا کر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین
جو تیرا جی چاہے مانگ تاکہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی
بندہ ہے حضرت ابو تراب بخشی رحمہ اللہ تعالی کا ایک مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایکدن کہا کہ اگر
تو حضرت بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اوسنے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے
جواب دیا کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھکر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایکبار دیکھے
تو اس سے بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اوس مرید نے متحیر ہو کر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنے نزدیک
خدا کو دیکھتا ہے تیرے ظرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اوسکی قدر کے موافق دیکھیگا یہ باریک بات سمجھکر
مرید نے عرض کیا کہ آئیے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے
جب اونکے قریب پہونچے تو وہ اولٹی پوستین پہنے ہوئے باہر تشریف لائے مرید نے اونکی طرف دیکھکر ایک نعرہ مارا اور مر گیا مین نے کہا

کہا اے بایزید جو ایک نظر آپ کو دیکھے تو کیا وہ واجب القتل ہے کہا نہین یہ مرید صادق تھا اسمین ایک بھید تھا کہ وہ اوسکی قوت سے کھلا
نتھا اور سننے سے جب سمجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ بقدر حیثیت تھا اوسکا تحمل نہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہ نے کہا ہے کہ اگر خلت ابراہیم
اور مناجات موسیٰ اور روحانیت عیسیٰ علیہم السلام حق تعالیٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اوسکی طرف سے منہ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے
کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کا ایک دوست تھا مگر کی ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو
روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین انمین سے کوئی حالت مجھپر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تین سو برس
تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہوگی اوسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا کہ
اسکا علاج کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کر سکیگا اوس دوست نے کہا کہ کہیے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت پیچھے ہوا
حضرت بایزید نے فرمایا کہ نائی کے پاس جاکر ابھی داڑھی منڈوا ڈال اور ننگا ہوکر فقط ایک تہ بند کمر سے باندہ اور ایک توبڑہ بھر
اخروٹ گلے مین لٹکا لے اور بازار مین جاکر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی مین گدا لگائیگا اوسے ایک اخروٹ دونگا اور اسیطرح
قاضی اور مشرع لوگون کے پاس جا اوس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپنے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تونے
سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا کہ اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھسے نہو سکیگا فرمایا پہلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا
اوس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کر سکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھسے علاج نہو سکیگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج
اسواسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر
وحی آئی کہ اے عیسیٰ مین جب اپنے بندے کے دل مین نگاہ کرتا ہون اور اوسمین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان
رکھکر اوسکی حفاظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مناجات کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ جو محبت تو نے مجھے عطا فرمائی
اور اپنے ذکر کا جو انس تو نے مجھے مرحمت کیا اوسکے سامنے بہشت میرے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا
سے لوگون نے پوچھا کہ رسول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے مگر خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے
مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کونسا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اوسنے کیا
اوسپر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور ان بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی
معرفت اور اوسکی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے اے عزیز تجھے اس مقام مین غور و تامل کرنا چاہیے

معرفت الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان

اے عزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ
کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اوسے نہ دیکھ سکے جیسا چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے
دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین ہے کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اسکی بینائی ضعیف ہے
اسیطرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ دلون کو اوسکے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا
نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیا ہوا کپڑا دیکھتا ہے تو کاتب اور درزی کی قدرت

اور علم و حیات اور ارادہ سے روشن تر نہین ہوتی اسواسطے کہ انکا یہ فعل ان صفتون کو انکے باطن سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی
حاصل ہوجاے اگر حق تعالی تمام عالم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اوسے دیکھتا اوسے صانع کے کمال علم
اور کمال قدرت اور کمال عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب
خط کی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان و زمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ اور کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق وہم و خیال
مین آتے ہین سب یک زبان ہوکر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین شعر ہر گیاہی کہ از زمین روید * وحدہ لا شریک لہ گوید *
دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اوسکا فعل اور کوئی دوسرا اوسکا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی
چونکہ سب مصنوعات ایک صفت پر ہوگئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہوگئی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ
روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہوجاتا یا سایہ کے سبب چھپ جایا کرتا
تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ مثلا روی زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کچھ نہ دیکھتے اور کہتے
کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہین بس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اوسکے سبب ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے
معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندھیرے مین اتنا پوشیدہ ہوجاتے ہین جتنا نور آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے
تو ضد آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسیطرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہوجانا ممکن ہوتا اور زمین و آسمان برہم اور ناچیز ہوجاتے
تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صفت کے ہین اور یہ گواہی
ہمیشہ ہے تو روشن ہے بس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات و مخلوقات
نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نہ تھی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہوگیا تو الفت
پیدا ہوگئی پھر جب سن تمیز کو پہونچا تو اونکی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اوسوقت
اوسکی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکل جاتا ہے کیونکہ شاید اوسکی گواہی سے دل مین آگاہ ہوتا ہے بس جسکی بینائی ضعیف نہین
وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اوسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اوس مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان و زمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ
اوسی کی صنعت ہے جسطرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اسطرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو
جانتا ہی نہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آدمی سے ہے حتی کہ اوسمین کاتب ہی کو دیکھے جسطرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے
خط کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صفت کا ہوجاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین
جو اوسکی بنائی ہوئی نہو بلکہ تمام عالم اوسکی صنعت اور تصنیف ہے ای عزیز اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اوسکی مصنوع ہو نہ اوسکی ذات ہو
تو نہ دیکھ سکیگا اور سب مخلوق زبان فصیح سے جسے زبان حال کہتے ہین اوسکے کمال قدرت اور کمال جلال و عظمت پر گواہی دیتے ہین
گواہ ہین اور اس سے زیادہ روشن کوئی چیز نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب اس معرفت سے عاجز رہتی ہے **محبت
پیدا کرنے کی تدبیر کا بیان** ای عزیز جانو کہ محبت بزرگترین مقامات سے ہے اسکی تدبیر پہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے

اگر کسی خوبصورت پر عاشق ہو تو اسکی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اوسکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منہ پھیر کر ہمیشہ اوسی کو دیکھا کرے
جب اوسکا چہرہ دیکھے اور اوسکے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہون اور خوبصورت بھی ہون تو اونہین بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ
جو جمال دیکھے اوسکے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کریگا تو خواہ نخواہ اوسکے دل مین تھوڑی بہت
رغبت پیدا ہو جائیگی پس محبت الہی کا بھی یہی حال ہے محبت الہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منہ پھیرلے اور اوس
نابکار کی محبت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے
جیسے کوڑے کرکٹ سے زمین کو پاک کرنا پھر حق تعالی کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اوسے دوست نہین رکھتا اسکا سبب
یہ ہے کہ اوسے جانتا ہی نہین ورنہ جمال و کمال تو بالطبع محبوب ہین حتی کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی
عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ اونہین دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہین اور معرفت حاصل کرنا
ایسا ہے جیسے زمین مین تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر و فکر مین مشغول ہو یہ آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو بہت
یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کئے جانیوالے کو اوسکے ساتھہ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے آخر یہ جانو کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہین
مگر تفاوت تین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اوسکے ساتھہ مشغول رہنے مین تفاوت رکھتے ہین اور ایک چیز کی
محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت مین تفاوت رکھتے ہون اسواسطے کہ عامی حضرت امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ فی الجملہ جانتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر جو فقیہ اونکے بعضے علمون کی تفصیل سے
خبر رکھتا ہو وہ اونہین زیادہ دوست رکھیگا اسواسطے کہ عامی کی بہ نسبت اسکی شناخت زیادہ ہے اور مزنی جو امام شافعی کے شاگرد
تھے اور اونکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اور فقہا سے زیادہ اونہین دوست رکھتے تھے پس جو شخص
خدا کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے انس حاصل ہوتا ہے
اوسمین لوگ متفاوت ہوتے ہین ان ہی سببون سے محبت کا تفاوت ہوتا ہے مگر جو شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہین رکھتا
اسکا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہین اسواسطے کہ جسطرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اوسیطرح باطن کی
خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہین ایک صوفیہ صافیہ
رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرنا ہے حتی کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو
بھول جاتے ہین تب اونکے باطن مین وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین جنسے عظمت الہی مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے
اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھانا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اوسمین چوہا آپھنسے یا باز آپھنسے اسمین ایک کی قسمت کے فرق سے
بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علم کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہین علم معرفت کی پہلی بسم اللہ یہ ہے
کہ عجائب مصنوعات مین آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتوین اصل مین اسکا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کرکے جمال اور جلال الہی مین فکر کرے
تاکہ اسما اور صفات کے حقائق اوسپر منکشف ہون اور یہ بڑا علم ہے مرید بزرگ مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کر سکتا ہے کہ وہ

اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم دام بچھانے کے مانند نہین ہے کہ اسمین شکار کے پھنسنے نہ پھنسنے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور
کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑہے گی اور زیادہ ہوگا لیکن اگر اونپر
بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہو جائین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑ کر اور کسی طریقہ سے محبت ڈہونڈہیگا وہ محال طلبی کریگا
اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈہونڈہیگا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجھتا ہو کہ محبت الہی سعادت آخرت کو
ہو نچیگا اوسکی سمجھ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جائے اور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکھتا تھا اور
عوائق کے سبب سے اوس سے محجوب تھا اور ایک زمانہ اوس چیز کے شوق مین گذرا تھا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہو جاتے ہین اور وہ مشتاق اوس چیز تک پہونچتا ہے
تو بڑے مزے مین ہو جاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اوس چیز کو دوست نہ رکھتا تھا تو اوسے کچھ بھی لذت نہین ملتی اگر اوسے
کم دوست رکھتا تھا تو کم لذت پاتا ہے تو عشق و محبت کی قدر سعادت ہوتی ہے اور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اوس چیز کے مخالف
کے ساتھ الفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اوسکے مخالف ہوگی اسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور
رنج و مصیبت مین پڑیگا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہونگے وہ اوسی کے سبب سے شقی ہو جائیگا اسکی مثال یہ ہے حکایت ایک
خاکروب عطر سازون کی بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگھکر بیہوش ہو کر گر پڑا لوگ آ آکر اوسپر گلاب چھڑکنے لگے اور اوسے
مشک سونگھانے لگے اوسکا حال اور بھی بدتر ہوتا جاتا تھا حتی کہ ایک شخص وہان آیا اوس نے بھی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تھی اوسنے
اوسکا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر بھگوئی اور اوسکی ناک مین ملدی وہ فوراً ہوش مین آگیا اور کہنے لگا کہ خوشبو یہ ہے پس
جسنے لذت دنیا کے ساتھ انس پیدا کیا تھا کہ وہ اوسکی معشوقہ ہوگئی وہ اوس خاکروب کے مثل ہے اور جسطرح اوس خاکروب نے عطر سازون
کی بازار مین وہ نجاست نپائی تھی بلکہ خوشبودار چیزین وہان تھین وہ اوسکے مخالف تھین اور اوسیسے اوسکے سبب رنج و اذیت زیادہ
ہوئی اور جس نجاست سے اوسنے الفت و محبت پیدا کی تھی وہ وہان نتھی اسیطرح بازار آخرت مین بھی دنیا کی شہوتون مین سے کوئی چیز
آدمی نپائیگا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اسکے رنج و مصیبت اور اسکی شقاوت کا
سبب ہونگی آخرت عالم ارواح اور عالم جمال الہی ہے کیونکہ جمال الہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا مین
اوسکے ساتھ مناسبت دی ہو تھی کہ وہ اوسکے موافق ہو جائے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے
واسطے ہین اور محبت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اوسکے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب
معصیتین اور شہوتین اور محبتین اس مناسبت کی ضد ہین آیہ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا سے یہی مراد ہے ارباب بصیرت اس
مضمون کے مشاہدے مین حد تقلید سے گذر گئے ہین اور صدق پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدق پیغمبر کو بے معجزہ
یقینی سمجھے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ یہ طبیب ہے اور جب دوکاندار
حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقہ سے سچے نبی کو نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالے سے یقیناً آدمی پہچان
لیتا ہے پھر جو کچھ اپنی بصیرت کے نور سے پہچان سکتا ہے اوسے اکثرون سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اوس علم کے مثل نہین ہے

جو عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا اسواسطے کہ یہ علم اس خطر مین ہے کہ گوسالے کی آواز سے باطل ہو جائے کیونکہ سحر اور معجزہ مین
تمیز کرنا علم یقینی کیطرح آسان نہین ہے **محبت الٰہی کی علامتون کا بیان** ایعزیز جانتو کہ محبت ایک گوہر عزیز ہے اور
محبت کا دعوی کرنا آسان نہین پس آدمی کو یہ گمان کرنا نچاہیے کہ مین محبون مین سے ہون اسواسطے کہ محبت کی علامت اور دلیل
ہے اوسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نرہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے
محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکھتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو
دوست رکھتا ہے خدا بھی اوسکے دیدار کو دوست رکھتا بویطی قدس سرہ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست
رکھتا ہے اوسنے جواب مین توقف کیا بویطی نے کہا اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکھتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو
محبت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکھتا ہو نہ اصل موت سے کراہت نرکھتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نہ کیا
ہوگا تاکہ اب تیار کرلے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پہ
نثار کردے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجھے اوسے نہ چھوڑے اور جو چیز اوسکی دوری کا سبب ہو اوس سے دور رہے
یہ اوس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکھے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
اوس شخص کو دیکھا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکھتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکھ لے لیکن جو شخص گناہ کرے
تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اوسے محبت ہی نہین بلکہ اس بات پر دلیل ہے کہ اوسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس دعوی پر
یہ دلیل ہے کہ نعیمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار حد ماری گئی تو ایک صحابی نے اوسپر لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لعنت نہ کر اسواسطے کہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگ تجھسے
پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہیگا کہ دوست نہین رکھتا ہون تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہیگا
کہ دوست رکھتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اسکے دل پر ہمیشہ تازہ رہے
اور بے تکلف اوسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اکثر اوس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل
ہوتی ہے تو اوسے کبھی نہین بھولتا پس اگر تکلف سے دلکو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اوسکا محبوب وہی ہے
جسکا ذکر اوسکے دل پر غالب ہے شاید اسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اوسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے
کہ اوسے دوست رکھون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اوسکا کلام ہے اور
رسول کو اور ہر چیز کو جو اوسکی طرف منسوب ہو دوست رکھے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکھیگا کیونکہ سب خدا کے
بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکھے کہ سب اوسکے مخلوق ہین مثلاً آدمی جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اوسکی تصنیف اور
اوسکے خط کو بھی دوست رکھتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونیکا آرزو مند رہے
تاکہ عوائق اور موانع کی جمعیت دور ہو اور خلوت مین دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات دن بیتا اور بات چیت کی

خلوت سے زیادہ دوست رکہیگا تو اوسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ انس و
محبت نکر اسواسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر کرے اوسے سلے تو
کاہل ہوجائے دوسرا وہ جو مجہے بہول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اسکی علامت یہ ہے کہ مین اوسے اوسی کے حال پر چہوڑ دیتا ہون
اور دنیا مین اوسے حیران رکہتا ہون پس جب خدا کی محبت کامل ہوجاتی ہے تو ماسوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل
مین ایک عابد رات کو نماز پڑہتا تہا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اوسکے نیچے جا کر وہ عابد نماز پڑہنے لگا اوس زمانہ مین
جو رسول علیہ السلام تہے اونپر وحی آئی کہ اوس عابد سے کہدو کہ تونے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہوگیا
پہر کسی عمل سے اوس درجے کو تو نہ پائیگا اور کچہ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کر کے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ انکے گہر کے
دوسرے کونے مین آگ لگی اور انہین خبر بہی نہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تہی اس سبب سے نماز پڑہنے مین اونکا پاؤن کاٹ ڈالا
اونہین خبر تک نہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد جسنے میری محبت کا دعوی کیا اور رات بہر سوتا رہا وہ جہوٹا ہے
دوست کیا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجہے ڈہونڈہتا ہے مین اوسکے ساتھ ہون حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا خدا
تو کہان ہے کہ مین تجہے ڈہونڈہون ارشاد ہوا کہ اے موسی جب تونے مجہے ڈہونڈہنے کا قصد کیا مجہے پالیا چہٹی دلیل یہ ہے کہ
اوسپر عبادت آسان ہو گران نہ گذرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ بیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے تئین نماز تہجد پر مستعد
رکہا پہر اور بیس برس تک اوسکے سبب سے مین نے مزہ اوٹہایا جب محبت پکی ہوجاتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت کو نہین پہونچتی
عبادت دشوار کیونکر ہوگی ساتوین دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمان بردار بندون کو دوست رکہے اور سب پر مہربان رہے کافرون
اور عاصیون سے عداوت رکہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کسی پیغمبر علیہ السلام نے
حق تعالی سے پوچہا کہ یا خدایا تیرے محب کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ہین کہ جسطرح بچہ اپنی مان کا دیوانہ رہتا ہے اوسطرح
وہ میرے شیفتہ رہین اور جسطرح چڑیا اپنے گہونسلے مین پناہ لیتی ہے اوسطرح وہ میرے ذکر سے پناہ لین اور جسطرح شیر غصہ کی حالت مین
کسی سے نہین ڈرتا اوسطرح وہ جب کسی بندے سے گناہ دیکہتے ہین تو غصہ مین آتے ہین یہ اور اس قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین
ہین جسے محبت کامل ہوتی ہے اوسمین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جسمین بعضی علامتین ہون اوسکی محبت ناقص ہے خدا ہی
کے شوق کا بیان اے عزیز جانتو کہ جو شخص محبت الہی کا منکر ہے وہ اوسکے شوق کا بہی منکر ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دعا مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِکَ وَلَذَّۃَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اور حق تعالے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا اِلٰی لِقَائِھِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا
یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین اونسے بہی زیادہ اونکا مشتاق ہون اے عزیز تجہے شوق کے معنی
معلوم کرنا چاہئے لوگ جسے ہرگز جانتے ہی نہین اوسکا شائق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اوسے
دیکہہ رہے ہین تو بہی اوسکا شوق نہ پایا جائیگا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو

جیسے معشوق کہ خیال مین حاضر نظر سے غایب ہوتا ہے اوسکا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے محبوب کو
ڈھونڈھتا ہے تاکہ وہ آنکھون کے سامنے آئے ادراک پورا ہوجاے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق سے
خدا ہی ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالی معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غایب ہے جسطرح دیدار کمال خیال ہے اوسیطرح
مشاہدہ کمال معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخرت مین
بھی نہ جایگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ معرفت اوس دیدار کے مانند ایک ادراک
ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اوس دیدار کے مثل ہے جو اندھیرے منہ جھٹپٹے وقت آفتاب نکلنے کے پہلے ہو یہ ادراک
آخرت مین خوب روشن ہوجایگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اوسنے اوس
معشوق کا چہرہ دیکھا ہو مگر اوسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اوس شخص کو اوسکے
دیدار کا شوق ہوتا ہے اسیطرح جناب الہی کے جمال یا کمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ
زیادہ ہوگا اسواسطے کہ خدا کے معلومات کی نہایت نہین اور جب تک سبکو نہ جان لیگا تب تک حضرت الہی کا جمال تمام کمال
نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اوس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت
نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اوسیقدر لذت بھی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اوس
چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اوسکے سبب اوسکا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہوجاتا ہے اسے انس کہتے ہین
اور جب دل کی نظر اوسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس انس اور
شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اسواسطے کہ جمال
الہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نور ہی نور ہوگا اور ان لوگون کو تمام و کمال کی طلب ہوتی ہے مگر اوسکی انتہا کو نہین پہنچ سکتی
اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کے سوا اور کوئی حق سبحانہ تعالی کو بدرجہ کمال نہین پہچانتا اور بدرجہ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجہ
کمال دیکھہ بھی نہ سکیگا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کھلی رہیگی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑھتا رہے اور لذت بے نہایت
جو بہشت مین ہے اوسکی حقیقت یہی ہے اور اگر حقیقت نہوتی تو شاید لذت پر آگاہی حاصل ہونے سے لذت کم ہوجاتی کیونکہ
جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اوسکا خوگر ہوجاتا ہے اوس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تاوقتیکہ کوئی تازہ چیز اوسے پہونچے
پس اہل جنت کی لذتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتی کہ جو لذت دل مین آئے وہ اون نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم
ہوگی اسواسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جاینگی الغرض اس اصل سے بھی تو نے انس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر
ہے اوسکی طرف حالت دل کی اضافت کا نام انس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اوسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب
باقی ماندہ کیطرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالی کے سبب دنیا اور آخرت مین انس و شوق ہمیشہ
ہوتے رہتے ہین اخبار داود علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے داود زمین کے باشندونکو میری طرف سے

خبر دے کہ مین اوسکا دوست ہون جو مجھے دوست رکھے اور اوسکا ہمنشین ہون جو میرے ساتھ خلوت مین بیٹھے اور اوسکا مونس
ہون جو میری یاد سے انس کرے اور اوسکا رفیق ہون جو میرا رفیق ہے اور اوسکا برگزیدہ کرنیوالا ہون جو مجھے برگزیدہ کرے اور اوسکا
فرمان بردار ہون جو میری فرمان برداری کرے اور جس بندہ نے مجھے دوست رکھا اور مین نے جانا کہ یہ دل سے مجھے دوست رکھتا ہے
تو اوسے بیشک اورون پر مقدم کرتا ہون اور جو مجھے ڈھونڈھتا ہے گا بیشک پائیگا اور جو شخص دوسری کو ڈھونڈھے گا مجھے نہ پائیگا
اے زمین والون جن کامون پر تم فریفتہ ہوا ونہین تامل کرو میری صحبت اور مجالست اور موانست کیطرف ملتفت ہو اور میری ساتھ
انس کرو تاکہ مین تمھارے ساتھ انس کرون مین نے اپنے دوستون کی سرشت اور طینت اپنے دوست ابراہیم اور اپنے ہمراز موسی
اور اپنے برگزیدہ محمد صلی اللہ علیہم اجمعین کی سرشت اور طینت سے پیدا کی ہے اور مین نے اپنے مشتاقون کے دلون کو اپنے نور سے
پیدا کیا ہے اور اپنے جلال سے پرورش فرمایا ہے کسی نبی علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے بندے ہین کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہین
مین اونھین دوست رکھتا ہون وہ میرے آرزومند ہین مین اونکا آرزومند ہون وہ مجھے یاد کرتے ہین مین اونہین یاد کرتا ہون
اونکی نظر میری طرف ہے میری نظر اونکی طرف ہے اگر تو بھی اونکی راہ اختیار کریگا تو تجھے مین دوست رکھونگا اور اگر اونکی راہ سے پھریگا
تو تجھے دشمن رکھونگا یہ اور ایسی بہت حدیثین محبت اور شوق اور انس کے باب مین وارد ہین یہان اسیقدر کافی ہین رضا کی

فضیلت کا بیان ایعزیز جانتو کہ قضاے الہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہین اسواسطے کہ
محبت بہت بزرگ مقام ہے اور جو کچھ خدا کرے اوسپر راضی رہنا محبت ہی کا ثمرہ ہے اور ہر ایک محبت کا ثمرہ نہین ہے بلکہ اوسی محبت کا
ثمرہ ہے جو بدرجہ کمال ہو اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے اَلرِّضَاءُ بِالْقَضَاءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ
یعنی قضاے الہی پر راضی رہنا خدا کی بڑی درگاہ ہے جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے پوچھا کہ تمھارے ایمان
کی کیا علامت ہے اونہون عرض کیا کہ یا رسول اللہ بلا مین ہم صبر کرتے ہین اور نعمت پر شکر کرتے ہین اور قضاے الہی پر راضی
رہتے ہین تب آپ نے فرمایا کہ اس قوم کے لوگ حکما اور علما ہین کمال علم کی وجہ سے انکا مرتبہ انبیا کے مرتبہ کے قریب ہے اور
فرمایا ہے کہ جب قیامت آئیگی تو میری امت کے ایک گروہ کو حق تعالی پر و بال عطا فرمائیگا وہ لوگ بہشت مین اوڑ جائینگے
فرشتے اونسے پوچھینگے کہ تم حساب اور میزان اور پل صراط سے فراغت کر چکے یہ لوگ کہینگے کہ ہمنے تو ان چیزون مین سے
کچھ بھی دیکھا تک نہین فرشتے پوچھینگے کہ تم کون لوگ ہو یہ کہینگے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ہین
فرشتے پوچھینگے کہ تمنے کیا عمل کیا تھا کہ یہ سب بزرگیان پائین یہ کہینگے کہ ہم مین دو خصلتین تھین ایک یہ کہ خلوت مین حق تعالی
سے شرماکر ہم گناہ نکرتے تھے دوسری یہ کہ تھوڑا سا رزق جو حق تعالی ہمین عنایت فرماتا تھا اوسپر ہم راضی رہے ملائکہ کہینگے
کہ پھر کیون نہو یہ درجہ تمھارا ہی حق ہے کچھ لوگون نے حضرت موسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حق تعالی سے پوچھیے کہ وہ کیا
بات ہے جسمین تیری رضامندی حاصل ہو تاکہ ہم اوسپر عمل کرین وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو مین تمسے
راضی رہونگا حضرت داود علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ میرے دوستون کو دنیا کے غم سے کیا کام غم دنیا اونکے دلون سے

لذت مناجات دور کردیگا اے داود مین اپنے دوستون سے اسی بات کو دوست رکہتا ہون کہ وہ روحانی ہین کسی چیز کا غم نہ کہائین
اور دنیا سے کبہی دل نہ لگائین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون کہ
میرے سوا اور کوئی خدا نہین جو کوئی میری بلا پر صبر اور میری نعمت پر شکر نہ کریگا اور میری قضا پر راضی نہ رہیگا اوس سے کہدو کہ وہ دوسرا خدا
ڈہونڈہ لے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ مین نے تقدیر کی اور تدبیر کی اور اپنی صنعت کو مضبوط کردیا اور جو کچہ ہوگا اوسکا
حکم کرچکا جو اوسپر راضی ہے اوس سے مین بہی راضی ہون اور جو ناراض ہے مین اوسپر غصہ مین ہون حتی کہ وہ مجہے دیکہے اور فرمایا ہے
کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ مین نے خیر و شر پیدا کیے نیکبخت وہ شخص ہے جسے خیر کے واسطے پیدا کیا اور خیر کو اوسکے ہاتہہ پر آسان
کردیا اور بدبخت وہ ہے جسے شر کے واسطے پیدا کیا اور شر کو اوسکے ہاتہہ پر آسان کردیا اور افسوس ہے اوسپر جو چون چرا کرے
ایک نبی علیہ السلام بیس برس تک گرسنگی اور برہنگی اور بڑی محنت و مصیبت مین گرفتار رہے اور اونکی دعا قبول نہوتی تہی پہر وحی
آئی کہ زمین و آسمان پیدا کرنے کے پہلے مین نے تیرے نصیب مین یہی تقدیر کیا تہا کیا تو چاہتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت
اور مملکت کو تیرے واسطے نئے سر سے پیدا کرون اور جو حکم کرچکا ہون اوسے بدل ڈالون تاکہ جو تو چاہتا ہے وہ ہو جو مین چاہتا ہون
وہ نہو اور تیرے ارادے کے موافق کام ہو میری مرضی کے موافق نہو مجہے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر پہر تیرے دلمین یہ خطرہ رہیگا
تو انبیا کے دفتر سے تیرا نام مٹا دونگا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ بیس برس کامل مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت کی جو کچہ مین نے کیا کبہی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ تو نے کیون کیا اور جو کچہ مین نے نہ کیا کبہی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ تو نے
کیون نہ کیا مگر جب کوئی اور میرے ساتہہ جہگڑتا تو آپ فرماتے کہ اگر تقدیر مین ہوتا تو یہ کام ہوجاتا حضرت داود علیہ السلام پر وحی آئی
کہ اے داود تو اور کچہ چاہتا ہے مین اور کچہ جو مین چاہتا ہون وہی ہوگا اگر تو میرے ارادے پر راضی رہیگا تو جو تو چاہتا ہے
وہ بہی دونگا اور اگر ناراض ہوگا تو تیری خواہش مین تجہے غمگین کرونگا اور پہر وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالی علیہ
نے کہا ہے کہ مین اوسی بات مین خوش ہون جو مقدر مین ہے وہ جو کچہ ہوا اور لوگون نے پوچہا کہ تم کیا چاہتے ہو بولے جو حکم الہی ہوچکا
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ اگر مین آگ کہاؤن تو آگ کہانیکو اس بات سے زیادہ دوست رکہتا ہون کہ جو چیز نہو
اوسے کہون کہ کاشکی ہوتی اور جو ہوا اوسے کہون کہ کاشکی نہوتی بنی اسرائیل کے ایک بڑے عابد نے عبادت مین مدت تک بڑی کوشش
اور محنت کی پہر خواب مین دیکہا کہ اوس سے کوئی کہتا ہے کہ فلانی عورت بہشت مین تیری رفیق ہے عابد نے اوسے ڈہونڈہا تاکہ اوسکی
عبادت دیکہے اوسے رات کو نماز پڑہتے دیکہا نہ دن کو روزہ رکہتے مگر فرائض بجالاتی تہی عابد نے اوس سے کہا کہ مجہے بتا تو کیا عمل
کیا ہے اوسنے کہا یہی جو تو نے دیکہا عابد نے جب بہت منت کی تو سوچکر کہنے لگی کہ مجہمین ایک خصلت ہے کہ اگر بلا بیماری مین مبتلا رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی
کہ آرام و صحت مین رہون اور اگر دہوپ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ سایہ مین ہون اور اگر سایہ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ دہوپ مین ہون خدا
جس امر کا حکم کرتا ہے اوسمین راضی رہتی ہون عابد نے سر پر ہاتہہ رکہکر کہا کہ یہ چہوٹی خصلت نہین بہت بڑی خصلت ہے

رضا کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ مصیبت اور بلا پر اور جو چیز خواہش کے برخلاف ہو اوسپر راضی رہنا ممکن ہی نہین بلکہ نہایت الا

یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہوا اوسپر بھی دو وجہ سے
راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہو جاوے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر بھی نہو جیسے کہ کوئی
آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جب اور جنگ مین اوسپر غصہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اوسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اونکا درد اوسے
کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تاوقتیکہ خون آنکھ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اوسکے
پاؤن مین کانٹا گڑ جاتا ہے تو اوسے خبر نہین ہوتی اور جب دل کیطرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی
جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالی کے عشق اور آخرت کی محبت مین کیون نہ ممکن ہونگی
اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ باطن کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورت ظاہر تو ایک کھال
ہے کہ گوشت پوست پر تان دی ہے اور چشم بصیرت جس سے باطن کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکھ سے بمراتب روشن تر ہے
اسواسطے کہ ظاہری آنکھ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دیکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہو
لیکن چونکہ سمجھتا ہے کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود بھی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اسے حکم
کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال یا کڑوی دوا کھا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی
رضامندی حاصل ہو بس جو کوئی سمجھیگا کہ حق تعالی کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اوسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی
بیماری محنت بلا مین راضی رہیگا جسطرح لالچی دنیا دار سفر کی محنت اور دریا کے خطرات اور بہت سی مشقتون پر راضی رہتا ہے اور
بہت سے خدا کے محب اس درجہ کو پہونچے ہین کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہا اللہ تعالی کا ناخن اوکھڑ گیا اور وہ ہنسنے لگین
حضرت فتح موصلی نے اونسے پوچھا کہ کیا تمہین درد نہین معلوم ہوتا ہے اونہون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی ہے اسقدر
کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی کے ایک درد تھا وہ اوسکی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا
کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید نے کہا ہے کہ حضرت
سری سقطی قدس سرہما سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اوسے
تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا گو کہ تلوار سے ستر زخم اوسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست
رکھتا ہے اوسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو اسپر بھی مین راضی ہون اور اسے بھی
دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان مارین اور اوسنے اف بھی
نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منہ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھ رہا تھا
مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اوسنے ایک نعرہ مارا اور مر گیا وہی حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتدائے
ارادت مین مین شہر عبادان کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چیونٹیان اوسکا گوشت کھاتی تھین مین نے ترس کھا کر
اوسکا سر اوٹھا کر اپنی گود مین رکھ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون فضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کے درمیان مین

اپنا دخل ہو یا قرآن شریف مین مذکور ہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے لگی تھین اونھون نے حضرت یوسف کی عظمت جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بھی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تھا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کو آتے اور اپنی بھوک بھول جاتے یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تھی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجب ہے جو وہ بلا اور مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تھا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتا اوسکو اسباب کی نگہبانی کے واسطے اور ایک گدہا بار برداری کے لیے تھا اور ایک مرغ اوسکا جگانے کے واسطے تھا ایک بھیڑیے نے آکر گدہے کا پیٹ پہاڑ ڈالا وہ مرد بولا اسی مین خیر ہے اور کتے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتا بھی کسی سبب سے ہلاک ہوا پھر اوسنے کہا اسی مین خیر ہے اوسکے اہل و عیال رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ جو کچھ حادثہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پانون تھے وہ ہلاک ہو گئے اوسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اوٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ انکے گرد و پیش اور جو لوگ تھے اونہین چورون نے مار ڈالا اور سب اسباب لیگئے تھے اور مرغ کی آواز نہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اوس مرد نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ تمنے دیکھا کہ خدا کے کام کی بہتری اوسیکو معلوم ہے حضرت عیسی علیہ السلام ایک مرد کی طرف گذرے کہ اندہا اور کوڑہی اور جذامی تھا اور اوسکا بدن دونون طرف سے شل تھا وہ بے دست و پا کہتا تھا کہ اوس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے اوس بلا سے محفوظ رکھا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس سے پوچھا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجھے محفوظ رکھا اوسنے کہا کہ مین اوس شخص کی نسبت عافیت اور خیر و عافیت مین ہون جسکے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پھر اوسکا ہاتھ پکڑا اتنی کہ اوسپر ہاتھ پھیرا وہ فوراً چنگا بھلا ہو گیا اور اوٹھ کھڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہو گیا حضرت عیسی کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالی کو لوگون نے دار الشفا مین رکھا تھا کہ یہ دیوانے ہین کچھ لوگ اونکے پاس گئے پوچھا تم کون ہو اونھون نے کہا آپ کے دوستدار ہین بس حضرت شبلی اونہین پتھر مارنے لگے وہ بھاگے پھر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نکرے اور جو کچھ نہین ہے اوسے حق تعالی سے نہ مانگے اور جو کچھ ہے اوسپر راضی رہے اور معصیت اور فسق دیکھکر برا نہ مانے اسواسطے کہ وہ بھی حکم الہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اوس سے نہ بھاگے اسواسطے کہ یہ قضاے الہی سے بھاگنا ہے یہ کہنا غلط ہے دعا تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور لوگون کو ترغیب بھی فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقت شکستگی تضرع عجز زاری حق تعالی سے التجا دلمین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جسطرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بھوک جانے کے واسطے روٹی کھانا جائز نہ معلوم ہونے کے لیے جز اول بہشت رضا کے خلاف نہین اسیطرح بلا دفع ہونیکے لیے دعا مانگنا بھی خلاف رضا نہین ہے بلکہ حق تعالی نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اوسکا حکم فرمایا تو اوسکے حکم کے خلاف کرنا اوسکے حکم سے راضی رہنے کے برخلاف ہے اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اسواسطے کہ گناہ پر راضی رہنا مشہور ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ جو شخص گناہ پر راضی رہے گا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین اوس پر راضی ہو تو وہ اوس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضاے الٰہی ہے مگر اوسکے دو منہ مین ایک بندے کیطرف بانیطور کہ اوسکے اختیار سے ہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالیٰ کی صفتین موجود مین اور ایک منہ حق تعالیٰ کیطرف رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ گناہ قضاے الٰہی اور تقدیر الٰہی ہے پس اسوجہ سے کہ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نرہے گناہ پر راضی رہنا چاہیے مگر اوس وجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اوسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہونا چاہیے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا گناہ کو دشمن رکھتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اوسکے دشمن کا بھی دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بھی ہوگا اور خوش بھی خوشی کا سبب اور ہے غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علیٰ ہذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بھاگ جانا ضرور ہے جیساکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا اور جس بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اوس سے اگلے بزرگ نکل گئے ہین کیونکہ معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتی تو اوسکی بلا اور عقوبت سبکو سے گھیرتی ہے جیساکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً اور اگر کوئی شخص ایسی جگہہ ہو جہان اوسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے تو وہان سے بھاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسیطرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکل جانا درست ہے مگر جہان طاعون ہو وہانسے نکل جانے کی ممانعت ہے اسواسطے کہ اگر تندرست لوگ نکل جاینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہونگے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا حکم نہین بلکہ حکم کے موافق اوسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنیکے بعد جو کچھ حکم الٰہی ہو اوسپر راضی رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے

دسوین اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دل مین ٹھان لی کہ بہرحال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا ٹھکانا ہے منکر نکیر موکل ہین قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ مین جانا ہے وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نکریگا اور سب چیزون سے زیادہ زاد آخرت حاصل کرنے کی تدبیرمین لگا رہیگا جیساکہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور جو شخص موت کو بہت یاد کریگا وہ خواہ نخواہ اوسکا توشہ طیار کرنے مین مشغول رہیگا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائیگا اور جو موت کو بھولے گا وہ دنیا مین مشغول ہوکر زاد آخرت سے غافل رہیگا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے وہ لوگو کہ لذت دنیا مین مشغول ہو اوسے بہت یاد کرو جو لذتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو فربہ گوشت ہرگز کسی بشر کے کھانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدوں کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہاں وہ شخص ہوگا جو دن بھر میں بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گذرے اونکے قہقہوں کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اِن مجلس میں
اوس چیز کا ذکر کرو جو سب لذتوں کو منغص کردیتی ہے اون لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا میں تجھے زاہد کردے اور تیرے گناہوں کا
کفارہ ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی خلق کو نصیحت کرنیکے واسطے موت کافی ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اوسکے دل پر کیسی ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ موت کا ذکر تو ہمنے اوس سے نہیں سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہیں ہے حضرت ابن
عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوا انصار
میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیوں سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زاد آخرت
مہیا کرنے میں بہت حریص ہو وہی لوگ شرف دنیا اور کرامت آخرت لیجاتے ہیں حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ کہتے ہیں کہ دو چیزیں
دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیجاتی ہیں ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالی کے سامنے کھڑے ہونیکا خوف خلیفہ عمر ابن عبد العزیز
رحمہ اللہ تعالی ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے حتی کہ اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہیں جیسے سامنے
جنازہ ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کی باتیں کیا کرتے ایک عورت نے ام المومنین
حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کر تاکہ نرم دل ہوجاوے اوسنے
ایسا ہی کیا وہ سختی اوسکے دل سے جاتی رہی پھر آئی اور اس بات کا شکر بجا لائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنے گھر میں ایک قبر
کھود رکھی تھی دن بھر میں کئی مرتبہ اوسمیں جا کر لیٹتے تا کہ موت کو اپنے دل پر تازہ کرلیں اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو میں بھول جاتا ہوں
تو میرا دل سیاہ ہوجاتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اسمیں دو فائدے ہیں
اگر تو محنت اور مصیبت میں ہوگا تو اس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت میں ہوگا تو اس سے وہ نعمت تلخ ہوجاویگی حضرت
ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ام ہارون سے میں نے پوچھا کہ موت تمہیں دوست ہے کہا نہیں میں نے کہا کیوں کہا اوسلیے
کہ اگر آدمی کا گناہ کرتی ہوں تو اوسے دیکھنا نہیں منظور ہوتا بہت گناہ کرتی ہوں دیدار الہی کی کیونکر خواہشمند ہوں **فصل** الغرض
جاننا کہ موت کی یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلوں کا یاد کرنا جو دنیا میں مشغول ہیں کہ موت کو یاد کرکے اوس سے کراہت کرتے ہیں
اونھیں یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتیں اور لذتیں ہم سے چھوٹ جائینگی پس موت کی شکایت کرکے کہتے ہیں کہ
بڑی بلا سامنے آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہم سے چھوٹ جائیگی اسطور سے موت کی یاد اونہیں اور بھی حق تعالی
سے دور کردیتی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا اونہیں بری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہیں دوسرا طریق
تائب کا یاد کرنا ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اوسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرنے میں اکثر مشغول ہو اور گذشتہ کے

تدارک مین بہت کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنیکا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنیوالا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے
جلدی آنے سے کراہت رکہتا ہے اس سبب سے کہ جلدی موت آنے مین بے زاد آخرت جانا پڑیگا اگر باین وجہ کوئی شخص موت سے
کراہیت رکہے تو کچہ قباحت نہین تیسرا طور عارف کے یاد کرنیکا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنیکے بعد
ہے اور دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بہولتا ہمیشہ اوسیکا منتظر رہتا ہے بلکہ اوسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ
نے مرتے وقت کہا حَبِیْبٌ جَاءَ عَلٰی فَاقَۃٍ یعنی دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بار خدایا اگر تو جانتا ہے
کہ مین محتاجی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکہتا ہون تو موت کو مجہپر آسان
کردے تاکہ مین تیرے دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجے کے علاوہ بہی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جسمین آدمی
نہ موت سے بیزار رہتا ہے نہ اوسکا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالی کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف
اور اختیار کو بالاے طاق رکہتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اوسوقت ہوتی ہے کہ موت اوسے یاد تو آتی ہے
مگر موت کا خیال اکثر نہ آوے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدۂ الہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے
مرنا جینا اوسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہرحال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہیگا موت کا ذکر دل مین
اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان اے عزیز جانتو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بہی
کرتے ہین تو انکے دل مین اثر نہین ہوتا اسواسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا پہر ہوتا ہے کہ اوسمین اور کسی چیز کی گنجایش
نہین رہتی اسیواسطے ان لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین
ہوکر ساعت بہر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکہے جسطرح وہ شخص جسے ایک جنگل سطے کرنا ہے تو اسکی تدبیر اور فکر اوسکے دل کو اور
چیزون سے فارغ کردیتی ہے اور گوشہ مین بیٹہکر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی شاید مین آج ہی مرجاؤن اے دل
اگر کوئی تجہسے کہے کہ اندہیرے خانے مین جا اور تجہے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی پتہر پڑا ہے یا کچہ اندیشہ نہین
تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطر اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کیون ایسی
غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مرگئے ہین اور اونکی صورتکا تصور کرے کہ دنیا مین
وہ کس شان و شوکت سے رہتے تہے اور اونہین کسقدر خوشی حاصل تہی اور موت سے کسقدر غافل تہے پس اسی غفلت اور بے سامانی
آخرت مین دفعۃً موت آگئی اور اونہین لیگئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب اونکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے
گوشت پوست اونکے زبان مین کیڑے پڑگئے وہان اونکا تو یہ حال ہوا یہان اونکے وارثون نے اونکا مال آپس مین تقسیم کرلیا جسمین سے
کہاتے ہین اونکی جورو ین اونہین بہول گئین اور دوسرون کے ساتہہ نکاح کرلیے وہ اوسے مزے اوڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے
ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور اونکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت و مشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے
کر رکہی کہ بیس برس تک اون کامون کو نہ پہونچتے اور اسی تدبیر مین بڑے بڑے رنج کہینچتے تہے اونکا کفن بزاز کی دوکان مین

موجود تھا اور اوسنین اوسکی خبر بھی نتھی بس اپنے دل مین سمجھے کہ تو بھی اونہی کا ایسا ہے اور تیری غفلت اور حرص و حماقت بھی اون ہی کی سی ہے سمجھے یہ دولت ملی کہ وہ اگے تیرے سامنے گذر گئے تیری زندگی مین مرگئے تاکہ تو اونسے عبرت لے کہا ہے اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکھکر نصیحت اور عبرت لے پھر اپنے ہاتھ پاؤن آنکھ زبان اونگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض کی غذا ہو جائیگا وہ اسے کھائینگے اور قبر مین جو اوسکی صورت ہوگی وہ اپنے خیال مین لاسکے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین اور ایسی اور باتین ہر روز ساعت بھر اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اوسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے دل مین کچھ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیے جاتے لوگون کو دیکھا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکھتے ہی دیکھتا ہے جانتا کہ مین ہمیشہ موت کی سیر کیا کرونگا اپنے تئین کبھی مردہ تو دیکھا ہی نہین اور جو کچھ آدمی نے نہین دیکھا وہ اوسکے وہم و خیال مین بھی نہین آتا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ سچ کہ یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکھی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ لے جاتے ہین سچ تھا کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پھر آئینگے انہین خاک مین ملاتے نہین اور انکی میراث خود کھاتے ہین اور اپنی موت سے غافل ہین اور موت کو یاد نہ کرنا اکثر طول امل (درازی امید) سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین **امید کوتاہ کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ جسنے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اوس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا دینی کام کرلونگا ابتو چین و آرام کرلون اور جو شخص اپنی موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اوسی کی تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسول مقبول صلعم نے حضرت ابن عمر سے کہ صبح کو جب تو سوا اٹھتا ہو تو اپنے جی مین یہ نہ سمجھا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دل مین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے زاد مرگ لیلے اور تندرستی سے زاد بیماری پیدا کرلے اسواسطے کہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمہارے بارے مین دو خصلتون سے جتنا مین ڈرتا ہون اوتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی امید رکھنے سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسامہ سے کچھ تعجب نہین کہ اوسنے مہینا بھر کے واسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ لَطَوِیْلُ الْاَمَلِ یعنی اسامہ زندگی کی بہت بڑی امید رکھتا ہے قسم ہے اوس پروردگار کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جھپکاتا ہون تو جانتا ہون کہ آنکھ کھولنے سے پہلے ہی میری موت آئیگی اور جب مین آنکھ کھولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جھپکانے کے قبل میری موت آئیگی اور جو لقمہ منہ مین رکھتا ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائیگا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اگر عقل رکھتے ہو تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ اوسنے تمسے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ آئیگا اور اوس سے تم نہ بچوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب تقاضاے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کر لیتے صحابہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مرجاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی نے

کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مربع خط کھینچا اور درمیان اوسکے بیچ مین ایک سیدہا خط کھینچا اور اوس سیدہے خط کی دونو طرف
چھوٹی چھوٹی لکیرین کھینچین اور اوس مربع کے باہر ایک خط کھینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اسکی
موت ہے جو چارون طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے یہ اوس سے بھاگ نہین سکتا اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیرین جو اسکے دونو طرف
ہین بلائین اور آفتین ہین جو اُسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچے گا حتی کہ مر جائے
اور جو خط مربع کے باہر ہے اوسکی آرزو اور امید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین
اوسکے مرنے کے بعد ہوگا اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑہا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اوسمین ہین وہ جوان ہوتی جاتی ہین
مال کی حرص اور جینے کی آرزو حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک بوڑہے آدمی کو دیکہا کہ بیلچہ ہاتہہ مین
لیے کام کر رہا ہے حضرت عیسی نے دعا کی کہ بار خدایا اسکے دل سے آرزو نکال حق تعالی نے اوسکے دل سے آرزو نکال ڈالی بس
وہ بڈہا بیلچہ رکہکر سو رہا تھوڑی دیر کے بعد حضرت عیسی نے پہر دعا کی کہ بار خدایا آرزو اسے دیدے بس وہ بڈہا پہر اوٹھکر اپنا کام
کرنے لگا حضرت عیسی نے اوس سے پوچہا یہ کیا تہا اوسنے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈہا ہوا ہون جلد مرونگا
مین نے بیلچہ رکھدیا پہر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون مرون تب تک تو مجہے لابد روٹی کہانیکو چاہیے مین اوٹھکر اپنا کام
کرنے لگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچہا کہ تم جنت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا
کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی آنکہہ کے سامنے رکہو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنیکا حق ہے
ایک بزرگ نے اپنے بہائی کو اس مضمون کا خط لکہا کہ اما بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم
بعض عالم مین ہین یہ خیالات پریشان ہین

طول امل کے سببون کا بیان

ایعزیز جانو کہ دو سببون سے آدمی اپنی
زندگی کو دراز تصور کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبت دنیا محبت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اوس محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے
چہین لیتی ہے اسواسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکہتا ہے اور موت اوسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف
ہوتی ہے آدمی اوسے اپنے سے دور کرتا ہے اور اپنے تئین بہلا کر ہمیشہ اپنے دل مین اون باتون کی صورت باندہتا ہے
جو اوسکی آرزو کے موافق ہون بس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہین گے
اور موت جو اوسکی آرزو کے برخلاف ہے اوسے بہولا رہتا ہے اگر کبہی اوسکے دل مین موت کا خیال بہی آتا ہے تو بہلا دیتا ہے
اور کہتا ہے کہ اوہ جی ابہی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کر لین گے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بوڑہاپے تک صبر کر جب
بوڑہا ہوتا ہے تو کہتا ہے اور یہ عمارت تمام کرون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز بنواکر اوس سے فارغ البال ہولون اور زمین
سینچنے کو پانی سے اطمینان کرون تاکہ موت سے مطمئن ہو جاؤن اور عبادت کی لذت پاؤن اور اس دشمن نے جو میرے ساتہہ برائی
کی ہے اسکی گوشمالی کرون اسیطرح تاخیر کیا کرتا ہے تاکہ فارغ البال ہو جاے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین
یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبہی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اوس وقت جب اوسے ترک کر دیگا اور یہ بیوقوف جانتا ہے

کبھی تو اس سے فراغت پاؤنگا اسیطرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتی کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرینگے اور دنیا کی محبت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تمسے چھین لین گے اور نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بوڑھا پے کے پہلے ہی مرجاتے ہزارون لڑکے اور جوان مرجاتے ہین اور شہر بہت بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعتاً مرجانا نادر ہے تو دفعتاً بیمار ہوجانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری آپہونچی تو بیمار کا مرجانا نادر بات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے آفتاب کے مانند ہے کہ اوسکی شعاع پھیر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اوسے نہین پاسکتے

طول امل کا علاج اے عزیز جانتو کہ سبب کو دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو اونہین دفع کرنے مین مشغول ہو محبت دنیا جو سبب طول امل ہے اوسکا علاج اوسیطرح پر کرنا چاہیے جو محبت دنیا کے بیان مین ہمنے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی حقیقت جانتا ہے وہ اوسے دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ دنیا کی لذت چند روزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہوجاتی اور دنیا فی الحال بھی منغص اور مکدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدت آخرت کی درازی کا خیال کرے اور عمر دنیا کی کوتاہی کا تصور کرے تو اوسے معلوم ہوجائیگا کہ نقد دنیا لیکر سرمایہ آخرت کا بیچنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین ایک دم جاگنے مین تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا اور نادانی کا علاج صاف تفکر اور معرفت یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھ لے کہ موت اوسکے اختیار مین نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اوسیوقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے **طول امل کے درجات** اے عزیز جانتو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی امید نہین رکھتا اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بھی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اور دن کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بھی امید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا تیمم کرتے ہیں وقت مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اوسکی آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے اونھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بھرہ مند ہوا سمجھا کہ اس سے پھر کامیاب نہونگا اسود حبشی رحمہ اللہ تعالی نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت سے انتظار

۵۱ آدمی سویا ...
۵۲ ...

کرتا ہون کہ کسطرف سے آتے ہین غرضکہ اس باب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینیکی امید نہین
رکھتا اوسے اوس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی امید رکھتا ہے اور معاملہ مین اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسکے
دو بھائی پردیس مین ہون ایک کی آنے کی امید مہینا بھر مین ہو دوسرے کے آنے کی امید سال بھر مین تو اوس شخص کو جسکے آنے کی
امید مہینا بھر مین ہے اوسکے واسطے اسباب وغیرہ مہیا کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جسکے آنے کی امید ہے اوسکے واسطے اسباب
مہیا کرنے مین تاخیر کرتا ہے تب ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے
کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اوسے مہلت ملتی ہے اوسے غنیمت جانے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بوڑھاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو
محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کے پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان
ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکھتے تو اونکے
بیچ مین ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اوسے سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین
کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے الرحیل الرحیل حضرت داؤد طائی کو لوگون نے دیکھا کہ نماز کو دوڑے چلے جاتے ہیں پوچھا
کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مردے جب تک مجھے ساتھہ نہ لینگے تب تک
کوچ نہ کرینگے حضرت ابو موسی اشعری رحمہ اللہ تعالی آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تھے لوگون نے کہا کہ اگر نرمی کیجیے
تو کیا ہو کہنے لگے کہ گھوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان
ہے چونکہ موت قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچھ اوٹھا نہین رکھتا **سکرات
موت اور جان کنی کا بیان** ای عزیز جان تو کہ اگر جان کنی اور اوسکی شدت کے سوا اور کوئی خطر درپیش
نہوتا تو بھی لازم تھا کہ سکرات کا خوف دل مین رکھکر عیش دنیا سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبھی آدمیکو اس بات کا اندیشہ
ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گھر مین گھسکر گرز سے مجھے ماریگا تو خواب و خور اسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور
ملک الموت کا آنا اور روح قبض کر لیجانا یقینی ہے اور قبض روح کا صدمہ یقیناً ترک کے گرز سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت
کے سبب سے لوگ اس سے نہین ڈرتے اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ہونے کی
اذیت سے سخت تر ہے اسواسطے کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جہان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی
ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محل زخم مین تلوار کسقدر روح کو دکھتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ
تمام اجزاے بدن مین سرایت کرتی ہے اور جان کنی کی اذیت عین روح مین جو آدمی کے تمام اجزاے بدن گھیرے ہوئے ہے
ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت آدمی بے طاقتی کے سبب سے اسواسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اوسکی سختی سے گنگ ہو جاتی
ہے اور عقل بجا نہین رہتی یہ سختی اوسی کو معلوم ہو کہ جسنے اسکا مزہ چکھا ہے یا چکھنے کے پہلے نور نبوت سے اوسے دریافت کیا ہے

جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حواریین تم دعا مانگو کہ حق تعالی مجہپر جانکنی آسان کردے اسواسطے کہ مجہے موت کا
خوف اسقدر ہے کہ اوسکے خوف سے گویا مرتا ہون اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت
یہ دعا مانگتے تہے اَللّٰہُمَّ ہَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا
فرماتی ہین کہ جسکی جان کنی مین آسانی ہو اوس سے مین کچہ امید نہین رکہتی اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوة
واکمل التحیات کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکہ سے دیکہی اوسوقت آپ فرماتے تہے کہ یا اللہ ہڈیون اور رگون سے تو اس
روح کو نکالتا ہے سختی مجہپر آسان کردے اور رسول مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تہے کہ سکرات کا حال تلوار کی تین سو
زخم لگتا سا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتون سے زیادہ آسان ہوتی ہے اوسکی مثال اوس گوکہرو کی سی ہے جو پاؤن مین گڑجاے کہ اوسکا
نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالتمین تہا رسول مقبول صلعم اوسکے پاس تشریف لیگئے اور فرمانے لگے کہ مجہے اسکی سختی کی اطلاع ہے
اسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جداگانہ ایک درد نہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تہے کہ اے مسلمانون
کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضربین بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجہپر آسان ہین
بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گذرا اور دعا کی کہ حق تعالی ان مردون مین سے ایک کو زندہ کردے حق تعالی نے
ایک کو زندہ کردیا وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجہسے کیا چاہتے ہو مجہے مرے ہوئے پچاس برس گذرے اور ہنوز
جانکنی کی تلخی مجہمین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اون درجات
تک نہین پہونچا ہے تو اوسپر حق تعالی جانکنی کو مشکل کردیتا ہے تاکہ وہ اون مرتبون کو پہونچ جائے اور کافر نے نیکی کی ہوتی ہے
حق تعالی اوسکے بدلے اوسپر جانکنی آسان کردیتا ہے تاکہ اوسکا کچہ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگ مفاجات
مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی وفات کا وقت
جب قریب پہونچا تو حق تعالی نے اونسے پوچہا کہ سکرات موت مین تمنے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اوسے توے
مین بہونین اور وہ نہ اوڑسکے نہ مرجائے کہ نجات پائے امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہما
پوچہا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسیکے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین
اوٹکے اور زور آور آدمی اوس شاخ کو کہینچے

جانکنی کی مصیبتون کا بیان

اے عزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک
تین مصیبتین آدمی کو اور درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کی صورت دیکہتا ہے حدیث شریف
مین ہے کہ حضرت ابراہیم نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہین اوس صورت پر دیکہون جس صورت سے
تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیے گا حضرت ابراہیم نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور
دکہاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اوس صورت پر دکہایا تو وہ کیا دیکہتے ہین کہ ایک شخص کالا سوئیسے بالون والا کہڑا ہوا کالے
کپڑے پہنے ہے شعلے اور دہوان اوسکے منہ سے نکل رہا ہے پس حضرت ابراہیم بیہوش ہو کر گر پڑے جب بیہوشی مین آئے

اور وہ اپنی صورت پر آگئے تو اونھون نے کہا کہ اے ملک الموت گنہگار اگر فقط تمہاری صورت ہی دیکھے تو اوسے کافی ہے الغرض جانتا ہو
کہ سطرح لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہت اچھی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائینگے
تو اونکا جمال صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمان نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے
ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیل نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ایک کے
نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہون حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک دن
سوار ہوا چاہتا تھا پوشاک طلب کی کئی جوڑے حاضر کیے گئے کوئی پسند نہ پڑا آخر کو جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے
سواری کو حاضر کیے وہ بھی پسند نہ پڑے پھر اونمین جو سب سے اچھا تھا اوسپر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر بڑے کر و فر کے ساتھ باہر آیا
تکبر سے کسی کی طرف دیکھتا ہی نتھا پھر حضرت ملک الموت فقیر کی صورت بنائے میلے کچیلے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف
لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا ملک الموت نے گھوڑے کی لگام پکڑی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا بے ادبی
کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اوتر لون ملک الموت نے
کہا نہین مین ابھی کہونگا بادشاہ نے کہا کہہ ملک الموت نے اوسکے کان مین منہ لگا کر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا ہون
کہ ابھی گھڑی تیری روح قبض کر لون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ اتنی مہلت
دیجیے کہ گھر جا کر جورو لڑکون کو وداع کر لون ملک الموت نے کہا نہ اور فورًا اوسکی روح قبض کر لی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت
وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھسے کہا چاہتا ہون اوسنے کہا وہ کیا بات ہے
کہا مین ملک الموت ہون اوس مسلمان نے کہا مرحبا بہت دیر سے مین آپکے انتظار مین ہون آپکا تشریف لانا بہت عزیز ہے
ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اوس سے فراغت کر لے اوس مسلمان نے کہا کہ مجھکو
اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خدا کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح
قبض کرون اوس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہریے کہ مین وضو کر کے نماز شروع کر دون جب سجدہ مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے
ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اوس سے بڑھ کر تمام
روے زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اوسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت
جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمہین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اوسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الہی ہوا
کہ اس عورت کی روح قبض کر مین نے روح قبض کر لی اور اوس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اوس عورت کی
اور تنہائی اور خرابی کے سبب سے اوس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روے زمین
کوئی بادشاہ اسکا ہمسر نتھا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تنہا چھوڑ آیا تھا
پس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللَّطِيفِ لِمَا يَشَاءُ کسی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرہوین شب

ایک صحیفہ ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اوس سال مین جسکی جسکی جان نکالنا چاہیے اونکے نام اوسمین لکھے ہوتے ہین اور اونمین بعضے
دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی نکاح کرتا ہے کوئی جھگڑے جھگڑتا ہے حالانکہ اوسکا نام مردون کی اوس فہرست مین لکھا
ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئے وہان جاکر حضرت سلیمان کے
ایک مصاحب کو گھور کر دیکھا جب باہر نکلے تو اوس مصاحب نے حضرت سلیمان سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا کہ اسطرح میری طرف دیکھا
حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ملک الموت اوس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمایئے
کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہنچا دے کہ پھر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم کر دیا ہوا نے
وہان سے اوٹھاکر اوسے سرزمین ہندوستان پر دھر دیا پھر جو ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے تو حضرت سلیمان نے
پوچھا کہ تمنے میرے فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الہی ہوا تھا کہ اوسی گھڑی ہندوستان
مین اوسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گھڑی بھر مین یہ ہندوستان کو کیونکر پہونچیگا جب مین
وہان گیا تو اوسے وہین پایا مجھے تعجب آیا۔ الغرض ان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ملک الموت کو
دیکھنے سے چارہ نہین دوسری ہیبت اون دونون فرشتون کو دیکھنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلط ہین اسواسطے کہ حدیث شریف
مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا ہمارے
سامنے تونے بڑی طاعت کی اور ہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَیْرًا
بہت بری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اسوقت اوس بیچارے کی آنکھین ہوا مین کھلی ہوتی ہین پھر نہین
بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی بہشت یا دوزخ مین اپنی جگہہ دیکھتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی
سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہے
بس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکھتا ہے اور جو ہولین قبر مین
جاکر اور اوسکے بعد دیکھیگا اوسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین

مردے کے ساتھ قبر کی باتون کا بیان

جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات سے
مجھے بھولا تھا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گھر ظلمت کا گھر تنہائی کا گھر کیڑون کا گھر ہون تو کس بات پر بھولا تھا کہ تکبیر وار
ایک پاؤن آگے ایک پیچھے رکھتا ہوا مجھپر چلتا تھا پس اگر وہ مردہ صالح ہوتا ہے تو کوئی اوسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر
تو کیا کہتی ہے یہ صالح تھا امر معروف اور نہی منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہے کہ اب خواہ نخواہ اسکے واسطے مین باغ ہو جاؤنگی پھر اوسکا بدن
نور ہو جاتا ہے اور اوسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو اوسپر عذاب ہونے لگتا
ہے پڑوسی مردے اوسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنے والے بارے تو ہمسے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھسے پہلے آئے تو نے ہمسے
کیون نہ عبرت لی تو نے یہ نہ دیکھا کہ ہم اس عالم مین آئے اور ہمارے اعمال تمام ہو گئے اور تو نے مہلت پائی جو نیکیان ہم سے

چہوڑ گئی تہین تو نے اونکا تدارک کیون نہ کیا اسیطرح زمین کے سب گوشے ندا کرتے ہوئے کہ اے ظاہر دنیا کے عاشق تو نے اون
لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجہسے پہلے آگئے تہے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ ہے آور حدیث شریف مین ہے کہ بندہ
نیک ہے تو جب قبر مین رکہتے ہین تو اوسکے نیک کام اوسے گہیر لیتے ہین اور اوسے عذاب سے محفوظ رکہتے ہین جب عذاب کے فرشتے
پاؤن سے آتے ہین تو نماز سامنے آکہڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ خدا کے واسطے یہ بہت گزارا ہے اور جب سرہانے سے
آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ اسنے دنیا مین خدا کے واسطے بڑی بہوک پیاس کہینچی ہے اور جب بدن کیطرف سے آتے ہین
تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ اسنے خدا کی راہ مین تمام بدن سے رنج کہینچا ہے جب ہاتہہ کیطرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے
کہ اے فرشتون تم اس سے دست بردار ہو جاؤ کہ اسنے اس ہاتہہ سے راہ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے
اوس مردہ سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ تجہے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین قبر مین بہشت کا فرش بچہاتے ہین اور
قبر کو جہانتک وسیع کر دیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اوسکی
روشنی مین رہے حضرت عبد اللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو
قبر مین رکہدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اوسکے جنازے کے ساتہہ آئے تہے اور کوئی اوس سے بات نہین کرتا مگر قبر
کہ قبر اوس سے کہتی ہے کہ لوگون نے تیرے ہول اور تنگی کا حال کیا بار ہا تجہسے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی

منکر نکیر علیہما السلام کے سوال کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین
اونکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکہین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مردے سے پوچہتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے
اگر وہ مردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسول تہا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے
رسول ہین پس اوسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لمبی کر کے روشن اور پر نور کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کیطرح ایسا سو کہ
کوئی تجہے نہ جگاویگا مگر وہ جسے تو دوست رکہتا ہے اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچہ نہین جانتا لوگون
سے سنتا تہا کہ وہ کچہ کہتے تہے وہی مین بہی کہتا تہا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اوسے
دباتی ہے حتی کہ اوسکی پسلیان باہم ملجاتی ہین قیامت تک اسیطرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچہا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیا دیکہتا ہے کہ تو مرجاوے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز
لمبی ایک گز چوڑی قبر کہود دین پہر تجہے نہلا کفنا کر اوس قبر مین رکہین اور تیرے اوپر مٹی ڈال کر پہر آئین اور قبر کے فتنے والے
یعنی منکر نکیر آئین اونکی آواز رعد کی سی آنکہین برق کے مانند اونکے بال زمین پر لوٹتے ہوئے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی نرم
کرتے ہوئے تجہے پکڑ کر ہلائین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عقل میرے ساتہہ ہوگی آپنے
فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجہے کچہ باک نہین اونکا جواب دے لونگا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور اندہے بہرے
مسلط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتہہ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اوس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے وہ ڈول جس سے اونٹون کو

پانی پلاتے ہین وہ جانور اوس کا ندا اون کے زور سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھ رکھتے ہین کہ اوسکا حال دیکھ اور نہ بہرے ہوتے ہین کہ کان رکھتے ہین کہ اوسکی شور و فریاد سنین ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مردے کو دباتی ہے اگر کوئی اوسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اونھون نے انتقال فرمایا آپنے اونھین قبر مین رکھا تو آپ کا چہرۂ مبارک نہایت زرد ہوگیا جب باہر تشریف لائے تو چہرۂ نورانی بحال ہوا ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس سبب سے آپکا یہ حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار و عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالی نے زینب پر فشار و عذاب آسان کردیا مگر با اینہمہ قبر اوسکو ایسا دبا تی ہے کہ سب جانور اوسکی آواز سنتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے سانپ ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو ڈستے ہین اور اوسے لپٹتے ہین اور پھپکارین مارتے ہین قیامت تک یہی حال رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اسمین آسانی گذری تو جو کچھ اسکے بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا اے عزیز جانو کہ قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین اونمین پہلے نفخ صور کی ہیبت ہے پھر روز قیامت کی ہول اور درازی اور گرمی اور پسینا ہے پھر گناہوں کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اوس رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت سے جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون و حقداروں کے مظالم کی اور اوسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے پھر دوزخ کی اور اوسکے فرشتون اور طوق زنجیرون اور زقوم اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم کے ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین مفصل مذکور ہے اور جو بلائین اوسپر وارد ہوتی ہین وہ بھی مذکور ہین علی ہذا القیاس موت کی حقیقت اور موت کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت اور اوسکا حال جو مرنے کے بعد ہوتا ہے عنوان مین ذکر ہوچکا جو شخص عذاب جسمانی کی تفصیل دریافت کرنا چاہے احیاء مین دیکھے اور جو عذاب روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عنوان مین تلاش کرے اور ہمنے اس کتاب مین عذاب جسمانی کا بیان کیا اور عذاب روحانی جو عنوان مین مذکور ہوچکا اوسے مکرر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مردون کا حال جو کچھ کہ خواب مین معلوم ہوا ہے اوسیکو لکھکر ہم کتاب کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندونکو مردونکا حال کشف باطن سے معلوم ہوتا ہے یا خواب مین یا بیداری مین مگر حواس ہی سے مردونکا حال نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس انکا حال دریافت کرنہین سکتا ہین جیسا کہ کان رنگ دریافت کرنہین اور آنکہ واز معلوم کرنہین سکتی اور یکایہ ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہے اوس خاصیت کے سبب سے اوس عالم والون کو دیکھ سکتا ہے مگر وہ خاصیت جو ہے اوس دنیا کی مشغلون کی چھپی مین پوشیدہ ہے جب تک سونے مین ان مشغلونسے آدمیکو نجات ملتی ہے تو اوسکا حال معلوم ہونیکے قریب ہوجاتا ہے اور مردونکا حال کھلتا ہے اور اوسی خاصیت کے سبب سے مردون کو بھی ہماری خبر ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے نیک کاموں سے

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہمین اونکی خبر اور
اونھین ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور اونکا احوال لوح محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے
باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مردونکا حال معلوم ہوجاتا ہے اور
چونکہ مردون کو لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اوسمین ہمارا حال دریافت کر لیتے ہین اور لوح محفوظ کی مثل اوس آئینہ
کی سی ہے جسمین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور دوسرے کی روح بھی پس جسطرح ایک
آئینہ سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہوجاتی ہے اوسیطرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مردون مین بھی پیدا ہوجاتی ہے آئینہ یہ
یہ گمان نکر کہ لوح محفوظ لکڑی یا بانس وغیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اوسے دیکھ سکین اور جو کچھ اوسمین لکھا ہے
اوسے پڑھ سکین الغرض اگر لوح محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے
اوسکا نمونہ اور شاہد حق تعالی نے تجھ مین رکھدیا ہے تاکہ اوسکے سبب سے تجھے سب چیزون کی سمجھ حاصل ہو مگر تو اپنے سے ایسا غافل
ہے تو اور کو کیا پہچانیگا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گویا کہ اوسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے
اور وہ اوسے اور اوسکے حرفون اور اوسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ کو ذرہ ذرہ کرکے اس ظاہری آنکھ
سے دیکھے تو اوسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئیگا پس الغرض جملہ امورکا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسیطرح سمجھ لے
کیونکہ اوسمین بے نہایت امور منقوش ہین اور آنکھ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین پس
اوسکا منہ اور اوسکی لوح اور اوسکا قلم اور اوسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی
مضمون ہے جیسا کسی نے کہا مصرع از خانہ بکدخدا ماند ہمہ چیز ۔ الغرض اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ مردون کو ہماری خبر اور
ہمین مردون کی خبر ہونا تجھے معلوم ہوجاوے جیسا کہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکو اچھے حال یا برے حال مین دیکھنا اس
بات پر بڑی دلیل ہے کہ رحمت و نعمت مین یا عذاب و مصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل نیست اور مردہ نہین ہین جیسا کہ حق تعالی
نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ
بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

مردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے

جناب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اوسنے مجھے جاگتے مین دیکھا اسواسطے کہ شیطان
میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا کہ مجھسے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھسے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ روزہ مین
اپنے اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمر رضہ نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر نہ لینا
اولی ہے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اور دون سے کرین حضرت عباس کہتے ہین کہ مجھکو
حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت تھی اونکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا

کراپنی آنکھین ملتے ہین فرمانے لگے کہ اب فراغت ملی اگر حق تعالی کریم و رحیم نہوتا تو بڑا خطر تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے ابولہب کو خواب مین دیکھا آتش دوزخ مین جلتا تھا مین نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا کہ ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہتا ہون مگر ہر دوشنبہ کی شب دوشنبہ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور مجھے آپ کی ولادت کی خوشخبری پہونچی تھی اور مین نے اوسکی خوشی مین ایک بندہ آزاد کیا تھا اوسکے ثواب کی بدولت دوشنبہ کی رات کو مجھپر عذاب نہین ہوتا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ آپ بیٹھے ہین مین بھی اوس محفل مین بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہما کو حاضر کیا اور انہین ایک مکان کے اندر رکھکے دروازہ بند کر لیا اوسوقت مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے قُضِيَ لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور فرمانے لگے غُفِرَ لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی واللہ مین بھی بخشدیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے قبل ایک روز سوکر جو اوٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لوگون نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے کہ ظالمون نے حسین کو قتل کر ڈالا لوگون نے پوچھا کہ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس تو نے دیکھا کہ میری امت نے میرے ساتھ کیا کیا میرے فرزند حسین کو قتل کر ڈالا یہ اوسکا اور اوسکے ساتھیون کا خون ہے داد خواہی کے واسطے حق تعالی کے سامنے لیے جاتا ہون چوبیس دن کے بعد خبر آئی کہ واقعی امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کر ڈالا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بہت کام مجھے دیتیں ہین فرمایا ہان اسی زبان سے مین نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا حق تعالی نے میرے سامنے بہشت رکھدی یوسف ابن الحسین رحمۃ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھپر رحمت کی پوچھا کس عمل کے سبب سے کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے مین نے کبھی نہین ملایا منصور ابن اسمعیل رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ عبد اللہ بزاز کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مین نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالی نے اوسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ اوسکے اقرار کرنے مین مجھے شرم آئی پس حق تعالی نے مجھے پسینے مین کھڑا رکھا حتی کہ میرے منہ کا گوشت بالکل گر پڑا مین نے پوچھا وہ گناہ کیا تھا کہا کہ ایکدن مین نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالی کے سامنے مین اس گناہ کا اقرار کرون ابو جعفر صیدلانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ صوفیون کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اترے ایکے ہاتھ مین آفتابہ تھا ایک کے ہاتھ مین طشت پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دہویا اور ان صوفیون نے اپنے ہاتھ دہوئے وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور آفتابہ لاسئے کہ مین بھی ہاتھ دہوؤن کسینے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگون مین سے

نہیں جنت میں سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اوسی
قوم میں سے ہے اور میں اس قوم کو دوست رکھتا ہوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں سے فرمایا اسکے ہاتھ
چھوڑ دو یہ بھی اسی قوم میں سے ہے مجمع نامی ایک بزرگ تھے انہیں کسینے خواب میں دیکھا پوچھا کہ تمنے کیا معاملہ دیکھا کہا کہ دنیا
اور آخرت کی بھلائی زاہد لوگ لیگئے زرارہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کس عمل کو تو نے افضل پایا
کہا کہ خدا کے حکم پر راضی رہنے کو اور امید کو تاہ رکھنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہیں کہ اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کو میں نے خواب میں
دیکھا اور کہا کہ جو عمل بہتر ہے مجھے اوسکی خبر دو تاکہ میں اوسکے سبب سے تقرب پیدا کروں کہا کہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے
بلند تر میں نے نہیں دیکھا اسکے بعد غمگینوں کا مرتبہ دیکھا یہ یزید پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ رویا کیے حتی کہ روتے
روتے [illegible] ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی
نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ جس گناہ سے میں نے استغفار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہیں کیا تھا وہ
نہیں بخشا بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولیں کہ مجھپر رحمت کی
پوچھا کہ اوس مال کے سبب سے رحمت کی جو تمنے مکہ معظمہ کی راہ میں صرف کیا تھا کہا نہیں اوس مال کا اجر تو مالک مال کو ملا مجھے
میری نیت کی بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہاری ساتھ
کیا کیا بولے کہ میں نے ایک قدم تو پل صراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے
ایک حور کو خواب میں دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اوسکا حسن و جمال کبھی کسی میں میں نے نہیں دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے
اوسکا چہرہ چمکتا تھا میں نے پوچھا کہ تیرا چہرہ کیوں نورانی ہے کہنے لگی کہ تمہیں یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئیں یاد کرکے
روئے تھے میں نے کہا کہ ہاں مجھے یاد ہے کہنے لگی کہ تمہارے آنسو میں نے اپنے چہرے پر مل لیے تھے یہ تمام نور انکے
سبب سے ہے کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی
نے آپ کے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد گئے اور انکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہوا مگر وہ
دو رکعت نماز جو رات کو میں پڑھا کرتا تھا کام آئیں بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے
تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگیں کہ ان چار کلموں کے سبب سے حق تعالی نے مجھپر رحمت فرمائی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُفْنِیْ بِهَا
عُمْرِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُدْخِلُ بِهَا قَبْرِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَخْلُوْ بِهَا وَحْدِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْقٰی بِهَا رَبِّیْ
حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر
رحمت کی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ تجھے مجھسے شرم نہ تھی کہ اوس سختی کے ساتھ مجھسے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدس سرہ کو کسینے
خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر رحمت کی اور کسی چیز سے مجھے نقصان نہیں ہوا مگر
دنیاداروں میں انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا الخ دیکھا

کہ اوسے ہاروں اور میں سے وہ کچھ بھی نہ تھا اس ہاتف نے ایک آواز دی کہ یہ لاٹھی ہے نہیں ڈرتا تو نور دلمیں ہوتا ہے اوسی سے
پیدا ہوتا ہے مسبوحی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ ابلیس کو میں نے خواب میں دیکھکر کہا کہ آدمیوں سے تجھے شرم نہیں آتی کہنے لگا یہ تو کیا
نہیں ہیں اگر آدمی ہوتے تو جسطرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں میں انسے نہ کھیلتا آدمی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے بیمار اور
نزار کردیا یہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی طرف اشارہ کیا ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے
تشریف لاتے ہیں اور میں اپنے سینہ پر انگلیاں مار مار کر ایک شعر پڑھتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس فعل میں فائدے سے زیادہ
نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ
کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ پکڑا حتی کہ میں نا امید ہوا جب میری نا امیدی دیکھی تو مجھپر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رحمہ
اللہ تعالی عنہ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی پوچھا کہ عبد اللہ مبارک کا کیا حال
ہے کہا کہ اونہیں دن بھر میں دو مرتبہ حق تعالی کے دیدار کی بار ملتی ہے حضرت مالک انس رضی اللہ تعالی عنہ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس کلمہ کے سبب سے مجھپر رحمت کی جو میں نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالی عنہ
سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے
نے جس شبکو انتقال فرمایا اوسی شب کسی شخص نے اونہیں خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں اور آواز آرہی ہے کہ حضرت
حسن بصری نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا اور کہا
کہ اے ابلیس تو آدمیوں سے نہیں شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہیں ہیں آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ میں ہیں کہ اونہوں نے مجھے نزار کر ڈالا
حضرت جنید کہتے ہیں کہ میں صبح کو شونیزیہ کی مسجد تک پہونچا جیسے ہی دروازے کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے
تفکر میں بیٹھے ہیں مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ اے جنید اوس ملعون پلید کے کہنے سے دہوکے میں نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی نے جنت
کی ایک حور کو خواب میں دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ میں تجھپر عاشق ہوں خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالے
تجھے بار رکھے عتبہ نے کہا کہ میں نے دنیا کو تین طلاقیں دیدی ہیں ہرگز اوسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تا کہ تجھے پاؤں ابوایوب سختیانی
رحمہ اللہ تعالی ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑھ گئے کہ اوسپر نماز نہ پڑھنا چاہئے اوس مردے کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا
کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھپر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابو ایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ
رَبِّيْ اِذًا لَاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ یعنی خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو تم بخل کے سبب سے
کچھ بھی نہ خرچ کرتے جس رات کو حضرت داود طائی قدس سرہ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے فرشتے اترے چلے آتے
ہیں اس شخص نے پوچھا کہ آج کونسی رات ہے فرشتوں نے کہا کہ آج داود طائی نے انتقال کیا ہے بہشت اونکے واسطے آراستہ
حضرت ابوسعید شحام قدس سرہ کہتے ہیں کہ سہل صعلوکی کو میں نے خواب میں دیکھکر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اوٹھا

ایک گاؤن کا نام ہے

کہ وہ سب کمی گذری مین نے کہا کہ تمہارے وہ سب کارا ورکردار کہان گئے کہنے لگے کچھ مفید نہوا مگر اون مسائل کا جواب جو بوڑھی نے پوچھا کرتی تھین ربیع ابن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپکے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر آبدار موتی مجھپر چھڑکے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک مشکل کام مجھے پیش آیا مین اوسمین عاجز ہوا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد ادریس کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَةٍ صبح کو جب مین اوٹھا تو مین نے یہ دعا پڑھی کچھ دن چڑھے وہ کام آسان ہوگیا اَیْ عزیز تجھے چاہیے کہ اس دعا کو نہ بھول عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پر لکھی ہے مین جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکھی دیکھی یَا هَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَا مُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطْرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ كُلَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَاءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ذکر موت مین اسقدر باتین جو بیان کی گئین یہی بس ہین کتاب کیمیائے سعادت کو ہمی نے ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرین اور اس سے فائدہ لین اونسے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعائے خیر مین نہ بھولین اور حق تعالی سے اوسکی مغفرت چاہین تاکہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام مین ہوا ہو یا تکلف یا ریا کا میل نیت مین ہوگیا ہو تو اوسے حق تعالی اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نرکھے اسواسطے کہ اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلائے اور خود ریا کے سبب درگاہ الہی سے دور رہ جائے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَنَقُوْلُ فِیْ خَاتِمَةِ الْكِتَابِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ

خاتمۃ الطبع

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا بادیہ ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق نے اونہین ہدایت فرمائی مرض شقاوت کے گرفتارون کو فرحت ہو کہ شافی نے اونہین صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ سراپا منفعت مسمی بہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت مرکب ہوا جناب فیضمآب راہبر طرق فراغت چارہ گر درد فلاکت عالی مراتب جناب منشی نولکشور صاحب کے مطبع واقع لکھنؤ مین بماہ ... ١٢٩٠ ...

قطعات تاریخ

[illegible]